

شرح حسامی شریف

جلد 4

تصنیف

امیر ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب لیبائی

ترجمہ

استاذ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ



طالب دعا زوہیب حسن عطاری

خوشخبری

علماء الاسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں

<https://t.me/tehqiqat>
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لے

<https://>

archive.org/details/

[@zohaibhasanattari](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



جميع حقوق الطبع محفوظة للنشر

All rights are reserved

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب _____ شرح سنن نسائی شریف

مترجم _____ ابو العلاء محمد بن عبد بن جہانگیر

کمپوزنگ _____ ورڈز میکر

باہتمام _____ ملک شبیر حسین

سن اشاعت _____ ستمبر 2015ء

سرورق _____ اے ایف ایس ایڈورٹائزرز
0322-7202212

طباعت _____ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ _____ روپے

اشاکسٹ

اشاکر پبلی کیشنز
042-37240084

شبیر برادرز
042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔



ترتیب

۳۶	مسلمانوں کو قتال کی اجازت ملنے کا بیان	۲۸	مقدمہ رضویہ
۳۷	حکم جہاد کی مشروعیت کا بیان	۲۸	حدیث مرسل سے متعلق بحث کا بیان
۳۷	جہاد میں سواری وغیرہ نہ ہونے کے سبب غمگین ہونے والوں	۲۸	مراہیل صحابہ رضی اللہ عنہم
۳۷	کا بیان	۲۸	مراہیل صحابہ رضی اللہ عنہم کا حکم
۳۳	عبادت سے محروم ہونے کی بناء پر رونے کا بیان	۲۹	مراہیل غیر صحابہ
	باب التَّشْدِيدُ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ	۲۹	ائمہ اربعہ کا مسلک
۳۴	یہ باب ہے کہ جہاد نہ کرنے کی شدید مذمت	۳۰	مرسل غیر صحابی غیر معتبر کیوں؟
	باب الرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ السَّرِيَّةِ	۳۰	احناف، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک
۳۵	یہ باب ہے کہ چھوٹی مہم میں شریک نہ ہونے کی اجازت	۳۱	مراہیل صحابہ کرام کی مثال
۳۶	عذر کے سبب جہاد پر نہ جاسکے کا بیان	۳۱	مراہیل تابعی و تبع تابعین
	باب فَضْلِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ	۳۲	حدیث مرسل کا ایک اور مفہوم
	یہ باب ہے کہ جہاد کرنے والوں کی گھر بیٹھے رہنے والوں	۳۲	مرسل ظاہر کا بیان
۳۷	پر فضیلت	۳۲	مرسل خفی کا بیان
۳۸	ظالمین کے تعین میں مختلف اقوال کا بیان		كِتَابُ الْجِهَادِ
۵۱	معدور کا عذر کے باوجود جہاد کی تمنا کرنے کا بیان	۳۳	یہ کتاب جہاد کے بیان میں ہے
	بلا عذر جہاد میں شریک نہ ہونے والے مجاہدین کے برابر نہیں	۳۳	جہاد کی تعریف اور اس کی اقسام کا بیان
۵۲	ہیں		جہاد کرنے میں عزت اور جہاد ترک کرنے میں ذلت کا
	عذر کی وجہ سے جہاد نہ کرنے والے مجاہدین کے برابر ہیں۔	۳۳	بیان
۵۲	غنی شا کر افضل ہے یا فقیر صابر	۳۴	جہاد کے درجات اور اجر و ثواب کے متعلق احادیث
	عذر کے سبب جہاد پر نہ جانے والوں سے متعلق احادیث و آثار		باب وَجُوبُ الْجِهَادِ
۵۶	کا بیان	۳۵	یہ باب جہاد کے وجوب کے بیان میں ہے
۵۶	معدورین پر جہاد فرض نہ ہونے کا بیان	۳۵	اجازت جہاد کا بیان

- ۷۰ شہید کے لئے چھ بھلائیاں ہیں
- باب الرُّخْصَةِ فِي التَّخْلُفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَانِ
یہ باب ہے کہ جس شخص کے والدین موجود ہوں اس کے لیے جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت
- ۷۱ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے متصل ماں باپ کی اطاعت کا حکم دینے کی توجیہ
- ۷۲ ماں باپ کے حصول لذت کے نتیجہ میں اولاد ہوئی پھر ان کا کیا احسان ہے؟
- ۷۳ ماں باپ کے حقوق کے متعلق قرآن مجید کی آیات
- ۷۴ ماں باپ کے حقوق کے متعلق احادیث کا بیان
- ۷۵ اگر ماں باپ غیر مسلم ہوں پھر بھی ان کے ساتھ نیک سلوک واجب ہے
- ۷۶ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا جہاد پر مقدم ہے
- ۷۷ ماں باپ کے بڑھاپے اور ان کی موت کے بعد ان سے نیک سلوک کرنا
- ۷۸ ماں باپ کو جھڑکنے اور ان کو اف کہنے کی ممانعت
- باب الرُّخْصَةِ فِي التَّخْلُفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ
یہ باب ہے کہ جس شخص کی صرف والدہ موجود ہو اس کے لیے جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت
- ۷۹ باب فَضْلِ مَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ
یہ باب ہے کہ جو شخص اپنی جان اور مال کے ہمراہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کی فضیلت
- ۸۰ باب فَضْلِ مَنْ عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَلَى قَدَمِهِ
یہ باب ہے کہ اُس شخص کی فضیلت جو اللہ کی راہ میں پیدل (جہاد میں شریک ہوتا ہے)
- ۸۱ اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب رونے کا بیان
- ۸۲ راہ جہاد کے غبار اور جہنم کی آگ کا بیان
- ۷۱ جہنم میں دو آدمیوں کے جمع نہ ہو سکنے کا بیان
- ۷۲ بخل اور ایمان کے جمع نہ ہونے کا بیان
- باب ثَوَابِ مَنْ اغْبَرَتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
یہ باب ہے کہ جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں اس کا ثواب
- ۷۳ باب ثَوَابِ عَيْنِ سَهْرَتٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جاگنے والی آنکھ کا ثواب
- ۷۴ باب فَضْلِ عَذْوَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جانے کی فضیلت
- ۷۵ باب فَضْلِ الرُّوحَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں شام کے وقت جانے کی فضیلت
- باب الْغَزَاةِ وَقَدْ أَلَّهِ تَعَالَى
یہ باب ہے کہ جنگ میں حصہ لینے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں
- ۷۶ باب مَا تَكْفَلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ
یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے
- ۷۷ باب ثَوَابِ السَّرِيَّةِ الَّتِي تُخَفِّقُ
یہ باب ہے کہ اُس چھوٹی جنگی مہم کا بیان جو مال غنیمت حاصل کیے بغیر واپس آتی ہے
- ۷۸ باب مَثَلِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال
- ۷۹ باب مَا يَعْدِلُ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
یہ باب ہے کہ کون سی چیز اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے
- ۸۰ باب دَرَجَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کا درجہ

باب مَسَالَةِ الشَّهَادَةِ	۱۰۷	کے سامنے ہونے کا بیان
یہ باب ہے کہ شہادت کی دعا مانگنا	۱۰۸	خون خشک ہونے سے پہلے حور عین کی زیارت
حکمی شہداء کے متعلق احادیث و آثار کا بیان	۱۰۹	چیونٹی کے کاٹنے جیسا درد اور سکرات الموت سے حفاظت
حکمی شہداء کی تعداد کا بیان	۱۰۹	شہداء پر فرشتوں کا داخلہ اور سلام کا بیان
باب اجْتِمَاعِ الْقَاتِلِ وَالْمَقْتُولِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فِي الْجَنَّةِ	۱۱۰	اللہ کی ایسی رضا اور خوشنودی جس کے بعد ناراضگی نہیں ہوگی
یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے شخص اور	۱۱۰	شہادت کی قبولیت کا بیان
اُسے شہید کرنے والے کا جنت میں اکٹھے ہونا	۱۱۲	شہید کی فضیلت کا بیان
باب تَفْسِيرِ ذَلِكَ	۱۱۲	حور عین سے شادی
یہ باب (مذکورہ بالا حدیث) کی وضاحت کے بیان میں ہے		باب مَا يَتَمَنَّى أَهْلُ الْجَنَّةِ
باب فَضْلِ الرِّبَاطِ	۱۱۳	یہ باب ہے کہ اہل جنت کس بات کے آرزو مند ہوتے ہیں؟
یہ باب پہرہ دینے کی فضیلت میں ہے		باب مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنَ الْآلَمِ
باب فَضْلِ الْجِهَادِ فِي الْبَحْرِ	۱۱۳	یہ باب ہے کہ شہید کو کیسا درد محسوس ہوتا ہے؟
یہ باب بحری جہاد کی فضیلت میں ہے		اللہ کے نزدیک موت اور حیات کا معنی اور شان نزول کا
باب غَزْوَةُ الْهِنْدِ	۱۱۳	بیان
یہ باب غزوہ ہند کے بیان میں ہے	۱۱۵	برزخ میں حیات کا بیان
باب غَزْوَةُ التُّرْكِ وَالْحَبَشَةِ	۱۱۵	اولیاء اللہ کی جسمانی حیات کا بیان
یہ باب ہے کہ ترکوں اور حبشیوں کے ساتھ جنگ (کا	۱۱۶	شہداء کی حیات کا بیان
تذکرہ)		شہادت کے بعد بعض جسموں کے تغیر سے ان کی حیات
باب الْإِسْتِصَارِ بِالضَّعِيفِ	۱۱۶	پر محارضہ کا جواب
یہ باب ہے کہ کمزور لوگوں کے لیے مدد مانگنا		سبز پرندوں میں شہید کی روح کے متمثل ہونے سے تناسخ
غریاء کی دعاؤں کی برکت کا بیان	۱۱۷	کا جواب
ضعیف و کمزور اہل ایمان کی فضیلت کا بیان	۱۱۸	انبیاء علیہم السلام کی حیات کا بیان
نبی کریم کے فقر اختیار کی کا بیان		وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کے دکھائی دینے کی کیفیت
باب فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا	۱۲۱	کا بیان
یہ باب ہے کہ جو شخص غازی کو سامان (جنگ) فراہم کرے	۱۲۲	شہید کے معنی و مفہوم کا بیان
اس کی فضیلت	۱۲۲	شہید کے متعلق فقہی احکام کا بیان
باب فَضْلِ النِّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى	۱۲۲	علم اور شعور کا فرق کا بیان

۱۶۳	یہ باب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت میں ہے	۱۴۵
۱۶۳	جنت کے دروازوں سے بلائے جانے کا بیان	۱۴۶
۱۶۳	دس گنا سے سات سو گنا اور بے حساب اجر دینے کی وجوہات کا بیان	۱۴۷
۱۵۶	صدقات و خیرات کے آداب و شرائط کا بیان	۱۴۸
۱۵۶	صدقات کے مصارف اجر و ثواب اور آداب و شرائط کے متعلق احادیث	۱۴۹
۱۶۶	باب فَضْلِ الصَّدَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ	۱۴۹
۱۶۷	یہ باب اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی فضیلت میں ہے	۱۵۰
۱۶۷	جہاد اور اللہ کی رضا جوئی میں خرچ کرنے کی مثالوں کا فرق	۱۵۰
۱۶۷	ریا کار منافق اور مخلص مومن کے راہ خدا میں خرچ کرنے کی مثالوں کا فرق	۱۵۱
۱۶۷	اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر ثابت قدمی کے لیے خرچ کرنے کی صورتیں	۱۵۲
۱۶۷	جنگ کی دو اقسام کا بیان	۱۵۳
۱۶۷	شہرت و ریا کاری کی غرض سے عمل کرنے کا بیان	۱۵۳
۱۶۷	ریا کاری کے سبب اعمال کے باطل ہونے کا بیان	۱۵۳
۱۶۷	دین کے نام پر دنیا کو طلب کرنے والوں کا بیان	۱۵۵
۱۶۷	باب حُرْمَةِ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ	۱۵۷
۱۶۷	یہ باب ہے کہ جہاد پر جانے والے افراد کی خواتین کا احترام	۱۵۷
۱۶۷	باب مَنْ خَانَ غَارِيًّا فِي أَهْلِهِ	۱۵۸
۱۶۷	یہ باب ہے کہ جو شخص مجاہد کی بیوی کے ساتھ خیانت کرتا ہے	۱۵۸
۱۶۷	سانپوں کو مار دینے کا بیان	۱۵۹
۱۶۷	شہادت کی مختلف اقسام کا بیان	۱۶۰
۱۶۷	میت پر رونے کا بیان	۱۶۱
۱۶۷	کوئی شخص دوسرے کے جرم کی سزا نہیں پائے گا اس قاعدہ کے بعض مستثنیات	۱۶۲
۱۶۳	کتاب النکاح	
۱۶۳	یہ کتاب نکاح کے بیان میں ہے	
۱۶۳	نکاح کے معنی و مفہوم کا بیان	
۱۵۶	تعریف نکاح میں مذاہب اربعہ	
۱۵۶	قرآن کی روشنی میں نکاح کی اہمیت کا بیان	
۱۶۶	احادیث کی روشنی میں نکاح کی اہمیت کا بیان	
۱۶۷	اہل فقہ کے نزدیک نکاح کی اہمیت کا بیان	
۱۶۸	نکاح کی شرعی حیثیت کا فقہی بیان	
۱۶۹	ملت ابراہیمی میں نکاح کا طریقہ	
۱۶۹	زمانہ جاہلیت میں رائج شادی کے مختلف طریقے	
۱۶۹	(۱) زواج البعولہ	
۱۷۰	زواج البدل	
۱۷۰	نکاح متعہ	
۱۷۰	نکاح الخدن	
۱۷۰	نکاح الضغینہ	
۱۷۰	نکاح شغار	
۱۷۰	نکاح الاستبضاع	
۱۷۱	اجتماعی نکاح	
۱۷۱	نکاح البغایا	
۱۷۳	نکاح کرنے کا مستحب طریقہ	
	بَابُ ذِكْرِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي النِّكَاحِ وَأَزْوَاجِهِ وَمَا أَبَاحَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَحَظْرَةِ عَلَى خَلْقِهِ زِيَادَةً فِي كَرَامَتِهِ وَتَنْبِيْهَا لِفَضِيلَتِهِ	
	یہ باب ہے کہ نکاح اور ازواج کے معاملے میں نبی اکرم کا تذکرہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مباح قرار دیا اور ان کی بزرگی میں اضافے اور فضیلت پر متنبہ کرنے کے لیے آپ کو اپنی دیگر	

۱۹۲	وفات کا بیان	۱۷۴	مخلوق پر فوقیت دی
۱۹۲	اولاد کا بیان	۱۷۵	باری مقرر کرنے سے متعلق فقہی احکام کا بیان
۱۹۲	حلیہ کا بیان	۱۷۶	عورت کا اپنے بعض حقوق کو ساقط کر کے مرد سے صلح کر لینا
۱۹۲	فضل و کمال کا بیان	۱۷۷	صلح کرنے کے لیے اپنے بعض حقوق کو چھوڑنا
۱۹۵	اخلاق عادات کا بیان	۱۷۷	اپنا حق کسی دوسرے کو ہبہ کر دینے کا بیان
۱۹۵	حضرت حصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۷۸	ازواج مطہرات اور رشک کا بیان
۱۹۵	نکاح کا بیان	۱۷۹	ازواج مطہرات کے حالات زندگی کا بیان
۱۹۵	اسلام کا بیان	۱۷۹	حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۱۹۶	ہجرت اور نکاح ثانی کا بیان	۱۷۹	آپ کا نکاح کا بیان
۱۹۶	وفات کا بیان	۱۷۹	تجارت کا بیان
۱۹۶	اولاد کا بیان	۱۷۹	اسلام کا بیان
۱۹۷	فضل و کمال کا بیان	۱۸۲	وفات کا بیان
۱۹۷	اخلاق کا بیان	۱۸۲	اولاد کا بیان
۱۹۹	نکاح کا بیان	۱۸۳	فضائل و مناقب کا بیان
۱۹۹	حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۸۳	حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۰۰	حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۸۳	نکاح کا بیان
۲۰۰	نکاح کا بیان	۱۸۳	قبول اسلام کا بیان
۲۰۰	اسلام کا بیان	۱۸۳	حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم نبوت بنتی ہیں
۲۰۰	ہجرت حبشہ کا بیان	۱۸۵	عام حالات کا بیان
۲۰۰	ہجرت مدینہ کا بیان	۱۸۵	وفات کا بیان
۲۰۰	وفات ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نکاح ثانی اور خانگی حالات	۱۸۵	اولاد کا بیان
۲۰۱	کا بیان	۱۸۵	حلیہ کا بیان
۲۰۳	عام حالات کا بیان	۱۸۶	فضل و کمال کا بیان
۲۰۵	وفات کا بیان	۱۸۶	اخلاق کا بیان
۲۰۶	اولاد کا بیان	۱۸۷	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۰۶	حلیہ کا بیان	۱۸۷	نکاح کا بیان
۲۰۶	فضل و کمال کا بیان	۱۸۹	عام حالات کا بیان

۲۲۰	عام حالات کا بیان	۲۰۶	اخلاق و عادات کا بیان
۲۲۰	وفات کا بیان	۲۰۹	مناقب کا بیان
۲۲۰	حلیہ کا بیان	۲۰۹	حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش
۲۲۰	فضل و کمال کا بیان	۲۱۰	اسلام کا بیان
۲۲۰	اخلاق کا بیان	۲۱۰	نکاح کا بیان
۲۲۰	بَابُ مَا افْتَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَرَمَهُ عَلَى خَلْقِهِ لِيَزِيدَهُ اِنْ شَاءَ اللَّهُ قُرْبَةً اِلَيْهِ	۲۱۲	وفات کا بیان
۲۲۰	یہ باب ہے کہ وہ چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے جائز قرار دیا ہے اور دیگر مخلوق کے لئے حرام قرار دیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں نبی کے مرتبہ اور مقام کو زیادہ کرے۔	۲۱۲	حلیہ کا بیان
۲۲۲	بَابُ الْحَيْثُ عَلَى النِّكَاحِ	۲۱۳	فضل و کمال کا بیان
۲۲۳	یہ باب نکاح کی ترغیب کے بیان میں ہے	۲۱۳	اخلاق کا بیان
۲۲۳	بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ	۲۱۳	حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۲۶	یہ باب مجرد رہنے کی ممانعت میں ہے	۲۱۴	نکاح کا بیان
۲۲۷	تجمل کی ممانعت کا بیان	۲۱۴	غزوہ مرتسیح اور نکاح ثانی کا بیان
۲۲۷	بَابُ مَعُونَةِ اللَّهِ النَّاسِ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ	۲۱۵	وفات کا بیان
۲۳۰	یہ باب ہے کہ وہ نکاح کرنے والا شخص جو پاکدامنی چاہتا ہو اللہ تعالیٰ کا اس کی مدد کرنا	۲۱۵	حلیہ کا بیان
۲۳۰	بَابُ نِكَاحِ الْاَبْنِكَارِ	۲۱۵	فضل و کمال کا بیان
۲۳۰	یہ باب کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرنے میں ہے	۲۱۵	اخلاق کا بیان
۲۳۰	بَابُ تَزْوُجِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهَا فِي السِّنِّ	۲۱۶	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۳۲	یہ باب ہے کہ عورت کا اس کے ہم عمر شخص کے ساتھ شادی کرنا	۲۱۶	نکاح کا بیان
۲۳۲	بَابُ تَزْوُجِ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةِ	۲۱۶	اسلام کا بیان
۲۳۲	یہ باب ہے کہ آزاد شدہ غلام کا (آزاد) عرب عورت کے ساتھ شادی کرنا	۲۱۷	نکاح ثانی کا بیان
۲۳۲	بَابُ الْحَسَبِ	۲۱۷	وفات کا بیان
۲۳۲	بَابُ تَزْوُجِ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةِ	۲۱۸	اولاد کا بیان
۲۳۲	یہ باب ہے کہ آزاد شدہ غلام کا (آزاد) عرب عورت کے ساتھ شادی کرنا	۲۱۸	حلیہ کا بیان
۲۳۲	بَابُ تَزْوُجِ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةِ	۲۱۸	فضل و کمال کا بیان
۲۳۲	یہ باب ہے کہ آزاد شدہ غلام کا (آزاد) عرب عورت کے ساتھ شادی کرنا	۲۱۸	اخلاق کا بیان
۲۳۲	بَابُ تَزْوُجِ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةِ	۲۱۹	حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۲۳۲	بَابُ تَزْوُجِ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةِ	۲۱۹	نکاح کا بیان

۲۳۵	یہ باب ہے کہ شوال کے مہینے میں شادی کرنا	۲۳۵	یہ باب حسب کے بیان میں ہے
	بَابُ الْخُطْبَةِ فِي النِّكَاحِ		بَابُ عَلَى مَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ
۲۳۵	یہ باب نکاح کا پیغام بھیجنے کے بیان میں ہے	۲۳۶	یہ باب ہے کہ کن خویوں کی وجہ سے کسی خاتون سے شادی کی جاسکتی ہے
	بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ		بَابُ تَكْرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الْعَقِيمِ
۲۳۷	یہ باب ہے کہ ایک شخص کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں دوسرے شخص	۲۳۶	یہ باب ہے کہ بانجھ عورت کے ساتھ شادی کا مکروہ ہوتا
۲۳۷	کا نکاح کا پیغام بھیجنے کی ممانعت		بَابُ تَزْوِيجِ الزَّانِيَةِ
	بَابُ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِذَا تَرَكَ الْخَاطِبُ أَوْ آذِنَ لَهُ	۲۳۷	یہ باب ہے کہ زنا کرنے والی عورت کے ساتھ شادی کرنا
۲۳۸	یہ باب ہے کہ جب پہلے نکاح کا پیغام بھیجے والا شخص اس کو ترک کر دے یا		مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح کا عدم جواز
	دوسرے شخص کو اجازت دیدے تو کسی شخص کا نکاح کا پیغام بھیجنا	۲۳۸	مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کے باوجود اہل کتاب سے نکاح کے جواز کی توجیہ
۲۳۸	بَابُ إِذَا اسْتَشَارَتِ الْمَرْأَةُ رَجُلًا فِيمَنْ يَخْطُبُهَا هَلْ يُخْبِرُهَا بِمَا يَعْلَمُ	۲۳۹	اہل کتاب باندیوں سے نکاح میں فقہاء کے مذاہب کا بیان
	یہ باب ہے کہ جب کوئی خاتون کسی مرد سے مشورہ کرے		بَابُ تَكْرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الزَّانَاةِ
	اس شخص کے بارے میں جس نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا ہو تو کیا وہ مرد اپنے علم کے مطابق اسے بتائے گا	۲۳۹	یہ باب ہے کہ زنا کرنے والی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا مکروہ ہے
۲۵۰	بَابُ إِذَا اسْتَشَارَ رَجُلٌ رَجُلًا فِي الْمَرْأَةِ هَلْ يُخْبِرُهَا بِمَا يَعْلَمُ		بَابُ أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ
	یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے خاتون کے بارے میں مشورہ کرے	۲۴۲	یہ باب ہے کہ کون سی عورت زیادہ بہتر ہے؟
۲۵۱	تو کیا وہ شخص اسے اپنے علم کے مطابق اطلاع دے گا		بَابُ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ
	بَابُ عَرُضِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ عَلَى مَنْ يَرْضَى	۲۴۳	یہ باب نیک عورت کے بیان میں ہے
۲۵۱	یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیٹی (کے ساتھ شادی کے لئے) اپنے پسندیدہ شخص کو پیشکش کرنا		بَابُ الْمَرْأَةِ الْغَيْرَاءِ
۲۵۲	بَابُ عَرُضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى مَنْ تَرْضَى	۲۴۳	یہ باب رشک کرنے والی عورت کے بیان میں ہے
	یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے پسندیدہ شخص کے سامنے		بَابُ إِبَاحَةِ النَّظَرِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ
		۲۴۳	یہ باب ہے کہ شادی سے پہلے (خاتون کو) دیکھنے کا مباح ہوتا
		۲۴۴	مکیتر کو دیکھنے میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان
			بَابُ التَّزْوِيجِ فِي شَوَالٍ

۲۷۰	ولایت نکاح کے اطلاق میں فقہ شافعی و حنفی کا اختلاف	۲۵۳	اپنے ساتھ نکاح کی پیشکش کرنا
۲۷۲	باکرہ کے سقوط اختیار کے فقہی مسائل		بَابُ صَلَوةِ الْمَرْأَةِ إِذَا خُطِبَتْ وَاسْتَخَارَ كَيْفَ رَبَّهَا
	بَابُ اسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ فِي نَفْسِهَا		یہ باب ہے کہ جب کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا جائے تو اس
	یہ باب ہے کہ کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں اجازت	۲۵۳	کا نماز ادا کرنا اور اپنے پروردگار سے استخارہ کرنا
۲۷۳	لینا	۲۵۴	آسمان سے حکم نکاح کے آنے کا بیان
	بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے متعلق مذاہب	۲۵۴	استخارہ کے معنی و مفہوم کا بیان
۲۷۴	اربعہ		بَابُ كَيْفَ الْإِسْتِخَارَةُ
	بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے جواز کے	۲۵۷	یہ باب ہے کہ استخارہ کیسے کیا جائے؟
۲۷۵	متعلق احادیث اور آثار	۲۵۸	حدیث استخارہ کی شرح کا بیان
	بَابُ اسْتِئْذَانِ الْآبِ الْبِكْرِ فِي نَفْسِهَا	۲۵۹	استخارہ کی تعلیم دینے کا بیان
	یہ باب ہے کہ باپ کا کنواری لڑکی سے اس کی مرضی معلوم	۲۶۰	مسائل کے حل کیلئے استخارہ کرنے کا بیان
۲۷۶	کرنا	۲۶۱	مشرکین کو حدود حرم سے نکال دینے کا بیان
۲۷۶	ولایت کے انتقال میں مذاہب اربعہ کا بیان	۲۶۱	ہیت اللہ کی تعمیر اور استخارہ کا بیان
	بَابُ اسْتِئْذَانِ النَّسَبِ فِي نَفْسِهَا		بَابُ اِنْكَاحِ الْاَبْنِ اُمِّهٖ
	یہ باب ہے کہ بیوہ (یا طلاق یافتہ) سے اس کے بارے	۲۶۳	یہ باب ہے کہ بیٹے کا اپنی ماں کی (دوسری) شادی کروادینا
۲۷۷	میں معلوم کرنا		بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الصَّغِيرَةَ
	بَابُ اِذْنِ الْبِكْرِ	۲۶۳	یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی کم سن بیٹی کی شادی کروانا
۲۷۷	یہ باب ہے کہ کنواری لڑکی کا اجازت دینا	۲۶۵	باپ کیلئے عدم اجازت صغیرہ پر اجماع کا بیان
	بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے متعلق مذاہب	۲۶۵	چھوٹی بچی کی رخصتی اور اس سے دخول کرنا
۲۷۸	اربعہ کا بیان		نابالغ لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد ملنے والے اختیار کا
	بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے جواز کے	۲۶۶	حکم
۲۷۸	متعلق احادیث اور آثار	۲۶۶	بلوغ کی علامت و مفہوم کا بیان
	بَابُ النَّسَبِ يُزَوِّجُهَا اَبُوَهَا وَهِيَ كَاهِنَةٌ	۲۶۷	نکاح میں خیار بلوغ کا فقہی مفہوم و حکم
	یہ باب ہے کہ طلاق یافتہ (یا بیوہ) عورت کے باپ کا اس	۲۶۸	دعویٰ بلوغت میں قول مدعی قبول کیا جائے گا
۲۷۹	کی شادی کرنا جبکہ اس عورت کو یہ ناپسند ہو		بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الْكَبِيرَةَ
	بَابُ الْبِكْرِ يُزَوِّجُهَا اَبُوَهَا وَهِيَ كَاهِنَةٌ	۲۶۹	یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بڑی بیٹی کی شادی کروانا
	یہ باب ہے کہ اگر کنواری کا باپ اس کی شادی کرے اور وہ	۲۷۰	صاحب رائے عورت کی ولایت میں مذاہب اربعہ

باب تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُمِّ وَالْبَنَاتِ	۲۸۰	(اس رشتے کو) ناپسند کرتی ہو
باب ماں اور بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے ۳۰۲		باب الرُّخْصَةِ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ
باب تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأَخْتَيْنِ		یہ باب ہے کہ حالت احرام والے شخص کے نکاح کرنے کی رخصت
یہ باب ہے کہ دو بہنوں کو (نکاح میں) اکٹھے کرنا حرام ہے ۳۰۳	۲۸۱	حالت احرام میں نکاح سے متعلق قاعدہ فقہیہ کا بیان
نکاح میں محرمات کو جمع کرنے کی ممانعت میں فقہی مسائل کا بیان ۳۰۴	۲۸۲	باب النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ
سبب مملوکہ ہونے کا بیان ۳۰۸		یہ باب ہے کہ حالت احرام والے شخص کے نکاح کرنے کی ممانعت
سبب اختلاف مذہب ہونا ۳۱۱	۲۸۲	باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَلَامِ عِنْدَ النِّكَاحِ
باب الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَوَعَمَّتِهَا		یہ باب ہے کہ نکاح کے وقت کون سا کلام مستحب ہے
یہ باب ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی کو (نکاح میں) جمع کرنا ۳۱۳	۲۸۳	باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخُطْبَةِ
باب تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَاتِهَا		یہ باب ہے کہ کس طرح کا خطبہ مکروہ ہے
یہ باب ہے کہ عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے ۳۱۵	۲۸۴	باب الْكَلَامِ الَّذِي يَنْعَقِدُ بِهِ النِّكَاحُ
باب مَا يَنْعَوُ مِنَ الرِّضَاعِ		یہ باب ہے کہ وہ کلام جس کے ذریعے نکاح منعقد ہو جاتا ہے
یہ باب ہے کہ رضاعت سے کوئی حرمت ثابت ہوتی ہے ۳۱۶	۲۸۴	باب الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ
باب تَحْرِيمِ بِنَاتِ الْأَخِ مِنَ الرِّضَاعَةِ		یہ باب نکاح میں شرائط رکھنے کے بیان میں ہے
یہ باب ہے کہ رضاعی بیٹی کے ساتھ (شادی کرنا) حرام ہے ۳۱۸	۲۸۵	باب النِّكَاحِ الَّذِي تَحِلُّ بِهِ الْمُطْلَقَةُ ثَلَاثًا لِمُطْلِقِهَا
باب الْقُدْرِ الَّذِي يُحْرِمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ		یہ باب ہے کہ وہ نکاح جس کی وجہ سے تین مرتبہ طلاق یافتہ عورت طلاق دینے والے کے لیے حلال ہو جاتی ہے
یہ باب ہے کہ رضاعت کی جو مقدار حرمت کو ثابت کرتی ہے ۳۲۰	۲۸۶	باب تَحْرِيمِ الرَّبِيبَةِ الَّتِي فِي حَجْرِه
حرمت رضاعت میں گھونٹ پینے کے اعتبار کا بیان ۳۲۱		باب 44: زیر پرورش (سوتیلی بیٹی) کے ساتھ شادی کرنا حرام ہے
باب لَبَنِ الْفَحْلِ		محرمات نکاح سے متعلق تفصیلی احکام کا بیان
یہ باب ہے کہ دودھ (پلانے والی عورت کے) شوہر (کا حکم) ۳۲۳	۲۸۷	حرمت رضاعت کا بیان
باب رَضَاعِ الْكَبِيرِ		دودھ کا بکری وغیرہ کے دودھ سے کس ہو جانے کا بیان
یہ باب ہے کہ بڑی عمر کے شخص کو دودھ پلانا ۳۲۵	۲۹۷	

دودھ پلانے کے شرعی احکام کا بیان	۳۲۸	”اور عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں، ماسوائے ان کے	۳۲۶
دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ مذاہب کی آراء کا بیان	۳۲۹	جو تمہاری زیر ملکیت ہیں“	۳۲۶
بَابُ الْغِيلَةِ		بَابُ الشِّغَارِ	
یہ باب ہے کہ غیلہ (دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ		یہ باب شغار کے بیان میں ہے	۳۲۷
صحبت کرنا)	۳۳۱	بَابُ تَفْسِيرِ الشِّغَارِ	
بَابُ الْعَزْلِ		یہ باب شغار کی وضاحت کے بیان میں ہے	۳۳۸
یہ باب عزل کے بیان میں ہے	۳۳۲	غیر مقلدین کے نزدیک شغار کی لفظی تحقیق	۳۳۹
عزل سے متعلق فقہی تفصیل کا بیان	۳۳۳	غیر مقلدین کے نزدیک شغار کی معنوی تحقیق	۳۳۹
بَابُ حَقِّ الرِّضَاعِ وَحُرْمَتِهِ		تحريم شغار اور اجماع علماء کا بیان	۳۵۱
یہ باب ہے کہ رضاعت کا حق اور اس کی حرمت کا بیان	۳۳۷	نکاح شغار پہ تقرر مہر کا بیان	۳۵۱
دودھ پلانے کے شرعی احکام کا بیان	۳۳۸	نکاح شغار بلا تقرر مہر کا بیان	۳۵۱
دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ مذاہب کی آراء کا بیان	۳۳۸	بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى سُورٍ مِنَ الْقُرْآنِ	
بَابُ الشَّهَادَةِ فِي الرِّضَاعِ		یہ باب ہے کہ قرآن کے کسی سورۃ (کے بطور مہر ہونے) پر	
یہ باب ہے کہ رضاعت کے بارے میں گواہی دینا	۳۳۰	شادی کرنا	۳۵۲
وہ مسائل جن میں صرف عورت ہی کی گواہی معتبر ہے	۳۳۱	تعلیم قرآن کو مہر قرار دینے کا بیان	۳۵۶
ولادت اور بچے کے رونے پر گواہی	۳۳۱	حق مہر اور اس کی مقدار کا بیان	۳۵۷
رضاعت پر عورت کی گواہی کا بیان	۳۳۲	بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْإِسْلَامِ	
ماہواری پر عورت کی گواہی کا بیان	۳۳۲	یہ باب ہے کہ اسلام قبول کرنے کی (شرط پر شادی کرنا)	۳۵۸
بَابُ نِكَاحِ مَا نَكَحَ الْآبَاءُ		زوجین کے قبول اسلام کا بیان	۳۵۹
یہ باب ہے کہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا جس کے		بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْعِتْقِ	
ساتھ باپ دادا میں سے کسی نے نکاح کیا ہو	۳۳۲	یہ باب ہے کہ آزاد کرنے کی شرط (مہر ہونے) پر شادی کرنا	۳۶۰
باپ کی منکوحہ سے بیٹے کے نکاح کے متعلق مذاہب فقہاء کا		بَابُ عِتْقِ الرَّجُلِ حَارِيتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا	
بیان	۳۳۲	یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی کنیز کو آزاد کر کے پھر اس کے	
باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے کی سزا کا بیان	۳۳۵	ساتھ شادی کر لینا	۳۶۱
بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ		بَابُ الْقِسْطِ فِي الْأَصْدِيقَةِ	
النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)		یہ باب ہے کہ مہر میں انصاف سے کام لینا	۳۶۲
یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر	۳۳۶	قیمت لڑکیوں کے حقوق کا بیان	۳۶۳

باب دُعَاءِ مَنْ لَمْ يَشْهَدْ التَّزْوِيجَ	۳۶۶	حضرت ام ہانی کو نکاح کا پیغام دینا
یہ باب ہے کہ جو شخص شادی میں شریک نہ ہوا ہو اس کا دعا	۳۶۶	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کا مہر
۳۸۹	۳۶۷	نکاح کی اجازت کے رشتوں میں اسلام کا متوسط حکم
باب الرُّخْصَةِ فِي الصُّفْرَةِ عِنْدَ التَّزْوِيجِ	۳۷۱	انبیاء سابقین علیہم السلام کے اعتبار سے آپ کے خصائص
یہ باب ہے کہ شادی کے وقت زرد رنگ کی رخصت	۳۷۱	باب التَّزْوِيجِ عَلَى نَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ
باب قَبْلَةِ الْخُلُوةِ	۳۷۲	یہ باب ہے کہ سونے کی ایک گھنٹی (مہر ہونے) پر شادی کرنا
یہ باب ہے کہ خلوت کی بخشش	۳۷۲	باب اِبَاحَةِ التَّزْوِيجِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ
باب الْبِنَاءِ فِي شَوَالٍ	۳۷۳	یہ باب ہے کہ مہر کے بغیر شادی کا درست ہونا
یہ باب شوال میں رخصتی کرنے کے بیان میں ہے	۳۷۳	باب هَيْئَةِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ
باب الْبِنَاءِ بِأَهْنَةِ يَسَعِ	۳۷۶	یہ باب ہے کہ کسی عورت کا اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے کسی
یہ باب ہے کہ نو برس کی عمر میں لڑکی کی رخصتی کرنا	۳۷۶	مہر کے بغیر یہ کرنا
باب الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ	۳۷۷	باب إِخْلَافِ الْقَرْجِ
یہ باب سفر کے دوران رخصتی کروانے کے بیان میں ہے	۳۷۷	یہ باب شرمگاہ کو طلال کر دینے کے بیان میں ہے
باب اللَّهْوِ وَالْعِنَاءِ عِنْدَ الْعُرْسِ	۳۷۸	باب تَحْرِيمِ الْمُتَعَةِ
یہ باب ہے کہ شادی کے وقت کھیل کود اور گانا	۳۷۸	یہ باب متعہ کے حرام ہونے کے بیان میں ہے
باب جَهَازِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ	۳۸۰	جو از متعہ پر علماء شیعہ کے دلائل کا بیان
یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیٹی کو جہیز دینا	۳۸۱	علماء شیعہ کے نزدیک متعہ کے فقہی احکام کا بیان
باب الْفُرُشِ	۳۸۱	علماء شیعہ کے جواز متعہ پر دلائل کے جوابات کا بیان
یہ باب فرش (بچھونے کا بیان) کے بیان میں ہے	۳۸۱	حرمت متعہ پر قرآن مجید سے دلائل کا بیان
باب الْأَنْمَاطِ	۳۸۳	حرمت متعہ پر احادیث سے دلائل کا بیان
یہ باب ہے کہ انماط (قیمتی چادر یا قالین) کا بیان	۳۸۳	احادیث شیعہ سے حرمت متعہ پر دلائل کا بیان
باب الْهَدِيَّةِ لِمَنْ عَرَّسَ	۳۸۳	باب إِعْلَانِ النِّكَاحِ بِالصَّوْتِ وَضَرْبِ الدَّقِّ
یہ باب ہے کہ جس نے شادی کی ہو اسے تحفہ دینا	۳۸۶	یہ باب ہے کہ آواز کے ذریعے اور دق بجا کر نکاح کا اعلان
کتاب الطَّلَاقِ	۳۸۶	کرنا
یہ کتاب طلاق کے بیان میں ہے	۳۸۶	باب كَيْفَ يُدْعَى لِلرَّجُلِ إِذَا تَزَوَّجَ
طلاق کی تقویٰ تعریف	۳۸۹	یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص شادی کرے تو اسے کیسے دعا
طلاق کی شرعی تعریف	۳۸۹	دی جائے

۳۹۹	قرآن کے مطابق مشروعیت طلاق کا بیان	۳۱۵	سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا تحریری فیصلہ؟
۴۰۰	احادیث کے مطابق مشروعیت طلاق کا بیان	۳۱۶	طلاق ثلاثہ میں بعض کا اتفاقی مؤقف
۴۰۰	مشروعیت طلاق پر اجماع کا بیان	۳۱۶	ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کا حدیث سے ثبوت وقوع
۴۰۰	طلاق دینے کا فقہی حکم	۳۱۶	طلاق ثلاثہ کے وقوع میں مذاہب اسلاف و مذاہب اربعہ
۴۰۱	طلاق کی ممانعت میں احادیث	۳۱۶	تین طلاق کے بارے میں حدیث ابن عباس پر بحث
۴۰۲	مسائل طلاق پر عدم التفات سے معاشرتی نقصانات	۳۳۵	طلاق کا لغوی معنی
۴۰۲	طلاق کی شرعی حیثیت کا بیان	۳۳۵	طلاق کا اصطلاحی معنی
۴۰۵	مسئلہ طلاق میں اصلاح عوام کی ضرورت	۳۳۵	طلاق کی اقسام کا بیان
	باب وَقْتُ الطَّلَاقِ لِلْعِدَّةِ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَطْلُقَ لَهَا النِّسَاءُ	۳۳۶	طلاق کیوں مشروع کی گئی؟
	یہ باب ہے کہ اس عدت کے حساب سے طلاق کا وقت جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اس حساب سے خواتین کو طلاق دی جائے	۳۳۷	صرف مرد کو طلاق کا اختیار کیوں دیا گیا؟
	طلاق بدعت کی تعریف	۳۳۸	طلاق میں عورت کی رضا مندی کا اعتبار کیوں نہیں ہے؟
	حالت حیض کی وقوع طلاق میں مذاہب اربعہ	۳۳۸	قاضی اور حکمین کی تفریق کا بیان
	طلاق ثلاثہ کے وقوع میں مذاہب اربعہ	۳۳۸	تین طلاقیں کی تحدید کی وجوہات مصالح اور حکمتوں کا بیان
	بیک وقت تین طلاق دینا حرام ہیں	۳۳۹	سنت کے مطابق اور احسن طریقے سے طلاق دینے کے فوائد
	ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کا بیان	۳۳۹	کا بیان
	بیک وقت تین طلاقیں دینے کی ممانعت و انعقاد	۳۴۰	ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں کے نتائج کا بیان
	طلاق ثلاثہ کے نفاذ کا ثبوت	۳۴۰	بیک وقت دی گئی تین طلاقیں کے حکم میں میں جمہور کا
	ایک مجلس کی تین طلاقیں کے وقوع میں اسلاف امت مسلمہ کا اختلاف	۳۴۱	مؤقف کا بیان
	بہ یک وقت تین طلاقیں کے عدم وقوع میں غیر مقلدین کے عجیب استدلالات	۳۴۱	بیک وقت دی گئی تین طلاقیں میں شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کا مؤقف کا بیان
	طلاق ثلاثہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تحریری فیصلہ	۳۴۲	بیک وقت دی گئی طلاقیں میں علماء شیعہ کا مؤقف کا بیان
	بیک وقت زیادہ طلاق دینا منع ہے:	۳۴۲	تین طلاقیں کو ایک طلاق قرار دینے پر شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کے دلائل کا بیان
	غیر مقلدین کا فقہ حنفی کی بعض عبارات سے جا مل ہونا	۳۴۲	شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کے دلائل کے جوابات کا بیان
		۳۴۳	زنا کی شہادت اور قسامت کی قسموں پر قیاس کے جوابات کا بیان

۳۶۵	طلاق سنت کا بیان	۳۴۵	تبیح فاطمہ پر قیس کے جوابات کا بیان
۳۶۵	طلاق سنت میں فقہی مذاہب اربعہ		صحیح مسلم کی زیر بحث روایت کے غیر صحیح ہونے پر دوسری دلیل
۳۶۶	وقت محل کے اعتبار سے اقسام طلاق کا بیان	۳۴۶	کا بیان
۳۶۶	طلاق کی اقسام میں مذاہب اربعہ	۳۴۷	اعتبار راوی کی روایت کا ہے یا اس کی رائے کا؟
۳۶۸	ہر قسم کی طلاق کے وقوع میں اتفاق مذاہب اربعہ		صحیح مسلم میں درج طاؤس کی روایت کے غلط اور شاذ ہونے
	باب مَا يَفْعَلُ إِذَا طَلَّقَ تَطْلِيقًا وَهِيَ حَائِضٌ	۳۴۹	پر مزید دلائل کا بیان
	یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور	۳۵۰	طاؤس کی روایت کا صحیح محمل کا بیان
	وہ عورت حیض کی حالت میں ہو تو پھر اس شخص کو کیا کرنا		حضرت رکابہ سے متعلق مسند احمد کی روایت کے فنی اسقام کا
۳۶۸	چاہیے؟	۳۵۰	بیان
	حالت حیض میں مباشرت کرنے کی دینی اور دنیاوی خرابی کا	۳۵۲	حضرت رکابہ سے متعلق صحاح کی روایت کی تقویت کا بیان
۳۶۹	بیان		حضرت رکابہ سے متعلق سنن ابوداؤد کی ایک شاذ روایت
	باب الطَّلَاقِ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ	۳۵۳	کے ضعف کا بیان
	یہ باب ہے کہ عدت کا خیال رکھے بغیر طلاق دینا		بیک وقت دی گئی طلاقوں کے تین ہونے پر جمہور کے قرآن
۳۷۰	باب الطَّلَاقِ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ وَمَا يُخْتَسَبُ مِنْهُ عَلَى الْمُطَلَّقِ	۳۵۳	مجید سے دلائل
	یہ باب ہے کہ عدت کا لحاظ کیے بغیر طلاق دینا اور طلاق	۳۵۵	قرآن مجید سے استدلال پر اعتراض کے جوابات کا بیان
۳۷۰	دینے والے کی طرف سے یہ طلاق شمار کی جائے گی		بیک وقت دی گئی تین طلاقوں پر جمہور فقہاء اسلام کے
	باب الثَّلَاثِ الْمَجْمُوعَةِ وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ	۳۵۵	احادیث سے دلائل
	یہ باب ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا اور اس کی شدید		حضرت عویمر کی حدیث سے استدلال پر اعتراض کے جوابات
۳۷۱	ذمت	۳۵۷	کا بیان
۳۷۱	حالت غصہ میں طلاق کی تین صورتوں کا بیان		صحیحین کی ایک اور حدیث سے استدلال پر اعتراض کا جواب
	باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ	۳۵۸	کا بیان
	یہ باب ہے کہ (تین طلاقیں ایک ساتھ دینے) کی اجازت	۳۵۹	سوید بن غفلہ کی روایت کی تحقیق کا بیان
۳۷۳	بیوی کے نان و نفقہ کے معنی و مفہوم کا بیان	۳۶۱	سنن نسائی کی روایت سے استدلال پر اعتراض کا جواب
۳۷۶	بیوی کے نفقہ کے احکام و مسائل کا بیان		بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے واقع ہونے میں آثار صحابہ
۳۷۶	بیوی کا خرچ شوہر پر لازم ہونے کا بیان	۳۶۲	اور اقوال تابعین
۳۷۹	نفقہ ولد کے والد پر ہونے میں شرعی بیان		باب طَّلَاقِ السَّنَةِ
۳۸۰	بیوی اور اولاد کا بقدر ضرورت نفقہ خاوند پر واجب ہے	۳۶۳	یہ باب ہے کہ سنت کے مطابق طلاق دینا

باب إَحْلَالِ الْمُطَلَّاقَةِ ثَلَاثًا وَالتَّكَا حِ الَّذِي يُحِلُّهَا بِهِ	۴۸۱	وجوب نفقہ میں فقہی مذاہب کا بیان
یہ باب ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اُسے	۴۸۲	مطلقہ ثلاثہ کے نفقہ میں مذاہب اربعہ
حلال کرنا اس نکاح کا بیان جس کے ذریعے وہ عورت پہلے	۴۸۲	نفقہ ولد کا باپ پر ہونے میں اہل علم کا اجماع
شوہر کے لیے حلال ہوگی	۴۸۳	نفقہ زوجہ میں فقہی تصریحات کا بیان
باب إَحْلَالِ الْمُطَلَّاقَةِ ثَلَاثًا وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ		باب طَلَاَقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالنِّزَاجَةِ
یہ باب ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اُسے		یہ باب ہے کہ بیوی سے صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں
(پہلے شوہر کے لیے) حلال کروانا اور اس کی شدید مذمت	۴۸۵	الگ الگ دینا
باب مُوَاجَهَةِ الرَّجُلِ الْمَرْأَةِ بِالطَّلَاقِ		باب الطَّلَاقِ لِلنِّسَاءِ تَنْكِحُ زَوْجَانَّ لَا يَدْخُلُ بَهَا
یہ باب ہے کہ شوہر کا بیوی کے سامنے آتے ہی اُسے طلاق		یہ باب ہے کہ ایسی عورت کی طلاق کا حکم جو کسی شخص کے ساتھ
دے دینا	۴۸۶	شادی کرتی ہے اور وہ پھر اس کے ساتھ صحبت نہیں کرتا
باب إِزْمَالِ الرَّجُلِ إِلَى زَوْجَتِهِ بِالطَّلَاقِ	۴۸۷	نکاح حلالہ کا فقہی مفہوم کا بیان
یہ باب ہے کہ شوہر کا بیوی کو طلاق بھجوانا	۴۸۸	حلالہ کے مکروہ تحریمی ہونے کا بیان
باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ	۴۸۸	صاحبین کے نزدیک نکاح حلالہ کے نساد کا بیان
اللَّهُ لَكَ)		حلالہ سے متعلق اختلاف کا بیان اور غیر مقلدین کی وہم
یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت: "اے	۴۸۹	پرستی
نبی! تم اس چیز کو حرام کیوں قرار دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ	۴۹۰	حلالہ کے منکرین کے توہمات کا بیان
نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے"	۴۹۰	نکاح ثانی کے بعد حق طلاق میں مذاہب اربعہ
حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوانح		باب طَلَاَقِ النِّسَاءِ
ماہور پر حضرت ماریہ کی تہمت اور اس کا اس تہمت سے بری	۴۹۱	یہ باب ہے کہ طلاق بتہ (کے بارے میں حکم)
ہونا	۴۹۱	طلاق کو شدت یا زیادتی کے ساتھ موصوف کرنے کا بیان
اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کا کفارہ	۴۹۲	طلاق بتہ میں فقہ شافعی و حنفی کا اختلاف
ادا کرنا	۴۹۳	طلاق بتہ میں فقہی مذاہب اربعہ
مغایر کے معنی کی تحقیق		باب أَمْرِكَ بِبَيْدِكَ
غیرت کا معنی		یہ باب ہے کہ تمہارا معاملہ تمہارے اختیار میں ہے (کے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شہد سے امتناع کو	۴۹۳	الفاظ استعمال کرنے کا حکم)
حرام سے تعبیر کرنے کی تحقیق	۴۹۴	اختیار طلاق میں اقوال اسلاف کا بیان
بیوی کو حرام کہنے میں مذاہب فقہاء کا بیان	۴۹۴	بیوی کو طلاق کے اختیار دینے میں فقہی مذاہب

- باب التَّوْقِیْتِ فِی الْخِیَارِ
 ۵۲۰ یہ باب ہے کہ اختیار میں کوئی مدت متعین کرنا
 باب فِی الْمُخَیَّرَةِ تَخْتَارُ زَوْجَهَا
 ۵۲۱ یہ باب ہے کہ جس عورت کو اختیار دیا گیا ہو اس کا اپنے شوہر کو اختیار کر لینا
 باب خِیَارِ الْمَمْلُوكِیْنِ یُعْتَقَانِ
 ۵۲۲ یہ باب ہے کہ غلام اور کنیز کو جب آزاد کر دیا جائے تو ان کا اختیار
 باب خِیَارِ الْاَمَةِ
 ۵۲۳ یہ باب ہے کہ کنیز کو آزاد ہونے پر (علیحدگی کا) اختیار ہوتا ہے
 باب خِیَارِ الْاَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا حُرٌّ
 یہ باب ہے کہ جب کسی کنیز کو آزاد کیا جائے اور اس کا شوہر آزاد شخص ہو تو اسے (شوہر سے علیحدگی کا) اختیار ہوتا ہے
 باب خِیَارِ الْاَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا مَمْلُوكٌ
 یہ باب ہے کہ کنیز کو آزاد ہونے کے وقت اختیار دینا جبکہ اس کا شوہر غلام ہو
 باب الْاِبْلَاءِ
 ۵۲۸ یہ باب ایلاء کے بیان میں ہے
 ۵۲۸ ایلاء کا فقہی مفہوم
 ۵۲۸ مدت ایلاء گزرنے کے بعد وقوع طلاق میں مذاہب اربعہ
 ۵۲۹ ایلاء کے حکم کا بیان
 ایلاء کا معنی اور ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں فقہاء احناف کا موقف
 ۵۳۵ ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب اور دلائل اور فقہاء احناف کی طرف سے جوابات
 ۵۳۶ مدت ایلاء کے بعد والی طلاق میں مذاہب اربعہ
 ۵۳۷ مدت ایلاء گزرنے کے بعد وقوع طلاق میں فقہی مذاہب

- باب تَاْوِیْلِ هَذِهِ الْاٰیَةِ عَلٰی وَجْهِ اٰخَرٍ
 ۵۱۰ یہ باب ہے کہ اسی آیت کی ایک اور وضاحت
 باب الْحَقِیْ بِاَهْلِکَ
 ۵۱۱ یہ باب ہے کہ اپنے میکے چل جاؤ (کہنے کا حکم)
 باب طَلَاْقِ الْعَبْدِ
 ۵۱۲ یہ باب ہے کہ غلام کا طلاق دینا
 باب مَنْ یَقْعُ طَلَاْقُ الصَّبِیِّ
 ۵۱۵ باپ: بچے کی دی ہوئی طلاق کب واقع ہوتی ہے؟
 باب مَنْ لَا یَقْعُ طَلَاْقُهُ مِنَ الْاَزْوَاجِ
 ۵۱۶ یہ باب ہے کہ کون سے شوہر کی طلاق واقع نہیں ہوتی؟
 ۵۱۶ حالت نشہ کی طلاق میں فقہی مذاہب اربعہ
 ۵۱۶ ہنسی مزاح کی طلاق کا بیان
 باب مَنْ طَلَّقَ لِنَفْسِهِ
 ۵۱۷ یہ باب ہے کہ جو شخص دل میں طلاق دیدے
 باب الطَّلَاقِ بِالْاِشَارَةِ الْمَفْهُومَةِ
 یہ باب ہے کہ ایسے اشارے کے ذریعے طلاق دینا جو سمجھ میں آجائے
 ۵۱۸ باب الْکَلَامِ اِذَا قَصَدَ بِهِ فِیْمَا یَحْتَمِلُ مَعْنَاهُ
 یہ باب ہے کہ جب کسی کلام کے ذریعے ایسا معنی مراد لیا جائے جس معنی کا وہ کلام احتمال کرتا ہو
 ۵۱۹ باب الْاِبْتَانِیَّةِ وَالْاِنْصَاحِ بِالْكَلِمَةِ الْمَلْفُوظِ بِهَا اِذَا قَصَدَ بِهَا لَعْنًا لَا یَحْتَمِلُ مَعْنَاهَا لَمْ تُوجِبْ حَبْسًا وَلَمْ تُثَبِّثْ حُكْمًا
 یہ باب ہے کہ ادا کیے جانے والے کلمے کو واضح اور فصیح کرنا
 جب اس کے ذریعے وہ معنی مراد لیا جا رہا ہو جس کا وہ لفظ احتمال نہ رکھتا ہو تو یہ کسی بھی چیز کو واجب نہیں کرے گا اور کسی بھی حکم کو ثابت نہیں کرے گا
 ۵۱۹

۵۵۸	ظہار کی بعض شرائط میں مذاہب اربعہ	۵۳۸	اربعہ
۵۶۰	ظہار کی تعریف اور اس کے حکم کا بیان		حافظ ابن کثیر نے ائمہ ثلاثہ کے مذاہب نقل کرنے میں سہو کیا
۵۶۱	ظہار کے الفاظ اور اس کی دیگر تفصیل کا بیان	۵۳۹	مدت ایلاء کے خود بابت ہونے میں فقہی مذاہب
	بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں بہن کہنے سے طلاق واقع نہ ہونے کے دلائل	۵۳۹	ایلاء کے طلاق نہ ہونے میں فقہ شافعی کے دلائل
۵۶۱	ظہار سے حرمت دلیل کا بیان	۵۳۳	مدت ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں فقہ حنفی کے دلائل
۵۶۳	کفارہ ظہار سے قبل جماع کرنے میں اعادہ کفارہ کے عدم پر فقہی مذاہب اربعہ	۵۳۳	آثار سے طلاق ایلاء کا بیان
۵۶۵	کفارات متفرقہ کے فرق کا بیان	۵۳۳	قوت آثار کے مطابق فقہ حنفی کا موقف طلاق ایلاء میں اصح
۵۶۶	کفارے کے روزوں میں قمری مہینوں میں مذاہب اربعہ		مدت ایلاء کے گزر جانے سے وقوع طلاق میں مذاہب اسلاف
۵۶۷	روزوں پر قدرت نہ رکھنے والے کا بیان		باب الظہار
	روزوں پر عدم قدرت کے اعتبار میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان	۵۳۵	یہ باب ظہار کے بیان میں ہے
۵۶۸	کفارے کی عدم تجزی میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان	۵۳۵	ظہار کا لغوی معنی و تعریف
	باب مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ	۵۳۵	ظہار کا فقہی مفہوم
۵۶۹	یہ باب خلع کے بیان میں ہے	۵۳۶	ظہار کا شرعی حکم
۵۶۹	خلع کے معنی و مفہوم کا بیان	۵۳۶	قرآن کے مطابق حکم ظہار کا بیان
۵۶۹	خلع سے مراد فسخ یا طلاق ہونے میں مذاہب اربعہ	۵۳۶	نشی کے ظہار میں مذاہب اربعہ
۵۷۰	خلع کے طلاق ہونے میں فقہ حنفی کی ترجیحی دلیل	۵۳۷	ظہار کے متعین وقت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ
۵۷۱	خلع کے یکطرفہ نہ ہونے میں مذاہب اربعہ	۵۳۸	ظہار کے بعد رجوع میں مذاہب اربعہ
۵۷۲	حضرت جلیلہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ	۵۳۸	کفارے سے پہلے چھوٹنے کی ممانعت میں مذاہب اربعہ
۵۷۳	حکمین کا اختیار تفریق کا بیان	۵۵۰	کفارہ ظہار سے پہلے صحبت کر لینے کا بیان
۵۷۴	معقول اسباب کی بناء پر تفریق کا بیان		کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے جماع کرنے میں مذاہب اربعہ
۵۷۴	بلا سبب طلاق کا مطالبہ کرنے کیلئے وعید	۵۵۰	ظہار ثابت کرنے والے اعضاء کی تشبیہ میں مذاہب اربعہ
۵۷۴	بغیر کسی سبب کے خلع کی ممانعت کا بیان	۵۵۲	اعضاء سے متعلق ظہار میں فقہی بیان
۵۷۵	خلع کے طلاق ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ	۵۵۳	مثل امی کہنے سے وقوع ظہار میں مذاہب اربعہ
۵۷۵	طلاق، خلع اور فسخ نکاح کے فرق کا بیان	۵۵۴	بیوی کو مطلق حرام کہنے سے ظہار میں فقہی مذاہب اربعہ

۵۹۶	لعان کا کٹنا یہ واستعارہ سے عدم ثبوت کا بیان	۵۷۷	خلع میں زیادہ مال لینے سے متعلق مذاہب اربعہ
۵۹۶	لعان کے قسم سے پہلو تہی کرنے میں مذاہب اربعہ	۵۷۸	عدت خلع میں حق طلاق پر مذاہب فقہاء
۵۹۶	اقرار سے ثبوت حد اور مودودی کی جعل سازی	۵۷۹	بانجھ کے فتح نکاح کا ذریعہ نہ ہونے کا بیان
۵۹۷	تفریق لعان میں فقہی مذاہب اربعہ		باب بَذَاءِ اللَّعَانِ
۵۹۸	لعان کی صورت میں تفریق کا بیان	۵۸۰	یہ باب لعان کے آغاز کے بیان میں ہے
	باب قَوْلِ الْإِمَامِ اللَّهُمَّ بَيْنْ	۵۸۰	لعان کے حکم شرعی کا بیان
	یہ باب ہے کہ حاکم کا یہ کہنا: اے اللہ! (تو اس معاملے کو)	۵۸۱	لعان کا لغوی اور اصطلاحی معنی
۵۹۹	واضح کر دے!	۵۸۲	لعان کے شرعی معنی میں مذاہب فقہاء کا بیان
	باب الْأَمْرِ بِوَضْعِ الْيَدِ عَلَى يَدِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ	۵۸۲	زانی کو از خود قتل کرنے کا حکم
	یہ باب ہے کہ پانچویں مرتبہ کے اعتراف کے وقت لعان	۵۸۲	لعان کے بعد تفریق میں مذاہب فقہاء کا بیان
۶۰۱	کرنے والوں کے منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم	۵۸۲	فقہاء احناف کے نظریہ پر دلائل کا بیان
	باب عِظَةِ الْإِمَامِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ عِنْدَ اللَّعَانِ	۵۸۳	علامہ نووی کے اعتراضات کے جوابات کا بیان
	یہ باب ہے کہ لعان کے وقت حاکم کا مرد اور عورت کو وعظ		لعان کی وجہ سے بچہ کے نسب کی نفی میں مذاہب فقہاء کا
۶۰۱	وضاحت کرنا	۵۸۳	بیان
	باب التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ	۵۸۵	لعان کے فقہی مفہوم کا بیان
	یہ باب ہے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کرنا	۵۸۶	حکم لعان کے نزول کا بیان
	باب اسْتِثْنَاءِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ بَعْدَ اللَّعَانِ	۵۸۷	لعان کے حکم کا بیان
۶۰۳	یہ باب ہے کہ لعان کے بعد لعان کرنے والوں سے توبہ		باب اللَّعَانِ بِالْحَبْلِ
	کروانا	۵۸۸	یہ باب ہے کہ حاملہ بیوی کے ساتھ لعان کرنا
	باب اجْتِمَاعِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ		باب اللَّعَانِ فِي قَذْفِ الرَّجُلِ زَوْجَتَهُ بِرَجُلٍ بَعِيْبِهِ
۶۰۳	یہ باب ہے کہ لعان کرنے والوں کا اکٹھا ہونا		یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی متعین شخص
	باب نَفْيِ الْوَكْدِ بِاللَّعَانِ وَالْحَاقِ بِأَمِيهِ	۵۸۸	کے ساتھ زنا کا الزام لگائے تو اس پر لعان کرنا
۶۰۴	یہ باب ہے کہ لعان کی وجہ سے بچے کے نسب کی نفی کرنا اور		باب كَيْفَ اللَّعَانُ
	اسے اس کی ماں کے ساتھ لاحق کر دینا	۵۹۰	یہ باب ہے کہ لعان کیسے کیا جائے گا؟
۶۰۵	حضانت کے معنی و مفہوم کا بیان	۵۹۰	لعان کی شرائط کا بیان
۶۰۵	حق حضانت کے ثبوت شرعی کا بیان	۵۹۳	لعان کی قسموں کا بیان
		۵۹۴	دور نبوی ﷺ میں طلاق ملاح کا نفاذ

۶۱۹	یہ باب قیافہ شناسی کے بیان میں ہے	۶۰۵	پرورش کیلئے شرائط کا بیان
۶۲۰	حضرت داؤد و سلیمان کے فیصلے کا بیان	۶۰۶	بچے کی پرورش کی زیادہ مقدار ماں ہوگی
۶۲۰	بحیرہ راہب اور علم قیافہ شناسی کا بیان	۶۰۶	حق حضانت میں محرماتی ترتیب کا بیان
	باب اسلام آخِذُ الزَّوْجَيْنِ وَتَخْيِيرُ الْوَلَدِ	۶۰۸	حق حضانت میں والدہ کے استحقاق کا بیان
	یہ باب ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کا اسلام قبول کرنا	۶۰۹	حق حضانت کا ماں کی طرف ہونے میں قاعدہ فقہیہ
۶۲۳	اور اس بارے میں بچے کو اختیار دینا	۶۰۹	بچے کو کب اختیار دیا جائے:
	باب عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ		باب إِذَا عَرَّضَ بِأَمْرَاتِهِ وَشَكَ فِي وَلَدِهِ وَأَرَادَ الْإِنْتِفَاءَ مِنْهُ
۶۲۵	یہ باب خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت میں ہے		یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اشارے کے طور پر اپنی بیوی پر
	باب مَا اسْتَيْبَى مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّقاتِ		زنا کا الزام لگائے اور اپنے بچے کے بارے میں شک کا
	یہ باب ہے کہ طلاق یافتہ عورتوں کی عدت میں جو استیبا کیا		اظہار کرے اور اپنی ذات سے اس کے نسب کی نفی کرنا چاہے
۶۲۶	گیا ہے (اس کا حکم)	۶۰۹	(تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)
	قرء سے مراد حیض ہونے میں سلف و خلف فقہاء کے اقوال		باب التَّغْلِيظُ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنَ الْوَلَدِ
۶۲۸	کا بیان		یہ باب ہے کہ بچے کے نسب کی نفی کرنے کی شدید مذمت
	باب عِدَّةُ الْمُتَوَلَّى عَنْهَا زَوْجُهَا		باب الْحَاقِ الْوَلَدُ بِالْفَرَّاشِ إِذَا لَمْ يَنْفِهِ صَاحِبُ الْفَرَّاشِ
۶۳۰	یہ باب بیوہ عورت کی عدت کے بیان میں ہے		یہ باب ہے کہ بچے کے نسب کو فراش کے ساتھ منسوب کرنا
۶۳۱	عدت وقات کا بیان اور عدت کی تعریف کا بیان	۶۱۲	جب صاحب فراش نے اس کی نفی نہ کی ہو
۶۳۱	عدت کے مسائل اور شرعی احکام کا بیان	۶۱۵	زنا کے سبب نسب ثابت نہ ہونے کا بیان
۶۳۵	مطلقہ عورتوں کی عدت مقرر کرنے کا شان نزول		باب فَرَّاشِ الْأَمَةِ
۶۳۵	مطلقہ عورتوں کی اقسام اور ان کی عدتوں کا بیان	۶۱۶	یہ باب ہے کہ کنیز کا فراش (ہونا)
۶۳۶	عدت کا لغوی اور شرعی معنی اور عدت کے احکام:		باب الْفُرْعَةُ فِي الْوَلَدِ إِذَا تَنَازَعُوا فِيهِ وَذَكَرَ الْإِخْتِلَافُ
۶۳۶	عدت کا لغوی معنی ہے		عَلَى الشَّعْبِيِّ فِيهِ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ
۶۳۶	عدت مقرر کرنے کی حکمتیں:		یہ باب ہے کہ جب کسی بچے کے نسب کے بارے میں
۶۳۷	قرء کے معانی کے متعلق ائمہ لغت کی تصریحات:		لوگوں کے درمیان اختلاف ہو جائے تو بچے کے بارے
	قرء بہ معنی حیض کی تائید میں احادیث اور فقہاء احناف کے		میں قرء اندازی کرنا اس بارے میں حضرت زید بن
۶۳۸	دلائل:		أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے حوالے سے منقول روایت میں شعبی سے نقل
۶۳۹	قرء کے معنی کی تعیین میں دیگر ائمہ مذاہب کی آراء:	۶۱۶	ہونے والے اختلاف کا تذکرہ
۶۴۱	اسلام میں عورتوں کے مردوں پر حقوق		باب الْفَقَاةِ

۶۷۲

تک مقیم رہنا

۶۷۲ _____ معتدہ کا ایام عدت تک اسی گھر میں رہنے کا بیان
باب الرخصة للمتوفى عنها زوجها أن تعتد حيث شئت

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کے لیے اس بات کی اجازت ہے

۶۷۳ _____ وہ جہاں چاہے عدت بسر کرے

باب عدة المتوفى عنها زوجها من يوم يأتيها الخبر

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کی عدت اس دن سے شروع ہوگی

۶۷۴ _____ جب اس کے پاس (شوہر کے انتقال) کی اطلاع آئے گی

باب ترك الزينة للحاثة المسلمة ذون اليهودية والنصرانية

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی مسلمان خاتون کے لیے

۶۷۵ _____ زینت ترک کرنے کا حکم

۶۷۵ _____ یہ حکم یہودی یا عیسائی بیوی کے لیے نہیں ہے

باب ما تجتنب الحادة من اليباب المصبغة

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت رنگین کپڑوں سے

۶۷۶ _____ اجتناب کرے گی

باب الغضاب للحادة

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کا غضاب لگانا

۶۷۷ _____

باب الرخصة للحادة أن تمتشط بالسدر

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کے لیے پیری کے

۶۷۸ _____ چوں کے ذریعے سر دھونے کی اجازت

باب النهي عن الكحل للحادة

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کے لیے سرمہ لگانے

۶۷۹ _____ کی ممانعت

۶۷۹ _____ ایام عدت میں زیب و زینت پر فقہی مذاہب اربعہ

۶۸۳ _____ رجوع و امساك کے فقہی احکام

۶۸۱

اسلام میں مردوں کے عورتوں پر حقوق:

۶۸۲

آیا عورت پر مرد کی خدمت واجب ہے یا نہیں

باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها

یہ باب حاملہ بیوہ کی عدت کے بیان میں ہے

۶۸۸

حاملہ عورت کی عدت کا اختتام وضع حمل پہ ہوگا

۶۸۹

حاملہ کی عدت و نکاح ثانی میں مذاہب فقہاء

۶۹۰

باندی کی عدت میں مذاہب فقہاء

۶۹۱

وضع حمل سے اختتام عدت کا بیان

باب عدة المتوفى عنها زوجها قبل أن يَدْخُلَ بها

جب کسی عورت کے ساتھ محبت کرنے سے پہلے ہی اس

۶۹۲ _____ کے شوہر کا انتقال ہو جائے اس کی عدت کا حکم

غیر مدخولہ کے تصرف مہر میں اولیاء کے حق پر فقہی مذاہب

۶۹۳ _____ اربعہ

غیر مدخول بہا بیوی کو طلاق دینے کی مختلف صورتوں کا بیان

۶۹۴ _____ غیر مدخولہ کے طلاق سے باندھ ہونے پر اتفاق

۶۹۵ _____ نکاح ثانی کیلئے حق طلاق میں مذاہب اربعہ

۶۹۶ _____ جب تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے ایک طلاق ہوئی

۶۹۷ _____ وجود شرط وقوع طلاق کو مستلزم ہے

۶۹۸ _____ صفتی طلاق معلق میں عطف کا بیان

باب الإخداد

یہ باب سوگ کرنے کے بیان میں ہے

۶۹۸ _____ تین دن سے زیادہ سوگ کی ممانعت کا بیان

باب سقوط الإخداد عن الكتابية المتوفى عنها زوجها

یہ باب ہے کہ اہل کتاب (سے تعلق رکھنے والی) بیوہ پر سوگ

۶۹۹ _____ کا حکم لاگو نہیں ہوگا

باب مقام المتوفى عنها زوجها في بيتها حتى تحلل

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کا اپنے گھر میں عدت ختم ہونے

باب الْقُسْطِ وَالْأَظْفَارِ لِلْحَادَّةِ	متاع کے وجوب کے خلاف فقہاء مالکیہ کے دلائل کے جوابات
یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کا قسط اور اظفار (مخصوص قسم کی خوشبو) استعمال کرنا	باب نَفَقَةِ الْحَامِلِ الْمَبْتُوتَةِ
باب نَسْخِ مَتَاعِ الْمُتَوَلَّى عَنْهَا بِمَا فُرِضَ لَهَا مِنَ الْعِمَرَاتِ	یہ باب ہے کہ جس حاملہ عورت کو طلاق بتہ دی گئی ہو اس کے خرچ کا حکم
یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کو مخصوص ادا نیگی کا حکم وراثت میں حصہ دار بننے کے بعد منسوخ ہو گیا ہے	لفظ "سراح" کے صریح ہونے یا نہ ہونے میں فقہی مذاہب
ایک سال تک عدت وفات کے منسوخ ہونا کا بیان	طلاق صریح کے الفاظ سے طلاق میں فقہی مذاہب
عدت وفات کا بیان	طلاق کے صریح الفاظ کا فقہی بیان
عدت وفات کے شرعی حکم میں اختلاف فقہاء کا بیان	حاملہ عورت سے رجوع کرنے کا بیان
حدیث سے عدت وفات کا بیان	باب الْأَقْرَاءِ
عدت وفات کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ کا بیان	یہ باب اقراء کے بیان میں ہے
عدت وفات کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ کا بیان	حیض کا لغوی اور اصطلاحی معنی کا بیان
عدت وفات کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ کا بیان	ایام حیض کے تعین میں مذاہب ائمہ کا بیان
مطلقہ عورتوں کے مہر کی ادا نیگی کا وجوب	حیض نفاس اور استحاضہ میں مبتلا خواتین کے مسائل کا بیان
باب الرُّخْصَةِ فِي خُرُوجِ الْمَبْتُوتَةِ مِنْ بَيْتِهَا فِي عَدَّتِهَا لِسُكْنَاهَا	باب نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ
یہ باب ہے کہ جس عورت کو طلاق بتہ دی گئی ہو وہ اپنی عدت کے دوران اپنے گھر سے باہر جاسکتی ہے	یہ باب ہے کہ تین طلاقیں ہو جانے کے بعد رجوع کرنے کی اجازت منسوخ ہے
طلاق بتہ کا فقہی مفہوم	ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے نتائج کا بیان
باب خُرُوجِ الْمُتَوَلَّى عَنْهَا بِالنَّهَارِ	نسخ کی تحقیق کا بیان
یہ باب بیوہ عورت کے گھر سے باہر نکلنے میں ہے	نسخ کے دو معنی کا بیان
باب نَفَقَةِ الْبَائِنَةِ	نسخ اور بداء کے فرق کا بیان
یہ باب ہے کہ جس عورت کو طلاق بائنہ ہوئی ہو اس کے خرچ کا حکم	نسخ اور رجوع کے فرق کا بیان
نسخ اور تنصیف کے فرق کا بیان	نسخ اور تنقید کے فرق کا بیان
نسخ اور تنقید کے فرق کا بیان	قرآن مجید کی آیات منسوخہ کی تعداد میں اختلاف کا منشاء
نسخ اور تنقید کے فرق کا بیان	باب الرُّجْعَةِ
نسخ اور تنقید کے فرق کا بیان	یہ باب رجوع کرنے کے بیان میں ہے
نسخ اور تنقید کے فرق کا بیان	حق رجوع کے ختم ہونے والے وقت کا بیان
نسخ اور تنقید کے فرق کا بیان	

کتاب النخیل

۷۳۳	یہ کتاب گھوڑوں کے بیان میں ہے	۷۱۷	حق رجوع کے اختتام میں مذاہب اربعہ
	باب		دلیل استحسان کے پیش نظر اکثر کوکل کے قائم مقام کرنے کا
۷۳۴	باب: (بلا عنوان)	۷۱۷	بیان
۷۳۵	گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی ہونے کا بیان	۷۲۰	رجعت کی لغوی و اصطلاحی تعریف و حکم کا بیان
	باب حَبِّ النخیل	۷۲۱	رجوع و عدم رجوع کی صورت میں اقسام طلاق
۷۳۷	یہ باب گھوڑے سے محبت کرنے میں ہے	۷۲۱	(۱) طلاق رجعی
	حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت	۷۲۱	طلاق رجعی کا حکم
	کی توجیہ	۷۲۱	(۲) طلاق بائن یا بائنہ صغریٰ
	جمہور مفسرین کی بیان کی ہوئی حضرت سلیمان (علیہ السلام)	۷۲۱	طلاق بائن کا حکم
۷۳۸	کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت	۷۲۲	(۳) طلاق مغلطہ
	حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت	۷۲۲	طلاق مغلطہ کا حکم
	کی صحیح توجیہ	۷۲۲	حق طلاق مرد کے پاس ہونے کی حکمتوں کا بیان
۷۴۱	حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے گھوڑوں کی تعداد کے		رجعی طلاق دینے کے بعد شوہر کو عدت کے دوران رجوع
	متعلق مختلف اقوال	۷۲۳	کرنے کا حق ہوتا ہے
۷۴۲	باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ شَيْءِ النخیل	۷۲۳	رجوع کے حکم کا شرعی ثبوت
	یہ باب ہے کہ گھوڑے کا کون سا رنگ پسندیدہ ہے؟		تیسرے حیض کے ساتھ ہی سقوط رجوع کے حق میں فقہی
	باب التَّشْكَالِ فِي النخیل	۷۲۳	مذاہب
۷۴۳	یہ باب ہے کہ گھوڑے میں شکال ہونا	۷۲۵	حکم رجوع کا خطاب مردوں کیلئے ہے
	باب سُؤْمِ النخیل	۷۲۵	رجوع کے طریقے کا فقہی بیان
۷۴۴	یہ ہے کہ باب گھوڑے کا سُؤْم ہونا	۷۲۶	طریقہ رجوع میں مذاہب اربعہ
۷۴۴	تین چیزوں میں سُؤْم ہونے کا بیان	۷۲۶	چھوٹے سے اثبات رجوع میں فقہی مذاہب ثلاثہ
۷۴۵	تین چیزوں میں سُؤْم کے ہونے کا بیان	۷۲۷	فعلی رجوع میں مذاہب اربعہ
	باب بَرَكَه النخیل	۷۲۸	جو فعل سبب حرمت مصاہرت و بی سبب رجعت قاعدہ فقہیہ
۷۴۶	یہ باب ہے کہ گھوڑے میں برکت ہونا	۷۲۸	رجوع کیلئے گواہی کے استحباب کا بیان
	باب قَتْلِ نَاصِيَةِ الْفَرَسِ	۷۲۸	رجعت کے مسنون طریقے کا فقہی بیان
۷۴۶	یہ باب ہے کہ گھوڑے کی پیشانی کو گودنا	۷۲۹	رجعت کی شرعی حیثیت میں فقہی مذاہب اربعہ
		۷۳۰	طلاق رجعی میں نفقہ و سکنہ کی ذمہ داری میں فقہی مذاہب

باب تادیب الرُّجُلِ غَرَسَ	باب تادیب الرُّجُلِ غَرَسَ
یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے گھوڑے کی تربیت کرنا	یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے گھوڑے کی تربیت کرنا
۴۲۸	۴۲۸
باب دَعْوَةِ الْخَيْلِ	باب دَعْوَةِ الْخَيْلِ
یہ باب گھوڑے کی دعا کے بیان میں ہے	یہ باب گھوڑے کی دعا کے بیان میں ہے
۴۲۹	۴۲۹
باب التَّشْدِيدِ فِي حَمْلِ الْحِمِيرِ عَلَى الْخَيْلِ	باب التَّشْدِيدِ فِي حَمْلِ الْحِمِيرِ عَلَى الْخَيْلِ
یہ باب ہے کہ گدھے کی گھوڑی سے جفتی کرانے کی شدید	یہ باب ہے کہ گدھے کی گھوڑی سے جفتی کرانے کی شدید
۴۵۸	۴۵۸
نذمت	نذمت
باب عَلْفِ الْخَيْلِ	باب عَلْفِ الْخَيْلِ
یہ باب گھوڑے کے چارے کے بیان میں ہے	یہ باب گھوڑے کے چارے کے بیان میں ہے
۴۵۰	۴۵۰
باب غَايَةِ السَّبْيِ لِلَّتِي لَمْ تُضْمَرْ	باب غَايَةِ السَّبْيِ لِلَّتِي لَمْ تُضْمَرْ
یہ باب ہے کہ جو گھوڑے سکھائے ہوئے نہ ہوں ان کے	یہ باب ہے کہ جو گھوڑے سکھائے ہوئے نہ ہوں ان کے
۴۵۱	۴۵۱
مقابلے کی آخری حد	مقابلے کی آخری حد
باب إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلْسَّبْيِ	باب إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلْسَّبْيِ
یہ باب ہے کہ گھوڑے کو مقابلے میں حصہ لینے کے لیے	یہ باب ہے کہ گھوڑے کو مقابلے میں حصہ لینے کے لیے
۴۵۱	۴۵۱
سردھانا	سردھانا
باب السَّبْيِ	باب السَّبْيِ
یہ باب (گھڑ دوڑ کا) مقابلہ کروانے کے بیان میں ہے	یہ باب (گھڑ دوڑ کا) مقابلہ کروانے کے بیان میں ہے
۴۵۲	۴۵۲
باب الْجَلْبِ	باب الْجَلْبِ
یہ باب جلب کے بیان میں ہے	یہ باب جلب کے بیان میں ہے
۴۵۳	۴۵۳
باب الْجَنْبِ	باب الْجَنْبِ
یہ باب جب کے بیان میں ہے	یہ باب جب کے بیان میں ہے
۴۵۳	۴۵۳
باب الْجَنْبِ	باب الْجَنْبِ
یہ باب جب کے مفہوم کا بیان	یہ باب جب کے مفہوم کا بیان
۴۵۳	۴۵۳
باب سَهْمَانِ الْخَيْلِ	باب سَهْمَانِ الْخَيْلِ
یہ باب گھوڑوں کے حصوں کے بیان میں ہے	یہ باب گھوڑوں کے حصوں کے بیان میں ہے
۴۵۴	۴۵۴
باب سَهْمَانِ الْخَيْلِ	باب سَهْمَانِ الْخَيْلِ
یہ باب گھوڑے کا ایک حصہ ہونے کا بیان	یہ باب گھوڑے کا ایک حصہ ہونے کا بیان
۴۵۴	۴۵۴
باب سَهْمَانِ الْخَيْلِ	باب سَهْمَانِ الْخَيْلِ
یہ باب گھوڑے کے سبب حصہ میں زیادتی کا بیان	یہ باب گھوڑے کے سبب حصہ میں زیادتی کا بیان
۴۵۵	۴۵۵
باب سَهْمَانِ الْخَيْلِ	باب سَهْمَانِ الْخَيْلِ
یہ باب گھوڑوں کے حصوں میں فقہی مذاہب	یہ باب گھوڑوں کے حصوں میں فقہی مذاہب
۴۵۶	۴۵۶

دارالحرب میں داخل ہونے کے بعد گھوڑے کے ہلاک ہونے	دارالحرب میں داخل ہونے کے بعد گھوڑے کے ہلاک ہونے
۴۵۷	۴۵۷
کامیان	کامیان
دارالحرب میں گھوڑا خرید کر جہاد کرنے والے کا حصہ	دارالحرب میں گھوڑا خرید کر جہاد کرنے والے کا حصہ
۴۵۷	۴۵۷
جب سوار ہو کر آنے والے نے پیدل جہاد کیا	جب سوار ہو کر آنے والے نے پیدل جہاد کیا
۴۵۸	۴۵۸
جہاد کے گھوڑے کا غصب ہو جانے کا بیان	جہاد کے گھوڑے کا غصب ہو جانے کا بیان
۴۵۸	۴۵۸
کتاب الإختصاص	کتاب الإختصاص
یہ کتاب وقف کے بیان میں ہے	یہ کتاب وقف کے بیان میں ہے
۴۵۹	۴۵۹
وقف کی تعریف کا بیان	وقف کی تعریف کا بیان
۴۵۹	۴۵۹
وقف کا حکم کا بیان	وقف کا حکم کا بیان
۴۵۹	۴۵۹
وقف کی شرائط کا بیان	وقف کی شرائط کا بیان
۴۶۰	۴۶۰
وقف کے الفاظ کی اقسام	وقف کے الفاظ کی اقسام
۴۶۰	۴۶۰
وقف صحیح ہونے کی شرائط کا بیان	وقف صحیح ہونے کی شرائط کا بیان
۴۶۱	۴۶۱
یہ باب عنوان کے بغیر ہے	یہ باب عنوان کے بغیر ہے
۴۶۳	۴۶۳
باب الإختصاص تَحْتِ بِحَبِّ الْحَبْسِ وَذِكْرِ الْإِخْلَافِ	باب الإختصاص تَحْتِ بِحَبِّ الْحَبْسِ وَذِكْرِ الْإِخْلَافِ
عَلَى ابْنِ عَوْنٍ فِي خَيْرِ ابْنِ عَمْرٍ فِيهِ	عَلَى ابْنِ عَوْنٍ فِي خَيْرِ ابْنِ عَمْرٍ فِيهِ
یہ باب ہے کہ وقف کے احکام وقف کو کس طرح تحریر کیا	یہ باب ہے کہ وقف کے احکام وقف کو کس طرح تحریر کیا
۴۶۳	۴۶۳
جائے گا؟	جائے گا؟
باب حَبْسِ الْمَشَاعِ	باب حَبْسِ الْمَشَاعِ
یہ باب ہے کہ مشترکہ ملکیت والی چیز کو وقف کر دینا	یہ باب ہے کہ مشترکہ ملکیت والی چیز کو وقف کر دینا
۴۶۷	۴۶۷
مشترکہ چیز کے وقف کا بیان	مشترکہ چیز کے وقف کا بیان
۴۶۸	۴۶۸
مشاع کا فقہی مفہوم	مشاع کا فقہی مفہوم
۴۶۸	۴۶۸
مشترکہ زمین کے وقف کا بیان	مشترکہ زمین کے وقف کا بیان
۴۶۹	۴۶۹
باب وَقْفِ الْمَسَاجِدِ	باب وَقْفِ الْمَسَاجِدِ
یہ باب مساجد کو وقف کرنے کے بیان میں ہے	یہ باب مساجد کو وقف کرنے کے بیان میں ہے
۴۷۰	۴۷۰
مسجد بنانے سے زوال ملکیت کا بیان	مسجد بنانے سے زوال ملکیت کا بیان
۴۷۰	۴۷۰
کتاب الوصايا	کتاب الوصايا
یہ کتاب وصیت کے بیان میں ہے	یہ کتاب وصیت کے بیان میں ہے
۴۷۸	۴۷۸

۷۷۸	وصایا کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان	۸۰۲	یہ باب ہے کہ اس میں سفیان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ
۷۷۸	باب الْكَوَاثِبَةِ فِي تَأْخِيرِ الْوَصِيَّةِ	۸۰۳	باب النَّهْيِ عَنِ الْوِلَايَةِ عَلَى مَالِ الْيَتِيمِ
۷۸۱	یہ باب ہے کہ وصیت میں تاخیر کرنا مکروہ ہے	۸۰۳	یہ باب ہے کہ یتیم کے مال کا نگران بننے کی ممانعت
۷۸۱	باب هَلْ أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	۸۰۳	یتیم کے مال میں بے جا تصرف کا حرام ہونا
۷۸۱	یہ باب ہے کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے وصیت کی تھی؟	۸۰۵	یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانے کے متعلق بہت سخت وعید ہے
۷۸۳	باب الْوَصِيَّةِ بِالثَّلَاثِ	۸۰۶	باب مَا لِلْوَصِيِّ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ إِذَا قَامَ عَلَيْهِ
۷۸۳	یہ باب ہے کہ ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کرنا	۸۰۶	جب کوئی شخص کسی یتیم کے مال کا نگران ہوتا ہے تو اسے کون سے حقوق حاصل ہوتے ہیں؟
۷۸۳	باب قَضَاءِ الدَّيْنِ قَبْلَ الْوَرَاثَةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَفْقَاطِ النَّاقِلِينَ لِخَيْرِ جَوَابٍ فِيهِ	۸۰۷	باب اجتناب اكل مال اليتيم
۷۹۰	یہ باب ہے کہ وراثت (کی تقسیم) سے پہلے قرض کی ادائیگی کا حکم اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ	۸۰۸	یہ کتاب عطیہ کے بیان میں ہے
۷۹۰	باب إبطال الوصية للوارث	۸۰۸	عطیہ کے معنی و مفہوم کا بیان
۷۹۳	یہ باب ہے کہ وارث کے لیے وصیت کو کالعدم قرار دینا	۸۰۹	باب ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَفْقَاطِ النَّاقِلِينَ لِخَيْرِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي النَّحْلِ
۷۹۳	ورثاء کے حق میں وصیت کے عدم جواز کا بیان	۸۱۵	یہ کتاب ہبہ کے بیان میں ہے
۷۹۳	باب إِذَا أَوْصَى لِعَشِيرَتِهِ الْإِفْرَاقِينَ	۸۱۵	ہبہ کے معنی و مفہوم کا بیان
۷۹۵	یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنے قریبی رشتے داروں کے لیے وصیت کرے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)	۸۱۵	ہبہ کی لغوی و اصطلاحی تعریف
۷۹۵	باب إِذَا مَاتَ الْفَجَاءَةُ هَلْ يُسْتَحَبُّ لِأَهْلِهِ أَنْ يَتَصَلَّوْا عَنْهُ	۸۱۵	ہبہ کے ارکان و شرائط کا بیان
۷۹۸	یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اچانک فوت ہو جائے تو کیا اس کے اہل خانہ کے لیے یہ بات مستحب ہے	۸۱۶	باب هَبَةِ الْمَشَاعِ
۷۹۸	کہ وہ اس کی طرف سے صدقہ کر دیں؟	۸۱۶	یہ باب مشترکہ چیز کو ہبہ کرنے کے بیان میں ہے
۷۹۹	باب فَضْلِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيْتِ	۸۱۷	بخوزہ مقسومہ میں جواز ہبہ کا بیان
۷۹۹	یہ باب ہے کہ مرحوم کی طرف سے صدقہ کرنے کی فضیلت	۸۱۷	تقسیم کے بعد محفوظ رہنے سے ہبہ کے تمام ہونے کا بیان
۸۱۹	باب ذِكْرُ اخْتِلَافِ عَلَى سَفِيَّانَ	۸۱۷	مشاع میں ہبہ کے جواز میں مذاہب اربعہ
		۸۱۹	غیر منقسم چیز میں مشاع کے ہبہ کا بیان

۸۲۰	مال غنیمت کی تقسیم میں فقہی مذاہب کا بیان	۸۲۰	عمری کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت
۸۲۱	باب رُجُوعُ الْوَالِدِ فِيمَا يُعْطَى وَلَدَهُ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْغَيْرِ فِي ذَلِكَ	۸۲۱	باب ذکر الاختلاف على الزهري فيه
۸۲۲	یہ باب ہے کہ والد اپنی اولاد کو جو عطیہ دیتا ہے اسے واپس لیتا اس روایت کو نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ	۸۲۲	اس بارے میں زہری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ
۸۲۳	باب ذکر الاختلاف لِعَبْرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ	۸۲۳	باب ذکر الاختلاف يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ
۸۲۴	اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت میں اختلاف کا تذکرہ	۸۲۴	یہ باب ہے کہ اس بارے میں منقول حدیث میں ابو سلمہ سے
۸۲۵	باب ذکر الاختلاف عَلَى طَاوُسٍ فِي الرَّاجِعِ فِيهِ	۸۲۵	یہ باب ہے کہ اس بارے میں منقول حدیث میں ابو سلمہ سے
۸۲۶	یہ باب ہے کہ یہ واپس لینے والی روایت میں طاؤس سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ	۸۲۶	یہ باب ہے کہ اس بارے میں منقول حدیث میں ابو سلمہ سے
۸۲۷	یہ باب ہے کہ یہ واپس لینے کی ممانعت میں مذاہب اربعہ	۸۲۷	یہ باب ہے کہ اس بارے میں منقول حدیث میں ابو سلمہ سے
۸۲۸	کِتَابُ الرُّقَبِ	۸۲۸	باب عَطِيَّةُ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا
۸۲۹	یہ کتاب رقبہ کے بیان میں ہے	۸۲۹	یہ باب ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا کوئی عطیہ
۸۳۰	باب ذکر الاختلاف عَلَى ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ فِي خَيْرِ زَيْنٍ	۸۳۰	کرتا
۸۳۱	ابن ثابت فیہ	۸۳۱	شوہر کے مال سے خرچ کرنے کی ممانعت کا بیان
۸۳۲	اس بارے میں حضرت زید بن ثابت سے منقول حدیث میں	۸۳۲	شوہر کی اجازت کے سبب بیوی کا شوہر کے مال سے خرچ
۸۳۳	باب ذکر الاختلاف عَلَى ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ فِي خَيْرِ زَيْنٍ	۸۳۳	کرتا
۸۳۴	یہ باب ہے کہ ابو زبیر سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ	۸۳۴	شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کرنے کا بیان
۸۳۵	باب ذکر الاختلاف عَلَى ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ فِي خَيْرِ زَيْنٍ	۸۳۵	شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینے کی ممانعت کا بیان
۸۳۶	یہ باب ہے کہ ابو زبیر سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ	۸۳۶	شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینے کی ممانعت کا بیان
۸۳۷	کِتَابُ الْعُمْرَى	۸۳۷	ہدیہ کی تعریف کا بیان
۸۳۸	یہ کتاب عمری کے بیان میں ہے	۸۳۸	ہدیہ کی اصطلاحی تعریف کا بیان
۸۳۹	باب	۸۳۹	ہدیہ قبول کرنے کا بیان
۸۴۰	بلا عنوان	۸۴۰	غیر مسلموں سے ہدیہ لینے یا دینے کا بیان
۸۴۱	باب ذکر اختلاف ألفاظ الناقلين لِعَبْرِ جَابِرٍ فِي الْعُمْرَى	۸۴۱	عین میں تبدیلی سے متعلق قاعدہ فقہیہ کا بیان
۸۴۲		۸۴۲	شرح سنن نسائی جلد چہارم کے اختتامی کلمات کا بیان

مقدمہ رضویہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على نبي رحمة العالمين وعلى آله الطيبين واصحابه
الطاهرين اجمعين اما بعد فاني ربيت الكتاب باسم "شرح السنن النسائي" لان جاء في
الحديث يعني عن العرياض بن سارية، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ
الْأَخْلَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ بَعْدِي عَصُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِلِ، (الترمذي وابن ماجه، ابن حبان وغيره)

حدیث مرسل سے متعلق بحث کا بیان

محدثین کی اصطلاح میں مرسل حدیث اسے کہتے ہیں جس میں صحابی رضی اللہ عنہ کا نام چھوڑ دیا جائے، جیسا کہ کوئی تابعی کہے،
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم؛ لیکن اصولیین کی اصطلاح میں مرسل حدیث اسے کہتے ہیں۔ جس میں کوئی ثقہ عادل راوی خواہ وہ
تابعی ہو یا غیر تابعی وہ کہے "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم۔" (تدریب الراوی، ص ۱۹۵، بیروت)
اصولیین کی تصریح کے مطابق حدیث مرسل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مراسیل صحابہ رضی اللہ عنہم (۲) مراسیل غیر صحابہ رضی اللہ
عنہم۔

مراسیل صحابہ رضی اللہ عنہم

یعنی صحابی رضی اللہ عنہ کا اپنے ساتھی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرنا اور بغیر ان کے نام کی صراحت کیے کہنا قال رسول
الله ﷺ۔

مراسیل صحابہ رضی اللہ عنہم کا حکم

مراسیل صحابہ رضی اللہ عنہم جمہورائے کرام کے نزدیک مقبول ہیں، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جمہور علماء مراسیل صحابہ رضی
اللہ عنہم کے قبول کرنے پر متفق ہیں؛ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عادل قرار دیا ہے اور ان کی اقتداء
کی ترغیب دی ہے۔ (لوری مع سلم، ج ۱، ص ۳۰، بیروت)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

أَصْحَابِي كَأَلْسُنِ جُودٍ بَابِهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ. (مکتوۃ شریف)

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کے مانند ہیں، تم ان میں سے جن کی اقتداء کرو گے راہ یاب ہو جاؤ گے۔

علامہ ابو حنین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تصریح کی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مراسیل صحابہ کو خاص طور پر لائق استدلال شمار کرتے تھے۔ (المحمد)

ابن قدامہ کہتے ہیں کہ مراسیل صحابہ کرام جمہور علماء کے نزدیک مقبول ہیں؛ کیونکہ صحابہ کرام صحابی ہی سے روایت کرتے تھے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم معلوم العدلۃ ہیں اور اگر وہ غیر صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے تو جب تک انہیں اس بات کا یقین نہ ہو جاتا تھا کہ یہ شخص بھی عادل اور ثقہ ہے اس وقت تک ان سے روایت نہیں لیتے تھے اور ان کی شان صحابیت سے یہ بات بعید بھی تھی کہ وہ ایسے اشخاص سے روایت لیں جو غیر ثقہ اور دینی امور میں غیر ذمہ دار ہوں۔ (دوحة الناظر مع شرحها)

ابن صلاح رحمۃ اللہ کا کہنا ہے کہ صحابہ مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان جیسے حضرات کی حدیث، حدیث متصل کے حکم میں ہے؛ کیونکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کرتے ہیں اور تمام صحابہ عادل ہیں۔ (مقدمہ ابن صلاح، النوع العاشر معرفۃ المقطع)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مراسیل صحابہ رضی اللہ عنہم مقبول ہیں۔ (فتح القدیر)

مراسیل غیر صحابہ

صحابی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کی جانب سے ارسال ہو تو اس کے معتبر ہونے یا نہ ہونے میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے، ذیل میں اختصار کے ساتھ اسے ذکر کیا جاتا ہے۔

الف: مرسل غیر صحابی مطلقاً مقبول ہے، علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی خیال ہے۔

ب: غیر صحابی اگر ثقہ ہوں تو ان کے ارسال کو قبول کیا جائے گا؛ ورنہ نہیں، یہ ابن حابط رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے۔

ج: مرسل غیر صحابی اگر "قبرون مشہود لہما بالخیر" میں ہو تو قبول کیا جائے گا اور اگر اس کے بعد کے دور میں ہوا ہو تو قبول نہیں کیا جائے گا، یہ رائے عیسیٰ بن ابان کی ہے۔

د: مرسل غیر صحابی کا بالکل اعتبار نہیں ہے؛ لیکن جمہور علماء کا راجح قول یہ ہے کہ مرسل غیر صحابی سے استدلال کرنے میں توقف کریں گے؛ حتیٰ کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ثقہ کا ارسال ہوا ہے یا غیر ثقہ کا؟ ثقہ کا ارسال ہو تو قبول کریں گے؛ ورنہ اسے قبول نہیں کریں گے۔ (تدریب الراوی)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب راوی ثقہ اور غیر ثقہ دونوں کا ارسال کر دیا کرتا ہو تو ایسے مرسل غیر صحابی کو بالاتفاق قبول نہیں کیا جائے گا۔ (نخبۃ الفکر)

ائمہ اربعہ کا مسلک

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ جمہور محدثین اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرسل غیر صحابی حدیث ضعیف کے حکم میں ہے۔ (تدریب الراوی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرسل غیر صحابی کو پانچ امور میں سے کسی ایک کی بنا پر قبول کریں گے۔

- (۱) اس مرسل کو کوئی دوسرا راوی مسند بیان کرے۔
- (۲) دوسرا راوی اس کو مرسل ہی روایت کرے مگر دوسرے شیخ سے۔
- (۳) یا اس مرسل روایت کی تائید میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا قول ہو۔
- (۴) یا اکثر علماء کا قول ہو۔

(۵) یا وہ ارسال کرتا ہو صرف عادل راوی سے، ان وجوہ میں سے کوئی وجہ جب پائی جائے گی تب تو قبول کریں گے؛ ورنہ قبول نہیں کریں گے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس طرح کے مرسل غیر صحابی کا درجہ مسند جیسا ہے؛ البتہ اگر مسند و مرسل کے درمیان تعارض ہو جائے تو مسند کو مقدم کریں گے۔ (الرسالہ)

مرسل غیر صحابی غیر معتبر کیوں؟

یہ بات تو طے ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں اور دینی معاملہ میں جس قدر انہیں احتیاط تھا وہ بعد کے ادوار میں نہ رہا؛ اسی لیے بعد والوں میں دینی لحاظ سے مختلف خرابیاں پائی جانے لگیں اور ان خرابیوں کے لحاظ سے محدثین کو حدیث کی صحت و ضعف کے متعلق زمرہ بندی کی ضرورت پیش آئی، بسا اوقات متصل السند حدیث میں بھی غیر ثقہ راوی آ جاتا ہے اور اس کی وجہ سے حدیث درجہ صحت سے نکل جاتی ہے اور ضعیف احادیث کے زمرہ میں داخل ہو جاتی ہے، جب سند میں مذکور راویوں کی وجہ سے بھی ساری احادیث قبول و اعتبار کا درجہ حاصل نہیں کر پاتی تو جس سند میں راوی حذف کر دیا گیا ہو وہ حدیث کیسے لائق احتجاج بن سکتی ہے؛ لہذا مرسل غیر صحابی معتبر اور لائق استدلال نہیں ہے۔ (الدریب)

احناف، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہ ہے کہ مرسل غیر صحابی بھی اگر وہ ثقہ ہو تو قابل قبول ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ثقہ راوی کا کسی راوی کے ذکر کرنے سے خاموشی اختیار کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس راوی کو ثقہ جانتا ہے؛ گویا اس کا سکوت کرنا اس کی عدالت کی خبر دیتا ہے؛ اسی لیے علامہ آمدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب عادل ثقہ کہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا، تو اس کے اس جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسے جب تک اس قول کے حضور علیٰ عظیم کی طرف سے ہونے کا یقین نہ ہوا ہوتا تو ایسے جزم و یقین کے ساتھ وہ نقل نہ کرتے۔ (الاحکام)

لیکن اگر راوی ثقہ اور غیر ثقہ دونوں کا ارسال کر دیا کرتا ہے تو احناف میں سے ابو بکر رازی اور مالکیہ میں سے ابوالولید باجی اس کے غیر معتبر ہونے کے قائل ہیں۔ (تقوا لاثر)

شیخ ابوزہرہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو مرسل غیر صحابی کو قبول کیا ہے اس کی وجہ

روایت میں تساہل برتنا نہیں ہے؛ کیونکہ انہوں نے ہر شخص کے ارسال کو جائز قرار نہیں دیا ہے؛ بلکہ وہ صرف ایسے ثقات کے ارسال کو قبول فرماتے ہیں، جن کے بارے میں اُن کو صدق سے متصف ہونے کا علم ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کبھی ان کے قبول کرنے کا سبب اس کی شہرت ہوتی ہے، ارسال تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں زیادہ تھا؛ کیونکہ وہ زمانہ خیر القرون کا تھا اور مجموعی طور پر آپ کا ارشاد ہے "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّخِذْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (مکتوۃ شریف) سامنے رہا کرتا تھا اس لیے حضور ﷺ کی طرف غلط بات کے منسوب کرنے کی جرات نہیں ہوتی تھی؛ لیکن جب دین کی گرفت ڈھیلی ہونے لگی اور آپ ﷺ کی طرف غلط باتوں کو منسوب کیا جانے لگا تو علماء اس کے سند کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ راوی کو پہچانا جاسکے اور اس کی حالت کے مطابق حدیث کی صحت و سقم کا اندازہ کیا جائے؛ اسی لیے ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حدیث کی سند فقہ کی وجہ سے بیان کرنے لگے۔ (اصول مذہب الامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

اسی لیے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جو کبار تابعین میں سے ہیں ان کے مراسیل کے بارے میں علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراسیل شعبی صحیح ہیں؛ کیونکہ وہ صرف ثقہ راوی ہی کا ارسال کرتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)
اور ابن عدی یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ مراسیل ابراہیم شعبی رحمۃ اللہ علیہ صحیح ہیں۔ (نصب الراية)
اسی طرح حضرت سعید بن مسیب کے مراسیل کو بھی محدثین نے حجت گردانا ہے۔ (نصب الراية)
قاضی شریح کے مراسیل بھی صحیح ہیں؛ کیونکہ وہ بھی ثقہ ہیں اور کبار تابعین میں سے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں عہدہ قضا پر فائز تھے۔ (سیر الصحابة رضی اللہ عنہم)
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مراسیل کے بارے میں ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ ثقات سے روایت کرتے ہیں اور ابو زرۃ کا کہنا ہے کہ حسن بصری جس حدیث کو قال رسول اللہ ﷺ کہہ کر روایت کرتے ہیں اس کی کوئی نہ کوئی اصل مجھے ضرور ملی ہے۔ (القاصد الحسنة) مراسیل محمد بن سیرین بھی صحیح ہیں۔ (الجزء الرابع، کتاب الحج)

مراسیل صحابہ کرام کی مثال

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ اِنَّمَا الرُّبَا فِي النَّسَبِ (مکتوۃ شریف) جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ روایت آپ نے براہ راست حضور ﷺ سے سنی ہے؟ تو فرمایا نہیں، میں نے یہ اسامۃ بن زید سے سنی ہے؟ اسی طرح حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "مَنْ أَمْسَحَ جُنْبًا فَلَا صَوْمَ لَهُ" (اتحاف السادة المتكلمين) جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ روایت آپ نے حضور ﷺ سے براہ راست سنی ہے؟ تو فرمایا نہیں، میں اس کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتا ہوں۔

مراسیل تابعی و تبع تابعین

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابی اسحاق الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سعید بن جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مراسیل بھی حجت ہیں؛ کیونکہ یہ حضرات

بھی ثقہ راوی کا ہی ارسال کرتے ہیں۔

حدیث مرسل کا ایک اور مفہوم

محدثین کے نزدیک مرسل کا ایک عام مفہوم بھی ہے کہ کبھی مرسل سے مطلق انقطاع مراد لیتے ہیں؛ خواہ وہ بصورت مطلق ہو یا متصل یا منقطع اور صحاح ستہ میں لفظ مرسل اسی معنی میں بکثرت استعمال ہوا ہے، اس عام مفہوم کے اعتبار سے مرسل کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مرسل ظاہر (۲) مرسل خفی۔

مرسل ظاہر کا بیان

وہ روایت ہے جس کا انقطاع واضح ہو اس طور پر کہ راوی ایسے شیخ سے روایت کرتا ہو جو ان کا ہم عصر نہ ہو۔

مرسل خفی کا بیان

ایسے راوی کا شیخ کی طرف روایت منسوب کرنا جس سے اس راوی کی ملاقات تو ہو؛ لیکن مطلق سماع نہ ہو یا سماع تو ہو؛ لیکن اس حدیث کا سماع ثابت نہ ہو، دو تابعین جنہوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا؛ لیکن کسی وجہ سے ملاقات نہ کر سکے، مثلاً ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ، حضرت قیس بن حازم وغیرہ تو یہ حضرات اگر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تو اس روایت کو بھی مرسل خفی کہیں گے۔

محمد لیاقت علی رضوی

چک سٹیکا بہاولنگر

کِتَابُ الْجِهَادِ

یہ کتاب جہاد کے بیان میں ہے

جہاد کی تعریف اور اس کی اقسام کا بیان

جہاد کا لغوی معنی ہے: اللہ کے دشمنوں سے جہاد جنگ کرنے میں اپنی پوری وسعت اور طاقت کو خرچ کرنا اور جہاد کا شرعی معنی ہے: اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے کفار سے جنگ میں اپنی پوری طاقت اور وسعت کو خرچ کرنا۔

جہاد کی دو قسمیں ہیں: فرض عین اور فرض کفایہ اسلام کی تبلیغ کے لیے کافروں کو اسلام کی دعوت دینا اور اگر وہ اسلام کو قبول نہ کریں تو پھر ان کو جزیہ ادا کرنے کے لیے کہنا اور اگر وہ اس کو بھی قبول نہ کریں تو پھر ان سے جہاد کرنا فرض کفایہ ہے اور اگر کسی اسلامی شہر پر کافر حملہ کریں تو اس شہر کے مسلمان پر اپنے شہر کے دفاع کے لیے جہاد کرنا فرض عین ہے اور اگر اس شہر کے مسلمان اپنا دفاع نہ کر سکیں تو اس کے قریب کے شہر والوں پر جہاد کرنا فرض عین ہو جائے گا۔ علیٰ ہذا القیاس اگر ایک اسلامی ملک اپنے دفاع کی استطاعت نہ رکھے تو اس کے قریب کے ملک پر جہاد کرنا فرض عین ہوگا۔

عدہ کا سانی حنفی نے لکھا ہے: اگر جہاد کے لیے روانہ ہونے کا مسلمانوں کو عام حکم دیا جائے تو جہاد فرض عین ہے اور اگر عام حکم نہ ہو تو جہاد فرض کفایہ ہے اور بعض مسلمانوں کے جہاد کرنے سے باقی مسلمانوں سے جہاد کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۹۸ مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید اینڈ کمپنی ۱۴۰۰ھ)

جہاد کرنے میں عزت اور جہاد ترک کرنے میں ذلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مکہ میں توحید کا حکم دیا اور نماز پڑھنے کا زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے سے منع کیا اور جب آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو باقی فرائض نازل ہوئے اور مسلمانوں کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت دے دی گئی تب یہ آیت نازل ہوئی کہ تم پر قتال (جہاد) فرض کر دیا گیا ہے اور قتال سے ممانعت کے بعد تم کو قتال کی اجازت دے دی گئی ہے اور اگرچہ یہ طبعاً تم پر گراں اور بھاری ہے لیکن انجام کار تمہارے لیے خیر ہے کیونکہ کافروں کو مغلوب کر کے تم ایک اسلامی ریاست قائم کر سکو گے اور آزادی کے ساتھ باعزت طریقہ سے زندگی گزار سکو گے اور اسلام کے تمام احکام پر بے خوف و خطر عمل کر سکو گے اور جنگ کے ذریعہ تم کو دشمنوں کا جو مال غنیمت حاصل ہوگا اس سے تم پر خوش حالی آنے لگی اور اگر تم راہ حق میں شہید ہو گئے تو تمہارے لیے بے پناہ اجر ہے اور اگر تم کافروں سے جہاد نہیں کرو گے تو وقتی طور پر تمہیں آرام ملے گا

لیکن مال کا تمہارے ملک پر کافر قبضہ کر کے تمہیں آزادی سے محروم کر دیں گے۔ تمہیں اپنا غلام بنائیں گے اور پھر تم کو ذلت اور خواری کی زندگی گزارنی ہوگی۔

جہاد کے درجات اور اجر و ثواب کے متعلق احادیث

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں: امام احمد امام بخاری امام مسلم امام نسائی امام ابن ماجہ اور امام بیہقی نے (شعب الایمان میں) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا آپ سے کہا گیا کہ پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا آپ سے عرض کیا گیا: پھر کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: حج مبرور۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل عمل نماز کو اس کے وقت میں پڑھنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

امام ترمذی امام بزار امام حاکم اور امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص جنگل میں بیٹھے پانی کے ایک چشمہ سے گزر رہا تھا اس نے سوچا: کاش میں بوٹوں کو چھوڑ کر یہیں جاؤں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر یہیں آ جاؤں گا جب اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو ساٹھ سال اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے تمہارا ایک وقت اللہ کی راہ میں گزارنا افضل ہے کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کر دے اور تم کو جنت میں داخل کر دے! اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو شخص اونٹنی کا دودھ دو بے جانے وقت برابر بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

امام طبرانی نے فضالہ بن عبید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کے تین درجے ہیں: اولیٰ اور اعلیٰ اور اعلیٰ ادنیٰ درجہ کا اسلام یہ ہے کہ جس میں عام مسلمان ہیں تم جس سے بھی سوال کرو گے وہ کہے گا: میں مسلمان ہوں اور اوسط درجہ میں بعض مسلمانوں کے عمل بعض سے افضل ہوتے ہیں اور سب سے اعلیٰ درجہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

امام بزار نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کے آٹھ حصے ہیں اسلام (قبول کرنا) ایک حصہ ہے نماز ایک حصہ ہے زکوٰۃ ایک حصہ ہے روزہ ایک حصہ ہے حج بیت اللہ کا حصہ ہے۔ نبی کا حکم دینا ایک حصہ ہے برائی سے روکنا ایک حصہ ہے اور جہاد فی سبیل اللہ ایک حصہ ہے اور وہ شخص نامراد ہے جس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ امام مسلم امام ابو داؤد امام نسائی امام حاکم اور امام بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جہاد کرنے کی تمنا کیے بغیر مر گیا وہ نفاق کے ایک حصہ کے ساتھ مرا ہے۔

امام احمد امام بخاری امام ترمذی اور امام نسائی نے عبدالرحمان بن جبران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پیر اللہ کی راہ میں غبار آلودہ ہوئے اللہ ان پیروں پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ امام حاکم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین آنکھیں ایسی ہیں جن کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی

ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں نکال دی گئی دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگتی رہی اور تیسری وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روٹی رہی۔

امام عبدالرزاق امام احمد امام ابو داؤد امام ترمذی امام نسائی امام ابن ماجہ امام ابن حبان امام حاکم اور امام بیہقی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اونٹنی کا دودھ دوہنے کے برابر وقت میں جہاد کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس شخص نے صدق دل سے شہادت کے حصول کی دعا کی وہ مر جائے یا قتل ہو جائے اس کو شہادت کا اجر ملے گا اور جو اللہ کی راہ میں زخمی ہو وہ قیامت کے دن اسی طرح زخمی اٹھے گا اس کے خون کا رنگ زمفران کی طرح ہوگا اور اس سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔

امام مسلم امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں۔

امام طبرانی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جو قوم جہاد کو ترک کر دیتی ہے اللہ اس پر عام عذاب بھیجتا ہے۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ دنیا داری روپے پیسے اور کھیتی باڑی میں منہمک ہو جائیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک کر دیں اور بیع عینہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر مصیبتیں نازل فرماتا ہے اور جب تک وہ اپنے دین کی طرف رجوع نہ کریں وہ مصیبتیں ان سے دور نہیں کرتا۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۲۳۹-۲۴۲ مطبوعہ مکتبۃ آیۃ اللہ علی ایران)

باب وجوب الجہاد

یہ باب جہاد کے وجوب کے بیان میں ہے

اجازت جہاد کا بیان

3085 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أُخْرِجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ قَالَ أَسْوَ بَكْرٍ أَخْرَجُوا نَبِيَّهُمْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ لَيَهْلِكُنَّ . فَنَزَلَتْ (أَذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بَانْتِهَامٍ طَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ) فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَكُونُ قِتَالٌ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَهِيَ أَوَّلُ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقِتَالِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا گیا تو حضرت ابوبکر غنی سے بولے۔ ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا ہے بے شک ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم نے اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے یہ لوگ ضرور ہلاکت کا شکار ہو جائیں گے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

”وہ لوگ جن کے ساتھ جنگ کی جاتی ہے انہیں یہ اجازت دی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے ان کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔“

(اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اس سے مجھے پتا چل گیا کہ عنقریب جنگ ہوگی۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ وہ پہلی آیت ہے جو جنگ کے بارے میں نازل ہوئی۔

شرح

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُقَتِّلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (الحج، ۳۹)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں جن کو مکہ میں مشرکین بہت سخت ایذا کیں پہنچاتے تھے۔ مسلمان آپ کے پاس آتے، کسی کا سر پھنسا ہوا ہوتا، کسی کو کوزوں سے مارا ہوا ہوتا، کسی کو پتلی ہوئی ریت پر گھسیٹا ہوا ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے: صبر کرو، ابھی مجھے ان سے قتال کرنے کا حکم نہیں دیا گیا حتیٰ کہ آپ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کر لی۔ ستر سے زیادہ آیتیں کفار کی ایذا رسانیوں پر صبر کرنے کے متعلق نازل ہوئی تھیں اور یہ پہلی آیت ہے جس میں کفار سے جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد وہ تمام آیتیں منسوخ ہو گئیں جن میں کافروں کی زیادتیوں پر غصہ اور درگزر کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ ستر سے زیادہ آیات درحقیقت ایک آیت کے حکم میں ہیں جن میں کفار کی زیادتیوں پر صبر کا حکم دیا گیا ہے۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ اپنی اسانید کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا انا للہ وانا الیہ راجعون اور جب یہ آیت نازل ہوئی اذن للذین یقتلون الا یہ تو میں نے جان لیا کہ اب جنگ ہوگی۔ (جامع البیان رقم الحدیث 19098)

اس آیت کی تفسیر میں ابن زید نے کہا مشرکین کو معاف کرنے کا حکم دینے کے دس سال بعد یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو ان سے قتال کی اجازت دی گئی۔ (جامع البیان رقم الحدیث: 19100)

قمار دے کہ یہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو کفار سے قتال کی اجازت دی گئی ہے۔ (جامع البیان رقم الحدیث 19105)

مسلمانوں کو قتال کی اجازت ملنے کا بیان

ابن ابی حاتم نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ پہلی آیت قتال کے بارے میں نازل ہوئی جب مسلمان کفار کے ہاتھوں تکلیف میں پڑے مکہ میں۔ ان کے کاندان کے لوگ ہی ان کے درمیان حائل ہوئے تاکہ وہ اسلام سے پھر جائیں اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دیں اور ان پر غلبہ حاصل کر لیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیت اذن للذین یقتلون بانہم ظلموا۔ اور یہ حکم اس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نکلنے کی اجازت دی اور ان کو لڑنے کی بھی اجازت دی۔

عبدالرزاق واہب ابن احمد راوی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ پہلی آیت تھی جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے آیت اذن للذین یقتلون کے بارے میں روایت کیا کہ ان کو ان کافروں سے لڑنے کی اجازت دے دی گئی۔ ان سے دس سال درگزر کرنے کے بعد۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے آیت اذن للذین یقتلون کے بارے میں فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو جہاد کی اجازت دے دی گئی۔ آیت بانہم ظلموا۔ یعنی ان پر مکہ والوں نے ظلم کیا اور جب ان کو ان کے گھروں سے نکالا تھا۔

ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے محل سے باغیوں کو اوپر سے جھانکا اور فرمایا میرے پاس ایک آدمی کو لے آؤ جو کتاب اللہ کا قاری ہو۔ تو انہوں نے معصود بن صوحان کو بھیجا۔ اس نے ان سے بات کی اور انہوں نے اپنے حق میں یہ آیت۔ آیت اذن للذین یقتلون بانہم ظلموا۔ وان اللہ علی نصرہم لبقدر پڑھی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تو نے جھوٹ کہا یہ تیرے اور تیرے اصحاب کے متعلق نہیں ہے لیکن یہ میرے اور میرے اصحاب کے متعلق ہے۔ (تفسیر درمنثور سورہ حج، بیروت)

اس آیت میں دلیل ہے کہ اباحت شرع سے ہے جبکہ معتزلہ کا نظریہ اس کے خلاف ہے کیونکہ اذن کا معنی اناج ہے یہ لفظ ہر ممنوع چیز کی اباحت کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ یہ مفہوم سورہ بقرہ اور دوسرے مقام پر گزر چکا ہے۔ یہ اذن ہمزہ کے فتح کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یعنی اللہ نے اجازت دی۔ یقاتلون تاکہ کسرہ کے ساتھ ہے، یعنی مشرک ان سے لڑتے ہیں اور وہ مومنین ہیں اسی لیے فرمایا: بانہم ظلموا انہیں اپنے شہروں سے نکال کر ان پر ظلم کیا گیا۔

حکم جہاد کی مشروعیت کا بیان

3086 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَفِيٍّ قَالَ أَتَانَا أَبِي قَالَ أَتَانَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَأَصْحَابًا لَهُ أَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي عِزٍّ وَنَحْنُ مُشْرِكُونَ فَلَمَّا آمَنَّا صِرْنَا آذِلَّةً . فَقَالَ "إِنِّي أُمِرْتُ بِالْعَفْوِ فَلَا تُقَاتِلُوا" . فَلَمَّا حَوَّلَنَا اللَّهُ إِلَى الْمَدِينَةِ أَمَرْنَا بِالْقِتَالِ فَكَفُّوا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (الَّذِينَ تَرَوْنَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ان کے کچھ ساتھی مکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم لوگ جب مشرک تھے اُس وقت ہم برتر حیثیت کے مالک تھے اور اب جب ہم ایمان لے آئے تو ہماری حیثیت کم تر ہو گئی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے تم لوگ ان کے ساتھ لڑائی نہ کرو۔

جب اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ منورہ لے گیا اور اس نے ہمیں جنگ کرنے کا حکم دیا تو اس وقت لوگوں نے جنگ نہیں کی تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”کیا تم نے ان لوگوں کا جائزہ نہیں لیا جنہیں یہ کہا گیا کہ تم لوگ اپنے ہاتھ روک لو اور نماز قائم کرو۔“

3087 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعْتَمِرًا عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قُلْتُ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ نَعَمْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح وَأَبَا آخَمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِأَخْمَدَ - قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرَّغَبِ وَبَيَّنَّا أَنَا نَائِمٌ أَيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدِي“ . قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ هَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَلُونَهَا . ☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے جامع ترین کلمات کے ہمراہ مبعوث کیا گیا ہے رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا تو میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور وہ میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ تو تشریف لے گئے ہیں اور تم ان خزانوں کو حاصل کر رہے ہو۔

3088 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ إِزَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مَبْرُورٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ نَحْوَهُ . ☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

3089 - أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ”بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرَّغَبِ وَبَيَّنَّا أَنَا نَائِمٌ أَيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدِي“ . فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ هَبَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَلُونَهَا . ☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مجھے جامع ترین

کلمات کے ہمراہ مبعوث کیا گیا ہے اور رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے ایک مرتبہ میں سویا ہوا تھا میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں وہ میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ تو تشریف لے گئے ہیں اور تم لوگ ان خزانوں کو حاصل کر رہے ہو۔

3090 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ

3087 - أخرجه مسلم في المساجد ومواضع الصلاة، (الحديث 6) . تحفة الاشراف (13281 و 13342) .

3088 - انورد به الساني . تحفة الاشراف (15346) .

3089 - أخرجه مسلم في المساجد ومواضع الصلاة، (الحديث 6م) تحفة الاشراف (13256) .

أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَمَرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو شخص یہ اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے وہ اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کر لے گا البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

3091 - أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُيَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمَرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي نَفْسُهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ". قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاللَّهِ لَا قَاتِلَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهَا فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو کچھ عرب کافر ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابو بکر! آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کر سکتے ہیں جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے یہ حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو شخص یہ اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کر لے گا البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس شخص کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا کوئی ایسا بچہ دینے سے انکار کر دیں جسے وہ نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں ان کے اس انکار کرنے پر بھی میں ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

3090 - أخرج مسلم في الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله وقيموا الصلاة ويؤوا الزكاة ويؤوا بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وإن من فعل ذلك عصم نفسه وماله إلا بحققها وولت سريره إلى الله تعالى وقال من مع الزكاة أو غيرها من حقوق الإسلام واهتمام الإمام بشعائر الإسلام (الحديث 33) - وأخرج النسائي في تحريم الدم، (الحديث 3982) تحفة الأشراف

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) اللہ کی قسم! ہوا یہ کہ بعد میں مجھے اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ اس بارے میں جنگ کرنے سے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بات بھی پتا چلی تھی کہ ان کا موقف درست ہے۔

3092 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مَيْمُونَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الرَّهَرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ح وَأَبَانَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الرَّهَرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ نَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابِهِ عَلَى اللَّهِ". قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا قَاتِلَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنَعَنِي غَنًا كَانُوا يُؤْذُونَنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهَا. قَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّ الْحَقَّ وَاللَّفْظُ لِأَحْمَدَ.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد فیض بن گئے تو کچھ عرب کافر ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے اے حضرت ابوبکر! آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کر سکتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ صرف اس وقت تک لڑائی کروں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے جو شخص یہ اعتراف کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو وہ اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لے گا البتہ حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں ان لوگوں کے ساتھ ضرور لڑائی کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا کوئی ایسا بچہ دینے سے انکار کریں جسے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے تو میں ان کے انکار کرنے پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ہوا یہ کہ مجھے اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ اس بارے میں جنگ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بات بھی پتا چل گئی کہ ان کا موقف درست ہے۔

روایت کے یہ الفاظ احمد بن محمد نامی راوی کے ہیں۔

3093 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ بْنُ حَمْزَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنِ الرَّهَرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا جَمَعَ أَبُو

بَكْرٍ لِّقِتَالِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُواهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَانَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا". قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَّا كَانُوا يُؤْذُونِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهَا. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَوْلَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (مکرمین زکوٰۃ کے ساتھ) جنگ کرنے کا پتہ ارادہ کر لیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے ابو بکر! آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کر سکتے ہیں جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جب وہ یہ اعتراف کر لیں گے تو وہ اپنی جان اور اپنے مال مجھ سے محفوظ کر لیں گے البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے: میں ایسے لوگوں کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتے ہیں اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا کوئی ایسا بچہ دینے سے انکار کریں جو وہ نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں ان کے اس انکار کرنے پر ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! بعد میں مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے حوالے سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بھی پتا چل گیا ہے ان کا موقف درست ہے۔

3094 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرَانُ أَبُو الْعَوَّامِ الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ فَقَالَ عُمَرُ يَا أَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ الْعَرَبَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ". وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَّا كَانُوا يُعْطُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَأَى أَبِي بَكْرٍ قَدْ شَرَحَ عَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عُمَرَانُ الْقَطَّانُ لَيْسَ بِالْقَوِي فِي الْحَدِيثِ وَهَذَا الْحَدِيثُ خَطَأٌ وَالَّذِي قُلْنَا الصَّوَابُ حَدِيثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا تو کچھ عرب مرتد ہو گئے تو حضرت

عمر بن العاصؓ بولے: اے حضرت ابو بکر! آپ عربوں کے ساتھ کیسے لڑائی کریں گے؟ تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ نماز ادا کریں اور وہ زکوٰۃ ادا کریں اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بُری کے کسی ایسے بچے کو دینے سے انکار کر دیں جو وہ نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس بات پر بھی ان سے جنگ کروں گا۔

حضرت عمر بن العاصؓ کہتے ہیں جب میں نے حضرت ابو بکرؓ کی اس رائے پر غور کیا کہ انہیں اس حوالے سے شرع (صدر) حاصل ہے تو مجھے پتا چل گیا کہ ان کا موقف درست ہے۔

امام نسائیؒ بیان کرتے ہیں: عمران قحطان نامی راوی علم حدیث میں قوی نہیں ہے البتہ یہ روایت درست نہیں ہے اس سے پہلے والی روایت درست ہے جو زہریؒ نے عبید اللہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے۔

3095 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَ أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مَنِيَّ نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے لوگوں کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو جو شخص یہ اعتراف کر لے گا وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کر لے گا البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔

3096 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ أَبَانَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ وَالْأَسْتِغْنَاءِ".

☆☆ حضرت انسؓ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اپنے مال اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں کے ذریعے مشرکین کے ساتھ جہاد کرو۔

3095- اخرجہ البخاری فی الجہاد، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناس الی الاسلام و النبوة (الحديث 2946) و اخرجہ النسائی فی تحریم الدم، 1. (الحديث 3984). تحفة الاشراف (13152).

3096- اخرجہ ابو داؤد فی الجہاد، باب کراهية ترك الفزوة (الحديث 2504). و اخرجہ النسائی فی الجہاد، من غار عاری فی اہلہ (الحديث 3192). تحفة الاشراف (617).

جہاد میں سواری وغیرہ نہ ہونے کے سبب غمگین ہونے والوں کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور نہ ان لوگوں پر کوئی حرج ہے جو آپ کے پاس آئے تاکہ آپ انہیں جہاد کے لیے سواری مہیا کریں تو آپ نے فرمایا تمہارے لیے میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے، وہ اس حال میں واپس گئے کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہہ رہے تھے کہ ان کے پاس جہاد میں خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے (التوبہ: ۹۲)

عبادت سے محروم ہونے کی بناء پر رونے کا بیان

امام عبدالرحمن بن محمد بن ادریس الرازی ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت آئی جن میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں کوئی سواری عطا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی سواری ہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ وہ روتے ہوئے واپس چلے گئے کیونکہ جہاد سے رہ جانا ان پر بہت شاق تھا۔ اور ان کے پاس زاوراہ تھا نہ سواری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور جہاد پر حرص کی وجہ سے ان کے عذر میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

(تفسیر امام ابن ابی حاتم: ج ۶ ص ۱۸۶۳-۱۸۶۴، رقم الحدیث: ۱۰۲۰۰، مطبوعہ مکہ مکرمہ، ۱۴۱۷ھ)۔

زہد میں بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ مرغی کا ذکر چل پڑا۔ ان کے پاس بنو تیم اللہ کا ایک سرخ رنگ والا شخص تھا گویا کہ وہ آزاد شدہ غلاموں میں سے تھا۔ اس کو کھانے کے لیے بلایا۔ اس نے کہا: میں نے اس مرغی کو کوئی چیز کھاتے ہوئے دیکھا تھا۔ مجھے اس سے گھبن آئی اور میں نے اس کو نہ کھانے کی قسم کھائی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا: آؤ میں تمہیں اس کے متعلق ایک حدیث سناؤں: میں اشعریوں کی ایک جماعت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری طلب کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم کو سوار نہیں کروں گا اور نہ میرے پاس کوئی سواری ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال غنیمت سے اونٹ آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے متعلق پوچھا اور فرمایا: اشعریوں کی جماعت کہاں ہے؟ پھر ہمارے لیے پانچ اونٹوں کا حکم دیا جو سفید کوہان والے اور فرہ تھے۔ جب ہم چل پڑے تو ہم نے آپس میں کہا: یہ ہم نے کیا کیا؟ ہ میں برکت نہ دی جائے، ہم دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ ہم نے عرض کیا: ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کا سوال کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو سوار نہیں دیں گے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو سوار نہیں دی تھی۔ یہ سواری تم کو اللہ نے دی تھی۔ اور اللہ کی قسم! میں جس کسی کام کے نہ کرنے کی قسم کھاؤں پھر اس کام کے کرنے میں خیر دیکھوں تو میں اس کام کو کروں گا اور اس قسم کا کفارہ دوں گا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۱۳۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۶۳۹)

اس آیت میں اور اس کے شان نزول میں جو حدیث ذکر کی گئی ہے اس میں مذکور ہے کہ جہاد میں شریعت سے محروم ہونے کی وجہ سے سحابہ شدت غم سے رو رہے تھے۔ ہم لوگ جان، مال اور اولاد کے نقصان کے غم میں روتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوا ہے نماز قضا ہونے پر ہم روئے ہوں یا حج سے یا جہاد سے محروم ہونے پر ہم روئے ہوں۔

باب التَّشْدِيدِ فِي تَرْكِ الْجِهَادِ -

یہ باب ہے کہ جہاد نہ کرنے کی شدید مذمت

3097 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبَانَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَبَانَا وَفَيْبٌ - بَغِيْبُ ابْنِ الْوَرْدِ - قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُكْبِرِ عَنْ سَمِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ يَغْزُو مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ يَفَاقٍ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ اس نے کسی جنگ میں شرکت نہ کی ہو اور اس کے دل میں جنگ میں شرکت کی خواہش بھی نہ ہو تو وہ شخص نفاق کی ایک قسم پر مرے گا۔

شرح

اور نہ اس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال گزرا ہو کا مطلب یہ ہے کہ اس نے نہ صرف یہ کہ اپنی پوری زندگی میں کبھی جہاد نہیں کیا بلکہ کبھی جہاد کرنے کا قصد و ارادہ بھی نہیں کیا اور نہ کسی موقع پر یہ کہا کہ کاش! میں بھی جہاد کرتا اور چونکہ یہ منافقین کی خصلت ہے کہ وہ کبھی جہاد کے وقت منہ چھپا کر گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے دل میں جہاد کرنے کا خیال بھی پیدا نہیں ہوتا لہذا حدیث (من تشبه بقوم فهو منهم) کے مطابق ایسا مؤمن بھی منافق کے مشابہ ہوا۔

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص کوئی واجب عبادت کے نہ کرنے کا وبال اتنا زیادہ اس کے حق میں ظاہر نہیں ہوگا۔ جتنا اس صورت میں ظاہر ہوتا کہ وہ اس عبادت کے کرنے کی نیت بھی نہ کرتا اور مرجاتا۔ نیز نووی نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے علماء شوافع کا اس شخص کے بارے میں اختلاف اقوال ہے جو نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنے پر قادر ہو اور اس کو پڑھنے کی نیت بھی رکھتا ہو مگر اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے اور اس نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے مر جائے اسی طرح حج کا معاملہ ہے کہ اس پر حج فرض ہو اور وہ شروع ہی میں اس فرض کی ادائیگی پر قادر تھا مگر اس میں تاخیر کی یہاں تک کہ مر گیا تو بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ نماز و حج دونوں صورتوں میں گناہگار ہوگا۔

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں ہی صورتوں میں وہ گناہگار نہیں ہوگا اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ حج کی صورت میں تو گناہگار ہوگا لیکن نماز کی صورت میں گناہگار نہیں ہوگا۔ حنفی علماء کا مسلک بھی اسی آخری قول کے مطابق ہے۔ (شرح مسلم، نووی)

باب الرخصة في التخلّف عن السرية

یہ باب ہے کہ چھوٹی مہم میں شریک نہ ہونے کی اجازت

3098

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ابْنِ عُفَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ ابْنِ مُسَاوِيرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا أَحِبُّ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوِذْتُ أَبِي أَقْتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر یہ صورت حال نہ ہوتی کہ کچھ مؤمنین (جنگ میں شریک نہ ہونے) اور مجھ سے پیچھے رہ جانے سے خوش نہیں ہوں گے اور میرے پاس ان سب کو فراہم کرنے کے لیے سواریاں بھی نہیں ہیں تو میں کسی بھی چھوٹی مہم سے بھی پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں لڑی جا رہی ہو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میری یہ خواہش ہے مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کر دیا جائے پھر زندہ کیا جائے۔

شرح

اس ارشاد گرامی سے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا اظہار ہوتا ہے وہیں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کفار سے جتنی بھی جنگیں ہوئیں آپ چند کے ملاوہ اور سب میں بنفس نفیس شریک کیوں نہ ہوئے۔ چنانچہ آپ نے اس کی علت بیان فرمائی کہ میں کفار سے جنگ کرنے کے لئے جانے والے ہر لشکر اور ہر فوج میں اس لئے شریک نہیں ہوتا کہ اگر میں جنگ میں شریک ہونے کے لئے ہر لشکر کے ہمراہ جاؤں تو یقیناً وہ بہت سے مسلمان جو نادار اور بے سروسامان ہونے کی وجہ سے اپنی سواری نہیں رکھتے جنگ میں شریک ہونے سے محروم بھی رہ جائیں گے اور میری جدائی کا غم بھی اٹھائیں گے۔

اور خود میں اتنی سواریوں کا انتظام کرنے پر قادر نہیں ہوں کہ ان پر سب مسلمانوں کو سوار کر کے اپنے ہمراہ لے جاؤں۔ اس لئے اگر مجھے یہ لی ظن نہ ہو کہ بہت سے مسلمان جنگ میں شریک ہونے سے محروم رہ جانے اور پھر مجھ سے جدا ہونے کی وجہ سے اندر دل اور شکستہ خاطر ہوں گے اور وہ اس کا بہت زیادہ غم محسوس کریں گے تو میرے اندر جہاد کا جذبہ اور اللہ کی راہ میں شہید ہوجانے کا شوق تنا زیادہ ہے کہ میں کسی بھی لشکر کے ہمراہ جانے سے باز نہیں رہنا چاہتا اور اس بات کو بہت زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں ہر بار زندہ کیا جاؤں اور ہر بار اللہ کی راہ میں مارا جاؤں۔

عذر کے سبب جہاد پر نہ جاسکنے کا بیان

ان معذورین کی اللہ تعالیٰ نے تین قسمیں بیان فرمائیں: (۱) اول وہ ہیں جو بدن کے اعتبار سے تو تندرست ہوں لیکن بوڑھے ہونے کی وجہ سے کمزور ہوں۔ یا وہ لوگ جو اپنی اصل خلقت کے اعتبار سے کمزور اور نحیف ہوں۔ (۲) ثانی وہ ہیں جو بیمار ہوں۔ ان میں اندھے، لنگڑے، لو لے اور اپا بچ بھی داخل ہیں۔ (۳) ثالث وہ ہیں جو طاقتور اور تندرست ہوں لیکن ان کے پاس سواری اور زاد و راہ نہ ہو جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کے سفر پر نہ جاسکیں۔

جہاد اور نماز میں معذورین کے متعلق احادیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ (تبوک) کے دوران فرمایا: ہم مدینہ میں کچھ لوگوں کو چھوڑ آئے ہیں۔ ہم جس وادی اور گھاتی بھی گئے وہ ہمارے ساتھ رہے۔ وہ عذر کی وجہ سے نہیں جاسکے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۲۸۲۸، مطبوعہ دار ارقم بیروت)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مدینہ میں ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو کہ تم نے جو سفر بھی کیا یا جو خرچ بھی کیا یا تم جس وادی بھی گئے وہ تمہارے ساتھ تھے۔ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ہمارے ساتھ کیسے ہوں گے حالانکہ وہ مدینہ میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عذر کی وجہ سے نہیں جاسکے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۵۰۸، صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۴۲۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۷۶۳)۔ ابن النکعی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ انصار میں سے آخر میں اسلام لائے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو غزوہ بدر میں شرکت کے لیے بلایا اور انہوں نے دیگر صحابہ کے ساتھ غزوہ بدر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تو ان کے بیٹوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے ان کو منع کیا کیونکہ ان کی ٹانگ میں شدید لنگ تھا۔ پھر جنگ احد کا دن آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: تم لوگوں نے مجھے غزوہ بدر کی طرف نکلنے نہیں دیا تھا۔ سو اب تم مجھے غزوہ احد کی طرف نکلنے سے منع نہیں کرنا۔ انہوں نے کہا: اللہ نے آپ کو جہاد میں شرکت سے معذور رکھا ہے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے مجھے اس لنگ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے منع کرتے ہیں اور اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ میں اپنی لنگڑی ٹانگ کے ساتھ جنت میں چلوں گا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو اللہ نے جہاد سے معذور قرار دیا ہے اوت تم پر جہاد فرض نہیں ہے اور ان کے بیٹوں سے کہا: تم پر کوئی حرج نہیں ہے اگر تم ان کو منع نہ کرو۔ شاید کہ اللہ انہیں شہادت عطا فرمائے۔ پھر حضرت عمرو بن الجموح نے اپنے ہتھیار اٹھائے اور احد کے لیے روانہ ہو گئے اور دعا کی: اے اللہ! مجھے شہادت عطا فرما! اور مجھے اپنے اہل کی طرف نامراد واپس نہ کر۔ اور جب یہ جگہ احد میں شہید ہو گئے تو ان کی بیوی ہند بنت عمرو جو حضرت جابر کی پھوپھی تھیں وہ آئیں اور انہوں نے ان کو اور اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام (حضرت جابر کے والد) کی لاشوں کو اٹھایا اور ان دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک میں نے اس کو دیکھا وہ اپنی لنگڑی ٹانگ کے ساتھ جنت میں چل رہا تھا۔

باب فَضْلِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ

یہ باب ہے کہ جہاد کرنے والوں کی گھر بیٹھے رہنے والوں پر فضیلت

3099 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ أَتَانَا عَبْدُ

الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِجْنَتْ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَيْهِ فَحَدَّثَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ . فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُعْمَلُهَا عَلَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَفِيحْدُهُ عَلَى فِجْدِي فَتَقَلَّتْ عَلَى حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّ سَعْرَضُ فِجْدِي ثُمَّ سَرَى عَنْهُ (غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ هَذَا لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ يَرْوِي عَنْهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ لَيْسَ بِثَقِيلٍ .

☆ ☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے مروان بن حکم کو بیٹھے ہوئے دیکھا میں آیا اور اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا تو اس نے ہمیں یہ حدیث سنائی کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُسے یہ حدیث سنائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

”مؤمنین میں سے بیٹھے ہوئے لوگ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ برابر نہیں ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ اسی وقت آگئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یہ آیت مجھے الملاء کروارہے تھے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں جہاد میں شریک ہونے کے قابل ہوتا تو ضرور جہاد کرتا۔

(حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زانو مبارک میرے زانو پر تھا تو وہ مجھے اتنا بوجھل محسوس ہوا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید میرا زانو ٹوٹ جائے گا پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ختم ہوئی (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے یہ الفاظ الملاء کروائے:)

”وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہ ہو۔“

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں عبدالرحمن بن اسحاق نامی راوی میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عبدالرحمن بن اسحاق نامی راوی کے حوالے سے علی بن مسہر اور ابو معاویہ نامی راوی نے حدیث روایت کی ہے۔

3099- أخرجه البخاري في الجهاد، باب قول الله عز وجل: (ولا يستوي القاعدون من المؤمنين غير أولي الضرر والمجاهدون في سبيل الله بأموالهم و أنفسهم فصل الله المجاهدين بأموالهم و أنفسهم على القاعدين درجة، وكلا وعد الله الحسنى و فضل الله المجاهدين على القاعدين إلى قوله - غفرًا رحيمًا - (الحديث 2832)، وفي التفسير، باب (لا يستوي القاعدون من المؤمنين و المجاهدون في سبيل الله) (الحديث 4592) . و أخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن حورة النساء) (الحديث 3033) . و أخرجه النسائي في الجهاد، فصل المجاهدين على القاعدين (الحديث 3100) . تحفة الاشراف (3739) .

جبکہ عبد الواحد بن زیاد نے نعمان بن سعد کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے لیکن وہ مستند نہیں ہے۔

شرح

(۱) بخاری و نسائی و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و بیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ مشرکین کے ساتھ تھے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف مشرکوں کی جماعت میں اضافہ کرتے کوئی تیر پھینکا ہوا ان میں سے کسی کو لگ جاتا تو وہ قتل ہو جاتا یا اس پر تلوار کا دار کیا جاتا تو وہ مارا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت: ان الذین توفہم الملتکة ظالمی انفسہم نازل فرمائی۔

(۲) ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و بیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک قوم مکہ والوں میں سے مسلمان ہو گئی تھی اور وہ اسلام کو چھپاتے تھے تو ان کو مشرک انہیں بدر کے دن اپنے ساتھ لے آئے کچھ رفقہ کر لئے گئے اور کچھ قتل ہوئے مسلمانوں نے کہا یہ مسلمان ہمارے ساتھ تھے ان کو مجبور کیا گیا تو ان کے لئے مسلمانوں نے استغفر یہ تو یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت ان الذین توفہم الملتکة ظالمی انفسہم آخری آیت تک اور مکہ مکرمہ میں جو مسلمان باقی تھے ان کو یہ آیت لکھ کر بھیجی کہ اب ان کے لئے کوئی عذر نہیں ہے تو وہ نکلے ان سے مشرکین نے ان کو پکڑ لیا اور ان کو آزمائش میں ڈال دیا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ومن الناس من یقول امنا باللہ فاذا اذی فیہ اللہ جعل فتنة الناس کعذاب اللہ (عنکبوت آیت ۱۰) آیت کے آخر تک مسلمانوں نے ان کی طرف اس آیت کو لکھ بھیجا وہ غمگین ہو گئے اور ہر خیر سے مایوس ہو گئے ان کے بارے میں (یہ آیت) نازل ہوئی ثم ان ربک للذین هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا وصبروا ان ربک من بعدها لغفور رحیم (سورۃ النحل) اس آیت کو انہوں نے ان کی طرف لکھ بھیجا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نکلنے کا راستہ بنا دیا تو وہ نکل پڑے (جب وہ نکلے تو مشرکوں نے ان کو پالیا اور ان سے لڑے یہاں تک کہ کچھ مسلمان بچ گئے اور کچھ قتل ہو گئے۔

ظالمین کے تعین میں مختلف اقوال کا بیان

(۳) عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و ابن جریر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت ان الذین توفہم الملتکة ظالمی انفسہم قالوا فیہم کنتہم سے لے کر دساعت مصر ایک کے بارے میں روایت کیا کہ (یہ آیت) قیس بن الفاک بن المغیرہ، الحارث بن رفہ ابن الاسود، قیس بن الولید بن المغیرہ، ابوالعاص بن مہیہ بن الحجاج اور علی بن امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی جب قریش اور ان کے ساتھ ابوسفیان بن حرب قریش کے قافلے کی حفاظت کے لئے نکلے تاکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صحابہ کے حملہ سے اسے بچائیں اور یوم نخلہ کو جو ان کے آدمی مارے گئے تھے ان کا بدلہ میں۔ ان کے ساتھ کچھ نوجوان مجبور ابھی نکلے حالانکہ وہ اسلام لائے تھے اور یہ لوگ مقام جنگ کی بجائے ایک اور جگہ جمع ہو گئے پھر بدر میں کافر بن کر جنگ میں حصہ لیا اور اسلام سے پھر گئے اور یہ وہ لوگ تھے جن کا ہم نے نام لیا ہے۔

(۴) عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے محمد بن اسحق رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت ان الذین

توفہم المثلثة کے بارے میں روایت کیا کہ یہ قریش میں سے پانچ نوجوان تھے علی بن امیہ ابوقیس بن الفاکہ، رفیعہ بن الاسود، ابوالعاص بن منیہ بن الحجاج۔ راوی نے کہا کہ میں پانچویں کو بھول گیا۔

(۵) ابن جریر نے عوفی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ وہ لوگ تھے جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد پیچھے رہ گئے تھے اور آپ کے ساتھ ان لوگوں نے نکلنا ترک کر دیا تھا ان میں سے جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملنے سے پہلے مر گیا تو فرشتوں نے ان کو منہ پر مارا اسے پیٹھ کی طرف پھیر دیا۔

(۶) الطبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ وہ لوگ تھے جو مکہ میں اسلام لائے تھے جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہجرت فرمائی تو انہوں نے ہجرت کرنے کو ناپسند کیا اور ڈر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے نازل فرمایا لفظ آیت ان الذین توفہم المثلثة ظالمی انفسہم سے لے کر الا المستضعفین تک۔

(۷) ابن جریر و ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ یہ لوگ منافقین میں سے تھے مکہ مکرمہ ہی میں رہ گئے اور آپ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کی اور یہ لوگ قریش کے شرکین کے ساتھ بدر کی طرف نکلے۔ اس موقع پر دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مارے گئے۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی۔

(۸) ابن جریر و ابن ابی حاتم نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب حضرت عباس عقیل اور نوفل قید ہو گئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اپنی طرف سے اور اپنے بھتیجے کی طرف فدیہ دیجئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے اور ہم آپ کی شہادت نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا انے عباس! بے شک تم نے جھگڑا کیا اس لئے تم سے جھگڑا کیا جائے گا پھر آپ نے ان پر یہ آیت پڑھی لفظ آیت قالوا الم تکن ارض اللہ واسعة فتهاجروا فیہا فاولئک ما دھم جھنم و ساءت مصیرا پس جس دن یہ آیت نازل ہوئی وہ مسلمان ہو چکے تھے مگر ابھی تک ہجرت نہیں کی تھی تو وہ کافر رہے جب تک ہجرت نہ کی۔ الا المستضعفین الی لا یستطیعون حیلۃ ولا یہتدون سبیلا مگر وہ کمزور لوگ جو کوئی حیلہ اور راستہ نہ پاتے، حیلہ سے مراد مال اور سبیل سے مراد راستہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی انہیں بچوں میں سے ایک تھا (جو ضعیف تھے)۔

(۹) عبد بن حمید و ابن جریر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت میں روایت کیا کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ والوں میں سے اسلام لے آئے تھے اور وہ اللہ کے دشمن ابو جہل کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے غزوہ بدر میں جنگ میں شریک ہوئے اور انہوں نے بغیر عذر کے معذرت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذروں کو قبول کرنے سے انکار فرمایا اور فرمایا الا المستضعفین یعنی اہل مکہ میں سے وہ لوگ جن کے عذر کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا ان کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا ان عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھے جو یہ حیلہ کی طاقت رکھتے تھے اور سفر کا راستہ معلوم تھا۔

(۱۰) عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ جب نبی (صلی

اللہ علیہ وسلم) بھیجے گئے اور یہ لوگ ظاہر ہوئے اس کے ساتھ ایمان بھی ابھرا اور نفاق بھی ابھرا کچھ لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر ہم اس بات کا خوف نہ کرتے کہ (کافر) قوم ہم کو عذاب دے گی تو ہم ضرور اسلام لاتے لیکن ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ کے رسول ہیں اور یہ لوگ اس بات کو آپ سے کہتے رہتے تھے جب بدر کا دن ہوا تو مشرک کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا ہم سے کوئی پیچھے نہ رہے ورنہ ہم اس کے گھر کو گرا دیں گے اور اس کا مال لے لیں گے تو اس پر وہ لوگ (کافروں کے ساتھ) نکل کھڑے ہوئے جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ باتیں کرتے تھے ان میں سے کچھ قتل ہوئے اور کچھ ان میں سے قید ہوئے جو لوگ قتل کئے گئے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الذین توفهم الملائكة ظالمی انفسهم پھر فرمایا قالوا الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیہا اور ان لوگوں کو چھوڑ دیتے جو تم میں سے کمزور جانتے ہیں (پھر فرمایا) فاولئك ما دهم جہنم وساءت مصیرا پھر اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے والوں کو عذر قبول فرمایا۔ اور فرمایا الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبیلا یعنی وہ لوگ اگر نکلنے کا ارادہ کرتے تو ہلاک ہو جاتے فاولئك عسی الله ان يعفو عنهم یعنی مشرکین کے درمیان ان کے رہنے کو (معاف کر دیں گے) اور جو لوگ قید ہوئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ ہم آپ کے پاس آئے تھے اور ہم نے اس بات کی گواہی دی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور ہم خوف کے مارے اس قوم کے ساتھ نکلے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت یا ایہا النبی قل لمن فی ابديکم من الاسرى ان يعلم الله فی قلوبکم فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم (الانفال آیت ۷۰) یعنی تمہارا یہ نکلنا مشرکین کے ساتھ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے پھر فرمایا وان یریدوا خیانتک فقد خانوا الله من قبل (الانفال آیت ۷۱) یعنی مشرکین کے ساتھ ان کا نکلنا اور ان میں رہنا۔

(۱۲) عبد الرزاق وعبد بن حمید و بخاری وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و بیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں اور میری ماں کمزور لوگوں میں سے تھے میں بچوں میں سے تھا اور میری ماں عورتوں میں سے تھی۔

(۱۳) عبد بن حمید و بخاری وابن جریر و طبرانی و بیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی لفظ آیت الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان اور فرمایا میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھی جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا۔

(۱۴) ابن جریر وابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! نجات دے الولید و سلمہ بن ہشام و عیاش بن ابی ربیعہ اور ضعیف مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں سے جو نہ کوئی حیلہ کر سکتے ہیں اور نہ کوئی راستہ پاتے ہیں۔

(۱۵) بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے جب آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو سجدہ کرنے سے پہلے دعا کی اے اللہ کی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو اے اللہ نجات

دے سلمہ بن ہشام کو اے اللہ نجات دے الولید کو اے اللہ نجات دے ایمان والوں میں سے کمزور لوگوں کو اے اللہ مغر کے لوگوں پر پکڑ سخت کر دے اے اللہ ان پر قحط کو مسلط کر دے یوسف (علیہ السلام) کے قحط کی طرح۔

(۱۶) ابن جریر وابن المنذر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ الا المستضعفین سے مراد بوڑھی عورتیں چھوٹی لڑکیاں اور چھوٹے لڑکے ہیں۔

(۱۷) ابن ابی شیبہ نے محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) چالیس دن صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے رہے اور اپنی قنوت میں یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ! نجات دے الولید بن الولید کو، عیاش بن ابی ریحہ، العاص بن ہشام کو اور ان کمزور ایمان والوں کو جو مکہ میں ہیں وہ لوگ لفظ آیت لا یستطیعون حیلہ ولا یہتدون سبیلا (جو یہ حیلہ کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ راہ پاتے ہیں)۔

(۱۸) الطبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت ان الذین توفہم الملائکۃ ظالمی انفسہم سے لے کر وساءت مصیر اتمک ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور یہ لوگ مشرکین میں سے اپنی قوم کے ساتھ لڑائی میں نکلے اور ان کے ساتھ قتل کئے گئے پھر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان جو ان میں سے کمزور تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر قبول فرمایا اور جن کا عذر نہیں تھا وہ ہلاک ہو گئے ابن عباس نے فرمایا میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھی جن کا عذر تھا۔

(۱۹) ابن المنذر نے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لا یستطیعون حیلہ سے قوت مراد ہے۔

(۲۰) عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت لا یستطیعون حیلہ یعنی مدینہ منورہ کی طرف وہ جانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے ولا یہتدون سبیلا سے مراد ہے کہ نہ وہ راستہ کو جانتے تھے۔

(۲۱) عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ولا یہتدون سبیلا سے مراد ہے کہ وہ لوگ مدینہ منورہ کی طرف جانے کا راستہ ہی نہیں جانتے تھے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)۔ (تفسیر درمنثور، سورہ نساء، ماہور)

معذور کا عذر کے باوجود جہاد کی تمنا کرنے کا بیان

3100 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَلَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ . قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمْلِئُهَا عَلَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ . وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذَهُ عَلَى فِخْذِي حَتَّى هَمَمْتُ تَرَضُّ فِخْذِي ثُمَّ سَرَى عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (غَيْرُ أُولَى الصَّرَرِ) .

☆ ☆ ابن شہاب بیان کرتے ہیں: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے: ایک مرتبہ میں نے مردان کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا، میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا تو اس نے ہمیں یہ بات بتائی: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُسے یہ بات بتائی ہے: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ انہیں یہ آیت المائدہ کو پڑھا ہے تھی:

”اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ برابر نہیں ہیں۔“

حضرت زید بیان کرتے ہیں: اسی دوران حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بھی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی اکرم ﷺ آیت کے یہ الفاظ مجھے لکھوا رہے تھے، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں جہاد میں شریک ہونے کے قابل ہوتا تو ضرور جہاد کرتا۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ناچینا آدی تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل کی۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ کا زانو مبارک میرے زانو پر تھا، یہاں تک کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ شاید میرا زانو ٹوٹ جائے گا، پھر نبی اکرم ﷺ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آیت کے یہ الفاظ نازل کیے:

”وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا۔“

3101 - أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا قَالَ ”اتَّعَزَّيْتُ بِالْكِتِفِ وَاللُّوحِ“ . فَكَتَبَ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) وَعَمْرُو بْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ خَلْفَهُ فَقَالَ هَلْ لِي رُخْصَةٌ فَتَرَلْتُ (غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ) .

☆ ☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے (اس کے بعد راوی نے ایک کلمہ ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ بنتا ہے) تم میرے پاس کسی جانور کے کندھے کی ہڈی یا تختی لے آؤ۔ تو نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تحریر کروائی:

”اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ برابر نہیں ہیں۔“

اس وقت حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے موجود تھے، انہوں نے دریافت کیا: کیا میرے لیے کوئی رخصت ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی:

”وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا۔“

3102 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا تَرَلْتُ (لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) جَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَ أَعْمَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ فِيَّ وَأَنَا أَعْمَى قَالَ فَمَا بَرَحَ حَتَّى تَرَلْتُ (غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ) .

☆ ☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

”اہل ایمان میں سے بیٹھے ہوئے لوگ برابر نہیں ہیں۔“

3101- أخبر الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الرخصة لاهل العذر (الحديث 1670). و أخرجه النسائي في التفسير سورة النساء قوله (غير أولى الضرر) (الحديث 138). تحفة الاشراف (1859).

3102- أخرجه النسائي. تحفة الاشراف (1909).

تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے وہ نابینا شخص تھے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے بارے میں کیا حکم ہوگا جبکہ میں تو نابینا ہوں۔ راوی کہتے ہیں: اس کے کچھ ہی دیر بعد یہ الفاظ نازل ہو گئے:

”وہ لوگ جنہیں کوئی ضرر لاحق نہیں ہوتا۔“

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: بلا عذر اور بلا ضرر (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے (کافروں کے خلاف) جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، اپنے جان اور مال سے جہاد کرنے والے مجاہدوں کو اللہ نے بیٹھنے والوں پر درجے میں فضیلت دی ہے اور سب سے اللہ نے اچھی عاقبت کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے مجاہدوں کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم کی فضیلت دی ہے، اللہ کی طرف سے درجات ہیں اور بخشش اور رحمت اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (نساء، ۹۵)

بلا عذر جہاد میں شریک نہ ہونے والے مجاہدین کے برابر نہیں ہیں

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتے ہیں سفر میں سختیاں اور بھوک اور پیاس کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں اور اللہ کے دشمنوں سے مقابلہ میں زخم کھاتے ہیں ان کے برابر وہ لوگ نہیں ہو سکتے جو بغیر کسی جسمانی عذر کے جہاد کے لیے نہیں جاتے اور اپنی جان اور مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (آیت) لا یستوی القاعدون من المؤمنین۔ الا یہ تو حضرت عبداللہ بن عمرو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے وہ نابینا تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نابینا ہوں۔ آپ مجھے جہاد کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) غیر اولی الضر۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا (چوڑی) ہڈی اور دوات لاویا فرمایا لوح اور دوات لاو۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۰۴۲ صحیح بخاری رقم الحدیث: ۳۵۹۳ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۹۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (آیت) غیر اولی الضر۔ سے مراد وہ مسلمان ہیں جو بغیر کسی ضرر یا عذر کے جنگ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے اور جہاد کرنے والوں سے مراد وہ مسلمان ہیں جو جنگ بدر میں جہاد کے لیے گئے تھے۔ جب غزوہ بدر میں شریک ہونے کا حکم آیا تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نابینا ہیں کیا ہمارے لیے رخصت ہے تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۰۴۳ سنن کبریٰ للنسائی ج ۶ رقم الحدیث: ۱۱۱۷)

عذر کی وجہ سے جہاد نہ کرنے والے مجاہدین کے برابر ہیں۔

اس آیت سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ جو مسلمان جہاد میں شامل ہونے کی نیت رکھتے ہوں لیکن جسمانی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکیں وہ اجر و ثواب میں مجاہدین کے برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بلا عذر جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کے متعلق فرمایا ہے وہ مجاہدوں کے برابر نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عذر والے مجاہدین کے برابر ہیں اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک غزوہ میں فرمایا ہم مدینہ میں کچھ مسلمانوں کو چھوڑ آئے ہیں اور ہم نے جب بھی کسی گھائی یا وادی کو عبور کیا تو مدینہ کے کچھ مسلمان تمہارے ساتھ ہوتے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو مدینہ میں ہیں آپ نے فرمایا: وہ مدینہ میں ہیں آپ نے فرمایا: وہ مدینہ میں ہیں لیکن عذر کی وجہ سے نہیں جاسکے۔ (امام مسلم نے یہ حدیث اختصار کے ساتھ حضرت جابر سے روایت کی ہے) (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۶۵۷۲۷۷ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۳۹۰۹۰ سند احمد ج ۳ ص ۱۸۲۳۰)

غنی شاکر افضل ہے یا فقیر صابر

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی بھی فضیلت بیان کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو مال دار لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیگر فرائض اور واجبات کو بجالاتے ہیں اور جن کاموں سے شریعت میں منع کیا گیا ہے ان سے باز رہتے ہیں ان کو نقلی عبادت کرنے والوں پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ وہ اپنے مال کو جہاد اسلام کی ترویج و اشاعت اور دیگر نیکی کے کاموں میں صرف کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں بحث کی گئی ہے کہ غنی شاکر افضل ہوتا ہے یا فقیر صابر افضل ہوتا ہے بعض علماء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ غنی شاکر افضل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ان کو فضیلت اور درجہ حاصل ہے نیز غنی کو قدرت حاصل ہوتی ہے اور فقیر عاجز ہوتا ہے اور قدرت عجز سے افضل ہے اور بعض نے کہا فقیر صابر افضل ہوتا ہے کیونکہ غنی شاکر کو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے جو اجر ملتا ہے وہ دس گنا ہے سات سو گنا ہے یا چودہ سو گنا ہے اور بہر حال حد اور حساب سے ہے اور صبر کرنے والوں کو اللہ بے حساب اجر عطا فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: (آیت) انما یوفی الصابرون اجرہم بغير حساب . (الزمر: ۱۰)

ترجمہ: صرف صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ غنی شاکر سے صابر افضل ہے نیز غنی دنیا کی طلب میں رہتا ہے جب کہ فقیر دنیا کو ترک کرتا ہے اور دنیا کو طلب کرنے سے دنیا کو ترک کرنا افضل ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ فقیر صبر غنی شاکر سے افضل ہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عہد مبارک میں بھی یہ بھی یہ بحث رہتی تھی کہ فقیر صابر افضل ہے یا غنی شاکر افضل ہے اور ہر ایک اجر و ثواب میں دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتا تھا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مالدار لوگ تو بڑے بڑے درجات اور جنت کی نعمتیں لے گئے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا وہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ نماز پڑھتے ہیں اور جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں وہ روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں کر سکتے وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم آزاد نہیں کر سکتے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز کی تعلیم نہ دوں جس سے تم ان سے بڑھ جاؤ گے جو تم پر سبقت کرتے ہیں

اور تم اپنے بعد والوں سے بھی بڑھ جاؤ گے؟ اور تم سے کوئی شخص افضل نہیں ہو سکے گا مگر وہ جو تمہاری طرح اس کام کو کرے فقراء۔
مہاجرین نے کیوں نہیں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار سبحان اللہ اکبر اور الحمد للہ کہو (دوسری روایت میں ہے سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھو) فقراء مہاجرین دوبارہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور عرض کیا ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی اس کام کو سن لیا اور وہ بھی اس طرح کرنے لگے تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا فرمائے، (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۹۵)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فقیر صابر سے غنی شاکر افضل ہے کیونکہ اس کو اپنی عبادات انجام دینے کا موقع ملتا ہے جو فقراء کی پہنچ میں نہیں ہوتیں یہ بھی واضح رہے کہ فقیر صابر سے مراد آج کل کے گداگر نہیں ہیں اور نہ غنی شاکر سے مراد آج کل کے سرمایہ دار ہیں بلکہ فقراء سے مراد ایسے فقراء ہیں جیسے فقراء مہاجرین تھے مثلاً حضرت بلال حضرت سلمان فارسی اور حضرت صہیب رومی وغیرہ اور اغنیاء سے مراد ایسے اغنیاء ہیں جیسے حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف وغیرہ تھے اور فقیر صابر سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ شاکر نہ ہو اور غنی شاکر سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ صابر نہ ہو بلکہ ہر دو کو جب کوئی نعمت ملے تو وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور جب کوئی مصیبت آئے تو وہ اس پر صبر کریں لیکن غنی کا غالب حال یہ ہے کہ اس شکر کرنے کے مواقع زیادہ ملتے ہیں اس لیے اس کو غنی شاکر سے تعبیر کرتے ہیں اور فقیر کا غالب اور شکر کرنا بھی عبادت ہے تاہم اگر اغنیاء کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کو ایسی عبادت کرنے کے زیادہ مواقع ملتے ہی جو فقراء کی دسترس میں نہیں ہیں تو فقراء کے لیے یہ فضیلت کچھ نہیں ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو زندگی گزاری ہے وہ عیش نعمت اور اغنیاء کی زندگی نہیں ہے وہ فقراء کی زندگی ہے اگر اغنیاء کو عبادت میں سہولت کی فضیلت حاصل ہے تو فقراء کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات اپنانے کی فضیلت حاصل ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی! وہ کہے گا اے میرے رب میں تیری کیسے عیادت کرتا تو رب العالمین ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھ کو علم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بندہ بیمار تھا تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا پھر فرمائے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں دیا وہ کہے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھلاتا تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا پھر فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا! وہ کہے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پلاتا تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۵۶۹)

فقراء کے لیے یہ کچھ کم اعزاز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بیماری کو اپنی بیماری اور ان کی بھوک اور پیاس کو اپنی بھوک اور پیاس فرماتا ہے اگر اغنیاء کو کثرت عبادت کی فضیلت حاصل ہے تو فقراء کے لیے یہ کم فضیلت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حال کو اپنا حال فرماتا ہے، ان کی بیماری کو اپنی بیماری اور ان کی بھوک اور پیاس کو اپنی بھوک اور پیاس فرماتا ہے۔

عذر کے سبب جہاد پر نہ جانے والوں سے متعلق احادیث و آثار کا بیان

(۱) ابن سعد و عبد بن حمید و بخاری و ترمذی و ابن جریر و ابن المذہب و ابن ابی حاتم و ابن الانباری نے مصاحف میں و البغوی نے اپنی معجم میں و البیہقی نے اپنی سنن میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لا یتوی القعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو نبی نے فرمایا فلان کو بلاؤ اور دوسرے لفظ میں یوں ہے زید کو بلاؤ وہ آئے اور ان کے ساتھ ایک دوات ایک تختی اور ایک کندھا تھا آپ نے فرمایا لفظ آیت لا یتوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر و المجہدون فی سبیل اللہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابن ام کلثوم کو اپنا نائب بنایا انہوں نے عرض کیا رسول اللہ! میں نابینا ہوں تو اس کی جگہ یہ آیت نازل ہوئی۔ لفظ آیت لا یتوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر و المجہدون فی سبیل اللہ۔

معذورین پر جہاد فرض نہ ہونے کا بیان

(۲) ابن سعد و احمد و عبد بن حمید و بخاری ابوداؤد و ترمذی و ابن جریر و ابن المذہب و ابو نعیم نے دلائل میں و البیہقی نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے فرمایا کہ مجھ کو بھل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ مردان بن حکم نے ان کو بتایا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ کو یہ لکھوایا لفظ آیت لا یتوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر و المجہدون فی سبیل اللہ ابن ام کلثوم آئے اور آپ مجھ لکھو رہے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اگر جہاد کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا اور وہ نابینا تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ پر وحی فرمائی اور آپ کی ران میری ران پر تھی اور مجھ پر اتنا بوجھ پڑھا یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران ٹوٹ نہ جائے پھر آپ سے یہ کیفیت دور ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لا یتوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر و المجہدون فی سبیل اللہ آخری آیت تک۔ ابن ام کلثوم نے فرمایا اور وہ نابینا آدمی تھے جب انہوں نے مجاہدین کی فضیلت کو سنا تو کہا یا رسول اللہ صلی کس طرح ہوگا جو مؤمنین میں سے جہاد کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ جب اس کی بات ختم ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر (دوبارہ) سیکنہ چھا گیا آپ کی ران میری ران پر واقع ہو گئی دوسری مرتبہ بھی میں نے اس کا بوجھ پہلی مرتبہ کی طرح پایا پھر یہ کیفیت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جاتی رہی تو آپ نے فرمایا: اسے زید پڑھو تو میں نے پڑھا لفظ آیت لا یتوی القعدون من المؤمنین رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یہ بھی لکھو غیر اولی الضرر اور زید نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو الگ نازل فرمایا میں نے اس آیت کے ساتھ ملا دیا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے گویا میں اس کے الحاق کو موٹڑھے کی ہڈی پر جہاں شکاف تھا دیکھ رہا ہوں۔

(۳) ابن فہر نے کتاب فضائل مالک میں و ابن عساکر نے عبد اللہ بن رافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہارون الرشید مدینہ منورہ میں آئے تو برکی کو امام مالک کی طرف بھیجا اور ان سے (خلیفہ ہارون الرشید کی طرف سے پیغام دیتے ہوئے) کہا کہ میرے پاس وہ کتاب لے آئے جو آپ نے تصنیف کی ہے یہاں تک کہ آپ سے اس کو سن لوں امام ابن مالک نے برکی سے کہا

میرا ان کو سلام کہہ دیجئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ علم کی زیارت کی جاتی ہے علم زیارت کے لئے نہیں آتا اور علم کے پاس آیا جاتا ہے وہ خود چل نہیں آتا برکی ہارون کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا اے امیر المؤمنین اہل عراق کو یہ بات پہنچے گی کہ آپ نے مالک کو پیغام بھیجا مگر اس نے آپ کی مخالفت کی اس پر سختی کیجئے تاکہ وہ آپ کے پاس آجائے اچانک امام مالک (امیر المؤمنین کے پاس) داخل ہوئے اور ان کے ساتھ کتاب نہیں تھی اور آپ سلام کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اور فرمایا اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام آپ کے علم کی وجہ سے عطا فرمایا ہے آپ ان لوگوں میں سے پہلے فرو نہ بنیں جو کہ علم کو گرائے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بھی آپ کو گرا دے میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو حسب و نسب سے تعلق نہیں رکھتے وہ علم کی تعظیم کرتے ہیں تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ تم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عطا کردہ غلام کی عزت کرو امام مالک لگا تار ایسی باتیں کرتے رہے اور یہاں تک کہ ہارون رو پڑے پھر فرمایا فرمایا مجھے زہری نے خبر دی خارجہ ابن زید کی طرف سے کہ زید بن ثابت نے فرمایا میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے ہڈی پر آیت لکھ رہا تھا۔ لفظ آیت لا یتوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجہدون وابن ام مکتوم جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فضیلت میں نازل فرمایا اور میں نابینا آدمی ہوں کیا میرے لئے رخصت ہے؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میں نہیں جانتا زید بن ثابت نے فرمایا میرا قلم (ابھی) خشک نہیں ہوا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غشی طاری ہو گئی اور آپ کی ران میری ران پر واقع ہوئی یہاں تک کہ قریب تھا کہ وحی کے بوجھ سے ٹوٹ جاتی پھر یہ کیفیت دور ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے زید لکھو لفظ آیت غیر اولی الضرر پس اے امیر المؤمنین! اس ایک حرف کے لئے جبرئیل اور فرشتے پچاس ہزار سال کے سفر سے بھیجے گئے تاکہ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تک اسے پہنچائیں کیا مجھے یہ لائق نہیں کہ میں اس کی تعظیم کروں؟

(۵) ترمذی (نے اس کو حسن کہا) و نسائی و ابن جریر و ابن المنذر و ابی نعیم نے اپنی سنن میں مقسم کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (یہ آیت) لا یتوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے والوں اور شریک ہونے والوں کے بارے میں نازل ہوئی جب غزوہ بدر ہوا تو عبد اللہ بن جحش اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہ دونوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم دونوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم دونوں نابینا ہیں کیا ہمارے لئے رخصت ہے؟ تو (یہ آیت) نازل ہوئی لفظ آیت لا یتوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو قاعدین پر ایک درجہ فضیلت عطا فرمائی۔ اور بیٹھنے والے بغیر عذر والے تھے (پھر فرمایا) لفظ آیت و فضل اللہ للمجہدین علی القعدین اجرا عظیمًا یعنی مجاہدوں نے معذوروں کے علاوہ گھر میں بیٹھے رہنے والوں پر کئی درجہ فضیلت دی ہے۔

(۶) عبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم مقسم کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لا یتوی القعدون من المؤمنین کہ یہ آیت غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں اور شریک نہ ہونے والوں میں نازل ہوئی۔

(۷) ابن جریر و طبرانی نے الکبیر میں اپنی سند کے ساتھ جس کے رجال ثقہ ہیں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب (یہ آیت) لا یتوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر و المجہدون فی سبیل اللہ نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم

آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میرے لئے رخصت ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا اے اللہ! میں نابینا ہوں میرے لئے رخصت فرمائیے؟ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا غیر اولی الضرر تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو لکھنے کا حکم فرمایا۔

(۸) عبد بن حمید والہز ارو ابو یعلیٰ وابن حبان وطبرانی نے قسطن بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس تھے کہ ان پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو آپ کی نظر ایک جگہ ٹھہر جاتی اور آنکھیں کھلی ہوئیں اور آپ کے کان اور آپ کا دل (اس کے سننے کے لئے) خالی ہو جاتے جب یہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو ہم آپ سے پہچان لیتے (کہ آپ کے پاس وحی آرہی ہے) تو آپ نے کاتب سے فرمایا کہ لفظ آیت لا یتسوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجہدون فی سبیل اللہ تو ایک نابینا کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ! ہمارا کیا گناہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے پھر وحی فرمائی۔ اور ہم نے نابینا سے کہا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ وہ ڈرا کہ میرے معاملے میں پتہ نہیں کون سی چیز نازل ہوگی وہ کھڑا رہا اور کہتا رہا میں پناہ مانگتا ہوں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غضب سے آپ نے کاتب سے فرمایا لکھو غیر اولی الضرر۔

(۹) ابن جریر نے عوفی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (جب یہ آیت نازل ہوئی) لا یتسوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجہدون فی سبیل اللہ تو عبد اللہ بن ام مکتوم نابینا نے اس کو سنا تو وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جہاد کے بارے میں نازل فرمایا میں نے جان لیا اور میں نابینا آدمی ہوں جہاد نہیں کر سکتا میرے لئے اللہ کی طرف سے رخصت ہے اگر میں جہاد میں شرکت نہ کروں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تیرے بارے میں مجھے کوئی حکم نہیں ملا۔ میں نہیں جانتا کہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے بارے میں رخصت ہوگی یا نہیں ابن ام مکتوم نے کہا اے اللہ! میں آپ کو اپنی آنکھ کا واسطہ دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت لا یتسوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر۔

(۱۰) عبد بن حمید وطبرانی و بیہقی نے ابو نصرہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں ہوئی کہ جن کو امراج اور دروں نے جہاد سے روک دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر کو آسمان سے نازل فرمایا۔

(۱۱) سعید بن منصور و عبد بن حمید نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی یعنی غیر اولی الضرر اور میں مسلمانوں کو بعض جگہوں میں دیکھا کہ ان کے اس جھنڈا ہوتا تھا۔

(۱۲) سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر نے عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لا یتسوی القعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں نابینا ہوں جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے غیر اولی الضرر کو نازل فرمایا۔

(۱۳) عبد بن حمید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت جب نازل ہوئی تو عبد اللہ بن

مکتوم نے کہا اے اللہ کے نبی! میرا عذر ہے (اس کا کیا بنے گا) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت غیر اولی الضرر۔

(۱۳) ابن جریر نے سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت لا یتسوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجہدون فی سبیل اللہ نازل ہوئی تو ناپینا آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی! میں جہاد کو محبوب رکھتا ہوں لیکن میں جہاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ نازل ہوا غیر اولی الضرر۔

(۱۵) ابن جریر نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے فرمایا یا رسول اللہ میں ناپینا ہوں جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا غیر اولی الضرر۔

(۱۶) ابن سعد و عبد بن حمید و ابن جریر نے زیاد بن فیاض کے طریق سے ابو عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لا یتسوی القعدون نازل ہوئی تو عبد اللہ بن ام مکتوم نے فرمایا اے میرے رب! میں تو آزمائش میں ڈاڑھا گیا ہوں اب میں کیا کروں؟ تو یہ نازل ہوا غیر اولی الضرر۔

(۱۷) ابن سعد و ابن المنذر نے ثابت کے طریق سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لا یتسوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجہدون فی سبیل اللہ نازل ہوئی تو ابن ام مکتوم نے کہا اے میرے رب میرا عذر اے میرے رب میرے عذر کا کیا بنے گا تو یہ آیت نازل ہوئی غیر اولی الضرر تو ان کو درمیان میں رکھ دیا گیا اس کے بعد وہ جنت میں شریک ہوئے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ کو جہنم دے دو اور مجھ کو کھڑا کر دو صفوں کے درمیان میں ہرگز نہیں بھاگوں گا۔

(۱۸) ابن المنذر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ چار آیات ابن مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی یعنی لفظ آیت لا یتسوی القعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر اور ان کے بارے میں نازل ہوا لیس علی الاعمی حرج (انور آیت ۶۱) ان کے بارے میں نازل ہوا فانہا لا تعی الابصار (الحج آیت ۱۶) اور ان کے بارے میں نازل ہوا عس وتولنی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو بلایا اور ان کو اپنے قریب کر کے فرمایا کہ تو وہ ہے کہ تیرے بارے میں مجھے میرے رب نے عتاب فرمایا۔

(۱۹) ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ گھر میں بیٹھے والا دشمن کے مقابلہ میں مجاہد کے درجہ کے برابر نہیں دکلا اور سب یعنی المجاہد اور قائد معذور (اور) فرمایا وفضل اللہ المجہدین علی القعدین کہ وہ لوگ جن کا کوئی عذر نہیں تھا اجرا عظیم (۹۵) درجت یعنی فضائل میں وکان اللہ غفورا رحیما یعنی درجوں کی فضیلت۔

(۲۰) ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے علی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ غیر اولی الضرر سے عذر والے مراد ہیں۔

(۲۱) ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ فصل اللہ المجہدین

بأموالهم وأنفسهم على القعدين درجة یعنی عذر والوں پر مجاہدین کو فضیلت عطا فرمائی۔

(۲۲) عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وكلا وعد الله الحسنى یعنی جنت اور اللہ تعالیٰ ہر فضل والے کو اپنا فضل عطا فرماتے ہیں۔

(۲۳) ابن جریر نے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وفضل الله المجہدین على القعدين اجرا عظیما۔ درجت منه ومغفرة ورحبة یعنی اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو ان مومنوں پر فضیلت دی ہے جو گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں لفظ آیت غیر اولی الضرر یعنی جو معذور نہ ہوں۔

(۲۴) ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے درجت منه ومغفرة ورحمة کے بارے میں روایت کیا کہ کہا جاتا ہے اسلام ایک درجہ ہے اور ہجرت ایک درجہ ہے اسلام میں اور جہاد ہجرت میں ایک درجہ ہے اور جہاد میں (دشمن کو) قتل کرنا ایک درجہ ہے۔

(۲۵) ابن جریر نے ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وفضل الله المجہدین على القعدين اجرا عظیما (۹۵) درجت منه کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا درجات سات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ براءۃ میں ذکر فرمایا یعنی ما كان لاهل المدينة ومن حولهم من الاعراب ان يتخلفوا عن رسول الله ولا يرغبوا بأنفسهم عن نفسه ذلك بانهم لا يصيبهم ظمأ ولا نصب ان کو انہوں نے پڑھا اور یہاں تک کہ پہنچے احسن ما كانوا يعملون پوچھا کیا یہ سات درجات ہیں؟ یہ پہلی چیز تھی جہاد کا درجہ مجمل تھا وہ شخص جس نے جہاد کیا اپنے مال کے ساتھ اس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ جب یہ درجات فضیلت کے ساتھ آئے تو ان سے اسے خارج کر دیا گیا ان میں سے اس کا حصہ فقہرہ گیا پھر اس آیت میں ذکر ہے۔ جب یہ درجات فضیلت کے ساتھ آئے تو ان سے اسے خارج کر دیا گیا ان میں سے اس کا حصہ فقہرہ گیا پھر یہ آیت تلاوت کی لا يصيبهم ظمأ ولا نصب اور فرمایا کہ صاحب فقہ کے لئے نہیں ہے پھر یہ پڑھا وما انفقتم من نفقة اور فرمایا یہ قائد کا فقہ ہے۔

(۲۶) عبد بن حمید، وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابن محیرز رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وفضل الله المجہدین على القعدين اجرا عظیما (۹۵) درجت کے بارے میں روایت کیا کہ درجات میں ستر درجے ہیں اور دو درجوں کے درمیان گھوڑے کے ستر سال کے دوڑنے کا فاصلہ ہے۔

(۲۷) عبد الرزاق نے مصنف میں ابو جہل رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وفضل الله المجہدین على القعدين اجرا عظیما (۹۵) درجت کے بارے میں روایت کیا کہ درجات میں ستر درجے ہیں اور دو درجوں کے درمیان گھوڑے کے ستر سال کے دوڑنے کا فاصلہ ہے۔

شہید کے لئے چھ بھلائیاں ہیں

(۲۸) ابن المنذر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ درجت منه ومغفرة ورحمة کے بارے میں روایت کیا کہ ہم کو یہ

ذکر کیا گیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے راستے میں مقتول کے لئے چھ بھلائیاں ہیں خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے اور اس کو ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے۔ پھر عذاب سے محفوظ کیا جاتا ہے پھر بڑی گنجراہٹ سے امن دیا جاتا ہے پھر جنت میں ٹھہرایا جاتا ہے پھر حور عین سے اس کی شادی کی جاتی ہے۔

(۲۹) بخاری و بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار فرمایا ہے دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ سب سے بہترین اور اونچی جنت ہے اور اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

(۳۰) عبد بن حمید و ابن ابی حاتم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کے لئے تیار کیا ہے جو اس کے راستے میں جہاد کرتے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہے۔

(۳۱) مسلم، ابوداؤد و نسائی اور حاکم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص راضی ہو اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر اس کے لئے جنت واجب ہوگی ابوسعید نے تعجب فرمایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو دوبارہ بتائیے تو آپ نے ان کو دوبارہ بتایا پھر فرمایا ایک اور عمل بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بندہ کے سو درجے جنت کے بلند کر دے گا اور دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہے انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

(۳۲) ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس کو ایک تیر اللہ کے راستے میں پہنچا اس کے لئے درجہ ہے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! درجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا خبردار یہ تیر ماں کی چوکت نہیں ہے بلکہ دو درجوں کے درمیان سو سال کا سفر ہے۔

(۳۳) ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان آسمان و زمین کا فاصلہ ہے۔

(۳۴) ابن ابی حاتم نے یزید بن ابی مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کہا جاتا تھا جنت میں دو سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کا فاصلہ ہے اس میں یا قوت ہیں، گھوڑے ہیں، ہر درجہ میں ایک امیر ہوگا وہ دیکھتے ہیں جس کی فضیلت اور سرداری کو لوگ دیکھیں گے۔ (تفسیر منثور، سورہ نساء، ۹۵، ۱۱۰ اور)

باب الرُّخْصَةِ فِي التَّخْلُفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَانِ -

یہ باب ہے کہ جس شخص کے والدین موجود ہوں اس کے لیے جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت

3103 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ

عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ "أَحْيَى وَالِدَاكَ" قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ" .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت لے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم ان کی اچھی طرح سے خدمت کرو۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے متصل ماں باپ کی اطاعت کا حکم دینے کی توجیہ

اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی عبادت کا حکم دیا پھر اس کے بعد متصل ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے حکم میں حسب ذیل حکمتیں ہیں۔

۱۔ انسان کے وجود کا حقیقی سبب اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور اس کی ایجاد ہے اور اس کا ظاہری سبب اس کے ماں باپ ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے سبب حقیقی ای کی تعظیم کا حکم دیا اور اس کے متصل بعد سبب ظاہری کی تعظیم کا حکم دیا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ قدیم موجد ہے اور ماں باپ حادث موجد ہیں اس لیے قدیم موجد کے متعلق حکم دیا کہ اس کی عبودیت کے ساتھ تعظیم کی جائے اور ماں باپ حادث موجد ہیں اس لیے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کی شفقت کے ساتھ تعظیم کی جائے۔

۳۔ منعم کا شکر کرنا واجب ہے، منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے سو اس کی عبادت کرنے کا حکم دیا، اور مخلوق میں سے اگر کوئی اس کے لیے منعم ہے تو وہ اس کے ماں باپ ہیں سو ان کا شکر کرنا بھی واجب ہے کیونکہ حدیث میں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۵۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۸، المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۲۵۰۱، شرح السنن ج ۷ ص ۲۶۱، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۱۲۲، المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۳۶۰۶، مشکوٰۃ رقم الحدیث: ۳۰۲۵، کنز العمال رقم الحدیث: ۶۳۴۳)

اور مخلوق میں جتنی نعمتیں اور احسانات ماں باپ کے اولاد پر ہیں اتنی نعمتیں اور احسانات اور کسی کے نہیں ہیں، کیونکہ بچہ ماں باپ کے جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ حضرت مور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمة بضعة منی . (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۷۱۳، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۰۷۱، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۸۶۷) فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ ماں باپ کی بچہ پر بہت زیادہ شفقت ہوتی ہے، بچہ کو ضرر سے دور رکھنا اور اس کی طرف خیر کو پہنچانا ان کا فطری اور طبعی وصف ہے۔ وہ خود تکلیف اٹھا لیتے ہیں، بچہ کو تکلیف نہیں پہنچتے دیتے اور ان کو جو خیر بھی حاصل ہو وہ چاہتے ہیں کہ یہ خیر ان کے بچے کو پہنچ جائے۔ جس وقت انسان انتہائی کمزور اور انتہائی عاجز ہوتا ہے اور وہ سانس لینے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا اور وہ اپنے چہرے سے مکھی بھی نہیں اڑا

3103- اخرجہ البخاری فی الجہاد، باب الجہاد بادن الایوبین (الحدیث 3004)، و فی الادب، باب لا یجہد الا بادن الایوبین (الحدیث 5972) . و اخرجہ مسلم فی الہر و الصلۃ و الادب، باب بر الوالدین و انہما احق بہ (الحدیث 5 و 6) . و اخرجہ ابوداؤد فی الجہاد، باب فی البر علی عمر و و ابواہ کارہان (الحدیث 2529) . و اخرجہ الترمذی فی الجہاد، باب ما جاء فیمن حرج فی العرو و ترک ابوہ (الحدیث 1671) تحفة الاشراف (8634) .

سکتا، اس وقت اس کی تمام ضروریات کے کفیل اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ پس واضح ہو گیا کہ انسان پر جتنی نعمتیں اور جتنے احسانات اس کے ماں باپ کے ہیں اتنی نعمتیں اور اتنے احسانات اور کسی کے نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کے بعد انسان پر اگر کسی کی نعمتوں اور احسانات کے شکر کا حق ہے تو وہ اس کے ماں باپ کا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ انسان کا حقیقی مربی ہے اور ظاہری طور پر اس کے ماں باپ اس کے مربی ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں کی برائیوں کے باوجود اس سے اپنی نعمتوں کا سلسلہ منقطع نہیں کرتا اسی طرح اس کے ماں باپ بھی اس کی غلط کاریوں اور نالائقیوں کے باوجود اس پر اپنے احسانات کو کم نہیں کرتے، جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے انعامات کا بندے سے کوئی عوض طلب نہیں کرتا، اسی طرح ماں باپ بھی اولاد پر اپنے احسانات کا عوض طلب نہیں کرتے، جس طرح اللہ تعالیٰ بندوں کو غلط راستوں میں بھٹکنے اور برائیوں سے بچانے کے لیے ان کو سرزنش کرتا ہے اسی طرح ماں باپ بھی بری راہوں سے بچانے کے لیے سرزنش کرتے ہیں۔ ان وجوہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔

ماں باپ کے حصول لذت کے نتیجہ میں اولاد ہوئی پھر ان کا کیا احسان ہے؟

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ماں باپ نے اپنے فطری تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے یا حصول لذت کے لیے ایک عمل کیا جس کے نتیجہ میں اولاد پیدا ہو گئی اور اس کی پرورش کا بار ان پر پڑ گیا تو ماں باپ کا اولاد پر کون سا احسان ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان کا مقصد صرف حصول لذت ہو تو وہ جنسی عمل کرنے کے بعد عزل کر لیتے تاکہ استقرار حمل نہ ہوتا اور اب تو خاندانی منصوبہ بندی نے بہت سارے طریقے بتا دیئے ہیں جن کے ذریعہ ماں باپ اپنی خواہش پوری کر سکتے ہیں، اور ان کو اولاد کے جھنجھٹ میں مبتلا نہیں ہونا پڑے گا، لیکن جب انہوں نے ضبط تولید کے کسی طریقہ پر عمل نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد صرف حصول لذت نہیں تھا بلکہ حصول اولاد تھا اور اس مقصد کے لیے ان کے والد نے کسب معاش کے لیے اپنی طاقت سے بڑھ کر کام کیا، دہری، تہری ملازمتیں کیں، اور اپنی اولاد کے کھانے پینے، لباس دواؤں اور دیگر ضروریات زندگی کا خرچ اٹھانے کے لیے اپنی بساط سے بڑھ کر جدوجہد کی۔ اولاد کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دی، وہ خود چاہے بھوکے رہ جائیں، خواہ ان کے لیے دوا نہ ہو لیکن اولاد کے لیے ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کو وقت پر کھانا اور وقت پر دوا مل جائے، باپ خواہ ان پڑھ ہو لیکن وہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد اعلیٰ تعلیم حاصل کرے، اور ماں کے اولاد پر جس قدر احسانات ہیں وہ بے حد و حساب ہیں، اگر اس کا مقصد صرف فطری تقاضا پورا کرنا ہوتا اور حصول لذت ہوتا تو وہ استقرار حمل سے پہلے اسقاط کر سکتی تھی، وہ ایام حمل اور وضع حمل کی تکلیفیں نہ اٹھاتی، پھر وہ دوسرے تک بچہ کو دودھ پلاتی ہے اس کے بول و براز کو صاف کرتی ہے، اس کے بستر کو صاف رکھتی ہے، اس کا گوہ موت اٹھاتے ہوئے اس کو کوئی گھن نہیں آتی، کوئی کراہت محسوس نہیں ہوتی، راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کو دودھ پلاتی ہے، خود گیلے بستر پر لیٹ کر اس کو سوکھے بستر پر سلاتی ہے، اور یوں بالغ ہونے تک اس کی پرورش کرتی رہتی ہے۔ اگر گھر میں کھانا کم ہو تو خود بھونکی رہتی ہے اور بچوں کو کھانا دیتی ہے۔ غرض ماں کے اولاد پر اتنے احسانات ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور ماں باپ جو اولاد کی خدمت کرتے ہیں یہ بالکل

بے غرض اور بے لوٹ ہوتی ہے یہ نہ کہا جائے کہ وہ اس لیے بچہ کی پرورش کرتے ہیں کہ وہ بڑے ہو کر ان کا سہارا اور دست و بازو بنے گا، کیونکہ لڑکے کے متعلق تو یہ امید کی جاسکتی ہے، لڑکی کو تو اس کی شادی سے پہلے بھی پالنا پڑتا ہے اور شادی کے بعد بھی پالنا پڑتا ہے اور رہا لڑکا تو ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ یہ جوانی کی عمر تک پہنچے گا بھی یا نہیں، کسی کام کے لائق بنے گا یا نہیں، پھر پڑھا لکھا کر کسی کام کے لائق تو ماں باپ بناتے ہیں اور یہ چیز ان کے مشاہدہ میں ہوتی ہے کہ شادی کے بعد عموماً لڑکے اپنی بیویوں کے کہنے پر چلتے ہیں اور ماں باپ کو کوئی حیثیت نہیں دیتے، وہ بھول جاتے ہیں کہ ماں باپ نے ان کو کس طرح پالا پوسا تھا اور کس طرح اس مقام تک پہنچایا تھا، یہ سب ماں باپ کے پیش نظر ہوتا ہے، اس کے باوجود وہ اولاد کی بے غرضی اور بے لوٹ خدمت اور پرورش کرتے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کی بے غرض پرورش کرتا ہے اسی طرح ماں باپ اولاد کی بے لوٹ پرورش کرتے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد اس کے متصل ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

ماں باپ کے حقوق کے متعلق قرآن مجید کی آیات

وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا. (بنی اسرائیل: ۲۳) اور آپ کا رب حکم دے چکا ہے کہ اتم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

ووصینا الانسان بوالدیه، حملته ومه وهنا دلی وھن وفصاله فی عامین ان اشکرلی ولو الدیث الی المصیر. (نعمان: ۱۳) اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ (نیک سلوک کی) وصیت کی، اس کی ماں نے دھ پر دھکھا کر اس کو حمل میں رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے (ہم نے یہ وصیت کی کہ) میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، تم سب نے میری ہی طرف لوٹنا ہے۔

ووصینا الانسان بوالدیه احسانا، حملته ومه کرھا ووضعتہ کرھا. (الاحقاف: ۱۵) اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے دھکھ چھیل کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دھکھ برداشت کر کے اس کو جٹا۔ واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا الله، وبالوالدین احسانا. (البقرہ: ۸۳) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پکا وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

یسئلونک ما اذا ینفقون، قل ما انفقتم من خیر فقلو الدین والاقربین والیتیمی والمسکین وابن السبیل. (البقرہ: ۲۱۵) وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہیے کہ تم جو بھی پاک مال خرچ کرو وہ والدین کے لیے اور رشتہ داروں کے لیے اور یتیموں کے لیے اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے (خرچ کرو)۔

ماں باپ کے حقوق کے متعلق احادیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا، میں نے پوچھا پھر کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیک کرنا، میں نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابن مسعود نے کہا آپ نے مجھے یہ

احکام بیان فرمائے اگر میں اور پوچھتا تو آپ اور بتا دیتے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۲۷۷، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۸۵، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۷۳۰، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۶۱۰۰)
اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کو جہاد پر مقدم کیا ہے۔

ماں باپ کی خدمت اور ان کی اطاعت کا یہ تقاضا ہے کہ نہ براہ راست ان کی گستاخی کرے اور نہ کوئی ایسا کام کرے جو ان کی گستاخی کا موجب ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام کبیرہ گناہوں میں سے بڑا کبیرہ گناہ ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے، یا لعنت کرے۔ کہا گیا یا رسول اللہ کوئی شخص اپنے ماں باپ پر کیسے لعنت کرے گا، فرمایا ایک شخص دوسرے شخص کے ماں باپ کو گالی دے گا تو وہ دوسرا شخص اس کے ماں باپ کو گالے دے گا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۹۷۳، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۹۰، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۱۳۱، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۰۲)
اغراض صحیحہ اور جائز کاموں میں ماں باپ کی نافرمانی کرنا حرام ہے اور جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرنا واجب ہے۔ جبکہ ان کا حکم کسی معصیت کو مستلزم نہ ہو۔

حضرت ابوبکرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: کیا میں تم کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے متعلق نہ بتاؤں۔ صحابہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اللہ کا شریک بنانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا، آپ سہارے سے بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا اور جھوٹی بات کہنا، اس کا آپ نے تین بار تکرار فرمایا۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۶۵۳، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۸۷، سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۰۱)
ماں باپ کی اطاعت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اگر اس کا باپ اس کو یہ حکم دے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو اس پر بیوی کو طلاق دینا واجب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں محبت کرتا تھا، اور میرے والد اس کو ناپسند کرتے تھے، انہوں نے مجھے حکم دیا کہ اس کو طلاق دے دو میں نے انکار کر دیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمر! اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۱۸۹، سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۱۳۸، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۰۸۸، اس حدیث کی سند صحیح ہے)
ماں اور باپ دونوں کی اطاعت واجب ہے لیکن ماں کی اطاعت کا حق چار میں سے تین حصہ ہے اور باپ کی اطاعت کا حق ایک حصہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! لوگوں میں میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے کہا پھر کون ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے کہا پھر کون ہے؟ فرمایا تمہارا باپ۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۹۷۱، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۳۸)

اگر ماں باپ غیر مسلم ہوں پھر بھی ان کے ساتھ نیک سلوک واجب ہے

حضرت اسماء بنت ابی بکر بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ میرے پاس آئیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مشرک تھیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! وہ اسلام سے اعراض کرتی ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحم کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں تم ان کے ساتھ صلہ رحم کرو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث ۲۶۲۰، صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۰۰۳، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۱۶۶۸)

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا جہاد پر مقدم ہے

حضرت عہد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں جہاد کروں؟ آپ نے پوچھا: تمہارے ماں باپ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا پھر تم ان کی خدمت میں جہاد کرو۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۹۷۲، صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۵۳۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۲۵۲۹، سنن الترمذی رقم الحدیث ۱۱۷۱، سنن التیامی رقم الحدیث ۳۱۰۳، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث ۳۲۸۶، مسند صیدی رقم الحدیث ۵۸۵، مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۳۴، عالم الکتب، مسند ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۴۷۳)

معاویہ بن جہمہ السلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جہمہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی گئے اور عرض کیا میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ نے پوچھا کیا تمہاری ماں ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا پھر اس کے ساتھ لازم رہو، کیونکہ جنت اس کے پیروں کے پاس ہے وہ پھر دوبارہ کسی اور وقت گئے، پھر سہ بارہ کسی اور وقت گئے تو آپ نے یہی جواب دیا۔ (سنن التیامی رقم الحدیث ۳۱۰۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۷۸۱، مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۹، طبع قدیم، مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۶۲۳، عالم الکتب، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۶، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۹۲۹۰، مشکوٰۃ رقم الحدیث ۲۹۳۵، تاریخ بغداد ج ۳ ص ۳۲۴)

ایک روایت میں ہے جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (سنن التیامی رقم الحدیث ۳۱۰۴)

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

(کنز العمال رقم الحدیث ۳۵۳۳۹، بحوالہ تاریخ بغداد)

امام ابن ابی شیبہ محمد بن المنکدر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری ماں تم کو (نفل) نماز میں بلائے تو چلے جاؤ اور جب تمہارا باپ بلائے تو نہ جاؤ۔ (الدر المنکوح ج ۵ ص ۲۶۶، مطبوعہ دار الکفر بیروت ۱۴۱۲ھ)

ماں باپ کے بڑھاپے اور ان کی موت کے بعد ان سے نیک سلوک کرنا

اس آیت میں یہ بھی فرمایا: اور اگر تمہاری زندگی میں وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو اس کو اف تک نہ کہنا اور نہ اس کو جھڑکنا۔

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، آپ سے کہنا گیا کس کی یا رسول اللہ! فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کے بڑھاپے کو پایا، یا ان میں سے کسی ایک کے یا دونوں کے، پھر وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۵۵۱)

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے پھر فرمایا: آمین، آمین، آمین۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! آپ نے کس چیز پر آمین کہی؟ آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی جبرئیل آئے تھے انہوں نے کہا یا محمد! اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا، آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس پر رمضان کا مہینہ داخل ہوا اور اس کی مغفرت کے بغیر وہ مہینہ نہ رگیا آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔ پھر اس نے کہا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہیں کیا، آپ کہیے آمین تو میں نے کہا آمین۔

(سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۵۴۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۴، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۴۳، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۹۰۸، المستدرک ج ۱ ص ۵۴۹)

ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ ان کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، حدیث میں ہے: حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ نیکی کی جائے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۵۵۲، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۹۰۳)

حضرت مالک بن ربیعہ الساعدی بیان کرتے ہیں کہ جس وقت میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت انصار میں سے ایک شخص آیا اور بایا رسول اللہ! کیا ماں باپ کے فوت ہونے کے بعد بھی ان کے ساتھ کوئی نیکی کرنا میرے ذمہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، چار قسم کی نیکیاں ہیں۔ (۱) ان کی نماز جنازہ پڑھنا۔ (۲) ان کے لیے استغفار کرنا اور ان کے عہد کو پورا کرنا (۳) ان کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ (۴) اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحم کرنا، یہ ان کے ساتھ وہ نیکیاں ہیں جو ان کی موت کے بعد تم پر باقی ہیں۔ (سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۱۴۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۶۶۳، ج ۳ ص ۱۵۴، مسند احمد ج ۲ ص ۴۹۸، مسند احمد رقم الحدیث: ۶۱۵۶، جامع الترمذی ج ۱ ص ۵۴۹، سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۵۴، مسند احمد رقم الحدیث: ۱۶۰۰۳، مطبوعہ معارف الحدیث کارہرہ، المستدرک ج ۱ ص ۱۵۴، حنفی نے عامی موانعت کی ہے۔)

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں یہ تو اس کی ایک بار خندہ پیشانی کا بھی بدل نہیں ہے۔ (مسند ابی داؤد رقم الحدیث: ۱۸۷۴، حنفی نے کہا اس حدیث کی سند حسن ہے، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۴۷)

ماں باپ کو جھڑکنے اور ان کو اف کہنے کی ممانعت

اس کے بعد فرمایا: اگر وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو اس کو اف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا۔

یعنی اپنے ماں باپ سے گھن نہ کھانا، جس طرح ان کو تم سے گھن نہیں آتی تھی، وہ تمہارا بول و برازاٹھاتے تھے اور سن کی بدبو سے ناک چڑھاتے تھے نہ تیوی پر بل ڈالتے تھے وہ تم کو نجاست سے صاف کرتے تھے اور ان کو برا نہیں لگتا تھا، اسی طرح بڑھاپے کی بیماری کی وجہ سے ان کے جسم سے کوئی ناگوار بو آئے تو تم ناگواری سے اف تک نہ کرنا۔

اور جب ماں باپ کو ان تک کہنا منع ہے تو ان کے ساتھ سخت لہجہ میں بات کرنا اور ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا یا ان کو مارنا بہ طریق اولیٰ منع ہے۔ انسان جب ماں باپ سے بات کرے تو نظر نیچی رکھ کر بات کرے اور پست آواز میں بات کرے، ایسے لہجہ میں بات نہ کرے جو توہین آمیز ہو اور نہ کوئی ایسی بات کرے جس سے ان کی دل شکنی ہو، البتہ اگر وہ شریعت کے خلاف کوئی بات کہیں تو اس میں ان کی اطاعت نہ کرے۔ مثلاً اگر وہ کہیں کہ اپنی بہن سے بات نہ کر دیا اپنے بھائی یا اپنی خالہ یا اپنے ماموں سے بات نہ کر دو تو اس میں ان کا حکم نہ مانے، کیونکہ رشتہ داروں سے تعلق توڑنے کی شریعت میں ممانعت ہے، تاہم ان سے اس طرح بات کریں کہ ماں باپ کو پتہ نہ چلے تاکہ ان کی دل آزاری نہ ہو۔

باب الرُّخْصَةِ فِي التَّخْلُفِ لِمَنْ لَهُ وَالِدَةٌ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کی صرف والدہ موجود ہو اس کے لیے جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت

3104 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكِيمِ الْوَرَّاقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - عَنْ أَبِيهِ طَلْحَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السُّلَمِيِّ أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ فَقَالَ "هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ" قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَالْزُمِهَا فَإِنَّ الْحَنَّةَ تَحْتَ رِجْلِهَا" .

☆ ☆ معاویہ بن جاہم سلمیٰ بیان کرتے ہیں حضرت جاہم رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں میں آپ ﷺ کے پاس اس حوالے سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہاری والدہ موجود ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم ان کے ساتھ رہو کیونکہ جنت ان کے پاؤں کے نیچے ہے۔

شرح

شرح السنہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے جو حکم ثابت ہوتا ہے اس کا تعلق نفل جہاد سے ہے کہ جس شخص کے والدین زندہ ہوں اور مسلمان ہوں وہ ان کی اجازت کے بغیر نفل جہاد میں شرکت کے لئے گھر سے نہ جائے ہاں اگر جہاد فرض ہو تو پھر اس صورت میں اس کو والدین کی اجازت کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ اگر وہ منع بھی کریں اور جہاد میں جانے سے روکیں تو ان کا حکم نہ مانا جائے اور جہاد میں شریک ہو کر اپنا فرض ادا کیا جائے نیز اگر والدین کو اللہ نے اسلام کی ہدایت نہ بخشی ہو اور وہ کافر ہوں تو جہاد میں شریک ہونے کے لئے ان کی اجازت کی کسی حال میں بھی حاجت نہیں ہے خواہ جہاد فرض ہو یا نفل اسی طرح علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مسلمان ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو ناگوار خاطر ہو تو ان کی اجازت کے بغیر بھی نفل عبادت جیسے حج و عمرہ کے لئے نہ جائے اور نہ نفل روزہ رکھے۔

باب فَضْلِ مَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنی جان اور مال کے ہمراہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کی فضیلت

3105 - أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الزُّبَيْدِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ "مَنْ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" . قَالَ ثُمَّ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ "تَمَّ مُؤْمِنٌ فِي شُعْبٍ مِنَ الشُّعَابِ يَتَّقِي اللَّهَ وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شِرِّهِ" .

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سا شخص زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی جان اور مال کے ذریعے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔

اس شخص نے عرض کی: پھر کون سا شخص؟ یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ مؤمن جو کسی گھائی میں رہتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

ترج

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی پہاڑی کے درہ میں سے گزرے جس میں شیریں پانی کا ایک چشمہ تھا تو وہ چشمہ ان کو بہت اچھا لگا وہ کہنے لگے کہ کاش میں لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لوں اور اس درے میں آ رہا؟ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی سے فرمایا کہ تم ایسا نہ کرنا کیونکہ تم میں سے کسی شخص کا اللہ کی راہ یعنی جہاد میں قیام کرنا اس کا گھر میں ستر برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کامل طور پر بخش دے اور تمہیں ابتداء ہی میں جنت میں داخل کر دے اللہ کی راہ میں جہاد کرو کیونکہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں اونٹنی کے فواق کے بقدر یعنی تھوڑی دیر کے لئے بھی جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔"

(ترمذی، مشکوٰۃ الصالح، جلد سوم، رقم الحدیث، 944)

ستر برس سے تحدید مراد نہیں ہے بلکہ کثرت مراد ہے چنانچہ یہ ارشاد گرامی اس روایت کے منافی نہیں ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ: حدیث (مقام الرجل فی القف فی سبیل اللہ افضل عند اللہ من عبادہ الرجل ستین سنہ)۔ "کسی شخص کا اللہ کی راہ میں دشمن کے مقابلہ پر صرف میں کھڑا ہونا اللہ کے نزدیک کسی شخص کی ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔"

اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے چونکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے گوشہ گزینی اختیار کرنے اور جنگل و کوہستان میں عبادت

3105- اخرجہ البخاری فی الجہاد، باب الفضل للناس مومن مجاہد بنفسه و ماله فی سبیل اللہ (الحديث 2786)، و فی الرقاق، باب العزلة راحة من حلاط السوء (الحديث 6494) . و اخرجہ مسلم فی الامارة، بافضل الجهاد و الرباط (الحديث 122 و 123 و 125) . و اخرجہ ابو داود فی الجہاد، باب فی ثواب الجہاد (الحديث 2485) . و اخرجہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء اي الناس الفصل (الحديث 1660) . و اخرجہ ابن ماجہ فی الفتن، باب العزلة (الحديث 3978) . تحفة الاشراف (4151) .

الہی میں مشغول رہنے سے بخشش و مغفرت حاصل نہیں ہوتی اس لئے علماء اس ارشاد گرامی کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ چونکہ اس زمانے میں جہاد واجب تھا۔ اور کسی نفل کے لئے واجب کو ترک کرنا گناہ ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کے ذریعہ ان صحابی پر گویا یہ واضح کیا کہ اگر تم نے دنیا اور دنیا والوں سے ترک تعلق کر کے اس پہاڑی درے میں گوشہ گزینی اختیار کی اور اگرچہ اس کا مقصد محض مکمل تنہائی و خلوت میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا ہو تو اس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ تم ان بہت سی سعادتوں اور فضیلتوں سے محروم رہ جاؤ گے جو دنیا والوں کے درمیان رہ کر دینی فرائض و ذمہ داریوں کو انجام دینے کی صورت میں حاصل ہوتی ہیں بلکہ تمہارا یہ نفل عمل ایک واجب عمل اور ایک اہم دینی فریضہ یعنی جہاد کے ترک کا باعث بھی ہوگا جس سے تم گنہگاروں کے زمرے میں شامل ہو جاؤ گے۔ علاوہ ازیں جیسا کہ ترجمہ میں واضح کیا گیا ہے اس ارشاد گرامی سے کامل مغفرت اور ابتداء جنت میں جانے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہونے پر معمول کیا جاسکتا ہے۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں کے درمیان رہنا گوشہ گزینی سے افضل ہے خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سعادت نشان میں تو یہ فضیلت کہیں زیادہ تھی البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد بھی کبھی گوشہ گزینی ہی کو فضیلت حاصل ہوتی ہے جب کہ لوگوں کے درمیان رہنے سے فتنہ و شر کے غلبہ کا خوف ہو۔

باب فَضْلِ مَنْ عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَلَى قَدَمِهِ .

یہ باب ہے کہ اُس شخص کی فضیلت جو اللہ کی راہ میں پیدل (جہاد میں شریک ہوتا ہے)

3106 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوكَ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ مُسْنَدٌ ظَهَرَ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَقَالَ "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ إِنَّ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ رَجُلًا عَمِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ أَوْ عَلَى ظَهْرِ بَعِيرِهِ أَوْ عَلَى قَدَمِهِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ وَإِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ رَجُلًا فَاجِرًا يَتْلُو كِتَابَ اللَّهِ لَا يَرْغَبُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهُ".

☆☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر لوگوں کو خطبہ کیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت مبارک اپنی سواری کے ساتھ لگائی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بہترین شخص اور سب سے بُرے شخص کے بارے میں بتاؤں سب سے بہترین شخص وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کر یا اپنے اونٹ کی پشت پر سوار ہو کر یا پیدل حصہ لیتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آ جاتی ہے۔

سب سے بُرا شخص وہ گنہگار شخص ہے جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے اور پھر بھی گناہوں سے باز نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ کے خوف کے سبب رونے کا بیان

3107 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَسَعَرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا يَبْكِي أَحَدٌ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ فَتَطْعَمَهُ النَّارُ حَتَّى يَرُدَّ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْحَرِي مُسْلِمٍ أَبَدًا.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے روتا ہے اسے جہنم کی آگ اس وقت تک نہیں کھا سکتی جب تک دودھ تھن میں واپس نہیں چلا جاتا (یعنی یہ بات عملی طور پر ناممکن ہے) اور اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں جمع نہیں ہو سکتے (یعنی جہاد میں حصہ لینے والا شخص جہنم میں نہیں جائے گا)۔
شرح

یہاں تک کہ دودھ نتھنوں میں واپس نہ چلا جائے یہ جملہ تعلیق بالمحال کے طور پر ہے یعنی جس طرح دودھ ہوئے دودھ کا نتھنوں میں واپس جانا محال ہے۔ اسی طرح اس شخص کا دوزخ میں جانا محال ہے۔ اور حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو دوزخ کی آگ چھو بھی نہ سکے گی ایک تو وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو۔ اور دوسری وہ آنکھ ہے جس نے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں کفار سے مجاہدین کی تمہدائی کرتے ہوئے رات گزاری ہو۔ (ترمذی)

راہ جہاد کے غبار اور جہنم کی آگ کا بیان

3108 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى يَرُدَّ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ نَارِ جَهَنَّمَ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے رونے والا شخص جہنم میں اس وقت تک داخل نہیں ہوگا جب تک دودھ تھن میں واپس نہیں چلا جاتا (یعنی ایسا عملی طور پر ممکن نہیں ہے) اور اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کی آگ کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے (یعنی مجاہد جہنم میں نہیں جائے گا)۔

جہنم میں دو آدمیوں کے جمع نہ ہو سکنے کا بیان

3109 - أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

3107 - حرجہ الترمذی فی فصائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ، و فی الزہد، باب ما جاء فی فضل البكاء من حبسہ اللہ (الحديث 2311) و اخرجه النسائي في الجہاد، فضل من عمل في سبیل اللہ علی قلمہ (الحديث 3108) . و اخرجه ابن ماجہ فی الجہاد باب الخروج في السير (الحديث 2774) مختصراً . تحفة الاشراف (14285) .
3108 - تقدم في الجہاد، فضل من عمل في سبیل اللہ علی قلمہ (الحديث 3107) .

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَقَارَبَ وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي جَوْفِ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَبِيحُ جَهَنَّمَ وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ الْإِيمَانُ وَالْحَسَدُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جہنم میں روادی اکٹھے نہیں ہوں گے وہ مسلمان جس نے کافر کو قتل کیا ہو اور اس نے اس حوالے سے کسی افراط و تفریط سے کام نہ لیا ہو اور مؤمن کے پیٹ میں اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کی تپش اکٹھے نہیں ہو سکتے اور کسی انسان کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

3110 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ الْجَلَّاحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَذُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں ایک ہی شخص کے اندر اکٹھے نہیں ہو سکتے اور بخل اور ایمان کسی بھی بندے کے دل میں کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

بخل اور ایمان کے جمع نہ ہونے کا بیان

3111 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْجَلَّاحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَذُخَانُ جَهَنَّمَ فِي وَجْهِ رَجُلٍ أَبَدًا وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی شخص کے چہرے میں اکٹھے نہیں ہو سکتے اور بخل اور ایمان کسی شخص کے دل میں کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

3112 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَبَانَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ

3109- انصردبہ النسائی . تحفة الاشراف (12749) .

3110- انصردبہ النسائی . وسبيل في الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قلعه (الحديث 3111 و 3112 و 3113 و 3114 و 3115) . تحفة الاشراف (12262) .

3111- تقدم في الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قلعه (الحديث 3110) .

3112- تقدم (الحديث 3110) .

سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّعْ وَالْإِيمَانُ فِي جَوْفِ عَبْدٍ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی شخص کے اندر جمع نہیں ہو سکتے اور بخل اور ایمان کسی بندے کے اندر جمع نہیں ہو سکتے۔

3113 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عُرَيْرَةُ بْنُ الْبَرِيدِ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرِي مُسْلِمٍ أَبَدًا".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

3114 - أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرِي مُسْلِمٍ وَلَا يَجْتَمِعُ شُعْ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی مسلمان کے نتھنوں میں اکٹھے نہیں ہو سکتے اور بخل اور ایمان کسی مسلمان کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

3115 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ غُبَارًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَلَا يَجْمَعُ اللَّهُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَالشُّعْ جَمِيعًا.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی راہ کے غبار اور جہنم کے دھوئیں کو کسی مسلمان کے اندر اکٹھا نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کے دل میں ایمان باللہ اور بخل کو ایک ساتھ جمع نہیں کرے گا۔

باب ثَوَابِ مَنْ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں اس کا ثواب

3116 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ لِحَقْنِي عَبَّادَةُ بْنُ رَافِعٍ وَأَنَا مَاشٍ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ أَبَشِّرْ فَإِنْ خُطَاكَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ سَمِعْتُ أَبَا عَبَسٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اغْتَبَرَتْ قَلَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ حَرَامٌ عَلَى النَّارِ".

☆ ☆ یزید بن ابومریم بیان کرتے ہیں میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے جا رہا تھا میری ملاقات عبید بن رافع سے ہوئی وہ بولے: تمہارے لیے خوشخبری ہے! کیونکہ تمہارے یہ قدم اللہ کی راہ میں شمار ہوں گے میں نے حضرت ابوبہس سے یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جس شخص کے دونوں پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں تو وہ شخص جہنم پر حرام ہو جاتا ہے۔

شرح

یعنی جو شخص رہائے الہی کے لیے کوئی راستہ طے کرے اور راستہ طے کرنے میں اس کے قدموں پر گرد و غبار پڑے۔ خیال رہے کہ اللہ کی راہ حج، طلب علم، جنازہ کی حاضری، بیماری، بیمار پرسی، جماعت نماز میں حاضری سب ہی کو شامل ہے مطلقاً اللہ کی راہ سے مراد سفر جہاد ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنا اونٹ فی سبیل اللہ وقف کیا ہے وہ کہاں استعمال کیا جائے گا، فرمایا حج میں، قرآن کریم میں جو مصرف زکوٰۃ میں فی سبیل اللہ واقعہ ہے امام ابو یوسف کے ہاں اس سے مجبور غازی مراد ہے، امام محمد کے ہاں مجبور حاجی۔ (مرقات)

یعنی ایسے شخص کو دوزخ کی آگ جلا نہیں سکتی جب راہ خدا کے غبار کا یہ عالم ہے تو غور کرو کہ خود جہاد کا فائدہ کیا ہوگا خوف خدا سے آنکھ سے آنسو، راہ خدا کا غبار، دوزخ کی آگ بجھانے میں اکسیر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو القاسم (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو یقیناً تمہارا روزیادہ اور ہنسنا کم ہو جائے (یعنی قیامت کے احوال اور اس کی ہولناکیاں، مبداء و معاد کی حقیقت گنہگاروں کے تئیں اللہ تعالیٰ کا عتاب و عذاب یوم حساب کی شدت پریش اور باری تعالیٰ کی صفات قبریہ دجلالیہ کو، جو خوف مصیبت کا باعث ہیں جس قدر میں جانتا ہوں اور پھر ان چیزوں کے تعلق سے تمہارے انجام کار کے بارے میں جو کچھ مجھے معلوم ہے اور جس کی وجہ سے میرے دل پر ہر وقت غم و خوف طاری رہتا ہے اگر تم بھی ان سب چیزوں سے پوری طرح آگاہ ہو جاؤ تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خوف و ہیبت کے مارے تم ہنسنا بھول جاؤ اور اپنا زیادہ وقت رونے و غم کھانے میں صرف کرو، کیونکہ اس صورت میں تم رجا یعنی رحمت الہی کی امید کے مقابلہ پر عذاب الہی کے خوف کو زیادہ ترجیح دینے لگو۔) (بخاری، مشکوٰۃ شریف: جد چہارم: رقم الحدیث، 1269)

اس ارشاد گرامی میں امت کے لئے ایک تنبیہ تو یہ ہے کہ اپنے اوپر گریہ طاری رکھنا چاہئے اور ان چیزوں کی یاد تازہ رکھنی

3116- أخرجه البخاري في الجمعة، باب المشي إلى الجمعة (الحديث 907)، وفي الجهاد، باب من اغتبر قدامه في سبيل الله الحد

(2811). وأخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من اغتبر قدامه في سبيل الله (الحديث 1632). نسخة لا سرف

چاہئے جو رونے و ہلانے اور غم کھانے کا باعث ہوتی ہیں جیسے خوف الہی کا احساس اور عظمت و جلال حق کی حقیقت معلوم کرنا۔ دوسری تنبیہ یہ ہے کہ جاہل و غافل لوگوں کی طرح بہت زیادہ بننے اور راحت چھین اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر طرف عفو مغفرت اور اس کی رحمت پر امید کی وجہ سے فی الجملہ راحت چھین اختیار کرنا ایک حد تک گنجائش رکھتا ہے۔

باب ثَوَابِ عَيْنِ سَهْرَتٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جاگنے والی آنکھ کا ثواب

3117 - أَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَرِيحٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ شَمِيرٍ الرَّعَسِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا عَلِيٍّ النَّجَّيَّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا رَيْحَانَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "حَرَمَتْ عَيْنٌ عَلَى النَّارِ سَهْرَتٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ".

☆ ☆ حضرت ابو ریحانہ بن شعیب بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایسی آنکھ جہنم پر حرام قرار دے دی جاتی ہے جو اللہ کی راہ میں رات بھر جاگتی رہتی ہے۔

باب فَضْلِ غَدْوَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جانے کی فضیلت

3118 - أَخْبَرَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْغَدْوَةُ وَالرَّوْحَةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا".

☆ ☆ حضرت سہل بن سعد بن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت جانا دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

باب فَضْلِ الرُّوحَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں شام کے وقت جانے کی فضیلت

3119 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي شَرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ الْمَعَاظِرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُلِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ

3117 - عرودة السانی، تحفة الاشراف (12040).

3118 - احروجه مسلم فی الجہاد، باب الغدوة والروحة فی سبیل اللہ (الحديث 2794). و اخرجه مسلم فی الامارة، باب فضل الغدوة

والروحة فی سبیل اللہ (الحديث 114). تحفة الاشراف (4682).

3119 - احروجه مسلم فی الامارة، باب فضل الغدوة والروحة فی سبیل اللہ (الحديث 115). تحفة الاشراف (3466).

اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم "عُدُوَّةٌ فِی سَبِيلِ اللہِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ".

☆ ☆ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ کی راہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت جانا ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور جس پر سورج غروب ہوتا ہے (یعنی دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے)۔

3120 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعُقَاتِ وَالْمُكَاتِبُ الَّذِي يُرِيدُ الْآدَاءَ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تین آدمی ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا اللہ تعالیٰ پر حق ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا شخص

پاک دامنی کے حصول کے لیے نکاح کرنے والا شخص اور ایسا مکاتب غلام جو اپنے ذمے لازم ادائیگی کو ادا کرنا چاہتا ہو۔

باب الْغَزَاةِ وَفْدُ اللَّهِ تَعَالَى .

یہ باب ہے کہ جنگ میں حصہ لینے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں

3121 - أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَفْدُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثَةُ الْغَازِي وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تین طرح کے لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں: جنگ میں حصہ لینے والا شخص حج کرنے والا شخص اور عمرہ کرنے والا شخص۔

باب مَا تَكْفَلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے

3122 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْعَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

3120 - أخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في المجاهد والنكح والمكاتب وعون الله إياهم (الحديث 1655). و أخرجه النسائي في النكاح، باب معونة الله النكاح الذي يريد العفاف (الحديث 3218). و أخرجه ابن ماجه في العتق، باب المكاتب (الحديث 2518) تحفة الاشراف (13039).

3121 - تقدم (الحديث 2624).

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "تَكْفَلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَتِهِ بَأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا ذمہ لے لیا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے (ذمہ یہ لیا ہے) کہ اگر وہ شخص صرف اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلا ہے اور اس کے دین کی سر بلندی کے لیے نکلا ہے تو اللہ تعالیٰ یا تو اسے جنت میں داخل کر دے گا یا اس کے گمراہے واپس لے آئے گا جہاں سے وہ گیا تھا اور اس کے ہمراہ اسے اجر و ثواب بھی حاصل ہوگا اور مالی غنیمت بھی حاصل ہوگا۔

3123 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي ذَبَابٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "انْتَدَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يُخْرِجُ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْإِيمَانُ بِي وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِي أَنَّهُ ضَامِنٌ حَتَّى أَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بَايِهِمَا كَانَ إِمَّا بِقَتْلِ أَوْ وَفَاةٍ أَوْ أَرْدَاهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ نَالَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اللہ تعالیٰ اس شخص کا ذمہ لے لیتا ہے جو اس کی راہ میں نکلتا ہے جو شخص صرف مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے نکلتا ہے اور میری راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے تو میں اس کے بارے میں یہ ضمانت دیتا ہوں کہ یا تو میں اسے جنت میں داخل کر دوں گا یعنی اگر وہ قتل ہو جاتا ہے یا فوت ہو جاتا ہے یا پھر میں اس کے گمراہے واپس لے آؤں گا جہاں سے وہ گیا تھا اور اس کے ہمراہ اسے اجر و ثواب بھی حاصل ہوگا اور مالی غنیمت بھی حاصل ہوگا۔

3124 - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بَأَنْ يَتَوَفَّاهُ فَيَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

3122- اخرجہ البخاری فی فرض الخمس، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (احلت لکم العانم) (الحديث 3123)، و فی التوحید باب قوله تعالى (ولقد سبقت کل منا لعبادنا المرسلین) (الحديث 7457)، و باب قول الله تعالى (قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثله مدداً)، (ولو ان ما فی الارض من شجرة اقلام و البحر یملأ من بعده سبعة ابحر ما نفدت کلمات الله)، (ان ربکم الله الذی حیاق السموات و الارض فی ستة ايام ثم استوی علی العرش یحیی اللیل النهار یطیبه حبثاً و الشمس و القمر و النجوم مسجرات بامرہ الا له الحلق و الا له الحلق و الامر تبارک الله رب العالمین) (الحديث 7463). تحفة الاشراف (13833).

3123- افرديه السانی، و سیاتی (الحديث 5044). تحفة الاشراف (14211).

3124- اخرجہ البخاری فی الجہاد، الفضل الناس مومن مجاہد بنفسه ماله فی سبیل الله (الحديث 2787). تحفة الاشراف (13153).

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شبہ ہے) نفی روزہ رکھنے اور نفی قیام کرنے والے شخص کی مانند ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد کے لیے یہ ضمانت دی ہے کہ اگر وہ مجاہد فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا یا پھر اسے صحیح و سالم اس کے گھر واپس لے آئے گا اور ساتھ میں اسے اجر و ثواب اور مال غنیمت بھی حاصل ہوگا۔

باب ثَوَابِ الْبَسَرِيَّةِ الَّتِي تُخْفِقُ

یہ باب ہے کہ اُس چھوٹی جنگی مہم کا بیان جو مال غنیمت حاصل کیے بغیر واپس آتی ہے

3125 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَبِوَةُ وَذَكَرَ آخَرَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو هَانٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُلَيْيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَا مِنْ غَارِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُصِيبُونَ غَنِيمَةً إِلَّا تَعَجَّلُوا ثَلَاثَ أَجْرِهِمْ مِنْ الْآخِرَةِ وَيَبْقَى لَهُمُ الثَّلَاثُ فَإِنْ لَمْ يُصِيبُوا غَنِيمَةً تَمَّ لَهُمْ أَجْرُهُمْ".

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے جاتا ہے اور لوگوں کو مال غنیمت حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اپنے آخرت کے دو تہائی اجر کو جلدی حاصل کر لیتے ہیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہ جاتا ہے لیکن اگر انہیں مال غنیمت حاصل نہیں ہوتا تو (آخرت میں انہیں ان کا مکمل اجر ملے گا)۔

3126 - أَخْبَرَنِي إِسْرَاهِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَحْكِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ "إِنَّمَا عَبْدٌ مِنْ عِبَادِي خَرَجَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ضِعْفُ لَهْ أَنْ أَرْجِعَهُ إِنْ أَرْجَعْتُهُ بِمَا أَصَابَ مِنْ أَجْرِ أَوْ غَنِيمَةٍ وَإِنْ قَبَضْتُهُ غَفَرْتُ لَهُ وَرَحِمْتُهُ".

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے ان کے پروردگار کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

میرا جو بندہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلتا ہے اور وہ صرف میری رضا مندی چاہتا ہے تو میں اُس کے لیے یہ ضمانت دیتا ہوں کہ یا تو میں اُسے واپس لے آؤں گا اور میں اُسے اجر اور مال غنیمت کے ہمراہ واپس لاؤں گا اگر میں نے اس کی جان کو قبض کر لیا تو میں اُس کی مغفرت کر دوں گا اور اس پر رحم کروں گا۔

3125 - أخرجه مسلم في الامارة، باب بيان قدر ثواب من غزا لقتل من لم يقيم (الحديث 153 و 154) و أخرجه ابو داود في الجهاد، باب

في البسرية تحق (الحديث 2497) و أخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب النية في القتال (الحديث 2785). تحفة الاشراف (8847)

3126 - أخرجه النسائي. تحفة الاشراف (6688).

باب مَثَلِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ -

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال

3127 - أَخْبَرَنَا هَذَا بْنُ السَّرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ - كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْخَاشِعِ الرَّائِعِ السَّاجِدِ" -

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کی مثال (یہاں کچھ الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے لیکن اس کا مفہوم یہی ہے) اس شخص کی مانند ہے جو نفلی روزہ رکھتا ہے، نفلی قیام کرتا ہے، خشوع و خضوع کرتا ہے، رکوع و سجدہ کرتا ہے۔

باب مَا يَعْدِلُ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ -

یہ باب ہے کہ کون سی چیز اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے

3128 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حُصَيْنٍ أَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ ذَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادُ قَالَ "لَا أَجِدُهُ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ تَدْخُلُ مَسْجِدًا فَتَقْرَأُ لَا تَفْتَرُ وَتَصُومُ لَا تُفْطِرُ" . قَالَ مَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس نے عرض کی: آپ ﷺ کسی ایسے عمل کی طرف میری رہنمائی کیجئے جو جہاد کے برابر ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا، کیا تم یہ استطاعت رکھتے ہو کہ جب کوئی مجاہد (جہاد میں شرکت کے لیے) نکلے تو تم مسجد چلے جاؤ اور مسلسل نفلی نمازیں پڑھتے رہو اور مسلسل نفلی روزے رکھتے رہو (اس وقت تک ایسا کرتے رہو جب تک وہ مجاہد واپس نہیں آجاتا)۔

اس شخص نے عرض کی: ایسا کون کر سکتا ہے۔

3129 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَأَلَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ خَيْرٌ قَالَ

3127- افرديہ السنن، تحفة الاشراف (13308) .

3128- اخرجہ البخاری فی الجہاد، باب فضل الجہاد و السير (الحديث 2785) . تحفة الاشراف (12842) .

3129- اخرجہ البخاری فی العقیق، باب اي الرقاب الفصل (الحديث 2518) مطولاً و اخرجہ مسلم فی الايمان، باب بيان كون الايمان بالله تعالى

الفصل الاعمال (الحديث 136) مطولاً . و الحديث عند: ابن ماجه في العقیق، باب العقیق (الحديث 2523) . تحفة الاشراف (12004) .

”إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ“۔

☆ ☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ بہتر ہے؟ تو

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

3130 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الرَّهْزِيِّ عَنِ ابْنِ

الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ ”إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ“ . قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ”الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ“ . قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ”حَجٌّ مُّبْرُورٌ“ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا

ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اس نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اس نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مبرور حج۔

باب دَرَجَةِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے شخص کا درجہ

3131 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ

الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”يَا أَبَا سَعِيدٍ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ“ . قَالَ فَعَجِبْتُ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ قَالَ أَعِدَهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ . فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”وَأُخْرَى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِيْ الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ“ . قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ”الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ“ .

☆ ☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے ابوسعید! جو شخص اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے سے راضی ہو اسلام کے دین ہونے سے راضی ہو اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے سے راضی ہو (یعنی ان پر ایمان رکھتا ہو) تو اس شخص کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

راوی کہتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بات بڑی حیران کن تھی انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ یہ بات دوبارہ ارشاد فرمائیے! نبی اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

3130 - تقدم (الحديث 2623) .

3131 - اخرجہ مسلم فی الامارۃ، باب بیان ما اعدہ اللہ تعالیٰ للمجاهد فی الجنۃ من الدرجات (الحديث 116) . و الحديث عند النسائي فی عمل اليوم والليلة، ذکر اختلاف عبد الرحمن بن شريح و عبد الله بن وهب عن أبي هانئ، في خبر أبي سعيد الخدري فيه (الحديث 6) تحفة الاشراف (4112) .

ایک اور عمل بھی ہے جس کے ذریعے جنت میں انسان کے ایک سو درجے بلند ہو جاتے ہیں اور ان میں سے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! وہ کون سا عمل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

3132 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَكَّارٍ بْنِ يَلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ سَمِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ رَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَمَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ هَاجِرًا أَوْ مَاتَ فِي مَوْلِدِهِ". فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا بِهَا لَقَالَ "إِنَّ لِلْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ وَلَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا أَجَدَ مَا أَحْمَلُهُمْ عَلَيْهِ وَلَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوْ دِدْتُ أَنْيَ أَقْتُلُ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ".

☆ ☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اس حالت میں مرتا ہے وہ کسی کو اللہ کا شریک قرار نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ یہ بات لازم ہے وہ اس کی مغفرت کر دے اور اُسے مہاجر قرار دے خواہ وہ شخص اپنی پیدائش کے علاقے میں فوت ہوا ہو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو اس بارے میں نہ بتائیں تاکہ وہ اس خوشخبری کو حاصل کر لیں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک سو درجے ایسے ہیں کہ جن میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے اگر مجھے مؤمنین کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا انہیں فراہم کرنے کے لیے میرے پاس سواریاں بھی نہیں ہیں اور وہ اس بات پر بھی خوش نہیں ہوں گے کہ میں انہیں چھوڑ کر جہاد میں شرکت کے لیے چلا جاؤں تو میں کسی چھوٹی مہم سے بھی پیچھے نہ رہتا میری تو یہ خواہش ہے مجھے (جہاد کے دوران اللہ کی راہ میں) شہید کر دیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کر دیا جائے۔

باب مَا لِمَنْ أَسْلَمَ وَهَاجَرَ وَجَاهَدَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اسلام قبول کر لینے کے بعد ہجرت کر لے اور جہاد میں بھی

حصہ لے (اس کا اجر و ثواب)

3133 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قَرَأْتُ عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانٍ عَنْ عَمْرِو

نَبِيٍّ مَّالِكٍ الْجَنِّيَّ أَنَّهُ سَمِعَ قُضَالَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "أَنَا زَعِيمٌ لِمَنْ وَالزَّعِيمُ الْحَمِيلُ - لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَهَاجَرَ بَيْتِي فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبَيْتِي فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ وَأَنَا زَعِيمٌ لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَيْتِي فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَبَيْتِي فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ وَبَيْتِي فِي أَعْلَى عُرْوِ الْجَنَّةِ مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَلَمْ يَدَعْ لِلْخَيْرِ مَطْلَبًا وَلَا مِنَ الشَّرِّ مَهْرَبًا يَمُوتُ حَيْثُ شَاءَ أَنْ يَمُوتَ".

☆ ☆ حضرت فضالہ بن عبیدؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میں اس شخص کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اسلام قبول کر لیتا ہے اور ہجرت کرتا ہے میں اسے جنت کے ایک طرف موجود ایک گھر کی اور جنت کے درمیان موجود ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں اور میں اس شخص کو بھی ضمانت دیتا ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اسلام قبول کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اسے جنت کے کنارے پر بھی ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں اور جنت کے درمیان میں بھی ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو شخص ایسا کرنے لگا اس نے بھلائی کے حصول کے لیے طلب کی کوئی چیز نہیں چھوڑی اور بُرائی سے بچنے کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اب وہ جہاں چاہے وہ مر سکتا ہے۔

3134 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَقِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ أَبِي قَاكِهٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعْدٌ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرَفَيْهِ فَقَعْدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ تُسْلِمُ وَتَذُرُ دِينَكَ وَدِينَ آبَائِكَ وَأَبَاءَ أَبِيكَ فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَعْدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْهَجْرَةِ فَقَالَ تَهَاجِرُ وَتَدْعُ أَرْضَكَ وَسَنَانَكَ وَنَسَمًا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطَّوْلِ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ ثُمَّ قَعْدَ لَهُ بِطَرِيقِ الْجِهَادِ فَقَالَ تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ لِقَاتِلٍ فَتُقْتَلُ فَتُكْحَمُ الْمَرْأَةُ وَيُقَسَّمُ الْمَالُ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ". فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ".

☆ ☆ حضرت سبرہ بن ابوقا کہہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: شیطان انسان کے راستوں میں آکر بیٹھ جاتا ہے وہ اسلام کے راستے پر بھی آکر بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کیا تم اسلام قبول کر لو گے اپنے دین کو اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو ترک کر دو گے تو بندہ اس کی بات نہیں مانتا اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔ پھر شیطان اسے (پھنسانے کے لیے) ہجرت کے راستے میں آکر بیٹھ جاتا ہے اور دریافت کرتا ہے کیا تم ہجرت کر دو گے تم اپنی زمین اور اپنا آسمان چھوڑ دو گے ہجرت کر کے جانے والے شخص کی مثال تو بندہ ہے ہوئے گھوڑے کی طرح ہوتی ہے لیکن بندہ

کی بات نہیں مانتا اور ہجرت کر کے چلا جاتا ہے۔ پھر شیطان جہاد کے راستے میں اُس کے سامنے آتا ہے اور دریا فٹ مارتا ہے کیا تم جہاد کرو گے حالانکہ اس کے نتیجے میں جان اور مال دونوں کو خرچ کرنا پڑے گا تم جنگ میں حصہ لیتے ہوئے مارے جاؤ گے تمہاری بیوی کے ساتھ کوئی اور شادی کر لے گا تمہارا مال تقسیم ہو جائے گا تو آدمی اس کی بات نہیں مانتا اور جہاد میں حصہ لیتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص ایسا کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے اس شخص کو جنت میں داخل کر دے اور جو شخص شہید ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے اُس شخص کو جنت میں داخل کرے اگر کوئی شخص ڈوب کر مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ذمے یہ بات لازم ہے اُسے جنت میں داخل کرے اگر کوئی شخص اپنی سواری بیٹے کر کر مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے وہ اُسے جنت میں داخل کرے (یعنی اللہ تعالیٰ ڈوب کر مرنے والے اور سواری سے گر کر مرنے والے شخص کو بھی شہید کا سا اجر و ثواب عطا کرتا ہے)۔

باب فَضْلِ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) خرچ کرتا ہے اس کی فضیلت

3135 - بَرْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ" فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا عَلَى الَّذِينَ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا مِنْ ضَرُورَةٍ هَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ "نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ"

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) خرچ کرتا ہے تو جنت میں یہ اعلان کیا جائے گا: اے اللہ کے بندے! یہ چیز بہتر ہے۔

جو شخص نمازی ہوگا اُسے نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص مجاہد ہوگا اُسے جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص صدقہ و خیرات کرنے والا ہوگا اُسے صدقہ و خیرات کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص روزہ دار ہوگا اُسے ریان نامی دروازے سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اگر کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے (تو کیا بات ہے؟) یا کی

شخص کو ان تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! مجھے امید ہے تم ان لوگوں میں سے ایک ہو گے۔

باب مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے جہاد کرے

3136 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ

سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ قَالَ جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذَكَّرَ وَيُقَاتِلُ لِيَعْنَمَ وَيُقَاتِلُ لِيُرى مَكَانَهُ فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ "مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: کوئی شخص مشہور ہونے کے لیے جہاد میں حصہ لیتا ہے کوئی شخص مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے جہاد میں حصہ لیتا ہے کوئی شخص بہادری ظاہر کرنے کے لیے جہاد میں حصہ لیتا ہے تو اللہ کی راہ میں کون شمار ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس لیے جہاد میں حصہ لے گا تا کہ اللہ تعالیٰ کا دین سر بلند ہو وہ اللہ کی راہ میں شمار ہوگا۔

باب مَنْ قَاتَلَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيٌّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اس لیے جنگ میں حصہ لیتا ہے تاکہ یہ کہا جائے: فلاں شخص بہادر ہے

3137 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ

يُوسُفَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ قَاتِلْ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ أَيُّهَا الشَّيْخُ حَدَّثَنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "أَوَّلُ النَّاسِ يُقْضَى لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ قَاتِيًا بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَةً فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ . قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ فُلَانٌ جَرِيٌّ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ قَاتِيًا بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَةً فَعَرَفَهَا قَالَ

3136 - أخرجه البحاري في الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا (الحديث 2810)، و باب من قاتل للمعم هل يقسم من احره (الحديث 3126)، و في التوحيد، باب قوله تعالى: (ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين) (الحديث 7458) و أخرجه مسلم في الامارة، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله (الحديث 149 و 150) . و أخرجه ابو داود في الجهاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا (الحديث 2517 و 2518) . و أخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن يقاتل رياء و للذبا (الحديث 1646) . و أخرجه س ماحه في الجهاد، باب النية في القتال (الحديث 2783) . تحفة الاشراف (8999) .

3137 - أخرجه مسلم في الامارة، باب من قاتل للرياء و السمعة استحق النار (الحديث 152) . تحفة الاشراف (13482) .

فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ . قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ قَارِءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأَتَى بِهِ فَعَرَفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ مَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَلَمْ أَفْهَمْ تُحِبُّ كَمَا ارْتَدْتُ "أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ . قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنْ لِيُقَالَ إِنَّهُ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ فَأُلْقِيَ فِي النَّارِ .

☆☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اٹھ کر گئے تو اہل شام میں سے کسی شخص نے ان سے کہا: اے بزرگ! آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں! میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

قیمت کے دن سب سے پہلے تین طرح کے آدمیوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا: ایک وہ شخص جو شہید ہو گیا تھا، اُسے بلایا جائے گا، اُسے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان کرائی جائے گی، وہ انہیں پہچان لے گا، تو اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا: تم نے اس کے بدلے میں کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا: میں نے تیری راہ میں جہاد میں حصہ لیا، یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا ہے، تم نے جنگ میں اس لیے حصہ لیا تھا تا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص کتنا بہادر ہے، وہ کہہ دیا گیا ہے، پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا تو اُسے چہرے کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

دوسرا وہ شخص ہے جس نے علم حاصل کیا، اس کی تعلیم دی، اس نے قرآن سیکھا، اُسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کر دے گا، وہ انہیں پہچان لے گا، اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا: تم نے اس کے بدلے میں کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا: میں نے علم حاصل کیا، اُس کی تعلیم دی، میں نے تیری رضا کے لیے قرآن کا علم حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے غلط کہا ہے، تم نے علم اس لیے حاصل کیا تا کہ یہ کہا جائے کہ یہ عالم ہے اور قرآن اس لیے سیکھا تھا تا کہ یہ کہا جائے کہ یہ قاری ہے، وہ کہہ دیا گیا ہے، پھر اُس شخص کے بارے میں حکم ہوگا تو اُسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تیسرا وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے گنجائش عطا کی تھی اور اُسے مختلف اقسام کا مال و متاع عطا کیا تھا، اس شخص کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے اپنی نعمتوں کی پہچان کر دے گا، وہ پہچان لے گا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس کے بدلے میں تم نے کیا عمل کیا ہے؟ وہ جواب دے گا: میں نے تیری پسند کے کسی بھی راستے کو ترک نہیں کیا۔

(امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے یہاں اس لفظ کا صحیح مفہوم سمجھ میں نہیں آ سکا) یعنی جس جگہ مال خرچ کرنا تجھے پسند ہے، میں نے ہر اُس جگہ پر مال کو خرچ کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے غلط کہا ہے، تم نے ایسا اس لیے کیا تا کہ یہ کہا جائے کہ یہ شخص کتنا بخشنے والا ہے، وہ کہہ دیا گیا ہے، پھر اُس شخص کے بارے میں حکم ہوگا تو اُسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

باب مَنْ غَزَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَمْ يَتَوَّعْ غَزَاتِهِ إِلَّا عَقَالًا

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد میں اس لیے حصہ لیتا ہے تاکہ ایک رستی حاصل کر لے۔

3138 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ غَزَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَمْ يَتَوَّعْ غَزَاً فَلَهُ مَا نَوَى".

☆ ☆ یحییٰ بن ولید اپنے دادا (حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (ہونے والی کسی جنگ) میں حصہ لیتا ہے اور اس کی نیت صرف ایک رستی کا حصول ہے تو اسے وہی چیز ملے گی جس کی اس نے نیت کی تھی۔

3139 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ غَزَا وَهُوَ لَا يُرِيدُ إِلَّا عَقَالًا فَلَهُ مَا نَوَى".

☆ ☆ یحییٰ بن ولید حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص جنگ میں حصہ لیتا ہے اور اس کا مقصد صرف رستی حاصل کرنا ہو تو اسے وہی چیز ملے گی جس کی اس نے نیت کی تھی۔

باب مَنْ غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ

یہ باب ہے کہ جو شخص اجر کے حصول اور شہرت کے لیے جنگ میں حصہ لیتا ہے

3140 - أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ هِلَالٍ الْحِمَصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ مَا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا شَيْءَ لَهُ". فَأَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا شَيْءَ لَهُ". ثُمَّ قَالَ "إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْتُلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتِغَى بِهِ وَجْهَهُ".

☆ ☆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی

3138- الفردیہ السبائی . و سبائی فی الجہاد، من غزا فی سبیل اللہ ولم یتم من غزاته الا عقالاً (الحديث 3139) . تحفة الاشراف (5120)

3139- تقدم فی الجہاد، من غزا فی سبیل اللہ ولم یتم من غزاته الا عقالاً (الحديث 3138) .

3140- الفردیہ السبائی . تحفة الاشراف (4881) .

ایسے شخص کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا رائے ہے جو جنگ میں اجر کے حصول کے لیے اور شہرت کے حصول کے لیے حصہ لیتا ہے؟ اُسے کیا ملے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُسے کچھ بھی نہیں ملے گا اُس شخص نے اپنے سوال کو تین مرتبہ دہرایا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے یہی فرمایا: اُسے کچھ بھی نہیں ملے گا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہے جو صرف اس کے لیے کیا جائے اور اس کی رضا کے حصول کے لیے کیا جائے۔

باب ثَوَابِ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُوقَ نَاقَةٍ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر کے لیے جہاد کرتا ہے اس کا ثواب

3141 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ يُحَايِرٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فُوقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ سَالَ اللَّهُ الْقَتْلَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فَلَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ نَكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهَا مَا كَانَتْ لَوْ أَنَّهَا كَالزُّعْفَرَانِ وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَعَلَيْهِ طَابِعُ الشَّهَدَاءِ" .

☆ ☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو مسلمان اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر کے لیے حصہ لیتا ہے اُس شخص کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہید ہونے کی دعا مانگتا ہے پھر وہ طبعی موت فوت ہوتا ہے یا شہید ہوتا ہے (برصورت میں) اُسے شہید کا سا اجر و ثواب حاصل ہوگا اور جس شخص کو اللہ کی راہ میں زخم لگ جاتا ہے یا اُسے نیچے گرا دیا جاتا ہے تو جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اُس (زخم) کا رنگ زعفران جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی جس شخص کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگتا ہے اس پر شہداء کی مہر لگادی جاتی ہے۔

باب ثَوَابِ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں تیر چلائے اس کا ثواب

3142 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِقِيَّةٌ عَنْ صَفْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ

عَامِرٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السَّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرُو بْنِ عَبْسَةَ يَا عَمْرُو حَدَّثَنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

3141 - حرجہ ابو دارود فی الجہاد، باب فیمن سال اللہ تعالیٰ الشہادۃ (الحديث 2541) واخرجه الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فیمن

یکم فی سبیل اللہ (الحديث 1657) محصراً، واخرجه ابن ماجہ فی الجہاد، باب القتال فی سبیل اللہ سبحانه وتعالی (الحديث 2792)

محصراً، والحديث عند الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فیمن سال الشہادۃ (الحديث 1654) . تحفة الاشراف (11359)

3142 - سردیدہ السانی، تحفة الاشراف (10756) .

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ شَابَ شَيْئَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى بَلَغَ الْعَدُوَّ أَوْ لَمْ يَبْلُغْ كَانَ لَهُ كَعْتَقِ رَقَبَةٍ وَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ لَهُ فِدَانَةٌ مِنَ النَّارِ غُضُوءًا بَعْضُ" .

☆☆☆ سلیم بن عامر بیان کرتے ہیں شریح بن سبط نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے حضرت عمرو! آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو؟ تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے بوڑھا ہو جائے تو یہ چیز قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگی جو شخص اللہ کی راہ میں کوئی تیر چلائے خواہ وہ دشمن تک پہنچے یا نہ پہنچے تو یہ چیز اس کے لیے غلام آزاد کرنے کی مانند ہوگی اور جو شخص کسی مؤمن غلام کو آزاد کر دیتا ہے تو اس غلام کا ہر ایک عضو آزاد کرنے والے کے ہر ایک عضو کا فدیہ ہو جائے گا (یعنی اس کی وجہ سے آزاد کرنے والا شخص جہنم سے بچ جائے گا)۔

3143 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السَّلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ لَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ" . فَبَلَغْتُ يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا .
قَالَ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ عَدْلٌ مُعْتَرٍ" .

☆☆☆ حضرت ابو نوح سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں (دشمن تک) تیر پہنچا دے (یعنی اس طرح تیر چلائے کہ دشمن تک پہنچ جائے) تو یہ چیز اس کے لیے جنت میں ایک درجے کے حصول کا ذریعہ بنے گی۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اس دن سولہ تیر (دشمن کو) مارے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکتا ہے تو یہ اس کے لیے غلام آزاد کرنے کی مانند ہے۔

3144 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السَّمِطِ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ يَا كَعْبُ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآخِذَرُ . قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ "مَنْ شَابَ شَيْئَةً فِي الْإِسْلَامِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

3143 - أخرجه أبو داود في العتق، باب أي الرقاب الفضل (الحديث 3965) مطولاً . وأخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الرمي في سبيل الله (الحديث 1638) مختصراً . تحفة الأشراف (10768) .

3144 - انظر دبه النسائي . والحديث عند: أبي داود في العتق، باب أي الرقاب الفضل (الحديث 3967) و ابن ماجه في العتق، باب العتق (الحديث 2522) . تحفة الأشراف (11163) .

قَالَ لَهُ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرُ . قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ "ارْمُوا مَنْ بَلَغَ الْعُدُوَّ بِسَهْمٍ رَفَعَهُ اللَّهُ بِهِ دَرَجَةً" . قَالَ ابْنُ النُّعْمَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الدَّرَجَةُ قَالَ "أَمَّا إِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةٍ أَمِكَ وَلَكِنْ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ" .

☆ ☆ سالم بن ابو جعد شریح بن سمط کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے حضرت کعب! آپ ہمیں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے احیاط کے ساتھ کوئی حدیث سنائیے (یعنی کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو) تو انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو مسلمان شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) بوڑھا ہو جائے تو یہ چیز اس کے لیے قیامت کے دن نور کی حیثیت رکھے گی۔

شریح بن سمط نے حضرت کعب سے کہا کہ آپ ہمیں نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے محتاط طور پر کوئی حدیث سنائیے (یعنی کوئی ایسی حدیث جو آپ ﷺ نے کسی اور سے نہ سنی ہو بلکہ بذات خود نبی اکرم ﷺ سے سنی ہو) تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

تم لوگ تیر اندازی کرو جس کا تیر دشمن کو جا کر لگ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرے گا۔ تو حضرت ابن نعام نے عرض کی: یا رسول اللہ! درجہ کتنا ہوتا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہاری والدہ کے گھر کی چوکھٹ جتنا نہیں ہوتا بلکہ دو درجوں کے درمیان ایک سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔

3145 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدًا - يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الشَّامِيَّ - يُحَدِّثُ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السَّمِطِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ قُلْتُ يَا عَمْرُو بْنُ عَبْسَةَ حَدَّثَنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيهِ نِسْيَانٌ وَلَا تَنْقُصُ . قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَلَغَ الْعُدُوَّ أَوْ أَخْطَا أَوْ أَصَابَ كَانَ لَهُ كَعْدَلِ رَقَبَةٍ وَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً كَانَ لِفِدَاءِ كُلِّ عَضْوٍ مِنْهُ عَضْوًا مِنْهُ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

☆ ☆ شریح بن سمط بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے (حضرت) عمرو بن عبسہ! آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی ہو اور اس میں سے کوئی بات بھولے نہ ہوں یا اس میں سے آپ کوئی لفظ کم نہ کریں تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) تیر پھینکتا ہے اور وہ تیر دشمن تک پہنچ جاتا ہے خواہ وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے اس شخص

کے لیے یہ غلام آزاد کرنے کی مانند ہے اور جو شخص کسی مسلمان غلام (یا کنیز) کو آزاد کرتا ہے تو اس غلام کے جسم کا ہر عضو آزاد کرنے والے کے ہر عضو کا فدیہ بن جائے گا (یعنی آزاد کرنے والے کے جسم کو جہنم سے بچائے گا) اور جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) بوزھا ہو جائے تو یہ چیز قیامت کے دن اس کے لیے نور کی حیثیت رکھے گی۔

3146 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْوَلِيدِ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِي سَلَامٍ الْأَسْوَدِيِّ عَنْ حَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صُنْعِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَمَنْبَلَهُ".

☆ ☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا، اسے بنانے والا جو اسے بناتے ہوئے ثواب کی امید رکھتا ہو اسے پھینکنے والا اور اسے پکڑانے والا۔

باب مَنْ كَلِمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) زخمی ہو جائے

3147 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يُكَلِّمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ - إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَتَعَبُ دَمًا أَوْ لَوْنًا أَوْ دَمًا وَزَيْجُ رِيحِ الْمِسْكِ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جس شخص کو اللہ کی راہ میں (جہاد کرتے ہوئے) زخم آجائے ویسے اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ میں زخم آیا ہے تو ایسا شخص قیامت کے دن آئے گا تو اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ خون کے رنگ کی مانند ہوگا لیکن اس کی خوشبو مشک کی مانند ہوگی۔

3148 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "زَمَلَوْهُمْ بِدَعَائِهِمْ فَإِنَّهُ لَيْسَ كَلِمٌ يُكَلِّمُ فِي اللَّهِ إِلَّا أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُرْحًا يَذْمَى لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيحُهُ رِيحُ الْمِسْكِ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

3146 - أخرجه أبو داود في الجهاد، باب في الرمي (الحديث 2513) مطولاً. وأخرجه النسائي في الحيل، تأديب الرجل فرسه (الحديث 3580) مطولاً. تحفة الأشراف (9922).

3147 - أخرجه مسلم في الامارة، باب فضل الجهاد و الحروب في سبيل الله (الحديث 105). تحفة الأشراف (13690).

3148 - تقدم (الحديث 2001).

نہیں ان کے خون میں لپیٹ دو (یعنی غسل دیئے بغیر دفن کر دو) چونکہ اللہ کی راہ میں آنے والا زخم (ساتھ لے کر) آدمی قیامت کے دن آئے گا تو اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا جس کی رنگت خون کی رنگت جیسی ہوگی لیکن اس کی خوشبو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی۔

باب مَا يَقُولُ مَنْ يَطْعَنُهُ الْعَدُوُّ .

یہ باب ہے کہ دشمن جس شخص کو نیزہ مار دے وہ شخص کیا کہے؟

3149 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي بِحَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَيْبٍ وَذَكَرَ أَحْمَرَ قَبْلَهُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَوَلَّى النَّاسُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاحِيَةٍ فِي اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيهِمْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ فَأَذَرَ كَتِفَهُ الْمُشْرِكُونَ فَالتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "مَنْ لِلْقَوْمِ" . فَقَالَ طَلْحَةُ أَنَا . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَمَا أَنْتَ" . فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ . فَقَالَ "أَنْتَ" . فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ ثُمَّ التَفَتَ فَإِذَا الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ "مَنْ لِلْقَوْمِ" . فَقَالَ طَلْحَةُ أَنَا . قَالَ "كَمَا أَنْتَ" . فَقَاتَلَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَا . فَقَالَ "أَنْتَ" . فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ وَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَيَقَاتِلُ قِتَالَ مَنْ قَبْلَهُ حَتَّى يَقْتُلَ بَقِيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لِلْقَوْمِ" . فَقَالَ طَلْحَةُ أَنَا . فَقَاتَلَ طَلْحَةُ قِتَالَ الْوَاحِدِ عَشَرَ حَتَّى ضَرَبَتْ يَدُهُ فَنُفِطِعَتْ أَصَابِعُهُ فَقَالَ حَسْبُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللَّهِ لَرَفَعْتُكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ" . ثُمَّ رَدَّ اللَّهُ الْمُشْرِكِينَ .

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ اُحد کے موقع پر کچھ لوگ پیچھے ہٹ گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف بارہ انصاریوں کے درمیان موجود تھے اُن میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مشرکین وہاں تک پہنچے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف توجہ کی اور دریافت کیا: کون ان کا مقابلہ کرے گا؟ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی جگہ رہو! ایک اور انصاری نے عرض کی: میں (مقابلہ کرتا ہوں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! تم کر لو۔ اُس شخص نے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فرماتے رہے اور انصار کا کوئی ایک فرد ان دشمنوں سے لڑنے کے لیے جاتا رہا وہ اپنے پہلے ساتھی کی طرح مقابلہ کرتا رہتا یہاں تک کہ شہید ہو جاتا۔ آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کون دشمنوں کا مقابلہ کرے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں! پھر حضرت طلحہ نے اس طرح لڑائی کی جیسے گیارہ افراد لڑائی کر رہے ہوں۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر ضرب لگی اس کی وجہ سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں اس پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ہائے کہا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم اس وقت بسم اللہ کہہ دیتے تو فرشتے تمہیں اٹھا لیتے اور یہ بات لوگوں کو بھی نظر آتی۔
(راوی کہتے ہیں:) پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو پسا کر دیا۔

باب مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اپنی ہی تلوار کے ذریعے شہید ہو جائے

3150 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ قَالَ أُنَبِّئُكَ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَعَبْدُ اللَّهِ ابْنَا كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ قَاتَلَ أَخِي قِتَالًا شَدِيدًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَلَيْهِ سَيْفُهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ وَشَكُّوا فِيهِ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ قَالَ سَلَمَةُ فَقَقَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَرْجِعَ بِكَ قَاذِنٌ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اأَعْلَمَ مَا تَقُولُ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَوْلَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْتَنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَدَقْتَ" . فَانْزَلَنُ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبَّتِ الْأَقْدَامُ إِنَّ لَاقِيَنَا وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا فَلَمَّا قَضَيْتُ رَجَزِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ هَذَا" . قُلْتُ أَخِي .

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَرْحَمُهُ اللَّهُ" . فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ يَقُولُونَ رَجُلٌ مَاتَ بِسِلَاحِهِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا" . قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ ابْنَ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ مِثْلَ ذَلِكَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ حِينَ قُلْتُ إِنَّ نَاسًا لَيَهَابُونَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَذَبُوا مَاتَ جَاهِدًا مُجَاهِدًا فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ" . وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ .

☆☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ خیبر کے موقع پر میرے بھائی نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگ میں بھرپور حصہ لیا (لڑتے ہوئے) انہیں اپنی ہی تلوار لگی جس کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے۔ تو نبی اکرم ﷺ کے کچھ اصحاب نے اس پر کچھ تبصرہ کیا اور انہوں نے اس بارے میں شک کا اظہار کیا کہ جو شخص اپنے ہی ہتھیار کے ذریعے مر جاتا ہے (کیا وہ شہید شمار ہوگا یا نہیں ہوگا)۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپ کے سامنے جنگی اشعار پیش کروں۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بولے: سوچ سمجھ کے بات کہنا! میں نے یہ اشعار پیش کیے:

”اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا تو ہم ہدایت حاصل نہ کرتے“ ہم (نبی اکرم ﷺ کی) تصدیق نہ کرتے اور نماز ادا نہ کرتے۔“

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ٹھیک کہا ہے۔ (میں نے اگلا شعر سنایا)

”اے اللہ! تو ہم پر سکینت نازل کرنا اور جب ہمارا دشمنوں سے سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا، کیونکہ مشرکین نے ہم پر حملہ کر دیا ہے۔“

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسی طرح اپنے یہ اشعار مکمل کر لیے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کس کے اشعار ہیں؟ میں نے عرض کی: میرے بھائی کے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کچھ لوگ اس کے بارے میں دعائے رحمت کرنے کے حوالے سے ہچکچاہٹ کا شکار ہیں وہ یہ کہتے ہیں: وہ شخص اپنے ہی ہتھیار کے ذریعے مرا ہے (اس لیے وہ شہید نہیں ہو گا)۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وہ جہاد کرنے والے مجاہد کے طور پر فوت ہوا ہے۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں: بعد میں میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سے سوال کیا: تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اسی کی مانند حدیث مجھے سنائی، تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب میں نے عرض کی کہ کچھ لوگ ان کے بارے میں دعائے رحمت کرنے کے حوالے سے ہچکچاہٹ کا شکار ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ غلط کہہ رہے ہیں وہ جہاد کرنے والے مجاہد کے طور پر فوت ہوا ہے اور اسے دوسرے مرتبہ اجر ملے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔

باب تَمَنَّى الْقَتْلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے کی آرزو کرنا

3151 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ - عَنْ يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ - قَالَ حَدَّثَنِي ذُكْوَانُ أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا أَنِ اشْتَقُّ عَلَى أُمَّتِي لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ سَرِيَّةٍ وَلَكِنْ لَا يَجِدُونَ حَمُولَةً وَلَا أَجْدُمَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيَشْقُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَحَلَّفُوا عَنِّي وَلَوْ دِدْتُ أَنِّي قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْيِيْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ أُحْيِيْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ" . ثَلَاثًا .

3151- أخرجه البخاري في الجهاد، باب الجماعل و الحمائل في السبيل (الحديث 2972) و أخرجه مسلم في الامارة، باب فصل الجهاد و العروح في سبيل الله (الحديث 106م) . تحفة الاشراف (12885) .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں کسی بھی جنگی مہم سے پیچھے نہ رہتا لیکن اس لوگوں کے پاس سواری کے جانور بھی نہیں ہیں اور میرے پاس بھی انہیں سواریاں فراہم کرنے کا انتظام نہیں ہے اور ان کے لیے یہ بات مشکل کا باعث ہوتی ہے وہ میرے پیچھے رو جائیں میری خواہش ہے مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے پھر زندہ کر دیا جائے پھر شہید کر دیا جائے (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ استعمال کیے۔

3152 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنِّي رَجُلًا مِّنَ الْمُزْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ بِأَن يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغُورُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوِدِدْتُ أَنِّي أَقْتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر اہل ایمان میں سے بعض ایسے لوگ نہ ہوتے جو جہاد میں مجھ سے پیچھے رو جانے کو ناپسند کرتے ہیں اور میرے پاس انہیں فراہم کرنے کے لیے سواریاں بھی نہیں ہیں تو میں کسی بھی چھوٹی جنگی مہم سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں لڑی جاتی ہے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میری خواہش ہے مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کیا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کر دیا جائے۔

3153 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمِيرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِّنَ النَّاسِ مِنْ نَفْسٍ مُّسْلِمَةٍ يَقْبِضُهَا رَبُّهَا نَحْبًا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ وَأَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا غَيْرُ الشَّهِيدِ". قَالَ ابْنُ أَبِي عَمِيرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَلَا أَقْتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي أَهْلٌ الْوَيْرَ وَالْمَدَرِ".

☆ ☆ حضرت ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جس بھی مسلمان بندے کی جان اللہ تعالیٰ قبض کر لیتا ہے اس میں سے کوئی بھی تمہاری طرف واپس آنے کو پسند نہیں کرتا اگرچہ اُسے دنیا اور اس میں موجود ہر چیز مل جائے البتہ شہید کا حکم مختلف ہے۔

☆ ☆ حضرت ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا جائے یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے مجھے دنیا کی ہر چیز مل جائے۔

باب ثَوَاب مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے اس کا ثواب

3154 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَجُلٌ يَزِيدُ أُخْبِرْتُ أَنَّ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَيُّنَ أَنَا قَالَ "فِي الْجَنَّةِ" . فَالْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ . ☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نزوہ احد کے موقع پر ایک شخص نے (نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں) عرض کی آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جائے تو میں کہاں جاؤں گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں! تو اس شخص نے اپنے ہاتھ میں موجود کھجوریں ایک طرف رکھ دیں اور پھر جنگ کرنے لگا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

باب مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے جائے حالانکہ اس کے ذمے قرض ہو

3155 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُذِيرٍ أَبْكَفَرُ اللَّهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي قَالَ "نَعَمْ" . ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً قَالَ "أَيُّ السَّائِلِ إِيفًا" . فَقَالَ الرَّجُلُ مَا أَنَا ذَا . قَالَ "مَا قُلْتَ" . قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُذِيرٍ أَبْكَفَرُ اللَّهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي قَالَ "نَعَمْ إِلَّا الدَّيْنَ سَأَرَدْنِي بِهِ جَبْرِيلُ إِيفًا" . ☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت منبر پر خطبہ دے رہے تھے اس نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر میں صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھتے ہوئے دشمن کا سامنا کرتے ہوئے پیٹھ نہ پھرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہوں تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! پھر اس کے بعد آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے پھر آپ نے دریافت کیا: یہ سوال کس شخص نے کیا تھا؟ اس شخص نے عرض کی: میں نے انبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے پیٹھ نہ پھرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کے دوران شہید کر دیا جائے تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! البتہ قرض کا حکم مختلف ہے ابھی جبریل علیہ السلام نے مجھے سرگوشی میں یہ بات بتائی ہے۔

3156 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

3154 - حرجہ السحاری فی المعاری، باب غزوة احد (الحديث 4046) . و أخرجه مسلم فی الامارۃ، باب ثبوت الحجة للشہید (الحديث 143) . معجم الاشراف (2530) .

3155 - فردہ السانی . معجم الاشراف (13056) .

حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُذِيرٍ أَيْكْفِرُ اللَّهُ عَنِّي خَطَايَايَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ". فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَهُ بِه فَتَوَدَّى لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَيْفَ قُلْتَ". فَأَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ إِلَّا الَّذِينَ كَذَلِكَ قَالَ لِي جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ".

☆ ☆ عبد اللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھتے ہوئے دشمن کا سامنا کرتے ہوئے پیٹھ نہ پھیرتے ہوئے (جہاد کے دوران) اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! جب وہ شخص واپس چلا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے بلایا یا نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت اُسے بلایا گیا، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟ اُس نے اپنے الفاظ دہرائے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! البتہ قرض کا حکم مختلف ہے۔ جبریل علیہ السلام نے مجھے اسی طرح بتایا ہے۔

3157 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ سَمِعَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَامَ فِيهِمْ فَلَذَكَرَ لَهُمْ "أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ الْفَضْلُ الْأَعْمَالِ". فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَيْكْفِرُ اللَّهُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُذِيرٍ إِلَّا الَّذِينَ كَذَلِكَ قَالَ لِي ذَلِكَ".

☆ ☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ آپ ﷺ ان لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ نے ان کے سامنے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے، اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے سب سے افضل عمل ہونے کا تذکرہ کیا تو ایک شخص کھڑا ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر مجھے اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اگر تمہیں اللہ کی راہ میں شریک کر دیا جاتا ہے اور تم صبر کر رہے ہو اور دشمن کا مقابلہ کر رہے ہو پیٹھ نہ پھیری ہو (تو تمہیں یہ اجر و ثواب حاصل ہوگا) البتہ قرض کا حکم مختلف ہے جبریل علیہ السلام نے یہ بات مجھے بتائی ہے۔

3156 - أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ فِي الْأَمَارَةِ، بَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَفَرَتْ خَطَايَاهُ إِلَّا الدِّينَ (الْحَدِيثُ 117). وَ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي الْجِهَادِ، بَابُ مَا حَاءَ فِيمَنْ يَسْتَشْهَدُ وَ عَلَيْهِ دِينٌ (الْحَدِيثُ 1712). وَ أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ فِي الْجِهَادِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى وَ عَلَيْهِ دِينٌ (الْحَدِيثُ 3157). وَ أَخْرَجَهُ الْإِسْرَافُ (12098).

3157 تقدم في الجهاد، من قاتل في سبيل الله تعالى و عليه دين (الحديث 3156).

3158 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو سَمِيعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ ضَرَبْتُ بِسَيْفِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ حَتَّى أَقْتَلَ أَيْكُفْرُ اللَّهُ عَنِّي خَطَايَايَ قَالَ "نَعَمْ". فَلَمَّا أَذْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ "هَذَا جَبْرِيْلُ يَقُولُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلَيْكَ دَيْنٌ".

☆ ☆ عبد اللہ بن ابوقادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت منبر پر موجود تھے اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر میں صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے پیٹھ نہ پھیرتے ہوئے اپنی تلوار کے ساتھ لڑائی کرتا ہوں یہاں تک کہ مجھے شہید کر دیا جاتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے اُسے بلوایا اور فرمایا: جبریل یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر تم پر قرض ہو تو حکم مختلف ہوگا (یعنی قرض معاف نہیں ہوگا)۔

باب مَا يُشْمَنِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا شخص) کیا آرزو کرتا ہے؟

3159 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ بْنِ سَمِيعَ - قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةٍ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ وَلَهَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ نَجَبٌ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ وَلَهَا الدُّنْيَا إِلَّا الْقَتِيلُ فَإِنَّهُ يُجِبُّ أَنْ يَرْجَعَ لِيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى".

☆ ☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: روئے زمین پر مرنے والا ہر شخص جسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتری نصیب ہو جائے وہ یہ آرزو نہیں کرتا کہ اُسے تمہارے پاس دوبارہ بھیج دیا جائے اگرچہ اُسے ساری دنیا مل جائے صرف شہید کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ یہ پسند کرتا ہے اُسے دوبارہ بھیجا جائے اور اُسے دوبارہ شہید کیا جائے۔

شہداء زندہ ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (سورہ البقرہ۔ 154)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

3158- احررہ مسلم فی الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الدین (الحديث 118). تحفة الاشراف (12104).

3159- انقرہ السانی، تحفة الاشراف (5108).

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَفَضْلِهِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ آل عمران - 169-171)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں کھاتے پیتے ہیں وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہداء جنت کے دروازے پر دریا کے کنارے ایک محل میں رہتے ہیں اور ان کے لیے صبح شام جنت سے رزق لایا جاتا ہے۔

(مسند احمد - مصنف ابن ابی شیبہ - المسند رک - صحیح علی شریعتہ وسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندے قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی تلواریں گردنوں پر اٹھائے ہوئے آئیں گے ان سے خون بہہ رہا ہوگا وہ جنت کے دروازوں پر چڑھ دوڑیں گے پوچھا جائے گا یہ کون ہیں - جواب ملے گا یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور انہیں روزی مٹی تھی۔ (الطبرانی - معجم الزوائد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے تھے اور حضرت مصعب زمین پر شہید پڑے تھے اس دن انہی کے ہاتھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظَرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (الاحزاب 23)

ایمان والوں میں کچھ مرد ایسے ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھلایا پھر بعض تو ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کر لیا اور بعض ان میں سے (اللہ کی راستے میں جان قربان کرنے کے لیے) راہ دیکھ رہے ہیں اور وہ ذرہ (برابر) نہیں بدلے۔

بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے گواہی دیتے ہیں کہ تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے شہداء میں سے ہو پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگوں تم ان کے پاس آیا کرو ان کی زیارت کیا کرو ان کو سلام کیا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت کے دن تک جو بھی انہیں سلام کہے گا یہ اسے جواب دیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک مرسل)

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت

کیا کرتے تھے احد کے دن ان کو کسی نے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو چکے ہیں تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین پہنچا دیا چنانچہ اب تم سب (مسلمان) ان کے دین کے لیے جہاد کرو پھر وہ تین بار اٹھے اور ہر بار موت کے منہ تک پہنچے اور بالآخر تیسرے حملے میں شہید ہو گئے جب ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور اپنے (شہداء) ساتھی بھی ملے تو وہ وہاں کی نعمتیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار کیا کوئی قاصد نہیں ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری یہ حالت بتا سکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا قاصد ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ آیات سنائیں ولا تحسبن سے آخر تک۔ (اخرجہ المذہبی فی تفسیرہ)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے دیکھا تو فرمایا اے جابر کیا بات ہے تم فکر مند نظر آتے ہو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور اپنے اوپر قرضہ اور اہل و عیال چھوڑ گئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے بات کی تو پردے کی پیچھے سے کی لیکن تمہارے والد سے آئے سائے بات فرمائی اور کہا مجھ سے جو مانگو میں دوں گا تمہارے والد نے کہا مجھے دنیا میں واپس بھیج دیجئے تاکہ دوبارہ شہید ہو سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری طرف سے پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ کسی کو واپس نہیں جانا تمہارے والد نے کہا اے میرے پروردگار پیچھے والوں کو ہماری حالت کی اطلاع دے دیجئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ولا تحسبن الذین سے آخر تک۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ المسند رکن)

شہداء کی زندگی کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

(1) علامہ قرطبی اور اکثر علماء کرام فرماتے ہیں کہ شہداء کی حیات یقینی چیز ہے اور بلاشبہ وہ جنت میں زندہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اور ان کی موت بھی ہو چکی ہے اور ان کے جسم مٹی میں ہیں اور ان کی روہیں دوسرے ایمان والوں کی ارواح کی طرح زندہ ہیں البتہ شہداء کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کے لیے شہادت کے وقت سے جنت کی روزی جاری کر دی جاتی ہے تو گویا کہ ان کے لیے ان کی دنیوی زندگی جاری ہے اور وہ ختم نہیں ہوئی۔

(2) علماء کی ایک جماعت کا فرمانا ہے کہ قبروں میں شہداء کرام کی ارواح ان کے جسموں میں لوٹا دی جاتی ہیں اور وہ عیش و آرام کے مزے کرتے ہیں جیسا کہ کافروں کو ان کی قبروں میں زندہ کر کے عذاب دیا جاتا ہے۔

(3) مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کی روہیں بنز پرندوں میں ڈال دی جاتی ہیں اور وہ جنت میں رہتے ہیں اور وہ کھاتے پیتے اور عیش کرتے ہیں۔ قرطبی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قول قرار دیا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے لیے ہر سال ایک جہاد کا اجر لکھا جاتا ہے اور وہ اپنے بعد قیامت کے دن تک کے جہاد میں شریک رہتے ہیں۔

(5) ایک قول یہ ہے کہ ان کی روہیں عرش کے نیچے قیامت تک رکوع سجدے میں مشغول رہتی ہیں جیسا کہ ان زندہ مسلمانوں کی روہیں جو با وضو سوتے ہیں۔

(6) ایک قول یہ ہے کہ ان کے جسم قبر میں خراب نہیں ہوتے اور انہیں زمین نہیں کھاتی یہی ان کی زندگی ہے۔

شہداء کی حیات کا مطلب یہ ہے کہ شہداء کو ایک طرح کی جسمانی زندگی بھی حاصل ہوتی ہے جو دوسرے مردوں کی زندگی سے زیادہ ممتاز ہوتی ہے اور ان کی ارواح کو بھی اللہ کے ہاں مختلف مقامات حاصل ہوتے ہیں یعنی ان کی روحوں کا تعلق ان کے جسموں سے بھی رہتا ہے اور ان کی ارواح کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مختلف مقامات ملتے ہیں ان میں سے بعض کی ارواح سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتے پیتے ہیں اور عرش کے سائے میں بنی ہوئی قدیلوں میں بیٹھتے ہیں جیسا کہ صحیح احادیث کے حوالے سے ان شاء اللہ آگے آئے گا اور ان میں سے کچھ جنت کے دروازے کے پاس دریا کے کنارے والے محل میں ہوتے ہیں اور جنت سے صبح اور شام ان کی روزی آتی ہے جیسا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں گذر چکا ہے اور کچھ ان میں سے فرشتوں کے ساتھ جنت میں اور آسمانوں میں اڑتے پھرتے ہیں جیسا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئے گا اور کچھ ان میں سے جنت کی اونچی مسہریوں پر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئے گا ان کے مقامات کا یہ فرق دنیا میں ان کے ایمان اخلاص اور جان دینے کے جذبے کے فرق کی وجہ سے ہوگا شہادت سے پہلے جس کا ایمان و اسلام میں جتنا بلند مقام ہوگا شہادت کے بعد اللہ کے ہاں اس کا اتنا بلند مقام ہوگا آئیے اب شہداء کی جسمانی زندگی پر کچھ دلائل پڑھتے ہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ عبد الرحمن بن ابی مصعب رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ دونوں انصاری صحابی تھے۔ سیلاب کی وجہ سے ان کی قبریں کھولی گئیں تاکہ ان کی جگہ بدلی جاسکے یہ دونوں حضرات ایک قبر میں تھے جب ان کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسموں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا گویا کہ انہیں کل دفن کیا گیا ہوں ان میں سے ایک کا ہاتھ شہادت کے وقت ان کے زخم پر تھا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے تھے دیکھا گیا کہ اب تک ان کا ہاتھ اسی طرح ہے لوگوں نے وہ ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر وہ ہاتھ واپس اسی طرح زخم پر چلا گیا غزوہ احد کے دن یہ حضرات شہید ہوئے تھے اور قبریں کھودنے کا یہ واقعہ اس کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔ (موطا امام مالک رحمہ اللہ۔ سیر اعلام النبلاء)

یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے براہ راست بھی آئی ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد میں سند کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کفلامہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اعلان کر دیا کہ جس شخص کا کوئی شہید ہو تو وہ پہنچ جائے پھر ان شہداء کے اجسام نکالے گئے تو وہ بالکل تر و تازہ تھے یہاں تک کہ کھودنے کے دوران ایک شہید کے پاؤں پر کدال لگ گئی تو خون جاری ہو گیا۔

(کتاب الجہاد لابن مبارک)

عبد الصمد بن علی رحمہ اللہ (جو بنو عباس کے خاندان میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ میں اپنے (رشتے کے) چچ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر آیا قریب تھا کہ سیلاب کا پانی ان کو ظاہر کر دیتا میں نے انہیں قبر سے نکلا تو وہ اپنی سابقہ حالت پر تھے اور ان پر وہ چادر تھی جس میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفنایا تھا اور ان کے قدموں پر اذخر (گھاس) تھی۔ میں نے ان کا سر اپنی گود میں رکھا تو وہ پتیل کی ہانڈی کی طرح (چمک رہا) تھا میں نے گہری قبر کھدوائی اور نیا کفن دے کر انہیں دفن دیا۔ (ابن عساکر)

قیس بن حازم فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے کسی رشتہ دار نے خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے ایسی جگہ دفن کر دیا ہے جہاں پانی مجھے تکلیف پہنچاتا ہے میری جگہ یہاں سے تبدیل کرو۔ رشتہ داروں نے قبر کھودی تو ان کا جسم نرم و نازک چمڑے کی طرح تھا اور داڑھی کے چند بالوں کے علاوہ جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

ترمذی (حدیث کی کتاب) میں اصحاب الاخدود (خندوقوں میں شہید کئے جانے والے جن کا تذکرہ قرآن مجید کی سورہ بروج میں ہے) کا واقعہ مذکور ہے اس میں یہ بھی ہے کہ لڑکا جسے بادشاہ نے شہید کر کے دفن کر دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قبر سے نکالا گیا تو اس کی انگلی اس کی کنیٹی پر تھی (کیونکہ یہیں اس کو تیر لگا تھا)۔ (ترمذی)

یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی فترۃ والے زمانے کا ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ تمام اہل کوفہ یہ بات نقل کرتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی دیوار گر گئی اور یہ ولید بن عبد المالک کا دور حکومت تھا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے تو روضہ مبارک سے ایک پاؤں کھل گیا لوگ ڈر گئے کہ شاید یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک ہے چنانچہ لوگ سخت غمگین ہوئے اس وقت حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر نے آکر وہ پاؤں دیکھا تو فرمایا یہ میرے دادا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں مبارک ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ (مذکرہ للقرطبی)

حضرت ثابت بن قیس بن شماس کا واقعہ بہت مشہور ہے اور یہ واقعہ کئی صحابہ کرام اور مفسرین نے ذکر فرمایا ہے۔ حضرت ثابت کی بیٹی فرماتی ہیں کہ جب قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی: ترجمہ (اے اہل ایمان! اپنی آوازیں جیسے خبر کی آواز سے اونچی نہ کرو۔

تو میرے والد گھر کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھ گئے اور رونے لگے جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ پایا تو بلا کر گھر بیٹھ رہنے کی وجہ پوچھی انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میری آواز (طبعی طور پر) بلند ہے میں ڈرتا ہوں کہ میرے اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں ہیں بلکہ آپ خیر والی زندگی جئیں گے اور خیر والی موت ملیں گے ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی: (کہ اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔

تو میرے والد نے پھر دروازہ بند کر دیا گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں نہ پایا تو انہیں بلوایا اور وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو خوبصورتی کو پسند کرتا ہوں اور اپنی قوم کی قیادت کو بھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں (جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے) بلکہ آپ تو بڑی پسندیدہ زندگی گزاریں گے اور شہادت کی موت پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔ جنگ یمامہ کے دن جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں نے مسیلہ کذاب پر حملہ کیا تو ابتداء میں مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اس وقت حضرت ثابت بن قیس اور حضرت

سالم رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو اس طرح نہیں لڑتے تھے۔ پھر دونوں حضرات نے اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھودا اور اس میں کھڑے ہو کر ڈٹ کر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اس دن حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک قیمتی زرہ پہن رکھی تھی ان کی شہادت کے بعد ایک مسلمان نے وہ زرہ اٹھالی۔ اگلے دن ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اسے فرما رہے ہیں میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں تم اسے خیال سمجھ کر ضائع نہ کر دینا میں جب کل شہید ہوا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گزرا اور اس نے میری زرہ اٹھالی وہ شخص لوگوں میں سب سے دُور جگہ پر رہتا ہے اور اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا رسی میں بندھا ہوا کھڑا ہے اور اس نے میری زرہ کے اوپر ایک بڑی ہانڈی رکھ دی ہے اور اس ہانڈی کے اوپر اونٹ کا کجاہ رکھا ہوا ہے تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ وہ کسی کو بھجوا کر میری زرہ اس شخص سے لے لیں پھر جب تم مدینہ منورہ جانا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہنا کہ میرے زمرے اتنا قرضہ ہے اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں (پھر اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا) اور تم اسے جھوٹا خواب سمجھ کر بھلا مت دینا۔ چنانچہ (صبح) وہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان تک پیغام پہنچایا تو انہوں نے آدی بھیج کر زرہ وصول فرمائی۔ پھر مدینہ پہنچ کر اس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پورا خواب سنایا تو انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو جاری فرمادیا۔ ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے مرنے کے بعد وصیت کی ہو اور اس کی وصیت کو پورا کیا گیا ہو سوائے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے۔ (المسند رک)

جنت سے نکل کر دوبارہ شہید ہونے کی تمنا کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص جنت میں داخل ہونے کے بعد یہ تمنا نہیں کرے گا کہ اسے دنیا میں لوٹایا جائے یا دنیا کی کوئی چیز دی جائے سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں لوٹایا جائے اور دس بار شہید کیا جائے یہ تمنا وہ اپنی (یعنی شہید کی) تعظیم (اور مقام) دیکھنے کی وجہ سے کریگا۔ (بخاری، مسلم)

شہید کے گناہوں کے کفارہ کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرض کے سوا شہید کے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں اللہ کے راستے میں قتل ہو جانا قرض کے سوا ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ (مسلم شریف)

لیکن علامہ ابن رشد فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ شہید کے لیے قرض کا معاف نہ ہونا ابتداء اسلام میں تھا بعد میں یہ فرما دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا قرضہ اداء کر دے گا۔ (مقدمات ابن رشد)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ جو قرضہ جنت میں جانے سے روکتا ہے وہ قرضہ ہے جو کسی نے لیا ہو اور اس کے پاس ادائیگی کی گنجائش بھی ہو مگر نہ وہ اسے اداء کرے اور نہ مرنے کے بعد اداء کرنے کی وصیت کرے یا وہ قرضہ ہے جو بے وقوفی اور اسراف کے

کاموں کے لئے لیا ہوا اور پھر بغیر اداء کئے مر گیا ہو لیکن اگر کسی نے کوئی حق واجب اداء کرنے کے لئے قرضہ لیا ہو مثلاً قاتل سے بچنے کے لئے یا زیادہ تنگ دستی کی وجہ سے قرضہ لیا اور اس نے ادائیگی کے لکھی کچھ نہ چھوڑا ہو تو امید ہے کہ انشاء اللہ یہ قرضہ اس کے لئے جنت سے روکنے کا باعث نہیں بنے گا وہ مقروض شہید ہو یا غیر شہید کیونکہ مسلمانوں کے حاکم کے ذمے اس طرح کے قرضے اجتماعی مال سے اداء کرنا لازم ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے کوئی قرضہ یا حق چھوڑا وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا وہ اس کے ورثہ کے لیے ہے۔ (بخاری)

اور اگر مسلمانوں کے حاکم نے یہ قرضے ادا نہ کئے تو اللہ تعالیٰ خود یہ قرضہ قیامت کے دن اداء فرمائے گا اور قرض خواہ کو اس کی طرف سے راضی کر دے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے لوگوں سے مال لیا اور وہ ادائیگی کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اداء فرمادے گا اور جس نے مال لیا اور وہ اسے ضائع کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضائع کر دے گا۔ (بخاری)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ بھی دلائل لکھے ہیں (لہذا قرطبی)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ کے اس فرمان کی تصدیق حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے والد کے واقعے سے بھی ہوتی ہے کیونکہ جب وہ غزوہ احد کے دن لکھے تھے تو ان پر قرضہ تھا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کو پریشان دیکھا تو خوشخبری سنائی کہ تمہارے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آنے والے سائے بغیر پردے کے بات کی ہے۔ اب اگر ہر قرضہ جنت سے روکنے کا باعث ہوتا ہے تو حضرت جابر بن عبد اللہ کے مقروض والد کو اتنا بڑا مقام کیسے ملتا اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی گزر چکا ہے کہ انہوں نے شہادت کے وقت بائیس لاکھ کا قرضہ چھوڑا تھا۔

فرشتوں کے پروں کا سائے کا بیان

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میرے شہید والد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور ان کے ناک کان مشرکوں نے کاٹ دیئے تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا دو تو لوگوں نے مجھے منع کر دیا اسی دوران ایک چینی والی عورت کی آواز سنائی دی لوگوں نے کہا یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں روتی ہو ابھی تک فرشتوں نے ان پر (یعنی شہید پر) اپنے پروں کا سایہ کیا ہوا ہے۔

شہید کے لئے جنت میں داخل ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ (التوبہ: ۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے خرید لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالُهُمْ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَفَهَا
لَهُمْ، (محمد۔ ۵۔ ۵۔ ۵)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اللہ کے ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو مقصود تک پہنچائے گا اور ان کی حالت سنوارے گا جس کی ان کو پہچان کر دے گا۔ (یادہ جنت ان کے لیے خوشبو سے مہکا دی گئی ہے)۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کو میں نے دیکھا کہ دو آدمی آئے اور انہوں نے مجھے ایک درخت پر چڑھایا پھر مجھے ایک گھر میں داخل کیا جو بہت حسین اور بہت اعلیٰ تھا میں نے اس جیسا حسین محل پہلے نہیں دیکھا ان دونوں نے مجھے بتایا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے ان تین آدمیوں کو پیش کیا گیا جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے (1) شہید (2) حرام سے اور شبہات سے بچنے والا (3) وہ غلام جس نے اچھی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اپنے مالک کے ساتھ بھی خیر خواہی کی۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں پر (خوشی سے) ہنستا ہے ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور دونوں جنت میں داخل ہو گئے صحابہ کرام نے پوچھا وہ کس طرح اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان میں سے ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہو کر جنت میں داخل ہو گیا پھر دوسرے کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا جوئی میں مارا گیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دیگا۔ (مجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک محل ہے جس کا نام عدن ہے اس میں پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار حوریں ہیں۔ اس محل میں نبی، صدیق اور شہید داخل ہوں گے۔ (مسند ابن ابی شیبہ موقوفہ بآلہ ثقات)

حضرت اسلم بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں کون جایگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نبی جنت میں جائیں گے شہید جنت میں جائیں گے وہ بچے جسے زندہ درگور کر دیا گیا ہو وہ جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام ربیع بن براء رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ مجھے (میرے بیٹے) حارثہ کے بارے میں نہیں بتائیں گے؟ وہ بدر کے دن ایک گناہ تیرے مارے گئے تھے اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کر لوں گی اور اگر اس

کے علاوہ کچھ ہے تو پھر میں ان پر خوب روؤں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حارثہ کی ماں جنت میں تو کئی باغات ہیں تیرا بیٹا تو فردوسِ اعلیٰ (یعنی جنت کے اعلیٰ ترین درجے) میں ہے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالے شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک بدبودار جسم والا بد صورت کالا آدمی ہوں اور میرے پاس مال بھی نہیں ہے اگر میں ان (کافروں) سے لڑتا ہوں تو میں کہاں جاؤں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں چنانچہ وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ ان کے پاس آئے اور ارشاد فرمایا: اللہ نے تمہارے چہرے کو سفید جسم کو خوشبودار اور مال کو زیادہ فرمادیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یا کسی اور کے لیے فرمایا میں نے اس کی بیوی حور عین کو دیکھا کہ ان کے ادنیٰ جے کو کھینچ رہی تھی اور ان کے اور جے کے درمیان داخل ہو رہی تھی۔ (المسند رک۔ بیہقی)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کالے شخص کا نام جمال رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب کو جنت میں دو پروں والا فرشتہ دیکھا جو جنت میں جہاں چاہیں اڑے پھرتے ہیں اور ان کے پروں کے اگلے حصے پر خون لگا ہوا ہے۔ (المطہرانی۔ مجمع الزوائد)

شہداء کی ارواح کا سبز پرندوں میں ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بھائی (احد کے دن) شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رو میں سبز پرندوں میں داخل فرمادیں وہ جنت میں نہروں پر اترتے ہیں اور جنت کے میوے کھاتے ہیں اور وہ عرش کے سائے کے نیچے سونے کی تختیوں پر بیٹھتے ہیں جب انہوں نے بہترین کھانا پینا اور آرام گاہ پالی تو انہوں نے کہا کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور کھاپی رہے ہیں تاکہ وہ جہاد کو نہ چھوڑیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری خبر ان تک پہنچا دیتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا۔ اٰلِیٰ آخِرُہ۔ (البقرہ۔ مستدرک)

صحیح مسلم شریف میں ایسی ہی روایت موجود ہے اور دوسری کتابوں میں اس مفہوم کی کئی احادیث موجود ہیں۔

قبر کے فتنے اور قیامت کے دن کی بے ہوشی سے نجات

احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسلامی سرحدوں کی پہرے داری کرنے والا (م رابط) قبر کے فتنے سے محفوظ رہے گا جب اس کے لیے یہ نعمت ہے تو شہید اس نعمت کا بدرجہ اولیٰ مستحق ہے۔ کیونکہ وہ رابط سے افضل ہے، رابط کو یہ نعمت اس وجہ سے ملتی ہے کہ وہ اپنی جان اللہ کے راستے میں قربانی کے لیے پیش کرتا ہے تو وہ شخص جس کی جان قبول کر لی گئی ہو وہ اس نعمت کا کس طرح سے مستحق نہیں ہوگا۔

راشد بن سعد کی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کو قبر کے فتنے کا سامنا ہوتا ہے سوائے شہید کے (کہ اسے قبر کے فتنے سے نجات مل جاتی ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کے سر پر تلواروں کی چمک اسے ہر فتنے سے بچانے والی ہے۔ (نسائی)

اس حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ قبر میں دو فرشتوں کا آدمی سے سوال کرنا قبر کا فتنہ ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے تاکہ مؤمن کے ایمان اور یقین کا امتحان لیا جاسکے لیکن وہ شخص جو میدان قتال میں لکڑیاں اور وہ تلواروں کو چمکتا اور کاشا، نیزوں کو کودتا اور پھڑپھڑاتا تیروں کو چلنا اور جسموں سے پار ہوتا دیکھتا ہے اور اس کے سامنے سر جسموں سے اڑائے جاتے ہیں اور خون کے فوارے بہتے ہیں اور جسموں کے ٹکڑے بکھیرے جاتے ہیں اور ہر طرف مقتول اور زخمی پڑے ہوئے لوگ اسے نظر آتے ہیں مگر پھر بھی وہ میدان میں ڈٹا رہتا ہے اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی بجائے اپنی جان اللہ کو سپرد کرنے کے لئے مکمل ایمان اور یقین کے ساتھ جہاد کرتا ہے تو یہی اس کے ایمان کے امتحان کے لیے کافی ہے کیونکہ اگر اس کے دل میں شک یا تردد ہوتا تو وہ میدان سے بھاگ جاتا اور ثابت قدمی سے محروم ہو جاتا اور منافقوں کی طرح شکوک میں پڑ جاتا مگر ایسا نہیں ہوا تو ثابت ہوا کہ اس کا ایمان مکمل اور یقین مضبوط ہے تو پھر ایسے شخص سے مزید کسی پوچھتاچھ کی کیا ضرورت ہے۔

(اسی طرح قبر میں فرشتے جو کچھ پوچھتے ہیں شہید تو انہیں چیزوں کی عظمت اور حفاظت کے لیجان کی قربانی دیتا ہے اور توحید، رسالت اور دین اسلام کی خاطر مرتد ہے جب اس کی یہ حالت ہے تو پھر اس سے قبر میں کسی طرح کی پوچھتاچھ کی ضرورت ہی نہیں رہتی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَبَقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ، (المرج-68)

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔

کہ وہ لوگ کون ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بے ہوشی سے بچائے گا جبریل علیہ السلام نے فرمایا وہ شہداء ہوں گے۔ (المسند)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا (وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَبَقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ) جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ شہداء ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح کھڑا فرمائے گا کہ وہ اپنی تلواریں لئے اللہ کے عرش کے ارد گرد ہوں گے فرشتے ان کے لیے یاقوت کے بنے ہوئے عمدہ گھوڑے لائیں گے جن کی لگام سفید موتی کی اور زین سونے کی ہوگی ان کی لگام کی رسی باریک اور موٹے ریشم کی ہوگی ان پر ریشم سے نرم کپڑے بچھے ہوں گے ان گھوڑوں کا قدم تاحد نظر پڑتا ہوگا شہداء ان گھوڑوں پر جنت میں گھومیں پھریں گے

پھر لمبی تفریح کے بعد کہیں گے چلو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا کس طرح فیصلہ فرماتا ہے (جب وہ آئیں گے تو) اللہ تعالیٰ ان پر (خوشی سے) ہنسے گا اور حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ جس کے لیے ہنسے گا اس سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔

(رواہ ابن ابی الدنیا۔ الجامع الصغیر للسیوطی)

شہر بن حوشب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) بادلوں میں فرشتوں کے ساتھ تشریف لائے گا پھر ایک پکارنے والا آواز لگائے گا تمام اہل محشر ابھی جان لیں گے کہ آج اللہ کا کرم کن پر ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم میرے ان دوستوں کو لے آؤ جنہوں نے میری رضا کے لیے اپنا خون بہایا تھا پھر شہداء آئیں گے اور قریب ہو جائیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

شہید کا اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرنے کا بیان

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرے گا۔ (ابوداؤد۔ بیہقی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سات انعامات ہیں (1) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اسے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے (2) اور اسے ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے (3) عذاب قبر سے اسے بچا دیا جاتا ہے (4) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے اسے امن دے دیا جاتا ہے (5) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یا قوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ (6) بہتر حور عین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے (7) اور اپنے اقارب میں ستر آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (مسند احمد)

شہداء کا قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے نجات

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ خصوصی انعامات ہیں۔

(1) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جنت میں اس کا مقام اس کو دکھلا دیا جاتا ہے (2) اسے عذاب قبر سے بچالیا جاتا ہے (3) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے وہ محفوظ رہتا ہے (4) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یا قوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے (5) بہتر (72) حور عین سے اس کا نکاح کر دیا جاتا ہے (6) اور اس کے اقارب میں ستر (70) کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (ترمذی۔ مسند عبد الرزاق۔ ابن ماجہ)

خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخشش اور جنت کا مقام آنکھوں کے سامنے ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اللہ کے راستے میں قتل کیا جاتا ہے تو زمین پر اس کے خون کا

پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش کر دی جاتی ہے پھر اس کی طرف جنت کا رومال بھیجا جاتا ہے جس میں اس کی روح کو ڈال کر ایک جنتی جسم میں داخل کر دیا جاتا ہے پھر وہ فرشتوں کے ساتھ اس طرح اوپر چڑھتا ہے گویا کہ وہ پیدا ہوتے وقت سے فرشتوں کے ساتھ رہتا ہو پھر اسے آسمانوں پر لے جایا جاتا ہے وہ آسمانوں کے جن دروازے سے گزرتا ہے وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے وہ فرشتہ اس کے لیے رحمت کی دعاء اور استغفار کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جاتا ہے جہاں پہنچ کر وہ فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا ہے پھر اس کے بعد فرشتے سجدہ کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بخشش اور پاک عطاء فرمائی جاتی ہے پھر اسے دوسرے شہداء کے پاس لایا جاتا ہے وہ ان شہداء کو ہرے بھرے باغات میں سبز کپڑے پہنے ہوئے دیکھتا ہے ان شہداء کے پاس ایک تیل اور مچھلی ہوتی ہے جس سے وہ کھیل رہے ہوتے ہیں اور انہیں ہر دن کھینے کے لیے نئی چیزیں دی جاتی ہیں دن کو مچھلی جنت کے نہروں میں تیرتی رہتی ہے شام کے وقت تیل اسے سینک مار کر کاٹ دیتا ہے اور شہداء اس مچھلی کا گوشت کھاتے ہیں اور اس کے گوشت میں جنت کی تمام نہروں کا مزہ پاتے ہیں اور تیل رات کو جنت میں چمٹا رہتا ہے اور وہاں کے پھل کھاتا ہے جب صبح ہوتی ہے تو مچھلی اسے اپنی دم سے ذبح کر دیتی ہے شہداء اس کا گوشت کھاتے ہیں اور جنت کے سب پھلوں کا مزہ اس میں پاتے ہیں وہ اپنے مقامات کو دیکھتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے قیامت قائم کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ (المطہانی۔ مجمع الزوائد)

خون خشک ہونے سے پہلے حور عین کی زیارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہداء کا تذکرہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین پر شہید کا خون خشک نہیں ہوا ہوتا کہ اس کی دونوں بیویاں (یعنی حوریں) اس طرح اس کی طرف دوڑتی ہیں جس طرح دودھ پلانے والی اونٹنیاں کھلے میدان میں اپنے بچے کی طرف دوڑتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایسا جوڑا ہوتا ہے جو دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہوتا ہے۔ (مصنف عبد الرزاق۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ ابن ماجہ)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور اپنے مالک کے ہاں پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا سب سے افضل جہاد کون سا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں مجاہد کا گھوڑا بھی مارا جائے اور خود اس کا خون بھی بہہ جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے) (مسند احمد)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ان لوگوں کی بات غلط ثابت ہو گئی جو یہ کہتے ہیں کہ جہاد میں غلبہ رہنے والا شہید ہونے والے سے افضل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص سے پوچھا گیا کہ آپ افضل ہیں یا حضرت ہشام ابن العاص؟ انہوں نے فرمایا ہم دونوں (بھائی) غزوہ یرموک میں شریک تھے رات کو میں بھی شہادت کی دعاء مانگتا رہا اور وہ بھی جب صبح ہوئی تو انہیں

شہادت نصیب ہوگئی جبکہ میں محروم رہ گیا۔ پس اسی س تمہیں ان کی فضیلت معلوم ہو جانی چاہئے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

چیونٹی کے کاٹنے جیسا درد اور سکرات الموت سے حفاظت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کو قتل ہوتے وقت صرف اتنا درد ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے۔ (ترمذی نسائی ابن ماجہ ابن خبان۔ بیہقی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور صبر نازل ہوتا ہے تو مجاہد کے لیے قتل ہونا گرمی کے دن ٹھنڈا پانی پینے سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ (شقاء الصدور)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کا درد تلوار کی در لاکھ ضربوں سے زیادہ سخت اور فلاں پہاڑ کو سر پر اٹھانے سے زیادہ بھاری ہے اور یہ (موت) شہید پر اور مظلوم قتل کئے جانے والے پر پھمکے کاٹنے کے درد سے بھی زیادہ آسان ہے اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر رات سحری کے وقت آواز لگاتا ہے۔ اے قبر والوں! تم کسی پر رشک کرتے ہو؟ وہ کہتے ہیں شہید پر اور شہید ہر روز دو بار اپنے رب عزوجل کی زیارت کرتا ہے اسے نہ دنیا کی رغبت ہوتی ہے اور نہ اس کے چھوٹنے کا غم۔ (ابن مساکر)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے والد محترم کی طرف منسوب کتاب مجموع اللطائف میں پڑھا ہے کہ ایک شخص یہ دعاء کیا کرتا تھا کہ یا اللہ میری روح جلدی سے قبض فرمائے گا اور مجھے درد سے بچائے گا ایک دن وہ شخص تفریح کے لیے نکلا اور ایک باغ میں جا کر سو گیا اچانک وہاں کافروں کا ایک گروہ آ گیا اور انہوں نے اس کا سر کاٹ دیا۔ اس شخص کے جاننے والوں میں سے کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس کا حال پوچھا اس نے جواب دیا میں باغ میں سویا تھا جب میں نے آنکھ کھولی تو میں جنت میں تھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے بھی اس حکایت کو کچھ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

شہداء پر فرشتوں کا داخلہ اور سلام کا بیان

پہلے روایت گزر چکی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شہداء کو بلا کر بغیر حساب کتاب جنت میں داخل فرمادے گا تو فرشتے آ کر اللہ تعالیٰ کو مجدہ کریں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم رات دن آپ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے تھے یہ کون لوگ ہیں جنہیں آپ نے ہم پر ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور انہیں میرے راستے میں تکلیفیں پہنچائی گئیں پھر (یہ سن کر) فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا پس آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔ (مسند احمد۔ مسند رک صحیح الاسناد)

مطلب بن حطب فرماتے ہیں کہ شہید کے لیے جنت میں ایک بالا خانہ ہے جو صنعا (یمن) سے جابہ (شام) کی مسافت جتنا ہے اس کے اوپر کا حصہ موتیوں اور یاقوت سے بنا ہوا ہے اور اس کے اندر مشک اور کافور ہے۔ فرشتے شہید کے پاس اللہ تعالیٰ کا

بدیہ لے کر آئیں گے اور ابھی یہ فرشتے وہاں سے نہیں نکلے ہوں گے کہ مزید فرشتے دوسرے دروازے سے اللہ تعالیٰ کا ہدیہ لے کر آجائیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

اللہ کی ایسی رضا اور خوشنودی جس کے بعد ناراضگی نہیں ہوگی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایسے آدمی بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ انصار میں سے ستر (70) حضرات جو قراء کہلاتے تھے بھیج دیئے ان میں میرے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے (مدینہ منورہ میں) یہ لوگ قرآن پڑھتے تھے اور راتوں کو قرآن مجید سیکھتے سیکھاتے تھے اور صبح کے وقت مسجد میں آکر پانی ڈالتے تھے پھر لکڑیاں کاٹ کر انہیں بیچتے اور اصحاب صفاء دوسرے فقراء کے لیے کھانا خریدتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو ان لوگوں کے ساتھ روانہ فرما دیا راستے میں ان پر حملہ کر دیا گیا اور انہیں اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے شہید کر دیا گیا انہوں نے (شہادت کے بعد) عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیجئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو چکی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ کافروں میں سے ایک شخص حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور نیزہ ان کے جسم سے پار کر دیا حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: تمہارے بھائی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیجئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات نصیب ہو چکی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جب بئر معونہ پر (ستر 70 قراء) حضرات شہید ہو گئے اور حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے تو کافروں کے سردار عامر بن طفیل نے ان سے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہیں تو انہوں نے فرمایا یہ عامر بن لبیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا میں نے انہیں قتل ہونے کے بعد دیکھا کہ انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ مجھے آسمان ان کے اور زمین کے درمیان نظر آ رہا تھا۔ پھر انہیں واپس زمین پر رکھ دیا گیا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بئر معونہ پر شہید ہونے والے (ستر 70) حضرات کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی جو ہم پڑھا کرتے تھے۔

ترجمہ: ہماری قوم کو خبر دے دو کہ ہم اپنے رب سے ملاقات کا شرف پا چکے ہیں۔ اور وہ ہم سے راضی ہو چکا ہے اور ہم

اس سے راضی ہو چکے ہیں۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ (بخاری)

شہادت کی قبولیت کا بیان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لوہے کی (جنگی)

ٹوپی پہن کر آئے اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں قتال کروں یا اسلام لاؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام ماؤ پھر قتال کرو۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کیا پھر (اسی وقت) جہاد میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر زیادہ پا گیا۔ (بخاری)

(یہ وہ خوش قسمت شخص تھے جنہوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی اور جنت کے اعلیٰ مقامات کے مستحق بن گئے۔ رضی اللہ عنہ) ایک اور روایت میں ہے کہ اس شخص نے اسلام قبول کرنے یعنی کلمہ پڑھنے کے بعد پوچھا کیا میرے لیے یہ بہتر ہے کہ میں لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا اگرچہ میں نے اللہ کے لیے نماز نہ پڑھی ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں پھر وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (کتاب السنن بسند بن منصور)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار جہاد میں تشریف لے گئے۔ مشرکوں کی طرف سے ایک آدمی نے مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دی ایک مسلمان اس کے مقابلے کے لیے نکلے تو مشرک نے انہیں شہید کر دیا۔ پھر دوسرے مسلمان شخص نکلے مشرک نے انہیں بھی شہید کر دیا پھر وہ مشرک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا آپ لوگ کس بات پر قتال کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا دین یہ ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کریمیں۔ جب تک وہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پورا کرتے ہیں اس شخص نے کہا بخدا یہ تو بہت اچھی بات ہے میں بھی اس پر ایمان لاتا ہوں پھر وہ مسلمانوں کی طرف ہو گیا اور اس نے مشرکوں پر حملہ کر دیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گیا (شہادت کے بعد) اسے اٹھا کر ان دو مسلمانوں کے ساتھ رکھا گیا جن کو اس نے شہید کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تینوں جنت میں سب سے زیادہ آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔ (مجمع الروائد)

کیونکہ مقتول یہ سمجھے گا کہ یہ قاتل اس کے لیے بلند مقامات اور عظیم نعمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ بنا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مسلمانوں کا ایک دستہ نکلا تو واپسی پر اپنے ساتھ ایک چرواہا کو لے آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چرواہے سے اللہ نے جو چاہا بیان فرمایا تو وہ چرواہا کہنے لگا میں آپ پر اور آپ کے دین پر ایمان لاتا ہوں اب میں ان بکریوں کا کیا کروں یہ تو میرے پاس امانت ہیں اور ایک ایک دو دو بکریاں مختلف لوگوں کی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کے چہروں پر کنکریاں مارو یہ اپنے مالکوں کے پاس چلی جائیں گی اس نے ایک مٹھی کنکریاں یا مٹی لی اور بکریوں کے منہ پر ماری وہ بکریاں دوڑتی ہوئی اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ پھر وہ چرواہا میدان جہاد میں آیا جہاں اسے تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے خیمے میں لے آؤ چنانچہ اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں لایا گیا آپ اس کے پاس گئے۔ پھر وہاں سے باہر نکل آئے اور ارشاد فرمایا: تمہارے ساتھی کا اسلام بہت خوب رہا ابھی جب میں اس کے پاس گیا تو اس کی دو بیویاں حور عین اس کے پاس تھیں۔ (المسند رک صحیح الاسناد)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شہید کا نام یسار تھا اور وہ عامر یہودی کا غلام تھا البتہ ابن اسحق نے اس کا نام اسلم بتایا ہے۔ (واللہ اعلم)

شہید کی فضیلت کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہداء تین طرح کے ہیں (۱) وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلا وہ نہ لڑنا چاہتا ہے اور نہ شہید ہونا وہ تو مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لیے آیا ہے اگر وہ (دوران جہاد) انتقال کر گیا یا شہید کر دیا گیا تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسے عذاب قبر سے بچا لیا جائے گا اور قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا اور حور عین سے اس کی شادی کرائی جائے گی اور اعزاز و اکرام کا لباس اسے پہنایا جائے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھ دیا جائے گا (۲) دوسرا وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اجر کی نیت سے نکلا وہ چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کرے لیکن خود قتل نہ کیا جائے یہ شخص اگر (دوران جہاد) انتقال کر گیا یا شہید کر دیا گیا تو اس کا گھنہ اللہ کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (قمر- ۵۵) پاک مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں۔

تیسرا وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اجر کی نیت سے نکلا وہ چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کرے اور خود بھی شہید ہو (دوران جہاد) اس کا انتقال ہو گیا یا ہو شہید ہو گیا تو وہ قیامت کے دن اپنی کھلی تلوار اپنی گردن پر رکھے ہوئے آئے گا اور لوگ اس وقت گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے۔ وہ کہے گا ہمارے لیے راستہ کھول دو ہم وہ ہیں جنہوں نے اپنا خون اور مال اللہ کے لیے لٹا دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ یہ بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ یا کسی اور نبی سے کہیں گے تو وہ بھی ان کے حق کو لازم سمجھتے ہوئے ان کے لیے راستہ چھوڑ دیں گے یہاں تک کہ وہ شہید عرش کے نیچے نور کے منبروں پر آئیں گے اور ان پر بیٹھ کر دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان کس طرح فیصلہ فرماتے ہیں انہیں نہ موت کا غم ہوگا اور نہ برزخ کی تنگی، انہیں نہ صو کی آواز خوفزدہ کرے گی،

اور نہ انہیں حساب کتاب، میزان اور پل صراط کی فکر ہوگی وہ دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کس طرح سے فیصلہ کیا جاتا ہے وہ جو کچھ مانگیں گے انہیں دیا جائے گا اور جس چیز کی سفارش کریں گے وہ قبول کی جائے گی وہ جنت میں جو پسند کریں گے اسے پالیں گے اور جہاں رہنا چاہیں گے وہاں رہیں گے۔ (المزبر- بیہقی- الترغیب والترہیب)

حور عین سے شادی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لئے جنت سے بہت حسین جسم لایا جاتا ہے اور اس کی روح کو اس جسم میں داخل ہونے کا حکم دیا جاتا ہے شہید اس جسم میں داخل ہو کر اپنے پرانے جسم کو دیکھتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا اچھا کیا برا کیا جاتا ہے اور کون اس پر غمگین ہوتا ہے اور کون غمگین نہیں ہوتا اور وہ باتیں کرتا ہے اور

سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی بات سن رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ بھی اسے دیکھ رہے ہیں پھر اس کی بیویاں حور عین آ جاتی ہیں اور اسے اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ (شفاء الصدور)

خوب اچھی طرح سے یاد رکھئے کہ کبھی کبھار حور عین جہاد میں زخمی ہونے والوں کو بھی بے ہوشی کی حالت میں نظر آ جاتی ہیں تاکہ اسے یہ بشارت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے شہادت کی خلعت فاخرہ تیار کر رکھی ہے۔ اس بارے میں کچھ سچے واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجہاد میں کئی واقعات اس بارے میں ذکر فرمائے ہیں ان میں سے ایک واقعہ ابو ادریس نامی بزرگ کا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے ساتھ جہاد میں مدینہ منورہ کے دو مجاہد تھے ان میں سے ایک کا نام زیاد تھا ایک دن محاصرے کے دوران انہیں منجیق کے گولے کا ایک ٹکڑا گھسنے پر لگا اور وہ بے ہوش ہو گئے اور پھر بے ہوشی میں کبھی ہتے اور کبھی روتے تھے جب انہیں ہوش آیا تو ہم نے ہنسنے اور رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جنت کا نقشہ اور حور عین کا حلیہ بیان کر کے بتایا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے اس پر میں ہنسا پھر جب میں نے حور کا قرب پانے کی کوشش کی تو اس نے کہا ظہر تک انتظار کرو اور اس پر میں رو پڑا۔ ابو ادریس کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھا ہوا بات چیت کر رہا تھا کہ ظہر کی اذان ہوئی اور اس کی روح نکل گئی۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

باب مَا يَتَمَنَّى أَهْلُ الْجَنَّةِ

یہ باب ہے کہ اہل جنت کس بات کے آرزو مند ہوتے ہیں؟

3160 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِهِزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُؤْتَى بِالرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا ابْنَ آدَمَ كَيْفَ وَجَدْتَ نَسْرَكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَّبِّ خَيْرٍ مَنَزِلٍ . فَيَقُولُ مَلٍّ وَتَمَنَّيَ فَيَقُولُ أَسْأَلُكَ أَنْ تُرَدَّنِي إِلَى الدُّنْيَا فَأَقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ".

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

(جنت میں) ایک جنتی شخص کو لایا جائے گا اس کا پروردگار دریافت کرے گا:

اے ابن آدم! تم نے اپنی رہائش کو کیسا پایا ہے؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! یہ سب سے بہترین رہائش ہے تو پروردگار فرمائے گا: تم مانگو کچھ آرزو کرو (تاکہ اُسے بھی پورا کر دیا جائے) تو وہ بندہ کہے گا: میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ مجھے تیری راہ میں شہید کر دیا جائے۔ (یہ مکالمہ دس مرتبہ ہوگا یا شاید اس شخص کے یہ الفاظ تھے کہ مجھے دس مرتبہ شہید کیا جائے)۔

(نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) اس کی وجہ یہ ہے وہ شخص شہادت کی فضیلت کو دیکھ لے گا۔

باب مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنَ الْآلَمِ .

یہ باب ہے کہ شہید کو کیسا درد محسوس ہوتا ہے؟

3161 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشَّهِيدُ لَا يَجِدُ مَسَّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ الْقِرْصَةَ يَقْرَضُهَا".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: شہید کو قتل کے وقت صرف اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کسی شخص کو چوٹی کے کانٹے سے ہوتی ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (ان کی زندگی کا) شعور نہیں رکھتے۔۔۔ (البقرہ: ۱۵۴)

اللہ کے نزدیک موت اور حیات کا معنی اوزشان نزول کا بیان
اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

(آیت) وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ . لَوْ حِينَ بَمَا
اتَّهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ إِلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ . (آل عمران: ۱۷۰-۱۶۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے جو کچھ دیا ہے وہ اس پر خوش ہیں اور اپنے بعد کے مسلمانوں کے متعلق جو ان سے ابھی نہیں ملے یہ بشارت پا کر خوش ہوتے ہیں کہ ان پر (بھی) نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو زمین پر چلا پھرتا ہو وہ زندہ ہے اور جو زمین کے نیچے دفن کر دیا جائے وہ مردہ ہے لیکن ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک زندہ وہ ہے جس کی زندگی کی اللہ راہ میں بسر ہو وہ زمین کے اوپر ہو پھر بھی زندہ ہے اور زمین کے نیچے ہو پھر بھی زندہ ہے اور جس کی زندگی لہو و لعب اور کفر میں بسر ہو وہ زمین کے اوپر بھی مردہ ہے اور زمین کے نیچے بھی مردہ ہے اسی لیے فرمایا: (آیت) اَنك لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى (النمل: ۸۰) آپ مردوں کو تو نہیں سنا تے کافر زمین پر چلتے پھرتے تھے ان کو مردہ فرمایا اور شہید زمین کے نیچے دفن ہو گئے لیکن ان کو زندہ فرمایا:

امام رازی سورۃ بقرہ کی اس آیت کے شان نزول میں لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ آیت شہداء بدر کے متعلق نازل ہوئی ہے جنگ بدر کے دن چودہ مسلمان شہید ہوئے تھے چھ مہاجرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے مہاجرین میں سے عبیدہ بن حارث عمر بن ابی وقاص ذوالشمالین عمرو بن نفیلہ عامر بن بکر اور مجع بن عبد اللہ اور انصار میں سے سعید بن خثیمہ قیس بن عبد المذہب رزید بن حارث نسیم بن ہمام رافع بن معلی حارثہ بن سراقہ معوذ بن عفراء اور عوف بن عفراء اس وقت لوگ یہ کہتے تھے کہ فلاں مر گیا اور فلاں مر گیا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ راہ خدا میں مرنے والوں کو مردہ نہ کہو اس آیت کے شان نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ کفار اور منافقین یہ کہتے تھے کہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی رضا کی خاطر مسلمان بے فائدہ اپنے آپ کو قتل کر رہے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر تیسر ج ص ۲۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

برزخ میں حیات کا بیان

اس آیت میں شہداء کی حیات کو بیان کیا گیا ہے قبر میں حیات کئی قسم کی ہے: حیات کی ایک قسم برزخی حیات ہے یہ حیات ہر مومن اور کافر کو حاصل ہے دو چیزوں کے درمیان حد اور حجاب کو برزخ کہتے ہیں اور یہاں برزخ سے مراد موت سے لے کر قیامت تک کا وقت ہے قرآن مجید میں ہے:

(آیت) وَمَنْ وَّرَاءَهُمْ بَرَزَخُ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔۔۔ (المؤمنون: ۱۰۰)

ترجمہ: اور ان کے آگے اس دن تک ایک حجاب ہے جس دن میں وہ اٹھائے جائیں گے۔

حیات برزخی پر دلیل یہ ہے کہ کافروں اور فاسقوں پر قبر میں عذاب ہوتا ہے اور نیک مسلمانوں کو قبر میں ثواب ہوتا ہے اور حیات کے بغیر عذاب اور ثواب متصور نہیں ہے انسان کا جسم تو کچھ عرصہ بعد گل سڑ جاتا ہے اور ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہو کر خاک ہو جاتی ہیں پھر عذاب اور ثواب کیا صرف روح کو ہوتا ہے؟ اس میں تحقیق یہ ہے کہ انسان کے بدن کے اصلی جز کو اللہ تعالیٰ ہر حال میں قائم رکھتا ہے اور اس جز کے ساتھ روح متعلق ہو جاتی ہے اور عذاب اور ثواب کا ترتیب روح اور بدن کے اس جز پر ہوتا ہے لیکن دنیاوی احکام میں یہ مردہ ہوتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی جسمانی حیات کا بیان

اولیاء اللہ کو قبر میں جسمانی حیات حاصل ہوتی ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ مومن جب فرشتوں کے سوال کا صحیح جواب دے دیتا ہے تو اس کی قبر میں ستر در ستر وسعت کر دی جاتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اس عروس (دہن) کی طرح سو جا جس کو اس کے محبوب اہل (زوج) کے سوا کوئی بیدار نہیں کرتا حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو قبر سے اٹھائے۔ (جامع ترمذی ص ۷۳ مطبوعہ نو محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ مومن قیامت تک قبر میں سوتا رہے گا اور سونا حیات کی فرع ہے اور جب کہ عام مشاہدہ یہ ہے کہ قبر میں بالعموم مسلمانوں کے اجسام گل سڑ جاتے ہیں اس لیے اس حدیث کو خواص مومنین یعنی اولیاء اللہ کی قبر میں حیات کے متعلق

بہ کثرت نقول موجود ہیں۔ شیخ رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ اولیاء کرام بھی بحکم شہداء ہیں اور مشمول آیت بل احياء عند ربهم (البقرہ ۱۶۹) کے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۸ مطبوعہ محمد سعید ایڈنر کراچی)

علامہ قرطبی بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ثواب کی نیت سے اذان دینے والا اس شہید کی طرح ہے جو اپنے خون میں لتھڑا ہوا ہوا اگر وہ مر گیا تو اس کی قبر میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو مومن ثواب کی نیت رکھتا ہو اس کو بھی زمین نہیں کھائی۔ (علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھ کرہ فی احوال الموتی و امور اخرۃ ص ۱۸۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) یہ حدیث اولیاء اللہ کی جسمانی حیات پر واضح دلیل ہے۔

شہداء کی حیات کا بیان

شہداء کی حیات بھی جسمانی ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران کی آیت ۷۰ میں ذکر ہے شہداء کو رزق بھی دیا جاتا ہے اور سورۃ بقرہ کی اس آیت میں فرمایا ہے کہ تم ان کی حیات کا شعور نہیں رکھتے یعنی تم اپنے حواس سے ان کی حیات کا ادراک نہیں کر سکتے ہاں طور کہ ہم ان کو رزق کھاتا ہوا دیکھیں یا چلتا پھرتا ہوا دیکھیں جس طرح ہم دنیا میں اور زندہ لوگوں میں آثار حیات دیکھتے ہیں اس طرح شہداء میں ہم کو آثار حیات دکھائی نہیں دیں گے لیکن شہداء بھی دنیاوی احکام میں مردہ ہیں کیونکہ ان کی شہادت کے بعد ان کی بیویوں سے عدت پوری ہونے کے بعد نکاح کرنا جائز ہے اور ان کا ترکہ ان کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

شہادت کے بعد بعض جہنموں کے تغیر سے ان کی حیات پر معارضہ کا جواب

حیات شہداء پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہم کئی بار میدان جنگ میں مسلمان مقتولین کو دیکھتے ہیں چند دن گزرنے کے بعد ان کا جسم پھول اور پھٹ جاتا ہے اور اس سے بد بو آنے لگتی ہے قبروں میں ان کا جسم زریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جاتی ہیں اور یہ جسمانی حیات کے منافی ہے اس کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میدان جہاد میں مقتول ہوئے لیکن ان کی نیت صحیح نہیں تھی یہ لوگ صرف روزی کمانے کے لیے فوج میں بھرتی ہوئے یا شہرت اور ناموری کے لیے فوج میں بھرتی ہوئے ان کے دلوں میں اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے جان دینا یا راہ خدا میں قتل ہونے کا جذبہ نہیں تھا اس لیے باوجود میدان جہاد میں مارے جانے کے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید نہیں تھے اس لیے ان کو جسمانی حیات سے بھی نہیں نوازا گیا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی نے حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! ایک شخص مال غنیمت کی خاطر لڑتا ہے ایک شخص نام آوری کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص اظہار شجاعت کے لیے لڑتا ہے ان میں سے اللہ کے لیے لڑنے والا کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے جہاد کرے وہی (در حقیقت) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۳۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطبع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک شخص دنیا کو حاصل کرنے کے لیے جہاد کا ارادہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔

اور جن مسلمانوں کی نیت صحیح ہوتی ہے ان کو شہادت کے بعد جسمانی حیات حاصل ہوتی ہے اس کی دلیل یہ حدیث ہے: امام مالک روایت کرتے ہیں کہ ان کو یہ حدیث پہنچی ہے:

حضرت عمرو بن الجموح انصاری اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی قبروں کو سیلاب نے اکھاڑ دیا تھا ان کی قبریں سیلاب کے قریب تھیں یہ دونوں ایک قبر میں مدفون تھے یہ دونوں جنگ احد میں شہید ہوئے تھے ان کی قبر کھودی گئی تاکہ ان کی قبر کی جگہ تبدیل کی جاسکے جب ان کے جسموں کو قبر سے نکالا گیا تو ان کے جسموں میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ کل فوت ہوئے ہوں ان میں سے ایک زخمی تھا اور اس کا ہاتھ اس کے زخم پر تھا اس کو اسی طرح دفن کیا گیا تھا اس کے ہاتھ کو اس کے زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو وہ پھر اپنے زخم پر آ گیا جنگ احد اور قبر کھودنے کے درمیان چھیالیس (۳۶) سال کا عرصہ تھا۔ (موطا امام مالک ص ۲۸۳-۲۸۴ مطبوعہ مطبع مکتبہ پاکستان لاہور)

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۳ ص ۵۸-۵۷ مطبوعہ نشر الملتان)

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کالمین کو اصلی جسم کے ساتھ حیات عطا کی جائے اور عام مسلمانوں کو اس جسم معروف کے ساتھ حیات عطا نہ کی جائے بلکہ جسم مثالی کے ساتھ حیات عطا کی جائے اس مسئلہ کو زیادہ تفصیل اور تحقیق کے ساتھ ہم نے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں بیان کیا ہے۔

سبز پرندوں میں شہید کی روح کے متحمل ہونے سے تناسخ کا جواب

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں: امام مالک امام احمد اور امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ اور امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء کی روہیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں وہ جنت کے پھلوں یا درختوں پر ہوتے ہیں۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء کی روہیں سبز پرندوں کی صورتوں میں جنت کی قندیلوں سے معلق ہوتی ہیں حتیٰ کہ قیامت کے دن اللہ انہیں (ان کے بدلوں میں) لوٹا دے گا۔ (الدر المنثور ج ۱ ص ۱۵۵ مطبوعہ مکتبۃ الشیخ الاسلام ایران)

امام عبدالرزاق کی اس ثانی الزکر روایت پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ شہادت کے بعد شہید کی روح کا سبز پرندہ کی صورت میں متحمل ہو جانا بعینہ تناسخ ہے اس اعتراض کا ایک یہ ہے کہ تناسخ انکار معاد پر مبنی ہے اور اس حدیث میں معاد کو بیان کیا گیا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور زیادہ قوی اول الذکر حدیث ہے جس کی صحت کی امام ترمذی نے تصریح کی ہے اور اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں ہے کیونکہ شہید کی روح پرندہ کے پوٹے میں حلول نہیں کرتی بلکہ پرندہ میں اپنی روح ہوتی ہے اور شہید کی روح بہ منزلہ سوار اور پرندہ اس کی سواری ہے اور اس روح کا اپنے اصل جسم یا جسم مثالی کے ساتھ تعلق قائم رہتا ہے لہذا یہ حدیثیں شہید کی جسمانی حیات کے منافی نہیں ہیں اور ان سے تناسخ ثابت نہیں ہوتا۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات کا بیان

انبیاء علیہم السلام کی حیات بھی قبر میں جسمانی ہے اور یہ سب سے اعلیٰ افضل اور قوی حیات ہے اور انبیاء علیہم السلام دنیاوی احکام میں بھی زندہ ہوتے ہیں ان کی وفات کے ان کی میراث تقسیم نہیں کی جاتی اور وفات کے بعد ان کی ازواج مطہرات سے کسی شخص کے لیے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات پر قرآن مجید کی یہ آیت دلیل ہے:

(آیت) فلما قضینا علیہ الموت ما دلہم علی موتہ الا دابة الارض تاكل منساتہ فلما خر تبینت الجن ان لو كانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المہین . . (سہا: ۱۳)

ترجمہ: تو جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم نافذ کر دیا تو جنات کو ان کی موت پر سوائے زمین کی دیمک کے کسی نے مطلع نہیں کیا جو سلیمان کے عصا کو کھاتی رہیں پھر جب سلیمان زمین پر آئے تو جنوں پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ اگر یہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) جنوں سے مسجد بیت المقدس کی تعمیر کی تجدید کر رہے تھے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو موت کے وقت سے مطلع کر دیا تو آپ نے جنوں کو نقشہ بنا کر دیا اور خود ایک شیشہ کے مکان میں دروازہ بند کر کے عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے عبادت الہی میں مشغول ہو گئے اسی حالت میں فرشتے نے روح قبض کر لی اور آپ کا جسم مبارک اس عصا کے سہارے کھڑا رہا اور کسی کو آپ کی وفات کا احساس نہ ہوسکا وفات کے بعد مدت دراز تک جن بہ دستور تعمیر کرتے رہے جب تعمیر پوری ہو چکی تو وہ عصا دیمک کے گھن لگنے کی وجہ سے گر پڑا تب سب کو آپ کی وفات کا حال معلوم ہوا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ جنوں کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء پر موت طاری ہونے کے بعد ان کا جسم صحیح سلامت رہتا ہے پھولنے پھٹنے اور سڑنے سے محفوظ رہتا ہے لیکن ان کی جسمانی حیات کی کیفیت ہمارے دائرہ احساس اور شعور سے خارج ہے۔ عصا میں جب گھن لگ گیا اور وہ زمین پر گر گیا اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا جسم مبارک بھی زمین پر آ رہا تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی ہوتی ہے لیکن اس پر دنیاوی حیات کے آثار مرتب نہیں ہوتے ورنہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا جسم اپنے قیام میں عصا کا محتاج نہ ہوتا اور عصا گرنے کے باوجود آپ کا جسم مبارک قائم رہتا۔ انبیاء علیہم السلام زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور جوان سے دعا کی درخواست کرتے ہیں ان کی شفاعت کرتے ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے مشاہدہ اور مطالعہ میں مستغرق رہتے ہیں اور احوال برزخ پر بھی نظر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کائنات میں تصرف بھی کرتے ہیں لیکن یہ تمام امور تشابہات میں سے ہیں یہ امور ایسے نہیں ہیں جیسے دنیا میں کسی انسان سے صادر ہوتے ہیں ان کی کیفیت ہم ایسے عام لوگوں کے دائرہ ادراک اور شعور سے خارج ہے احادیث میں بھی انبیاء علیہم السلام کی جسمانی حیات اور ان کے جسمانی تصرفات پر دلیل ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی ازرق میں

گزرے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یہ وادی ازرق ہے آپ نے فرمایا: گویا کہ میں (حضرت) موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں وہ باواز بلند تلبیہ پڑھتے ہوئے اس وادی سے اتر رہے ہیں پھر آپ وادی حرشی سے گزرے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ وادی حرشی ہے آپ نے فرمایا: گویا کہ میں (حضرت) یونس بن متی کی طرف دیکھ رہا ہوں وہ ایک سرخ رنگ کی فریہ اونٹ پر سوار ہیں جس کی مہار کھجور کی چھال کی ہے انہوں نے ایک ادنیٰ جبہ پہنا ہوا ہے اور وہ انہیں

لیکھتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ (صحیح مسلم ج ۳ ص ۹۴ مطبوعہ نور محمد مع الطبع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام حج اور تلبیہ کس طرح کرتے ہیں حالانکہ وہ وفات پا چکے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام بہ منزلہ شہداء ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے

زودیک زندہ ہیں اس لیے ان کا حج کرنا اور نماز پڑھنا بعید نہیں ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

(شرح مسلم ج ۳ ص ۹۴ مطبوعہ نور محمد مع الطبع کراچی ۱۳۷۵ھ)

شیخ عثمانی لکھتے ہیں: انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اس لیے ان کے حج کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں مانع نہیں ہے (الی قوہ) اس

حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ آپ نے ان کی روح کو دیکھا تھا آپ کے لیے ان کی رگوں کو اس طرح متحمل کر دیا گیا جس طرح شب معراج انبیاء علیہم السلام کی رگوں کو متحمل کر دیا گیا تھا اور ان کے اجسام قبروں میں تھے علامہ ابن منیر وغیرہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نبی کی

روح کے لیے ایک جسم مثالی بنا دیتا ہے پھر وہ جس طرح خواب میں دیکھائی دیتے ہیں اسی طرح بیداری میں دکھائی دیتے ہیں۔

(فتح المسلمین ج ۳ ص ۳۳۰ مطبوعہ مکتبہ امجد کراچی)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا اس وقت وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم ج ۳ ص ۹۴ مطبوعہ نور محمد مع الطبع کراچی ۱۳۷۵ھ)

نیز امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت میں پایا میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے

ہاں قبیلہ شہوہ کے لوگوں کی طرح ٹھنڈے تھے اور اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارے نبی ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں پھر نماز کا وقت آیا اور میں نے ان سب نبیوں کی امامت کی۔

(صحیح مسلم ج ۳ ص ۹۶ مطبوعہ نور محمد مع الطبع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی لکھتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آپ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے کیسے دیکھا

تھا حالانکہ آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو بیت المقدس میں نماز پڑھائی اور آپ نے ان کو آسمانوں میں بھی اپنے مرتب میں

دیکھا اور ان کو سلام کیا اور انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو پہلے دیکھا ہو پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) آپ سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے انبیاء علیہم السلام کو پہلے نماز پڑھائی ہو اور پھر ان کو آسمانوں پر دیکھا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے

نہایت سے مستفید ہونے میں ان کا کام نہتے ہیں اور وہ اپنی قبروں سے باہر بھی آتے ہیں اور زمین اور آسمان میں تشریف لے جاتے ہیں اور ایک وقت میں کئی جگہ بھی تشریف لے جاتے ہیں اس وقت ان کی ارواح کی صورتوں میں ہر ایک ایک وقت میں کئی جگہ ان کے اجسام مثالیہ نظر آتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حاضر نظر ہوا جاتا ہے اس کو ہر ایک کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اپنے جسم معروف اور جسد غصری کے ساتھ ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔

شہید کے معنی و مفہوم کا بیان

شہید کا معنی گواہ اور حاضر ہے۔ اللہ کی راہ میں مارے جانے والے کو شہید کہتے ہیں اس کو شہید امر ہے شہید کر کے جنت کی شہادت دی گئی ہے ایک قول یہ ہے کہ اللہ کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ بعد شہید کی روح جنت میں حاضر ہو جاتی ہے جب کہ دوسروں کی روحمیں فوراً جنت میں نہیں جاتی ایک قول یہ ہے کہ شہید جان دے کر اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اس نے خدا سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لِّیْمِ الْجَنَّةِ (عقوبہ ۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت بدلہ میں خرید لیا۔

اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ہی کو خوب علم ہے کہ کون اس کی راہ میں رخصی ہوتا ہے۔

علامہ قرطبی اللہ کرہ میں لکھتے ہیں: امام آجری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اگر ہو سکے تو ہم ہمیشہ باوجود ہو کیونکہ ملک الموت جس بندہ کی روح قبض کرے اور وہ اس وقت اس کے لیے شہادت لکھ دی جاتی ہے۔

امام شعبی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چاشت کی نذر پڑا، تین روزے رکھے اور سفر اور حضر میں وتر کو ترک نہیں کیا اس کے لیے شہادت کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اس حدیث کو امام بخاری سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام حکیم ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس کوئی نہ کوئی ایسا پسندیدہ جانور ہوتا ہے جس کے ذبح کرنے سے وہ انکار کرتا ہے اور اللہ کی بھی ایک ایسی مخلوق ہے جس کے ذبح کرنے سے وہ انکار ہے کچھ لوگ بستر پر مرتے ہیں ان کے لیے شہداء کا اجر تقسیم کیا جاتا ہے۔

(جامعہ ابومعید اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ قند کرہ ص ۱۸۲-۱۸۰ مطبوعہ دار الفکر طبعہ ۱۳۸۰ھ)

شہید کے متعلق فقہی احکام کا بیان

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جس شخص کو مشرکین قتل کر دیں یا جو میدان جنگ میں مردہ پایا جائے اور اس پر فقہ حنفی کے ہوں یا جس کو مسلمان ظلماً قتل کر دیں اور اس کے قتل کرنے پر ان پر دیت واجب نہ ہو وہ شہید ہے اس کو کفن دیا جائے گا اور نہ جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کو غسل نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ شہداء احد کے معنی میں ہے جن کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ الشَّهَادَةَ بِصِدْقِ بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشَّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ

☆ ☆ سہل بن ابوامامہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت کی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے مرتبے پر فائز کر دے گا اگرچہ وہ شخص اپنے بستر پر فوت ہو۔

3163 - أَحْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ حَبِيبَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ مَنْ قُبِضَ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ فَهُوَ شَهِيدٌ الْمَقْتُولُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهِيدٌ وَالْفَرَقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهِيدٌ وَالْمَبْطُونُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهِيدٌ وَالْمَطْعُونُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهِيدٌ وَالنَّفْسَاءُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهِيدٌ" ☆ ☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کسی ایک صورت میں بھی جو آدمی فوت ہوگا وہ شہید شمار ہوگا اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے والا شخص شہید ہے اللہ کی راہ میں ڈوبنے والا شخص شہید ہے اللہ کی راہ میں پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شخص شہید ہے اللہ کی راہ میں طاعون کی وجہ سے مرنے والا شہید ہے اور اللہ کی راہ میں نفاس کے دوران فوت ہونے والی عورت شہید ہے (یہاں اللہ کی راہ سے مراد مسلمان ہونے کی حالت میں مرنا ہے)۔

حکمی شہداء کے متعلق احادیث و آثار کا بیان

امام ابوداؤد متوفی ۲۵۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت بن عتیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا: تم لوگ کس چیز کو شہادت شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ عزوجل کی راہ میں قتل ہونے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل فی سبیل اللہ کے سوا شہادت کی سات قسمیں اور ہیں طاعون میں مرنے والا شہید ہے نمونیہ میں مرنے والا شہید ہے پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے جل کر مرنے والا شہید ہے کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے اور صمد دروزہ میں مبتلا ہو کر مر جائے تو وہ شہید ہے، (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۸۷ مطبوعہ مطبع مجتہائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابویحییٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے جو دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ

3162 - أخرجه مسلم في الأمانة، باب استحباب طلب الشهادة في سبيل الله تعالى (الحديث 157). وأخرجه أبو داود في الصلاة باب في الاستغفار (الحديث 1520). وأخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء فيمن سأل الشهادة (الحديث 1653). وأخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب القتال في سبيل الله سبحانه وتعالى (الحديث 2797). تحفة الاشراف (4655).

3163 - أخرجه النسائي - تحفة الاشراف (9931).

شہید ہے۔ (جامع ترمذی ص ۲۲۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں سواری سے گر کر مرادہ شہید ہے (مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)۔
امام عبد الرزاق بن حنبل متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن نوفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اللہ کی راہ میں (طبعی موت) مرنے والا شہید ہے۔

(المصنف ج ۵ ص ۲۶۸ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص پہاڑ کی چوٹیوں سے گر کر مر جائے اور جس کو درندہ چائیں اور جو سمندر میں ڈوب جائے وہ سب اللہ کے نزدیک شہید ہیں۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۶۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حالت نفاس میں مرنا شہادت ہے۔

(المصنف ج ۵ ص ۲۷۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)
حضرت ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ٹیڈ کی چوٹی سے قریش کے ایک آدمی کو آتے دیکھا صحابہ نے کہا یہ شخص کتنا طاقت ور ہے! کاش اس کی طاقت اللہ کے راستہ میں خرچ ہوتی اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا صرف وہی شخص اللہ کے راستہ میں ہے جو قتل کر دیا جائے؟ پھر فرمایا جو شخص اپنے اہل کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہے اور جو شخص اپنے آپ کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہے اور جو شخص اپنے آپ کو سوال سے روکنے کے لیے حلال کی طلب میں نکلے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہے البتہ جو شخص مال کی کثرت کی طلب میں نکلے وہ شیطان کے راستہ میں ہے۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۷۱-۱۷۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)
امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: مسروق بیان کرتے ہیں کہ جو مسلمان کسی مصیبت (حادثہ) میں فوت ہو گیا وہ بھی شہید ہے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۳۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)
امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صدق دل کے ساتھ اللہ سے شہادت کی دعا کی اللہ اس کو شہید کا اجر عطا فرمائے گا امام مسلم امام دارمی امام ترمذی اور امام ابن ماجہ کی روایت ہیں ہے: خواہ وہ بستر پر فوت ہو۔

(المستدرک ج ۲ ص ۷۷ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ سنن دارمی ج ۲ ص ۱۲۵ مطبوعہ نشر سنہ ملتان)
حافظ البیہقی متوفی ۸۰۷ھ بیان کرتے ہیں: عبد الملک بن ہارون بن عترہ اپنے والد سے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھیپھڑوں کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے اور سفر میں مرنے والا شہید ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۵ ص ۳۰۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی ۲۰۰۲ھ)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک دن میں پچیس بار یہ دعا کی

اللہم بارک لی فی الموت و فیما بعد الموت اس کو اللہ تعالیٰ شہید کا اجر عطا فرمائے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۳۰۱ مطبوعہ دار کتب و بیروت)۔
امام علی متقی متوفی ۹۷۵ھ بیان کرتے ہیں: حضرت ربیع انصاری بیان کرتے ہیں کہ نیزہ کی ضرب سے مرنا اور زیندہ سے

کھانے سے مرنا یہ شہادت ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جو شخص کسی پر عاشق ہو گیا اور اس نے اپنے آپ کو حرام کاری سے بچا۔

شہید ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)
امام علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ بیان کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بخاری (میں

مرنا) شہادت ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)
حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گڑھے میں گر کر مرنا شہادت ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۹ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص پر ظلم کیا جائے وہ لڑے اور مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۳۲۲ مطبوعہ بیروت)
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں بستر پر مرے وہ
شہید ہے اور سانپ یا بچھو سے ڈسا جانے والا شہید ہے اچھو سے مرنے والا شہید ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۳۲۲ مطبوعہ بیروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے اوپر گھر گر جائے وہ شہید ہے جو شخص
چھت سے گرے اور ٹانگ یا گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر جائے وہ شہید ہے جس پر پتھر گرے اور وہ مر جائے وہ شہید ہے جو عورت
اپنے خاوند پر غیرت کرتی ہو وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور اس کے لیے شہید کا اجر ہے جو اپنے بھائی کی حفاظت کرتا ہو اور
جائے وہ شہید ہے جو اپنے پڑوسی کی حفاظت کرتا ہو اور مر جائے وہ شہید ہے جو شخص نیکی کا حکم دے اور بڑائی سے روکے وہ شہید ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۳۲۵ مطبوعہ بیروت)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص سرحد کی حفاظت کرتا ہو اور مارا گیا وہ شہید ہے۔

(کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۸ مطبوعہ بیروت)
امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو مالک اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستہ میں نکلا پھر مر گیا یا اس کو قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے یا جس شخص کو گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا
جس شخص کو حشرات الارض میں سے کسی نے ڈس لیا یا جو شخص (اللہ کی راہ میں) بستر پر مر گیا یا جس طرح بھی اللہ نے چاہا اس کو موت
آگئی وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے۔ (سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۳۲۸ مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور ۲۰۰۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق
سوال کیا تو آپ نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ جس قوم پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے اور مسلمانوں کے لیے طاعون کی
رحمت بنا دیا سو جو مسلمان کسی ایسے شہر میں ہو جس میں طاعون پھیلا ہوا ہو وہ اسی شہر میں ٹھہرا رہے اور صبر و استقامت کی نیت کر کے

اس شہر سے نہ نکلے اور اس پر یقین رکھے کہ جو چیز اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دی ہے وہ ہو کر رہے گی تو وہ شہید ہے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۷ مطبوعہ نور محمد اسٹیمپریٹری کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیماری میں فوت ہو گیا وہ شہید ہے اس کو قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھا جائے گا اور اس کو صبح و شام رزق دیا جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح اٹھ کر تین مرتبہ پڑھا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور سورۃ حشر کی آخری تین آیتوں کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کر دیتا ہے جو شام تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اگر وہ اس دن فوت ہو گیا تو وہ شہادت کی موت مرے گا اور جس نے شام کو یہ کلمات پڑھے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(الجامع الصحیح ج ۵ ص ۱۸۲ مطبوعہ بیروت سنن داری ج ۲ ص ۲۲۹ مطبوعہ مکتبہ المدینہ احمد ج ۳ ص ۲۱ مطبوعہ بیروت)

امام ابو نعیم اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے چاشت کی نماز پڑھی اور ہر ماہ تین روزے رکھے اور سفر اور حضر میں کبھی وتر کو نہیں چھوڑا اس کے لیے شہید کا جہان رکھا جائے گا۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۳۳۲ مطبوعہ بیروت ۱۴۰۷ھ الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۲۰۷ مطبوعہ قاہرہ ۱۴۰۷ھ مجمع الزوائد طبع بیروت ۱۴۰۲ھ ج ۲ ص ۲۴۱ کنز

الذکر ج ۷ ص ۸۱۰-۸۰۹ مطبوعہ بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ قرطبی متوفی ۶۶۸ھ امام آجری متوفی ۳۶۰ھ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اگر تم سے ہو سکے تو ہمیشہ با وضو ہو کیونکہ جب فرشتہ کسی بندہ کی روح قبض کرے اور وہ با وضو ہو تو اس کے لیے شہادت کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔

(الذکر فی احوال الموفی و امور لا خروہ ص ۱۸۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ)

امام احمد متوفی ۲۴۱ھ سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں: راشد بن حمیش بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کا خادم شہید ہے اور زکام یا کھانسی میں مرنے والا شہید ہے۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت الترغیب والترہیب مطبوعہ قاہرہ ۱۴۰۷ھ ج ۳ ص ۳۳۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے میری امت کے فساد (بدعت اور جہالت کے غلبہ) کے وقت میری سنت پر عمل کیا اس کو سوشہیدوں کا اجر ہو گا امام بیہقی نے اس حدیث کو کتاب الزہد میں روایت کیا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۰ مطبوعہ دہلی مصاحف السنن ج ۱ ص ۶۳)

امام بن عدی نے اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس کی سند کے متعلق لکھا ہے اس میں کوئی نقص نہیں ہے (کامل ابن عدی ج ۲ ص ۷۳۹)

کتاب شہید

حافظ منذری نے اس کو امام بیہقی اور امام طبرانی کے حوالے سے درج کیا ہے اور اس کی سند پر اعتماد کیا ہے۔

(الترغیب والترہیب، ترمذی، ص ۱۰۰)
 امام طبرانی کی روایت میں ایک شہید کا اجر ہے۔ (المعجم الاوسط ج ۶ ص ۱۹۷ مکتبہ العارف ریاض ۱۴۹۵ھ) نیز یہ حدیث امام بیہقی نے بھی روایت کی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۲۰۰ مطبوعہ بیروت) علامہ بیہقی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۷۲)
 امام عبد الرزاق بن حنبل متوفی ۲۱۱ روایت کرتے ہیں: مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ہر مومن شہید ہے پھر انہوں نے یہ حدیث تواتر کی (آیت) والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم دونہم (اللہ ی ۱۹)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر (کامل) ایمان لائے وہی اللہ کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں اور ان کے رب کے پاس ان کا اجر اور نور ہے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۶۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۹۰ھ)

حکمی شہداء کی تعداد کا بیان

مذکورہ صدر احادیث میں جو حکمی شہادت کی اقسام بیان کی گئی ہیں ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(۱) طوعون میں مرنے والا۔ (۲) پیٹ کی بیماری میں مرنے والا۔ (۳) ڈوبنے والا۔ (۴) دب کر مرنے والا۔ (۵) نمونہ میں مرنے والا۔ (۶) جل کر مرنے والا۔ (۷) درد زہ میں مبتلا ہو کر مرنے والی حاملہ۔ (۸) اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے والا۔ (۹) اپنی جان کی حفاظت میں مارا جانے والا۔ (۱۰) اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۱۱) دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۱۲) سواری سے گر کر مرنے والا۔

(۱۳) اللہ کے راستہ میں مرنے والا مثلاً علم دین کی طلب میں جانے والا نماز کو جانے والا حج کو جانے والا غرض ہر نیک کام کے لیے جانے والا اس دوران اگر مر جائے۔ (۱۴) پہاڑ سے گر کر مرنے والا۔ (۱۵) جس کو درندے کھا جائیں۔ (۱۶) غاس میں مرنے والی عورت۔ (۱۷) اپنے لیے رزق حلال کی طلب کے دوران مرنے والا۔ (۱۸) اپنے اہل و عیال کے لیے رزق حلال کی طلب کے دوران مرنے والا۔ (۱۹) کسی مصیبت یا حادثہ میں مرنے والا۔ (۲۰) صدق دل سے شہادت کی دعا کرنے والا۔ (۲۱) بھیدوں کی بیماری مثلاً دمہ کھانسی یا تپ دق میں مرنے والا۔

(۲۲) سفر میں مرنے والا۔ (۲۳) جو شخص ایک دن میں پچیس بار یہ دعا کرے اللھم بارک لی فی الموت و فیما بعد الموت۔ (۲۴) نیزہ کی ضرب سے مرنے والا۔ (۲۵) جو عاشق پاک دامن رہا۔ (۲۶) بخار میں مرنے والا۔ (۲۷) سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے مرنے والا۔ (۲۸) گڑھے میں گر کر مرنے والا۔ (۲۹) ظلماً قتل کیا جانے والا۔

(۳۰) اپنے حق کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔ (۳۱) اللہ کی راہ میں بستر پر فوت ہونے والا۔ (۳۲) جس کو سانپ یا بچھوڑس لے لے۔ (۳۳) جو اچھو سے مر جائے۔ (۳۴) پڑوسی کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے۔ (۳۵) جو چھت سے گرے۔ (۳۶) یا گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر جائے۔ (۳۷) جو پتھر گرنے سے مر جائے۔ (۳۸) جو عورت اپنے خاوند پر غیرت کرتی ہو اور

ہے۔ (۳۸) نیکی کا حکم دیتے ہوئے اور برائی سے روکتے ہوئے مر جائے (۳۹) اپنے بھائی کی حفاظت کرتے ہوئے، راج ہے۔
(۴۰) جو شخص اللہ کی راہ میں سواری سے گر جانے سے مر جائے۔ (۴۱) جو شخص اللہ کی راہ میں سواری سے گر جانے سے مر جائے۔
(۴۲) جو شخص کسی بھی بیماری میں فوت ہو اور شہید ہے۔ (۴۵) صبح و شام سورۃ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھنے والا شہید ہے۔ (۴۶) چاشت کی نماز پڑھنے والا ہر ماہ تین روزے رکھنے والا اور وتر قضا کرنے والا شہید ہے۔ (۴۷) دس بار وضو کرنے والا شہید ہے۔ (۴۸) بیت المقدس کا خادم شہید ہے۔ (۴۹) زکام یا کھانسی میں مرنے والا شہید ہے۔ (۵۰) غلبہ بدعت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا شہید ہے۔ (۵۱) ہر مومن کا مل شہید ہے۔

3164 - أَحْبَبَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَجْبَرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي بِلَالٍ عَنْ الْبُرْقَانِيِّ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ وَالْمُتَوَقِّفُونَ عَلَى فُرُشِهِمْ إِلَى تَسَايِيهِ الَّذِينَ يُتَوَقِّفُونَ مِنَ الطَّاعُونَ فَيَقُولُ الشُّهَدَاءُ إِخْوَانُنَا قُتِلُوا كَمَا قُتِلْنَا . وَيَقُولُ الْمُتَوَقِّفُونَ عَلَى فُرُشِهِمْ إِخْوَانُنَا مَا تَوَقَّفْنَا فَيَقُولُ رَبُّنَا انْظُرُوا إِلَى جِرَاحِهِمْ فَإِنْ أَشْبَهَ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُولِينَ فَإِنَّهُمْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ فَإِذَا جِرَاحُهُمْ قَدْ أَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ" .

☆ ☆ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

شہداء اور اپنے بستر پر فوت ہونے والے (یعنی طبعی موت مرنے والے) لوگ ہمارے پروردگار کی بارگاہ میں ان لوگوں کے بارے میں گزارش کریں گے جو طاعون کی وجہ سے فوت ہو گئے ہیں شہداء یہ کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں یہ اسی طرح مارے گئے ہیں جس طرح ہم مارے گئے تھے جبکہ طبعی موت مرنے والے یہ کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں جو طبعی موت مرے ہیں جس طرح ہم فوت ہوئے تھے تو ہمارا پروردگار فرمائے گا: ان کے زخموں کا جائزہ لو اگر ان کے زخم مقتولین کے زخموں کی مانند ہیں تو یہ ان میں شمار ہوں گے اور ان کے ساتھ ہوں گے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) تو ان لوگوں کے زخم ان (شہداء) کے زخموں کی مانند ہوں گے۔

باب اجتماع القتال والمقتول فی سبیل اللہ فی الجنۃ .

یہ باب ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے شخص اور اسے شہید کرنے والے کا جنت میں اکٹھے ہونا

3165 - أَحْبَبَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ لَيْسَى صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَعْجَبُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ - وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى لَيَضْحَكُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ - ثُمَّ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ" .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ایسے دو افراد سے بہت خوش ہوتا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے۔ (ایک روایت میں یہ غارتگری کے لیے دو افراد پر ہنس دیتا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور پھر وہ دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔)

باب تَفْسِيرُ ذَلِكَ .

یہ باب (مذکور بالا حدیث) کی وضاحت کے بیان میں ہے

3166 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يُشْحَرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْفَدُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ ایسے دو افراد پر ہنس دیتا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور وہ دونوں جنت میں چلے جاتے ہیں یہ شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ قاتل کو توبہ کی توفیق دیتا ہے پھر وہ بھی جہاد کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے۔

باب فَضْلِ الرِّبَاطِ .

یہ باب پہرہ دینے کی فضیلت میں ہے

3167 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السَّمِطِ عَنْ سَلْمَانَ الْخَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ رَابَطَ يَوْمًا وَلَيْلَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَ لَهُ كَأَخْرِ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَمَنْ مَاتَ مُرَاطِبًا أُجِرَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ مِنَ الْأَجْرِ وَأُجِرَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ وَأَمِنَ مِنَ النَّتَنِ".

☆ ☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص اللہ کی راہ میں ایک رات اور ایک دن (سرحد پر) پہرہ دیتا ہے اُسے ایک ماہ تک نقلی روزے رکھنے اور نقلی قیام کرنے کا سوا اجر ملتا ہے اور جو شخص پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جاتا ہے اُسے اس کی مانند مسلسل اجر ملتا رہتا ہے اور اُسے رزق نصیب ہوتا ہے اور وہ شخص (قبر کی) آزمائش سے محفوظ رہتا ہے۔

3168 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو

3166 احررہ البخاری فی الجہاد، باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم فید بعد و یقتل (الحدث 2826) بحیث لا یشرف (13834)

3167 احررہ مسلم فی الامارہ، باب فصل الرباط فی سبیل اللہ عروج (الحدث 163) و احررہ النسائی فی الجہاد فصل الرباط، بحیث

(3168) . بحیث لا یشرف (4491)

3168 - منہم فی الجہاد، فصل الرباط (الحدث 3167) .

نَبِيُّ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ التَّمِيمِ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ رَاقَبَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً كَانَتْ لَهُ كَصَبَاحِ شَيْخٍ وَقِيَامِهِ فَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَآمِنَ الْفَتَنَ وَآخِرَى عَلَيْهِ رِزْقُهُ".

☆ ☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات پہرہ دیتا ہے اُسے ایک ماہ کے نفل کی مانند قیامت کے روز عطا کیا جائے گا اور اس دوران فوت ہو جائے تو اس کا عمل جاری رہتا ہے جو وہ کرتا ہے وہ شخص (قبر کی) آزمائش سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اُسے (قبر میں بھی) رزق نصیب ہوتا ہے۔

3169 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "رَبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ".

☆ ☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اللہ کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار دن (تک نفل عبادت کرنے) سے زیادہ بہتر ہے۔

3170 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهْرَةُ بْنُ مَعْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "يَوْمٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ".

☆ ☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اللہ کی راہ میں ایک دن (پہرہ دینا یا جنگ کرنا) اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار دن (تک عبادت کرنے) سے زیادہ بہتر ہے۔

باب فَضْلِ الْجِهَادِ فِي الْبَحْرِ -

یہ باب بحری جہاد کی فضیلت میں ہے

3171 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

3169 - أخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الرباط (الحديث 1667) وأخرجه الساجي في الجهاد، فصل الرباط (الحديث 3170)، نسخة الإشراف (9844).

3170 - تصدق في الجهاد، فصل الرباط (الحديث 3169).

3171 - أخرجه البخاري في الجهاد، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء (الحديث 2788 و 2789)، وفي الاستبصار، باب من رزق لوفائهم عندهم (الحديث 6282 و 6283)، وفي التعبير، باب روى النهار (الحديث 7001). وأخرجه مسلم في الإمارة باب فضل العرو في البحر الحديث 160. وأخرجه أبو داود في الجهاد، باب فضل العرو في البحر (الحديث 2491). وأخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في عرو البحر (الحديث 1645)، نسخة الإشراف (199).

سیدہ ام حرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پہلے والوں میں شامل ہو۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں سمندری سفر پر روانہ ہوئی تھیں اور جب وہ سمندری سفر سے واپس آئیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور اسی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔

3172 - أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَبَّانٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عِدْنَا لَنَسْتَقِطَ وَهُوَ يَصْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَابِي وَأُمِّي مَا أَصْحَكَ قَالَ "رَأَيْتُ قَوْمًا مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرِ". قُلْتُ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ "فَالِكِ مِنْهُمْ". ثُمَّ نَامَ ثُمَّ اسْتَقِطَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَسَأَلْتُهُ لَقَالَ يَغْنَى مِثْلَ مَقَالَتِهِ قُلْتُ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ "أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ". لَمَّا رَجَعَتْ عِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَرَكِبَ الْبَحْرَ وَرَكِبَتْ مَعَهُ فَلَمَّا خَرَجَتْ قَدِمَتْ لَهَا بَغَةٌ فَرَكِبَهَا فَصَرَغَتْهَا لَأَنْدَلَتْ عَنْقَهَا.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہم سے ہاں تشریف لائے آپ نے ہمارے ہاں دوپہر کے وقت قیلولہ کیا جب آپ بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

میں نے پٹی اُمت کے کچھ افراد کو دیکھا ہے جو اس سمندر پر یوں سوار تھے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں میں نے عرض کی: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ان میں سے ہو۔ پھر آپ سو گئے پھر آپ بیدار ہوئے تو آپ پھر مسکرا رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پھر دریافت کیا۔ (راوی کہتے ہیں: اس کے بعد پہلے واسلہ مکالمہ کی مانند مکالمہ ہوا) میں نے عرض کی: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں شامل کر دے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پہلے والوں میں شامل ہو۔

(حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) پھر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کے ساتھ شادی کر لی وہ سمندری سفر پر روانہ ہوئے تو سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بھی ان کے ہمراہ روانہ ہو گئیں جب وہ وہاں سے واپس آئیں تو ان کے ماں باپ نے ان کے لیے

3172- حرجہ البخاری فی الجہاد، باب فصل من بصرع فی سبیل اللہ فمات فیہو میہ (الحديث 2799 و 2800)، و باب غزو لمرہ فی البحر (الحديث 2877 و 2878)، و باب رکوب البحر (الحديث 2894 و 2895)، و حرجہ مسلم فی الامارہ باب فصل المعروف فی البحر (الحديث 161 و 162)، و حرجہ ابن داؤد فی الجہاد، باب فصل الغزو فی البحر (الحديث 2490 و 2492)، و حرجہ ابن ماجہ فی الجہاد باب فصل غزو البحر (الحديث 2776)، نسخة الاشراف (18307).

لایا گیا وہ اس پر سوار ہوئیں پھر وہ اس سے گر گئیں تو ان کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی (جس کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا)۔

باب غزوة الهند

یہ باب غزوہ ہند کے بیان میں ہے

3173 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثَيْدٌ لَّهُ مِنْ عُمَرَ عَنْ رَيْدِ بْنِ أَبِي أَيُّسَةَ عَنْ سَيَّارٍ قَالَ وَأَبَانَا هُشَيْبٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ جَبْرِ بْنِ عُبَيْدَةَ - وَقَالَ عُثَيْدٌ نَبَاهُ عَنْ جَبْرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَذْرَكْتُهَا أَنْفِقُ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي فَإِنْ أَقْتُلْتُ كُنْتُ مِنَ أَفْضَلِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ أَرَجَعْتُ فَإِنَّا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ساتھ غزوہ ہند کا وعدہ کیا تھا اگر میں نے اس سے پناہ لیا تو میں اپنی جان اور مال کے ہمراہ اس میں شریک ہوں گا اگر میں شہید ہو گیا تو میں بہترین شہید شمار ہوں گا اگر میں واپس آ گیا تو میں وہ ابو ہریرہ ہوں گا جسے (جہنم سے) آزاد کر دیا گیا ہو (یعنی غزوہ ہند میں شریک ہونے والے ہوگا تو بہترین شہید ہوں گے اگر زندہ واپس آ گئے تو جہنم سے آزاد شمار ہوں گے)۔

3174 - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ أَبَانَا هُشَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ جَبْرِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَعَدَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَذْرَكْتُهَا أَنْفِقُ فِيهَا نَفْسِي وَمَالِي وَإِنْ قُتِلْتُ كُنْتُ أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ رَجَعْتُ فَإِنَّا أَبُو هُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ.

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ کیا تھا اگر میں نے اس سے پناہ لیا تو میں اس میں اپنی جان اور اپنا مال خرچ کر دوں اگر میں شہید ہو گیا تو میں سب سے زیادہ فضیلت والا شہید ہوں گا اگر میں واپس آ گیا تو ایسا ابو ہریرہ ہوں گا جو (جہنم سے) آزاد کر دیا گیا ہے۔

3175 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ الرَّبِيعِيُّ عَنْ أَخِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَمْرِو عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَغْدَادِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 'عَصَابَةُ مِنَ أُمَّتِي أَحْرَرَهُمَا اللَّهُ مِنَ النَّارِ عَصَابَةُ نَغُزِرُ الْهِنْدَ وَعَصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عَيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ'.

☆ ☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے میری اُمت کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے محفوظ رکھا ہے ایک وہ گروہ ہے جو ہند کے ساتھ برکت

3173 - انظر دة السانی، و سانی فی غزوة الهند، والحديث (3174)، نسخة الاشراف (12234).

3174 - تقدم فی الجهاد، غزوة الهند، والحديث (3173).

3175 - انظر دة السانی، نسخة الاشراف (2096).

کرے گا اور ایک وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ساتھ دے گا۔

باب غزوة الترك والحبشة .

یہ باب ہے کہ ترکوں اور حبشیوں کے ساتھ جنگ (کا تذکرہ)

3176

أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي سَكِينَةَ - رَجُلٍ مِّنَ الْمُخَرَّرِينَ - عَنْ رَجُلٍ مِّنَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَفْرِ الْخَنْدَقِ عَرَصَتْ لَهُمْ صَخْرَةٌ حَالَتْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْخَفْرِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآخَذَ الْيَمْفُولَ وَوَضَعَ رِذَالَهُ نَاحِيَةَ الْخَنْدَقِ وَقَالَ "تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ". فَقَدَرْتُ ثَلَاثَ الْحَجَرِ وَسَلَّمَانُ الْفَارِسِيُّ قَانِمٌ يَنْظُرُ فَبَرَقَ مَعَ ضَرْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرْقَةٌ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّانِيَةَ وَقَالَ "تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ". فَقَدَرْتُ الثَّلَاثَ الْآخِرُ فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَرَأَاهَا سَلْمَانُ ثُمَّ ضَرَبَ الثَّالِثَةَ وَقَالَ "تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ". فَقَدَرْتُ الثَّلَاثَ الْبَاقِي وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآخَذَ رِذَالَهُ وَجَلَسَ. قَالَ سَلْمَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتَكَ حِينَ ضَرَبْتَ مَا تَضْرِبُ ضَرْبَةً إِلَّا كَانَتْ مَعَهَا بَرْقَةٌ.

قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا سَلْمَانُ رَأَيْتَ ذَلِكَ". فَقَالَ إِي وَالَّذِي بَعَثْتَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ "لَقِيتُ حِينَ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الْأُولَى رُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ كَسْرَى وَمَا حَوْلَهَا وَمَدَائِنُ كَثِيرَةٌ حَتَّى رَأَيْتُهَا بِعَيْنِي". قَالَ لَهُ مَنْ خَضَرَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَفْتَحَهَا عَلَيْنَا وَيَغْنِمَنَا دِيَارَهُمْ وَيُخَرِّبَ بِيَدَيْنَا بِلَادَهُمْ. فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ "ثُمَّ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الثَّانِيَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ قَبْصَرٍ وَمَا حَوْلَهَا حَتَّى رَأَيْتُهَا بِعَيْنِي". قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهُ أَنْ يَفْتَحَهَا عَلَيْنَا وَيَغْنِمَنَا دِيَارَهُمْ وَيُخَرِّبَ بِيَدَيْنَا بِلَادَهُمْ. فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ "ثُمَّ ضَرَبْتُ الثَّالِثَةَ فَرُفِعَتْ لِي مَدَائِنُ الْحَبَشَةِ وَمَا حَوْلَهَا مِنَ الْقُرَى حَتَّى رَأَيْتُهَا بِعَيْنِي". قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ "دَعُوا الْحَبَشَةَ مَا وَدَعُواكُمْ وَاتْرُكُوا التُّرُكَ مَا تَرَكُواكُمْ".

☆☆ ابوسکینہ ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو ایک چٹان لوگوں کے سامنے آگئی جو خندق کی کھدائی میں رکاوٹ بن گئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ نے کدال پکڑی آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک خندق کے ایک کنارے پر رکھی اور پھر یہ فرمایا:

تمہارے پروردگار کا حکم سچائی کے ساتھ اور انصاف کے مطابق پورا ہو گیا اس کے کلمات میں کوئی تبدیلی کرنے والا نہیں ہے وہ سننے والے اور علم رکھنے والا ہے۔

کتاب مجید

(پھر نبی اکرم ﷺ نے ضرب لگائی) تو اس چنان کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا، حضرت سلمان فارسی بنی ہاشم کے گھر سے ہوئے یہ خبر
رہے تھے نبی اکرم ﷺ کے ضرب لگانے کے ساتھ ہی ایک بجلی سی چمکی تھی پھر نبی اکرم ﷺ نے دوسری ضرب لگائی اور یہ پڑا
تمہارے پروردگار کا حکم سچائی کے ساتھ اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق پورا ہو گیا، اس کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہ
والا نہیں ہے وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

تو اس چنان کا ایک تہائی حصہ مزید ٹوٹ گیا، پھر ایک بجلی چمکی اسے حضرت سلمان فارسی بنی ہاشم نے دیکھا۔
پھر نبی اکرم ﷺ نے تیسری ضرب لگائی اور یہ کلمات پڑھے:

تمہارے پروردگار کا حکم سچائی اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق پورا ہو گیا، اس کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہ کرنے والا نہیں
ہے وہ سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔

تو اس کا باقی رہ جانے والا ایک تہائی حصہ بھی ٹوٹ گیا، نبی اکرم (خندق سے) باہر تشریف لائے، آپ ﷺ نے چاروں
تشریف فرما ہوئے، حضرت سلمان نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نے اس پر ضرب لگائی تو اس کے
ساتھ ایک بجلی چمکی تھی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! تم نے اس کو دیکھا تھا؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! اس ذات کی قسم
جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! یا رسول اللہ! (میں نے اُسے دیکھا تھا) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب میں نے پہلی مرتبہ ضرب لگائی تو میرے سامنے کسریٰ کے شہر اور اس کے آس پاس کے بہت سے شہر پیش کیے گئے، یہاں
تک کہ میں نے ان دو آنکھوں کے ذریعے انہیں دیکھ لیا، اُس وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس جو آپ کے اصحاب موجود تھے ان میں
سے ایک صاحب نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ان علاقوں کو ہمارے لیے فتح کر دے ورنہ مدینے
ہمیں دل غنیمت کے طور پر عطا کرے اور ہمارے ذریعے انہیں برباد کر دے (یعنی انہیں مشق کر دے)۔

تو نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا کر دی۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:)

جب میں نے دوسری مرتبہ ضرب لگائی تو میرے سامنے قیصر کے علاقے اور اس کے آس پاس کے علاقے پیش کیے گئے، میں
نے اپنی ان دو آنکھوں کے ذریعے انہیں دیکھا، لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لیے ان
علاقوں کو بھی فتح کر دے اور ان کی آبادیوں کو ہمیں غنیمت کے طور پر عطا کر دے اور ان علاقوں کو ہمارے ذریعے برباد کر دے (یعنی
فتح کر دے)۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا کی۔

(پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:)

پھر جب میں نے تیسری ضرب لگائی تو میرے سامنے حبشہ کے علاقے اور اس کے آس پاس کی بستیاں پیش کی گئیں، یہاں
تک کہ میں نے اپنی ان دو آنکھوں کے ذریعے انہیں دیکھا، تو نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا
تم لوگ حبشہ کو رہنے دو، جب تک وہ تمہیں رہنے دیتے ہیں اور ترکوں کو بھی چھوڑے رکھو، جب تک وہ تمہیں چھوڑے رہتے

تے حق میں یہ تنبیہ تھی کہ غریب و نادار مسلمانوں کو بنظر حقارت نہیں دیکھنا چاہئے کیونکہ اللہ کے نزدیک ان کو جو فضیلت حاصل ہے۔
بڑے بڑے مالداروں کو بھی حاصل نہیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالدار مسلمانوں کے مقابلہ پر غریب و نادار مسلمان کی اس اہم
فضیلت کیوں بیان فرمائی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر غریب و نادار مسلمان کا دل بہت صاف ہوتا ہے اور اس کے سبب اس کی
بہت جلد قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی بہت زیادہ کرتا ہے، اس کے برخلاف غنی و مالدار لوگ عام طور پر سب سے
شقوت میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اندر سرکشی و بے نیازی اور تکبر کا وہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو انہیں قبول حق
احکام الہی کی پیروی سے باز رکھتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آیت (مَسْخُوفٌ غَضَبُ
الَّذِينَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ، الاعراف: 146) اور اس حقیقت کا اندازہ علماء کے شاگردوں اور مسلمان
کے مریدوں کو دیکھ کر کیا جاسکتا ہے کہ ان میں سے جو لوگ غریب و نادار ہوتے ہیں وہ حق بات کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور
لوگ صاحب ثروت و مالدار ہوتے ہیں وہ ہر بات میں حیل و حجت کرتے ہیں۔

حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پہلے گزرنے والا شخص بھی مالدار مسلمانوں میں سے تھا نہ کہ کوئی کافر
کیونکہ مفاضلہ (یعنی آپس میں ایک دوسرے کی اخروی فضیلت کو ظاہر کرنے) کا تعلق کفار و مسلمین کے مابین ہو ہی نہیں سکتا (یعنی
کسی مسلمان اور کسی کافر کو ایک دوسرے کے مقابلہ پر رکھ کر یہ کہا ہی نہیں جاسکتا کہ اخروی اجر و ثواب کے اعتبار سے ان میں سے کون
شخص زیادہ افضل ہے) اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار میں سے کسی بھی شخص کی طرف سے "خیر" (یعنی اخروی سعادت و بھلائی کی
نسبت کی ہی نہیں جاسکتی) اور ظاہر ہے کہ جس شخص میں "خیر" سے کوئی وجود ہی نہ ہو سکتا ہو اس کی طرف اخروی فضیلت کی
نسبت بھی کسی طرح نہیں کی جاسکتی چنانچہ بعض علماء نے تو یہاں تک کہا ہے کہ جس مسلمان نے اپنی اپنی زبان سے یوں کہا کہ
النصرانی خیر من الیہودی (یعنی عیسائی یہودی سے افضل ہے) تو اس کے بارے میں خوف ہے کہ وہ دائرہ کفر میں داخل نہ ہو گیا ہو
کیونکہ اس نے اس جملہ کے ذریعہ گویا ان لوگوں میں "خیر" کا وجود ثابت کیا جن میں سے "خیر" کا وجود ہی نہیں ہو سکتا
تاہم اس پر کفر کا اطلاق، جزم کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ بعض موقعوں پر لفظ کے ذریعہ (اخری سعادت و بھلائی کے بجائے
حق کے زیادہ قریب کا مفہوم بھی مراد لے لیا جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ مذکورہ جملہ ادا کرنے والے نے لفظ خیر کو اسی مفہوم میں استعمال
کیا ہو۔

نبی کریم کے فقر اختیار کی کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت (یعنی ازواج مطہرات،
متعلقین) نے دو روز مسلسل جو کی روٹی سے پیٹ بھرا ہو (چہ جائیکہ گیہوں کی روٹی سے) یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا سے تشریف لے گئے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1162)
دو روز مسلسل سے یہ واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کا معمول یہی تھا کہ اگر ایک دن پیٹ بھر کر کھانا

دوسرے دن بھوکے رہے اور یہ اس وجہ سے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشحالی و ترفد کی زندگی پر فقر و افلاس کی زندگی کو ترجیح دی تھی اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا بھر کے خزانوں کی پیش کش ہوئی اور حکم ہوا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تو مکہ کے پہاڑوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سونے میں تبدیل کر دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کے خزانوں اور سونے کے پہاڑوں کو تبدیل کرنے کے بجائے فقر اور تنگدستی ہی کو اختیار کیا اور فرمایا کہ میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھروں اور ایک دن بھوکا رہوں، تاکہ جس دن پیٹ بھروں اس دن اللہ کا شکر ادا کروں اور جس دن بھوکا رہوں اس دن صبر کروں۔

مذکورہ بالا حدیث سے بعض لوگوں کے اس قول کی تردید ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری حصہ میں غمی و مالدار ہو گئے تھے، کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں واقعتاً غمی ہو گئے تھے تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کہنے کے کیا معنی ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہی معمول رہا کہ انہوں نے کبھی مسلسل دو دن تک جو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا؟ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جب آخری زمانہ نبوی میں اسلام کو طاقت اور غلبہ ملا اور مجاہدین اسلام نے مختلف علاقوں کو فتح کیا تو اس صورت میں مال غنیمت کا مقررہ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملا اور تھوڑا بہت مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا رہا مگر روایات صحیحہ شاہد ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس مال کو بھی اپنے پاس کبھی نہیں رکھا، بلکہ جس طرح آتا اسی طرح اس کو اپنے پوردکار کی خوشنودی کی راہ میں خرچ کر دیتے اور خود ہمیشہ کی طرح خالی ہاتھ رہ جاتے، البتہ دل کا غنا اور بڑھ جاتا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ مسلسل کئی کئی راتیں بھوک میں گزار دیتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کو رات کا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا اور وقتاً فوقتاً کھانا میسر ہونے کی صورت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر عام طور سے جس چیز کی روٹی ہوتی تھی وہ جو تھا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہمارے زمانہ کے غریب و نادار لوگوں اور فقراء میں سے کوئی بھی شخص اتنی سخت زندگی نہ تو گزارتا ہے اور نہ گزار سکتا ہے جتنی سخت زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزارتے تھے اور یہ شان اس ذات گرامی کی تھی جو نہ صرف افضل البشر بلکہ افضل الانبیاء ہے جس کے چشم دابر کے اشارے پر دنیا بھر کی نعمتیں اس کے قدموں میں آ سکتی تھیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز زندگی میں غریب و نادار مسلمانوں کے لئے بڑی تسلی و اطمینان کا سامان پوشیدہ ہے۔ واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر فقر و افلاس کی زندگی گزارنا اور بھوک کی صعوبت کو برداشت کرنا کوئی اضطرار و مجبوری کے درجہ کی چیز نہیں تھی بلکہ یہ اپنے قصد و اختیار کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دنیا کی لذات اور نعمتوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے، قوت لایموت پر قناعت کرتے اور اپنی اور اپنے اہل بیت کی ضروریات پر فقراء و مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کی ضروریات کو ترجیح دے کر ایثار نفس پر عمل پیرا تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی سخت زندگی گزارتے تھے۔

باب فضل من جہز غازیاً

یہ باب ہے کہ جو شخص غازی کو سامان (جنگ) فراہم کرے اس کی فضیلت

3180 - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالتَّحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ التَّحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا لِي سَبِيلَ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَهُ لِي أَهْلِيهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا".

☆ ☆ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ فرمان لقل کرتے ہیں:

"جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والے) کسی غازی کو سامان فراہم کرتا ہے تو وہ شخص بھی گویا جہاد میں شریک ہوتا ہے اور جو شخص اس غازی کی غیر موجودگی میں اس کے اہل خانہ کا خیال رکھتا ہے وہ بھی گویا جنگ میں حصہ لیتا ہے۔"

3181 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ بُجَيْبٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا لِي أَهْلِيهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا".

☆ ☆ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کسی غازی کو سامان فراہم کرتا ہے وہ بھی جنگ میں حصہ لیتا ہے اور جو شخص غازی کی غیر موجودگی میں اس کے اہل خانہ کا خیال رکھتا ہے وہ بھی جنگ میں حصہ لیتا ہے۔"

3182 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرُو بْنِ جَاوَانَ عَنِ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نُرِيدُ الْحَجَّ فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا نَضْعُ رِحَالَنَا إِذْ آتَانَا ابْنُ قَيْسٍ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا فِي الْمَسْجِدِ وَالزُّبَيْرُ فَإِنَّا لَنُطَلَّقُنَا فَإِذَا النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَى نَفَرٍ فِي وَسْطِ الْمَسْجِدِ وَفِيهِمْ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي رُقَيْصٍ فَإِنَّا لَنَكْذِبُكَ إِذْ جَاءَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَيْهِ مِلَاتَةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَعَ بِهَا رَأْسَهُ فَقَالَ أَهَا هُنَا طَلْحَةُ أَهَا هُنَا الزُّبَيْرُ أَهَا هُنَا سَعْدُ قَالُوا نَعَمْ . قَالَ فَإِنِّي أَنشِدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَتَّعَ مَرْبَدَةَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ" . فَأَتَيْتُهُ بِعِشْرِينَ أَلْفًا أَوْ بِخَمْسَةِ وَعِشْرِينَ أَلْفًا فَأَتَيْتُ

3180 - أخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل من جهز غازیاً او خلفه بخير (الحديث 2843) . و أخرجه مسلم في الامارة، باب فضل لاعنة الغاري في سبيل الله بمر كوب وغیره و خلفه في اهله بخير (الحديث 135 و 136) . و أخرجه ابو داود في الجهاد، باب ما يجرى من امر (الحديث 2509) . و أخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من جهز غازیاً (الحديث 1628 و 1631) . و أخرجه النسائي في الجهاد، فضل من جهز غازیاً (الحديث 3181) . تحفة الاشراف (3747) .

3181 - تقدم في الجهاد، باب فضل من جهز غازیاً (الحديث 3180) .

3182 - أخرجه النسائي . و سياتي في الاحباس، باب وقف المساجد (الحديث 3608 و 3609) . تحفة الاشراف (9781)

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتَهُ فَقَالَ "اجْعَلُهُ فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ". قَالُوا: النِّبِيُّ نَعَمْ. قَالَ: أَتَشُدُّكُمْ بِاللَّهِ الَّتِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ الشَّاعِ بِشَرِّ رُومَةٍ عَفَرَ اللَّهُ لَهُ قَاتِنَتَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ انْتَفَيْتَا بِكَذَا وَكَذَا قَالَ: "اجْعَلِيَا بِقَابَةِ الْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ". قَالُوا: النِّبِيُّ نَعَمْ. قَالَ: أَتَشُدُّكُمْ بِاللَّهِ الَّتِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ فِي وَجْهِهِ الْقَوْمِ فَقَالَ: "مَنْ يُجَيِّزُ هَؤُلَاءِ عَفَرَ اللَّهُ لَهُ". يَعْنِي جَنَاشِ الْمُسْرِئَةِ فَجَيِّزْتُهُمْ حَتَّى لَمْ يَفْقِدُوا عَقَالًا وَلَا عِطَامًا. فَقَالُوا: النِّبِيُّ نَعَمْ. قَالَ: النِّبِيُّ الشَّهِيدُ النِّبِيُّ الشَّهِيدُ الشَّهِيدُ.

☆ ☆ احنف بن قیس بیان کرتے ہیں ہم لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے ایک مرتبہ ہم اپنے پڑاؤ کی جگہ پر موجود تھے ہم نے اپنے پالان سوار یوں سے اتار لیے ہوئے تھے ایک شخص ہمارے پاس آیا اور بولا: لوگ مسجد میں اکٹھے ہو گئے ہیں اور وہ لوگ خوفزدہ ہیں ہم لوگ مسجد میں گئے وہاں مسجد کے درمیان میں چھوٹے لوگ اکٹھے تھے۔ ان میں حضرت عثمان غنی اور حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص موجود بھی تھے۔ ابھی اسی طرح کی صورت حال تھی کہ اسی دوران حضرت عثمان غنی جیسا وہاں شریف سے آئے انہوں نے زرد رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور چادر کے ذریعے سر کو بھی ڈھانپا ہوا تھا انہوں نے دریافت کیا: کیا یہاں حضرت طلحہ ہیں؟ کیا یہاں حضرت زبیر ہیں؟ کیا یہاں حضرت سعد ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عثمان غنی نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو ہون فلاں کی جگہ خرید لے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا تو میں نے میں بزار (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) ہمیں بزار کے عوض وہ جگہ خریدی پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

تم اسے ہماری مسجد کے لیے دے دو اس کا اجر تمہیں ملے گا۔

تو ان حضرات نے جواب دیا: اللہ کی قسم! جی ہاں! (ایسا ہی ہے) پھر حضرت عثمان غنی غرض نے فرمایا:

میں تم لوگوں کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

جو شخص ہر رومہ کو خرید لے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا تو میں نے اسے اتنے بیسوں کے عوض میں اسے خرید لیا تھا پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: میں نے اس کو اتنی رقم کے عوض میں خرید لیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

تم اسے مسلمانوں کے پانی حاصل کرنے کے لیے مخصوص کر دو اس کا اجر تمہیں مل جائے گا۔

تو ان لوگوں نے جواب دیا اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس سے ماہرین و اہل علم نہیں ہے کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین کی طرف دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا تھا جو شخص ان لوگوں کو سامان فراہم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔ (راوی کہتے ہیں اس سے مراد ان لوگوں سے موقع پر سامان فراہم کرتا تھا) تو میں نے ان لوگوں کو سامان فراہم کیا تھا یہاں تک کہ انہیں رسیاں اور لگا میں تک فراہم کرنا تھا تو ان لوگوں نے جواب دیا اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اے اللہ! تو گواہ ہو جا!

شرح

بئر رومہ کا کنواں "یہ مدینہ کے اس بڑے کنویں کا نام ہے جو دادہ عقیق میں مسجد قبلتین کے شمالی جانب واقع ہے۔ اس کنویں کا پانی نہایت شریری، لطیف اور پاکیزہ ہے۔ اس مناسبت سے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق اس کنویں کو خریدنے اور وقف کرنے کے سبب حضرت عثمان کا جنتی ہونا ثابت ہوا، اس کنویں کا ایک نام "بئر جنت یعنی جنتی کنواں" بھی مشہور ہے اس زمانہ میں حضرت عثمان نے اس کنویں کو ایک لاکھ درہم کے عوض خریدا تھا۔ "اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کا ڈول بنادے" یہ "وقف کرنے" سے کتنا یہ ہے یعنی جو شخص اس کنویں کو خریدے اور اس کو اپنی ذاتی ملک قرار نہ دے بلکہ رفاہ عام کے لئے وقف کر دے تاکہ جس طرح خود وہ شخص اس کنویں سے فائدہ اٹھائے اسی طرح دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں اس سے معلوم ہوا کہ مقامات (یعنی کنواں، تالاب اور حوض وغیرہ) وقف کرنا جائز ہے اور یہ کہ وقف کی ہوئی چیز وقف کرنے والے کی ملکیت سے نکل جاتی ہے۔" ہاں، اے اللہ! ان الفاظ کے ذریعہ ان لوگوں نے حضرت عثمان کی تصدیق کی کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس کی صداقت میں ہمیں ذرا برابر شبہ نہیں ہے پہلے اللہم (اے اللہ) کا لفظ اسم الہی کے ساتھ حصول برکت کے لئے بھی تھا اور اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لئے بھی۔ "فلاں شخص کی اولاد" سے مراد انصار سے تعلق رکھنے والے خاندان کے وہ افراد تھے جو مسجد نبوی کے قریب آباد تھے اور ان کی ملکیت میں ایسی زمین تھی جس کو مسجد نبوی میں شامل کر دینے سے مسجد شریف وسیع اور کشادہ ہو جاتی، لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو متوجہ کیا کہ جو شخص بہت استطاعت رکھتا ہو وہ اس زمین کو خرید کر مسجد میں شامل کرنے کے لئے وقف کر دے۔

حضرت عثمان غنی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق اس زمین کو بیس ہزار یا پچیس ہزار درہم کے عوض خرید کر مسجد نبوی میں شامل کرنے کے لئے وقف کر دیا، مسجد نبوی کی اصل تعمیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پہلے سال صحابہ کرام کے ساتھ ملکر اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی تعمیر کی اور پھر ہجرت کے ساتویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں اضافہ فرما کر مربع شکل میں کر دیا۔ اس وقت اس کی دیواریں اینٹوں سے تھیں اور چھت کھجور کی ٹہنیوں اور چٹوں سے بنائی گئی تھی۔ اور اس کے ستون کھجور کے تنوں پر مشتمل تھے۔ حضرت ابو بکر کے عہد خلافت میں اس مسجد میں کوئی ترمیم و توسیع نہ ہوئی، پھر ۱۷ھ میں حضرت عمر فاروق نے اس کی مرمت کرائی اور اضافہ بھی فرمایا۔ اس کے بعد ۵۹ھ

میں حضرت عثمان نے اس کی از سر نو تفسیر کرائی اور اس کے وسعت و کشادگی کو بھی بڑھایا۔

انہوں نے اس کی دیواریں اور ستون منقش پتھروں اور چوڑے سے بنوائے اور چھت سا کھوکی لکڑی کی کروائی۔ حضرت عثمان کے بعد خلفاء اور بادشاہ اپنے اپنے دور میں اضافے اور مرمت کراتے رہے یہاں تک کہ ۱۲۶۵ھ میں سلطان عبدالجید عثمانی نے اسے انداز پر اس مسجد کی پر شکوہ تفسیر کرائی۔ اور پھر اس تفسیر کی دوبارہ تجدید اور توسیع ۱۳۷۲ھ میں شاہ ابن سعود مرحوم کے حکم سے کی گئی۔ اور دود (حقیقی) شہید ہیں "یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا مشین کوئی فرمائی کہ اس وقت یہاں پھاڑی پر جو چار آدمی موجود ہیں ان میں میرے اور ابوبکر صدیق کے علاوہ باقی دو آدمیوں یعنی عمر اور عثمان کو شہادت حقیقی حاصل ہوگی۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات حقیقی معنی میں شہید ہوئے کہ ایک (حضرت عمر) نے تو قاتلانہ حملے کے نتیجے میں شجر کے زخم سے شہادت پائی اور دوسرے (حضرت عثمان) کو باغیوں نے گھر میں گھس کر نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کر کے جام شہادت پلایا۔

پس حدیث کے یہ الفاظ اس بات کے سنائی نہیں ہیں کہ شہادت حکمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کو حاصل ہوئی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت اس زہر کے اثر عود کرنے سے ہوئی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی عرصہ پہلے غزوہ خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں ملا کر دیا تھا اور حضرت ابوبکر کی موت اس سانپ کے زہر کے اثرات عود کرنے سے ہوئی تھی جس نے ان کو سفر ہجرت کے دوران عارثور میں ڈس لیا تھا "اللہ اکبر کا نعرہ لگایا" یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر پہلے "اللہ اکبر" کہا اور پھر بعد میں مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے اور یہ "اللہ اکبر" کہنا اپنے باغیوں اور دشمنوں پر زیادہ سے زیادہ حجت قائم کرنے کی نیت سے بھی تھا اور اس امر پر اظہار تعجب کے لئے بھی کہ یہ لوگ ایک طرف تو میری باتوں کی تردید کر رہے ہیں اور خود زبان سے ان حقائق کو تسلیم کر رہے ہیں جن سے میری منقبت ظاہر ہوتی ہے اور دوسری طرف اپنی ملحدانہ اور باغیانہ کاروائیوں میں بدستور لگے ہوئے ہیں اور فتنہ و فساد پھیلانے اور مجھے ہلاک کر دینے کے عزائم سے باز آنے پر تیار نہیں ہیں۔

باب فضل النفقة فی سبیل اللہ تعالیٰ

یہ باب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت میں ہے

3163 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ سَيْكُنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عُمَيْدٍ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ لِمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ تَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ تَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ تَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ تَابِ الرِّيَّانِ" فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ كَلِمَاتٌ قَالَ "نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ".

★★ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص اللہ کی راہ میں (کسی بھی چیز کا) جوڑا خرچ کرے گا تو جنت میں یہ احسان کیا جائے گا اسے اللہ کے بندوں میں سے بہتر ہے تو جو شخص نمازی ہے اسے نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص جہاد کرتے والا ہے اسے جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص صدقہ کرتے والا ہے اسے صدقہ کرنے کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص رکعتیں رکھنے والا ہے اسے ریان نامی دروازے سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگر کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے تو اس کے کیا سنبھال سکیں؟
دروازوں سے بلایا جائے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے یہ امید ہے تم بھی ان میں شامل ہو گے۔
جنت کے دروازوں سے بلانے کا بیان

جنت کے دروازوں سے بلانے کا بیان

3184 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيعٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْثِيُّ عَنْ ثَعْلَبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَمَّا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اتَّقَى رُؤُوسَ سَبِيلِ اللَّهِ دَعَتْهُ حَوَالَةُ الْجَنَّةِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا فُلَانُ هَلَمْ فَادْخُلْ". لَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّ نَبِيَّكَ نَرَى هَلْهُ . لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنِّي لَا رَجُؤَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ".

★★ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص اللہ کی راہ میں (کسی بھی چیز کا) جوڑا خرچ کرتا ہے تو جنت کے دروازے سے بلایا جائے گا۔
کہیں کے اسے اللہ بلانے والا ہو جائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے شخص کو تو کوئی خسارہ نہیں ہوگا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
مجھے امید ہے تم بھی ان میں شامل ہو گے۔

3185 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ مَعَاوِيَةَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ حَدِّثْنِي . قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ نَسْلِمٍ يَتَّقِي مِنْ كُلِّ مَالٍ لَهُ زَوْجَيْنِ لِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا اسْتَقْبَلَتْهُ حَبَّةُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ يَدْعُوهُ إِلَى مَا عِبَدُوا مِنْ دُونِكَ قَالَ "إِنْ كَانَتْ إِبِلًا لَيَعْبُرْنِ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرًا لَيَفْرَتْنِ".

★★ مسعود بن معاویہ بیان کرتے ہیں میری ملاقات حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے کہا آپ مجھے:

حدیث سنائیں انہوں نے فرمایا: اچھا!

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو بھی مسلمان اپنے مال میں سے (کسی بھی چیز کا) ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو جنت کے دربان (قیمت کے دن) اس شخص کا استقبال کریں گے وہ سب اسے اپنی طرف آنے کی دعوت دیں گے۔

مضمود کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اس سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد ہے اگر اونٹ ہوں تو دو اونٹ اگر گائیں ہوں تو دو گائیں۔

3186 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْأَشَجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الزُّكَيْنِ الْقَزَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمِيلَةَ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ قَاتِلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُتِبَتْ لَهُ بِسَبْعِمِائَةِ ضَعْفٍ".

☆ ☆ حضرت خرم بن قاتک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کرتا ہے تو یہ چیز اس کے لیے سات سو گنا کے طور پر نوٹ کر لی جاتی ہے۔

دس گنا سے سات سو گنا اور بے حساب اجر دینے کی وجوہات کا بیان

قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا ہے:

(آیت) مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْثَالِهَا . (الانعام: ۱۶۰)

ترجمہ: جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو اس جیسی دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔

اور یہاں البقرہ کی آیت: ۲۶۱ میں فرمایا ہے جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرے گا اس کو سات سو گنا اجر ملے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا اس اجر کو دگنا کر دے گا۔ ایک اور مقام پر فرمایا ہے۔

(آیت) انما يوفي الصبرون اجرهم بغير حساب . . (الزمر: ۱۰)

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

کسی نیکی کا اجر دس گنا ہے کسی نیکی کا اجر سات سو گنا ہے اور کسی نیکی کا اجر بے حساب ہے اب سوال یہ ہے کہ اجر کے یہ مختلف مدارج کس حساب سے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے جو اللہ کی راہ میں حساب سے خرچ کرتا ہے اس کو اللہ حساب سے اجر دیتا ہے اور جو اللہ کی راہ میں بے حساب خرچ کرتا ہے اس کو اللہ بے حساب اجر دیتا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ اجر و ثواب کے مدارج کا یہ فرق نیت اور خلوص کے مدارج کے اعتبار سے ہے مثلاً ایک کروڑ پتی کسی بھوکے کو دو روٹیاں دے دے یہ بھی نیکی ہے ایک متوسط آمدنی والا کسی بھوکے کو دو روٹیاں دے دے یہ بھی نیکی ہے اور جس کی کل کائنات دو روٹیاں تھیں وہ اگر بھوکے کو دو روٹیاں دے دے گا تو خود بھوکا رات گزارے گا اس کا بھوکے کو دو روٹیاں دینا بھی نیکی ہے لیکن یہ تینوں نیکیاں برابر نہیں ہیں تو ان کا اجر برابر کیسے ہوگا جس کی کل متاع دو روٹیاں ہیں اس کا دو روٹیاں دینا ایسے ہے جیسے ایک کروڑ پتی اپنی ساری دولت کسی کو دے دے اس لیے یہ ہو سکتا ہے کہ کروڑ پتی کو

اس نیکی کا اجر دس گنا ملے گا متوسط آمدنی والے کو سات سو گنا اجر ملے اور جس کے پاس تھیں ہی دو روٹیاں اس کو بے حساب اجر ملے۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لیے بے حساب اجر کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ اللہ کی راہ میں از خود خرچ کرنا آسان ہے اور کسی ناگہانی آفت اور نقصان پر شکوہ و شکایت نہ کرنا اور خاموشی سے اس نقصان کو برداشت کرنا مشکل ہے کیونکہ جب آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے منصوبہ اور پروگرام کے مطابق خرچ ہوتا ہے اس کو خرچ کرنے سے طمانیت اور تسکین حاصل ہوتی ہے کسی غریب اور فقیر کی حالت زار کو دیکھ کر جو اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اس کی تکلیف سے اس کو جو تکلیف ہوتی ہے اس کا ازالہ ہوتا ہے لیکن اچانک اور ناگہانی نقصان ہو جائے جس میں اس کے پروگرام اور منصوبہ کا دخل نہ ہو جس میں کسی وجہ سے خوشی اور تسکین اور کوئی پہلو نہ ہو ماسوا اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس غم کو خاموشی کے ساتھ برداشت کر لے اور کسی کے سامنے حرف شکایت زبان پر نہ لائے یہ عمل اپنے پروگرام اور منصوبہ کے مطابق خرچ کرنے کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہے۔

صدقات و خیرات کے آداب و شرائط کا بیان

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ اجر و ثواب تب حاصل ہوگا جب صدقہ دینے کے بعد احسان جتایا جائے نہ طعنہ دے کر اس کو اذیت پہنچائی جائے جس کو صدقہ دیا ہے امام رازی نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے جب غزوہ تبوک میں ایک ہزار اونٹ مع کچھ دلوں کے دیئے اور ایک ہزار دینار دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی: اے میرے رب! میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی عثمان سے راضی ہو جا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنے مال سے چار ہزار دینار صدقہ کیے تو یہ آیت نازل ہوئی: جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر جو کچھ خرچ کیا اس پر احسان جتاتے ہیں نہ تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے ان پر کچھ خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرہ: ۲۶۳)

(تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

اور تیسری آیت میں یہ فرمایا ہے: اگر کسی کو صدقہ دینے کے بعد طعنہ دے کر اس کو اذیت پہنچائی تو اس سے بہتر ہے کہ اس کو صدقہ نہ دیا جائے اور اس سے کوئی نیک اور اچھی بات کہہ دی جائے مثلاً سائل سے یہ کہہ دے کہ اس وقت ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے اور اس سے معذرت کرے یا اس کی کسی اور دینے والے کی طرف رہنمائی کر دے یا کسی مسلمان کو کوئی نصیحت کرنا اس کی خیر خواہی میں کوئی بات کرنا کسی کو نیک مشورہ دینا ایسے صدقہ کرنے سے بہتر ہے جس کے بعد اس شخص کی دل آزاری کی جائے جس کو صدقہ دیا اور اس رکوع کی چوتھی آیت میں یہ فرمایا ہے کہ صدقہ اور خیرات کرنے والے اخلاص کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے صدقہ دیں لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لیے صدقہ نہ دیں وہ ضرورت مندوں سے اپنی سخاوت اور دریادلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں ان کی فیاضی کا ذکر ہوا اگر انہوں نے اپنی سخاوت اور دریادلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں ان کی فیاضی کا ذکر ہوا اگر انہوں نے اپنی سخاوت اور دریادلی کے قصیدے سننے کی خواہش نہ رکھیں نہ یہ چاہیں کہ عام لوگوں میں ان کی فیاضی کا ذکر ہوا اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کا یہ تمام عمل ضائع ہو جائے گا اور اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا اور ان کی مثال ایسے ہے جیسے کسی چکنے پتھر پر مٹی جمع ہو گئی اور بارش نے اس کو بالکل صاف کر دیا خلاصہ یہ ہے

۱۔ صدقہ کی مقبولیت اور اس پر اجر ملنے کی تین شرطیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں:

(۱) احسان نہ بنایا جائے۔

(۲) جس کو صدقہ دیا ہو اس کو طعنہ دے کر آذیت نہ پہنچائی جائے۔

(۳) اخلاص کے ساتھ صدقہ دیا جائے لوگوں کو دکھانے اور ستانے کے لیے نہ دیا جائے۔

صدقات کے مصارف اجر و ثواب اور آداب و شرائط کے متعلق احادیث

حافظ سیوطی بیان کرتے ہیں: امام طبرانی نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کے حسن اور اس کی تندرستی کو دیکھ کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکاش یہ شخص اللہ کی راہ میں ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے جا رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اگر یہ اپنے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کے لیے جا رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اگر یہ اپنی ضروریات میں خود کو سوال سے روکنے کے لیے جا رہا ہے تو یہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر یہ لوگوں کو دکھانے اور فخر کے لیے جا رہا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔

امام احمد اور امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں کسی زائد چیز کو خرچ کیا اس کو سات سو گنا اجر ملے گا اور جس نے پانی ذات پر اور اپنے اہل پر خرچ کیا اور کسی مریض کی عیادت کی یا راستہ سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹادی تو اس کو دس گنا اجر ملے گا اور جب تک روزہ کو پاس نہ کرے وہ اس کے لیے ڈھال ہے اور جس شخص کو اللہ کسی جسمانی بیماری میں مبتلا کرے تو اس کو بھی اجر ملے گا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعمال کی سات قسمیں ہیں دو عمل واجب کرتے ہیں دو عملوں کا بدلہ ایک مثل ہے ایک عمل کا بدلہ دس گنا ہے ایک عمل کا بدلہ سات سو گنا ہے اور ایک عمل ایسا ہے کہ اس کے ثواب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا رہے وہ دو عمل جو واجب کرتے ہیں تو جو شخص اس حال میں اللہ سے ملاقات کرے کہ اس نے اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کی ہو اور شرک بالکل نہ کیا ہو اس کے لیے جنت واجب ہے اور جس نے اللہ سے اس حال میں ملاقات کی ہو کہ اس نے شرک کیا ہو اس کے لیے دوزخ واجب ہے۔ (اور جن دو کاموں کا ایک مثل اجر ہے تو) جس نے برا کام کیا اس کو ایک برائی کی سزا ملے گی اور جس نے نیکی کا صرف ارادہ کیا اس کو ایک نیکی کا اجر ملے گا (اور جن کاموں کا سات سو گنا اجر ہے تو) جس نے اللہ کی راہ میں ایک درہم خرچ کیا اس کو سات سو درہموں کا اجر ملے گا اور جس نے اللہ کی راہ میں ایک دینار خرچ کیا اس کو سات سو دیناروں کا اجر ملے گا اور روزہ اللہ کے لیے ہے اس کے عامل کے ثواب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ کسی آدم کو اللہ کی راہ میں بھیجتے ہیں یا کسی آدمی پر خرچ کرتے ہیں پھر اس پر احسان رکھتے ہیں اور اس کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں: میں نے اللہ کی راہ میں اتنا اتنا خرچ کیا اللہ کے نزدیک اس عمل کا

شہ نہیں ہوگا اور جو لوگ کسی کو دے کر یہ کہتے ہیں کہ کیا میں نے تم کو فلاں فلاں چیز نہیں دی تھی وہ اس کو ایذا پہنچاتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ امام احمد امام بن المذہب اور امام بیہقی نے شعب الزامان میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان جنانے والا ماں باپ کا نافرمان عادی شرابی جادو پر ایمان رکھنے والا اور کافران جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

امام بزاز اور امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تین شخصوں کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا: ماں باپ کا نافرمان عادی شرابی اور کچھ دے کر احسان جنانے والا۔ (اللہ الخرج ص ۲۳۰-۲۳۱ مطبوعہ مکتبۃ پشادہ لکھنؤ)

باب فضل الصدقة فی سبیل اللہ عزّ وجلّ .

یہ باب اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی فضیلت میں ہے

3187 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عَمْرِو بْنِ عَمَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا تَصَدَّقَ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لِكَاثِبَيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسَبْعِمِائَةِ نَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ".

★★ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک شخص نے گام سمیت ایک اونٹنی اللہ کی راہ میں صدقہ کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن یہ شخص گام والی سات سواونٹنیوں کے ہمراہ آئے گا (یعنی اسے سات سواونٹنیاں صدقہ کرنے کا اجر ملے گا)۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی رضا جوئی اور اپنے دلوں کو مضبوط رکھنے کے لیے خرچ کرتے ہیں ان کی مثل اونچی زمین پر ایک باغ کی طرح ہے جس پر زوردار بارش ہو تو وہ اپنا پھل دگنلا لائے پھر اگر اس پر زوردار بارش نہ ہو تو اسے قسم ہی کافی ہے۔ (البقرہ ۲۱۵)

جہاد اور اللہ کی رضا جوئی میں خرچ کرنے کی مثالوں کا فرق

اس سے پہلے فرمایا تھا کہ جو اللہ کی راہ (جہاد) میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی طرح ہے جس نے سات خوشے اگائے کہ ہر خوشے میں سات سو دانے ہیں اور اسی پر عطف کرتے ہوئے فرمایا: اور جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اونچی زمین پر ایک باغ کی طرح ہے دنیا میں زراعت سے غلہ اور پھل حاصل ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں ان کے اجر و ثواب کی مثال بھی دانوں (غلہ) اور پھلوں سے دی ہے اور جس نے اللہ کی راہ (جہاد) میں

خرچ کیا اس کے اجر کی مثال دانوں سے دی ہے اور جس نے اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کیا اس کی مثال باغ سے دی ہے اور جو رضا جوئی کے لیے خرچ کیا اس کی مثال باغ سے دی ہے اور جو رضا جوئی اور اسلام پر اپنا دل مضبوط رکھنے کے لیے خرچ کرتا ہے اس کی مثال باغ کے ساتھ دینے میں یہ لطافت ہے کہ جس طرح باغ میں درختوں کی جڑیں زمین میں پیوست اور مضبوط ہوتی ہیں اسی طرح اس خرچ کرنے والے کے سینہ میں اسلام کی جڑیں پیوست اور مضبوط ہیں۔ اس کے برخلاف غلہ کے دانے کھیتوں سے حاصل ہوتے ہیں اور کھیت کی جڑیں زمین میں پیوست اور مضبوط نہیں ہوتیں نیز کھیت میں پانی لگانے کی برکھیتی کے وقت ضرورت ہوتی ہے اور باغ پانی لگانے سے مستغنی ہوتا ہے سو اسی طرح جہاد کے لیے ہر مرتبہ جہاد کے وقت مال خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتا ہے اس کے لیے کسی وقت اور موقع کی قید نہیں ہے وہ ہر وقت اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتا ہے۔

ریا کار منافق اور مخلص مومن کے راہ خدا میں خرچ کرنے کی مثالوں کا فرق

اس سے پہلی آیت (البقرہ: ۲۶۳) میں اللہ تعالیٰ نے منافق کے خرچ کرنے کی مثال دی تھی کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا اور ریا کاری سے اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کی مثال اس چکنے پتھر کی طرح ہے جس پر (کچھ) مٹی ہو پھر اس پر زور کی بارش ہوئی جس نے اس پتھر کو بالکل صاف کر دیا احسان جانے والے ایذا پہنچانے والے اور منافق کو چکنے پتھر سے تشبیہ دی ہے اور ان کے خرچ کرنے کے ظاہری عمل کو چکنے پتھر پر پڑی ہوئی تھوڑی سی مٹی سے تشبیہ دی ہے اور قیامت کے دن کو زوردار بارش سے تشبیہ دی ہے۔ اور قیامت کے دن ان کے نامہ اعمال سے وہ سب دھل کر صاف ہو جائے گا جیسا کہ اس آیت میں ہے:

(آیت) وَقَدْ مَنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَبَجَعْنَاهُ حَبًا مَسْجُورًا . . (الفرقان: ۲۳)

ترجمہ: اور (ان کافروں نے اپنے زعم میں جو بھی نیک) عمل کیے ہیں ہم ان کی طرف قصد فرمائیں گے پھر ہم انہیں (فضاء میں) بکھرے ہوئے (غبار کے) باریک ذرے بنا دیں گے۔

اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اخلاص سے خرچ کرنے والے مومن کی مثال دی ہے جو اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر اپنے دل کو مضبوط رکھنے کے لیے خرچ کرتا ہے اس کے اجر و ثواب کی مثال بلندی پر لگے ہوئے اس باغ کی طرح ہے جس پر زور کی بارش ہو تو وہ اپنا پھل دگنا لائے اور اگر زور کی بارش نہ ہو تو اس باغ کی ثمر آوری کے لیے معمولی شبنم ہی کافی ہے سو اسی طرح اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی اور دین پر ثابت قدم رہنے کے لیے زیادہ خرچ کرے یا کم خرچ کرے اللہ کے ہاں اس کے اجر و ثواب کا جو باغ لگا ہوا ہے وہ پھلتا پھولتا رہے گا اس میں مخلص مسلمانوں کو یہ تسلی دینا ہے کہ اگر کوئی مسلمان تنگ دست اور کم حیثیت ہے تو وہ یہ غم نہ کرے کہ اگر اس نے اللہ کی راہ میں اپنی تنگ دستی کی وجہ سے کم خرچ کیا تو اللہ کے نزدیک اس کم حیثیت ہوگی بلکہ یہ فرمایا کہ مومن اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی کے لیے حسب حیثیت کم خرچ کرنے یا زیادہ آخرت میں اس کے اجر و ثواب کا باغ پھلتا پھولتا رہے گا۔

اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر ثابت قدمی کے لیے خرچ کرنے کی صورتیں

اس آیت (البقرہ: ۲۶۵) میں اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر ثابت قدمی کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) اللہ کی رضا جوئی اور اپنے دلوں کو اسلام پر مضبوط رکھنے کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو احکام شرع پر عمل کرنے کا عادی بنائیں اور اپنے نیک اعمال کو ایسی خیتوں اور ایسے کاموں سے محفوظ رکھیں جن سے وہ نیک اعمال فاسد ہو جائیں ایسی خیتوں میں ریا کاری اور دکھاوے کی نیت سے اپنا اور ایسے کاموں میں صدقہ لینے والے پر احسان جتنا اور طعنہ دے کر اسے تکلیف پہنچاتا ہے۔

(۲) دل کا ثابت قدم رہنا صرف اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: سنو! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے تو جو شخص اس کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے اس کا اسلام پر اس وقت تک مطمئن اور مضبوط نہیں ہوتا جب تک اس کا خرچ کرنا محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے نہ ہو اسی وجہ سے حضرت علی نے خرچ کرتے وقت فرمایا: ہم ابو بکر نے حضرت بلال کو بھاری قیمت پر خرید کر آزا کیا اور مشرکوں نے کہا: ضرور بلال نے ابو بکر پر کوئی احسان کیا ہوگا جس کا بدلہ چکانے کے لیے ابو بکر نے بلال کو اتنی گراں قیمت پر خرید کر آزا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر کی مدح میں فرمایا:

(آیت) وما لاحد عنده من نعمة تجزى ، الا ابتغاء وجه ربه الاعلى ، ولسوف يرضى (البقرہ: ۲۱۰-۱۹)

اور اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ وہ صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے (اپنا مال خرچ کرتا ہے) جو سب سے بلند ہے، اور ضرور وہ غنیمت راضی ہوگا۔

اسی طرح حضرت صہیب رومی جب اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنا سارا مال و متاع مکہ میں چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آگئے تو یہ آیت نازل ہوئی:

(آیت) ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله . (البقرہ: ۲۰۷) اور بعض لوہ ہیں جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنے نفس فروخت کر دیتے ہیں سو جب انسان کی طبیعت میں یہ چیز راسخ ہو جاتی ہے کہ وہ محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے اپنے مال کو خرچ کرتا ہے اور اس خرچ سے کوئی نفسانی منفعت مطلوب نہیں ہوتی تو اس کے دل میں اسلام کی جڑیں پیوست ہو جاتی ہیں اور اسلام پر اس کا دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت صہیب رومی اور دیگر صحابہ کرام اسی پائے کے مخلصین تھے۔

(۳) جب انسان بار بار اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کرتا ہے تو اللہ کی رضا جوئی اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے اور اگر کبھی اس سے کسی نیک کام میں غفلت بھی ہو جائے تو اس کا دل فوراً اللہ کی جانب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور یہی اسلام پر ثابت قدم رہنے کا وہ مرتبہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

(۴) مخلصین جب اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو ان کو یقین ہوتا ہے کہ اللہ ان کے عمل کو ضائع نہیں کرے گا اور ان کو جو اللہ سے ثواب کی امید ہے وہ پوری ہوگی کیونکہ ان کو یوم قیامت اور ثواب و عذاب کا یقین ہوتا ہے اس کے برعکس منافق جب خرچ کرتا

ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کا یہ عمل ضائع ہو رہا ہے کیونکہ اس کو آخرت پر ایمان نہیں ہوتا اور مخلصین کا آخرت پر یقین رکھنا ہی اسلام پر ثابت قدمی سے عبارت ہے۔

(۵) مخلصین جب اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو اپنے مال کو صحیح مصارف میں خرچ کرتے ہیں اور نیکی کے راستہ میں لگاتے ہیں اور خوب چھان بین کر اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ان کا مال کہیں اللہ کی نافرمانی اور کسی گناہ کے کام میں نہ لگ جائے اور یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رضا جوئی اور اسلام پر ثابت قدمی کی نیت سے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

جنگ کی دو اقسام کا بیان

3188 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيعٌ عَنْ بَجِيرٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي بَخْرِيَّةٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ "الْفِرُّ غَزْوَانٍ فَأَمَّا مَنْ ابْتَغَى وَجْهَ اللَّهِ وَأَطَاعَ الْإِمَامَ وَاتَّقَى الْكِرِيمَةَ وَيَأْسَرَ الشَّرِيكَ وَاجْتَنَبَ الْفُسَادَ كَانَ نَوْمُهُ وَنَبْهُهُ أَجْرًا كُلُّهُ وَأَمَّا مَنْ غَزَا رِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَالسَّيْفُ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ بِالْكَفَافِ".

☆ ☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جنگ دو طرح کی ہے ایک وہ شخص جو اللہ کی رضا چاہتا ہے اور امام کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اچھی چیز خرچ کرتا ہے اپنے ساتھی کے ساتھ نرم رویہ رکھتا ہے فساد کرنے سے بچتا ہے اس کا سونا اور اس کا بیدار ہونا ہر چیز اس کے لیے اجر ہوگی اور جو شخص دکھاوے اور ریا کاری کے لیے جنگ کرتا ہے حاکم وقت کی نافرمانی کرتا ہے زمین میں فساد کرتا ہے تو وہ ایسی چیز بھی ساتھ لے کر واپس نہیں آئے گا جو ضرورت کے لیے کافی ہو۔

شہرت و ریا کاری کی غرض سے عمل کرنے کا بیان

حضرت جناب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا ذلیل و رسوا کرے گا نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریا کاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر و ثواب اسی سے مانگو جس کے لئے تم نے وہ عمل کیا تھا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1246)۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام محض شہرت و ناموری اور حصول عزت و جاوہ کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کے ان عیوب اور برے کاموں کو اپنی مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا جن کو وہ چھپاتا ہے اور لوگوں کی نظر میں اس کو ذلیل و رسوا کر دے گا، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی فاسد نیت اور بری غرض کو دنیا والوں پر آشکار کر دیتا ہے

3188- أخرجه أبو داود في الجهاد، باب في من يغزو ويلتمس الدنيا (الحديث 2515). وأخرجه النسائي في البيعة، التشديد في عصار الإمام

(الحديث 4206). تحفة الأشراف (11329).

اور قیامت کے دن بھی اپنی مخلوق پر کھول دے گا کہ یہ شخص مخلص نہیں تھا، ریاء کا رہتا تھا۔

اور بعض علماء نے یہ مراد بیان کی ہے کہ جو شخص اپنا کوئی عمل لوگوں کو سنائے گا یا وہ عمل لوگوں کو دیکھائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اس نیک عمل کا ثواب صرف اس کو سنان اور دکھادے گا، دے گا نہیں تاکہ وہ حسرت و افسوس زدہ رہے، یا یہ مراد ہے کہ جو شخص اپنا کوئی نیک عمل لوگوں کو سنائے گا، یا وہ عمل لوگوں کو دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اس کا وہ عمل لوگوں کو سنان اور دکھادے گا اور گویا اس کے اس عمل کا یہی اجر و ثواب ہوگا جو اس کو اسی دنیا میں مل جائے اور آخرت کے اجر و ثواب سے قطعاً محروم رہے گا۔

ریاء کاری کے سبب اعمال کے باطل ہونے کا بیان

ریاء کی مختلف اقسام اور صورتیں ہیں اور ان اقسام میں سب سے زیادہ بری اور نہایت قابل نفیس وہ قسم ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قصد اور حصول ثواب کا ارادہ قطعاً نہ ہو بلکہ واحد مقصد لوگوں کو دکھانا اور ان کی نظر میں قدر و منزلت حاصل کرنا، جیسا کہ خالص ریاء کا بلکہ دھوکا باز لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ جب وہ لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں تو نماز پڑھتے ہیں اور مختلف قسم کے اوراد و وظائف میں مشغول رہتے ہیں، لیکن جب تنہا ہوتے ہیں تو نہ نماز سے سر دکار رکھتے ہیں اور نہ اوراد و وظائف سے بلکہ ان بد نصیبوں کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں بغیر پاکی اور وضو کے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں ریاء کاری کی یہ قسم ارذل ترین اور اللہ تعالیٰ کے سخت غضب و قہر کے نازل ہونے کا باعث ہے۔

اور اس صورت میں کیا جانے والا کوئی بھی عمل قطعی باطل ہوتا ہے، بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے اگر وہ عمل فرض ہو تو اس کا کرنا فرض کے ادا ہو جانے کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ اس کی قضا واجب ہوگی دوسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کرنے میں دونوں چیزیں ہوں یعنی ارادہ ثواب بھی اور ریاء کاری بھی (دکھانے کی نیت) لیکن ریاء کا پہلو غالب ہو اور ارادہ ثواب کا پہلو ضعیف ہو، بایں حیثیت کہ اگر اس عمل کو کرنے والا تنہائی میں ہوتا تو اس عمل کو نہ کرتا اور اس کا قصد اس عمل کے صدور کا باعث نہ ہوتا اور اگر بالفرض اس عمل کا ثواب کوئی نہ ہوتا تو بھی محض ریاء کاری کا جذبہ ہی اس عمل کو اختیار کرنے کا باعث بن جاتا، اس قسم کا بھی وہی حکم ہے جو پہلی قسم کا ہے۔

تیسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں دونوں چیزیں یعنی ریاء کاری کا جذبہ اور حصول ثواب کا ارادہ برابر ہوں، بایں حیثیت کہ اگر بالفرض وہ عمل ان دونوں چیزوں میں سے بھی ایک چیز سے خالی ہوتا تو اس کو اختیار کرنے کا کوئی داعیہ پیدا نہ ہوتا بلکہ اس عمل کی طرف رغبت اسی صورت میں ہوتی جب کہ دونوں چیزیں ایک ساتھ پائی جاتی۔

اس قسم کے بارے میں بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نفع، نقصان، دونوں برابر ہوں، لیکن احادیث و آثار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قسم بھی مذموم اور اس صورت میں کیا جانے والا عمل بھی ناقابل قبول ہوتا ہے اور چوتھی قسم وہ صورت ہے کہ جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں، ثواب کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ارادہ، راجح اور غالب ہو اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم نہ تو محض باطل ہے اور نہ اس میں کوئی نقصان ہے، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس صورت میں اختیار کیا جانے

والاعمال نیت و ارادہ کے اعتبار سے ثواب اور عتاب دونوں کا یکساں طور پر باعث ہوتا ہے کہ ارادہ و نیت میں جس قدر اخلاص یا عدم اخلاص ہوگا اسی کے مطابق ثواب یا عتاب ہوگا، نیز اس صورت میں یہ بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ قصد عمل میں ریاء کاری کی جو آمیزش ہے (جو اگرچہ ثواب کے ارادہ و نیت سے کمتر اور ضعیف ہے) وہ کب پیدا ہوئی ہے؟ اگر ریاء کاری کی آمیزش ابتداءً عمل میں ہوئی ہے تو یہ صورت زیادہ بری کہلائے گی اور اگر عمل کے درمیان پیدا ہوئی ہے تو یہ صورت پہلی صورت سے کم برائی کی حامل ہوگی اور اگر یہ عمل کرنے کے بعد آئی ہے تو یہ صورت دوسرے صورت سے بھی کم تر قرار دی جائے گی۔

اور اس کی وجہ سے اختیار کیا جانے والا عمل باطل نہیں کہلائے گا۔ علاوہ ازیں ایک فرق یہ بھی ملحوظ رکھا جائے گا کہ ریاء کاری کا وہ جذبہ اگر پختہ قصد و عزم کی صورت میں نمودار ہوا ہے تو اس میں زیادہ برائی ہوگی اور اگر محض ایک خیال کی صورت میں پیدا ہو اور اس خیال ہی کی حد تک محدود رہا، آگے کچھ نہ ہو تو یہ صورت حال یقیناً زیادہ نقصان دہ نہیں کہلائے گی۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ "ریاء" ایک ایسا جذبہ ہے جس سے پوری طرح خلاصی نہایت دشوار ہے اور ہر حالت میں حقیقی اخلاص کا پایا جاتا بہت مشکل، اسی لئے علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ کسی کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوش ہونا ریاء کے پائے جانے کی علامت ہے، اسی طرح تنہائی میں کوئی عمل کرتے وقت بھی دل میں ریاء کا خیال آجائے تو وہ بھی ریاء ہی کہلائے گا۔

اللہ اس سے اپنی پناہ میں رکھے اور بہر صورت اخلاص عطا فرمائے کہ اس کی مدد و توفیق کے بغیر اس دولت کا ملنا ممکن ہی نہیں ہے۔ علماء نے ایک خاص صورت و حالت اور بیان کی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص کوئی نیک کام کرتے اور کسی عبادت و طاعت میں مصروف ہو اور لوگ اس کو وہ نیک کام اور عبادت و طاعت کرتا ہوا دیکھ لیں تو اس کو چاہئے کہ اس وقت اپنے اندر اس وقت اس بات پر خوشی و مسرت کے جذبات پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور لطف و عنایت سے نیک عمل کی توفیق عطا فرمائی اور لوگوں کی نظریا عزت بنانے کا یہ سبب پیدا فرمایا کہ گناہوں اور عیوب کی تو پردہ پوشی فرمائی۔

اور نیک اعمال و اخلاق کو آشکارا فرمایا اور ان جذبات مسرت کے ساتھ یہ نیت و قصد رکھے کہ اگر میرے نیک عمل کے اظہار سے دین و طاعات کا چہ چہ ہوتا ہے تو لوگ دین کی طرف راغب ہوں گے اور ان کے اندر بھی نیک اعمال و اختیار کرنے کا داعیہ پیدا ہوگا۔ یہ چیز نہ صرف یہ کہ "ریاء" کے حکم میں داخل نہیں ہوگی، بلکہ اس کو محمود و مستحسن بھی کہا جائے گا جیسا کہ اس سلسلے میں وارد احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

دین کے نام پر دنیا کو طلب کرنے والوں کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (میں تمہیں بتاتا ہوں) کہ اخیر زمانہ میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو دین کے نام پر دنیا کے طلب گار ہوں گے۔ ان کی زبانیں تو شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے دل کی طرح ہوں گے (یعنی ان کی باتیں تو بڑی خوشگوار سن پسند اور نرمی و ملائمت سے بھرپور ہوں گی اور ان کی تقریر و گفتگو سن کر لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ ہمارے بڑے ہمدرد و بہی خواہ اور غم خوار دوست ہیں اور ان کے دل میں دین و ملت کا بہت درد ہے، لیکن حقیقت یہ ہوگی کہ اپنے ذاتی اغراض و منافع کے لئے دوستی و دشمنی کرنے اور اہل تقویٰ اور دین و ملت کے حقیقی خدمت

گاہوں کو نقصان و تکلیف پہنچانے اور دیگر بہانہ و حیوانی خصلتوں میں ان کے دل بھڑیے کے دل کی طرح سخت اور سختی ہوں گے (اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو تنبیہ کرنے کے لئے فرماتا ہے۔ کیا یہ لوگ میری طرف سے مہلت دیئے جانے اور میرے ڈھیل دیئے گئے سبب سے مغرور ہو گئے ہیں اور فریب میں مبتلا ہیں (یعنی کیا یہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ میں ان کا معین و مددگار ہوں اور اس دنیا میں جو کامرانیاں اور کامیابیاں نصیب ہیں وہ ان پر میری رحمت کے نازل ہونے کی بنا پر ہیں؟

کیا ان کو معلوم نہیں کہ ہم اس قسم کے لوگوں کو اسی طرح ڈھیل دیا کرتے ہیں یا اس جگہ "اغترأ" سے مراد اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرنا اور اپنے افعال بد سے توبہ نہ کرنا ہے اس صورت میں "مخترون" کے معنی یہ ہوں گے کہ یہ لوگ میرے غضب اور میرے عذاب سے نہیں ڈرتے اور کیا ان میں اتنی جرات ہوگی ہے کہ اعمال صالح کے ذریعہ اور دین کے نام پر لوگوں کو دھوکا دے کر گویا میری مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔ پس میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں یقیناً ان لوگوں پر انہیں میں سے فتنہ و بلا مسلط کر دوں گا (یعنی انہیں لوگوں میں سے ایسے امراء و حکام اور ایسے افراد و گروہ متعین کر دوں گا۔

جوان کو آفات و مصائب اور طرح طرح کے نقصان و ضرر میں مبتلا کر دیں گے۔ اور وہ آفات مصائب بڑے سے بڑے دانشور عقلمند شخص کو بھی ان آفات مصائب کو دور کرنے، ان پر آشوب حالات سے گلو خلاصی پانے اور ان کے سلسلے میں کسی مناسب و موزوں التدام و کاروائی کرنے سے "عاجز و حیران کر دیں گے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ الصالح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1252)

یعنی ان اعمال کے ذریعہ کہ جو آخرت کے لئے کئے جاتے ہیں، دنیا حاصل کریں گے۔ یا یہ کہ وہ لوگ دین کے بدلہ میں دین کمائیں گے اور دینی و اخروی مفاد و مصالح پر دنیاوی اور مادی مفاد و منافع کو ترجیح دیں گے۔ اور زیادہ صحیح معنی یہ ہوں گے کہ وہ لوگ دین کا لبادہ اوڑھ کر دنیا والوں کو دھوکا دیں گے، بایں طور کہ وہ دنیا کمانے کی خاطر اپنی ظاہری وضع قطع اور اپنے ظاہری اعمال و اخلاق کا ایسا دلغریب مظاہرہ کریں گے کہ دنیا والے ان کو سچا عابد زاهد اور دین و ملت کا مخلص بھی خواہ سمجھ کر ان کے ساتھ عقیدت و محبت رکھیں گے اور سادہ لوح مسلمان ان کے مرید و معتقد بن کر ان کی مراد پوری کریں گے۔ مثلاً وہ نماز، روزہ اور دیگر عبادات کے پابند نظر آئیں گے اور اوراد و وظائف ذکر و شغل کی محفلیں سجاائیں گے اپنے ارد گرد زہد و تقویٰ کی دیواریں کھڑی کئے نظر آئیں گے، ہونے جھوٹے کپڑوں کا لباس پہنیں گے۔

دینداروں کی اسی شکل و صورت بنائیں گے ان کی تحریر و تقریر، دین و آخرت کی تلقین و تعلیم موعظت و نصیحت کی باتوں، ملت کی بھی خواہی مسلمانوں کے مفاد اور باہمی ہمدردی و ہمساری سے پر نظر آئے گی، لیکن یہ تمام چیزیں صدق و اخلاص سے خالی رہیں گے اور اس کے طور پر ہوں گی، جن کا واحد مقصد مسلمانوں کو بے وقوف بنا کر دنیا سمیٹنا اور صرف ذاتی منافع حاصل کرنا ہوگا۔ پس ایسے لوگوں کی اس ریاء کارانہ زندگی کے خلاف یہ خدائی تنبیہ بیان فرمائی گئی کہ انہیں اس گھمنڈ میں ہرگز نہ رہنا چاہئے کہ ان کی یہ دھوکا کی ٹٹی ہمیشہ رہے گی اور وہ اپنی اس ریاء کارانہ زندگی کی سزا اسی دنیا میں نہیں بھگتیں گے۔

اللہ قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں ان لوگوں کو ضرور مزا چکھاؤں گا، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ میرا غضب و قہر ان پر یقیناً نازل ہوگا، میں ان پر ایسے امراء و حکام مسلط کر دوں گا اور انہیں میں سے کچھ ایسے بے خوف اور گروہ کٹرے کر دوں گا، جو ان کی ناؤ کو آفات و مصائب،

ذلت و خواری اور تباہی و بربادی کے بخنور میں ڈال دیں گے ان کی ریاء کارانہ زندگی کا پردہ چاک کر دیں گے اور ان واپس آیت فتنوں میں مبتلا کریں گے وہ نجات کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے، وہ اپنی اس خود ساختہ شان و شوکت، عزت و عظمت اور جہاد، منصب کو چھوڑنے کے لئے جس قدر ہاتھ پاؤں ماریں گے اسی قدر ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کے حلقے ان سے گرا جائیں گے، ہاتھ پاؤں سے اور بڑے بڑے دانشور، فکرمند لوگ بھی ان آفات و مصائب سے گلو خلاصی کا کوئی ذریعہ نہیں بتا سکیں گے۔

باب حُرْمَةِ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ

یہ باب ہے کہ جہاد پر جانے والے افراد کی خواتین کا احترام

3189 - أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ - وَاللَّفْظُ لِحُسَيْنٍ - قَالَا أَخَذْنَا وَكَيْفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُلَيْمَةَ بِنْتِ مَرْقَدٍ عَنْ مُسْلِمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَخْلُفُ فِي امْرَأَةٍ رَجُلٍ مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فَيُحْوِلُ فِيهَا إِلَّا وَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَاعِدٌ مِنْ عَمَلِهِ مَا حَاءَ لِمَا ظَنُّكُمْ".

★★ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جہاد سے جانے والے مجاہدین کی خواتین کا احترام پیچھے رہ جانے والوں پر اسی طرح لازم ہے جس طرح ان پر اپنی ماؤں کا احترام لازم ہے اگر کوئی شخص مجاہدین میں سے کسی کی بیوی کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو قیامت کے دن اس شخص کو مجاہد کے لیے روانہ کیا جائے گا اور وہ مجاہد اس شخص کے اعمال میں سے جو چاہے گا حاصل کر لے گا تو تم کیا گمان کرتے ہو!

شرح

ایسی حالت میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ ایسی حالت میں وہ مجاہد قیامت کے دن اس شخص کی نیکیوں کو لے لینے میں کم رافب ہوگا؟ نہیں، بلکہ وہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑے گا اور اس کی تمام نیکیاں لے لے گا یا اس شخص نے اس مجاہد کے حق میں خیانت کی ہے اس کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا وہ خیانت کرنے والے کے نیکیوں کی صورت میں مجاہد کو جو عوض و بدلہ دے گا اس میں تمہیں کوئی شک ہے؟ اگر تمہیں کوئی شک نہیں ہے اور تم یہ یقین رکھتے ہو کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ قطعی سچ ہے تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم مجاہدین کی عورتوں کی عزت و آبرو میں خیانت کرنے سے احتراز نہ کرو مبادا اس کی وجہ سے تمہیں آخرت میں اپنی ساری نیکیوں سے ہاتھ دھونا پڑ جائے۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہد کو جو یہ مرتبہ عظیم عطا فرمایا ہے اور اس کو اس فضیلت کے ساتھ جو مخصوص کیا ہے تو تمہارا کیا خیال ہے؟ مجاہد کو پس یہی مرتبہ ملے گا؟ نہیں بلکہ اس مرتبہ اور اس مخصوص فضیلت کے ساتھ جو مخصوص کیا ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اس مجاہد کو پس یہی مرتبہ ملے گا؟ نہیں بلکہ اس

3189- احروحه مسلم فی الامارۃ، باب حرمة نساء المجاہدین و الم من حلہم فیہ (الحديث 139 و 140). و احروحه ابو داود فی الجہاد

باب حرمة نساء المجاہدین علی القاعدین (الحديث 2496). و احروحه النسائی فی الجہاد من حان غاری فی اہلہ (الحديث 3190).

(3191). لجنة الاشراف (1933).

مرتبہ اور اس مخصوص قضیات کے علاوہ بھی اس کو اور بہت عظمتیں اور بزرگیاں ملیں گی اور اس سے بھی بڑے بڑے درجات اس کو نصیب ہوں گے۔

باب مَنْ خَانَ غَارِيًّا فِي أَهْلِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص مجاہد کی بیوی کے ساتھ خیانت کرتا ہے

3190 - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ وَإِذَا خَلَفَهُ فِي أَهْلِهِ لَخَانَةٌ قَبْلَ لَهْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَذَا خَانَكَ فِي أَهْلِكَ لَنُخَذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ لَمَّا ظَنَنْتُكَ".

☆ ☆ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جہاد میں حصہ لینے والوں کی خواتین کا احترام پیچھے رہنے والوں پر اسی طرح لازم ہے جس طرح ان پر اپنی ماؤں کا احترام کرنا لازم ہے اور جب کوئی شخص کسی مجاہد کی بیوی کا نگران بناتا ہے اور اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو قیامت کے دن اُس مجاہد سے کہا جائے گا: اس شخص نے تمہاری بیوی کے معاملے میں تمہارے ساتھ خیانت کی تھی تم اس کی نیکیاں وصول کر لو جتنی چاہو۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) پھر تمہارا کیا خیال ہے (کہ وہ کتنی نیکیاں لے گا)۔

3191 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبٌ - كُوفِيٌّ - عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ فِي الْحُرْمَةِ كَأُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ إِلَّا نُصِبَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَبَالُ يَا فَلَانُ هَذَا فَلَانٌ لَنُخَذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شِئْتَ". ثُمَّ أَلْفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ "مَا ظَنَنْتُكُمْ تُرَوْنَ يَدْعُ لَهُ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْئًا".

☆ ☆ ابن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مجاہدین کی خواتین کا احترام پیچھے رہ جانے والوں پر اسی طرح لازم ہے جس طرح ان پر اپنی ماؤں کا احترام لازم ہے اور پیچھے رہنے والوں میں سے جو بھی شخص کسی مجاہد کی بیوی کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو قیامت کے دن اُس شخص کو اُس مجاہد کے لیے روک لیا جائے گا اور کہا جائے گا: اے فلاں شخص ایہ فلاں شخص ہے تم اس کی نیکیاں جتنی چاہو وصول کر لو۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے ارشاد فرمایا تمہارا کیا خیال ہے

اس وقت وہ مجاہد اس کی نیکیوں میں سے کوئی چیز باقی رہنے دے گا۔

3182 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "جَاهِدُوا بِأَيْدِيكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ".
 حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں
 "اپنے ہاتھوں، زبانوں اور اموال کے ذریعے جہاد کرو۔"

3183 - أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ مَوْلَى بَنِي مُعَاوِيَةَ - هُوَ الشَّامِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا مَيْمُونُ بْنُ الْأَصْبَعِ قَالَ حَدَّثَنَا
 يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَمَّا شَرِيكَ عَنْ أَبِي اسْتَحَقٍّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ
 عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِفُتْلِ الْحَبَاتِ وَقَالَ "مَنْ خَافَ فَأَرْهَقَ فَلَيْسَ بِشَا".
 حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پہلے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد
 فرمایا: جو شخص ان کے انتقام سے ڈرتا ہے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سانپوں کو مار دینے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز میں دو کالوں یعنی سانپ اور بچھو کو مار ڈالو۔
 (اممہ ہدی اور نسائی الحنفی، مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۵۸ نمبر ۱۹۶۸)
 ابن ملک رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے سانپ یا بچھو سامنے آ جائے تو ان کو ایک پوٹ یا دو
 پوٹ ملے ساتھ مارنا چاہیے اس سے زیادہ پوٹ نہ مارنی چاہیے کیونکہ یہ عمل کثیر ہو جائے گا جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ شرح
 منیہ میں بعض مشائخ کا قول مذکور ہے کہ یہ (یعنی نماز میں سانپ یا بچھو مارنے کا حکم) اس صورت میں ہے جب کہ نمازی کو بہت زیادہ
 یعنی تین قدم پے درپے چلنا نہ پڑے اور نہ زیادہ مشغولیت ہو یعنی تین پوٹ پے درپے مارنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور اگر کوئی
 نمازی سانپ یا بچھو مارنے کی غرض سے پے درپے تین قدم چلے گا یا پے درپے پونیس مارے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔
 کیونکہ اتنا زیادہ چلنا یا اتنی مقدار مشغولیت اختیار کرنا عمل کثیر ہے۔

امام سرخسی نے اسے مبسوط میں ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس سلسلے میں یہ فرق نہ کیا جائے کہ تین قدم چلنے سے یا
 تین پونیس مارنے سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ جس طرح حدیث پیش آ جائے (یعنی وضو ٹوٹ جانے کی شکل میں زیادہ چلنے کی
 سہولت دی گئی ہے اسی طرح اس مسئلے میں بھی سہولت دی گئی ہے۔ لیکن حقیقی طور پر سب بات یہی ہے کہ تین قدم چلنے یا تین پوٹ
 مارنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ البتہ اتنی سہولت ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ سانپ یا بچھو نماز میں سامنے آ جائے اور اس کا مارنا
 ضروری ہو تو ایسی صورت میں ان کو مارنے کے لئے نماز توڑ دینا مباح ہے جیسا کہ کسی مظلوم کی فریادرسی یا کسی کو ڈوبنے اور ہلاکت
 سے بچانے کی خاطر نماز توڑ دینا مباح ہے یعنی اگر کسی کے چہوت سے گر جانے یا آگ میں جل جانے یا کنویں وغیرہ میں ڈوب

جانے کا قوی خطرہ ہو اور قریب ہی ایک آدمی نماز میں ہو تو اس نماز کو چاہئے کہ نماز کو توڑ دے اور انہیں بچانے کی کوشش کرے۔ یہ اسی طرح کسی نماز کو حالت نماز میں اپنی یا غیر کی کسی چیز کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک ہو تو اسے اس چیز کو بچانے کے لئے نماز توڑ دینا جائز ہے۔

اس حدیث سے بتا برتو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف کالے سانپ ہی کو مارا جاسکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ حدیث میں کالے سانپ کی تخصیص محض تغلیب کی گئی ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ ہر قسم کے سانپوں کو مارنا جائز ہے کالے سانپوں کی تخصیص نہیں ہے۔

شہادت کی مختلف اقسام کا بیان

3194 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ جَبْرًا فَلَمَّا دَخَلَ مَسِيعَ النِّسَاءِ يَتَكَبَّرُ وَيَقْلُنُ كُنَّا نَحْسِبُ رَفَاتِكَ قَتْلًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ . فَقَالَ "وَمَا نَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ إِلَّا مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ شَهِدْنَاكُمْ إِذَا لَقِيتَ الْقَتْلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهَادَةً وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ وَالْحَرْقُ شَهَادَةٌ وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ وَالْمَغْمُومُ - يَعْنِي الْهَيْمَ - شَهَادَةٌ وَالْمَجْنُونُ شَهَادَةٌ وَالْمَرَأَةُ تَمُوتُ بِجَمْعٍ شَهِيدَةٌ" . قَالَ رَجُلٌ أَتَيْتُكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا قَالَ "دَعْنِي فَإِذَا وَجِبَ فَلَا تَبْكِي عَلَيْهِ بِأَكْبَرَةٍ" .

☆ ☆ عبد اللہ بن عبد اللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت جبر رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے جب آپ ﷺ گھر کے اندر داخل ہوئے تو آپ نے خواتین کو روتے ہوئے سنا وہ یہ کہہ رہی تھیں کہ ہم تو یہ سمجھ رہی تھیں کہ آپ اللہ کی راہ میں شہید ہوں گے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم لوگ صرف اسی کو شہید سمجھتے ہو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے اس صورت میں تو تمہارے شہداء بہت کم ہوں گے اللہ کی راہ میں قتل ہونا بھی شہادت ہے پیٹ کی بیماری کی وجہ سے مرنا بھی شہادت ہے جل کر مرنا بھی شہادت ہے ڈوب کر مرنا بھی شہادت ہے لمبے کے نیچے آ کر مرنا بھی شہادت ہے جنون کی حالت میں مرنا بھی شہادت ہے زچگی کے وقت عورت کا فوت ہو جانا بھی شہادت ہے۔

ایک صاحب بولے: کیا تم خواتین رو رہی ہو جبکہ نبی اکرم ﷺ یہاں تشریف فرما ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انہیں (رونے) دو۔ جب واجب ہو جائے گی (یعنی جب بیمار شخص فوت ہو جائے گا) اس وقت کوئی عورت نہ روئے۔

3195 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ - يَعْنِي الطَّائِنِيَّ - عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ حَبْرٍ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيْتٍ فَبَكَى النِّسَاءُ فَقَالَ حَرُّ

3194 - مقدم فی الحیات - النبی عن الکاء علی المیت (الحديث 1845)

3195 - مقدم (الحديث 1845 و 3194) .

اَتَكُونُ مَا دَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا قَالَ "دَعُهُنَّ يَبْكِينَ مَا دَامَ بَيْنَهُنَّ فَإِذَا وَجِبَ فَلَا بُكْيَنَ" تَابِيَّةٌ :

★★ عبد الملک بن عمیر حضرت جبریل علیہ السلام کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک قریب المرگ شخص کے پاس گئے، وہاں دو عورتیں رو رہی تھیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: کیا تم لوگ رو رہی ہو جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں رونے دو جب تک وہ شخص ان کے درمیان ہے یہ روتی رہیں، جب وہ شخص فوت ہو جائے گا پھر کوئی نہ روئے۔

میت پر رونے کا بیان

کسی کے انتقال پر لوح اور چلائے بغیر رونا مکروہ نہیں ہے چلا کر اور لوح کے ساتھ رونا نیز میت کی زائد اور دور از حقیقت تعریف تو صیغہ بیان کرنا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں مروج تھا مکروہ ہے البتہ میت کی واقعی اور حقیقی تعریف و توصیف بطور بیان کے ذکر کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مر جائے تو اس کے لواحقین سے اس کی تعزیت کرنی مستحب اور بڑی اچھی بات ہے اور تعزیت کا مفہوم یہ ہے کہ لواحقین کو صبر سکون کی تلقین کی جائے اور انہیں تسلی بخشی دی جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک بیٹی کی موت پر اسید فن کرنے کے دوران رو پڑے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث، 1258)

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسے کی وفات کے وقت روئے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث، 1284) صحیح مسلم رقم الحدیث، 923

اگر یہ کہا جائے کہ ہم میت پر رونے سے منع کر نیوالی احادیث اور دوسری میت پر رونے کی اجازت دینوالی احادیث میں تطبیق کس طرح دے سکتے ہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مندرجہ ذیل حدیث میں بیان کر دیا ہے۔ بخاری اور مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک نواسے پر رونے لگے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ رحمت اور نرم دلی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے رحم کرنے والے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث، 7377) صحیح مسلم رقم الحدیث، 923

ام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ کا خیال تھا کہ رونے کی ساری قسمیں حرام ہیں، اور آنسو بہانا بھی حرام ہے، اور انہوں نے گمان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں تو انہیں یاد دلایا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا کہ صرف رونا اور آنسو بہانا حرام اور مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو رحمت اور فضیلت ہے، بلکہ حرام تو لوح کرنا اور نہیں کرنا ہے، اور وہ رونا جو بین اور لوح کے ساتھ ملا ہوا ہو حرام ہے۔

ہیرہ کی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: یقیناً اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو چھٹے پر عذاب نہیں دیتا، اور نہ ہی دل سے غمیں
 ۲۰۔ نہ کہ عذاب یا زخم تو اس کے ساتھ ہوتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔
 آنکھوں سے آنسو پڑی ہو، اور دل کا غم ہو جائے میں تو کوئی گناہ اور معصیت نہیں، لیکن نوحہ اور آہ بکا کرنا اور پڑے
 پھڑکنا ہے۔

کوئی شخص دوسرے کے جرم کی سزا نہیں پائے گا اس قاعدہ کے بعض مستثنیات

کسی شخص کو دوسرے کے گناہ کی سزا نہیں ملے گی یہ قاعدہ اس صورت میں ہے جب وہ شخص دوسروں کو اس گناہ سے منع کرتے
 رہے لیکن اگر کوئی شخص خود ایک گناہ کرے اور اس کے سامنے دوسرے گناہ کرتے رہیں اور وہ ان کو منع نہ کرے تو اس ایک شخص کو اس لیے
 عذاب ہوگا کہ اس نے ان دوسروں کو برائی سے نہیں روکا۔ قرآن مجید میں ہے۔

ایمان، کماؤا، انہما ہوں عر مسکر (علوہ لہنس ما کماوا بلعلون) (النہ، ۷۹)

ترجمہ: وہ ایک دوسرے کو ان برے کاموں سے نہیں روکتے تھے برائیوں نے کیے تھے وہ بہت برا کام کرتے تھے۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غینہ سے یہ فرماتے: دے بیدار ہوئے! اور
 انا اللہ عرب کے لیے توجی ہو اس شر سے جو قریب آ پہنچا یا بوج ما بوج کی رکاوٹ کے نوٹنے سے آج روم فتح ہو گیا۔ طہان نے
 اپنے ہاتھ سے دس کا عقد بٹایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں
 آپ نے فرمایا: جب برائیاں زیادہ ہو جائیں گی۔

صحیح ابوریح ۳ رقم اللہ بیٹ ۳۳۱ صحیح مسلم متن ۱۰۲۱۲۸۸۰ سنن اترغزی ج ۳ رقم اللہ بیٹ ۲۱۹۳ مصنف مہر رزق رقم اللہ بیٹ

۲۰۷۷ سنن ابوداؤد رقم اللہ بیٹ ۳۰۸ مصنف ابن ابی شیبہ رقم اللہ بیٹ ۱۹۰۱۱ سنن احمد ج ۱۰ رقم اللہ بیٹ ۲۳۸۶ سنن تہریم لعمریٰ ج ۱۰ اس ۱۹۳

اسی طرح اس قاعدہ سے بعض احکام بھی مستثنیٰ ہیں مثلاً اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو خطا قتل کر دے یا اس کا قتل شہ عدو
 و قتل شہ عدو یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو سزا دینے کے قصد سے لاشی کوڑے یا ہاتھ سے ضرب لگائے اور اس کا قصد قتل کرنا نہ ہو (تو اس
 کی دیت لازم آتی ہے تاکہ اس کا خون رائیگاں نہ ہو اب یہاں جرم تو ایک شخص نے کیا ہے اور اس کا تاوان اس کے ہاتھ
 کریں گے۔ نہ قتل سے مراد مجرم کے باپ کی طرف سے رشتہ دار ہیں جن کو مصیبت کہتے ہیں حدیث شریف میں ہے:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو زہر کی ایک چوب سے مارا اور آنکھ لگا
 مضروب حاملہ تھی اور (اس ضرب سے) اس کو ہلاک کر دیا۔ ان میں سے ایک عورت بنو حنیان کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 قتالہ کے مصیبت (باپ کی طرف سے رشتہ دار) پر مقتولہ کی دیت لازم کی اور اس کے پیٹ کے بچہ کے تاوان میں ایک ہاندی
 ایک غلام کا دیر لازم کیا۔

صحیح مسلم متن ۱۸۲۳۷ سنن ابوداؤد ج ۳ رقم اللہ بیٹ ۳۰۸ سنن اترغزی ج ۳ رقم اللہ بیٹ ۱۳۱۵ سنن ابی داؤد ج ۸ رقم اللہ بیٹ

۱۸۲۳۷ سنن ابی داؤد ج ۳ رقم اللہ بیٹ ۱۳۱۵ سنن ابی داؤد ج ۸ رقم اللہ بیٹ ۱۳۱۵

اسی طرح اگر مسلمانوں کے محلہ میں کوئی مسلمان مقتول پایا جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا قاتل کون ہے؟ تو اس محلہ کے پچاس آدمی یہ قسم کھائیں گے کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں اور ان کے قسم کھانے کے بعد اہل محلہ پر دہت لازم آئے گی تاکہ مسلمان کا قتل رائیگاں نہ جائے اس کو قسامت کہتے ہیں یہاں بھی قتل کسی اور نے کیا ہے اور اس کا تاوان یہ محلہ والے ادا کریں گے۔ حدیث میں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص یہود کی رہٹ والی زمین میں مقتول پایا گیا۔ انہوں نے اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے یہود کے پچاس چٹے ہوئے لوگوں کو بلایا اور ہر ایک سے یہ قسم لی کہ اللہ کی قسم! انہ میں نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ مجھے اس کے قاتل کا علم ہے پھر ان پر دہت لازم کر دی۔ یہود نے کہا بخدا یہ وہی فیصلہ ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت میں تھا۔ (سنن دارقطنی ج ۳ رقم الحدیث: ۲۱۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ)



کِتَابُ النِّكَاحِ

یہ کتاب نکاح کے بیان میں ہے

نکاح کے معنی و مفہوم کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ نکاح کے لغوی معنی ہیں جمع کرنا لیکن اس لفظ کا اطلاق جماعت کرنے اور عقد کے عمل پر بھی ہوتا ہے کیونکہ جماعت اور عقد دونوں ہی میں جمع ہونا اور ملنا پایا جاتا ہے لہذا اصول فقہ میں نکاح کے یہی معنی یعنی جمع ہونا بمعنی جماعت کرنا مراد لیتا چاہئے بشرطیکہ ایسا کوئی قرینہ نہ ہو جو اس معنی کے خلاف دلالت کرتا ہو۔

علماء فقہ کی اصطلاح میں نکاح اس خاص عقد و معاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد و عورت کے درمیان ہوتا ہے اور جس سے دونوں کے درمیان زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ نکاح کا لغوی معنی جمع کرنا اور ملانا ہے۔ جیسے مربی کی ضرب المثل ہے

انکحنا الفرمی فسنوی

یعنی ہم نے نہ کر نیل گائے اور موٹ نیل گائے کا ملاپ کر دیا ہے اور اب ہم دیکھیں گے کہ ان کے ہاں کیا پیدا ہوتا ہے۔ یہ ضرب المثل ان لوگوں کے لئے بیان کی جاتی ہے جو کسی معاملے پر اکٹھے ہو جائیں اور انہیں یہ سمجھ نہ آ رہا ہو کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ لفظ ”نکاح“، وطی کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے کیونکہ اس میں ”ملانے“ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ البتہ مجازی طور پر یہ لفظ ”عقد“ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لفظ نکاح عقد کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال قرآن میں یہ ہے:

”فَاَنْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ“ (النساء: ۲۵)

”یعنی تم ان خواتین کے گھر والوں کی اجازت سے ان کے ساتھ عقد نکاح کرو“۔ لفظ نکاح کے وطی کے معنی میں استعمال ہونے کی مثال قرآن میں یہ ہے۔

حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (النساء: ۶)

”یہاں تک کہ وہ لوگ نکاح (کی عمر) تک پہنچ جائیں“۔ یہاں اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ نکاح سے مراد وطی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ”شرح اسبیجہامی“ میں یہ بات تحریر ہے۔ لغت میں نکاح کا مطلب مطلق بمع (اکٹھے کرنا) ہے۔ جبکہ شریعت میں مخصوص شرائط کے ہمراہ کیا جانے والا عقد ”نکاح“ کہلاتا ہے۔

فراہم اسلام فرماتے ہیں۔ نکاح شرعی عقد کو کہتے ہیں اور اس کے درپے دلی مراد لی جاتی ہے۔ زیادہ صحیح رائے یہ ہے: اس سے مراد حقیقت میں دلی ہوتی ہے کیونکہ دلی کرنے میں طہم کرنے کا مفہوم حقیقت کے اعتبار سے پایا جاتا ہے جبکہ مجازی طور پر اس سے مراد عقد ہوگا۔ نکاح سے مراد حقیقت میں عقد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ اس صورت میں لفظ نکاح کو دلی اور عقد دونوں معانی کے لیے مشترک ماننا چاہئے گا اور یہ بات اصل کے خلاف ہے۔

تعریف نکاح میں مذہب اربعہ

علامہ عبدالرحمن جزیری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ لفقہاء احناف میں بعض فقہاء نے کہا ہے کہ ایک شخص کو کسی کی ذات سے حصول نفع کا مالک بنادیتا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے وہ خاص شخص صرف مخصوص عضو سے نفع حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔ بعض فقہاء احناف نے یہ لکھا ہے کہ کسی شخص کو ملکہ متعہ کا مالک بنادیتا نکاح ہے۔ جبکہ بعض نے کہا ہے کہ نکاح صرف عضو خاص نہیں بلکہ جسم کے تمام اعضاء سے نفع حاصل کرنے کے لئے ہے۔

فقہاء شوافع میں بعض نے نکاح کی تعریف یوں کی ہے کہ نکاح ایک معاملہ ہے جس میں نکاح یا تزویج یا اس کے ہم معنی لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے تاکہ اس سے مباشرت کی ملکیت حاصل ہو اور غرض اس سے یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص لذت معلومہ سے نفع حاصل کرے۔

فقہاء مالکیہ کہتے ہیں کہ نکاح ایک شخص جنسی لذت کے لئے ایک معاملہ ہے جو حصول لذت سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کیا جاتا ہے۔ اور اس کام کی قیمت واجب الادا نہیں ہوتی۔

فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ نکاح منفعت استمتاع کے لئے ایک معاملہ ہے جس میں نکاح یا تزویج کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور استمتاع سے مراد فقہاء نے یہ بیان کیا ہے کہ مرد کا خود نفع حاصل کرنا ہے۔ (مذہب اربعہ ج ۴ ص ۴۲۲ ماہد کتب جناب)

قرآن کی روشنی میں نکاح کی اہمیت کا بیان

(۱) وَإِنْ يَحْتَضِرْكُمْ آلَا تُفِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَالْيَتَامَىٰ لَكُمْ مِمَّا خَلَبَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَنًى وَلِلَّتِ وَرُبْعَ لِقَانٍ يَحْتَضِرْكُمْ إِلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ آذَنِي إِلَّا تَعْدِلُوا (النساء ۳)

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو، دو اور تین تین اور چار، چار پھر اگر ارد کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیریں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔ (کنز الایمان)

(۲) وَإِنْ عَلِفْتُمْ مَوَھَنًى مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوھُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لھُنَّ كِرْبَضَةً لِّنِصْفِ مَا كَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يُغْفِرَ لَھُنَّ أَوْ یَغْفِرُوا لَھُنَّ بِیَدِ عَقْدَةِ النِّكَاحِ وَأَنْ تَغْفِرُوا الْقَرَبُ لِلنِّقَرِ وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ إِنَّ اللہَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیرٌ (البقرہ ۲۳۵)

اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں۔ یا وہ زیادہ دے۔ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گروہ ہے اور اسے مرد و تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے

نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو بیشک اللہ تمہارے کام و کچھ رہا ہے۔
(۳) وَابْتَئِلُوا الَّتِي تَمْنَىٰ حَتَّىٰ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْغِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا (النساء: ۶)
اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے پھر جب تم ان کے مال انہیں سپرد کرو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو۔

احادیث کی روشنی میں نکاح کی اہمیت کا بیان

(۱) امام ترمذی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے اس کے دین اس کے مال اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے لہذا تم دیندار عورت کو نکاح کے لیے اختیار کرو۔ پھر فرمایا کہ تمہارے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں۔ اس باب میں عوف بن مالک، عائشہ، عبداللہ بن عمر، اور ابوسعید سے بھی روایت ہے کہ حدیث جابر حسن صحیح ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۱۰۷۶، مرفوع)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شادی کے لئے عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں، مال، نسب، خوبصورتی، دین، تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہئے (اگر تو نہ مانے) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں گے۔ (صحیح بخاری، ج ۳، رقم الحدیث ۸۲)

(۳) امام بخاری و مسلم اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے جوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص مجامعت کے لوازمات (یعنی بیوی، بچوں کا نفقہ اور مہر ادا کرنے) کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ نکاح کر لے کیونکہ نکاح کرنا نظر کو بہت چھپاتا ہے اور شرم گاہ کو بہت محفوظ رکھتا ہے (یعنی نکاح کر لینے سے اجنبی عورت کی طرف نظر مائل نہیں ہوتی اور انسان حرام کاری سے بچتا ہے) اور جو شخص جماع کے لوازمات کی استطاعت نہ رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ رکھنا اس کے لئے خصی کرنے کا فائدہ دے گا (یعنی جس طرح خصی ہو جانے سے جنسی ہیجان ختم ہو جاتا ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے بھی جنسی ہیجان ختم ہو جاتا ہے) (بخاری و مسلم)

اس خطاب عام کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانوں کو نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے نکاح کے دو بڑے فائدے

خبر فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ اسان نکاح کرنے سے اجنبی عورتوں کی طرف نظر بازی سے بچتا ہے اور دوسری طرف حرام کام سے محفوظ رہتا ہے۔

(۴) امام ترمذی رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں انبیاء کی سنتوں میں سے ہیں، حیا، کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا، اور نکاح کرنا۔ اس باب میں حضرت عثمان، ثوبان، ابن مسعود، عائشہ، عبد اللہ بن عمر، جابر، اور عکاف سے بھی روایت ہے حدیث ابی ایوب حسن غریب ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۷۸، مرفوع)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین و اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس سے نکاح کرو اگر ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بہت فساد ہوگا۔

(جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۸۳، مرفوع)

(۶) حضرت ابو حاتم مزینی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد ہوگا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ مفلس ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا اگر اس کی دینداری اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو اسی سے نکاح کرو۔ یہی الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (جامع ترمذی، رقم الحدیث، ۱۰۸۵، مرفوع)

اہل فقہ کے نزدیک نکاح کی اہمیت کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔ علامہ حنفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

ليس لنا عبادة شرعت من عهد آدم عليه السلام الى الآن ثم تستمر في الجنة الا النكاح والايمان

(در مختار کتاب النکاح)

"کوئی عبادت ایسی نہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک مشروع ہو اور جنت میں بھی باقی رہے سوائے نکاح اور ایمان کے"

نکاح کی شرعی حیثیت کا فقہی بیان

علامہ علاء الدین حنفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنت مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر ازار ہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباع سنت و تعمیل حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضاے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔

شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشہ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ یونہی جبکہ اجنبی

عورت کی طرف نگاہ اٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لیتا پڑے گا۔ تو نکاح واجب ہے۔ یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔ اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ نکاح اور اس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا، نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ (در مختار، کتاب النکاح)

نکاح کی فقہی حیثیت کا بیان

1- حنفی مسلک کے مطابق نکاح کرنا اس صورت میں فرض ہوتا ہے جب کہ جنسی ہیجان اس درجہ غالب ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو اور بیوی کے مہر پر اور اس کے نفقہ پر قدرت حاصل نہ ہو اور یہ خوف نہ ہو کہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بجائے اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کا برتاؤ ہوگا۔

2- نکاح کرنا اس صورت میں واجب ہو جاتا ہے جب کہ جنسی ہیجان کا غلبہ ہو مگر اس درجہ کا غلبہ نہ ہو کہ زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو، نیز مہر و نفقہ کی ادائیگی کی قدرت رکھتا ہو اور بیوی پر ظلم کرنے کا خوف نہ ہو۔ اگر کسی شخص پر جنسی ہیجان کا غلبہ ہو مگر وہ مہر اور بیوی کے اخراجات کی ادائیگی پر قادر نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ نکاح نہ کرے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا جب کہ مہر اور نفقہ پر قادر شخص جنسی ہیجان کی صورت میں نکاح نہ کرنے سے گناہ گار ہوتا ہے۔

3- اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اعتدال کی حالت سے مراد یہ ہے کہ جنسی ہیجان کا غلبہ تو نہ ہو لیکن بیوی کے ساتھ مباشرت و جماعت کی قدرت رکھتا ہو اور مہر و نفقہ کی ادائیگی پر بھی قادر ہو۔ لہذا اس صورت میں نکاح نہ کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے جب کہ زنا سے بچنے اور افزائش نسل کی نیت کے ساتھ نکاح کرنے والا اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔

4- نکاح کرنا اس صورت میں مکروہ ہے جب کہ بیوی پر ظلم کرنے کا خوف ہو یعنی اگر کسی شخص کو اس بات کا خوف ہو کہ میرا مزاج چونکہ بہت برا اور سخت ہے اس لئے میں بیوی پر ظلم و زیادتی کروں گا تو ایسی صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے۔

5- نکاح کرنا اس صورت میں حرام ہے جبکہ بیوی پر ظلم کرنے کا یقین ہو یعنی اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ میں اپنے مزاج کی سختی و تندگی کی وجہ سے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک قطعاً نہیں کر سکتا بلکہ اس پر میری طرف سے ظلم ہونا بالکل یقینی چیز ہے تو ایسی صورت میں نکاح کرنا اس کے لئے حرام ہوگا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت نے نکاح کے بارے میں مختلف حالات کی رعایت رکھی ہے بعض صورتوں میں تو نکاح کرنا فرض ہو جاتا ہے بعض میں واجب اور بعض میں سنت مؤکدہ ہوتا ہے جب کہ بعض صورتوں میں نکاح کرنا مکروہ بھی ہوتا ہے اور بعض میں تو حرام ہو جاتا ہے لہذا ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اسی صورت کے مطابق عمل کرے جو اس کی حالت کے مطابق ہو۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: وہ شخص جو شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور بغیر شادی کے رہنے سے اسے اپنے نفس اور دین میں ضرر و نقصان کا اندیشہ ہو اور اس نقصان سے شادی کے بغیر بچنا ممکن نہ ہو تو ایسے شخص پر شادی کے وجوب میں کوئی بھی

اختلاف نہیں ہے۔

اور مرد اور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "الانصاف" میں کہا ہے کہ: جسے حرام کام میں پڑنے کا خدشہ ہو اس کے حق میں نکاح کرنا واجب ہے اس میں ایک ہی قول ہے کوئی دوسرا قول نہیں، اور یہاں پر صحت سے مراد زنا ہے اور گنج بھی یہی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زنا سے ہلاکت میں پڑنے کو لعنت کہتے ہیں۔

دوم: اس سے مراد ہے کہ اسے اپنے آپ کو منظور غلط کام میں پڑنے کا خدشہ ہو، جب اسے یہ علم ہو یا اس کا گمان ہو کہ وہ اس میں پڑ جائے گا۔ (الانصاف، کتاب النکاح، احکام النکاح، بیروت)

ملت ابراہیمی میں نکاح کا طریقہ

اسلام سے پہلے اولاد اسماعیل اور ملت ابراہیمی میں نکاح کی یہ صورت تھی کہ مرد و عورت دونوں کے بڑے جمع ہو کر اپنے اپنے خاندانی فضائل پر روشنی ڈالتے تھے اور اس کے بعد مرد اور عورت کے درمیان ایک ساتھ زندگی گزارنے کا معاملہ طے پا جاتا تھا اور مہر کی ایک رقم یا کچھ سامان مرد کے ذمہ واجب کر دیا جاتا تھا، جو وہ ادا کر دیا کرتا تھا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اس قدیم رسم اور قدیم طریقہ کو قائم رکھا، کیوں کہ وہ طریقہ فطری طور پر معاملات کے طے ہونے کا مناسب طریقہ تھا، البتہ آپ نے خاندانی فضائل بیان کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی تعریف و ثنا کے ساتھ خطبہ دینے کا سلسلہ شروع کیا، موجودہ خطبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، اسی تاریخی نکاح میں حضور علیہ السلام کی طرف سے بطور وکیل آپ کے چچا ابوطالب تھے اور حضرت خدیجہ کے وکیل ان کے چچا عمرو بن اسد تھے اور میں اونٹ بطور مہر مقرر ہوئے تھے۔

اولاد اسماعیل پر جب تین سو سالہ جاہلیت کا عہد مسلط ہوا تو اس دور میں معاشرہ کے اندر کچھ خرابیاں پیدا ہو گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خرابیوں کی اصلاح کر دی، آپ نے ایک طرف نکاح کی اہمیت قائم کی اور دوسری طرف نکاح کو آسان سے آسان کر دیا، تاکہ غریب سے غریب آدمی بھی بے نکاح نہ رہے، نکاح کے ذریعہ مرد اور عورت کو جو کردار کی حفاظت حاصل ہوتی ہے اور نسل انسانی کے سلسلہ میں، جو پاکیزگی اور اعتدال پیدا ہوتا ہے، وہ پیدا ہو جائے۔

زمانہ جاہلیت میں رائج شادی کے مختلف طریقے

شادی جو خاندانی زندگی کے قیام و تسلسل کا ادارہ ہے، اہل عرب کے ہاں اصول و ضوابط سے آزاد تھا جس میں عورت کی عزت و نعمت اور عفت و تکریم کا کوئی تصور کارفرمانہ تھا۔ اہل عرب میں شادی کے درج ذیل طریقے رائج تھے۔

(۱) زواج البعولۃ

یہ نکاح عرب میں بہت عام تھا۔ اس میں یہ تھا کہ مرد ایک یا بہت سی عورتوں کا مالک ہوتا۔ بعولت (خاوند ہونا) سے مراد مرد کا عورتیں جمع کرنا ہوتا تھا۔ اس میں عورت کی حیثیت عام مال و متاع جیسی ہوتی۔

زواج البدل

بدلے کی شادی، اس سے مراد دو بیویوں کا آپس میں تبادلہ تھا۔ یعنی دو مرد اپنی اپنی بیویوں کو ایک دوسرے سے بدل دیتے۔ اس کا نہ عورت کو عظم ہوتا، نہ اس کے قبول کرنے، مبرا یا ایجاب کی ضرورت ہوتی۔ پس دوسرے کی بیوی پسند آنے پر ایک شخص دوسرے کے گھر میں یہ سب کچھ طے پا جاتا۔

نکاح متعہ

یہ نکاح بغیر خطبہ، تقریب اور گواہوں کے ہوتا۔ عورت اور مرد آپس میں کسی ایک مدت مقررہ تک ایک خاص مہر پر متفق ہو جاتے اور مدت مقررہ پوری ہوتے ہی نکاح خود بخود ختم ہو جاتا تھا طلاق کی ضرورت بھی نہیں پڑتی تھی اور اس نکاح کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد ماں کی طرف منسوب ہوتی اسے باپ کا نام نہیں دیا جاتا تھا۔

نکاح الخدن

دوستی کی شادی، اس میں مرد کسی عورت کو اپنے گھر بغیر نکاح، خطبہ اور مہر کے رکھ لیتا اور اس سے از دو اجی تعلقات قائم کر دیتا اور بعد ازاں یہ تعلق باہمی رضامندی سے ختم ہو جاتا کسی قسم کی طلاق کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر اولاد پیدا ہو جاتی تو وہ ماں کی طرف منسوب ہوتی۔ یہ طریقہ آج کل مغربی معاشرے میں بھی رائج ہے۔

نکاح الفضیہ

جنگ کے بعد مال اور قیدی ہاتھ لگتے اور جاہلیت میں فاتح کے لیے مفتوح کی عورتیں، مال وغیرہ سب مباح تھا یہ عورتیں جنگ کی ملکیت ہو جاتیں اور وہ چاہتا تو انہیں بیچ دیتا چاہتا تو بیوی چھوڑ دیتا اور چاہتا تو ان سے مباشرت کرتا یا کسی دوسرے شخص کو تحفہ میں دے دیتا۔ یوں ایک آزاد عورت غلام بن کر بک جاتی۔ اس نکاح میں کسی خطبہ، مبرا یا ایجاب و قبول کی ضرورت نہ تھی۔

نکاح شغار

دینے والے کی شادی۔ یہ وہ نکاح تھا کہ ایک شخص اپنی زیر سرپرستی رہنے والی لڑکی کا نکاح کسی شخص سے اس شرط پر کر دے کہ وہ اپنی کسی بیٹی، بہن وغیرہ کا نکاح اس سے کرائے گا۔ اس میں مہر بھی مقرر کرنا ضروری نہ تھا اسلام نے اس کی بھی ممانعت فرمادی۔

نکاح الاستیضاع

فائدہ اٹھانے کے لیے عورت مہیا کرنے کا نکاح۔ مراد یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو کسی دوسرے خوبصورت مرد کے ساتھ از دو اجی زندگی گزارنے کے لیے بھیج دیتا اور خود اس سے الگ رہتا تا کہ اس کی نسل خوبصورت پیدا ہو اور جب اس کو حمل ظاہر ہوگا تو وہ عورت پھر اپنے شوہر کے پاس آ جاتی۔

اہتمامی نکاح

اہتمامی نکاح۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً دس آدمی ایک ہی عورت کے لیے جمع ہوتے اور ہر ایک اس سے مباشرت کرے اور جب اس کے ہاں اولاد ہوتی تو وہ ان سب کو بلوائی اور وہ بغیر کسی پس و پیش کے آجاتے پھر وہ جسے چاہتی (پسند کرتی یا اچھا سمجھتی) اسے کہتی کہ یہ بچہ تیرا ہے اور اس شخص کو اس سے انکار کرنے کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

نکاح البغایا

فامشہ عورتوں سے تعلق، یہ بھی نکاح رہط سے ملتا جلتا ہے مگر اس میں دو فرق تھے، ایک تو یہ کہ اس میں دس سے زیادہ افراد اپنی ہو سکتے تھے جبکہ نکاح رہط میں دس سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ان مردوں سے بچہ منسوب کرنا عورت کا نہیں بلکہ مرد کا کام ہوتا تھا۔

مذکورہ طریقہ ہائے زواج سے ثابت اور واضح ہوتا ہے کہ عورت کی زمانہ جاہلیت میں حیثیت مال و متاع کی طرح تھی اسے خرید اور بیچا جاتا تھا۔ (۱) فتح الباری شرح معجم البخاری، کتاب النکاح، ۹: 185 182 (۲) بخاری، کتاب النکاح 5: 1970، رقم 4834 (۳) ابوداؤد، سنن، کتاب الطلاق، 2: 281، رقم 2272 (۴) دارقطنی، السنن الکبریٰ، 7: 110 (۵) بیہقی، السنن الکبریٰ، 7: 110 (۶) ترمذی، الجامع لا حکام القرآن، 3: 120 (۷) ترمذی، الجامع لا حکام القرآن، 3: 120 (اسلام میں خواتین کے حقوق)

نکاح کی اہمیت میں اخلاقی فوائد

نکاح یعنی شادی صرف دو افراد کا ایک سماجی بندھن، ایک شخصی ضرورت، ایک طبعی خواہش اور صرف ایک ذاتی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ معاشرہ انسانی کے وجود و بقاء کا ایک بنیادی ستون بھی ہے اور شرعی نقطہ نظر سے ایک خاص اہمیت و فضیلت کا حامل بھی ہے۔ نکاح کی اہمیت اور اس کی بنیادی ضرورت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) تک کوئی ایسی شریعت نہیں گزری ہے جو نکاح سے خالی رہی ہو اسی لئے علماء لکھتے ہیں کہ ایسی کوئی عبادت نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک شروع ہو اور جنت میں بھی باقی رہے سوائے نکاح اور ایمان کے چنانچہ ہر شریعت میں مرد و عورت کا اجتماع ایک خاص معاہدہ کے تحت شروع رہا ہے اور بغیر اس معاہدہ کے مرد و عورت کا باہمی اجتماع کسی بھی شریعت و مذہب نے جائز قرار نہیں دیا ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ اس معاہدہ کی صورتیں مختلف رہی ہیں اور اس کے شرائط و احکام میں تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں اسلام نے جو شرائط مقرر کی ہیں جو احکام نافذ کئے ہیں اور جو قواعد و ضوابط وضع کئے ہیں اس باب سے ان کی ابتداء ہو رہی ہے۔

نکاح کے فوائد و آفات کا بیان

نکاح کا جہاں سب سے بڑا عمومی فائدہ نسل انسانی کا بقاء اور باہم توالد و تناسل کا جاری رہنا ہے وہیں اس میں کچھ مخصوص فائدے اور بھی ہیں جن کو پانچ نمبروں میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

1- نکاح کر لینے سے بچان کم ہو جاتا ہے یہ جنسی بچان انسان کی اخلاقی زندگی کا ایک ہلاکت خیز مرحلہ ہوتا ہے جو اپنے سکون کی خاطر مذہب و اخلاق ہی کی نہیں شرافت و انسانیت کی بھی ساری پابندیاں توڑ ڈالنے سے گریز نہیں کرتا، مگر جب اس کو جائز ذرائع سے سکون مل جاتا ہے تو پھر یہ پابند اعتدال ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جائز ذریعہ صرف نکاح ہی ہو سکتا ہے۔

2- نکاح کرنے سے اپنا گھر بستا ہے خانہ داری کا آرام ملتا ہے گھریلو زندگی میں سکون و اطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے اور گھریلو زندگی کے اس اطمینان و سکون کے ذریعہ حیات انسانی کو فکر و عمل کے ہر موڑ پر سہارا ملتا ہے۔

3- نکاح کے ذریعہ سے کتبہ بڑھتا ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو مضبوط و زبردست محسوس کرتا ہے اور معاشرہ میں اپنے حقوق و مفادات کے تحفظ کے لئے اپنا رعب داب قائم رکھتا ہے۔

4- نکاح کرنے سے نفس مجاہدہ کا عادی ہوتا ہے کیونکہ گھریلو اور اہل و عیال کی خبر گیری و نگہداشت اور ان کی پرورش و پرداخت کے سلسلہ میں جدوجہد کرنا پڑتی ہے اس مسلسل جدوجہد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان بے عملی اور لاپرواہی کی زندگی سے دور رہتا ہے جو اس کے لئے دنیاوی طور پر بھی نفع بخش ہے اور اس کی وجہ سے وہ دینی زندگی یعنی عبادات و طاعات میں بھی چاق و چوبند رہتا ہے۔

5- نکاح ہی کے ذریعہ صالح و نیک بخت اولاد پیدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی شخص کی زندگی کا سب سے گراں مایہ سرمایہ اس کی صالح اور نیک اولاد ہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ نہ صرف دنیا میں سکون و اطمینان اور عزت و نیک نامی کی دولت حاصل کرتا ہے بلکہ اخروی طور پر بھی فلاح و سعادت کا حصہ دار بنتا ہے۔

یہ تو نکاح کے فائدے تھے لیکن کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جو نکاح کی وجہ سے بعض لوگوں کے لئے نقصان و تکلیف کا باعث بن جاتی ہیں اور جنہیں نکاح کی آفات کہا جاتا ہے چنانچہ ان کو بھی چھ نمبروں میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

1- طلب حلال سے عاجز ہونا یعنی نکاح کرنے کی وجہ سے چونکہ گھریلو کی ضروریات لاحق ہو جاتی ہیں اور طرح طرح کے فکر و دامن گیر رہتے ہیں اس لئے عام طور پر طلب حلال میں وہ ذوق باقی نہیں رہتا جو ایک مجرد و تنہا زندگی میں رہتا ہے۔

2- حرام امور میں زیادتی ہونا۔ یعنی جب بیوی کے آنے اور بال بچوں کے ہو جانے کی وجہ سے ضروریات زندگی بڑھ جاتی ہیں تو بسا اوقات اپنی زندگی کا وجود معیار برقرار رکھنے کے لئے حرام امور کے ارتکاب تک سے گریز نہیں کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ ذہن و عمل سے حلال و حرام کی تمیز بھی اٹھ جاتی ہے اور بلا جھجک حرام چیزوں کو اختیار کر لیا جاتا ہے۔

3- عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہونا۔ اسلام نے عورتوں کو جو بلند و بالا حقوق عطا کئے ہیں ان میں بیوی کے ساتھ اچھے سلوک اور حسن معاشرت کا ایک خاص درجہ ہے لیکن ایسے بہت کم لوگ ہیں جو بیوی کے حقوق کا لحاظ کرتے ہوں بلکہ بد قسمتی سے چونکہ بیوی کو زیر دست سمجھ لیا جاتا ہے اس لئے عورتوں کے حقوق کی پامالی اور ان کے ساتھ برے سلوک و برتاؤ بھی ایک ذاتی معاملہ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا، حالانکہ یہ چیز ایک انسانی اور معاشرتی بد اخلاقی ہی نہیں ہے بلکہ شرعی طور پر بھی بڑے گناہ کی حامل ہے اور اس سے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔

۴۔ عورتوں کی بد مزاجی پر صبر نہ کرنا عام طور پر شوہر چونکہ اپنے آپ کو بیوی سے برتر سمجھتا ہے اس لئے اگر بیوی کی طرف سے ذرا سی بھی بد مزاجی ہوئی تو ناقابل برداشت ہو جاتی ہے اور صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے فوراً چھوٹ جاتا ہے۔

۵۔ عورت کی ذات سے تکلیف اٹھانا بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنی بد مزاجی و بداخلاقی کی وجہ سے اپنے شوہروں کے لئے تکلیف و پریشانی کا ایک مستقل سبب بن جاتی ہیں اس کی وجہ سے گھریلو ماحول غیر خوشگوار اور زندگی غیر مطمئن و اضطراب انگیز بن جاتی ہے۔

۶۔ بیوی بچوں کی وجہ سے حقوق اللہ کی ادائیگی سے باز رہنا یعنی ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں جو اپنی گھریلو زندگی کے استحکام اور بیوی بچوں کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ ساتھ اپنی دینی زندگی کو پوری طرح برقرار رکھتے ہوں جب کہ عام طور پر یہ ہوتا ہے بیوی بچوں اور گھریلو کے ہنگاموں اور مصروفیتوں میں پڑ کر دینی زندگی منہمال و بے عمل ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ عبادات و طاعات کا خیال رہتا ہے نہ حقوق اللہ کی ادائیگی پورے طور پر ہو پاتی ہے۔

نکاح کے ان فوائد و آفات کو سامنے رکھ کر اب یہ سمجھئے کہ اگر یہ دونوں مقابل ہوں یعنی فوائد و آفات برابر ہوں، تو جس چیز سے دین کی باتوں میں زیادتی ہوتی ہو اسے ترجیح دی جائے مثلاً ایک طرف تو نکاح کا یہ فائدہ ہو کہ اس کی وجہ سے جتنی بیجان کم ہوتا ہے اور دوسری طرف نکاح کرنے سے یہ دینی نقصان سامنے ہو کہ عورت کی بد مزاجی پر صبر نہیں ہو سکے گا تو اس صورت میں نکاح کرنے ہی کو ترجیح دی جائے کیونکہ اگر نکاح نہیں کرے گا تو زمانہ میں جلا ہو جائیگا اور ظاہر ہے کہ یہ چیز عورت کی بد مزاجی پر صبر نہ کرنے سے کہیں زیادہ دینی نقصان کا باعث ہے۔

نکاح کرنے کا مستحب طریقہ

۱، اعلانیہ ہونا۔ ۲ نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا، کوئی سا خطبہ ہو۔ ۳ مسجد میں ہونا۔ ۴ جمعہ کے دن۔ ۵ گواہان عادل کے سامنے۔ ۶ عورت عمر، حسب، مال، عزت میں مرد سے کم ہو اور ۷ چال چلن اور اخلاق و تقویٰ و جمال میں بیش ہو (در مختار) حدیث میں ہے: "جو کسی عورت سے بوجہ اس کی عزت کے نکاح کرے، اللہ (عزوجل) اس کی ذلت میں زیادتی کرے گا اور جو کسی عورت سے اس کے مال کے سبب نکاح کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی بڑھائے گا اور اس کے حسب کے سبب نکاح کرے گا تو اس کے کینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اور جو اس لیے نکاح کرے کہ ادھر ادھر نگاہ نہ اٹھے اور پاکدامنی حاصل ہو یا صلہ رحم کرے تو اللہ عزوجل اس مرد کے لیے اس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لیے مرد میں۔ (رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی الفتح)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جس سے نکاح کرنا ہو اسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت و اطوار و سلیقہ وغیرہ کی خوب جانچ کر لے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔ کنواری عورت سے اور جس سے اولاد زیادہ ہونے کی امید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔ سن رسیدہ اور بد خلق اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔

عورت کو چاہیے کہ مرد دیندار، خوش خلق، مال دار، نخی سے نکاح کرے، قابض بدکار سے نہیں۔ اور یہ بھی نہ چاہیے کہ کوئی اپنی

جوان لڑکی کا بوتہ سے نکاح کر دے۔

یہ مستحبات نکاح بیان ہوئے، اگر اس کے خلاف نکاح ہو گا تب بھی ہو جائے گا۔ ایجاب و قبول یعنی مثلاً ایک سبے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اس کا اہل بھی ہو سکتا ہے۔

جب کوئی شخص نکاح کرنا چاہے خود مرد ہو یا عورت تو چاہئے کہ نکاح کا پیغام دینے سے پہلے ایک دوسرے کے عادات کی اور عادات و اطوار کی خوب اچھی طرح جستجو کر لی جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جو طبیعت و مزاج کے خلاف ہو یا دل و جہ سے زوجین کے درمیان ناچاقی و کشیدگی کا باعث بن جائے۔

یہ مستحب ہے کہ عمر، عزت، حسب اور مال میں بیوی خاوند سے کم ہو اور اخلاق و عادات خوش سلتی و آداب حسن و جمال اور تقویٰ میں خاوند سے زیادہ ہو اور مرد کے لئے یہ بھی مستنون ہے کہ وہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کو نکاح سے پہلے دیکھ لے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ میں اگر اس کو پیغام دوں گا تو منظور ہو جائے گا۔ (رد مختار، کتاب النکاح)

مستحب ہے کہ نکاح کا اعلان کیا جائے گا اور نکاح کی مجلس اعلانیہ طور پر منعقد کی جائے جس میں دونوں طرف سے اعزہ و احباب نیز بعض علماء و سلماء بھی شریک ہوں۔ اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ نکاح پڑھانے والا نیک بخت و صالح ہو اور گواہ عادل و پرہیزگار ہوں۔

بَابُ ذِكْرِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي النِّكَاحِ وَأَزْوَاجِهِ
وَمَا أَبَاحَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَحَظْرَهُ عَلَى خَلْقِهِ زِيَادَةً فِي
كَرَامَتِهِ وَتَنْبِيْهَا لِفَضِيلَتِهِ .

یہ باب ہے کہ نکاح اور ازواج کے معاملے میں نبی اکرم کا تذکرہ

جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مباح قرار دیا اور ان کی بزرگی میں اضافے اور فضیلت پر متنبہ کرنے کے لیے آپ کو اپنی دیگر مخلوق پر فوقیت دی

3196- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ أُنْبِئْنَا أَنَّ جُرَيْجَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ
حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِسَرِفٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هِيَ مَيْمُونَةُ
إِذَا رَفَعْتُمْ جَنَازَتَهَا فَلَا تَزْعُزْعُوهَا وَلَا تَزْلُزِلُوهَا فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ مَعَهُ تِسْعُ بَنَاتٍ

3196- اخرجہ البحاری فی النکاح، باب کثرة النساء (الحديث 5067) . و اخرجہ مسلم فی الرضاع، باب جواز هبها لزوجها

(الحديث 51 و 52) . و اخرجہ النسائی فی عشرة النساء من الکبری، القیم للنساء (الحديث 38) . تحفة الاشراف (5914)

لَتَمَّانُ بِنْتَانِ وَوَاحِدَةٌ لَمْ يَكُنْ يَفْقِهُمُ لَهَا .

♦♦ عطاء بنی مزیان کرتے ہیں ہم لوگ حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہ نبی اکرمؐ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہؓ کے جنازے میں "سرف" کے مقام پر شریک ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: یہ سیدہ میمونہؓ جتنا ہیں جب تم ان کے جنازے کو اٹھاؤ تو آرام سے اٹھانا اسے جھٹکانا دینا۔

نبی اکرمؐ کی نو (9) ازواج مطہراتؓ تھیں جن میں سے آپؐ نے آٹھ کی باری مقرر کی ہوئی تھی اور ایک کی باری مقرر نہیں کی تھی۔

باری مقرر کرنے سے متعلق فقہی احکام کا بیان

اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے ساتھ شبِ باشی کے لئے نوبت باری مقرر کرنا واجب ہے یعنی ان :

سے پاس باری باری سے جانا چاہئے۔ اس سلسلہ میں چند باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

1۔ جب باری مقرر ہو جائے تو ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی کے ہاں شبِ باشی جائز نہیں ہے مثلاً جس رات میں نبیؐ کی بیوی کے ہاں جانا ہو اس رات میں دوسری بیوی کے ہاں نہ جائے۔

2۔ ایک رات میں بیک وقت دو بیویوں کے ساتھ شبِ باشی جائز نہیں ہے اگر وہ دونوں بیویاں اس کی اجازت دیدیں اور وہ خود بھی اس کے لئے تیار ہوں تو جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں ایک سے زائد بیویوں سے جماع کیا ہے تو یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کے باری مقرر کرنا واجب نہیں تھا یا یہ کہ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان بیویوں کی اجازت حاصل تھی اس کے علاوہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ باری مقرر کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب نہیں تھا۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اپنے کرم اور اپنی عنایت سے اپنی ہر زوجہ مطہرہ کے ہاں رہنے کی باری مقرر کر دی تھی۔

3۔ سفر کی حالت میں بیویوں کو باری کا حق حاصل نہیں ہوتا اور نہ کسی بیوی کی باری کا لحاظ رکھنا ضروری ہے بلکہ اس کا انحصار خاوند کی مرضی پر ہے کہ وہ جس بیوی کو چاہے اپنے ساتھ سفر میں لے جائے اگرچہ بہتر اولیٰ یہی ہے کہ خاوند اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈال لے اور جس کا نام قرعہ میں نکلے اس کو سفر میں ساتھ رکھے۔

4۔ مقیم کے حق میں اصلی باری کا تعلق رات سے ہے دن رات کا تابع ہے ہاں جو شخص رات میں اپنے کام کاج میں مشغول رہتا ہو مثلاً چوکیداری وغیرہ کرتا ہو اور اس کی وجہ سے وہ رات اپنے گھر میں بسر نہ کر سکتا ہو تو اس کے حق میں اصل باری کا تعلق دن سے ہوگا۔

درختار میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص کے ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس پر ان بیویوں کے پاس رات میں رہنا اور ان کے کھانے پلانے میں برابری کرنا واجب ہے ان کے ساتھ جماع کرنے یا جماع نہ کرنے اور پیار و محبت میں برابری کرنا واجب ہے بلکہ مستحب ہے۔

کسی عورت کا جماع سے متعلق اس کے شوہر پر حق ہوتا ہے اور وہ ایک بار جماع کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے جماع کر کے کے بارے میں شوہر خود مختار ہے کہ جب چاہے کرے لیکن کبھی کبھی جماع کر لینا اس پر دیا ہے واجب ہے اور مدت ایلاء کے بقدر یعنی چار چار مہینے تک جماع نہ کرنا خاوند کے لئے مناسب نہیں ہے ہاں اگر بیوی کی مرضی سے اتنے دنوں جماع نہ کرے تو بھلا کر مضاائقہ نہیں ہے۔ ہر بیوی کے ہاں ایک ایک رات اور ایک ایک دن رہنا چاہئے لیکن برابری کرنا رات ہی میں ضروری ہے چنانچہ اگر کوئی شخص ایک بیوی کے ہاں مطرب کے فوراً بعد چلا گیا اور دوسری بیوی کے ہاں عشاء کے بعد گیا تو اس کا یہ فعل برابری کے معنی ہوگا اور اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ اس نے باری کے حکم کو ترک کیا۔

کسی بیوی سے اس کی باری کے علاوہ یعنی کسی دوسری بیوی کی باری میں (جماع نہ کرے اسی طرح کسی بیوی کے پاس اس کی باری کے علاوہ کسی رات میں نہ جائے ہاں اگر وہ بیوی بیمار ہو تو اس کی عیادت کے لئے جاسکتا ہے بلکہ اگر اس کا مرض شدید ہو تو اس کی باری کے علاوہ بھی اس کے پاس اس وقت تک رہنا جائز جب تک کہ وہ شفا یاب نہ ہو یا اس کا انتقال ہو جائے لیکن یہ اس صورت میں جائز ہے جب کہ اس کے پاس کوئی اور تیمارداری اور غم خواری کے لئے نہ ہو اور اگر خاوند اپنے گھر میں بیماری کی حالت میں ہو تو وہ اپنی ہر بیوی کو اس کی باری میں بلاتا رہے۔ (در مختار کتاب نکاح و عیادت)

عورت کا اپنے بعض حقوق کو ساقط کر کے مرد سے صلح کر لینا

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر عورت کو متعدد قرینوں سے معلوم ہو جائے کہ اس کا شوہر اس کی طرف رغبت نہیں کرتا مثلاً وہ اس کے ساتھ محبت آمیز سلوک نہ کرے اس کی ضروریات کا خیال نہ رکھے اس سے بات چیت کم کرے یا بالکل نہ کرے نہ اس کے ساتھ عمل زوجیت کرے خواہ اس کی وجہ اس کی بد صورتی ہو یا وہ زیادہ عمر کی ہو یا اس کے مزاج میں شوہر کے ساتھ ہم آہنگی نہ ہو یا وہ مالی اعتبار سے شوہر کے معیار کی نہ ہو یا چیز کم لائی ہو اور اب عورت کو یہ خطرہ ہو کہ اگر یہی صورت حال رہی تو شوہر اس کو طلاق دے کر الگ کر دے گا اور عورت یہ چاہتی ہو کہ نکاح کا بندھن قائم رہے تو اس میں کوئی مضاائقہ نہیں ہے کہ عورت اپنے بعض حقوق کو ساقط کر دے اور شوہر کو طلاق دینے سے منع کرے مثلاً وہ اس کو دوسری شادی کی اجازت دے دے اور اگر اس کی دوسری بیوی ہو جس سے شوہر کو دلچسپی ہو تو اپنی باری ساقط کر دے یا اس کا خرچ جو شوہر کے ذمہ ہے اس کو ساقط کر دے اور اس طرح شوہر کے ساتھ صلح کر لے شوہر اپنی پسند کی بیوی کے ساتھ وقت گزارے گا اور وہ مطلقہ ہونے سے بچ جائے۔

امام ابو یوسف محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو طلاق دے دیں گے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے طلاق نہ دیں مجھے نکاح میں برقرار رکھیں۔ اور میری باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیں آپ نے ایسا کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: تو ان دونوں پر کوئی مضاائقہ نہیں کہ وہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح کرنا بہتر ہے۔ (انشاء: ۱۲۸) حضرت ابن عباس نے فرمایا شوہر اور بیوی جس چیز پر صلح کر لیں وہ جائز ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث ۳۰۵۱)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی تفسیر میں فرماتی ہیں ایک

شرح

حضرت سوادہ کے والد کا نام زمرہ اور والدہ کا نام سموس تھا پہلے ان کی شادی حضرت سکران کے ساتھ ہوئی تھی یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی ایام میں اسلام لے آئے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے جب ان کے خاوند حضرت سکران کا انتقال ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد مکہ میں ان سے نکاح کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ان کے نکاح کے بعد ہوا۔ حضرت عمر یا حضرت معاویہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی کوئی بیوی اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دے تو جائز ہے بشرطیکہ اس میں شوہر کی طرف سے کسی لالچ یا جبر کا دخل نہ ہو نیز اپنی باری اپنی کسی سوکن کو دینے والی عورت کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ جب چاہے اپنی پیشکش کو واپس لے لے۔

ازواج مطہرات اور رشک کا بیان

3198- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ.
 حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بعض اوقات) ایک ہی رات میں اپنی تمام ازواجِ مطہرات کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے آپ کی اس وقت نو ازواجِ مطہرات تھیں۔

3199- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّائِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَأَقُولُ أَوْتَهَبُ الْحُرَّةَ نَفْسَهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ) قُلْتُ وَاللَّهِ مَا أَرَى رَيْكَ إِلَّا يَسَارِعُ لَكَ فِي هَوَاكَ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں مجھے ان خواتین پر بہت غصہ آتا تھا جو اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (سے نکاح کے لئے) پیش کر دیتی تھیں میں یہ کہا کرتی تھی کیا کوئی آزاد عورت اپنے آپ کو (نکاح کے لئے) پیش کر سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

”تم ان خواتین میں سے جسے چاہو پیچھے کر دو اور جنہیں چاہو اپنے پاس جگہ دے دو (یعنی ان کے ساتھ نکاح کر لو)۔“

3198- أخرجه البخاري في الفصل، باب أنب يخرج ويمشي في السوق وغيره (الحديث 284)، وفي الكناح، باب كثرة النساء (الحديث 5068)، و باب من طاف على نسائه في غسل واحد (الحديث 5215). و أخرجه السانني في عشرة النساء من الكبرى، طواف الرجل على نسائه في الليلة الواحدة (الحديث 148). تحفة الاشراف (1186).

3199- أخرجه البخاري في التفسير، باب (ترجي من تشاء منهن وتؤوي اليك من تشاء) و من ابعت ممن عرفت فلاحه عليك، (الحديث 4788). و أخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لغيرها (الحديث 49). و أخرجه السانني في عشرة النساء من الكبرى، (الحديث 41)، وفي التفسير - سورة الاحزاب، قوله تعالى (ترجي من تشاء منهن وتؤوي اليك من تشاء) (الحديث 431). تحفة الاشراف (16799).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آپ کے پروردگار کو دیکھا ہے کہ وہ آپ کی خواہش بہت جلد ہی پوری کرتا ہے۔

ازواج مطہرات کے حالات زندگی کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

خدیجہ نام، ام ہند کنیت، طاہرہ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی، قصی پر پہنچ کر انکا خاندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا، اور لوری بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد اپنے قبیلے میں نہایت معزز شخص تھے۔ مکہ آ کر اقامت کی، عبدالدار بن ابن قصی کے جوان کے ابن عم تھے، حلیف بنے اور ہمیں فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی، جن کے بطن سے عام الفیل سے 15 سال قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، (طبقات ابن سعد ج 8) سن شعور کو پہنچیں تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بنا پر طاہرہ (اصابہ ج 8 ص 60) کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

آپ کا نکاح کا بیان

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لیے درقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ اور تورات و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے، منتخب کیا، لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے نکاح ہو گیا۔ (استیعاب ج 2 ص 378) ابو ہالہ کے بعد شعیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں، اسی زمانہ میں حرب الفجار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ لڑائی کے لیے لکے اور مارے گئے (طبقات ج 8 ص 9) یہ عام الفیل سے 20 سال بعد کا واقعہ ہے۔ (ایضاً ص 81 ج 1 ص 13)

تجارت کا بیان

باپ اور شوہر کے مرنے سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سخت دقت واقع ہوئی، ذریعہ معاش تجارت تھی جس کا کوئی نگران نہ تھا تاہم اپنے اعزہ کو مال تجارت دیکر بھیجتی تھیں، ایک وقت مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تمکو خدیجہ (رضی اللہ عنہ) سے جا کر ملنا چاہیے، انکا مال شام جائے گا۔ بہتر ہے کہ تم بھی ساتھ لے جاتے، میرے پاس روپیہ نہیں درندہ میں خود تمھارے لیے سرمایہ مہیا کر دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہرت "امین" کے لقب سے تمام مکہ میں تھی اور آپ کے حسن معیت، راست بازی، صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاقی کا چرچا عام تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس گفتگو نے خوش طبعی تو فوراً پیغام بھیجا کہ "آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں، جو معاوضہ اور دل کو دیتی ہوں آپ کو اسکا مضاعف دوں گی۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا اور مال تجارت لے کر میسرہ (غلام خدیجہ رضی اللہ عنہا) کے ہمراہ بصری تشریف لے گئے، اس سال کا نفع سارا ہائے گزشتہ کے نفع سے مضاعف تھا، (طبقات ج 1 ص 81) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں پھر وہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مذہب انصرانی تے مہرانی زبان جانتے تھے اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے، اب وہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ خدیجہ نے کہا اپنے بھتیجے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں سنو، بولے ابن الاخ تو نے کیا دیکھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔ کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں جو کچھ آپ پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت تک میں زندہ رہتا تو تمھاری وزنی مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا اور وہی کچھ دنوں کے لیے رک گئی۔ (صحیح بخاری ج ۲، ص ۳۰۲)

اس وقت تک نماز پڑھنا نہ فرض نہ تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل پڑھا کرتے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ساتھ نوافل میں شرکت کرتی تھیں، ابن سعد کہتے ہیں۔ (طبقات ج ۸، ص ۱۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھا کیے۔ عقیف کندی سامان خریدنے کے لیے مکہ آئے، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر میں فروکش ہوئے، صبح کے وقت ایک دن تعب کی طرف نظر تھمی۔ دیکھا کہ ایک نوجوان آیا اور آسمان کی طرف قبلہ رخ کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک لڑکا اس کے داہنی طرف کھڑا ہوا، پھر ایک عورت دونوں کے پیچھے کھڑی ہوئی، نماز پڑھ کر یہ لوگ چلے گئے، تو عقیف نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ہاں، پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟ یہ میرا بھتیجا محمد ہے، یہ دوسرا بھتیجا علی ہے اور یہ محمد کی بیوی (خدیجہ رضی اللہ عنہا) ہے، میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اس کا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے اور جو کچھ کرتا ہے اس کے حکم سے کرتا ہے، دنیا میں جہاں تک مجھ کو علم ہے اس خیال کے صرف یہی تین شخص ہیں، (ایضاً ص ۱۰، ۱۱)

عقیلی اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں، لیکن ہمارے نزدیک اس کے ضعیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں، روایت کے لحاظ سے اس میں کوئی خرابی نہیں، روایت کی حیثیت سے اس کے ثبوت کے متعدد طریق ہیں محدث ابن سعد نے اس کو نقل کیا ہے، بغوی، ابویعلیٰ اور نسائی نے اس کو اپنی کتابوں میں جگہ دی ہے، حاکم، ابن حثیمہ، ابن مندہ اور صاحب غیلانیات نے اسے مقبول مانا ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوئے بچکپاتے تھے۔ اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا اثر کام کر رہا تھا، اوپر گزر چکا ہے۔ کہ آغاز نبوت میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "مجھکو ڈر ہے" تو انہوں نے کہا "آپ متردد نہ ہوں، خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا" دعوت اسلام کے سلسلے میں جب مشرکین نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی اور تشفی دی، استیعاب میں ہے، (طبقات ج ۲، ص ۷۴۰) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ پہنچتا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

کتاب السنن
کے پاس آ کر ختم ہو جاتا تھا کیونکہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کے معاملہ کو آپ کے سامنے بلکا کر کے پیش کرتی تھیں۔ "سن 7 نبوی میں جب قریش نے اسلام کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو یہ تدبیر سوچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کو ایک گھاٹی میں محصور کیا جائے، چنانچہ ابوطالب مجبور ہو کر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب میں چلا گزرتا ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ آئیں، سیرت ابن ہشام میں ہے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص 192)

اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابوطالب میں تھیں، "تین سال تک بنو ہاشم نے اس حصار میں بسر کیا یہ زمانہ ایسا سخت گزرا کہ طمع کے پتے کھا کھا کر رہ جاتے تھے تاہم اس زمانہ میں بھی ہجرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پختہ ہوا تھا۔ چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام نے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا تھا۔ تھوڑے سے گیسوں اپنے غلام کے ہاتھ دھو کر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجے، راہ میں ابو جہل نے دیکھ لیا، اتفاق سے ابوالہتری کہیں سے آ گیا، وہ اگرچہ کافر تھا، لیکن اس کو رم آ یا، ابو جہل سے کہا ایک شخص اپنی پھوپھی کو کھانے کے لیے کچھ بھیجتا ہے تو کیوں روکتا ہے، (ایضاً)

وفات کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد 25 برس تک زندہ رہیں اور 11 رمضان سن 10 نبوی (ہجرت سے تین سال قبل (بخاری ج ۱ ص 55) انتقال کیا، اس وقت ان کی عمر 64 سال 6 ماہ کی تھی، چنانچہ نماز جنازہ اس وقت تک شروع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ان کی لاش اسی طرح دفن کر دی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے، اور اپنی سب سے بڑی نمکسار کو دوا ل اجل کے سپرد کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر حجون میں ہے، (طبقات ابن سعد ج 8 ص 11) اور زیارت گاہ خلافت ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تاریخ اسلام میں ایک جدید دور شروع ہوا۔ یہی زمانہ ہے جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے۔ اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال کو عام الحزن (سال غم) فرمایا کرتے تھے کیونکہ ان کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کسی شخص کا پاس نہیں رہ گیا تھا، اور وہ نہایت ہرجی و مرجی کی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے تھے، اسی زمانہ میں آپ اہل مکہ سے ناامید ہو کر طائف تشریف لے گئے۔

اولاد کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بہت سی اولاد ہوئی، ابوالہ سے جو ان کے پہلے شوہر تھے، دو لڑکے پیدا ہوئے، جنکے نام ہند و ہند تھے، دوسرے شوہر یعنی عقیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اسکا نام بھی ہند تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ اولادیں پیدا ہوئیں، دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں! نام حسب ذیل ہیں، (ذرقانی جلد 3 ص 221)

(1) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے بیٹے تھے، انہی کے نام پر آپ ابوالقاسم کہتے کرتے تھے، صغریٰ میں مکہ میں انتقال کیا، اس وقت بیروں چلنے لگے تھے۔

(2) حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں، (3) حضرت عبداللہ نے بہت کم عمر پائی، چونکہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے، اس لیے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (4) حضرت رقیہ

(5) حضرت ام کلثوم (6) حضرت فاطمہ زہرا، اس سب میں ایک ایک سال کا چھنا پڑا ہوا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھیں، اور چونکہ دنیا نے بھی ساتھ دیا یعنی صاحب ثروت تھیں، اس لیے عقبہ کی لونڈی سلمہ کو بچوں کی پرورش پر مقرر کیا تھا، وہ انکو کھلاتی و دودھ پلاتی تھیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بعض خاص خصوصیتیں حاصل ہیں، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہیں، وہ جب عقد نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس کے قریب تھی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد انہی سے پیدا ہوئی۔

فضائل و مناقب کا بیان

ام المؤمنین حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و فضیلت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرض نبوت ادا کرنا چاہا تو فضائے عالم سے ایک آواز بھی آپ کی تائید میں نہ اٹھی، کوہ حراء، وادی عرفات، جبل فاران غرض تمام جزیرۃ العرب آپ کی آواز پر پیکر تصویر بنا ہوا تھا، لیکن اس عالمگیر خاموشی میں صرف ایک آواز تھی جو فضائے مکہ میں تھوڑی پیدا کر رہی تھی، یہ آواز حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی، جو اس عظمت کدہ کفر و ضلالت میں نور الہی کا دوسرا جلی گاہ تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ مقدس خاتون ہیں، جنہوں نے نبوت سے پہلے بت پرستی ترک کر دی تھی، چنانچہ مسند ابن حنبل میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، "بخدا میں کبھی لات و عزری کی پرستش نہ کروں گا" انہوں نے جواب دیا کہ لات کو جانے دیجیئے، عزری کو جانے دیجیئے، یعنی انکا ذکر نہ کیجیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کو ان کی ذات سے جو تقویت تھی وہ سیرت بنوی کے ایک ایک صفہ سے نمایاں ہے، ابن ہشام میں ہے، "وہ اسلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی مشیرکار تھیں۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو جو محبت تھی، وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اس قبول اور دوست و ثروت کے جو انکو حاصل تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت خود کرتی تھیں، چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا برتن میں کچھ لارہی ہیں۔ آپ انکو خدا کا اور میرا سلام پہنچا دیجیئے، (صحیح بخاری ج ۱ ص 539) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے سخت محبت تھی، لیکن وہ مکہ میں غلام کی حیثیت سے رہتے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انکو آزاد کرایا، اور اب وہ کسی دنیاوی رئیس کے خادم ہونے کی بجائے شہنشاہ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلام تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پہناہ محبت تھی آپ نے ان کی زندگی تک دوسری شادی نہیں کی، ان کی وفات کے بعد آپکا معمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ ذہونڈ و حونڈ کر ان کی سہیلیوں کے پاس گوشت بھجاتے تھے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ گو میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا، لیکن مجھکو جس قدر ان پہ رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا، جسکی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ انکا ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کو رنجیدہ کیا، لیکن آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھکو ان کی محبت دی ہے، (صحیح مسلم ج 2 ص 333)، ایک دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئیں اور استیذان کے

قاعدے سے آنے کی اجازت مانگی، ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی آپ کے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت خدیجہ یاد آ گئیں اور آپ جھجک اٹھے، اور فرمایا "کہ ہالہ ہوئی۔" حضرت عائشہ بھی موجود تھیں انکو نہایت رشک ہوا، بخاری کہ "آپ کیا ایک بڑھیا کی یاد کیا کرتے ہیں، جو مر چکیں، اور خدا نے ان سے اچھی بیویاں آپ کو دیں،" صحیح بخاری میں یہ روایت یہیں تک ہے، لیکن استیعاب میں ہے کہ اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انہوں نے تصدیق کی، جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی نہ تھا تو انہوں نے میری مدد کی، اور میری اولاد ان ہی سے ہوئی۔" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں، صحیح بخاری و مسلم میں ہے "عورتوں میں بہترین مریم بنت عمران ہے اور پھر عورتوں میں بہترین خدیجہ بنت خویلد ہیں" ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، خدیجہ آئیں تو فرمایا۔ "انکو جنت میں ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجئے جو موتی کا ہوگا اور جس میں شور و غل اور محنت و مشقت نہ ہوگی،"

حضرت سوادہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:-

سوادہ نام تھا، قبیلہ عامر بن لوی سے تھیں، جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا، سلسلہ نسب یہ ہے، سوادہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی، ما کا نام شمس تھا، یہ مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھیں، انکا پورا نام و نسب یہ ہے، شمس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فرائش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

نکاح کا بیان

سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو سے جو ان کے والدس کے ابن عم تھے، شادی ہوئی،

قبول اسلام کا بیان

ابتداء نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں، ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے۔ اس بنا پر انکو قدیم السلام ہونے کا شرف حاصل ہے، حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سوادہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے، لیکن جب مشرکین کے ظلم و ستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لیے آمادہ ہوئی تو ان میں حضرت سوادہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی شامل ہو گئے۔

کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ کو واپس آئیں، اور سکران رضی اللہ عنہ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

حضرت سوادہ رضی اللہ عنہا حرم نبوت بنتی ہیں

حضرت سوادہ رضی اللہ عنہا کو تمام ازواج مطہرات میں یہ فضیلت حاصل ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آئیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب النکاح

نبوت پریشان و غمگین تھے، یہ حالت دیکھ کر خولہ رضی اللہ عنہ بنت حکیم (عثمان بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک دوسری رشتہ کی ضرورت ہے، آپ نے فرمایا ہاں، گھریا بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تھا، آپ کے ایمان سے وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کے والد کے پاس گئیں، اور جاہلیت کے طریقہ پر اسلام کیا، انعم مباحا، پھر نکاح کا پیغام سنایا، انہوں نے کہا ہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شریف کفو ہیں، لیکن سودہ رضی اللہ عنہ سے بھی تو دریافت کرو، غرض سب مراتب طے ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود شریف لے گئے اور سودہ رضی اللہ عنہ کے والد نے نکاح پڑھایا، چار سو درہم مہر قرار پایا، نکاح کے بعد عبداللہ بن زبیر (حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کے بھائی) جو اس وقت کافر تھے، آئے اور انکو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ کیا فہم ہو گیا، چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت و نادانی پر ہمیشہ انکو افسوس آتا تھا، (زرقاتی ج 3 ص 261)

حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا نکاح رمضان سن دس نبوی میں ہوا، اور چونکہ ان کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے، اسلیئے مؤرخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے، ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہ کو تقدم ہے اور عبداللہ بن محمد بن عقیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تقدم سمجھتے ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج 8 ص 36-37-38-39، زرقاتی ج 3 ص 360)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا، ان سے بیان کیا تو بولے کہ شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے، اور تمہارا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا، چنانچہ یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا، (زرقاتی ج 3 ص 260، طبقات ابن سعد ج 8 ص 38، 39۔)

عام حالات کا بیان

نبوت کے تیرہویں سال جب آپ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو مکہ بھیجا کہ ہجرت سودہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو لے کر آئیں، چنانچہ وہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ آئیں، سن دس ہجری میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھیں، چونکہ وہ بلند و بالا و زہرا اندام تھیں اور اس وجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہیں سکتی تھیں۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ اور لوگوں کے مزدلفہ سے روانہ ہونے کے قبل انکو چلا جانا چاہیے، کیونکہ انکو بھیڑ بھاڑ میں چلنے سے تکلیف ہوگی، (صحیح بخاری ج 1 ص 228)

وفات کا بیان

ایک دفعہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں، انہوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے سب سے پہلے کون مرے گا، فرمایا کہ جس کا ہاتھ سب سے بڑا ہے، لوگوں نے ظاہر معنی سمجھے، ہاتھ ناپے گئے تو سب سے بڑا ہاتھ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا تھا، (طبقات ج 8 ص 37) لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ کا مقصد سخاوت و فیاضی تھی، بہر حال واقعہ یہی ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا سال وفات 54 ہجری بتایا ہے، (طبقات ابن سعد ج 8 ص 37، 39) لیکن ثقات کی روایت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ

خلافت میں انتقال کیا۔ (۱۔ سنن نسائی، ج ۱، باب ۱۰، ص ۱۰۷، ح ۱۰۷۰۰) (۲۔ سنن نسائی، ج ۲، باب ۱۰، ص ۱۰۷، ح ۱۰۷۰۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن ۲۳ ہجری میں وفات پائی ہے اس لیے حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا سال ۲۲ ہجری ہو گا کیس میں یہی روایت ہے اور سب سے زیادہ صحیح ہے، (درقانی ج ۳ ص ۲۵۲) اور اس کو امام بخاری، ذہبی، جزری ابن عبد البر، خزرجی نے اختیار کیا ہے۔

اولاد کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، پہلے شوہر (حضرت سکران رضی اللہ عنہ) نے ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا، جس کا نام عبدالرحمن تھا، انہوں نے جنگ جلولاء (فارس) میں شہادت حاصل کی۔ (درقانی ج ۲ ص ۲۵۰)

حلیہ کا بیان

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی بلند ہالہ نہ تھا، حضرت عائشہ کا قول ہے کہ جس نے انکو دیکھا، اس سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں۔ (صحیح بخاری ج ۳ ص ۷۰۷) (درقانی ج ۳ ص ۴۵۹) (درقانی ج ۳ ص ۴۵۹)

فضل و کمال کا بیان

حضرت سودہ رضی اللہ عنہ سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ بن عبد الرحمن (بن اسعد بن زرارہ) نے ان سے روایت کی ہے،

اخلاق کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ (طبقات ج ۸ ص ۳۷) سودہ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔

اطاعت و فرمانبرداری میں وہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما سے ممتاز تھیں، آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا، (درقانی ج ۳ ص ۲۹۱) چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لیے نہ نکلیں، فرماتی تھیں کہ میں حج و عمرہ دونوں کر چکی ہوں، اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھو گی، (طبقات ج ۸ ص ۳۸)

سخاوت و فیاضی بھی انکا ایک اور نمایاں وصف تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک قبیلہ بھیجی، لانے والے سے پوچھا، اس میں کیا ہے؟ ہوا درہم، بولیں کھجور کی طرح قبیلہ میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔ یہ کبکر اسی وقت سبکو تقسیم کر دیا، (اساب ج ۸ ص ۱۱۸) وہ طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی، اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں، (بیضا ص ۶۵) (تذکرۃ ائمار میں بھی وہ ممتاز حیثیت رکھتی تھیں، وہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے پیچھے نکاح میں آئیں تھیں لیکن چونکہ انکا

من بہت زیادہ تھا۔ اس لیے جب بوزی ہو گئیں تو انکو سوہن ہوا کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دے دیں، اور شرف صحبت سے محروم ہو جائیں، اس بنا پر انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی اور انہوں نے خوشی سے قبول کر لی۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۸۷) (کتاب النکاح، ج ۱، ص ۱۸۷) (کتاب التہجد، ج ۱، ص ۱۸۷)

مزاج تیز تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی بیحد معترف تھیں، لیکن کہتی ہیں کہ وہ بہت جلد غصہ سے بھڑک اٹھتی تھیں، ایک مرتبہ قضاے حاجت کے لیے صحرا کو جاری تھیں، راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مل گئے، چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہ کا قد لمبا تھا، انہوں نے پہچان لیا، حضرت عمر کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کا باہر نکلنا ناگوار تھا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پردہ کی تحریک کر چکے تھے، اس لیے بولے سودہ رضی اللہ عنہا کو ہم نے پہچان لیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو سخت ناگوار ہوا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، اسی واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۲۶)

ہاں ہمہ ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں، کہ آپ ہنس پڑتے تھے ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی، آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا شبہ ہو گیا، اس لیے میں دیر تک ناک پکڑے رہی، آپ اس جملہ کو سن کر مسکرا اٹھے، (سند ج ۸، ص ۳۷)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں، ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ رہی تھیں دونوں نے مذاق کے لہجہ میں کہا تم نے کچھ سنا؟ بولیں کیا؟ کہا دجال نے خروج کیا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہ یہ سنا کر گھبرا گئیں، ایک پرہیز میں کچھ آدی آگ سلگا رہے تھے، قریب تھا، فوراً اس کے اندر داخل ہو گئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ہنسی ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں، اور آپ کو اس مذاق کی خبر کی، آپ تشریف لائے اور خیمہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ابھی دجال نہیں نکلا ہے، یہ سن کر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہر آئیں۔ تو مکزی کا جالا بدن میں لگا ہوا تھا، اس کو ہار آ کر صاف کیا، (اصابہ ج ۸، ص ۶) (میرے نزدیک یہ روایت مشکوک اور سند ضعیف ہے۔)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، ام عبد اللہ کنیت، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام زینب تھا، ام رومان کنیت تھی اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت کے بار سال بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں، صدیق اکبر کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا، جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے پرتو فگن ہوئیں، اس بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں میں ہیں، جن کے کانوں نے کبھی کفر و شرک کی آواز نہیں سنی، خود حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے

والدین کو پہچانا انکو مسلمان پایا، (بخاری ج ۱ ص ۲۵۲) حضرت عائشہ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا، وائل کی کنیت ابوالفقیس تھی، وائل کے بھائی ابلح، حضرت عائشہ کرمہ رضی اللہ عنہا کی چچا بھئی بھی ان سے ملنے آیا کرتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے وہ ان کے سامنے آتی تھیں، (ایضاً ص ۳۲۰) رضائی بھائی بھی کبھی کبھی ملنے آیا کرتا تھا، (ایضاً ص ۳۶۱)

نکاح کا بیان

تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ شرف صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنواری بیوی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہ جبر بن مطعم کے صاحبزادے سے منسوب ہوئی تھیں، لیکن جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر ام رومان سے کہا، اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی، بولے کہ جبر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں، لیکن مطعم نے خود اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے گھر گئیں تو تو گھر میں اسلام کا قدم آ جائے گا،

بہر حال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خولہ کے ذریعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کر دیا، پانچ سو درہم مہر قرار پایا، یہ سن دس نبوی کا واقعہ ہے، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چھ برس کی تھیں،

یہ نکاح اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا، عطیہ رضی اللہ عنہا اسکا واقعہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں، ان کی آقا آئی اور انکو لے گئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آگے نکاح پڑھا دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ "جب میرا نکاح ہوا تو مجھکو کچھ خبر تک نہ ہوئی جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی، تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہو گیا، اس کے بعد میری بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا"۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۰)

نکاح کے بعد مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تین سال تک رہا، بن تیرہ نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ اور اہل و عیال کو دشمنوں کے زرعہ میں چھوڑ آئے تھے جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اسحق کو بھیجا کہ ام رومان رضی اللہ عنہا، اسماء رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو لے آئیں، مدینہ میں آ کر حضرت عائشہ سخت بخار میں مبتلا ہوئیں، اشد امراض سے سر کے بال جھڑ گئے، (صحیح بخاری، باب الحجۃ) صحت ہوئی تو ام رومان کو رسم عروسی ادا کرنے کا خیال آیا، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال کی تھی، سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں کہ ام رومان نے آواز دی، انکو اس واقعہ کی خبر تک نہ تھی، ماں کے پاس آئیں، انہوں نے منہ دھویا بال درست کیے گھر میں لے گئیں انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں، یہ گھر میں داخل ہوئیں تو سب نے مبارکباد دی، تھوڑی دیر کے بعد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، (صحیح بخاری ترویج عائشہ رضی اللہ عنہا دیرۃ النبی جلد ۲) شوال میں نکاح ہوا تھا اور شوال ہی میں یہ رسم ادا کی گئی،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے عرب کے بعض یہودہ خیالات میں اصلاح ہوئی (1) عرب منہ بوسے بھائی کی زنی سے شادی نہیں کرتے تھے، اسی بنا پر جب خولہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ ظاہر کیا، تو انہوں نے حیرت سے کہا "کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے" لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "نہایت اعلیٰ السلام تم تو صرف مذہبی بھائی ہو (2) اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے، زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون آیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں۔

عام حالات کا بیان

غزوات میں سے صرف غزوہ واحد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرکت کا پتہ چلتا ہے صحیح بخاری میں مجرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مشک بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخیوں کو پانی پلاتی تھیں (بخاری ج 2 ص 581)

غزوہ بنی مصلح میں کہ سن پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں، واپسی میں انکا ہار کہیں گر گیا، پورے قافلے کو اترتا پڑا، نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا، تمام صحابہ پریشان تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی، اس اجازت سے تمام لوگ خوش ہوئے، اسید بن خیر رضی اللہ عنہ نے کہا، "اے آل ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم لوگوں کے لیے سرمایہ برکت ہو،"

اسی لڑائی میں واقعہ الکلب پیش آیا۔ یعنی منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی احادیث اور سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے، لیکن جس واقعہ کی نسبت قرآن مجید میں مذکور ہے، کہ سننے کے ساتھ لوگوں نے یہ کیوں نہیں سہد یا کہ "بالکل افترا ہے" اسکو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

سن نو ہجری میں تحریم اور ایلا، و تخیر کا واقعہ پیش آیا اور واقعہ تحریم کی تفصیل حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئے گی۔ لہذا واقعہ ایلا کی تفصیل اس مقام پر کی جاتی ہے،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زابدانہ زندگی بسر فرماتے تھے۔ دو دو مہینے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، آئے دن قاتے ہوتے رہتے تھے، ازواج مطہرات گوشت کی صحبت کی برکت سے تمام انبائے جسم سے ممتاز ہو گئیں تھیں۔ تاہم بشریت بالکل معدوم نہیں ہو سکتی تھی، خصوصاً وہ دیکھتی تھیں کہ فتوحات اسلام کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور غنیمت کا سرمایہ اس قدر پہنچ گیا ہے کہ اسکا ادنیٰ حصہ بھی ان کی راحت و آرام کے لیے کافی ہو سکتا ہے، ان واقعات کا اقتضا تھا کہ ان کے صبر قناعت کا جام لبریز ہو جاتا۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ بیچ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ادھر ادھر یہود مانجھی ہیں، اور تو سب غفہ کا تقاضا ہے، دونوں اپنی صاحبزادیوں کی تنبیہ پر آمادہ ہو گئے، لیکن انہوں نے عرض کی کہ ہم آئندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زائد معارف کی تکلیف نہ دیں گے۔

دیگر ازواج اپن مطالبہ پر قائم رہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکون خاطر میں یہ چیز اس قدر خلل انداز ہوئی، کہ آپ

نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں آپ گھوڑے سے گر پڑے اور ساق مبارک پر زخم آیا آپ نے بالا خانے پر تہنشی اختیار کی، واقعات کے قرینہ سے لوگوں نے یہ خیال کیا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دے دی؟ تو آپ نے فرمایا "نہیں" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکبر پکارا ٹھٹھے،

جب ایام کی مدت یعنی ایک مہینہ گزر چکا تو آپ بالا خانہ سے اتر آئے، سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہ ایک ایک دن گنتی تھیں، بولیں "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ایک مہینہ کے لیے عہد فرمایا تھا، ابھی تو اتیس ہی دن ہوئے ہیں،" ارشاد ہوا "مہینہ کبھی اتیس کا بھی ہوتا ہے۔"

اس کے بعد آیت تحریر نازل ہوئی، اس آیت کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات کو مطلع فرمادیں کہ دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں، دنیا اور آخرت، اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمکو رخصتی جوڑے دیکر عزت و احترام کے ساتھ رخصت کر دوں، اور اگر تم خدا اور رسول اور اپنی راحت کی طلبگار ہو تو خدا نے نیکو کاروں کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان تمام معاملات میں پیش پیش تھیں، آپ نے انکو ارشاد الہی سے مطلع فرمایا، انہوں نے کہا "میں سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول کو لیتی ہوں،" تمام ازواج مطہرات نے بھی یہی جواب دیا، (صحیح بخاری (جلد 2 ص 793) صحیح مسلم ایام)

ربیع الاول سن گیارہ ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، تیرہ دن غلیل رہے، جن میں آٹھ دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں اقامت فرمائی، خلق عظیم کی بنا پر ازواج مطہرات سے صاف طور پر اجازت نہیں طلب کی بلکہ پوچھا کہ کل میں کس کے گھر ہونگا؟ دوسرا دن (دوشنبہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرمانے کا تھا، ازواج مطہرات نے مرضی اقدس میں بچو کر عرض کی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں، ضعف اس قدر زیادہ ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا، حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں بازو و تمام کر بمشکل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لائے،

وفات سے پانچ روز پہلے (جمعرات کو) آپ کو یاد آیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ اشرفیاں رکھوائی تھیں، دریافت فرمایا، "عائشہ! وہ اشرفیاں کہاں ہیں؟ کیا محمد خدا سے بدگمان ہو کر ملے گا، جاؤ انکو خدا کی راہ میں خیرات کر دو،"

(مسند ابن مہزیل ج 6 ص 49)

جس دن وفات ہوئی (یعنی دوشنبہ کے روز) بظاہر طبیعت کو سکون تھا لیکن دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا، آپ پر غشی طاری ہوتی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔ اس حالت میں اکثر آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے مع الذین انعم اللہ علیہم اور کبھی یہ فرماتے اللھم فی الرقیۃ الاعلیٰ وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت الہی مطلوب ہے۔

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں آئے، آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں مسواک تھی، مسواک کی طرف نظر جمادیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر دانتوں سے

زم کی، اور خدمتِ اقدس میں پیش کی، آپ نے بالکل تندہیتوں کی طرح مسواک کی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا یہ یہ کہا کرتی تھیں کہ "تمام بیویوں میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت میں بھی میرا جھونا آپ نے منہ میں لگایا۔"

اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو سنبھالنے بیٹھی تھیں کہ دفعۃً بدن کا بوجھ معلوم ہوا، دیکھ تو آنکھیں پھٹ کر چھت سے لگ گئیں تھیں اور روح پاک صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ اقدس میں پرواز کر گئی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر اقدس تکبہ پر رکھ دیا اور رونے لگیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابوابِ مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفن بنانا نصیب ہوا، اور نقشِ مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ میں سپردِ خاک کی گئی۔ چونکہ ازدواجِ مطہرات کے لیے خدا نے دوسرے شادی ممنوع قرار دی تھی اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے 48 سال بیوگی کی حالت میں بسر کیے، اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد واحد قرآن و حدیث کی تعلیم تھا، جس کا ذکر آئندہ آئے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو برس بعد سن تیرہ ہجری میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ سایہ شفقت بھی باقی نہ رہا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، انہوں نے جس قدر حضرت عائشہ کی دلجوئی کی وہ خود اس طرح بیان فرماتی ہیں۔ "ابن خطاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کیے، (مستدرک حاکم ج 4 ص 78) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام ازدواجِ مطہرات کے لیے دس دس ہزار سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے وظیفہ بارہ ہزار تھا، جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں، (مستدرک)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ میں مقیم تھیں، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے مدینہ جا کر انکو واقعات سے آگاہ کیا تو دعوتِ اصلاح کے لیے بصرہ گئیں اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ پیش آئی، جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے، جمل اونٹ کو کہتے ہیں، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار تھیں، اور اس نے اس معرکہ میں بڑی اہمیت حاصل کی تھی، اسلئے یہ جنگ بھی اسی کی نسبت سے مشہور ہو گئی، یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آ گئی تھی تاہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہمیشہ اسکا افسوس رہا۔

بخاری میں ہے کہ وفات کے وقت انہوں نے وصیت کی کہ "مجھے روضہ نبوی میں آپ کے ساتھ دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع میں ازدواج کے ساتھ دفن کرنا، کیونکہ میں نے آپ کے بعد ایک جرم (کتاب البیان مستدرک حاکم جلد 4 ص 8) کیا ہے" ابن سعد میں ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھیں وَثَرْنَا فِي بُيُوتِكُنَّ "اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھروں میں وفات کے ساتھ بیٹھو۔" تو اس قدر روتی تھیں کہ آنکھل تر ہو جاتا تھا، (طبقات ابن سعد ص 59 ج 2 طائی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھارہ برس اور زندہ رہیں اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی میں

کتاب

خطابت کے لحاظ سے بھی حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سوا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں ممتاز تھے جس جگہ یہ لوگ انہوں نے جو تقریریں کی ہیں، وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتیں، ایک تقریر میں فرماتی ہیں۔

لو! خاموش، تم پر میرا مادی حق ہے، مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے، سو اس شخص کے جو خدا کا فرمانبردار نہیں ہے، اللہ کے الزام نہیں دے سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پہ سر رکھے ہوئے وفات پائی ہے، میں آپ کی محبوب ترین بندہ ہوں، خدا نے مجھ کو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا اور میری ذات سے مومن و منافق میں تمیز ہوئی اور میرے ہی سبب تم پر خدا نے نازل فرمایا۔

پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان ہے اور نادر حرائم دو کا دوسرا تھا اور پہلا شخص تھا جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خوش ہو کر اور اس کو طوق خلافت پہنا کر وفات پائی اس سے بعد جب مذہب اسلام کی رہی تھے لئے لگی تو میرا ہی باپ تھا جس نے اس کے دونوں سرے تمام لیے، جس نے نفاق کی باک روک دی، جس نے ارتداد کا رچھڑا خشک کر دیا، جس نے یہودیوں کی آتش افروزی سرد کی، تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کیے خدا کے فضل سے غفلت تھے اور شور و غوغا پاؤں پر آواز تھے۔ اس نے شکاف کو برابر کیا، بیکار کو درست کیا، گرتوں کو سنبھالا، دلوں کی مدفون بیماریوں کو دور کیا، جو پانی سے پر اب ہو چکے تھے، انکو تھان تک پہنچا دیا، جو پیاسے تھے انکو گھاٹ پر لے آیا، اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انکو دوبارہ پانی پلایا جب وہ نفاق، شر پھیل چکا، اور اہل شرک کے لیے آتش جنگ مشتعل کر چکا اور تمہارے سامان کی ٹھنڈی کو ڈوری سے باندھ چکا تو خدا نے اسے فرمایا۔

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لے کر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گمراہی کا تماشہ اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے، جس میں پامال کرنا چاہتی ہوں، جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تمہیں اور اتمام حجت کے لیے۔"

(عقیدہ مغریہ باب، الخطیبۃ رقم ۱۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گو شعر نہیں کہتی تھیں، تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ جو عرب کے مسلم الثبوت شاعر تھے، ان کی خدمت میں اشعار سنانے کے لیے حاضر ہوئے تھے، امام بخاری نے اب اس المفراد میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کعب بن مالک کا پورا قصیدہ یاد تھا، اس قصیدہ میں کم و بیش چالیس اشعار تھے کعب کے علاوہ انکو دیگر جاہلیت اور اسلامی شعراء کے اشعار بھی بکثرت یاد تھے، جنکو وہ مناسب موقعوں پر پڑھا کرتی تھیں چنانچہ "احادیث کی کتابوں میں منقول ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہ صرف ان علوم کی ماہر تھیں، بلکہ دوسروں کو بھی ماہر بناتی تھیں، چنانچہ ان کے درمیان آیت میں جو لوگ پرورش پا کر نکلے، اگرچہ ان کی تعداد دو سو کے قریب ہے لیکن ان میں جنکو زیادہ قرب و اختصاص حاصل تھا، وہ حسب ذیل ہیں،

عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوسلمہ بن عبدالرحمان، مسروق، ممرۃ، صفیہ بنت شیبہ، عائشہ بنت طلحہ، عاتقہ بنت عبدالمطلب،

اخلاق عادات کا بیان

اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ رکھتی تھیں، وہ نہایت قانع تھیں، غیبت سے احتراز کرتی تھیں، احسان کم قبول کرتیں، اگرچہ خود ستائی ناپسند تھی تاہم خود دار تھیں، شجاعت و دلیری بھی انکا خاص جوہر تھا۔

انکا سب سے نمایاں وصف جو دو سچا تھا، حضرت عبداللہ بن زبیر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سچی کسی کو نہیں دیکھا، ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھا، اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا، لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لیے کچھ نہیں ہے، فرمایا پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا، (متدرک حاکم ج 4 ص 13)

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو ان کے حبشی فرزند تھے ان کی فیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب انکا ہاتھ روکنا چاہیے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئیں اور قسم کھائی کہ ان سے بات نہ کرتی، چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ مدت تک معتوب رہے اور بڑی دقت سے انکا غصہ فرو ہوا، (صحیح بخاری باب مناقب قریش)

نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں، چاشت کی نماز برابر پڑھتیں، فرماتی تھیں کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اٹھ آئے، اور مجھ کو منع کرے تب بھی باز نہ آؤں گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں اور اس کی اس قدر پابند تھیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کبھی یہ نماز قضا ہو جاتی تو نماز فجر سے پہلے اٹھ کر اس کو پڑھ جیتی تھیں، رمضان میں تراویح کا خاص اہتمام کرتی تھیں، ذکوان انکا نلام امامت کرتا اور وہ مقتدی ہوتیں۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھیں، حج کی بھی شدت سے پابند تھیں اور ہر سال اس فرض کو ادا کرتی تھیں، غلاموں پر شفقت کرتیں، اور انکو خرید کر آزاد کرتی تھیں، ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 ہے، (شرح بورخانہ ام کتاب الحق)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

حفصہ نام، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، سلسلہ نسب یہ ہے، (حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباع بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک) والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا، جو مشہور صحابی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی ہم شیرہ تھیں، اور خود بھی صحابیہ تھیں، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حقیقی بھائی بہن ہیں۔ حضرت حفصہ بعثت نبوی سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں، اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے،

نکاح کا بیان

پہلا نکاح حمیس بن حذافہ سے ہوا۔ جو خاندان بنو سہم سے تھے،

اسلام کا بیان

ماں باپ اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں،

ہجرت اور نکاح ثانی کا بیان

شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی، غزوہ بدر میں خنیس رضی اللہ عنہ نے زخم کھائے اور واپس آ کر انہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی، عدت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی فکر ہوئی، اسی زمانہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، اسی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش ظاہر کی، انہوں نے کہا میں اس پر غور کرونگا، چند دنوں کے بعد ملاقات ہوئی، تو انہوں نے صاف انکار کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مایوس ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا انہوں نے خاموشی اختیار کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بے اتفاقی سے رنج ہوا، اس کے بعد خود رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کی، نکاح ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش ظاہر کی اور میں خاموش رہا، تو تمکو نا گوار گزرا، لیکن میں نے اسی بنا پر کچھ جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا ذکر کیا تھا اور میں انکا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح کا قصد نہ ہوتا تو میں اس کے لیے آمادہ تھا، (صحیح بخاری ج 2 ص 571، اسابیح 8 ص 51)

وفات کا بیان

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے شعبان سن پچاس ہجری میں مدینہ میں انتقال کیا، یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ مردان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا، نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کندھا دیا، اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کو قبر تک لے گئے، ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے لڑکوں عاصم، سالم، عبداللہ، حمزہ نے قبر میں اتارا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سن وفات میں اختلاف ہے، ایک روایت ہے کہ جمادی الاول سن 41 ہجری میں وفات پائی، اس وقت انکا سن 59 سال کا تھا۔ لیکن اگر سن وفات 45 ہجری قرار دیا جائے۔ تو ان کی عمر 63 سال کی ہوگی، ایک روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال کیا، یہ روایت اس بنا پر پیدا ہوئی کہ وہب نے ابن مالک سے روایت کی ہے کہ جس سال افریقہ فتح ہوا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسی سال وفات پائی اور افریقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سن 27 ہجری میں فتح ہوا۔ لیکن یہ سخت غلطی ہے۔ افریقہ دوم مرتبہ فتح ہوا۔ اس دوسری فتح کا فخر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے، جنہوں نے امیر معاویہ کے عہد میں حملہ کیا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائیداد تھی جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی نگرانی میں دے گئے تھے، اس کو صدقہ کر کے وقف

اولاد کا بیان

کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

فضل و کمال کا بیان

البتہ معنوی یادگاریں بہت سی ہیں، اور وہ ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حمزہ رضی اللہ عنہ (ابن عبداللہ) صفیہ بنت ابوعبید رضی اللہ عنہ (زوجہ عبداللہ) حارثہ بن وہب، مطلب ابی وادعہ، ام مبشر انصاریہ، عبداللہ بن صفوان بن امیہ، عبدالرحمن بن حارث بن ہشام، (ایضاً)

حضرت حصہ رضی اللہ عنہا سے ساٹھ حدیثیں منقول ہیں، (ایضاً) جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تھیں،

تفقہ فی الدین کے لیے واقعہ ذیل کافی ہے، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر و حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے، حضرت حصہ رضی اللہ عنہا نے اعتراض کیا کہ خدا تو فرماتا ہے "تم میں سے ہر شخص وارد جہنم ہو گا" آپ نے فرمایا ہاں لیکن یہ بھی تو ہے۔ "پھر ہم پر ایسے گاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس پر زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے" (مسند ابن خبیل ج 6 ص 285)

اسی شوق کا اثر تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی، حضرت شقار رضی اللہ عنہا کو چیونٹی کے کاٹے کا منتر آتا تھا، ایک دن وہ گھر میں آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حصہ رضی اللہ عنہا کو منتر سکھلا دو، (ایضاً ص 281)

اخلاق کا بیان

وہ (یعنی حصہ رضی اللہ عنہا) صائم النہار اور قائم الیل ہیں۔" (اصابہ ج 8 ص 52)

دوسری روایت میں ہے۔ انتقال کے وقت تک صائم رہیں۔" اختلاف سے سخت نفرت کرتی تھیں، جنگ صفین کے بعد جب حکیم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو قتلہ کجھکر خانہ نشین رہنا چاہتے تھے، لیکن حضرت حصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ گو اس شرکت میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں، تاہم تمہیں شریک رہنا چاہیے، کیونکہ لوگوں کو تمہاری رائے کا انتظار ہو گا، اور لیکن ہے کہ تمہاری عزت گزینی ان میں اختلاف پیدا کر دے۔ (صحیح بخاری ج 2 ص 589)

دجال سے بہت ڈرتی تھیں، مدینہ میں ابن صیاد نامی ایک شخص تھا، دجال کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیثیں بتائی تھیں، اس میں بہت سی موجود تھیں، اس سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک دن راہ میں ملاقات ہو گئی، انہوں نے اس کو بہت سخت ست کہا، اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہو گیا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مارنا شروع کیا حضرت حصہ کو خبر ہوئی تو بولیں، تمکو اس سے کیا غرض، تمہیں معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کے خروج کا محرک اس کا غصہ

نوٹ: (مسند 6 ص 283۔ مسم کتاب النکاح، کتاب ص ۱۰)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مزاج میں ذرا تیزی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی دو بدو مختلف کرتے تھے، ان کا جواب دیتی تھیں، چنانچہ صحیح بخاری میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "ہم لوگ جاہلیت میں عورت کو ذرا بدو کرتے تھے وقت نہ دیتے تھے، اسلام نے انکو درجہ دیا، اور قرآن میں ان کے متعلق آیتیں اتریں، تو ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی، اکیدن میری بیوی نے کسی معاملہ میں مجھکو رائے دی، میں نے کہا، "تمکو رائے مشورہ سے کیا دلا۔" بولیں، "ابن خطاب تمکو ذرا سی بات کی بھی برداشت نہیں حالانکہ تمھاری بیٹی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو برابر کا جواب دیتی ہے، یہاں تک کہ آپ دن بھر رنجیدہ رہتے ہیں،" میں اٹھا اور حفصہ کے پاس آیا، میں نے کہا "بیٹی میں نے سنا ہے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کا جواب دیتی ہو" بولیں "ہاں ہم ایسا کرتے ہیں" میں نے کہا خبردار میں تمہیں عذاب الہی سے ڈراتا ہوں، تم اس عورت (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ) کی ریس نہ کرو جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے اپنے حسن پر مانا ہے۔

(بخاری ج 2 ص کتاب النکاح، فتح الباری ج 8 ص 504)

ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا درہی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا کہ مجھکو حفصہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ "تم یہودی کی بیٹی ہو" آپ نے فرمایا حفصہ (رضی اللہ عنہا) خدا سے ڈرو، پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد ہوا "تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمھارا چاچا پیغمبر ہے اور پیغمبر کے نکاح میں ہو، حفصہ (رضی اللہ عنہا) تم پر کس بات میں فخر کر سکتی ہے۔" (ترمذی باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ایک بار حضرت عائشہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں، ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچا زاد بہن بھی، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو تا گوار گزارا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، آپ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کہا، کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہو سکتی ہو، میرے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میرے باپ بارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں جو تقریب نبوی میں دوش بدوش تھے، اس بنا پر حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی دیگر ازواج کے مقابلہ میں باہم ایک تھیں۔ چنانچہ واقعہ تحریم جوسن نو ہجری میں پیش آیا تھا، اسی قسم کے اتفاق کا نتیجہ تھا، ایک دفعہ کئی دن تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس معمول سے زیادہ بیٹھے، جسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے شہداء گیا تھا، انہوں نے آپ کو پیش کیا آپ کو شہد بہت مرغوب تھا۔ آپ نے نوش فرمایا، اس میں وقت مقررہ سے دیر ہو گئی، حجرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رشک ہوا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے اور تمھارے گھر میں آئیں تو کہنا کہ آپکے منہ سے مغایر کی بو آتی ہے، (مغایر کی بو کا اظہار کرنا کوئی جھوٹ بات نہ تھی مغایر کے پھولوں میں اگر کسی قسم کی کڑکٹل ہو تو تعجب کی بات نہیں) (مغایر کے پھولوں سے شہد کی مکھیاں رس چوتی ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھالی کہ میں سہ دن

کا دس گا۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت اتری، (صحیح بخاری ج 2 ص 29)

سے پیغمبر اپنی بیویوں کی خوشی کے لیے تم خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیوں کرتے ہو؟" کبھی کبھی، عاتقہ بنت ابی اسد و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) میں باہم رشک و رقابت کا اظہار ہو جایا کرتا تھا،

ایک مرتبہ حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھیں، رسول صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو عائشہ کے اونٹ پر چلتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے، ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوں تاکہ مختلف منظر دیکھنے میں آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راضی ہو گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس آئے جس پر حفصہ سوار تھیں جب منزل پر پہنچے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو نہیں پایا تو اپنے پاؤں کو اذخر (ایک گھاس ہے) کے درمیان لٹکا کر کہنے لگیں، "خداوند! کسی بچھو یا سانپ کو متعین کر جو مجھے ڈس جائے۔" (صحیح بخاری (دوسرے النبی جلد ۱۰) یہ حضرت حفصہ سے رقابت کا اظہار نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سفر جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے ساتھ پسند کرتے تھے اس سے محرومی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی کی بجائے حضرت حفصہ کو حضور کی مرضی کے خلاف اونٹ پر بٹھانا تھا۔ از صحیح احمد و ابوداؤد انور)

میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ ہوئیں، اور ادھر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہو چکا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی بیٹی کے رشتے کی بات کی۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (مفہوم) حفصہ کو وہ ملے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان کو وہ ملے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

نکاح کا بیان

باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھ کر شادی کے لیے ورقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ اور تورات و انجیل کے بہت بڑے عالم تھے، منتخب کیا، لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہ ہو سکی اور ابو ہالہ بن بنی شمی سے نکاح ہو گیا۔ (استیعاب ج 2 ص 378)

ابو ہالہ کے بعد عقیق بن عابد مخزومی کے عقد نکاح میں آئیں، اسی زمانہ میں حرب الفجار چھڑی، جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باپ لڑائی کے لیے نکلے اور مارے گئے (طبقات ج 8 صفحہ 9) یہ عام الفیل سے 20 سال بعد کا واقعہ ہے۔ (ایضاً ص 81 ج 1 ق 1)

حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا

زینب نام تھا، سلسلہ نسب یہ ہے، زینب بنت خزیمہ بن عبد اللہ بن عمر بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ، چونکہ

قرآن و حدیث و سنت و فہمی کے ساتھ لکھنا کھانا پکارتی تھیں، اس لیے ام الساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پسے عبد اللہ بھی تھے، رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، عبد اللہ بن جہش رضی اللہ عنہ نے جنگ احد میں شہادت پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سن ان سے نکاح کر لیا، نکاح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف دو تین مہینے رہیں پانی تھیں کہ انکا انتقال ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی، اور جند البقیع میں دفن ہوئیں، وفات کے وقت ان کی عمر 30 سال کی تھی۔ (اصابہ ج 8 ص 94، 95) (سیرۃ نبوی جلد دوم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

ہند نام، ام سلمہ کنیت، قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے ہند بنت ابی اسید سہیل بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، والدہ عوفراہ سے تھیں اور انکا سلسلہ نسب یہ ہے، عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان ابن فراہ بن غنم بن مالک بن کنانہ، ابواسید (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد) مکہ کے مشہور مخیر اور فیاض تھے، سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے اسی لیے زاد الراکب کے لقب سے مشہور تھے۔ (اصابہ ج 8 ص 240) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہی کی آغوش تربیت میں نہایت ماز و نعمت سے پرورش پائی۔

نکاح کا بیان

عبد اللہ بن عبد الاسد سے جو زیادہ تر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں، اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضائی بھائی تھے، نکاح ہوا،

اسلام کا بیان

آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں،

ہجرت حبشہ کا بیان

اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی، ہجرت میں انکو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔

ہجرت مدینہ کا بیان

ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں (انکا بچہ سلمہ

بھی ساتھ تھا) لیکن (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے) قبیلہ نے مزاحمت کی تھی، اس لیے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ انکو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے، اور یہ اپنے گھر واپس آ گئیں تھیں (ادھر سلمہ رضی اللہ عنہ کو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے چھین لے گئے) اس لیے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی تکلیف تھی، چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور اہل بیت میں بیٹھ کر رویا کرتیں۔ سات آٹھ دن تک یہی حالت رہی اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہ ہوا۔ ایک دن اہل بیت سے ان کے خاندان کا ایک شخص نکلا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو روتے دیکھا تو اس کا دل بھرا آیا گھر آ کر لوگوں سے کہا کہ "اس غریب پر ظلم کیوں کرتے ہو، اس کو جانے دو اور اس کا بچہ اس کے حوالے کر دو،" روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور مدینہ کا راستہ لیا، چونکہ وہ بالکل تنہا تھیں، یعنی کوئی مرد ساتھ نہ تھا، تنہیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی، بولا "کدھر کا قصد ہے؟" کہا "مدینہ کا" پوچھا کوئی ساتھ بھی ہے، کہا "خدا اور یہ بچہ،" عثمان نے کہا "یہ نہیں ہو سکتا تم تنہا کبھی نہیں جا سکتیں" یہ کہہ کر اونٹ کی مہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اتر پڑتیں، روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجادہ رکھ کر پرے ہٹ جاتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہتا کہ "سوار ہو جاؤ" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا، غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا۔ مدینہ لایا، قبا کی آبادی پر نظر پڑی تو بولا "اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ، وہ یہیں مقیم ہیں" یہ ادھر روانہ ہوئیں، اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا، (زر قانی ج 3 ص 272، 273)

قبا پہنچیں تو لوگ انکا حال پوچھتے تھے اور جب یہ اپنے باپ کا نام بتائیں تو انکو یقین نہیں آتا تھا (یہ حیرت ان کے تنہا سفر کرنے پر تھی، شرفا کی عورتیں اس طرح باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرتی تھیں) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا مجبوراً خاموش ہوتی تھیں، لیکن جب کچھ لوگ حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے اور انہوں نے اپنے گھر رقعہ بھجوایا تو اس وقت لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ واقعی ابوامیہ کی بیٹی ہیں، ابوامیہ قریش کے چونکہ نہایت مشہور اور معزز شخص تھے، اس لیے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ (مسند ابن منبج ج 6 ص 307)

وفات ابو سلمہ رضی اللہ عنہ، نکاح ثانی اور خانگی حالات کا بیان

کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا، حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بڑے شبہ سوار تھے، بدر اور احد میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں چند زخم کھائے، جنکے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکے، جمادی الثانی سن چار ہجری میں انکا زخم پھٹا اور اسی صدمہ سے وفات پائی۔ (زر قانی ج 3 ص 273) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں اور وفات کی خبر سنائی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے مکان پر تشریف لائے، گھر میں کبرا ام مچا تھا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں، "ہائے غربت میں یہ کیسی موت ہوئی" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبر کرو، ان کی مغفرت کی دعا مانگو، اور یہ کہو کہ خداوند! ان سے بہتر انکا جانشین عطا کر" اس کے بعد ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر تشریف لائے اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام کے ساتھ پڑھائی گئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نو تکبیریں کہیں، لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سہو تو نہیں ہوا؟ فرمایا یہ ہزار تکبیروں

کے مستحق تھے، وفات کے وقت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے آنکھیں بند کیں، اور ان کی مغفرت کی دعا مانگی۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وفات کے بعد ام سلمہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں، وضع حمل کے بعد عدت گزار گئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا، لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر پہنچے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے چند عذر ہیں (1) میں سخت غیور ہوں۔ (2) صاحب عیال ہوں (3) میرا سن زیادہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان زخمتوں کو گوارہ فرمایا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اب عذر کیا ہو سکتا تھا؟ اپنے لڑکے سے (جن کا نام عمر تھا) کہا اٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح کراؤ۔ (سنن نسائی ص 511) شوال سن چار ہجری کی اخیر تاریخوں میں یہ تقریب انجام پائی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی موت سے جو شدید صدمہ ہوا تھا، خداوند تعالیٰ نے اس کو ابدی مسرت میں تبدیل کر دیا، سنن ابن ماجہ میں ہے،

جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے وہ حدیث یاد کی جسکو وہ مجھ سے بیان کیا کرتے تھے تو میں نے دعا شروع کی اور جب میں یہ کہنا چاہتی کہ خداوند! مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مل سکتا ہے لیکن میں نے دعا کو پڑھنا شروع کیا تو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے چائشیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دو چکیاں، گھڑا، اور چڑے کا تکیہ جس میں خرے کی چھال بھری تھی، عنایت فرمایا، یہی سامان اور پیچوں کو بھی عنایت ہوا تھا، (مسند ج 6 ص 295)

بہت حیا دار تھیں، ابتدا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکان پر تشریف لاتے تو حضرت ام سلمہ فرط غیرت سے لڑکی (زینب) کو گود میں بٹھا لیتیں، آپ یہ دیکھ کر واپس جاتے، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ام سلمہ کے رضاعی بھائی تھے، معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے، اور لڑکی کو چھین لے گئے، (ایضاً)

لیکن بعد میں یہ بات ختم ہو گئی، اور جسطرح دوسری بیبیاں رہتی تھیں وہ بھی رہنے لگیں، نکاح سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انکا ذکر کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بڑا رشک ہوا، ابن سعد میں ان سے جو روایت منقول ہے اس میں یہ فقرہ بھی ہے "یعنی مجھکو سخت غم ہوا،" (ج 8 ص 24)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بیحد محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ ایک موقع پر جب تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو (سوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ عرض کرنا تھا، تو انہوں نے حضرت ام سلمہ کو ہی اپنا سفیر بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، صحیح بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے، ایک میں حضرت عائشہ، حفصہ، جعیہ، سودہ رضی اللہ عنہن شامل تھیں، دوسرے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ اس لیے لوگ ان ہی کی باری میں بد یہ بیچتے تھے، حضرت ام سلمہ کی جماعت نے ان سے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح ہم بھی سب کی بھلائی کی خواہاں

بکثرت البکی۔

ہیں، اس بنا پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم جسکے بھی مکان میں ہوں۔ لوگوں کو بدیہ بھیجتا چاہیے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے شکایت کی تو آپ نے دو مرتبہ اعراض فرمایا، تیسری مرتبہ کہا "ام سلمہ رضی اللہ عنہا! عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں مجھے اذیت نہ پہنچاؤ، کیونکہ ان کے سوا تم میں کوئی بیوی ایسی نہیں ہے، جسکے لحاف میں میرے پاس وحی آئی ہو، (صحیح بخاری ج 1 ص 532) "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا "میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اذیت پہنچانے سے ہٹاؤں مانتی ہوں۔"

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شبہ شب ہوتے تو انکا پچھونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائزہ کے سامنے بچھتا تھا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ سامنے ہوتی تھیں۔) (مسند ج 6 ص 322)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کا بہت خیال رکھتی تھیں، ہجرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور غلام ہیں، دراصل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، انکو آزاد کیا تو اس شرط پر کہ جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تم پر ان کی خدمت لازمی ہوگی (ایضاً ص 316)

عام حالات کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات زندگی یہ ہیں، غزوہ خندق میں اگرچہ وہ شریک نہ تھیں، تاہم اس قدر قریب تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اس طرح سنتی تھیں فرماتی ہیں کہ مجھے وہ وقت خود یاد ہے کہ جب سینہ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے کہ دفعۃً عمار بن یاسر پر نظر پڑی فرمایا " (افسوس) ابن سبہ! تجھے کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا، " (ایضاً ص 289)

محاصرہ بنو قریظہ سن پانچ ہجری میں یہود سے گفتگو کرنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، اثنائے مشورہ میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کے اشارے سے بتلایا کہ تم لوگ قتل ہو جاؤ گے، لیکن بعد میں اس کو افشائے راز سمجھ کر اس قدر نادام ہوئے کہ مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا، چند دنوں تک یہی حالت رہی پھر توبہ قبول ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے کہ صبح کو مسکراتے ہوئے اٹھے تو بولیں "خدا آپ کو ہمیشہ ہنسائے، اس وقت ہنسنے کا کیا سبب ہے؟" فرمایا "ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہو گئی" عرض کی "تو کیا میں انکو یہ مژدہ سن دوں" فرمایا "ہاں اگر چاہو" حضرت ام سلمہ اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور پکار کر کہا "ابولبابہ مبارک ہو تمھاری توبہ قبول ہو گئی،" اس آواز کا کانوں میں پڑنا تھا کہ تمام مدینہ امنڈ آیا۔ (ذرقانی ج 2 ص 153 و ابن سعد ج 2 ق 1 ص 54)

اسی سن میں آیت حجاب نازل ہوئی اس سے پیشتر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بعض دور کے اعزہ و اقارب کے سامنے آیا کرتی تھیں، اب خاص خاص اعزہ کے سوا سب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام کھوم قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور بارگاہ نبوی کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے، اس لیے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں آیا کرتے تھے، ایک دن آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا، "ان سے پردہ کرو" بولیں "وہ تو نابینا ہیں" فرمایا "تم تو نابینا نہیں ہو، تم تو انہیں دیکھتی ہو" (مسند ج 6 ص 296)

صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، صلح کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں، لیکن لوگ اس قدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، تین دفعہ بار بار کہنے پر بھی ایک شخص بھی آمادہ نہ ہوا، (چونکہ معاہدہ کی تمام شرطیں بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اس لیے تمام لوگ رنجیدہ اور غصہ سے بیتاب تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی، انہوں نے عرض کی "آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کے لیے بال منڈوائیں" آپ نے باہر آ کر قربانی کی اور بال منڈوائے اب جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا، ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور غلٹ اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا،

(صحیح بخاری ج 6 ص 380)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی میں انکو کس درجہ کمال حاصل تھا، امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال نہیں پیش کر سکتی۔ (زرعانی ج 3 ص 272)

غزوہ خیبر میں شریک تھیں، مرحب کے دانتوں پر جب لکوار پڑی تو کرکراہٹ کی آواز ان کے کانوں میں آئی تھی، (استیعاب ج 2 ص 803)

سن نو ہجری میں ایلام کا واقعہ پیش آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تنبیہ کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی آئے وہ ان کی عزیز ہوتی تھیں، ان سے بھی گفتگو کی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا،

(صحیح بخاری ج 2 ص 730)

عمر رضی اللہ عنہ تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگے یہاں تک کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیتے ہو۔

چونکہ جواب نہایت خشک تھا، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ چپ ہو گئے اور اٹھ کر چلے آئے، رات کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج کو طلاق دے دی صبح کو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور تمام واقعہ بیان کیا جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا تو آپ مسکرائے،

حجۃ الوداع میں جو سن دس ہجری میں ہوا۔ اگرچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا علیل تھیں، تاہم ساتھ آئیں، نبیہا (غلام) اونٹ کی مہار تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب غلام کے پاس اس قدر مال موجود ہو کہ وہ اس کو ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہو تو اس سے پردہ ضروری ہو جاتا ہے، (مسند ج 6 ص 308 و 289)

طواف کے متعلق فرمایا کہ جب نماز فجر ہو، تم اونٹ پر سوا ہو کر طواف کرو چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا، (صحیح بخاری ج 1 ص 220، 219)

سن 11 ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے، مرض نے طول کھینچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں منتقل ہو گئے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اکثر آپ کو دیکھنے کے لیے جایا کرتی تھیں، لیکن طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا چیخ اٹھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں، (طبقات ج 2 ق 2 ص 13) لیکن مرض میں اشد ادھوا تو ازواج نے دوا پلائی چاہی، چونکہ گوارہ نہ تھی، آپ نے انکار فرمایا، لیکن جب غشی طاری ہو گئی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے دوا پلا دی (صحیح بخاری ج 2 ص 641 طبقات ج 2 ق 2 ص 32) (بعض روایتوں میں ہے کہ ان دونوں نے اسکا مشورہ دیا تھا) اسی زمانہ میں ایک روز حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے جو ہشہ ہو آئی تھیں، وہاں کے عیسائی معبدوں کا (جو غالباً رومن کی تصویک کر رہے ہوئے) اور ان کے جسموں اور تصویروں کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرتبا ہے تو اس کے مقبرہ کو عبادت گاہ بنا لیتے ہیں، اور اسکا بت بنا کر اس میں کھڑا کرتے ہیں، قیامت کے روز خدائے عزوجل کی نگاہ میں یہ لوگ بدترین مخلوق ہونگے، (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

وفات سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے باتیں کی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی وقت بیتا بانہ پوچھنے لگیں، لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے توقف کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پوچھا، (طبقات ج 2 ق 2 ص 40)

سن اکٹھ ہجری میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا حال ہے، ارشاد ہوا، "حسین (رضی اللہ عنہ) کے قتل سے واپس آ رہا ہوں" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوئیں تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے (صحیح ترمذی ص 224) اسی حالت میں زبان سے نکلا اہل عراق نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، خدا انکو قتل کرے اور حسین رضی اللہ عنہ کو ذلیل کیا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے، (مسند ج 6 ص 98)

سن تریستھ ہجری میں واقعہ حرہ کے بعد شامی لشکر مکہ گیا، جہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہ پناہ گزیں تھے، چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ایسے لشکر کا تذکرہ فرمایا تھا، بعض کو شبہ ہوا، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا بولیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ایک شخص مکہ میں پناہ لے گا، اس کے مقابلہ میں جو لشکر آئے گا یا باں میں وہیں دھنس جائے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جو لوگ جبراً شریک کیئے گئے ہوں گے وہ بھی؟ فرمایا ہاں وہ بھی لیکن قیامت میں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھیں گے (حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے کہ یہ واقعہ مدینہ کے میدان میں پیش آئے گا،

(صحیح بخاری ج 2 ص 493، 494)

وفات کا بیان

جس سال حرہ کا واقعہ ہوا (یعنی سن 63 ہجری) اسی سال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا اس وقت 84 برس کا کن تھا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں دفن کیا (زرقاتی ج 3 ص 276) اس زمانہ میں ولید بن

عتبہ (ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا پوتا) مدینہ کا گورنر تھا، چونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازہ کی نذر پر چھائے، اس لیے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے بجائے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا۔ (جری کیرن 3 ص 2443)

اولاد کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر سے جو اولاد ہوئی اس کے نام یہ ہیں۔ سلمہ رضی اللہ عنہ، حبشہ میں پیدا ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نکاح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی امامہ سے کیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح انہوں نے ہی کیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں فارس، بحرین کے حاکم تھے،

وزیر، انکا ذکر صحیح بخاری میں آیا ہے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جو کہ ازواج مطہرات میں داخل تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ دروے نکاح کرتا چاہتے ہیں؟ فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے، اگر میں نے اس کو پرورش نہ بھی کیا ہوتا تو بھی وہ کسی طرح میرے لیے حلال نہ تھی، کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔ (صحیح بخاری 2 ص 764)

زینب رضی اللہ عنہا پہلے بروہہ تھا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رکھا۔ (ازدواج 3 ص 272)

حلیہ کا بیان

اصابہ میں ہے، "یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت حسین تھیں۔"

ابن سعد (ابن سعد ج 8 ص 66) نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے حسن کا حال معلوم ہوا تو سخت پریشان ہوئیں، مگر یہ واقعہ فی کی روایت ہے جو چنداں قابل اعتبار نہیں،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بال نہایت گھنے تھے۔ (مسند 6 ص 389)

فضل و کمال کا بیان

علمی حیثیت اگرچہ تمام ازواج بلند مرتبہ تھیں، تاہم حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا ان میں کوئی جواب نہیں تھا، چنانچہ محمود بن لبید کہتے ہیں، (حدیث ابن سعد ج 6 ص 317)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج احادیث کا مخزن تھیں، تاہم عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کا ان میں کوئی حریف مقابل نہ تھا۔ مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور اعلانیہ کہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے ہوتے ہوئے ہم (دوسروں) سے کیوں پوچھیں، (مسند 6 ص 317)

حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما درینے سم ہونے کے باوجود ان کے دریاے فیض سے مستغنی نہ تھے، (ایضاً ص 312) بن نعیم کرام کا ایک بڑا مردان کے آستانہ فضل پر سر بر تھا۔

قرآن اچھڑ پڑھتیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر پڑھ سکتی تھیں، ایک مرتبہ کسی نے پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کیا کرتے کرتے تھے؟ بولیں ایک ایک آیت الگ الگ کر کے پڑھتے تھے اس کے بعد خود پڑھ کر بتا دیا۔

(ایضاً ص 300-301)

حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا انکا کوئی حریف نہ تھا، ان سے 378 روایتیں مروی ہیں۔ اس بنا پر وہ محدثین صحابہ رضی اللہ عنہم کے تیسرے طبقہ میں شامل ہیں۔

حدیث سننے کا بڑا شوق تھا۔ ایک دن بال گوند وارہی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے زبان مبارک سے لٹھا الناس (لوگو!) کا لفظ نکلا تو فوراً بال باندھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں، اور کھڑے ہو کر پورا خطبہ سنا، (ایضاً ص 301) مجتہد تھیں، صاحب اصحاب نے ان کے تذکرہ میں لکھا ہے،

"یعنی وہ کامل العقل اور صاحب الرائے تھیں۔" (اصحاب ص 8 س 241)

علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ ان کے فتاویٰ اگر جمع کیے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے، (امام الموقنین ج 1 ص 13) ان کے فتاویٰ کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہیں اور یہ ان کی دقیقہ رسی اور نقطہ چینی کا کرشمہ ہے، ان کی نکتہ چینی پر ذیل کے واقعات شاہد ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے، مردان نے پوچھا آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ بولے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے، چونکہ انہوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ سے سنی تھی، مردان نے ان کے پاس تصدیق کیلئے آدمی بھیجا، انہوں نے کہا بخلو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث پہنچی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی گیا اور انکو یہ قول نقل کیا تو بولیں، "یعنی خدا عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی مغفرت کرے انہوں نے بات نہیں سمجھی،" (مسند احمد ج 6 ص 299، یہ واقعہ صحیح بخاری میں بھی ہے ج 2 ص 239)

کیا میں نے ان سے یہ نہیں کہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔"

(مسند احمد ج 6 ص 303)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ رمضان میں جنابت کا غسل فوراً صبح اٹھ کر کرنا چاہیے، ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ایک شخص نے جا کر حضرت ام سلمہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے جا کر پوچھا دونوں نے کہا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں صائم ہوتے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو رنگ فق ہو گیا، اسی خیال سے رجوع کیا اور کہا کہ میں کیا کروں فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کو زیادہ علم ہے۔ (مسند احمد ج 6 ص 306-307) اسکے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا فتویٰ واپس لے لیا (ایضاً ص 306)

ایک مرتبہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی زندگی کے متعلق جو حقائق ارشاد کیجئے، فرمایا "آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو آپ سے واقعہ بیان کیا، فرمایا تم نے بہت اچھا کیا۔

(ایضاً ص 309)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جواب صاف دیتی تھیں اور کوشش کرتی تھیں کہ سائل کی تشفی ہو جائے، ایک دفعہ کسی شخص سے مسئلہ بتایا، وہ ان کے پاس سے اٹھ کر دوسری ازواج کے پاس گیا۔ سب نے ایک ہی جواب دیا، واپس آ کے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر سنائی تو بولیں، غم و افسوس! ذرا غمزدہ میں تمہاری تشفی کرنا چاہتی ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق یہ حدیث سنی ہے، (ایضاً ص 297)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حدیث وقتہ کے علاوہ اسرار کا بھی علم تھا، اور یہ وہ فن تھا جسکے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، ام سلمہ صبی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو بولیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ایسے ہیں جنکو نہ اپنے انتقال کے بعد دیکھو نہ وہ دیکھو دیکھیں گے، حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ گھبرا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور کہا، "خدا کی قسم! جج جج کہہ کیا میں انہی میں ہوں۔" حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں، لیکن تمہارے علاوہ میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کروں گی، (سہ ماہ ص 307)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جن لوگوں نے علم حدیث حاصل کیا ان کی ایک بڑی جماعت ہے، ہم صرف چند ناموں پر اکتفا کرتے ہیں۔

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، بندر رضی اللہ عنہا بنت الحارث الغراسیہ، صفیہ رضی اللہ عنہا بنت شیبہ، عمر رضی اللہ عنہ، زینب رضی اللہ عنہا (اولاد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا) مصعب رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ (برادر زادہ) بہان (غلام مکاتیب) عبد اللہ بن رافع، رافع رضی اللہ عنہ و شعبہ، پسر شعبہ رضی اللہ عنہ، ابو بکر رضی اللہ عنہ، خیرۃ والدہ حسن بصری، سلیمان رضی اللہ عنہ بن یسار، ابو عثمان رضی اللہ عنہ البندی، حمید رضی اللہ عنہ، ابو سلمہ رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، ابو داؤد، صفیہ بنت حصی، عبد الرحمن، ابن حارث بن ہشام، عکرمہ، ابو بکر بن عبد الرحمن، عثمان بن عبد اللہ ابن مویب، عروہ بن زبیر، کریم مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ، قیسہ بن زید رضی اللہ عنہ، رافع مولا ابن عمر بن خطاب بن مالک،

اخلاق و عادات کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت زاہدہ زندگی بسر کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایک ہار پہنا جس میں سونے کا کچھ حصہ شامل تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا تو اس کو توڑ ڈالا۔ (ایضاً ج 6 ص 319، 323) ہر مہینے میں تین دن (دوشنبہ، جمعرات اور جمعہ) روزہ رکھتی تھیں، (ایضاً ص 389) اثواب کی مستلاشی رہتیں، ان کے پہلے شوہر کی اولاد ان کے ساتھ تھی، اور وہ نہایت عمدگی سے ان کی پرورش کرتی تھیں، اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا کہ مجھ کو اسکا کچھ ثواب بھی ملے گا۔ آپ نے فرمایا "ہاں"

(صحیح بخاری ج 1 ص 1198)

انھیں کھانوں میں شریک ہوتی تھیں، آیت تطہیر انہی کے گھر میں نازل ہوئی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بنا کر کعبہ لایا اور کہا "خدا یا رب میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو دور کر اور

انہیں پاک کر "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دعائی تو بولیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوں ارشاد ہوا۔ تم اپنی جگہ پر ہو اور اچھی ہوں۔ (صحیح ترمذی ص 530)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی پابند تھیں، نماز کے اوقات میں بعض اصرار نے تغیر و تبدل کیا۔ یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیئے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انکو تنبیہ کی اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو۔ (مسند ج 6 ص 289)

ایک دن ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی، چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی، وہ سجدہ کرتے عفت مٹی جھاڑتے تھے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روکا کہ یہ فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش کے خلاف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام نے ایک دلہ ایسا کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا، تراب و جھک اللہ! یعنی تیرا چہرہ خدا کی راہ میں غبار آلود ہو۔ (ایضاح ج 6 ص 301)

فیاض تھیں، اور دوسروں کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمان بن عوف نے آ کر کہا اماں! میرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا ہے کہ اب بربادی کا خوف ہے، فرمایا بیٹا! اس کو خرچ کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے صحابہ ایسے ہیں کہ جو ٹھکوری میری موت کے بعد پھر نہ دیکھیں گے! (ایضاح ص 290)

ایک مرتبہ چند فقراء جن میں عورتیں بھی تھیں، ان کے گھر آئے اور نہایت الحاح سے سوال کیا، ام الحسن بیٹھی تھیں، انہوں نے ڈانٹا لیکن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ہٹو اسکا حکم نہیں ہے۔ اس کے بعد لونڈی کو کہا کہ انکو کچھ دیکر رخصت کرو۔ کچھ نہ ہو تو ایک ایک چھوہارا ان کے ہاتھ پر رکھ دو، (استیعاب ج 2 ص 803)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو جو محبت تھی اسکا یہ اثر تھا کہ آپ کے موئے مبارک تبرکار رکھ چھوڑے تھے۔ جنگی وہ لوگوں کو زیارت کراتی تھیں، (مسند احمد ج 6 ص 296) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اسکا کیا سبب ہے کہ ہمارا قرآن میں ذکر نہیں۔ تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور یہ آیت پڑھی

"ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات" (ایضاح ص 301)

مناقب کا بیان

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں، حضرت جبریل آئے اور باتیں کرتے رہے، ان کے جانے کے بعد آپ نے پوچھا۔ "انکو جانتی ہو؟" بولیں وحیرہ رضی اللہ عنہ تھے، لیکن جب آپ نے اس واقعہ کو اور لوگوں سے بیان کیا تو اس وقت معلوم ہوا کہ وہ جبریل تھے، (صحیح مسلم ج 2 ص 241 مطبوعہ مصر) (غالباً یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہے۔)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش

نام و نسب:

زینب نام، ام الحکیم کنیت، قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، زینب بنت جحش بن رباب بن

عمر بن مبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ، والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبدالمطلب جد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن تھیں، اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

اسلام کا بیان

نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں، اسد الغالبہ میں ہے۔ شروع دور اسلام میں اسلام قبول کیا تھا۔

(اسد الغالبہ ج 5 ص 463)

نکاح کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے ساتھ آپ کے آزاد کردہ غلام اور متبنی تھے انکا نکاح کر دیا، اسراء نے مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جس طرح ایک جگہ لا کھڑا کر دیا ہے، اگرچہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں، لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے، قریش اور خصوصاً خاندان ہاشم کو تو لیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا، اس کے لحاظ سے شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن اسلام نے محض "تقویٰ" کو بزرگی کا معیار قرار دیا اور فخر و ادعاء کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے، اس بنا پر اگرچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بظاہر غلام تھے تاہم وہ چونکہ (مسلمان اور مرد صالح تھے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہیں ہوا) تعلیم مساوات کے علاوہ اس نکاح کا ایک اور مقصد بھی تھا جو اسد الغالبہ میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے۔

"یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے اس لیے کیا تھا کہ انکو قرآن و حدیث کی تعلیم دیں۔"

(اسد الغالبہ ج 5 ص 463)

تقریباً ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا، لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکر رنج پڑھ گئی، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی (صحیح ترمذی ص 531) اور طلاق دے دینا چاہا۔

"زید (رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ زینب (رضی اللہ عنہا) مجھ سے زبان درازی کرتی ہیں اور میں انکو طلاق دینا چاہتا ہوں۔" (فتح الباری ج 8 ص 403 تفسیر سورۃ احزاب)

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار انکو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں، قرآن مجید میں ہے "اور جبکہ تم اس شخص سے جس پر خدا نے اور تم نے احسان کیا تھا، یہ کہتے تھے کہا اپنی بیوی کو نکاح میں لیے رہو اور خدا سے خوف کرو۔"

لیکن یہ کسی طرح صحبت برآ نہ ہو سکے، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے انکو طلاق دے دی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن تھیں۔ اور آپ ہی کی تربیت میں پلی تھیں، آپ کے فرمانے سے انہوں نے یہ رشتہ منظور کر لیا تھا۔ جوان کے نزدیک ان کے خلاف شان تھا (چونکہ زید رضی اللہ عنہ غلام رہ چکے تھے، اس لیے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ نسبت گوارہ نہ تھی) بہر حال وہ مطلقہ ہو گئیں تو آپ نے ان کی دلجوئی کے لیے خود ان سے نکاح کر لیتا چاہا، لیکن عرب میں اس وقت تک متبنی اصلی

کتاب النکاح

بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا، اس لیے عام لوگوں کے خیال سے آپ تامل فرماتے تھے، لیکن چونکہ محض یہ جاہلیت کی رسم تھی اور اس کو مٹانا مقصود تھا، اس لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

”اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپاتے ہو جسکو خدا ظاہر کر دینے والا ہے، اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیے،“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم زینب رضی اللہ عنہا کے پاس میرا پیغام لے کر جاؤ، زید رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو وہ آٹا گوندھنے میں مصروف تھیں، چاہا ان کی طرف دیکھیں لیکن پھر کچھ سوچ کر منہ پھیر لیا اور کہا ”زینب (رضی اللہ عنہا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لایا ہوں“ جواب ملا ”میں بغیر استخارہ کیے کوئی رائے قائم نہیں کرتی“ یہ کہا اور مصلیٰ پر کھڑی ہو گئیں، ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی۔ فلما زید منھا و طراز و جنا کھا، اور نکاح ہو گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

دن چڑھے ولیمہ ہوا جو اسلام کی سادگی کی اصل تصویر تھا اس میں روٹی اور سالن کا انتظام تھا۔ انصار میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، مالیدہ بھیجا تھا۔ غرض سب چیزیں جمع ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے بلانے کے لیے بھیجا۔ 300 آدمی شریک ہوئے۔ کھانے کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دس آدمیوں کی ٹالیاں کر دیں تھیں، باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس جاتے تھے۔ اسی دعوت میں آیت حجاب اتری، جسکی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی مدعو تھے، کھا کر باتیں کرنے لگے اور اس قدر دیر لگائی کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرط مرورت بنے خاموش تھے، بار بار اندر جاتے اور باہر آتے تھے، اسی مکان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی بیٹھی ہوئی تھیں، اور انکا منہ دیوار کی طرف تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت کو دیکھ کر بعضوں کو خیال ہوا اور اٹھ کر چلے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دوسری ازواج کے مکان میں تھے، اطلاع دی، آپ باہر تشریف لائے تو وحی کی زبان اس طرح گویا ہوئی۔

”اے ایمان والو! نبی کے گھروں پر مت جایا کرو، مگر جس وقت تمکو کھانے کے لیے اجازت دی جائے، ایسے طور پر کہ تم اس کی تیاری کے منتظر نہ ہو لیکن جب تمکو بلایا جائے تب جایا کرو، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو۔ اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبی کو ناگواری پیدا ہوتی ہے، سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا ہے اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ سے باہر مانگو۔“

آپ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا، اور لوگوں کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت ہو گئی یہ ذوالحجہ سن پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی چند خصوصیتیں ہیں جو کہیں اور نہیں پائی جاتیں، ان کے نکاح سے جاہلیت کی ایک اور رسم کہ متبہنی اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے، مٹ گئی، مساوات اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر سامنے آیا کہ آزاد کردہ غلام کی تمیز اٹھ گئی، پردہ

کتاب النبی

کا حکم ہوا۔ نکاح کے لیے وحی الہی آئی۔ ولیمہ میں تکلف ہوا، اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ازواج کے مقابلہ میں فخر کیا کرتی تھیں۔ (ترمذی ص 561، اسد الغابہ ج 5 ص 464)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں جو بیبیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمسری کا دعویٰ رکھتی تھیں، ان میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھیں، خود حجرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔
"ازواج میں سے وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں عزت و مرتبہ میں میرا مقابلہ کرتی تھیں،"

(صحیح مسلم باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کی خاطر داری منظور رہتی تھی، یہی وجہ تھی کہ جب چند ازواج نے حجرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو سفیر بنا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، اور وہ ناکام واپس آئیں، تو سب نے اس خدمت (سفارت) کے لیے حجرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اس خدمت کے لیے زیادہ موزوں تھیں، انہوں نے بڑی دیدہ دلیری سے پیغام ادا کیا، اور بڑے زور کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس رتبہ کی مستحق نہیں ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چپ ہو کر سن رہی تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب تقریر کر چکیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مرضی پا کر کھڑی ہوئیں اور اس زور شور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا لا جواب ہو کر رہ گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیوں نہ ہو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے"

(صحیح مسلم فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

وفات کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا تھا۔ تم میں مجھ سے جلد وہ ملیں گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ یہ استعارۂ فیاضی کی طرف اشارہ تھا، لیکن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اس کو حقیقت سمجھیں چنانچہ ہاہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنی فیاضی کی بنا پر اس پیش گوئی کا مصداق ثابت ہوئیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے پہلے انتقال کیا، کفن کا سامان خود تیار کر لیا تھا۔ اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کفن دیں تو ان میں سے ایک کو صدقہ کر دینا، چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، اس کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے سے دریافت کیا کہ کون قبر میں داخل ہوگا، انہوں نے کہا وہ شخص جو ان کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا، چنانچہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، محمد بن عبد اللہ بن جحش، عبد اللہ بن ابی احمد بن جحش نے انکو قبر میں اتارا اور بقیع میں سپرد خاک کیا۔

(صحیح بخاری ج 1 ص 191، مسلم ص 341 ج 2، اسد الغابہ ص 465 ج 5)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سن بیس ہجری میں انتقال کیا اور 53 برس کی عمر پائی، واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس وقت نکاح ہوا اس وقت 35 سال کی تھیں لیکن یہ عام روایت کے خلاف ہے، عام روایت کے مطابق ان کا سن 38 سال کا تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے مال متروکہ میں صرف ایک مکان یا دو گار چھوڑا تھا، جسکو ولید بن عبداللہ نے اپنے زمانہ حیات میں پچاس ہزار درہم پر خرید لیا اور مسجد نبوی میں شامل کر دیا گیا، (طبری ص 2449 ج 13)

ملیہ کا بیان

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو تاہ قامت لیکن خوبصورت اور موزوں اہرام تھیں۔ (زرقانی ص 283)

فضل و کمال کا بیان

روایتیں کم کرتی تھیں، کتب حدیث میں ان سے صرف گیارہ روایتیں منقول ہیں، راویوں میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ، محمد بن عبداللہ بن جحش (برادر زادہ) کلثوم بنت طلحہ اور زکوة (غلام) داخل ہیں۔

اخلاق کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ یعنی حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) نیک خورد و دار و نماز گزار تھیں۔

(زرقانی بحوالہ ابن سعد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے کوئی عورت زینب (رضی اللہ عنہا) سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ راست گفتار، زیادہ فیاض، بخیر اور خدا کی رضا جوئی میں زیادہ سرگرم نہیں دیکھی فقط مزاج میں ذرا تیزی تھی جس پر انکو بہت جلد برداشت بھی ہوتی تھی۔ (مسلم ج 2 ص 335 فضل عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زہد و تورع میں یہ حال تھا۔ کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا اور اس اتہام میں خود حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بہن حنہ شریک تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اخلاقی حالت دریافت کی تو انہوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ مجھ کو عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے اس صدق و قرار حق کا اعتراف کرنا پڑا۔

عبادت میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھیں، ایک مرتبہ آپ مہاجرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس معاملہ میں کچھ بول پڑیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا، آپ نے فرمایا ان سے درگزر کرو یہ آواہ ہیں (اصابہ ج 8 ص 93) (یعنی خاشع و متضرع ہیں۔)

نہایت قانع و فیاض طبع تھیں، خود اپنے دست و بازو سے معاش پیدا کرتی تھیں اور اس کو خدا کی راہ میں لٹا دیتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، تو مدینہ کے فقراء کو مساکین میں سخت کھلی پیدا ہو گئی اور وہ گھبرا گئے (اصابہ ج 113 بحوالہ ابن سعد) ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکا سالانہ نفقہ بھیجا، انہوں نے اس پر یک کپڑا ڈال دیا اور بزرہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کدو۔ بزرہ نے کہا آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے؟ انہوں نے کہا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہو وہ تمہارا ہے، دیکھا تو پچاسی درہم نکلے جب تمام مال تقسیم ہو چکا تو دعا کی کہ خدایا

اسی سال کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے عطیہ کے فائدہ انھا دو عاقبول ہوئی اور اسی سال انتقال ہو گیا۔ (ابن سعد ج 8 ص 78)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب :-

جویریہ نام، قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث ابی ضرار بن حبیب بن عائد بن مانک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزہقیہ۔

حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد بنو مصطلق کے سردار تھے۔ (طبقات ج 2 ق 1 ص 45)

نکاح کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔

غزوہ مہربہ اور نکاح ثانی کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے چنانچہ حارث نے قریش کو اشارے سے یاخود سے مدینے پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لیے بریدہ رضی اللہ عنہ بن حبیب اسلمی کو روانہ کیا، انہوں نے واپس آ کر خبر کی تصدیق کی آپ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا، 2 شعبان سن پانچ ہجری کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مہربہ میں جو مدینہ منورہ سے نو منزل ہے پہنچ کر قیام کیا، لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں، اس لیے اس کی جمیعت منتشر ہو گئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا، لیکن مہربہ میں جو لوگ آباد تھے، انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر حیر برساتے رہے مسلمانوں نے دفعہ ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے، 11 آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہو گئے، جنگی تعداد تقریباً 600 تھی، مال غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے۔ ان میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، ابن اسحاق کی روایت ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لوٹ کر مدینہ و غلام بنا کر تقسیم کر دیئے گئے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے ثابت سے درخواست کی کہ مکاتبت کر لو یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو، ثابت نے 9 اوقیہ سونے پر منظور کیا حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس روپیہ نہ تھا، چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی آئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔

ابن الخلق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی روایت کی ہے جو یقیناً ان کی ذاتی رائے ہے کہ چونکہ جویریہ رضی اللہ عنہا نہایت شیریں ادا تھیں، میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے دیکھا تو سمجھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ان کے حسن و جمال کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا۔ غرض وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ انہوں نے کہا وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ "تمہاری طرف سے میں روپیہ ادا کر دیتا ہوں اور تم

سے نکاح کر لیتا ہوں" حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا آپ نے تنہا وہ رقم ادا کر دی، اور ان سے شادی کر لی۔ لیکن دوسری روایت میں اس سے زیادہ واضح بیان مذکور ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب گرفتار ہوئیں، تو حارث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میری بیٹی کثیر نہیں بن سکتی، میری شان اس سے بالاتر ہے میں نے قبیلے کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ اس کو آزاد کر دیں، آپ نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے، حارث نے جا کر جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیری مرضی پر رکھا ہے دیکھنا مجھ کو رسوا نہ کرنا، انہوں نے کہا "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں۔" چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے ان کا زرقہ یہ کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آ گئے تھے، دفعۃً رہا کر دیئے گئے، فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا،

(ابوداؤد کتاب النکاح ج ۲ ص ۱۵۵ طبقات ج ۲ ص ۱۵۱ مس ۴۶ صحیح مسلم ص ۶۱)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا، ان کے سبب سے بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر گئے گئے، (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۲۰) حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا کیونکہ اس میں بد فالی تھی۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۳۱)

وفات کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ربیع الاول سن ۵۰ ہجری میں وفات پائی، اس وقت ان کا سن ۶۵ برس کا تھا، مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں،

حلیہ کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا خوبصورت اور موزوں اندام تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

كانت امرأة حلوة ملاحاة لا يراها احدا الا اخذت بنفسه (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۲۰)

فضل و کمال کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کیں، ان سے حسب ذیل بزرگوں نے حدیث سنی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، عبید بن السباق، طفیل، ابویوب مراغی، کلثوم، ابن مصطلق، عبد اللہ بن شداد بن الہاد،

کر رہا۔

اخلاق کا بیان

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا زہد و زندگی بسر کرتی تھیں، ایک دن صبح کو مسجد میں دعا کر رہی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے، دوپہر کے قریب آئے تب بھی انکو اسی حالت میں پایا۔ (صحیح ترمذی ص 590)

جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے تو روزہ سے تھیں، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کل روزہ سے تھیں؟ بولیں، "نہیں" فرمایا "تو کل رکھو گی؟" جواب ملا "نہیں" ارشاد ہوا "تو پھر تمکو افطار کر لینا چاہیے۔"

(صحیح بخاری ج 1 ص 267)

دوسری روایتوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے ان تین دنوں میں ایک دن جمعہ کا ضرور ہوتا تھا۔ اس لیے تنہا جمعہ کے دن ایک روزہ رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے، آئمہ حنفیہ کے نزدیک جائز ہے، امام مالک سے بھی جواز کی روایت ہے۔ بعض شافعیہ نے اس سے روکا ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتح الباری جلد 4 صفحہ 204۔

امام ابو یوسف کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لیا جائے کرے (بذل الحیو جلد صفحہ 169) یہ بحث صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے متعلق ہے اور دنوں سے اسکا تعلق نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت تھی۔ اور ان کے گھر آتے جاتے تھے ایک مرتبہ آ کر پوچھا کہ "کچھ کھانے کو ہے؟" جواب ملا۔ "میری کنیر نے صدقہ کا گوشت دیا تھا دعی رکھا ہے اور اس کے سوا اور کچھ نہیں" فرمایا "اسے اٹھا لاؤ، کیونکہ صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس کو پہنچ چکا" (صحیح مسلم ج 1 ص 400)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب:

رملہ نام، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے، رملہ بنت ابی سفیان مخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس، والدہ کا نام صفیہ بنت ابو العاص تھا، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی تھیں،

حضرت ام حبیبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے 17 سال پہلے پیدا ہوئیں۔ (امام ابن 8 ص 84)

نکاح کا بیان

عبید اللہ بن جحش سے کہ حرب امیہ کے حلیف تھے، نکاح ہوا۔ (ایضاً زرقاتی ج 3 ص 276 بحوالہ ابن سعد)

اسلام کا بیان

اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں، اور حبش کو ہجرت کی، حبش میں جا کر عبید اللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں، اب وہ وقت آ گیا کہ انکو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا

شرف حاصل ہو۔ عبید اللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دی، بے نوشی کی عادت ہو گئی، آخر انکا انتقال ہو گیا، نکاح ثانی کا بیان

عدت کے دن ختم ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمیری کو نجاشی کی خدمت میں بغرض نکاح بھیجا، جب وہ نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ پیغام دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لیے لکھا ہے، انہوں نے خالد بن سعید اموی کو ذکیل مقرر کیا اور اس مزدور کے صلہ میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیاں دیں، جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور وہاں کے مسلمانوں کو جمع کر کے خود نکاح پڑھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا، نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جہاز میں بٹھکر روانہ ہوئیں اور مدینہ کی بندرگاہ میں اتریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خیبر میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ سن 6 ہجری کا واقعہ ہے (مسند ج 6 ص 427 تاریخ طبری واقعات سن 6 ہجری) اس وقت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی عمر 36 یا 37 سال کی تھی،

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق کئی روایتیں ہیں، ہم نے جو روایت لی ہے وہ مسند کی ہے اور مشہور روایتوں کے مطابق کی ہے، البتہ مہر کی تعداد میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے، عام روایت یہ ہے اور مسند میں بھی ہے کہ ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر چار سو درہم تھا، اسی بنا پر چار سو دینار راوی کا سہو ہے، اس موقع پر ہم کو صحیح مسلم کی ایک روایت کی تنقید کرنا ہے،

صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ ابوسفیان کو نظر اٹھا کر دیکھتا اور ان کے پاس بیٹھنا ناپسند کرتے تھے اس بنا پر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزوں کی درخواست کی جن میں ایک یہ بھی تھی کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لیجئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ (صحیح مسلم ج 2 ص 361) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان کے مسلمان ہونے کے وقت حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں داخل نہیں ہوئی تھیں لیکن یہ راوی کا وہم ہے چنانچہ ابن سعد، ابن حزم، ابن جوزی، ابن اثیر، بیہقی اور عبد العظیم منذری نے اس کے خلاف روایتیں کی ہیں، اور ابن سعد کے سوا سب نے اس روایت کی تردید کی ہے۔

وفات کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سن 44 ہجری میں انتقال کیا اور مدینہ میں دفن ہوئیں، اس وقت 73 برس کا سن تھا۔ قبر کے متعلق اس قدر معلوم ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان میں تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن حسین سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے مکان کا ایک گوشہ کھدوایا تو ایک کتبہ برآمد ہوا کہ "یہ رملہ بنت صخر کی قبر ہے" چنانچہ اس کو میں نے اسی جگہ رکھ دیا، (استیعاب جلد 2 ص 750)

وفات کے قریب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت عائشہ و حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ

ساتھ میں باہم جو کچھ ہوتا ہے وہ ہم لوگوں میں بھی کبھی ہو جایا کرتا تھا، اس لیے مجھکو معاف کر دو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے معاف کر دیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی تو بولیں تم نے مجھکو خوش کیا خدا تمکو خوش کرے،

(اصابہ ج 8 ص 85 بحوالہ ابن سعد (ابن سعد جز 1 ص 171))

اولاد کا بیان

پہلے شوہر سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے، عبد اللہ اور حبیبہ رضی اللہ عنہ، حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آغوش نبوت میں تربیت پائی، اور داؤد بن عروہ بن مسعود کو منسوب ہوئیں، جو قبیلہ ثقیف کے رئیس اعظم تھے۔

حلیہ کا بیان

خوبصورت تھیں، صحیح مسلم میں خود ابوسفیان کی زبانی منقول ہے۔ (صحیح مسلم جلد 2 ص 361) میرے ہاں عرب کی حسین تراور بمیل تر عورت موجود ہے۔

فضل و کمال کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی کتابوں میں 65 روایتیں منقول ہیں، راویوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے، بعض کے نام یہ ہیں، حبیبہ رضی اللہ عنہا (دختر) معاویہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ رضی اللہ عنہ پسران ابوسفیان عبد اللہ بن عتبہ، ابوسفیان بن سعید ثقفی (خواہر زادہ) سالم بن سوار (مولیٰ) ابوالجراح، صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، ابوصالح السمان، شہر بن حوشب۔

اخلاق کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب ان کے باپ ابوسفیان کفر کی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھ کر بچھونا الٹ دیا، ابوسفیان سخت برہم ہوئے کہ بچھونا اس قدر عزیز ہے۔ بولیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش ہے۔ اور آپ مشرک ہیں اور اس بناء پر ناپاک ہیں، ابوسفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی،

(اصابہ ج 8 ص 85 بحوالہ ابن سعد)

حدیث پر بہت شدت سے عمل کرتی تھیں۔ اور دوسروں کو بھی تاکید کرتی تھیں۔ ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انہوں نے سٹوکھا کر کلی کی تو بولیں تمکو وضو کرنا چاہیے کیونکہ جس چیز کو آگ پکائے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے۔ (مسند ج 2 ص 326) یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

(یہ حکم منسوخ ہے، یعنی پہلے تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی نہیں رکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھاتے تھے اور اگر پہلے سے وضو ہوتا تو دوبارہ وضو نہیں کرتے تھے۔ بلکہ پہلے ہی وضو سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے

اس قسم کی ایک حدیث حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں آئندہ ملے گی۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو خوشبو لگا کر رخساروں پر ملی اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ تین دن سے زیادہ غم نہ کیا جائے، البتہ شوہر کے لیے 4 مہینہ 10 دن سوگ کرنا چاہیے۔ (صحیح بخاری ج 2 ص 803)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ سنا تھا کہ جو شخص بارہ رکعت روزانہ نفل پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا، فرماتی ہیں فمابرحمت الصلحین بعد! میں انکو ہمیشہ پڑھتی ہوں، اسکا یہ اثر ہوا کہ ان کے شاگرد اور بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمر بن ابولیس اور عمر کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانہ میں برابر یہ نمازیں پڑھتے رہے۔ (مسند ج 6 ص 327)

فطرۃ نیک مزاج تھیں، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میری بہن سے آپ نکاح کر لیتے فرمایا "کیا تمہیں یہ پسند ہے۔" بولیں "ہاں میں ہی آپ کی تنہا بیوی نہیں ہوں، اس لیے میں یہ پسند کرتی ہوں کہ آپ کے نکاح کی عادت میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو۔" (صحیح بخاری ج 2 ص 764) (وامہاتکم اللاتی ارضعنکم و یحرم من الرضاۃ ما یحرم من النسب)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

نام و نسب :-

اصلی نام زینب تھا لیکن وہ چونکہ جنگ خیبر میں خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصے کو جو امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہوتا ہے صفیہ کہتے تھے اس لیے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں، یہ زرقانی کی روایت ہے۔

حضرت صفیہ کو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے سیادت حاصل ہے۔ باپ کا نام حمی بن اخطب تھا۔ جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا۔ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں شمار ہوتا تھا۔ ماں جسکا نام ضرہ تھا، سوال رئیس قرظہ کی بیٹی تھیں۔ اور یہ دونوں خاندان (قرظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے، جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

نکاح کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی پہلے سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی۔ سلام نے طلاق دی تو کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں۔ جو ابورافع تاجر حجاز اور رئیس اور خیبر کا بھتیجا تھا۔ کنانہ جنگ خیبر میں مقتول ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے باپ اور بھائی بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہوئیں جب خیبر کے تمام قیدی جمع کیے گئے تو وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لونڈی کی درخواست کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتخاب کرنے کی اجازت دی، انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو منتخب کیا، لیکن ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ آپ نے رئیس بنو نضیر و قرظہ کو وحیہ کو دے دیا، وہ تو سرف آپ کے لیے سزاوار ہے، مقصود یہ تھا کہ رئیسہ عرب کے ساتھ عام عورتوں کا سا برتاؤ مناسب نہیں۔ چنانچہ حضرت وحیہ رضی اللہ عنہ کو

آپ نے دوسری لونڈی عنایت فرمائی اور صفیہ کو آزاد کر کے نکاح کر لیا، (صحیح بخاری کتاب المصنوع باب ما یذکر فی الہجۃ صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۴۶) خیر سے روانہ ہوئے تو مقام صہبا میں رسم عروسی ادا کی، (اصابہ ج ۸ ص ۱۲۶) اور جو کچھ سامان لوگوں کے پاس تھا۔ اس کو جمع کر کے دعوت ولیمہ فرمائی، وہاں سے روانہ ہوئے تو آپ نے انکو خود اپنے اونٹ پر سوار کر لیا اور اپنی عبا سے ان پر پردہ کیا، یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواج مطہرات میں داخل ہو گئیں۔ (طبقات ج ۸ ص ۸۶)

عام حالات کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مشہور واقعات میں حج کا سفر ہے، جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام محاصرہ میں جون ۳۵ ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بیحد مدد کی تھی، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ضروریات زندگی مسدود کر دی گئیں، اور ان کے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا۔ تو وہ خود خچر پر سوار ہو کر ان کے مکان کی طرف چلیں، غلام ساتھ تھا، اشتر کی نظر پڑی تو انہوں نے آ کر خچر کو مارنا شروع کیا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھکو ذلیل ہونے کی ضرورت نہیں میں واپس جاتی ہوں تم خچر کو چھوڑ دو۔ گھر واپس آئیں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کیا، وہ ان کے مکان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا اور پانی لے جاتے تھے۔ (اصابہ ج ۱ ص ۱۲۷ بحوالہ ابن سعد)

وفات کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے رمضان ۵۰ ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ ایک لاکھ ترکہ چھوڑا، اور ایک ٹکٹ کے لیے اپنے یہودی بھانجے کے لیے وصیت کر گئیں، (زرقاتی ج ۳ ص ۲۹۶)

حلیہ کا بیان

کوٹاہ قامت اور حسین تھیں۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۴۸)

فضل و کمال کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے چند حدیثیں مروی ہیں، حکو حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ، اسحاق بن عبد اللہ بن حارث، مسلم بن صفوان، کنانہ اور یزید بن محب وغیرہ نے روایت کیا ہے، دیگر ازواج کی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں، چنانچہ حضرت صہیرہ رضی اللہ عنہا بنت جبرجج کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس مدینہ آئیں تو کوئہ کی بہت سی عورتیں مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھیں، صہیرہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی مقصد تھا۔ اس لیے انہوں نے کوئہ کی عورتوں سے سوال کرائے اور ایک فتویٰ نبیذ کے متعلق تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو بولیں اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہیں، (مسند ج ۶ ص ۳۷۷)

اخلاق کا بیان

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا میں بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے، اسد الغابہ میں ہے، (اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۰) "وہ غلغلہ

عورتوں میں نہایت عقلمند تھیں۔ زرقانی میں ہے۔ (ذرقانی ج 3 ص 296)

یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا عقل والی، فاضلہ اور علم والی تھیں۔ علم و تحمل ان کے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے، غزوہ خیبر میں جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہو کر آ رہی تھیں تو ان کی بہن یہودیوں کی لاشوں کو دیکھ کر چیخ اٹھتی تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہو کر گزریں لیکن اب بھی اسی طرح پیکر متانت تھیں اور ان کی جبین تحمل پر کسی قسم کی شکن نہیں آئی، ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انکو یہودیہ کہا، انکو معلوم ہوا۔ تو رونے لگیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کینز تھی، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جا کر ان کی شکایت کیا کرتی تھی، چنانچہ ایک دن کہا ان میں یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے، وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہیں۔ اور یہودیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کے لیے ایک شخص کو بھیجا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں، اس کے بدلے خدا نے ہمسکو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے۔ البتہ میں یہود کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہوں، وہ میرے خویش و اقارب ہیں اس کے بعد لوٹ کر پوچھا کہ تم نے میری شکایت کی تھی؟ بولی "ہاں مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔" حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں اور اس لوٹ کر کو آزاد کر دیا، (امام ج 8 ص 127 ذرقانی ج 3 ص 296)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی، چنانچہ جب آپ علیل ہوئے تو نہایت حسرت سے بولیں "کاش آپ کی بیماری بھٹکو ہو جاتی۔" ازواج نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سچ کہہ رہی ہیں۔ (ذرقانی ج 3 ص 296 بحوالہ ابن سعد) (یعنی اس میں تصنع کا شائبہ نہیں ہے۔)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی۔ اور ہر موقع پر ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ ایک بار آپ سفر میں تھے، ازواج مطہرات بھی تھیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ سوئے اتفاق سے بیمار ہو گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس اونٹ ضرورت سے زیادہ تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ ایک اونٹ صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیدو۔ انہوں نے کہا، کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس قدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک ان کے پاس نہ گئے، (امام ج 8 ص 126 بحوالہ ابن سعد ذرقانی ج 3 ص 296) ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی قد و قامت کی نسبت چند جملے کہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر سمندر میں چھوڑ دی جائے تو اس میں مل جائے

(ابوداؤد ج 2 ص 193) (یعنی سمندر کو بھی گدلا کر سکتی ہے۔)

ایک بار آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، دیکھا کہ رو رہی ہیں آپ نے رونے کی وجہ پوچھی، تو انہوں نے کہا کہ "عائشہ و حفصہ (رضی اللہ عنہما) کہتی ہیں کہ ہم تمام ازواج میں افضل ہیں، ہم آپ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچا زاد بہنیں بھی ہیں۔" آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ "ہارون میرے باپ، موسیٰ میرے چچا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے شوہر ہیں اس لیے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہو سکتی ہو،" (صحیح ترمذی ص 638 باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم،)

سفر حج میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا تھا۔ اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر

سے گزرے تو دیکھا کہ زارہ قطار رو رہی ہیں، آپ نے رواء اور دست مبارک سے ان کے آنسو پونچھے، آپ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روئی جاتی تھیں۔ (زرہانی ج 3 ص 296)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا صاحب چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں، چنانچہ جب وہ ام المومنین بن کر مدینہ میں آئیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اپنی سونے کی بجلیاں تقسیم کیں۔ (زرہانی ج 3 ص 296)

کھانا بہایت عمدہ پکاتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تحفہ بھیجا کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انہوں نے پیالہ میں جو کھانا بھیجا تھا اسکا ذکر بخاری اور نسائی وغیرہ میں آیا ہے۔

3200 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَانِي الْقَوْمُ إِذْ قَالَتْ امْرَأَةٌ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَرَأَيْتِي رَأَيْتُكَ . فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوْجِيهَا . فَقَالَ : "أَذْهَبَ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ" . فَذَهَبَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَمَعَكَ مِنْ سُورِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ فَزَوِّجْهُ بِمَا مَعَهُ مِنْ سُورِ الْقُرْآنِ .

﴿﴾ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اس وقت حاضرین میں موجود تھا جب ایک خاتون نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں اپنے آپ کو آپ کے لئے بہہ کرتی ہوں (یعنی آپ سے نکاح کے لئے خود کو پیش کرتی ہوں۔) آپ میرے بارے میں جو مناسب سمجھیں فیعلہ کریں۔

ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی کیا آپ میری شادی اس خاتون کے ساتھ کر دیں گے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور تلاش کرو اگرچہ (مہر میں دینے کے لئے) لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ وہ صاحب گئے انہیں کوئی چیز نہیں ملی لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن پاک کی کچھ سورتیں یاد ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یاد قرآن پاک کی سورتوں کی وجہ سے ان کی شادی اس خاتون کے ساتھ کر دی۔

بَابُ مَا افْتَرَضَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَحَرَّمَهُ عَلَى خَلْقِهِ لِيَزِيدَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ قُرْبَةً إِلَيْهِ .

یہ باب ہے کہ وہ چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے جائز قرار دیا ہے اور دیگر مخلوق کے

لئے حرام قرار دیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں نبی کے مرتبہ اور مقام کو زیادہ کرے

3200 - أخرجه البخاري في النكاح، باب الرويح على القرآن وبغير صدق (الحديث 5149) مطولاً و حرجه مسلم في النكاح، باب الحسداني و حوار كونه تعليم قرآن و حاتم حديث و غير ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه جسمانه درهم له يا بعثت به (الحديث 77) مطولاً . و أخرجه النسائي في النكاح، باب الكلام الذي يفرض به النكاح (الحديث 3280) . نكتة الاشراف (4689)

3201- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ النَّيَّابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ

أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) جَاءَهَا حِينَ أَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يُخَيَّرَ أَزْوَاجَهُ - قَالَتْ عَائِشَةُ - لَبَدَّ ابْنِي رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "إِنِّي ذَا كَرِّ لِكَ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تُعَجِّلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبِيكَ". قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوِي لَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا زَوْجَ لَكَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكَنَّ) فَقُلْتُ فِي هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوِي فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ.

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو اپنی ازواج غنائم کو اختیار دینے کے بارے میں کہا گیا تو آپ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے آغاز مجھ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے معاملہ رکھنے لگا ہوں تم نے جلدی نہیں کرنی اور اپنے والدین سے مشورہ کرنا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ یہ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے علیحدگی کی ہدایت نہیں کریں گے تو نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ "اے نبی! تم اپنی بیویوں سے یہ کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی چاہتی ہو اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آگے آؤ میں تمہیں مال و متاع دے دوں (اور پھر طلاق دے دوں)۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی: کیا میں اس معاملے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔

3202- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الطَّحْطِاحِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نِسَاءَهُ أَوْ كَانَ طَلَاقًا.

♦♦ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج غنائم کو اختیار دیا تھا تو کیا یہ طلاق ہو گئی تھی۔

3203- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ

3201- أخرجه البخاري في التفسير، باب (قل لا زواجك ان كنتن تردن الله ورسوله والدار الآخرة فان الله اعد للمحسنات منكم اجرا عظيما) (الحدث 4785)، و باب (وان كنتن تردن الله ورسوله والدار الآخرة فان الله اعد للمحسنات منكم اجرا عظيما) (الحدث 4786) تعليقا. و أخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقا الا بالنية (الحدث 22). و أخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحدث 3204) وأخرجه النسائي في الطلاق، باب التوقيت في الخيار (الحدث 3439). تحفة الاشراف (17767).

3202- أخرجه البخاري في الطلاق، باب من خير أزواجه (الحدث 5262) وأخرجه مسلم في الطلاق، باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقا الا بالنية (الحدث 28). و أخرجه ابو داود في الطلاق، باب في الخيار (الحدث 2203). و أخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الخيار (الحدث 1179 م). و أخرجه النسائي في الطلاق، باب في المخيرة لتختار زوجها (الحدث 3444 و 3445). و أخرجه ابن ماجة في الطلاق، باب الرجل يخير امراته (الحدث 2052). تحفة الاشراف (17634).

مُسْرُوْنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاخْتَرَنَاهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَقًا .

ترجمہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اختیار دیا ہم نے نبی اکرم ﷺ کو اختیار کر لیا تو یہ طلاق نہیں ہوئی تھی۔

3204- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ خَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا

مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتَّى أُحِلَّ لَهُ النِّسَاءُ .

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک آپ کے لئے خواتین کو حلال نہیں کر دیا گیا (یعنی آپ تک وقت زیادہ خواتین کے ساتھ شادی کر سکتے تھے)

3205- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - وَهُوَ السُّفْيَرِيُّ بْنُ سَلَمَةَ

الْمَخْزُومِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا وَهَبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَمْرِو عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَوَلَّى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتَّى أَحَلَّ اللَّهُ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَاءِ مَا شَاءَ .

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کے وصال سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے یہ بات حلال قرار دے دی کہ آپ جتنی چاہیں خواتین کے ساتھ شادی کر سکتے ہیں۔

بَابُ الْحَبِّ عَلَى النِّكَاحِ .

یہ باب نکاح کی ترغیب کے بیان میں ہے

3206- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُوْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ ابْنِ أَبِي هِشَامٍ عَنْ

عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ عُثْمَانُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَى فِتْنَةٍ - قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَلَمْ أَفْقَهُمْ فِتْنَةً كَمَا أَرَدْتُ - فَقَالَ: "مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَعْظَى لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا قَالَ الصَّوْمُ لَهُ وَجَاءَ" .

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ تشریف لائے (راوی کہتے ہیں) یعنی چند نوجوانوں کے پاس تشریف لائے امام عبد الرحمن نسائی برحق بیان کرتے ہیں مجھے لفظ فتنہ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا جو میں نے ارادہ کیا تھا (راوی کہتے ہیں)

3203- إخراجہ الحنفی فی الطلاق، باب من غیر لزواجہ (الحديث 5263) وإخراجہ مسلم فی الطلاق، باب بیان ان تحبیر امراتہ لا یكون طلاقاً الا بالبیعة (الحديث 24 و 25 و 26 و 27) . وإخراجہ الترمذی فی الطلاق، باب ما جاء فی الحجاب (الحديث 1179) . وإخراجہ الشافعی فی الطلاق، باب فی النکاح (الحديث 3441 و 3442 و 3443) . تحفة الاشراف (17614)

3204- إخراجہ الترمذی فی تفسیر القرآن، باب (ومن سورۃ الاحزاب) (الحديث 3216) . تحفة الاشراف (17389)

3205- إخراجہ الشافعی . تحفة الاشراف (16328) .

3206- إخراجہ فی النکاح، ذکر لا ینکح علی محمد بن ابی یعقوب فی حدیث ابی امامة فی فصل النکاح (الحديث 2242)

بی اکر مریدانے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص صاحب حیثیت ہے اسے شادی کرینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہوں پر دوپست رکھنے والی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو ایسا نہ کر سکے جو تو روزوں کے لئے ثبوت و ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔

شرح

ر۔ ب۔ اسے اور بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اقوال و کلمات کی ترتیب سے ہوئے ان کے دو پست فائدہ حاصل فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ انسان نکاح کرنے سے اپنی عورتوں کی خرافہ نظریاتی سے بچتا ہے اور دوسری طرف حرام کاری سے محفوظ رہتا ہے۔ ہوائی کی حد انسان بالغ ہونے کے بعد جوان بناتا ہے لیکن جوانی کی یہ حد کہاں تک ہے؟ اس میں اختلاف ہے چنانچہ امام شافعی کے نزدیک ہوائی کی حد میں برس کی عمر تک ہے جبکہ امام مالک ابو حنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ ایک انسان چالیس برس کی عمر تک جوان بنانے کا مستحق رہتا ہے۔

3207- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي هَبَةَ عَنْ عُلَيْمَةَ ابْنِ عُثْمَانَ قَالَ لَرَأَيْتُ مَسْعُودَ هَلْ لَكَ فِي قَدْوِ أَرْوَجُكُمَا . قَدْ عَايَنْتُ اللَّهَ عُلَيْمَةَ فَحَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ : "مَنْ امْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْنَىٰ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَرَ لِلْفَرْحِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَعِمْ فَلْيَبْشُرْ فَإِنَّهُ لَهُ وَحَاءٌ" .

ترجمہ: حنفی بزرگ بیان کرتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو کسی بڑی (سے ساتھ شادی) میں دلچسپی ہے تو میں آپ کی شادی اس کے ساتھ کروادوں تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے حضرت حنفی سے کہا کہ وہ بڑا اور انہیں بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم میں سے جو شخص شادی کر سکے ہو تو اسے شادی کرینی چاہئے کیونکہ یہ بے دوجہ کر رکھنے والی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو شخص ایسا نہ کر سکے ہو اسے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ اس کی ثبوت و ختم کر دے گا۔

3208- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْبَغْدَادِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيُّ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنْ امْتَطَاعَ بَيْنَهُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَعِمْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَحَاءٌ" . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَسْوَدِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص شادی کر سکے ہو اسے شادی کرینی چاہئے اور جو نہ کر سکے ہو اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ اس کی ثبوت و ختم کر دیں گے۔
ابو منہال فرماتے ہیں اس حدیث میں "اسود" نامی راوی "محفوظ" نہیں ہے۔

3209- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَرِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضَى لِلْبَصَرِ وَأَخْصَنَ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَلَْيَصُمْ فَإِنَّ الصُّومَ لَهُ وَجَاءٌ".

♦♦ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے جو ایسا نہ کر سکے اسے روزہ رکھنے چاہئیں کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

3210- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَرِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ". وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

♦♦ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی کر سکتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے (امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث بیان کی ہے۔

3211- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ عَبْدِ اللَّهِ يَمْنَى فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ فَقَامَ مَعَهُ يُحَدِّثُهُ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَلَا أَرَوْجُكَ جَارِيَةً شَابَّةً فَلَعَلَّهَا أَنْ تُذَكِّرَكَ بِغَضِّ مَا مَضَى مِنْكَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَمَا لَيْنُ قُلْتُ ذَاكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ".

♦♦ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں جا رہا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ان کے ساتھ ملاقات ہوئی تو وہ ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور بات چیت کرنے لگے۔ انہوں نے فرمایا: اے ابو عبدالرحمن! کیا ہم آپ کی شادی کسی نوجوان لڑکی کے ساتھ نہ کروادیں تاکہ وہ آپ کو گزرے ہوئے دنوں کی یاد تازہ کر دے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ یہ کہتے ہیں (تو ٹھیک ہے) ویسے نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا اے نوجوانو! تم میں سے جو نوجوان شادی کر سکتا ہو اسے شادی کر لینی چاہئے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ

یہ باب مجرور رہنے کی ممانعت میں ہے

3212- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

- 3209- تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن أبي يعقوب في حديث أبي امامة في فضل الصائم (الحديث 2238).
3210- تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن أبي يعقوب في حديث أبي امامة في فضل الصائم (الحديث 2238).
3211- تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن أبي يعقوب في حديث أبي امامة في فضل الصائم (الحديث 2239).

الْمُسَيَّب عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ لَقَدْ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَى عُثْمَانَ النَّبَلَّ وَلَوْ آذَنَ لَهُ لَأَخْتَصَمْنَا .

♦♦ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مجرد رہنے کی خواہش کو مسترد کر دیا تھا اگر آپ انہیں اجازت دے دیتے تو پھر ہم سب (خود کو) خفی کر دیتے۔

تجمل کی ممانعت کا بیان

تجمل کے معنی ہیں عورتوں سے انقطاع اور ترک نکاح، نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قہرین کے ہاں تجمل ایک اچھا اور پسندیدہ فعل ہے کیونکہ ان کے نزدیک دینداری کی آخری حد یہ ہے کہ انسان عورتوں سے اجتناب کرے اور نکاح وغیرہ سے پرہیز کرے۔ لیکن جس طرح عیسائیت یا بعض دوسرے مذاہب میں نکاح کو ترک کر دینا اور لہذا زندگی سے کنارہ کش ہو جانا عبادت اور نیکی و تقویٰ کی آخری حد سمجھا جاتا ہے اس طرح کی کوئی بات اسلام میں نہیں ہے بلکہ شریعت اسلامیہ نے نکاح کو انسانی زندگی کے لئے ایک ضرورت قرار دے کر اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ لہذا زندگی سے مکمل کنارہ کشی اور خود ساختہ تکالیف برداشت کرنا عبادت نہیں ہے بلکہ رہبانیت ہے جسے اس دین فطرت میں کوئی مقام حاصل نہیں ہے۔ ہاں امام شافعی اتنا ضرور کہتے ہیں کہ بغیر نکاح زندگی گزارنا افضل ہے لیکن امام شافعی کا یہ قول بھی نکاح کے بارے میں شریعت اسلامیہ کے بنیادی منشاء کے منافی نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کا تعلق صرف فضیلت سے ہے اور دوسرے یہ کہ یہ فضیلت بھی نفس نکاح یعنی کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں نہیں ہے بلکہ صرف تخیل للعبادة (یعنی عبادت کے لئے مجرد رہنا) کے نکتہ نظر سے ہے گویا امام شافعی کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ عبادات میں مشغول رہنا نکاح کی مشغولیت سے افضل ہے۔

چنانچہ ملا علی قاری نے مرقات میں امام شافعی کی دلیلیں نقل کرنے کے بعد امام اعظم ابو حنیفہ کی بہت سی دلیلیں نقل کی ہیں جن سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ مجرد بغیر نکاح رہنے کے مقابلہ میں تامل نکاح کرنا ہی افضل ہے۔ بہر کیف حضرت عثمان بن مظعون نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تجمل کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا کیونکہ اسلام مسلمانوں کے ہاں نکاح کے ذریعہ افزائش نسل کو پسند کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ اللہ کے حقیقی نام لیا موجود رہیں اور وہ ہمیشہ کفر و باطل کے خلاف جہاد کرتے رہیں۔

اسی سلسلہ میں حدیث کے راوی حضرت سعد بن ابی وقاص نے یہ کہا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو تجمل کی اجازت دیدیتے تو ہم سب اپنے آپ کو خفی کر ڈالتے تاکہ ہمیں عورتوں کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہمیں عورتوں سے متعلق کسی برائی میں مبتلا ہونے کا خوف رہتا۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ اس موقع کے مناسب تو یہ تھا کہ حضرت سعد یہ کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو تجمل کی اجازت دیدیتے تو ہم بھی تجمل کرتے۔ مگر حضرت سعد نے یہ کہنے کی بجائے یہ کہا کہ ہم سب اپنے آپ کو خفی کر ڈالتے لہذا حضرت سعد نے یہ بات دراصل بطور مبالغہ کہی یعنی اپنی اس بات سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان کو

ایمانت دے دیتے تو ہم بھی تجل میں اتنا مبالغہ اور اتنی سخت کوشش کرتے کہ آخر کار فحشی کی مانند ہو جاتے۔ گویا اس جملہ سے حضرت
مصدق مراد حضرت فحش ہو جانا نہیں تھا کیونکہ یہ فعل یعنی اپنے آپ کو فحشی کر دینا جائز نہیں ہے۔

اور علامہ نووی کہتے ہیں کہ حضرت سعد نے یہ بات اس وجہ سے کی کہ ان کا گمان یہ تھا کہ فحشی ہو جانا جائز ہے حالانکہ اتنا یہ
گمان حقیقت و واقعہ کے خلاف تھا کیونکہ فحشی ہو جانا انسان کے لئے حرام ہے خواہ چھوٹی عمر کا ہو یا بڑی عمر کا اس موقع پر جانوروں
کے بارے میں جان لینا چاہئے کہ ہر اس جانور کو فحشی کرنا حرام جو غیر ماکول یعنی کھایا نہ جاتا ہو اور جو جانور کھایا جاتا ہے اس کو فحشی کرنا
چھوٹی عمر میں تو جائز ہے لیکن بڑی عمر میں حرام ہے۔ جانوروں کو فحشی کرنے کے بارے میں مذکورہ بالا تفصیل عدم نووی شافعی نے
لکھی ہے جب کہ فقہ حنفی کی کتابوں اور مختار اور ہدایہ میں بڑی عمر اور چھوٹی عمر کی تفصیل کے بغیر صرف یہ لکھا ہے کہ جانوروں کو فحشی کرنا
جائز ہے۔

3213- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهَى عَنِ النَّبْتِ .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے منع کیا ہے۔

3214- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ
سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) . أَنَّهُ نَهَى عَنِ النَّبْتِ .

♦♦ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے منع کیا ہے۔
♦♦ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے منع کیا ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں قنادہ اشعث سے زیادہ مستند اور زیادہ حافظ ہیں۔ تاہم اشعث سے منقول حدیث زیادہ درست ہے۔
باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

3215- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا آتُسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَابٌّ قَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا أَحَدٌ طَوْلًا
أَتَرَوُحُ النِّسَاءَ أَفَأَخْتَصِمِي فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَتَّى قَالَ ثَلَاثًا فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ

3212- إخراج البخاري في النكاح، باب ما يكره من النبت و الحياء (الحديث 5073 و 5074) . و إخراج مسلم في النكاح، باب استحباب
النكاح لمن نالت بعمه إليه و وجد موته و اشتعل من عجز عن الموم بالصوم (الحديث 6 و 7 و 18) . و إخراج الترمذي في النكاح، باب ما جاء
في النهي عن النبت (الحديث 1083) . و إخراج ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن النبت (الحديث 1848) . تحفة الاشراف (3856)

3213- شرحه السنن، و مسند أبي النضر، باب النهي عن النبت (الحديث 3216) موقوفاً . تحفة الاشراف (16100) .

3214- إخراج الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن النبت (الحديث 1082) . و إخراج ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن النبت
(الحديث 1849) . تحفة الاشراف (4590) .

3215- شرحه السنن، تحفة الاشراف (15207) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَأَخْتَصِمِ عَلَيَّ ذَلِكَ أَوْ ذَعْ".

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَوْزَاعِيُّ لَمْ يَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ قَدْ رَوَاهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

﴿﴾ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرش کی یا رسول اللہ! میں ایک نوجوان آدمی ہوں مجھے اپنی ذات کے حوالے سے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور میں اتنا صاحب حیثیت بھی نہیں ہوں کہ خواتین سے شادی کر سکوں تو کیا میں خسی ہو جاؤں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ یہ بات کہی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! قلم خشک ہو چکا ہے اس بارے میں جو تم نے فرمایا ہے اب تمہاری مرضی ہے تم خسی ہو جاؤ یا اسے چھوڑ دو۔

امام نسائی فرماتے ہیں: اوزاعی نے اس حدیث کو زہری نے نہیں سنا ہے۔ تاہم یہ حدیث "صحیح" ہے۔ اسے یونس نے زہری سے روایت کیا ہے۔

3216- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى يَسَى هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنِ التَّبَتُّلِ فَمَا تَرَيْنَ فِيهِ قَالَتْ فَلَا تَتَعَلَّ أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ (وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً) فَلَا تَتَّبَلْ.

﴿﴾ حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ امیر المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے (وہ کہتے ہیں) میں نے عرض کی: میں یہ چاہتا ہوں کہ میں آپ سے مجرد رہنے کے بارے میں دریافت کروں اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: تم ایسا نہ کرو کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا ہے۔

"اور ہم نے تم سے پہلے رسول مبعوث کئے تھے اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد عطا کی تھی۔"

(تو جب رسولوں کی بیویاں اور اولاد تھی) تو تم مجرد رہو۔

3217- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا عَفَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ بَعْضُهُمْ لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا أَكُلُ اللَّحْمَ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا آتَامُ عَلَى فِرَاشٍ . وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَصُومُ فَلَا أَفِطِرُ . فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: "مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا لِكِنِّي أَصَلِّي وَأَتَامُ وَأَصُومُ وَأَفِطِرُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي".

3216- مقدم الحديث (3213).

3217- حرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن نكحت نفسه اليه و حود مومه و اشغال من عجز عن الصوم (الحديث 5).

تحفة الاشراف (334).

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ حضرات نے یہ کہا کہ میں خواتین سے شادی نہیں کروں گا، کچھ نے یہ کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، ایک نے یہ کہا: میں بستر پر سوؤں گا نہیں، ایک نے یہ کہا کہ میں غمی روزے رکھتا رہوں گا کوئی روزہ ترک نہیں کروں گا، اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں میں نفل نماز پڑھتا بھی ہوں اور سو بھی جاتا ہوں (نفل) روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا ہوں اور میں نے خواتین سے شادی بھی کی ہے جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بَابُ مَعُونَةِ اللَّهِ النَّاِكِحِ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ .

یہ باب ہے کہ وہ نکاح کرنے والا شخص جو پاکدامنی چاہتا ہو اللہ تعالیٰ کا اس کی مدد کرنا

3218- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "ثَلَاثَةٌ حَقَّ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَوْنُهُمُ الْمُكَاتِبُ الَّذِي يُرِيدُ الْآدَاءَ وَالنَّاِكِحُ الَّذِي يُرِيدُ الْعَفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ".

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ ان کی مدد کرے ایک وہ مکاتب جو اپنی ادائیگی کرنا چاہتا ہو دوسرا وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی چاہتا ہو اور ایک وہ مجاہد جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

شرح

مکاتب اس غلام کو کہتے تھے جس کا آقا اس سے یہ کہہ دیتا تھا کہ اگر تم مجھے اتنا روپیہ کما کر دیدو گے تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ اسی طرح روپیہ کی وہ مقدار جو اس غلام کا آقا آزادی کے لئے ضروری قرار دیتا تھا بدل کتابت کہلاتی تھی۔

بَابُ نِكَاحِ الْاَبْكَارِ .

یہ باب کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرنے میں ہے

3219- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو عَنْ جَابِرٍ قَالَ تَزَوَّجْتُ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

3218- تقدم (الحديث 3120) .

3219- اخرجہ البحاری فی الصفات، باب عون المرأة زوجها في ولده (الحديث 5367) مطولاً، وفي الدعوات، باب الدعاء للمتزوج (الحديث 6387) مطولاً، و اخرجہ مسلم فی الرضاع، باب استحباب نكاح البكر (الحديث 56) مطولاً، و اخرجہ الترمذي فی النكاح، باب ما جاء في تزويج الابكار (الحديث 1100) مطولاً، و اخرجہ النسائي فی عشرة النساء مالکری، ملاءمة الرجل روحه (الحديث 51) تحفة الاشراف (2512) .

وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اتَزَوَّجْتُ يَا جَابِرُ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ: "بِكْرًا أَمْ بَيْعًا". فَقُلْتُ بَيْعًا. قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا نُلَا عِبْنًا وَنُلَا عِبْنًا".

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے شادی کر لی میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی کر لی ہے۔ میں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: کنواری لڑکی کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ میں نے عرض کی: بیوہ کے ساتھ آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تاکہ تم اس کے ساتھ خوش مزاجی کرتے اور وہ تمہارے ساتھ خوش مزاجی کرتی۔

3220- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "يَا جَابِرُ هَلْ أَصَبْتَ امْرَأَةً بَعْدِي". قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: "أَبِكْرًا أَمْ بَيْعًا". قُلْتُ بَيْعًا. قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا نُلَا عِبْنًا".

﴿﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی مجھ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے میرے بعد کسی خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے میں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ؟ میں نے عرض کی: بیوہ کے ساتھ! آپ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تاکہ وہ تمہارے ساتھ خوش مزاجی سے رہتی۔

شرح

تم اس کے ساتھ کھیلتے اٹھ، سے آپ کی بے تکلفی اور کمال الفت و رغبت مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کنواری عورت سے نکاح کرنے میں آپس کی زندگی زیادہ الفت و رغبت کے ساتھ گزرتی ہے اور بے تکلفی اور چاہت زیادہ ہوتی ہے اس کے برخلاف بیوہ عورت جب کسی دوسرے کی زوجیت میں آتی ہے چونکہ اس کا دل پہلے خاوند کی یاد کی کسک محسوس کرتا ہے دوسرے سے کہ اگر رہن بہن اور میل ملاپ میں اس دوسرے خاوند کو اپنے پہلے خاوند کی طرح نہیں پاتی تو اس کی طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اتنی زیادہ بے تکلف اور خوش مزاج ثابت نہیں ہوتی جتنی ایک کنواری عورت ہوتی ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے گھروں میں جانے میں جلدی نہ کرو بلکہ کچھ دیر توقف کرو تا کہ تمہاری بیویاں رات سے پہلے اپنا بناؤ سنگھار کر کے تمہاری مجامعت کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیں اور جب تم رات میں ان کے پاس پہنچو تو تمہیں کسی قسم کا کوئی تکدر اور کوئی بے لطفی نہ ہو۔ اس موقع پر یہ خلجان پیدا ہو سکتا ہے کہ دوسری حدیثوں میں تو اپنے گھر واپس آنے والے مسافر کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے جب کہ یہاں رات کے وقت گھروں میں داخل ہونے کو فرمایا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گھر لوٹنے والے مسافر کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے کی جو ممانعت ہے اس کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ بغیر اطلاع کے یکا یک گھر میں چلا جائے اور اگر گھر والوں کو پہلے سے اطلاع ہو جیسا کہ اس موقع پر ہوا تو اس

صورت میں رات کے وقت اپنے گھر میں داخل ہونا ممنوع نہیں ہوگا۔

بَابُ تَزْوِجِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهَا فِي السِّنِّ .

یہ باب ہے کہ عورت کا اس کے ہم عمر شخص کے ساتھ شادی کرنا

3221- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاضِي بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَيْجٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "ابْنَةُ صَغِيرَةٍ" فَخَصَّتْهَا عَلَيَّ فَزَوَّجْتَاهُ .

حضرت عبد اللہ بن بریدہ عن حضرت ابو نکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو نکر نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ عورت کی شادی اس کے ہم عمر شخص کے ساتھ کرنا جائز ہے۔

بَابُ تَزْوِجِ الْمَوْلَى الْعَرَبِيَّةِ .

یہ باب ہے کہ آزاد شدہ غلام کا (آزاد) عرب عورت کے ساتھ شادی کرنا

3222- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ قَانٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ طَلَّقَ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ فِي إِعَارَةِ مَرْوَانَ ابْنَةَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ قَيْسِ ابْنَةِ فَارَسَلَتْ إِلَيْهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ فَأَمَرَهَا بِالْإِنْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو وَسَمِعَ بِذَلِكَ مَرْوَانَ فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنَةِ سَعِيدٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَى مَسْكِنَتِهَا وَسَأَلَهَا مَا حَمَلَهَا عَلَى الْإِنْتِقَالِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَعُدَّ فِي مَسْكِنَتِهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُخْبِرُهُ أَنَّ خَالَتَهَا أَمَرَتْهَا بِذَلِكَ فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصٍ فَلَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَى الْيَمِّ خَرَجَ مَعَهُ وَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِطَلِيقَةٍ هِيَ بَيْعَةُ طَلِيقَتِهَا وَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ وَعُثَيْشُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ بِبَيْعَتِهَا فَأَرْسَلَتْ - رَعِمَتْ - إِلَى الْحَارِثِ وَعُثَيْشٍ تَسْأَلُهُمَا الَّذِي أَمَرَ لَهَا بِهِ زَوْجَهَا فَقَالَا وَاللَّهِ مَا لَنَا عِنْدَنَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونِ حَامِلًا وَمَا لَنَا أَنْ تَكُونِ فِي مَسْكِنَتِنَا إِلَّا بِإِذْنِنا فَزَعَمَتْ أَنَّهَا آتَتْ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا . قَالَتْ فَاطِمَةُ قَائِلَةً يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "اتَّقِلِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى الَّذِي سَمَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ" .

3221- الدرر النجدي . تحفة الاشراف (1972) .

3222- حرجہ مسلمہ فی الطلاق ، باب المطلق ثلاثاً لا نفقة لها ، الحديث (41) و حرجہ ابو داؤد فی الطلاق ، باب فی نفقة المصونة ، الحديث

(2290) . و حرجہ السنن فی الطلاق ، نفقة الحامل المصونة ، الحديث (3554) . محفة الاشراف (18031) .

قَالَتْ فَاطِمَةُ فَأَعْتَدْتُ عِنْدَهُ وَكَانَ رَجُلًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ لَكُنْتُ أَضْعُ ثِيَابِي عِنْدَهُ حَتَّى أَكْثَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا مَرُوانٌ وَقَالَ لَمْ أَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَحَدٍ قَبْلِكَ وَمَا أُحَدِّثُ بِالْقِصَّةِ الَّتِي وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا مُخْتَصِرًا.

﴿ حضرت عبداللہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنی اہلیہ کو) طلاق دے دی وہ نوجوان آدمی تھے یہ مروان کی حکومت کے زمانے کی بات ہے ان کی اہلیہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں اور اس خاتون کی ماں حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں شوہر نے انہیں طلاق دے دی تھی اس خاتون کی خالہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں پیغام بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ وہ عبداللہ بن عمرو کے گھر سے کہیں اور منتقل ہو جائے مردان کو اس بارے میں پتہ چلا تو اس نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو پیغام بھیجا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے سابقہ گھر میں واپس چلی جائے مروان کو یہ بات بری لگی جو اس خاتون نے اپنی عدت ختم ہونے سے پہلے اپنی رہائش سے دوسری جگہ اپنی رہائش منتقل کر دی تھی اس خاتون نے مروان کو پیغام بھیجا اور انہیں بتایا کہ ان کی خالہ نے انہیں یہ ہدایت کی تھی تو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی وہ حضرت ابو عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر مقرر کیا تو یہ صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلے گئے انہوں نے باقی رہ جانے والی ایک طلاق فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو بھجوا دی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ابوربیعہ کو ان کے لئے ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کا خرچ ادا کر دیں تو اس خاتون نے حارث اور عیاش کو یہ پیغام بھیجا اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ اس کے شوہر نے اس کو جو خرچ دینے کی ہدایت کی تھی اس کو وہ دیا جائے تو ان دونوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اس خاتون کو دینے کے لئے ہمارے پاس کوئی خرچ نہیں ہے اگر یہ حاملہ ہوتی تو دے دیتے اسی طرح یہ ہمارے گھر میں ہماری اجازت کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی رائے کی تصدیق کی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: پھر میں کہاں منتقل ہو جاؤں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ نے فرمایا: تم ابن ام مکتوم جو نابینا ہے اس کے ہاں منتقل ہو جاؤ (یا شاید راوی کے الفاظ ہیں) یہ وہ ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے ان کے ہاں اپنی عدت بسر کی وہ صاحب ایسے تھے کہ ان کی بینائی رخصت ہو چکی تھی اس لئے میں ان کی موجودگی میں سر سے چادر وغیرہ اتار سکتی تھی یہاں تک کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شادی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

(راوی بیان کرتے ہیں) مروان نے ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور بولا ہم نے یہ حدیث آپ سے پہلے کسی سے نہیں سنی ہم اس بارے میں وہی فیصلہ کریں گے جو ہم نے لوگوں کو دیتے ہوئے دیکھا ہے (امام نسائی بیحد فرماتے ہیں) یہ روایت مختصہ ہے۔

3223- أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ بَكَّارٍ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَانَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا حُلَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ بْنَ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ نَذْرًا مَعَ

رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) - تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ ابْنَةَ أَخِيهِ هِنْدُ بِنْتُ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَهُوَ مَوْلَى لَامِرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) زَيْدًا وَكَانَ مِنْ تَبَنَّى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ابْنَةُ النَّاسِ ابْنَةُ قُورِثٍ مِنْ مِيرَاتِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ (ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ) فَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلَى وَأَخًا فِي الدِّينِ . مُخْتَصَرٌ .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ان حضرات میں شامل ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں شرکت کی ہے انہوں نے سالم نامی صاحب کو منہ بولا بیٹا بنالیا تھا اور اپنی بیٹی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے ساتھ اس کی شادی کر دی تھی وہ شخص ایک انصاری خاتون کا آزاد کردہ غلام تھا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا اسی طرح ان لوگوں نے اسے بنایا ہوا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ جب کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا بناتے تھے تو لوگ اس بیٹا بنانے والے کے بیٹے کے طور پر اس شخص کو بلایا کرتے تھے اور وہ شخص اپنے منہ بولے باپ کی وراثت میں وارث ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ حکم نازل کیا۔

”تم ان لوگوں کو ان کے باپ دادا کے نام سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انصاف کے زیادہ مطابق ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ دادا کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور آزاد کردہ غلام ہیں۔“

راوی بیان کرتے ہیں جس شخص کے باپ کا پتہ نہیں چلتا تھا اسے ”مولیٰ“ کہا جاتا تھا اور وہی بھائی قرار دیا جاتا تھا۔
(امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ روایت مختصر ہے)

3224- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ قَالَ يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ - وَأَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُروَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّ أَبَا حُدَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ - وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَبَنَّى سَالِمًا وَهُوَ مَوْلَى لَامِرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) زَيْدًا وَكَانَ مِنْ تَبَنَّى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ابْنَةُ النَّاسِ ابْنَةُ قُورِثٍ مِنْ مِيرَاتِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ (ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ) فَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلَى وَأَخًا فِي الدِّينِ . مُخْتَصَرٌ .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ ان حضرات میں شامل ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں شرکت کی ہے انہوں نے سالم نامی صاحب کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا یہ صاحب ایک

انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے بالکل اسی طرح جس طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے سالم کی شادی اپنی بیٹی بنتی بنت عبد بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کر دی۔ بنت عبد بن ربیعہ ابتدائی زمانے میں ہجرت کرنے والی خواتین میں شامل تھیں اور یہ اس وقت قریش کی بیوہ عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتی تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔

”ان لوگوں کو ان کے باپ دادا کے نام سے بلاؤ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کے زیادہ مطابق ہے۔“

تو جن لوگوں کو (منہ بولے باپ کی طرف) منسوب کیا جاتا تھا ان میں سے ہر ایک کو اس کے باپ کی طرف منسوب کر دیا گیا اگر کسی کے باپ کا علم نہیں ہو سکا تو اسے اس کے آزاد کرنے والے کی طرف منسوب کیا گیا۔

بَابُ الْحَسَبِ

یہ باب حسب کے بیان میں ہے

3225- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ثَمِيلَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ

قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ”إِنَّ أَحْسَبَ أَهْلِ الدُّنْيَا الَّذِي يَذْهَبُونَ إِلَيْهِ الْعَالُ“۔

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اہل دنیا کے نزدیک حسب کی بنیاد مال

ہے۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں چار چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے اول اس کا مالدار ہونا دوم اس کا حسب نسب دالی ہونا سوم اس کا حسین و جمیل ہونا اور چہارم اس کا دین دار ہونا لہذا دیندار عورت کو اپنا مطلوب قرار دو اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ۔ (بخاری و مسلم)

حسب و نسب دالی سے مراد وہ عورت ہے جو نہ صرف اپنی ذات میں شرف و بلندی اور وجاہت رکھتی ہو بلکہ وہ جس خاندان و قبیلہ کی فرد ہو وہ خاندان و قبیلہ بھی عزت و وجاہت اور شرف و بلندی کا حامل ہو چنانچہ انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ایسی عورت سے بیاہ کرے جو با حیثیت و با عزت خاندان و قبیلہ کی فرد ہو تاکہ اس عورت کی وجہ سے اپنی اولاد کے نسب میں شرف و بلندی کا امتیاز حاصل ہو۔

بہر کیف حدیث کا حاصل یہ ہے کہ عام طور پر لوگ عورت سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں مذکورہ چار چیزوں کو بطور خاص ملحوظ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص تو مالدار عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگ اچھے حسب و نسب کی عورت کو بیوی بنانا پسند کرتے ہیں

بہت سے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ایک حسین و جمیل عورت ان کی رفیقہ حیات بنے اور کچھ نیک بندے دین دار عورت کو ترجیح دیتے ہیں لہذا دین و مذہب سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دین دار عورت ہی کو اپنے نکاح کے لئے پسند کرے کیونکہ اس میں دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی بھی سعادت ہے۔

اور خاک آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ ویسے تو یہ جملہ لفظی مفہوم کے اعتبار سے ذلت و خواری اور ہلاکت کی بددعا کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن یہاں اس جملہ سے یہ بددعا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد دین دار عورت کو اپنا مطلوب قرار دینے کی ترغیب دلانا ہے۔

بَابُ عَلٰی مَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ .

یہ باب ہے کہ کن خویوں کی وجہ سے کسی خاتون سے شادی کی جاسکتی ہے

3226- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "أَتَزَوَّجَتْ يَا جَابِرُ". قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: "بِكْرًا أَمْ ثَيًّا". قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيًّا. قَالَ: "فَهَلَّا بِكْرًا مُّلاَعِبُكَ". قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْ لِي أَخَوَاتٍ فَخَشِيتُ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُنَّ. قَالَ: "فَإِنَّ الْمَرْأَةَ تُنْكَحُ عَلَى دِينِهَا وَمَالِهَا وَجَمَالِهَا فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ".

♦♦ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک خاتون کے ساتھ شادی کر لی نبی اکرم ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: اے جابر! تم نے شادی کر لی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کنواری کے ساتھ یا بیوہ کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی بلکہ شیبہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ کیوں نہیں کی تاکہ وہ تمہارے ساتھ کھیتی؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میری بہنیں ہیں مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ وہ میرے اور بہنوں کے درمیان رکاوٹ بن جائے گی۔ راوی بیان کرتے ہیں اس وقت نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: پھر ٹھیک ہے عورت سے اس کے دین، اس کے مال، اس کی خوبصورتی (میں سے کسی ایک وجہ سے) نکاح کیا جاتا ہے تم پر لازم ہے کہ تم دین دار عورت کو ترجیح دو تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الْعَقِيمِ .

یہ باب ہے کہ بانجھ عورت کے ساتھ شادی کا مکروہ ہونا

3227- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أُنْبَأَنَا الْمُسْتَلِيمُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

مُصَوِّرٌ بِنِ زَادَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَمَنْصِبٍ إِلَّا أَنِّي لَا تَلِدُ أَقَاتَرًا وَجْهًا فَيَهْدُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةُ فَيَهْدُ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةُ فَيَهْدُ فَقَالَ: "تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ الْوَدُودَ فَإِنِّي مُكَاثِّرٌ بِكُمْ".

♦♦ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی مجھے ایک ایسی عورت کے ساتھ شادی کا موقع مل رہا ہے جو صاحب حیثیت ہے البتہ وہ بچے پیدا نہیں کر سکتی کیا میں اس کے ساتھ شادی کر لوں۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے اس سے منع کیا وہ دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے اسے پھر منع کر دیا وہ تیسری مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے اسے منع کر دیا اور فرمایا: اولاد پیدا کرنے کے قابل اور مجاہد کرنے والی عورت کے ساتھ شادی کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے (قیامت کے دن) فخر کروں گا۔

بَابُ تَزْوِيجِ الزَّانِيَةِ .

یہ باب ہے کہ زنا کرنے والی عورت کے ساتھ شادی کرنا

3228- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - هُوَ ابْنُ مَعْبُدٍ - عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ عُمَرُو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ مَرْثَدَ بْنَ أَبِي مَرْثَدٍ الْقَنْوِيَّ - وَكَانَ رَجُلًا شَدِيدًا - وَكَانَ يَحْمِلُ الْأَسَارَى مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ . قَالَ فَدَعَوْتُ رَجُلًا لَاحِمَةً وَكَانَ بِمَكَّةَ يَفْعَى بِهَا عَنَاقٌ وَكَانَتْ صَدِيقَتَهُ خَرَجَتْ قَرَأَتْ سَوَادِي فِي ظِلِّ الْحَائِطِ فَقَالَتْ مَنْ هَذَا مَرْثَدُ مَرْحَبًا وَأَهْلًا يَا مَرْثَدُ انْطَلِقِ اللَّيْلَةَ فَبِثْ عِنْدَنَا فِي الرَّحْلِ . قُلْتُ يَا عَنَاقُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَرَّمَ الزَّوْنَا . قَالَتْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ هَذَا الدُّلْدُلُ هَذَا الَّذِي يَحْمِلُ أَسْرَانَكُمْ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ . فَسَلَكْتُ الْخُدْمَةَ فَطَلَبْنِي ثَمَانِيَةً فَبَجَانُوا حَتَّى قَامُوا عَلَى رَأْسِي لَبَّالُوا فَطَارَ بَوْلُهُمْ عَلَيَّ وَأَعْمَاهُمْ اللَّهُ عَنِّي فَجِئْتُ إِلَى صَاحِبِي فَحَمَلْتُهُ فَلَمَّا انْتَبَيْتُ بِهِ إِلَى الْأَرَاكِ فَكُكْتُ عَنْهُ كَبَلَهُ فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْكِحْ عَنَاقَ فَسَكَّتْ عَنِّي فَنَزَلَتْ (الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ) فَدَعَانِي فَقَرَأَهَا عَلَيَّ وَقَالَ: "لَا تَنْكِحُهَا".

♦♦ حضرت عمر بن عبد بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مرثد بن ابی مرثد قنوی ایک سخت مند آدمی تھے یہ مکہ مکرمہ کے قیدیوں کو اونٹ پر سوار کروا کے مدینہ منورہ لایا کرتے تھے وہ بیان کرتے ہیں میں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو بلایا تا کہ میں اسے سوار کر کے لے جاؤں مکہ میں ایک بدکار عورت موجود تھی جس کا نام عناق تھا یہ اس شخص کی سہیلی تھی ایک دن وہ نگلی اور اس نے دیوار کے سائے میں میرا بیوی دیکھا وہ عورت بولی کون ہے؟ مرثد بولا تمہیں خوش آمدید اے مرثد! آج

3227- اخرجہ ابو داؤد فی النکاح، باب البهي عن تزويج من له بلد من النساء والحديث (2050). تحفة الاشراف (11477).

3228- اخرجہ ابو داؤد فی النکاح، باب فی قوله تعالى (الزاني لا يکح الزانية) والحديث (2051)، محضراً. و اخرجہ الترمذی فی تفسير القرآن باب (و من سرور النور) والحديث (3177). تحفة الاشراف (8753).

رات آ جاؤ اور رات ہمارے ساتھ خیمے میں رہو میں نے کہا: اے عناق! نبی اکرم ﷺ نے زنا کرنے کو حرام قرار دیا ہے تو وہ عورت بولی اے خیمے میں رہنے والو! تم اس پر غصے کو دیکھو یہ جو تمہارے قیدیوں کو مکہ سے سوار کروا کے مدینے تک لے جائے گا (یہ میرے ساتھ زنا بھی نہیں کر سکتا) میں خدمہ میں چل پڑا آٹھ آدمی میرے پیچھے آئے وہ آئے یہاں تک کہ وہ میرے سر پر کھڑے ہوئے (میں اس وقت سو رہا تھا) انہوں نے پیشاب کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت چھین لی میں اپنے ساتھی کے پاس آیا تاکہ اسے سوار کر کے لے کر آؤں جب میں اسے لے کر "اراک" پہنچا تو میں نے اس کی بندش کو کھول دیا اس کے بعد میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں عناق کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ خاموش رہے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

"زنا کرنے والی عورت کے ساتھ صرف زنا کرنے والا شخص یا مشرک شخص شادی کریں گے۔"

نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلایا اور ان آیات کو میرے سامنے تلاوت کیا اور فرمایا: تم اس کے ساتھ شادی نہ کرو۔

مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کے نکاح کا عدم جواز

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یتیم کے ساتھ مظلومت کا جواز بیان فرمایا تھا جس کا تقاضا یہ تھا کہ یتیم کے مال کے ساتھ اپنا مال مخلوط کرنا بھی جائز ہے اور یتیم لڑکے یا یتیم لڑکی کے ساتھ اپنا یا اپنی اولاد کا نکاح کرنا بھی جائز ہے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بعض مسائل بیان فرمائے کہ مشرک مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کا اور مشرک عورتوں کے ساتھ مسلمان مردوں کا نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ نکاح کی وجہ سے شوہر اور بیوی کے ساتھ جسمانی اور ذہنی قرب ہوتا ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے عقائد و نظریات افکار اور خیالات سے متاثر ہوتے ہیں اس لیے یہ خدشہ ہے کہ مشرک شوہر کے عقائد سے بھی ہو سکتا تھا کہ مسلمان بیوی متاثر ہو یا مشرک عورت کے نظریات سے مسلمان شوہر متاثر ہو اس لیے اسلام نے یہ راستہ ہی بند کر دیا اگرچہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ مسلمان شوہر یا بیوی سے مشرک بیوی یا شوہر متاثر ہو جائے لیکن جب کوئی چیز نفع اور نقصان کے درمیان دائر ہو تو نقصان سے بچنے کو نفع کے حصول پر مقدم کیا جاتا ہے اس لیے اسلام نے مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان مناکحت کا معاملہ کلیۃً منقطع کر دیا۔ یہاں مشرک سے مراد کفر ہے اس لیے ملحد مجوسی بت پرست اور کسی قسم کے بھی کافر سے نکاح جائز نہیں ہے مسلمان مرد کا نہ مسلمان کا عورت کا۔

حافظ جلال الدین سیوطی اس آیت کے شان نزول متعلق لکھتے ہیں: امام ابن ابی حاتم اور امام ابن المنذر نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابو مرثد غنوی کے متعلق نازل ہوئی ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ عناق نامی ایک مشرک عورت سے نکاح کر لیں جو نہایت ہوئی ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ عناق نامی ایک مشرک عورت سے نکاح کر لیں جو نہایت حسین و جمیل عورت تھی اور حضرت ابو مرثد مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ عورت مجھے بہت اچھی لگتی ہے تب یہ آیت نازل ہوئی: اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ (الایۃ)

س آیت میں یہ بھی فرمایا ہے کہ آزاد مشرک کی بہ نسبت مسلمان غلام بہتر ہے اور کسی آزاد مسلمان عورت کا نکاح مسلمان غلام سے کر دینا اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ اس کا نکاح آزاد مشرک سے کیا جائے حالانکہ غلام آزاد کا کفو نہیں ہے سو غیر کفو میں نکاح کے جواز کے لیے یہ آیت صریح جزیہ ہے۔

مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کے باوجود اہل کتاب سے نکاح کے جواز کی توجیہ سلام میں یہ جائز ہے کہ اہل کتاب عورتوں کے ساتھ مسلمان مرد نکاح کر لیں لیکن اہل کتاب مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے قرآن مجید نے مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کے باوجود کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت کے ساتھ نکاح کی اجازت دی ہے۔

(آیت) و طعام الذین اوتوا الکتب حل لکم و طعامکم حل لہم و البہصنت من المؤمنت و المحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم اذا اتیموہن اجورہن محصنین غیر مصفحین ولا متخلی اخدان . (النساء: ۵)

ترجمہ: اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے اور (تمہاری) آزاد پاک دامن مسلمان عورتیں اور تم سے پہلے اہل کتاب کی آزاد پاک دامن عورتیں (تمہارے لیے حلال ہیں) جب کہ تم ان سے نکاح کر کے ان کا ہر ادا کرو نہ ان سے ظاہر اہہ کاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو۔

اب یہ سوال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح کی ممانعت کر دی تھی تو پھر کتابیہ سے نکاح کی اجازت کیوں دی جب کہ اہل کتاب یہودی اور عیسائی بھی مشرک ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) و قالت البہود عزیز ابن اللہ و قالت النصری المسیح ابن اللہ . (البقرہ: ۳۰)

ترجمہ: اور یہود نے کہا: عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ یہود و نصاریٰ دونوں مشرک ہیں لیکن قرآن مجید کی اصطلاح ہے کہ اس نے بت پرستوں پر مشرکین کا اطلاق کیا ہے اور یہود و نصاریٰ پر اہل کتاب کا قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ما یود الذین کفروا من اہل الکتب ولا المشرکین . (البقرہ: ۱۰۵)

ترجمہ: کافروں میں سے اہل کتاب اور مشرکین یہ پسند نہیں کرتے کہ

(آیت) لم یکن الذین کفروا من اہل الکتب و المشرکین متفکین حتی فاتہم البینۃ . (البقرہ: ۱)

ترجمہ: کہ اہل کتاب اور مشرکین بغیر واضح دلیل کے اپنے دین کو چھوڑنے والے نہ تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ہر چند کہ مشرک عورتوں میں اہل کتاب عورتیں بھی داخل تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں میں اہل کتاب عورتیں بھی داخل تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشرکات کے عموم سے اہل کتاب عورتوں کو مستثنیٰ کر لیا اور یہ اصطلاح میں عام مخصوص عنہ البعض ہے حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

کتاب الکتب

امام ابن جریر امام ابن المذہب امام ابی حاتم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (آیت) وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ (البقرہ ۲۲۱) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے اہل کتاب کی عورتوں کو مستثنیٰ کر لیا ہے۔
دلیل استثناء یہ آیت ہے۔

(آیت) وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ (انعام ۵)
ترجمہ: اور اہل کتاب کی آزاد پاک و امن عورتیں (تمہارے لیے حلال ہیں)

(الدر المنثور ج ۱ ص ۲۵۹ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ رانا)
باقی رہی یہ بحث کہ خالص مشرک عورتوں اور اہل کتاب میں نکاح کے جواز کا فرق کرنے کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مشرک نہ خدا کو مانتا ہے نہ کتاب کو نہ رسول اللہ کو نہ قیامت اور جزاء اور سزا کو نہ حلال اور حرام کا قائل ہوتا ہے اس کے برعکس اہل کتاب ان تمام امور کو مانتے ہیں ان کے کفر کی صرف یہ وجہ ہے کہ انہوں نے غلو محبت میں اپنے اپنے رسول کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ دیا۔

دوسری بحث یہ ہے کہ مسلمان مردوں کا اہل کتاب عورتوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیا ہے اور مسلمان عورتوں کا اہل کتاب مردوں کے ساتھ نکاح جائز نہیں کیا اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عائلی اور گھریلو زندگی میں مرد حاکم ہوتا ہے اور اس کا گھر میں قبضہ اور اقتدار ہوتا ہے اور عورت فطرۃً منغلل مزاج اور گھر میں محکوم ہوتی ہے۔ اگر کسی یہودی یا عیسائی مرد کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح جائز ہوتا تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ مسلمان عورت اپنے کافر شوہر کے معتقدات اور خیالات سے متاثر ہو جاتی اور اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جاتی۔ اس کے برعکس جب شوہر مسلمان ہو اور بیوی یہودی یا عیسائی ہو تو چونکہ گھر میں حاکم اور مقتدر شوہر ہوتا ہے اس لیے گھر میں اسلامی ماحول اور لٹریچر فراہم ہو گا اور اس اہل کتاب عورت کو اسلام کو قریب سے دیکھنے پڑھنے اور سمجھنے کا موقع ملے گا اسلامی معاشرہ اسلام کی تہذیب اور مسلمان خاندان سے میل جول اور ربط و ضبط کی وجہ سے اس کے اسلام قبول کرنے کے بہت ذرائع میسر ہوں گے اور وہ جلد یا بدیر مسلمان ہو جائے گی اور اگر بالفرض وہ مسلمان نہ بھی ہو تو بچے بہر حال باپ کے دین کے تابع رہیں گے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام مواقع دارالسلام میں ہی میسر ہوتے ہیں اس لیے ہمارے فقہاء نے لکھا ہے کہ دارالکفر میں اہل کتاب عورت کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہاں کفر کا غلبہ ہوتا ہے اور جس حکمت کی وجہ سے اہل کتاب عورت کی نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے اس کے پورے ہونے کے مواقع وہاں میسر نہیں ہیں۔

اہل کتاب باندیوں سے نکاح میں فقہاء کے مذاہب کا بیان

امام ابو حنیفہ کے نزدیک آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی قدرت کے باوجود باندی یا کتابیہ باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے کیونکہ باندی کی اولاد بھی اس کے مالک کی غلام ہوتی ہے اور آزاد شخص کے لئے یہ باعث عار ہے کہ اس کی اولاد باندی اور غلام بن جائے۔

اس آیت میں باندیوں کے ساتھ مسلمان ہونے کی صفت کو ذکر کیا ہے امام شافعی کے نزدیک چونکہ منسوب معنی لف معنی ہوتا ہے

اس لئے ان کے نزدیک یہ صفت بمنزلہ شرط ہے اور جو شخص آزاد (کتواری) مسلمان عورت سے نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ باندی سے اسی وقت نکاح کر سکتا ہے جب باندی مسلمان ہو اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک باندی کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے بلکہ مستحب ہے باندی اگر اہل کتاب ہو پھر بھی وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ (الملک والعمون ج ۱ ص ۲۷۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک جو شخص آزاد مسلمان عورت سے نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ بھی باندی سے نکاح کر سکتا ہے اور امام اعظم کے نزدیک آزاد مسلمان عورت کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح جائز نہیں (الجامع احکام القرآن ج ۵ ص ۱۳۶) اہل کتاب باندیوں سے نکاح کے جواز پر امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محرمات کے علاوہ ہر عورت سے نکاح کرنے کو حلال قرار دیا ہے ماسوا ان کے جن کی کتاب اللہ میں تخصیص کر لی گئی ہے اور اہل کتاب باندی کی تخصیص نہیں کی گئی وہ آیتیں یہ ہیں۔

(آیت) فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

ترجمہ: تو اپنی پسند کے موافق عورتوں سے نکاح کرو۔

(آیت) وَاحِلَ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ . (النساء: ۲۴)

اور محرمات کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال کر دی گئی ہیں۔ (روح المعانی ج ۵ ص ۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت) ان آیات کے عموم کا تقاضا یہ ہے کہ اہل کتاب باندی کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

3229- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَغَيْرُهُ

عَنْ هَارُونَ بْنِ رِثَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ بْنِ عُمَيْرٍ وَعَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - عَبْدُ الْكَرِيمِ يَرْفَعُهُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهَارُونَ لَمْ يَرْفَعْهُ - قَالَا جَاءَ وَجُلَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي امْرَأَةً هِيَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَهِيَ لَا تَمْنَعُ بَدَلًا لِمِيسٍ . قَالَ: "طَلَّقْهَا" . قَالَ لَا أَصْبِرُ عَنْهَا . قَالَ: "اسْتَمْنَعُ بِهَا" .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِثَابِتٍ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ لَيْسَ بِالْقَوِي وَهَارُونَ بْنُ رِثَابٍ أَثْبَتَ مِنْهُ وَقَدْ أَرْسَلَ الْحَدِيثَ وَهَارُونَ ثِقَةً وَحَدِيثُهُ أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْكَرِيمِ .

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میری بیوی مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے لیکن وہ کسی چھونے والے کے ہاتھ کو روکتی نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے طلاق دے دو اس نے کہا: میرا اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا: پھر تم اس کے ساتھ گزارا کرو۔

امام نسائی فرماتے ہیں: یہ حدیث مستند نہیں ہے۔ عبد الکریم نامی راوی قوی نہیں ہے۔ ہارون بن رثاب اس سے زیادہ مستند

ہے۔ اس نے حدیث میں "ارسال" کیا ہے۔ ہارون ثقہ ہے۔ اور اس کی روایت کردہ حدیث عہد الکرم سے منقول روایت سے زیادہ درست ہے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَزْوِيجِ الزَّانَةِ .

یہ باب ہے کہ زنا کرنے والی عورتوں کے ساتھ شادی کرنا مکروہ ہے

3230- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "تَنْكِحُ النِّسَاءَ لَا رِبْعَةَ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِذُنِّهَا فَأَخْفَرُ بِلَدَاتِ الدِّينِ تَرَبَّتْ بِذَلِكَ".

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کسی خاتون سے چار خوبیوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے شادی کی جاسکتی ہے؟ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب کی وجہ سے، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ تم دیندار عورت کو ترجیح دو! تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

بَابُ أَيِّ النِّسَاءِ خَيْرٌ .

یہ باب ہے کہ کون سی عورت زیادہ بہتر ہے؟

3231- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ: "الَّتِي تَسْرُءُ إِذَا نَظَرَ وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكُونُ".

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: عرض کی گئی یا رسول اللہ (ﷺ)! کون سی عورت زیادہ بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ کہ جب آدمی اسے دیکھے تو وہ اسے اچھی لگے جب اسے حکم دے تو اس کی فرمانبرداری کرے اور وہ عورت اپنی ذات اور اپنے مال کے بارے میں شوہر کی ایسی مخالفت نہ کرے جو اسے ناپسند ہو۔

بَابُ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ .

یہ باب نیک عورت کے بیان میں ہے

3230- أخرجه البخاري في النكاح، باب الاكلاء في الدين (الحديث 5090). وأخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح ذات الدين (الحديث 53) وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب ما يؤمر به من تزويج ذات الدين (الحديث 2047). وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب تزويج ذات الدين (الحديث 1858). تحفة الاشراف (14305).

3231- أخرجه الساعلي في عشرة النساء من الكبرى، طاعة المرأة زوجها (الحديث 75). تحفة الاشراف (13058).

3232- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ وَدَّكَرَ أَحْمَرَ تَبَقَا
فَرَحْبِيلُ بْنُ فَزِيلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَلِيلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "إِنَّ النِّسَاءَ كُلَّهَا مَنَاعٌ وَخَيْرُ مَنَاعِ النِّسَاءِ الْمَرْأَةُ الْعَالِمَةُ".

♦♦ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عامر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انہی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: یہ دنیا ساری کی ساری مانی و ممتا ہے اور دنیا کی بہترین ممانع نیک عورت ہے۔

بَابُ الْمَرْأَةِ الْغَيْرَاءِ .

یہ باب رشک کرنے والی عورت کے بیان میں ہے

3233- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبَا النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَمَّا رَسُولُ اللَّهِ لَا تَتَزَوَّجُ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ قَالَ: "إِنْ فِيهِمْ لَمَرْءٌ خَبِيثٌ".
♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا ہم انصار کی خواتین کے ساتھ شادی
نہ کریں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان میں رشک کا جذبہ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ النَّظَرِ قَبْلَ التَّزْوِيجِ .

یہ باب ہے کہ شادی سے پہلے (خاتون کو) دیکھنے کا مباح ہوتا

3234- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ - عَنْ
أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَ رَجُلٌ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "قُلْ
نَظَرْتُ إِلَيْهَا". قَالَ لَا. فَامْرَأَةٌ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا.

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک (مہاجر) صاحب نے ایک انصاری خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا نبی
اکرم ﷺ نے ان صاحب سے دریافت کیا: کیا تم نے اس خاتون کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم ﷺ نے اسے
ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو دیکھ لے۔

3235- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَزْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ
بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3232- أخرجه مسلم في الرضاع، باب خير مناع النسا المصالح (الحديث 64) وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لعلي النساء (الحديث 1855). تحفة الاشراف (8849).

3233- أخرجه النسائي، تحفة الاشراف (171).

3234- أخرجه مسلم في النكاح، باب نذهب النظر الى وجه المرأة وكمها لمن يريد تزويجها (الحديث 74 و 75) مطولا. وأخرجه النسائي في النكاح، اذا امتسار رجل رجلا في المرأة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3246 و 3247). تحفة الاشراف (13446).

فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "انْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ آخِذٌ بِأَنْ يُوَدَّمَ بَيْنَكُمَا".

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو یہ تم دونوں کے درمیان محبت پیدا کرنے میں زیادہ مناسب ہوگا۔

شرح

اپنی منسوبہ کو نکاح کا پیغام بھیجنے سے پہلے ایک نظر دیکھ لینا مستحب ہے کیونکہ اگر وہ عورت پسند آگئی اور طبیعت کو بھامی تو اس نکاح کے بعد وہ اس عورت کی وجہ سے بدکاری سے بچا رہے گا جو نکاح کا اصل مقصد ہے اس موقع پر یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ ایک موقع پر جو یہ فرمایا گیا ہے کہ کسی عورت سے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے نکاح نہ کیا جائے تو اس حکم کا یہ مقصد نہیں ہے کہ حسن و جمال کو ملحوظ ہی نہ رکھا جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی حسین و جمیل عورت سے نکاح کرنے میں کوئی دینی نقصان و فساد ہو تو اس دینی نقصان کو تا ہی سے بالکل صرف نظر کر کے اس سے محض اس بناء پر نکاح نہ کیا جائے کہ وہ حسن و جمال کی حامل ہے۔

اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت سے منگنی کا ارادہ کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس عورت کو ایک نظر دیکھ لو کیونکہ دیکھ لینا بہت مناسب و بہتر ہے (احمد ترمذی نسائی (ابن ماجہ دارمی)

یعنی اگر تم اپنی منسوبہ کو ایک نظر دیکھ لینے کے بعد اس سے نکاح کر دو گے تو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت، الفت بہت زیادہ ہوگی کیونکہ جب منسوبہ کو دیکھ لینے کے بعد نکاح ہوتا ہے تو عام طور پر کوئی چھتاوا نہیں ہوتا اور نہ اپنے اس انتخاب پر کوئی شرمندگی و پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔

مستگیر کو دیکھنے میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

مخطوبہ سے مراد وہ عورت ہے جس سے نکاح کا پیغام دیا گیا ہو عورت سے مراد جس کے وہ اعضاء ہیں جن جن کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ منسوبہ کو دیکھنے کا مسئلہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام شافعی حضرت امام احمد اور اکثر علماء کے نزدیک اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھ لینا جائز ہے خواہ منسوبہ اس بات کی اجازت دے یا نہ دے۔ حضرت امام مالک کے ہاں اپنی منسوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھنا اسی صورت میں جائز ہے جب کہ اس کی اجازت حاصل ہو اس کی اجازت کے بغیر دیکھنا جائز نہیں ہے لیکن ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک کے ہاں منسوبہ کو دیکھنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اس بارے میں فقہی مسئلہ یہ بھی ہے کہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ مرد اپنی منسوبہ کو دیکھنے کی بجائے کسی تجلہ کار اور معتد عورت کو بھیج دے تاکہ وہ اس کی منسوبہ کو دیکھ کر مطلوبہ معلومات فراہم کر دے۔

بَابُ التَّزْوِيجِ فِي شَوَالٍ

یہ باب ہے کہ شوال کے مہینے میں شادی کرنا

3236- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ

ن بَرَدِجَ (الحدیث 1866) . تحفة الاشراف (11489) .

اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي شَوَالٍ وَأُذِخِلْتُ

عَلَيْهِ فِي شَوَالٍ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُحِبُّ أَنْ تُدْخَلَ نِسَائُهَا فِي شَوَالٍ قَالَتْ بَسَائِبُهُ كَانَتْ أَخْطَى عِنْدَهُ مِثْلِي

﴿ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے ساتھ شوال کے مہینے میں شادی کی تھی اور شوال کے مہینے

میں میں آپ کے ہاں (رخصت ہو کر) آئی تھی۔

راوی بیان کرتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ خواتین کی رخصتی شوال کے مہینے میں ہو۔ (سیدہ

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں میرے جیسی حیثیت اور کون سا زوجہ محترمہ کی تھی۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض جاہل لوگ شوال کے ماہ میں شادی بیاہ کرنے کو جو منحوس سمجھتے ہیں وہ بالکل غلط ہے بلکہ اس

مہینے میں شادی بیاہ کرنا یا دولہن کو رخصت کرا کر اپنے گھر لانا مستحب ہے۔ چنانچہ عرب میں بھی زمانہ جاہلیت کے لوگ یہی عقیدہ

رکھتے تھے اور شوال میں نکاح کرنے اور دولہن کو گھر میں لانے کو برا سمجھتے تھے۔ اسی غلط عقیدہ کی تردید میں حضرت عائشہ نے یہ بات

فرمائی کہ اگر شوال کے مہینے میں شادی بیاہ کرنا اپنے اندر کوئی نحوست رکھتا ہے تو پھر آخر میں شادی میرے حق میں منحوس کیوں نہیں رہی

جب کہ شوال ہی میں میرا نکاح ہوا اور شوال ہی کے مہینے میں رخصت کرا کر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئی اور اس بات کو دُعا

جانتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی مطہرات میں جو خوش نصیبی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مجھے نصیب ہوئی وہ کسی

بھی زوجہ کو حاصل نہیں ہوئی۔

بَابُ الْخُطْبَةِ فِي النِّكَاحِ .

یہ باب نکاح کا پیغام بھیجنے کے بیان میں ہے

3237- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ

3236- أخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب التزوج والتزويج في شوال واستحباب الدخول فيه (الحدیث 73) . و أخرجه الترمذي في

النكاح، باب ما جاء في الاوقات التي يستحب فيها النكاح (الحدیث 1093) . و أخرجه النسائي في النكاح، البناء في شوال (الحدیث

3377) . و أخرجه ابن ماجه في النكاح، باب متى يستحب البناء بالنساء (الحدیث 1990) . تحفة الاشراف (1555) .

3237- أخرجه النسائي . تحفة الاشراف (18028 و 18384) .

ابن عباسی قال حدثنا حسن المعلم قال حدثني عبد الله بن بريدة قال حدثني عامر بن شراحيل الشامي انه سمع
 لاجمة بنت قيس - وكانت من المهاجرات الاول - قالت خطبني عبد الرحمن بن عوف في نفر من
 اصحاب محمد (صلى الله عليه وسلم) وخطبني رسول الله (صلى الله عليه وسلم) على مولاة اسماء بن
 زيد وقد كنت حديثك ان رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قال: "من احبني فليحب اسماء". فلما كلمني
 رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قلت امرئ بيديك فاني كنت من حيث. فقال: "انطلقيني الى ام حريك".
 وام حريك امرأة غنية من الانصار عطيحة النفقة في سبيل الله عز وجل ينزل عليها الضيقان فقلت سافعل.
 قال: "لا تفعلين فان ام حريك كثيرة الضيقان فاني اكره ان يسقط عنك حمارك او يتكثف الثوب عن
 ساقيك فيرى القوم منك بعض ما تكتويهن ولكن انطلقيني الى ابن عمك عبد الله بن عمرو بن ام مكتوم".
 وهو رجل من بني نضر فانتقلت اليه. مختصرة.

حضرت عامر بن شراحیل نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا یہ پہلی
 ہجرت کرنے والی خواتین میں شامل ہیں وہ بیان کرتی ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
 کی موجودگی میں مجھے نکاح کا پیغام بھیجا پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام اسماء بن زید رضی اللہ عنہ کے لئے بھی مجھے نکاح کا پیغام
 بھیجا اس سے پہلے مجھے یہ بات پہل چلی تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہو وہ اسماء سے بھی
 محبت کرے جب نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے اس بارے میں بات کی تو میں نے عرض کی: میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ جس
 سے چاہیں میری شادی کر دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ام شریک کے پاس چلی جاؤ (راوی کہتے ہیں) سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا
 خوشحال خاتون تھیں یہ انصار سے تعلق رکھتی تھیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کیا کرتی تھیں ان کے ہاں مہمان بہت زیادہ آیا
 کرتے تھے (فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) میں نے کہا: میں ایسا کروں گی پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو کیونکہ شریک کے
 ہاں مہمان بہت زیادہ آتے ہیں مجھے یہ اچھا نہیں لگتا اس دوران تمہارے سر سے چادر اتر جائے یا تمہاری پنڈلی سے کپڑا ہٹ جائے
 اور لوگ تمہارے جسم کے اس حصے کو دیکھیں جو تمہیں اچھا نہ لگے تم اپنے چچا زاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ وہ بنو نضر
 سے تعلق رکھتے تھے تو میں ان کے ہاں نخل ہو گئی (یہ روایت مختصر ہے)

شرح

اعلان نکاح نکاح کا اعلان کرنا مستحب ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ نکاح کا اعلان کرو اگرچہ دف بجا کر ہی کیوں نہ اعلان کرنا
 پڑے، دف بجانے کے سلسلہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ دف بجانا تو حرام ہے یا مطلقاً
 مکروہ ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقاً مباح کہا ہے زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ بعض مواقع پر جیسے عید کے دن کسی معزز مسافر و مہمان
 کے آنے کے وقت اور نکاح کے موقع پر دف بجانا مباح ہے ان کے علاوہ اور کسی بھی وقت اور کسی بھی موقع پر دف بجانا حرام ہے۔
 خطبہ علماء نے اسے رخ کے پیش کے ساتھ یعنی خطبہ بھی صحیح کہا ہے اور رخ کے زیر کے ساتھ یعنی خطبہ کو بھی صحیح قرار دیا ہے دونوں میں

زنی یہ ہے خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا اور خطبہ اس خطبے کو کہتے ہیں جو نکاح میں پڑھا جاتا ہے چنانچہ یہاں عنوان میں خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا (کہ جسے منگنی کہتے ہیں) بھی ہو سکتا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ یہاں خطبہ سے وہی مراد ہے جو نکاح کے وقت پڑھا جاتا ہے۔ خفیہ کے نزدیک مقد نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا مسنون ہے شوافع کے نزدیک بھی مسنون ہے لیکن ان کے ہاں مقد نکاح ہی نہیں بلکہ ہر عقد مثلاً بیع و شراء وغیرہ کے وقت بھی خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔

بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ آخِيهِ

یہ باب ہے کہ ایک شخص کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں دوسرے شخص

کا نکاح کا پیغام بھیجنے کی ممانعت

3231- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ:

“لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ بَعْضٍ”

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی شخص دوسرے کے پیغام میں نکاح کی موجودگی کا

پیغام نہ بھیجے۔

3232- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ وَمَعْمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَقَالَ مُحَمَّدٌ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

“لَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا يَبِيعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ آخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ آخِيهِ وَلَا تَسَالِ الْمَرْأَةُ

طَلَاقَ أُخِيهَا لِتُكْتَفِيَ مَا فِي إِنْثَالِهَا”

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: مصنوعی بولی نہ لگاؤ کوئی بھی شہری شخص

3233- أخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى ياذن أو يترك (الحديث 49) مطرولاً، وأخرجه الترمذي في البيوع،

باب ما جاء في النهي عن البيع على بيع أخيه (الحديث 1292)، والحديث عند: النسائي في البيوع، بيع الرجل على بيع أخيه (الحديث

4515)، لفظه الاشراف (8284)۔

3234- أخرجه البخاري في البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى ياذن له أو يترك (الحديث 2140)، وأخرجه

مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه حتى ياذن أو يترك (الحديث 51)، وأخرجه ابو داود في النكاح، باب في كراهية أن

يخطب الرجل على خطبة أخيه (الحديث 2080) مختصراً، وأخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء أن لا يخطب الرجل على خطبة أخيه

(الحديث 1134) مختصراً، وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا يخطب الرجل على خطبة أخيه (الحديث 1867) مختصراً، والحديث

عند مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الحاضر لبائدي (الحديث 18)، وأبي داود في البيوع والاجارات، باب في النهي عن النجش (الحديث

3438)، والترمذي في الطلاق، باب ما جاء لا تسال المرأة طلاقاً اختها (الحديث 1190)، وفي البيوع، باب ما جاء لا يبيع حاضر لبائدي

(الحديث 1222)، وباب ما جاء في كراهية النجش في البيوع (الحديث 1304) وابن ماجه في التجارات، باب لا يبيع الرجل على بيع أخيه

ولا يسوم على سومه (الحديث 2172)، وباب ما جاء في النهي عن النجش (الحديث 2174)، وباب النهي أن يبيع حاضر لبائدي (الحديث

2175)، لفظه الاشراف (13123)۔

(منڈی میں پہنچنے سے پہلے) دیہاتی کے ساتھ سودا نہ کرے کوئی شخص دوسرے کے سودے کے مقابلے میں سودا نہ کرے اور کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کے جسے کارزق بھی اسے حاصل ہو جائے۔

3240- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَالحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ".

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔

3241- أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَتْرَكَ".

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں نکاح کا پیغام نہ بھیجے یہاں تک کہ وہ شخص شادی کر لے یا وہ اس معاملے کو ترک کر دے۔

3242- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ".

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کوئی شخص اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں اپنا پیغام نہ بھیجے۔

بَابُ خُطْبَةِ الرَّجُلِ إِذَا تَرَكَ الْخَاطِبُ أَوْ أَدِنَ لَهُ .

یہ باب ہے کہ جب پہلے نکاح کا پیغام بھیجنے والا شخص اس کو ترک کر دے یا

دوسرے شخص کو اجازت دیدے تو کسی شخص کا نکاح کا پیغام بھیجنا

3243- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ

3240- انفرادہ النسائي . تحفة الاشراف (13968) .

3241- انفرادہ النسائي . تحفة الاشراف (13372) .

3242- انفرادہ النسائي . تحفة الاشراف (14545) .

3243- أخرجه البخاري في النكاح، باب لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع (الحديث 5142) . تحفة الاشراف (7778) .

بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى عِطْيَةِ الرَّجُلِ حَتَّى يَتْرَكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ .

♦♦ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی ایک شخص دوسرے شخص کے سودے پر سودا کرے اور کوئی ایک شخص دوسرے کے نکاح کے پیغام کی موجودگی میں اپنا نکاح کا پیغام بھیجے البتہ اگر دوسرا شخص نکاح کا پیغام ترک کر دے یا اسے اجازت دیدے تو وہ نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے۔

3244- أَخْبَرَنِي حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبِزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَسِيطٍ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ أَنَّهُمَا مَالَا فَاطِمَةَ بِنْتُ قَيْسٍ عَنْ أَمْرِهَا فَقَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا فَكَانَ يَرْزُقُنِي طَعَامًا فِيهِ شَيْءٌ لَقُلْتُ وَاللَّهِ لَنْ تَكُنْتُ لِي النِّفَقَةُ وَالسُّكْنَى لَا طَلَبَهَا وَلَا أَقْبَلُ هَذَا . فَقَالَ الْوَكِيلُ لَيْسَ لَكَ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةٌ . قَالَتْ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: "لَيْسَ لَكَ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةٌ فَاغْتَدِي عِنْدَ ثَلَاثَةٍ" . قَالَتْ وَكَانَ يَأْتِيهَا أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ: "اغْتَدِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ أَعْمَى فَإِذَا حَلَلْتَ فَأَذِينِي" . قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ أَذِنْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "وَمَنْ خَطَبَكَ" . قُلْتُ مُعَاوِيَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ مِنْ قُرَيْشٍ . فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَإِنَّهُ غُلَامٌ مِنْ غُلَمَانِ قُرَيْشٍ لَا شَيْءَ لَهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَإِنَّهُ صَاحِبُ شَرٍّ لَا خَيْرَ فِيهِ وَلَكِنْ أَنْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ" . قَالَتْ فَكِرِهْتُ . فَقَالَ لَهَا ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَتَكَّحْتُ .

♦♦ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن ثوبان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ان دونوں نے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ان کے معاملے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں اس نے مجھے کھانے کے لئے بھی کچھ دیا جس میں کچھ کی تھی میں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر خرچ اور رہائش میرا حق ہے تو میں اس کو ضرور طلب کروں گی اور میں اس کو قبول نہیں کروں گی۔ وکیل نے کہا: تمہیں خرچ، رہائش کا حق نہیں ملے گا وہ خاتون بیان کرتی ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں رہائش اور خرچ کا حق نہیں ملے گا تم فلاں خاتون کے ہاں عدت بسر کرو وہ خاتون بیان کرتی ہیں ان خاتون کے ہاں نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آیا کرتے تھے پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو کیونکہ وہ نابینا ہے جب تمہاری عدت ختم ہو جائے تو تم مجھے بتا دینا وہ خاتون بیان کرتی ہیں جب میری عدت ختم ہو گئی تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں بتایا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

3244- أخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها (الحديث 36 و 37 و 38 و 39 و 40) . وأخرجه أبو داود في الطلاق، باب في نفقة المبتوتة (الحديث 2284 و 2235 و 2236 و 2237 و 2239) . وأخرجه النسائي في النكاح، باب إذا استشارت المرأة رجلاً فليمن بحطبي هل يخبرها بما يعلم (الحديث 3245) . والحديث عند: مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً نفقة لها (الحديث 37 و 38 و 39 و 40) . وأبي داود في الطلاق، باب نفقة المبتوتة (الحديث 2289) . والنسائي في الطلاق، باب الرخصة في ذلك (الحديث 3405) . والرخصة في خروج المبتوتة من بيتها في عدتها لئلا تسكنها (الحديث 3548) . وفي عشرة النساء من الكهري، وضع المرأة لياها عند الاعس (الحديث 361) . نعمة الاشراف (18036 و 18038) .

تمہیں نکاح کا پیغام کس نے بھیجا ہے؟ میں نے جواب دیا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور قریش سے تعلق رکھنے والے ایک اور شخص نے (راوی نے اس کا نام ذکر نہیں کیا) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جہاں تک معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو وہ قریش کا لڑکا ہے اس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور جہاں تک دوسرے شخص کا تعلق ہے تو وہ اچھا آدمی نہیں ہے اور اس میں بھلائی نہیں ہے البتہ تم اسامہ کے ساتھ شادی کر لو (وہ خاتون بیان کرتی ہیں) مجھے یہ اچھا نہیں لگا نبی اکرم ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ کہی تو میں نے ان کے ساتھ شادی کر لی۔

بَابُ إِذَا اسْتَشَارَتِ الْمَرْأَةُ رَجُلًا فِيمَنْ يَخْطُبُهَا هَلْ يُخْبِرُهَا بِمَا يَعْلَمُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی خاتون کسی مرد سے مشورہ کرے اس شخص کے بارے میں جس نے

اسے نکاح کا پیغام بھیجا ہو تو کیا وہ مرد اپنے علم کے مطابق اسے بتائے گا

3245- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - عَنِ

ابن القاسم عن مالك عن عبد الله بن يزيد عن أبي سلمة بن عبد الرحمن عن فاطمة بنت قيس أن أبا عمرو بن حفص طلقها البتة وهو غائب فأرسل إليها وكتبه بشيخ فسطحته - فقال والله ما لك ههنا من شيء . فجاءت رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فذكرت ذلك له فقال: "ليس لك نفقة" - فأمرها أن تعتد في بيت أم سرية ثم قال: "سلك امرأة بنسأها أصحابي فاعتدي عند ابن أم مكتوم فإنه رجل أغمى تصعين يهابك فإذا خللت فأذيني" - قالت فلما خللت ذكرت له أن معاوية بن أبي سفيان وأبا جهم خطبائي فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) "أما أبو جهم فلا يصنع عصاه عن عاتقه وأما معاوية فضعلوك لا مال له ولكن الركيحي أسامة بن زيد" - ففكرته ثم قال: "انكحي أسامة بن زيد" -

فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ خَيْرًا وَاعْتَبَلْتُ بِهِ .

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں ابوعمر و بن حفص

نے انہیں طلاق بتدے دی وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے انہوں نے اس خاتون کو اپنے وکیل کے ذریعے کچھ "ہو" بھجوائے وہ خاتون اس وکیل پر ناراض ہوئیں تو وہ وکیل بولا: اللہ کی قسم! ہمارے ذمے آپ کو کوئی ادائیگی لازم نہیں ہے وہ خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں خرچ کا حق حاصل نہیں ہے پھر نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی تم ام شریک کے ہاں عدت بسر کرو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسی خاتون ہے جس کے ہاں میرے اصحاب بکثرت آتے جاتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو کیونکہ وہ نابینا شخص ہیں تم وہاں اپنے سر سے چادر اتار بھی دو گی تو کوئی بات نہیں ہے جب تمہاری عدت ختم ہو جائے تو تم مجھے بتا دینا وہ خاتون بیان کرتی ہیں جب میری عدت ختم ہو گئی

میں نے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم نے مجھے نکاح کا پیغام بھجوایا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جہاں تک ابوجہم کا تعلق ہے تو وہ اپنی لاشی کندھے سے نیچے نہیں رکھتا جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے تو وہ مفلس آدمی ہے اس کے پاس مال نہیں ہے تم اسامہ بن زید کے ساتھ شادی کرلو (وہ خاتون کہتی ہیں) مجھے وہ اچھے نہیں لگے۔ نبی اکرم ﷺ نے پھر فرمایا: تم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ساتھ شادی کرلو! تو میں نے ان کے ساتھ شادی کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں میرے لئے بھلائی رکھ دی اور مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔

بَابُ إِذَا اسْتَشَارَ رَجُلٌ رَجُلًا فِي الْمَرْأَةِ هَلْ يُخْبِرُهُ بِمَا يَعْلَمُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے خاتون کے بارے میں مشورہ کرے

تو کیا وہ شخص اسے اپنے علم کے مطابق اطلاع دے گا

3246- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ بْنُ الْبَرِيدِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَثَّانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَلَا تَنْظُرُ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِي آغْصِنِ الْأَنْصَارِ خَيْبًا". قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَجَدْتُ هَذَا الْحَدِيثَ فِي مَوْجِيعٍ آخَرَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَثَّانَ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَ وَالصَّوَابُ أَبُو هُرَيْرَةَ .

﴿﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک انصاری شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔

امام ابو عبد الرحمن نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں یہی حدیث میں نے ایک اور مقام پر زید بن کيسان کے حوالے سے دیکھی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے جبکہ درست روایت یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔

3247- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَثَّانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "انْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِي آغْصِنِ الْأَنْصَارِ خَيْبًا".

3246- أخرجه مسلم في النكاح، باب نذوب النظر إلى وجه المرأة وكيفية لمن يريد تزويجها (الحديث 74 و 75). وأخرجه النسائي في النكاح، إذا استشار رجل رجلاً في المرأة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3247) والحديث عند: النسائي في النكاح، إباحة النظر قبل التزويج (الحديث 3234) تحفة الأشراف (13446).

3247- تقدم في النكاح، إذا استشار رجل رجلاً في المرأة هل يخبره بما يعلم (الحديث 3246).

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ (نقص) ہوتا ہے۔

بَابُ عَرُضِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ عَلَى مَنْ يَرْضَى .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیٹی (کے ساتھ شادی کے لئے) اپنے پسندیدہ شخص کو پیشکش کرنا

3248- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَبَانَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ تَأَيَّمْتُ حَفْصَةَ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسٍ - يَعْنِي ابْنَ حَذَافَةَ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مِمَّنْ فِيهِ بَلَدٌ أَوْ قَرْيَةٌ بِالْمَدِينَةِ فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنَّ شَيْئًا أَكْغَحَكَ حَفْصَةَ . فَقَالَ مَا نَظَرُ فِي ذَلِكَ . فَلَقِيتُ كِلَابِي فَلَقِيتُهُ فَقَالَ مَا أُرِيدُ أَنْ أَزْوَجَ يَوْمِي هَذَا . قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ إِنَّ شَيْئًا أَكْغَحَكَ حَفْصَةَ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَعَدَ مِثْنِي عَلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَقِيتُ كِلَابِي فَخَطَبْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاتَّكَفَتْهَا إِيَّاهُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَى حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا . قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ شَيْئًا إِلَّا آتَى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَذْكُرُهَا وَلَمْ أَكُنْ لِأَفْشَى بِرَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَلَوْ تَرَكْتُهَا لَكُغَتْهَا .

♦♦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (ان کی بیٹی) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا خنیس رضی اللہ عنہ یعنی ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کے (انتقال کی) وجہ سے بیوہ ہو گئیں۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل تھے اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے ان کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میری ملاقات حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے انہیں حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی پیشکش کی میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کی شادی کروادیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں اس بات کا جائزہ لوں گا کچھ دن گزرنے کے بعد جب میں ان سے ملا تو انہوں نے کہا: میرا یہ خیال ہے کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میری ملاقات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کروادیتا ہوں تو انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جتنا غصہ آیا تھا اس سے زیادہ ان پر آیا کچھ دن گزرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے مجھے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے تو انہوں نے فرمایا: شاید جب تم نے مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی پیشکش کی تھی اور میں نے جواب نہیں دیا تھا تو اس وجہ سے تمہیں مجھ پر غصہ آیا تھا میں نے جواب دیا: جی ہاں انہوں نے فرمایا: میں

3248- أخرجه البخاري في المغازي، باب 12. (الحديث 4005). وفي النكاح، باب عرض الإنسان ابنته أو اخته على أهل الحبر (الحديث 5122).

5122. (باب من قال: لا نكاح إلا بولي (الحديث 5129) مختصراً، وباب تفسير ترك الخطبة (الحديث 5145) مختصراً. وأخرجه

النسائي في النكاح، نكاح الرجل ابنته الكبيرة (الحديث 3259). تحفة الأشراف (10523).

نے اس وقت اس لئے جواب نہیں دیا تھا جب تم نے میرے سامنے پیشکش کی تھی کیونکہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا اس لئے میں نبی اکرم ﷺ کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا اگر نبی اکرم ﷺ اس کے ساتھ شادی نہ کرتے تو میں کر لیتا۔

بَابُ عَرَضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى مَنْ تَرْضَى .

یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے پسندیدہ شخص کے سامنے اپنے ساتھ نکاح کی پیشکش کرنا

3249- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْهِنَانِي يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَهُ فَقَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْكَ فِي حَاجَةٍ

♦♦ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ اس وقت ان کی صاحبزادی بھی ان کے پاس موجود تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کے سامنے آئی اور اس نے اپنے آپ کو (نکاح کے لیے) نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا اور نبی اکرم ﷺ سے عرض کی۔ کیا آپ مجھ سے شادی کرنا چاہیں گے۔

3250- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَصَحَّحَتْ ابْنَةُ أَنَسٍ فَقَالَتْ مَا كَانَ أَقْلَ حَيَاتِنَا . فَقَالَ أَنَسٌ هِيَ خَيْرٌ قِنَاكِ عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) .

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک خاتون نے نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ شادی کی پیشکش کی۔ (راوی بیان کرتے ہیں) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہنس پڑیں اور بولی: وہ عورت کتنی کم حیا والی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تم سے زیادہ بہتر تھی کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے خود سے نکاح کی پیشکش کی تھی۔

بَابُ صَلَوةِ الْمَرْأَةِ إِذَا خُطِبَتْ وَاسْتِخَارَتَهَا رَبُّهَا .

یہ باب ہے کہ جب کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا جائے تو اس کا

نماز ادا کرنا اور اپنے پروردگار سے استخارہ کرنا

3251- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

3249- أخرجه البخاري في النكاح، باب عرض المرأة نفسها على الرجل الصالح (الحديث 5120) مطولاً، وفي الأدب، باب ما لا يستحب من الحق للنفقة في الدين (الحديث 6123) مطولاً . وأخرجه النسائي في النكاح، باب عرض المرأة نفسها على من ترضى (الحديث 3250) مطولاً . وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب التي وهبت نفسها للنبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 2001) . تحفة الاشراف (468) .

3250- تقدم في النكاح، باب عرض المرأة نفسها على من ترضى (الحديث 3249) .

لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَزَيْنِدَ "اذْكُرْهَا عَلَيَّ". قَالَ زَيْنِدُ لَمَّا انْطَلَقْتُ فَقُلْتُ بِمَا زَيْنَبُ ابْشِرِي أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِذِكْرِكَ. فَقَالَتْ مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أَسْأَلِمَ رَبِّي فَقَامَتْ إِلَيَّ مَسْجِدِيهَا وَنَزَلَ الْقُرْآنُ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَدَخَلَ بِغَيْرِ أَمْرِ.

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت ختم ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کے سامنے میرے نکاح کے پیغام کا ذکر کرو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں آیا اور میں نے کہا: اے زینب! آپ کو خوشخبری ہو۔ اللہ کے رسول نے مجھے بھیجا ہے۔ انہوں نے (نکاح کے لیے) آپ کا ذکر کیا ہے تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس وقت تک کوئی کام نہیں کرتی جب تک میں اپنے پروردگار کا حکم معلوم نہ کر لوں۔ پھر وہ اپنی جائے نماز پر کھڑی ہوئیں۔ (راوی بیان کرتے ہیں) تو اس بارے میں قرآن نازل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے (راوی کہتے ہیں) یعنی ان کے گھر میں اجازت لیے بغیر اندر آ گئے۔

آسمان سے حکم نکاح کے آنے کا بیان

3252- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ طَهْمَانَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ أَمْسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَعْفَرٍ تَقَعُرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَقُولُ إِنَّ اللَّهَ هَزَّ وَجَلَ الْكُفَّيْنِ مِنَ السَّمَاءِ. وَفِيهَا نَزَلَتْ آيَةُ الْحَبَابِ.

♦♦ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی دیگر تمام ازواج کے سامنے فحرا اٹھار کرتی تھیں اور یہ فرمایا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میرا نکاح کیا ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں) انہی کے بارے میں حجاب کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی۔

استحارہ کے معنی و مفہوم کا بیان

استحارہ کے معنی ہیں خیر طلب کرنا، اور شریعت کی زبان میں اس سے خاص و عام مراد ہے۔ جب کسی معاملے کے مفید یا مضر ہونے میں تردد ہو اور کوئی ایک فیصلہ انسان کے لئے مشکل ہو جائے تو اس مشکل اور تردد کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا مانگنا کہ اس معاملے میں تردد دور ہو جائے اور مفید پہلو متعین ہو جائے، یہ دعا استحارہ کہلاتی ہے اور نماز استحارہ وہ نفل نماز ہے جو اس دعا سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

استحارہ درحقیقت مشورے کی ایک ترقی یافتہ اور اعلیٰ ترین شکل ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ مشورہ اپنے ہم جنس افراد سے کیا جاتا ہے تاکہ ان کے علم و تجربہ سے فائدہ اٹھا کر مفید سے مفید تر قدم اٹھایا جائے، جبکہ استحارہ میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا جاتا ہے

3251- أخرجه مسلم في النكاح، باب زواج زينب بنت جعفر ونزول الحجاب واليات وليمة العرس (الحديث 89) مطولا. تحفة الاشراف (410).

3252- أخرجه البخاري في التوحيد، باب (وكان عرشه على الماء) (و هو رب العرش العظيم) (الحديث 7421). و أخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الاصحاح (الحديث 32). تحفة الاشراف (1124).

کہ اے اللہ! ہمارے اس معاملے کے مفید اور معز تمام پہلوؤں سے آپ بخوبی واقف ہیں، آپ کے علم میں جو پہلو ہمارے لئے مفید اور بہتر ہو اسے ہمارے سامنے روشن کر کے، ہمارے دلوں کو اس کی طرف مائل و مطمئن کر دیجئے۔

اسلامی تعلیمات جو تمام کی تمام انسان کی دنیا و آخرت اور معاش و معاد کی درستی و صلاح کی کفیل ہیں، استخارہ بھی انہیں میں سے ایک زیریں اصول ہے، جو تردد اور مشکلات میں انسان کی درست رہنمائی اور سہولت کے لئے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ دراصل انسان کتنا ہی عقلمند، زیرک، ودانا اور تجربہ کار و ہوشیار ہو، بہر حال اس کا علم حد درجہ ناقص، معلومات انتہائی محدود، تجربات کا دائرہ تنگ اور وہ بھی غیر یقینی، فہم میں نہایت کمزوری اور بے انتہاء تفاوت اور سب سے بڑھ کر اس کی بشری در ماندگیاں اور عیوب و نقائص ایسا داغ ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ ہیں، اس لئے انسان کا اپنی آراء و افعال میں غلطی کر جانا اور مفید کو معز یا معز کو مفید سمجھ لینا ایک ایسی مشاہداتی، تجرباتی اور واقعاتی حقیقت ہے جس کا انکار ناممکن ہے۔ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ کا وسیع و محیط علم اور بے مثال قدرت و بصیرت ایسی کامل و مکمل اور ہر شئی کو شامل و محیط ہیں کہ کائنات کا ذرہ ذرہ، ماضی و مستقبل سب اس کے احاطہ علم میں ہیں اور زیر قدرت ہیں اور وہ ہر چیز کے ہر پہلو سے بخوبی و بکمال واقفیت رکھتا ہے۔ اب ایسی علیم و خیر اور قادر و بصیر ذات عالی سے اگر کسی معاملے میں رہنمائی لی جائے اور خیر طلب کی جائے تو کیا اس سے بڑھ کر کسی اور کی رہنمائی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

استخارہ انسان کی عملی زندگی کی ایک اہم ضرورت اور لازمی جزو ہے، کیوں کہ انسانی زندگی صبح و شام ایسے نو بنو حادثات اور تغیر پذیر حالات سے دوچار ہوتی ہے جہاں وہ لاچار ہو جاتا ہے کہ کسی نہایت با خبر ذات سے رہنمائی لے۔ مولانا عبد الماجد دریابادی نے ان حادثات و تغیرات کا بڑا صاف نقشہ پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں: ہر فرد بشر کو اپنی اپنی حیثیت و مرتبہ کے لحاظ سے دنیا کی کیسی کیسی کشمکش سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اختیار و اضطرار دونوں کی کیسی کیسی آزمائشوں سے گزرنا ہوتا ہے۔ رنج و راحت، غم و مسرت، ضعف و قوت، محبت و عداوت، تنگ دستی و فراغت، اندر دگی و نشاط، بخل و جود، علم و غضب، شقاوت و سعادت کی کیسی کیسی وادیوں میں سے ہو کر گزرنا ہوتا ہے۔ اپنے ضمیر سے کبھی دباؤ، کبھی مروت کے ماتحت کیسے کیسے سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں۔ شاعر ہو کہ ادیب، مورخ ہو کہ مفکر، صوفی ہو کہ فقیہ، زندگی کے اس اتار چڑھاؤ سے کسی کو بھی مقرر نہیں۔ ان ہوش ربا، دلخراش اور مدحوش کن حالات سے سابقہ پڑنے پر جو شخص، اللہ علیم و خیر سے رہنمائی کا سوال کر لے اور سوال کا ڈھنگ بھی وہ ہو جو اس کے عظیم و جلیل پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سکھایا ہوا ہو تو بتلایا جائے کیا ایسا شخص کبھی ندامت و پشیمانی اٹھائے گا؟ یقین نہ آئے تو صادق و امین آمنہ کے درخیم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنئے!

ترجمہ: جس نے استخارہ کیا وہ ناکامی سے دور رہا، جس نے مشورہ کیا وہ ندامت سے محفوظ رہا اور جس نے (معاشرت و معیشت میں) متوسط راہ اپنائی وہ محتاجی اور فقر سے بچ گیا۔ (کنز)

سردست اس موضوع پر چند مزید احادیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ بظاہر معمولی نظر آنے والے عمل کی اصل حقیقت و اہمیت اور قدر و منزلت سے آگاہی ہو جائے۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا اور اس کے حکم پر راضی رہنا انسان کی نیک بختی اور بڑی سعادت ہے جبکہ استخارہ نہ کرنا اور اللہ

کے حکم پر ناراض ہونا بد بختی اور بڑی شقاوت ہے (ترمذی)

(۲) جب کسی کام کا ارادہ کرو تو سات مرتبہ اپنے رب سے اس کے بارے میں استخارہ کرو پھر دیکھو کہ سب سے پہلے دل میں کیا خیال آتا ہے جو خیال پہلے آئے اسی میں خیر ہے (عمل الیوم والمیلہ)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ کی دعا اس طرح تعلیم فرماتے تھے جس طرح قرآن کی سورتیں تعلیم فرماتے تھے اور تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی تاکید فرماتے تھے (احیاء العلوم)

بعض حکماء کا مقولہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ چار چیزوں کی توفیق عطا فرمادیں وہ چار چیزوں سے محروم نہ رہے گا (1) جس کو شکر کی توفیق عطا ہو وہ نعمتوں کی بڑھوتری سے محروم نہ ہوگا (2) جس کو توبہ کی توفیق مل گئی وہ قبولیت سے محروم نہ ہوگا (3) جس کو استخارہ کی طرف متوجہ کر دیا جائے وہ درست رائے اور مفید نتیجہ سے محروم نہ کیا جائے گا (4) جس کو مشورہ کرنے کی عادت ہو وہ درست مشورہ سمجھنے میں دھوکہ نہ کھائے گا۔

یہاں ایک اہم سوال یہ ہے کہ استخارہ کن کاموں میں کیا جاتا ہے؟ آیا اس بارے میں کوئی تخصیص ہے یا ہر کام میں استخارہ کیا جاسکتا ہے اس کا مختصر اور آسان سا جواب یہ ہے کہ استخارہ صرف ان کاموں میں کیا جاتا ہے جن میں مفید یا مفرد دونوں پہلوؤں کا احتمال ہو، کیوں کہ ایسے موقع پر انسان متردد اور شش و پنج میں پڑ جاتا ہے، اور اس تردد کو ختم کرنے اور مفید پہلو جاننے کیلئے ہی استخارہ کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ مثلاً معاشی ضروریات کے لئے تجارت و ملازمت یا زراعت و مزدوری وغیرہ امور میں تردد ہو کہ آیا تجارت کی جائے یا ملازمت؟ اسی طرح یہ تردد کہ تجارت اپنے شہر میں کی جائے یا کسی دوسرے شہر کا سفر کیا جائے؟ وغیرہ۔ الغرض تمام وہ معاملات خواہ ان کا تعلق معاشرے سے ہو، معاملات سے ہو یا معیشت سے ہو جن کو اسلام نے جائز کہا ہو جب ان کے مختلف پہلوؤں میں تردد پیدا ہو جائے تو اس تردد کو دور کرنے کے لئے استخارہ مسنون اور مبارک و پسندیدہ عمل ہے۔

بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں شریعت نے فرض و واجب یا حرام قرار دیا ہے مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، جہاد اور حج عبادات میں صداقت، امانت، دیانت، اخلاص وغیرہ اخلاق میں فرض اور مطلوب و پسندیدہ ہیں۔ ان کے کرنے یا نہ کرنے میں استخارہ نہیں ہوتا کیوں کہ ان کا کرنا ہی مطلوب ہے اور اسی کا حکم ہے۔ اسی طرح جو چیزیں حرام اور گناہ ہیں مثلاً ناحق قتل کرنا، زنا، کاری، شراب نوشی، ڈکیتی وغیرہ جرائم میں، اور سود خوری، ناجائز ملاوٹ، ناپ تول میں کمی بیشی، ناجائز ذخیرہ اندوزی خرید و فروخت میں حرام اور گناہ ہیں تو ان میں استخارہ نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ اوپر جو چیزیں ذکر کی گئیں جن میں استخارہ نہیں ہو سکتا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کرنے یا نہ کرنے میں شریعت نے جو پہلو متعین کر دیا اس پر عمل ضروری ہے اور خاص اسی پہلو میں استخارہ نہیں ہو سکتا، کسی اور حیثیت سے استخارہ ممکن ہو سکتا ہے مثلاً جس پر حج فرض ہو اس کے لئے اس کی ادائیگی لازمی ہے اب یہ استخارہ نہیں ہو سکتا کہ حج کروں یا نہ کروں کیوں کہ کرنا ضروری ہو چکا ہے البتہ اس میں استخارہ ہو سکتا ہے کہ رفیق سفر کس کو بنایا جائے اور راستہ کون سا اختیار کیا جائے؟ وغیرہ۔

بَابُ كَيْفِ الاسْتِخَارَةِ .

یہ باب ہے کہ استخارہ کیسے کیا جائے؟

3253- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يُعَلِّمُنَا الاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ "إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَجِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَعِيْنُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَافْضُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ - قَالَ وَيُسَيِّئِي حَاجَتَهُ" .

♦♦ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اس طرح کی تعلیم دیا کرتے تھے جیسے ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے۔ آپ یہ فرماتے تھے: جب کسی شخص کو کوئی معاملہ درپیش ہو تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کرے۔ پھر یہ پڑھے۔

"اے اللہ! میں تیرے علم کے مطابق تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے مطابق تجھ سے بددطلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا تو غیوب کا بہت زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لئے میرے دین کے لئے میری زندگی اور میرے انجام کے اعتبار سے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جلد یا بدیر انجام کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے اور اسے میرے لئے آسان کر دے۔ پھر میرے لئے اس میں برکت کر دے۔ اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ میرے لئے میرے دین کے لئے میری زندگی اور میری آخرت کے اعتبار سے برا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جلد یا بدیر انجام کے اعتبار سے برا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مقدر کر دے خواہ وہ جہاں کہیں بھی ہو اور پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر وہ شخص اپنی حاجت کا تذکرہ کرے۔

3253- أخرجه البخاري في التمهيد، باب ما جاء في التطوع متى متى (الحديث 1162)، وفي الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارة (الحديث 6382)، وفي التوحيد، باب قول الله تعالى: (الحديث 7390). وأخرجه أبو داود في الصلاة، باب في الاستخارة (الحديث 1538)، وخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الاستخارة (الحديث 480). وأخرجه ابن ماجه في القامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في صلاة الاستخارة (الحديث 1383). تحفة الاشراف (3055).

حدیث استخارہ کی شرح کا بیان

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں: الاستخارة اسم ہے، اور استخار اللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس نے بہتر چیز اور خیر طلب کی، اس سے مراد یہ ہے کہ ضرورت کے وقت دو کاموں میں سے بہتر اور اچھا کام طلب کرنا۔ قولہ: "ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب معاملات میں استخارہ کرنا سکھاتے تھے۔" ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: عام کہہ کر خاص مراد لیا گیا ہے، کیونکہ کسی واجب اور مستحب کام کرنے کے لیے استخارہ نہیں کیا جائیگا اور نہ ہی کسی حرام اور مکروہ کام کو ترک کرنے کے لیے استخارہ ہوگا، بلکہ جب کوئی مباح اور مستحب کام میں سے دو معاملے ایک دوسرے کے معارض ہوں کہ اسے کون سے عمل سے ابتدا کرنی چاہیے اور کس کام پر اقتصار کرنے کے لیے استخارہ ہوگا۔ میں کہتا ہوں: یہ عموم ہر حقیر اور عظیم کام کو شامل ہے، ہو سکتا ہے کسی حقیر اور چھوٹے سے کام کرنے کے نتیجہ میں امر عظیم حاصل ہو جائے۔

قولہ: "اذا هم" جب اسے کوئی کام درپیش ہو۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "جب تم میں کوئی کام کرنا چاہے تو وہ یہ کہے۔"

قولہ: "تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کرے۔"

اس میں نماز فجر سے احتراز کیا گیا ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ "الاذکار" میں کہتے ہیں: مثلاً اگر کسی نے نماز ظہر کے فرضوں یا دوسری سنت مؤکدہ کے بعد دعاء استخارہ کہی،۔۔۔ اور ظاہر یہ ہوتا ہے ایسا کہا جائے:

اگر اس نے بعینہ اس نماز اور نماز استخارہ کی نیت کی تو یہ کافی ہوگی، لیکن اگر نیت نہ کی تو پھر نہیں۔

اور ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: نماز کو دعاء سے مقدم کرنے میں حکمت یہ ہے کہ: استخارہ سے مراد دنیا اور آخرت کی خیر و بھلائی جمع کرنا ہے، اس لیے مالک الملک کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت ہے، اور اس کے لیے نماز سے بہتر اور افضل اور نفع مند چیز کوئی نہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی حمد و تعریف اور ثناء، اور مالی اور حال کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی طرف محتاجی ہے۔

قولہ: "ثم ليقل" پھر یہ کہے "ظاہر یہ ہے کہ یہ دعاء دو رکعت نماز سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی جائیگی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں نماز کے اذکار اور دعاء کی ترتیب ہو تو اس طرح فراغت کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل دعاء پڑھے۔

قولہ: "اللهم اني استعيرك" یہاں باء تعلیل کے لیے ہے، یعنی اس لیے کہ اے اللہ تو زیادہ علم والا ہے۔

اور اسی طرح "بقدرتك" میں بھی باء تعلیل کے لیے ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ باء استعاشہ کی ہو۔

قولہ: "استقدرك" اس کا معنی یہ ہے: میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ مطلوبہ عمل اور کام پر مجھے قدرت عطا کر، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو: میں تجھ سے اس کام میں آسانی اور سہولت کا طلبگار ہوں، یعنی میری قدرت میں کر دے۔

قولہ: "واسئلك من فضلك" یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ رب کی جانب سے عطاء اس کی جانب سے فضل ہے، اور کسی ایک کو بھی اس کی نعمتوں میں اس پر حق حاصل نہیں، جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

قولہ: "فانك تقدر ولا اقدر، وتعلم ولا اعلم" تو قدرت اور طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا، تو علم والا ہے اور مجھے علم نہیں۔

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ یقیناً علم اور قدرت صرف اللہ وحدہ کے لیے ہی ہے، اور اس میں سے بندے کے لیے وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں رکھا ہے۔

قولہ: "اللهم ان كنت تعلم ان هذا الامر" اے اللہ اگر تجھے علم ہے کہ یہ کام۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے: "پھر اس کام کا عینہ نام لے" اس کا ظاہر سیاق یہی ہے کہ اسے زبان سے ادا کرے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ دعاء کرتے وقت اس کام کو اپنے ذہن میں رکھے۔

قولہ: "فاقدہ لی" یعنی اسے میرے لیے پورا کر دے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے: میرے لیے اس کام کو آسان کر دے۔

قولہ: "فاصرفه عني و اصرفني عنه" اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور کر دے۔ یعنی اس کام کو چاہنے کے باوجود اس کام کو نہ کر سکنے کی حالت میں اس کے دل میں کچھ باقی نہ رہے۔

قولہ: "و رضی" یعنی مجھے اس پر راضی کر دے، تاکہ میں اسے طلب کرنے اور نہ ہی اسے کرنے پر نادم نہ رہوں، کیونکہ مجھے اس کے انجام کی خبر نہیں، اگرچہ میں اس کام کو کرنے کی خواہش کے وقت اس پر راضی تھا۔

اس میں راز یہ ہے کہ اس کا دل اس کام کے ساتھ معلق نہ رہے اور وہ کبیدہ خاطر نہ ہو، بلکہ اس کا دل مطمئن ہو جائے، اور فیصلہ اور قضاء پر راضی اور سکون نفس حاصل ہو سکے۔

استحارہ کی تعلیم دینے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سر تاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے تمام کاموں کے لئے دعائے استحارہ اس طرح سکھاتے تھے۔ جیسے قرآن کریم کی کوئی سورت سکھاتے تھے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کی تعلیم کا بہت اہتمام رکھتے تھے) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت (نفل) پڑھے پھر یہ دعائے پڑھے۔ "اے اللہ! میں تیرے علم کے وسیلے سے تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے (نیک عمل کرنے کی) تجھ سے قدرت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں کیونکہ تو ہی (ہر چیز پر) قادر ہے میں (تیری مرضی کے بغیر کسی چیز پر) قادر نہیں ہوں، تو (سب چیزوں کو) جانتا ہے میں کچھ نہیں جانتا اور تو پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (یعنی مقصد) میرے لئے میرے دین میں، میری دنیا میں، میری زندگی اور میری آخرت میں، یا فرمایا اس جہان (یعنی دنیا) میں اس جہان (آخرت) میں بہتر ہے تو اسے میرے لئے مہیا فرما دے اور اسے میرے لئے آسان فرما دے، پھر اس میں میرے واسطے برکت دے اور اگر تو اس امر (یعنی میرے مقصد اور میری مراد) کو میرے دین، میری زندگی اور میری آخرت میں، یا فرمایا اور اس جہان اور اس جہان میں برا جانتا ہے تو مجھے اس سے اور اسے مجھ سے پھیر دے اور

میرے لئے جہاں بھلائی ہو وہ مہیا فرما پھر اس کے ساتھ مجھے راضی کر۔ "روای کہتے ہیں کہ لفظ ہذا الامر کی جگہ) اپنی حاجت کا نام لینا چاہیے۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ الصالح، جلد اول، رقم الحدیث، 1296)

اگر ایسے کام کا ارادہ کیا جائے جو مباح ہو اور اس کی کامیابی و بھلائی میں شک و تردد ہو مثلاً سفر کا ارادہ ہو، تجارت شروع کرنے کا خیال ہو، نکاح کرنا چاہتا ہو یا اسی قسم کے دوسرے مباح کام تو ایسے موقع پر مناسب اور بہتر یہ ہے کہ استخارے کو اپنا راہبر و مشیر بنایا جائے۔ کھانے پینے یا اسی قسم کے دوسرے مقرر و متعین کاموں کے لئے استخارہ نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی کام خیر محض ہو تو اس میں استخارہ نہ کیا جائے استخارے کی برکت یہ ہے کہ کام شروع کرنے والے کے حق میں جو بات بھی بہتر ہوتی ہے وہ اس کے دل میں جگہ لے لیتی ہے اور دل اپنے حق میں بہتر بات ہی کا فیصلہ کرتا ہے۔ استخارے کا طریقہ یہ ہے کہ با وضو ہو کر کسی بھی وقت علاوہ اوقات مکروہ کے استخارے کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد مذکورہ دعا پڑھی جائے۔ اگر سنت کی تحیۃ المسجد کی یا تحیۃ الوضو کی پڑھی جانے والی نمازوں میں سے ہی دو رکعت پڑھنے کے بعد دعاء استخارہ پڑھ لی جائے تو بھی جائز ہے لیکن اولیٰ یہی ہے کہ علیحدہ سے دو رکعت نماز بطور خاص استخارہ کی نیت ہی سے پڑھنی چاہیے۔

اس نماز میں جو بھی سورت پڑھنی چاہیے پڑھ سکتا ہے کسی خاص سورت کا تعین نہیں ہے تاہم بعض روایتوں میں ہے کہ قل یا اےکافرون اور قل ہو اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ دعا کے الفاظ "ادعاجل امری" میں صرف اور صرف راوی کے شکل کو ظاہر کر رہے ہیں، یعنی راوی کو شک واقع ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی دینی و معاشی دعا قہ امری فرمایا ہے یا ان تینوں الفاظ کی جگہ عاجل امری واجلہ فرمایا۔ بہر حال افضل یہ ہے کہ اس دعا میں یہ دونوں جملے پڑھے جائیں۔

حدیث کی آخری الفاظ دسکی حاجت کا مطلب یہ ہے کہ دعا میں لفظ ہذا الامر بطریق معمول واقع ہے استخارہ کرنے والا اپنی دعا میں اس جگہ اپنا مقصد اور اپنی مراد ظاہر کرے مثلاً "ہذا الامر" کی بجائے یوں کہے: "ہذا السفر یا هذا الاقامة" یا اسی طرح جو بھی مقصد ہو ذکر کرے نیز یہ بھی جائز ہے کہ پہلے ہذا الامر کہہ لے اس کے بعد اپنا مقصد اور اپنی مراد کا ذکر کرے۔ ایک اور روایت میں یہ مختصر استخارہ بھی منقول ہے کہ "اگر کسی آدمی کو جلدی ہو اور کوئی وقتی و ہنگامی کام ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صرف یہ پڑھ لے۔ اَللّٰهُمَّ اِخْرِ لِيْ وَ اَخْتَرْ لِيْ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلَى اِخْتِيَارِيْ"۔ "اے اللہ! (میرے حق میں تیرے نزدیک جو بہتر اور مناسب ہو اسے) میرے لئے پسند اور میرے لئے اختیار فرما اور مجھے میرے اختیار کا پابند نہ بنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر اس کے بعد (اس کا نتیجہ) دیکھو، تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے (یعنی استخارے کے نتیجے میں بارگاہ حق کی جانب سے، جو چیز القاء کی جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لئے وہی بہتر ہے۔

مسائل کے حل کے لئے استخارہ کرنے کا بیان

ایک روایت میں ہے حضرت فاروق فرماتے ہیں میرے اور حضرت صدیق کے درمیان کلام کے بارے میں اختلاف ہوا اور بات وہی تھی جو میں کہتا تھا۔ حضرت عمر نے سگے بھائیوں اور ماں زاد بھائیوں کو جبکہ وہ جمع ہوں، ثالث میں شریک کیا تھا اور حضرت

ابوبکر اس کے خلاف تھے۔ ابن جریر میں ہے کہ خلیفۃ المؤمنین جناب فاروق نے ایک رقعہ پر دادا کے درٹے اور کلالہ کے بارے میں کچھ لکھا پھر استخارہ کیا اور ٹھہرے رہے اور اللہ سے دعا کی کہ پروردگار اگر تیرے علم میں اس میں بہتری ہے تو تو اسے جاری کر دے پھر جب آپ کو زخم لگایا گیا تو آپ نے اس رقعہ کو منگوا کر منادیا اور کسی کو علم نہ ہوا کہ اس میں کیا تحریر تھا پھر خود فرمایا کہ میں نے اس میں دادا کا اور کلالہ کا لکھا تھا اور میں نے استخارہ کیا تھا پھر میرا خیال یہی ہوا کہ تمہیں اسی پر چھوڑ دوں جس پر تم ہو۔

(تفسیر ابن کثیر، النساء، ۱۷۶، ہر دت)

مشرکین کو حدود و حرم سے نکال دینے کا بیان

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین اپنے پاک دین والے پاکیزگی اور طہارت والے مسلمان بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ وہ دین کی رو سے نجس مشرکوں کو بیت اللہ شریف کے پاس نہ آنے دیں یہ آیت سنہ ۹ ہجری میں نازل ہوئی اسی سال نبی کریم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ مجمع حج میں اعلان کر دو کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی نجس شخص بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے اس شرعی حکم کو اللہ تعالیٰ قادر و قیوم نے یوں ہی پورا کیا کہ نہ وہاں مشرکوں کو داخلہ نصیب ہوا نہ کسی نے اس کے بعد عریانی کی حالت میں اللہ کے گھر کا طواف کیا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ غلام اور ذمی شخص کو مستثنیٰ بناتے ہیں۔

مسند کی حدیث میں فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہماری اس مسجد میں اس کے بعد سوائے معاہدہ والے اور تمہارے غلاموں کے اور کوئی کافر نہ آئے۔ لیکن اس مرفوع سے زیادہ صحیح سند والی موقوف روایت ہے۔ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان جاری کر دیا تھا کہ یہود و نصرانی کو مسلمانوں کی مسجدوں میں نہ آنے دوان کا یہ امتناعی حکم اسی آیت کے تحت تھا۔

حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ حرم سارا اس حکم میں مثل مسجد حرام کے ہے۔ یہ آیت مشرکوں کی نجاست پر بھی دلیل واثق ہے۔ صحیح حدیث میں ہے مومن نجس نہیں ہوتا۔ باقی رہی یہ بات کہ مشرکوں کا بدن اور ذات بھی نجس ہے یا نہیں؟ پس جمہور کا قول تو یہ ہے کہ نجس نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا ذبیحہ حلال کیا ہے۔

بعض ظاہر یہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کے بدن بھی ناپاک ہی۔ حسن فرماتے ہیں جو ان سے مصافحہ کرے وہ ہاتھ دھو ڈالے۔ اس حکم پر بعض لوگوں نے کہا کہ پھر تو ہماری تجارت کا مندا ہو جائے گا۔ ہمارے بازار بیرون ہو جائیں گے اور بہت سے فائدے جاتے رہیں گے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ غنی و حمید فرماتا ہے کہ تم اس بات سے نہ ڈرو اللہ تمہیں اور بہت سی صورتوں سے دلا دے گا تمہیں اہل کتاب سے جزیہ دلائے گا اور تمہیں غنی کر دے گا تمہاری مصلحتوں کو تم سے زیادہ رب جانتا ہے اس کا حکم اس کی ممانعت کسی نہ کی حکمت سے ہی ہوتی ہے۔ یہ تجارت اتنے فائدے کی نہیں جتنا فائدہ وہ تمہیں جزیے سے دیتا۔ ان اہل کتاب سے جو اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اور قیامت کے منکر ہیں جو کسی نبی کے صحیح معنی میں پورے قبیح نہیں بلکہ اپنی خواہشوں کے اور اپنے بڑوں کی تقلید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

اگر انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی شریعت پر پورا ایمان ہوتا تو وہ ہمارے اس نبی پر بھی ضرور ایمان لاتے ان کی بشارت تو ہر نبی دیتا رہا ان کی اتباع کا حکم ہر نبی نے دیا لیکن باوجود اس کے وہ اس اشرف الرسل کے انکاری ہیں پس اگلے نبیوں کے شرع سے بھی دراصل انہیں کوئی دور کا سروکار بھی نہیں اسی وجہ سے ان نبیوں کا زبانی اقرار ان کے لئے بیسود ہے کیونکہ یہ سید الانبیاء افضل الرسل خاتم النبیین اکمل المرسلین سے کفر کرتے ہیں اس لئے ان سے بھی جہاد کرو۔ ان سے جہاد کے حکم کی یہ پہلی آیت ہے اس وقت تک اس پاس کے مشرکین سے جنگ ہو چکی تھی ان میں سے اکثر توحید کے جھنڈے تلے آچکے تھے جزیرۃ العرب میں اسلام نے جگہ کر لی تھی اب یہود و نصاریٰ کی خبر لینے اور انہیں راہ حق دکھانے کا حکم ہوا۔

سنہ ۹ ہجری میں یہ حکم اتر اور آپ نے رومیوں سے جہاد کی تیاری کی لوگوں کو اپنے ارادے سے مطلع کیا مدینہ کے ارد گرد کے عربوں کو آمادہ کیا اور تقریباً تیس ہزار کا لشکر لے کر روم کا رخ کیا۔ بجز منافقین کے یہاں کوئی نہ رکا سوائے بعض کے۔ موسم سخت گرم تھا پھلوں کا وقت تھا روم سے جہاد کے لئے شام کے ملک کا دور دراز کا کٹھن سفر تھا۔ جو تک تشریف لے گئے وہاں تقریباً بیس روز قیام فرمایا پھر اللہ سے استخارہ کر کے حالت کی تنگی اور لوگوں کی ضعیفی کی وجہ سے واپس لوٹے۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے دی تھی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں گی۔ یہی بات تھی جسے آپ نے ظاہر نہ فرمایا اور حضرت زید کو سمجھایا کہ وہ اپنی بیوی کو الگ نہ کریں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ کی وحی کتاب اللہ میں سے ایک آیت بھی چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپا لیتے۔ وطر کے معنی حاجت کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب زید ان سے سیر ہو گئے اور باوجود سمجھانے بچھانے کے بھی میل ملاپ قائم نہ رہ سکا بلکہ طلاق ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب کو اپنے نبی کے نکاح میں دے دیا۔ اس لئے ولی کے ایجاب و قبول سے ہر اور گواہوں کی ضرورت نہ رہی۔

مسند احمد میں ہے حضرت زینب کی عدت پوری ہو چکی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ سے کہا کہ تم جاؤ اور انہیں مجھ سے نکاح کرنے کا پیغام پہنچاؤ۔ حضرت زید گئے اس وقت آپ آٹا گوندھ رہے تھے۔ حضرت زید پر ان کی عظمت اس قدر چھائی کہ سامنے پڑ کر بات نہ کر سکے منہ پھیر کر بیٹھ گئے اور ذکر کیا۔ حضرت زینب نے فرمایا ٹھہرو! میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر لوں۔ یہ تو کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں ادھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ان کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ چنانچہ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے اطلاع چلے آئے پھر ویسے کی دعوت میں آپ نے ہم سب کو گوشت روٹی کھلائی۔ لوگ کھاپی کر چلے گئے مگر چند آدمی وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

آپ باہر نکل کر اپنی بیویوں کے حجرے کے پاس گئے۔ آپ انہیں السلام علیک کرتے تھے اور وہ آپ سے دریافت کرتی تھیں کہ فرمائیے بیوی صاحبہ سے خوش تو ہیں؟ مجھے یہ یاد نہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی یا آپ خبر دیئے گئے کہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ اس کے بعد آپ اس گھر کی طرف تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ہمراہ تھا میں نے آپ کے ساتھ ہی جانے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے پردہ گرا دیا اور میرے اور آپ کے درمیان حجاب ہو گیا اور پردے کی آیتیں اتریں اور صحابہ کو نصیحت کی گئی اور

فرمایا گیا کہ نبی کے گھروں میں بے اجازت نہ جاؤ۔ (مسلم وغیرہ)

بیت اللہ کی تعمیر اور استخارہ کا بیان

صحیح مسلم شریف میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب کہ شامیوں نے مکہ شریف پر چڑھائی کی اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اس وقت حضرت عبداللہ نے بیت اللہ کو یونہی چھوڑ دیا۔ موسم حج کے موقع پر لوگ جمع ہوئے انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا بعد ازاں آپ نے لوگوں سے مشورہ لیا کہ کیا کعبہ اللہ سارے کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں یا جو ٹوٹا ہوا ہے اس کی اصلاح کر لیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ آج جو ٹوٹا ہوا ہے اسی کی مرمت کر دیں باقی سب پرانا ہے رہنے دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاتا تو وہ تو خوش نہ ہوتا جب تک اسے نئے سرے سے نہ بنانا پھر تم اپنے رب عزوجل کے گھر کی نسبت اتنی کمزور رائے کیوں رکھتے ہو؟ اچھا میں تین دن تک اپنے رب سے استخارہ کروں گا پھر جو سمجھ میں آئے گا وہ کروں گا۔ تین دن کے بعد آپ کی رائے یہی ہوئی کہ باقی ماندہ دیواریں بھی توڑی جائیں اور از سرے نو کعبہ کی تعمیر کی جائے چنانچہ یہ حکم دے دیا لیکن کعبے کو توڑنے کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ڈر تھا کہ جو پہلے توڑنے کے لیے چڑھے گا اس پر عذاب نازل ہوگا لیکن ایک باہمت شخص چڑھ گیا اور اس نے ایک پتھر توڑا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ ایذا نہیں پہنچی تو اب ڈھانا شروع کیا اور زمین تک برابر یکساں صاف کر دیا اس وقت چاروں طرف ستون کھڑے کر دیئے تھے اور ایک کپڑا اتان دیا تھا۔ اب بناء بیت اللہ شروع ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ ۱۲۸، بیروت)

بَابُ اِنْكَاحِ الْاَبْنِ اُمِّهِ

یہ باب ہے کہ بیٹے کا اپنی ماں کی (دوسری) شادی کروادینا

3254- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا بَعَثَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَلَمْ تَزَوِّجْهُ فَبَعَثَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُهَا عَلَيْهِ فَقَالَتْ أَخْبِرُ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِنِّي أَمْرَأَةٌ غَيْرِي وَإِنِّي أَمْرَأَةٌ مُضَيِّبَةٌ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِي شَاهِدٌ . فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: "ارْجِعْ إِلَيْهَا فَقُلْ لَهَا أَمَّا قَوْلُكَ إِنِّي أَمْرَأَةٌ غَيْرِي فَسَادُغُرِ اللَّهُ لَكَ فَيَذْهَبُ غَيْرَتُكَ وَأَمَّا قَوْلُكَ إِنِّي أَمْرَأَةٌ مُضَيِّبَةٌ فَسَتَكْفَيْنَ صَبِيَانِكَ وَأَمَّا قَوْلُكَ أَن لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِي شَاهِدٌ فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِكَ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ يَكْرَهُ ذَلِكَ" . فَقَالَتْ لَا يُنْهَى بِيَ عَمْرُ قُمْ فَزَوِّجْ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَزَوِّجْهُ . مُخْتَصَرٌ .

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ان کی عدت ختم ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ شادی نہیں کی۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجا اور انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ رسول اللہ کو بتادیں کہ میں ایک تیز مزاج عورت ہوں اور بال بچے دار بھی ہوں۔ میرے سر پرستوں میں کوئی یہاں موجود بھی نہیں ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: تم اس کے پاس جا کر اس سے یہ کہو کہ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے میں تیز مزاج عورت ہوں تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں گا کہ وہ تمہارے مزاج کی تیزی کو ختم کر دے۔ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے کہ تم بال بچے دار عورت ہو تو تم اپنے بچوں کی کفایت کر لو گی۔ جہاں تک تمہارے یہ کہنے کا تعلق ہے کہ میرا کوئی سر پرست نہیں ہے تو تمہارے سر پرست موجود ہوں یا نہ ہوں ان میں سے کوئی بھی اس بات کو ناپسند نہیں کرے گا۔ (راوی بیان کرتے ہیں) پھر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سے کہا: اے عمر! تم اٹھو اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ (میری) شادی کرو اور تو اس صاحبزادے نے وہ شادی کروادی (راوی بیان کرتے ہیں) یہ حدیث مختصر ہے۔

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الصَّغِيرَةَ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی کم سن بیٹی کی شادی کروانا

3255- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا أَبَا مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ يَسَعٍ .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جب ان کے ساتھ شادی کی تھی وہ اس وقت چھ سال کی تھیں۔ جب ان کی رخصتی ہوئی وہ اس وقت نو سال کی تھیں۔

3256- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِسَعٍ مِثْنَيْنِ وَقَدْ خَلَّ عَلَيَّ لِسَعٍ مِثْنَيْنِ .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جب میرے ساتھ شادی کی تو میں اس وقت سات سال کی تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میں نو سال کی تھی۔

3257- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مَطَرٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لِسَعٍ مِثْنَيْنِ وَصَحْبَتُهُ تِسْعًا .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے جب میرے ساتھ شادی کی تو میں نو سال کی تھی اور میں نو سال آپ کے ساتھ رہی۔

3255- أخرجه مسلم في النكاح، باب تزوج الأب البكر الصغيرة (الحدث 70) - لطفه الاشراف (17203) .

3256- أخرجه النسائي - لطفه الاشراف (16781) .

3257- أخرجه النسائي - لطفه الاشراف (17796) .

3258- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَآخِمْدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَهِيَ بِنْتُ يَسَعٍ وَكَانَتْ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ لَعَالِي عَشْرَةَ .
 سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کی تو اس وقت وہ نو سال کی تھیں اور جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو وہ اس وقت اٹھارہ سال کی تھیں۔

باپ کے لئے عدم اجازت صغیرہ پر اجماع کا بیان

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ باپ اپنی چھوٹی عمر کی بچی کی شادی کر سکتا ہے اور اس میں اسے بچی سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان کی عمر ابھی چھ یا سات برس تھی، ان کا نکاح ابن کے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ (الاسد کار (ج 16، 49-50)۔
 اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ چھوٹی بچی کا والد اس کی شادی کرے گا اس پر اتفاق ہے بخلاف شاذ قول کے۔ کیونکہ اسی پر اتفاق ہے۔ (فتح الباری (ج ۹، ص ۳۳۹)۔

چھوٹی بچی کی رخصتی اور اس سے دخول کرنا

عقد نکاح کرنے سے یہ چیز لازم نہیں آتی، کیونکہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ بعض اوقات بڑی عمر کی عورت کا نکاح ہوتا ہے لیکن اس سے اس کا دخول لازم نہیں آتا، اور اس کا پوری وضاحت سے بیان اس طرح ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات عقد نکاح کے بعد اور دخول یعنی رخصتی سے قبل ہی طلاق ہو جاتی ہے، تو اس صورت میں اس کے کچھ احکام بھی ہیں اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے چھوٹی عمر کی بچی کو بھی شامل ہے اگر مہر مقرر کیا گیا ہے تو اسے نصف مہر ادا کرنا ہوگا، اور اس کی کوئی عدت نہیں ہوگی۔

نصف مہر کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: (اور اگر تم انہیں چھونے سے پہلے ہی طلاق دے دو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا ہو تو مقرر کردہ مہر کا آدھا مہر دے دو، یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کر دیں، یا وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح کی گروہ ہے وہ معاف کر دے (البقرة: 237)۔ اور دوسری عورت یعنی جس پر عدت نہیں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: (اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو، چنانچہ تم کچھ نہ کچھ انہیں دے دو اور بھلے طریقہ سے انہیں رخصت کر دو) (النساء: 49)۔

اس بنا پر جس چھوٹی بچی کا نکاح ہو جائے تو اسے خاوند کے سپرد اس وقت نہیں کیا جائیگا جب تک وہ رخصتی اور مباشرت کے قابل نہیں ہو جاتی، اور اس میں اس کے بالغ ہونے کی شرط نہیں؛ بلکہ مباشرت کو برداشت کرنے کی طاقت ہونی چاہیے، اور اگر رخصتی ہونے کے بعد طلاق ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہوگی جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں علماء کے یہ تو ال ہیں جو کہ چھوٹی بچی سے استحاج یا اس سے دخول کا گمان کرنے والے کا رد ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "چھوٹی عمر کی لڑکی کی رخصتی اور اس سے دخول کا وقت یہ ہے کہ اگر خاندان اور من کی سکن چھوٹی
مطلق ہونے ہوں جس میں چھوٹی بچی کو نقصان ہو ضرر نہیں تو اس پر مثل کیا جائیگا، اور اگر ان میں اختلاف ہو تو اس میں ہر دو میں سے
ہیں کہ لڑکی کی بچی کو اس پر مجبور کیا جائیگا لیکن اس سے چھوٹی بچی نہیں۔"

اور امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کہتے ہیں اس کی ضرورت بڑاشت کرنے کی استطاعت ہے، اور یہ سب جو غور
میں غصہ ہوتی ہے اس میں عمر کی قید نہیں لگائی جاسکتی بلکہ بھی سبھی ہے بلکہ عمر، کثرت رضی اللہ عنہا کی حدیث میں عمر کی قید نہیں
اور نہ ہی اس میں منع کیا گیا ہے کہ اگر وہ اس عمر سے قبل استطاعت رکھتی ہو اس کی رخصتی نہیں کی جائیگی، اور نہ ہی اس کے لیے
اہانت پائی جاتی ہے جو نو برس کی ہونے کے باوجود تناسل کی استطاعت نہ رکھتی ہو، دونوں رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ اگر رضی اللہ عنہ
بہت بچہ جو ان ہوں نہیں۔ (نہج سلفہ ۹: ۲۰۸)

تا بالغ لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد ملنے والے اختیار کا حکم

اگر آپ باوراء ان دونوں کی شادی کر دیتے ہیں۔ تا بالغ لڑکے کو تا بالغ لڑکی کی تو ان دونوں کے بالغ ہونے کے بعد ان
دونوں کو اسے ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا کیونکہ وہ دونوں کامل۔ اسے رکھتے ہیں اور زیادہ شفقت رکھتے ہیں تو ان دونوں کی
وجودگی کی وجہ سے معتد لازم ہو جانے کا جیسا کہ اس اثر کے لڑکی کے خوف کے بعد صرف منہ کی وجہ سے یہ لازم ہو جاتا۔

اگر آپ باوراء کے علاوہ کوئی اور (رشتے دار) ان کی شادی کر دیتا ہے تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو (نکاح کو ختم کرنے کا)
اس وقت اختیار حاصل ہوگا جب وہ بالغ ہو جائے اگر وہ چاہے تو نکاح کو برقرار رکھے گا اگر چاہے تو ختم کر دے۔ یہ اسے لازم
ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں: ان دونوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ انہوں نے اسے بھی باپ
اور دارا پر قیاس کیا ہے۔ ان دونوں حضرات (یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد) کی دلیل یہ ہے بھائی کی رشتے داری ناقص ہوتی ہے اور
وہ کی شفقت میں کی کا احساس دلاتی ہے جس کے نتیجے میں مقاصد میں غفلت کا امکان دیتا ہے تو اس کا تدارک صرف بالغ ہونے پر
اختیار دینے سے ہی ممکن ہے۔ حکم کے مطلق ہونے میں باپ و دادا کے علاوہ میں ماں اور چھٹی بھی شامل ہوں گے اور سب کی روایت
ہے کہ چونکہ ان میں سے ایک میں رہائے کمزور ہوتی ہے اور دوسرے میں شفقت کی کمی پائی جاتی ہے تو ایسی صورت میں اس کو اختیار دیا
جائے گا۔ (چراغ المبین، کتاب نکاح، ص ۱۰۰)

بلوغ کی علامت و مفہوم کا بیان

لڑکے کے بالغ ہونے کی علامت یہ کہ اس کو احتلام ہونے لگے اور اس میں عورت کو حاملہ کر دینے کی صلاحیت پیدا ہو جائے
اور انزال ہو سکتا ہو۔ اسی طرح لڑکی کے بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کو ماہرہ آجائے اور احتلام ہو جائے اور اس کے من
ہو سکتا ہو اگر یہ علامات نہ پائی جائیں تو پھر جب لڑکے اور لڑکی دونوں کی عمر چھوڑ سال کی ہو جائے تو وہ بالغ کے حکم میں داخل ہو
جائیں گے تو اسی قول پر ہے لڑکے کے بالغ ہونے کی کم سے کم مدت بارہ برس کی عمر ہے اور لڑکی کے بالغ ہونے کی کم سے کم مدت

نوبرس ہے۔

اگر لڑکا لڑکی بالغ ہونے کے قریب ہوں اور وہ یہ کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے ہیں تو ان دونوں کی اس بات کو صحیح سمجھا جائے گا اور وہ دونوں حکم میں بالغ کی مانند ہوں گے۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ تین ہجری میں غزوہ احد کے موقع پر جہاد میں جانے کے لئے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا جب کہ میری عمر چودہ سال تھی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے واپس کر دیا یعنی جہاد میں شرکت کے لئے مجھ کو (لے گئے) پھر غزوہ خندق کے موقع پر جب کہ میری عمر پندرہ سال تھی مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جہاد میں جانے کی اجازت عطا فرمادی کیونکہ بالغ ہونے کی عمر پندرہ سال ہے (حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ عمر لڑنے والوں اور لڑکوں کے درمیان فرق کرنے والی ہے) (بخاری مسلم مشکوٰۃ شریف، ج ۳، حدیث ۵۶۳۰)

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ حدیث سنی تو مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا کہ جس سے ان کی مراد یہ تھی کہ جب لڑکا پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائے اور جو پندرہ سال کی عمر کو نہ پہنچے اس کو نابالغ لڑکوں میں شمار کیا جائے اس سے معلوم ہوا کہ بالغ ہونے کی عمر پندرہ سال ہے۔

نکاح میں خیار بلوغ کا فقہی مفہوم و حکم

نابالغ لڑکی یا لڑکے کا بلوغت سے قبل ولی کے کیے ہوئے نکاح کو بالغ ہونے پر رد کر دینے کا اختیار خیار بلوغ کہلاتا ہے۔ اسلام نے خواتین کو ازدواجی حقوق عطا کرتے ہوئے خیار بلوغ کا حق عطا کیا جو اسلام کے نزدیک انفرادی حقوق کے باب میں ذاتی اختیار کی حیثیت رکھتا ہے۔ احناف کے نزدیک اگر کسی ولی نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کیا ہو تو وہ لڑکا یا لڑکی بالغ ہونے پر خیار بلوغ کا حق استعمال کر کے نکاح ختم کر سکتے ہیں۔

جس طرح بالغ خاتون کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر ولی نے اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح کیا ہو تو عدم رضا کی بناء پر اسے اس نکاح کو تسلیم نہ کرنے اور باطل قرار دینے کا اختیار حاصل ہے، اسی طرح ایک نابالغ کو بھی جس کا نکاح نابالغی کے زمانہ میں کسی ولی نے کیا ہو، بلوغ کے بعد عدم رضا کی بناء پر خیار بلوغ حاصل ہے۔

خیار بلوغ کے حق کی بناء پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث مبارکہ ہے جس میں قتادہ بن مظعون نے اپنی بیٹی اور حضرت عثمان بن مظعون کی صاحبزادی کا نکاح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کر دیا تھا اور وہ لڑکی بوقت نکاح نابالغ تھی۔ بلوغت کے بعد اس لڑکی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نکاح کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون فوت ہوئے اور پسماندگان میں خویلد بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن اقص سے ایک بیٹی چھوڑی اور اپنے بھائی قتادہ بن مظعون کو وصیت کی۔ راوی عبداللہ کہتے ہیں: یہ دونوں میرے خالو

تھے۔ میں نے قدامہ بن مظعون کو عثمان بن مظعون کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے میرا نکاح اس سے کر دیا اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ اس لڑکی کی ماں کے پاس آیا اور اسے مال کا لالچ دیا۔ وہ عورت اس کی طرف مائل ہو گئی اور لڑکی بھی اپنی ماں کی خواہش کی طرف راغب ہو گئی پھر ان دونوں نے انکار کر دیا یہاں تک کہ ان کا معاملہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ قدامہ بن مظعون نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور میرے بھائی نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی تھی پس میں اس کی شادی اس کے ماموں زاد عبداللہ بن عمر سے کر دی۔ میں نے اس کی بھلائی اور کفو میں کوئی کمی نہ کی لیکن یہ عورت اپنی ماں کی خواہش کی طرف مائل ہو گئی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یتیم ہے، لہذا اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد میرا اس کے مالک بننے کا جھگڑا ہی ختم ہو گیا اور اس نے مغیرہ سے شادی کر لی۔

(احمد بن حنبل، المسند، رقم ۱۶۳۶)

پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی علیحدگی کا حکم دیا اور فرمایا: یتیم بچیوں کا نکاح ان کے اجازت کے بغیر نہ کیا جائے پس اگر وہ خاموش رہیں تو وہی ان کی اجازت ہے۔ (بیہقی، السنن الکبریٰ، 7: 121)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی کہ اس کے باپ نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کر دیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا (یعنی اگر وہ چاہے تو نکاح فسخ کر دے)۔

(سنن ابوداؤد، جلد دوم، رقم الحدیث، 331)

دعویٰ بلوغت میں قول مدعی قبول کیا جائے گا

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی لڑکی کا نکاح نابالغہ سمجھ کر اس کے باپ نے کر دیا وہ کہتی ہے میں بالغہ ہوں میرا نکاح صحیح نہ ہوا اور اس کا باپ یا شوہر کہتا ہے نابالغہ ہے اور نکاح صحیح ہے تو اگر اس کی عمر نو برس کی ہو اور مرہقہ (۹ برس عمر تقریباً) ہو تو لڑکی کا قول مانا جائے گا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو بلوغ کے گواہ کو ترجیح ہے۔ یونہی اگر لڑکی کے مراہق (۱۲ سال تقریباً عمر ہو) نے اپنے بلوغ کا دعویٰ کیا تو اسی کا قول معتبر ہے، مثلاً اس کے باپ نے اس کی کوئی چیز بیچ ڈالی، یہ کہتا ہے میں بالغ ہوں اور بیچ صحیح نہ ہوئی اس کا باپ یا خریدار کہتا ہے نابالغ ہے تو بالغ ہونا قرار پائے گا جب کہ اس کی عمر اس قابل ہو۔ (در مختار، کتاب النکاح، ج ۴، ص ۱۶۵، بیروت)

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسے خیال بلوغ حاصل ہے اس بنا پر اس نے اس پر عملدرآمد بھی نہ کیا، اب اسے یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اب کچھ نہیں کر سکتی کہ اس کے لیے جہل عذر نہیں اور لوٹنے کی کسی کے نکاح میں ہے اب آزاد ہوئی تو اسے خیال حق حاصل ہے کہ بعد آزادی چاہے اس نکاح پر باقی رہے یا فسخ کرالے۔ اس کے لیے جہل عذر ہے کہ باندیوں کو مسائل سیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ کو ہر وقت حاصل ہے اور نہ سیکھنا خود اسی کا قصور ہے لہذا قابل معذوری نہیں۔ لڑکیاں شیب بالغ ہوئے تو سکوت سے خیال بلوغ باطل نہ ہوگا، جب تک صاف طور پر اپنی رضایا کوئی ایسا فعل جو رضا پر دلالت کرے (مثلاً

بوسہ لینا، چھوٹا، مہر لینا دینا، وطی پر راضی ہونا) نہ پایا جائے، مجلس سے اٹھ جانا بھی خیار کو باطل نہیں کرتا کہ اس کا وقت محدود نہیں عمر بھر اس کا وقت ہے۔ رہا یہ امر کہ نکاح سے مہر لازم آئے گا یا نہیں اگر اس سے وطی نہ ہوئی تو مہر بھی نہیں اگرچہ فرقت جانب زوج سے ہو اور وطی ہو، چکی ہے تو مہر لازم ہوگا اگرچہ فرقت جانب زوجہ سے ہو۔ (جوہرہ نیرہ، کتاب النکاح)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور اگر ولی نے عورت بالغہ کا نکاح اس کے سامنے کر دیا اور اسے اس کا علم بھی ہوا اور سکوت کیا تو یہ رضا ہے۔ یہ احکام جو مذکور ہوئے ولی اقرب کے ہیں، اگر ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو سکوت اذن نہیں بلکہ اگر عورت کو آری ہے تو صراحۃً اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو، مثلاً مہر یا نفقہ طلب کرنا، خوشی سے ہنسنا، خلوت پر راضی ہونا، مہر یا نفقہ قبول کرنا۔ اور اگر ولی نے عورت سے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ فلاں سے تیرا نکاح کر دوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے، جب چلا گیا تو کہنے لگی میں راضی نہیں اور ولی کو اس کا علم نہ ہوا اور نکاح کر دیا تو صحیح ہو گیا۔

(درمیان، کتاب النکاح)

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ الْكَبِيرَةَ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بڑی بیٹی کی شادی کروانا

3259- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا قَالَ بَعِثْتُ قَاتِبَتِ حَفْصَةَ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حِذَافَةَ السَّهْمِيَّةِ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَتَوَقَّيْتُ بِالْمَدِينَةِ - قَالَ عُمَرُ فَاتَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ بِنْتُ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ . قَالَ مَا أَنْظِرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَبَاسِي ثُمَّ لَفَيْتُ فَقَالَ قَدْ بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا . قَالَ عُمَرُ فَلَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ زَوَّجْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتُ عُمَرَ . فَصَمَّتْ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَبَاسِي ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَأَنْكَحَهَا أَيُّهَا فَلَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا . قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ . قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ شَيْئًا فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا أَنِّي قَدْ كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَدْ ذَكَرَهَا وَلَمْ أَكُنْ لِأَفْشَى سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَلْبُهَا .

♦♦ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا خنیس بن حذافہ کے انتقال کی وجہ سے بیوہ ہو گئیں۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ میں نے ان کے سامنے حصہ بیعت نکاح کی پیشکش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حصہ بیعت نکاح سے کروادیتا ہوں۔ وہ بولے میں اس کا جائزہ لیتا ہوں۔ کچھ دن گزرنے کے بعد وہ پھر مجھ سے ملے تو وہ بولے کہ میرا یہ خیال ہے کہ ابھی مجھے شادی نہیں کرنی چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی شادی حصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ سے کروادیتا ہوں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ چلے گئے اور انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے ان پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ آیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ نے سیدہ حصہ بیعت نکاح کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حصہ بیعت نکاح کی شادی کر دی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور بولے کہ شاید آپ کو مجھ پر غصہ آیا ہے کہ جب مجھے حصہ بیعت نکاح کے ساتھ نکاح کی پیشکش کی تھی تو میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ کو اس لیے جواب نہیں دیا۔ جب آپ نے میرے سامنے یہ پیشکش کی تھی کیونکہ میں یہ جانتا تھا کہ نبی اکرم ﷺ اس کے لیے نکاح کا پیغام بھیجنے والے ہیں۔ میں نبی اکرم ﷺ کے راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر نبی اکرم ﷺ اسے ترک کر دیتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔

صاحب رائے عورت کی ولایت میں مذاہب اربعہ

احناف کے نزدیک جب عورت بڑی عمر کی ہو جائے اور صاحب رائے بن جائے تو اس کے باپ کی ولایت ختم ہو جاتی ہے، اس طرح وہ جہاں پسند کرے جہاں اس کو کوئی خوف و خطر نہ ہو رہ سکتی ہے، اور شیبہ عورت (مطلقہ یا بیوہ) کو اپنے ساتھ اسی صورت میں رکھا جاسکتا ہے جب اس نہ ہو اور خطرہ محسوس ہو تو پھر والد یا دادا اسے اپنے ساتھ رکھے کوئی اور نہیں، ابتدا میں یہی لکھا ہے۔ اور مالکی کہتے ہیں: عورت کے بارے میں یہ ہے کہ اس کی پرورش اور دیکھ بھال جاری رہے گی، حتیٰ کہ شادی تک نفسی ولایت ہوگی اور جب خاندان کے پاس چلی جائے تو یہ ولایت ختم ہوگی۔

اور شافعیہ کے ہاں یہ ہے کہ: جب بچہ بالغ ہو جائے تو اس کی ولایت ختم ہو جاتی ہے چاہے وہ لڑکی ہو یا لڑکا۔ اور حنابلہ کے ہاں یہ ہے کہ: اگر لڑکی ہو تو وہ علیحدہ نہیں رہ سکتی اور اس کے والد کو اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے، کیونکہ ایسی حالت میں خدشہ ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسا شخص آجائے جو اسے غلط راہ پر لگائے اور خراب کر دے، اور اس طرح اس لڑکی اور اس کے خاندان پر عار بن جائے، اور اگر اس لڑکی کا والد نہ ہو تو اس کے ولی اور خاندان والوں کے لیے اسے منع کرنے کا حق حاصل ہے

(الموسمۃ العشریۃ: 8/204-205)

اولاد کی مسئولیت ذمہ داری ختم ہونے کے وقت میں مذاہب اربعہ کے اقوال یہی ہیں، اور علماء کرام کا تقریباً اس پر اتفاق ہی ہے کہ لڑکی پر اس کے گھر والوں کی ذمہ داری جاری رہتی ہے چاہے وہ بالغ بھی ہو جائے، اور کچھ نے اس کی شادی ہونے پر ذمہ داری ختم ہونے کا کہا ہے، کیونکہ شادی ہونے کے بعد اس کا خاندان ذمہ دار موجود ہے، اور کچھ نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اسن والی جگہ میں ہو جہاں اس کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

ولایت نکاح کے اطلاق میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

امام شافعی کا موقف یہ ہے: ولایت کا حق دینے کی بنیاد شفقت اور مہربانی کا جذبہ ہے، کیونکہ باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں میں یہ جذبہ کم پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کی کمی وجہ سے باپ اور دادا کے علاوہ دوسرے کسی رشتے دار میں یہ ولایت ثابت نہیں ہوگی۔

اپنے موقف کی تائید میں امام شافعی یہ دلیل پیش کرتے ہیں: یہی وجہ ہے: باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا ولی نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔ حالانکہ مال کی حیثیت ذات کے مقابلے میں کم ہوتی ہے تو پھر ذات کے بارے میں تصرف کرنے کا حق باپ و دادا کے علاوہ کسی اور کو کیسے دیا جاسکتا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے: نفس قرابت (رشتے داری) شفقت اور رحمت کا تقاضا کرتی ہے اس لئے باپ اور دادا کی طرح دیگر رشتے داروں کو ولایت کا حق حاصل ہوگا، کیونکہ قرابت کا پہلو ان میں بھی موجود ہے، لیکن کیونکہ دوسرے رشتے داروں میں باپ اور دادا سے کم شفقت پائی جاتی ہے۔ اس لئے ہم باپ و دادا کو ولایت الزام بھی دیتے ہیں، یعنی ان کا کیا ہوا عقد لازم ہوگا جسے وہ نابالغ لڑکا یا لڑکی بالغ ہونے کے بعد نسخ نہیں کر سکتے، اس کے برخلاف دیگر رشتے دار نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کر سکتے ہیں، لیکن اس لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہونے پر یہ اختیار حاصل ہوگا، اگر وہ چاہیں تو اس نکاح کو ختم کر دیں۔

امام شافعی نے نکاح میں باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں کی نکاح میں ولایت کو مال میں ولایت پر قیاس کیا تھا۔ مصنف فرماتے ہیں: مال میں تصرف کرنے کی صورت اس سے مختلف ہے، کیونکہ اس تصرف میں تکرار پایا جاتا ہے اور تصرف کے نتیجے میں پیش آنے والے خلل کا تدارک ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے اس میں وہی ولایت مفید ثابت ہو سکتی ہے جس میں الزام (لازم) کرنے کا پہلو پایا جاتا ہو، تو کیونکہ باپ اور دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو ولایت الزام کا حق حاصل نہیں ہوتا اس لئے انہیں مال میں تصرف کا حال دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اگر نابالغ لڑکی شیبہ ہو، تو امام شافعی کے نزدیک حکم مختلف ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے: ہمارے نزدیک ولایت کا حق دینے کی وجہ بچی کا نابالغ ہونا ہے، جبکہ امام شافعی کے نزدیک اس حق کی وجہ بچی کا باکرہ ہونا ہے۔ امام شافعی اپنے موقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں: عقل اور فہم ہونا ایک باطنی معاملہ ہے اور جب لڑکی شیبہ ہو جائے تو اس کے ذریعے اس عقل اور تجربے کا ظہور ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے: ہم اس نابالغ لڑکی کے شیبہ ہونے پر حکم کی بنیاد رکھیں، کیونکہ شیبہ کا تعلق مرد سے قائم ہو چکا ہوتا ہے اس لئے وہ اپنا نفع نقصان بہتر طور پر سمجھ سکتی ہے اور اس کے لئے کسی دوسرے کی ولایت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہذا شیبہ خواہ بالغ یا نابالغ ہو اس پر ولایت کا حق کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔

احناف یہ دلیل پیش کرتے ہیں: ولایت کا مدار دو چیزوں پر ہوتا ہے۔ ضرورت اور کامل شفقت نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کے لئے ولایت کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ باپ اور دادا میں کامل شفقت پائی جاتی ہے اس لئے نابالغ لڑکے اور لڑکی کے حق میں یہ

بات ثابت ہوگی خواہ وہ لڑکی باکرہ ہو یا ثیبہ۔

امام شافعی کا یہ کہنا: مرد کے ساتھ تعلق قائم ہونے کے نتیجے میں ثیبہ لڑکی سمجھا رہی ہو جاتی ہے اور اس کے لیے ولایت کی ضرورت باقی نہیں رہتی، ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے: اس کی وجہ یہ ہے: نابالغ لڑکی میں شہوت موجود نہیں ہوتی اور شہوت کی عدم موجودگی کی وجہ سے مرد کے ساتھ تعلق ہونا یا نہ ہونا اس کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے اس لئے یہ تعلق اس لڑکی کی سمجھ بوجھ میں اضافے کا باعث نہیں بن سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے: ہم ولایت کے بارے میں باکرہ ہونے کی بجائے نابالغ ہونے کا اعتبار کرتے ہیں۔ یہاں مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: ہم نے باپ دادا کے علاوہ دیگر رشتے داروں کو نابالغ لڑکی کا نکاح کر دینے کا جوق دیا ہے اس کی تائید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے ذریعے ہوتی ہے۔ ”نکاح عصمت کے سپرد ہوگا“۔ مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات مطلق طور پر ارشاد فرمائی ہے اس میں کوئی فصل نہیں ہے یعنی فلاں کو یہ حق ہوگا اور فلاں کو نہیں ہوگا۔ کیونکہ عصمت رشتے دار مختلف قسم کے ہوتے ہیں تو اس کے بارے میں مصنف نے یہ اصول بیان کیا ہے ان میں ولایت کا حق اسی ترتیب سے ہوگا جس ترتیب کے مطابق وہ عصمت رشتے دار وراثت کے حق دار بنتے ہیں اور وراثت کی طرح نکاح میں بھی قرہی عصمت دور کے عصمت کو محبوب کر دے گا۔

باکرہ کے سقوط اختیار کے فقہی مسائل

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور اگر ولی اس عورت سے خود اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے اور اجازت لینے گیا اس نے سکوت کیا تو یہ رضا ہے اور اگر نکاح اپنے سے کر لیا اب خبر دی اور سکوت کیا تو یہ رد ہے رضا نہیں۔ اور اگر کسی خاص کی نسبت عورت سے اذن مانگا اس نے انکار کر دیا مگر ولی نے اسی سے نکاح کر دیا۔ اب خبر پہنچی اور ساکت رہی تو یہ اذن ہو گیا اور اگر کہا کہ میں تو پہلے ہی سے اس سے نکاح نہیں چاہتی ہوں تو یہ رد ہے اور اگر جس وقت خبر پہنچی انکار کیا پھر بعد کو رضا ظاہر کی تو یہ نکاح جائز نہ ہوا۔

اذن لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کا نام اس طرح لیا جائے جس کو وہ عورت جان سکے۔ اگر یوں کہا کہ ایک مرد سے تیرا نکاح کر دوں یا یوں کہ فلاں قوم کے ایک شخص سے نکاح کر دوں تو یوں اذن نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یوں کہا کہ فلاں یا فلاں سے تیرا نکاح کر دوں اور عورت نے سکوت کیا تو اذن ہو گیا۔ ان دونوں میں جس ایک سے چاہے کر دے یا یوں کہا کہ پڑوس والوں میں سے کسی سے نکاح کر دوں یا یوں کہا کہ چچا زاد بھائیوں میں کسی سے نکاح کر دوں اور سکوت کیا اور ان دونوں صورتوں میں ان سب کو جانتی بھی ہو تو اذن ہو گیا۔ ان میں جس ایک سے کرے گا ہو جائے گا اور سب کو جانتی نہ ہو تو اذن نہیں۔

اور اگر عورت نے اذن عام دے دیا، مثلاً ولی نے کہا کہ بہت سے لوگوں نے پیغام بھیجا ہے، عورت نے کہا جو تو کرے مجھے

منقول ہے یا جس سے تو چاہے نکاح کر دے تو یہ اذن عام ہے جس سے چاہے نکاح کر دے مگر اس صورت میں بھی اگر کسی خاص شخص کی نسبت عورت پیشتر انکار کر چکی ہے تو اس کے بارے میں اذن نہ سمجھا جائے گا۔ اور اگر اذن لینے میں مہر کا ذکر شرط نہیں اور بعض مشائخ نے شرط بتایا لہذا ذکر ہو جانا چاہیے کہ اختلاف سے بچتا ہے اور اگر ذکر نہ کیا تو ضرور ہے کہ جو مہر یا تدحاجا جائے وہ مہر مثل سے کم نہ ہو اور کم ہو تو بغیر عورت کے راضی ہوئے عقد صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر زیادہ ہی ہو تو اگرچہ عورت راضی ہو اور لیا کو اعتراض کا حق حاصل ہے یعنی جب کہ کسی غیرولی نے نکاح کیا ہو اور ولی نے خود ایسا کیا تو اب کون اعتراض کرے۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۵۹ بیروت)

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ فِي نَفْسِهَا .

یہ باب ہے کہ کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں اجازت لینا

3260- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الْأَيْمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صَمَاتُهَا".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے ولی کے مقابلے میں اپنی ذات کی زیادہ حقدار ہے اور کنواری سے اس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

3261- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْهُ بَعْدَ مَوْتِ نَافِعٍ بِسَنَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ خَلْفَةٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الْأَيْمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ وَإِذْنُهَا صَمَاتُهَا".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے ولی سے زیادہ اپنی ذات کی حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کی اجازت معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

3262- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّبَاطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "الْأَيْمُ أَوْلَى بِأَمْرِهَا وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا

3260- حرجہ مسلم فی النکاح، باب استئذان النبی فی النکاح بالطور و البکر بالسکوت (الحدث 66 و 67 و 68). و احرجہ ابو داود فی النکاح، باب فی النکاح (الحدث 2098 و 2099 و 2100). و احرجہ الترمذی فی النکاح، باب ما جاء فی استئذان البکر و البکر لحدث 1108. و احرجہ نسائی فی النکاح، استئذان البکر فی نفسها (الحدث 3261 و 3262 و 3263) و استئذان البکر فی نفسها (حدث 3264) و احرجہ ابن ماجہ فی النکاح، باب استئذان البکر و النبی (الحدث 1870) نحوه الاسراف (1: 651).

3260- حدث فی النکاح، استئذان البکر فی نفسها (الحدث 3260).

3260- حدث فی النکاح، استئذان البکر فی نفسها (الحدث 3260).

عُصَبَتْهَا۔

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے بیوہ (یا طلاق یافتہ) اپنے مرنے والے سے نکاح کر سکتی ہے اور نکاح کر کے بارے میں مرضی معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کی مرضی ہے (اجازت ہے)۔

3263- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ قَالَ أَتَيْتَا مَعْمَرًا عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "كَيْسٌ لِلْوَلِيِّ مَعَ الْغَيْبِ أَمْرٌ وَالْيَسْمَةُ تَسْتَأْمِرُ فَصَلَّتْ بِهَا الْفَرَارُهَا"۔

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے: ولی بیوہ (یا طلاق یافتہ) کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا اور نکاح کر کے اس کی مرضی معلوم کی جائے گی اور اس کی خاموشی ہی اس کا اقرار ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں ان کے (ان ہی پہلے خاوندوں کے) ساتھ نکاح کرنے سے روکو جب وہ دستور کے مطابق ایک دوسرے سے راضی ہو جائیں۔ (بقرہ ۲۳۲)

بغیر ولی کے عورت کے لیے ہوئے نکاح کے متعلق مذاہب اربعہ

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار کی بہن و ان کے خاوند نے طلاق دے دی اور ان کو چھوڑ دیا حتیٰ کہ ان کی عدت پوری ہو گئی پھر ان کی بہن کے خاوند نے دوبارہ نکاح کا پیغام دیا تو حضرت معقل نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۳۹ مطبوعہ دار الفکر کراچی ۱۳۸۱ھ)

ائمہ شافعیہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا از خود نکاح کرنا جائز نہیں ہے وہ اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اگر بغیر ولی کے عورت کا از خود نکاح کرنا جائز ہوتا تو حضرت معقل کی بہن از خود اپنا نکاح اپنے چچے خاوند سے کر لیتیں اور ان کے خاوند کو یہ ضرورت نہ پڑتی کہ وہ ان کے بھائی سے رشتہ مانگیں اور نہ ان کے بھائی کے منع کرنے کی کوئی وجہ ہوتی اسی لیے امام شافعی نے کہا ہے کہ بغیر ولی کے عورت کے نکاح کے عدم جواز پر یہ آیت قوی دلیل ہے نیز ائمہ ملائکہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے یہ تین بار فرمایا نیز فرمایا: جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ (سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۸۳ مطبوعہ مطبع مجتہدی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ بالغہ عورت اپنا نکاح از خود کر لے ان کا استدلال بھی اسی آیت سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نکاح کا اسناد عورتوں کی طرف کیا گیا ہے اور ان کو نکاح سے روکنے سے منع فرمایا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ خاص ان

کا حق ہے کیونکہ وہی اہل مہاشرت ہیں اس لیے ان کا یہ تصرف صحیح ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ ناہا اللہ اور بجنونہ پر محمول ہے۔

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے جواز کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابو حنیفہ کا استدلال حسب ذیل احادیث سے ہے: امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی (خواہ کنواری ہو یا بیوہ) ولی کی بہ نسبت اپنے نکاح کی زیادہ حق دار ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۵ مطبوعہ دار محمد صالح الطباع کراچی ۱۴۲۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ اس کی خاموشی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۷۷ مطبوعہ دار محمد صالح الطباع کراچی ۱۴۲۵ھ)

حضرت خنساء بنت حزام انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا درآں حالیکہ وہ بیوہ تھیں اور ان کو یہ نکاح ناپسند تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۷۸-۳۷۷ مطبوعہ دار محمد صالح الطباع کراچی ۱۴۲۵ھ)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیرے بیٹے کے چچا (دیور) نے میرے نکاح کا پیغام دیا اور میرے باپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا اور میرا نکاح وہاں کر دیا جہاں مجھے پسند نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا اس کے باپ نے کہا: میں نے اس کے نکاح میں کسی خیر کو ترک نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نکاح نہیں ہوا (اور عورت سے فرمایا: جاؤ جس سے چاہو نکاح کر لو۔

(المصنف ج ۲ ص ۱۳۳-۱۳۲ مطبوعہ دار القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی بیٹی حفصہ کا نکاح منذر بن الزبیر سے کر دیا۔ اس وقت حضرت عبدالرحمن موجود نہیں تھے جب وہ آئے تو انہوں نے ناراض ہو کر کہا: اے خدا کے بندو! کیا مجھ ایسے شخص کی بیٹی کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر کیا جاسکتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں اور فرمایا: کیا تم منذر کو ناپسند کرتے ہو؟

(المصنف ج ۲ ص ۱۳۳ مطبوعہ دار القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ولی کے بغیر ایک عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا اس عورت کی مرضی سے اس کی ماں کا نکاح کر دیا تھا۔ (المصنف ج ۲ ص ۱۳۳ مطبوعہ دار القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

بَابُ اسْتِمَارِ الْآبِ الْبَكْرِ فِي نَفْسِنَا .

یہ باب ہے کہ باپ کا کنواری لڑکی سے اس کی مرضی معلوم کرنا

3264- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَبَاذِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَتَنِ عَنْ

سَالِحِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ "الْأَبُ أَحَقُّ بِنَفْسِنَا وَالْبَكْرُ بِسَاتِرِهَا
أَبُوهَا وَأَدْنَى صَمَاتِنَا".

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا ہے: (یا خلق یتقوا) اپنی ذات کی زیور

حفظ رہو اور کنواری لڑکی سے اس کا باپ مرضی معلوم کرے گا اور اس کی خاتون بھی اس کی اجازت ہے۔

وایت کے انتقال میں مذاہب اربعہ کا بیان

مذاہب اربعہ کے فقہاء اس پر متفق ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں کہ والد اور دادا کی وفات کے بعد بڑا بھائی بہنوں کا وہ ہو
گا لیکن ولی کی ترتیب میں ان کا اختلاف پایا جاتا ہے اس میں اختلاف نہیں کہ اگر لڑکی کا باپ یا دادا یا بھائی یا والد کی جانب سے وصیت
کر دے شخص نہ ہو تو اس کا بڑا بھائی ہی لڑکی کا ولی ہوگا۔

لڑکی کی وایت نفسی میں لڑکی کی شادی کرنا بھی شامل ہے اور رائج یہی ہے کہ لڑکی بالغ ہونے کی صورت میں لڑکی کے ولی کے
لیے اس کی اجازت کے بغیر شادی کرنا جائز نہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

دوسرا امر یہ وایت کا معنی یہ ہے کہ جو شخص کے ولی امور کی عمرانی کرنا چاہی اس کے ولی کی حفاظت اور معاہدے وغیرہ
کرنے اور تمام مالی معاملات طے کرنا شامل ہیں اور یہ مجبوسے بچے اور بچی اور جوہوں میں تمام فکاہ نہیں اس کے ساتھ مخصوص
ہیں مثلاً، مجنون اور کھنڈہ بینی اور ابلہ یا بھائی مختلف ہونے کی عمر کا ہو جائے اور لڑکی ولی میں حسن تہ فہر کھتی ہو تو اس کا ولی اس
کے سپرد کر دیا جائیگا کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اور قیاموں و پرہیزگاری کے وہ حسب نکاح کی عمر و پیشگی جائیں اور تمام ان میں ہوشیاری اور حسن تدبیر کی محسوس نہیں ان کے ولی سنب
دو، اور ان کے بڑے ہو جانے کے ذریعے ان کے ولی جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ مت کرو، ولی واریں ہو جائے کہ (ان
کے ولی سے) بچتے رہیں، ہاں مسکین و محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجب طور سے کھائے، پھر جب انہیں ان کے ولی سوچو تو وادین
لو، دراصل حسب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ (نسائی ۵)

بھائی کے لیے بہن کے ولی میں سے اس کی رضا مندی کے بغیر آپ بھی مینا بڑ نہیں ہے۔ ان املاں اور نفس پر وہی اور عمر ان
بچے والے نفس میں قتل ہو وقت کی شر ہو ضروری ہے، ان سے کسی بچے اور مجنون کے لیے وایت نہیں ہونی چاہی وہی نہیں ان
موتے۔ یہاں تاہم اس لیے ایک گزارش ہے کہ نفسی وایت باپ سے ان میں صرف اور پھر بھائی و طرف منتقل ہوتی ہے۔ یہاں

ولایت میں اولاء کی ترتیب میں اختلاف کا کوئی تعلق نہیں۔

احناف کے ہاں باپ اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر دادا اور پھر اس نے جس کی وصیت کی ہو اور پھر قاضی اور اس نے جس کی وصیت کی ہو ولی ہوگا۔

اور مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں باپ اور پھر اس کی جانب سے وصیت کردہ شخص اور پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنے گا۔ اور شافعی حضرات کے ہاں باپ اور پھر دادا پھر ان میں باقی رہنے والے کی جانب سے وصیت کردہ شخص پھر قاضی یا اس کا قائم مقام شخص ولی بنے گا۔ چوتھا قول: مالی ولایت باپ اور دادا کے بعد ماں کے لیے ہوگی اور پھر اس کے بعد اقرب ترین عصبہ نفس کے ساتھ، امام احمد سے ایک روایت ہے۔ (الانصاف 324/5)

بَابُ اسْتِئْذَانِ الثَّيِّبِ فِي نَفْسِهَا .

یہ باب ہے کہ بیوہ (یا طلاق یافتہ) سے اس کے بارے میں معلوم کرنا

3265- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُوسٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تَنْكِحُ الثَّيِّبَ حَتَّى تُسْتَأْذِنَ وَلَا تَنْكِحُ الْبِكْرَ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ". قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ: "إِذْنُهَا أَنْ تَسْكُتَ".

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: بیوہ (یا طلاق یافتہ) سے تب تک شادی نہیں کی جاسکتی جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری کی اس وقت تک شادی نہ کی جائے جب تک اس کی مرضی نہ معلوم کی جائے۔ لوگوں نے دریافت کیا اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: اس کی اجازت یہ ہوگی کہ وہ خاموش رہے۔

بَابُ إِذْنِ الْبِكْرِ .

یہ باب ہے کہ کنواری لڑکی کا اجازت دینا

3266- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "اسْتَأْمِرُوا النِّسَاءَ فِي أَبْضَاعِهِنَّ". قِيلَ فَإِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي وَتَسْكُتُ. قَالَ: "هُوَ إِذْنُهَا".

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں خواتین سے ان کی شادی کے بارے میں مرضی معلوم کیا کرو۔ ان سے کہا گیا

3265- اشروبه السائي . تحفة الاشراف (15433) .

3266- اخرجہ البخاری فی الکاح ، باب لا ینکح الاب و غیرہ البکر و الثیب الا برضاہما (الحديث 5137) مختصراً ، و فی الحبل ، باب فی الکاح (الحديث 6971) بنحوہ . و اخرجہ مسلم فی الکاح ، باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق و البکر بالسکوت (الحديث 65) بنحوہ . تحفة الاشراف (16075) .

کنواری لڑکی تو شرماتی ہے اور خاموش رہتی ہے تو انہوں نے فرمایا: یہی اس کی اجازت ہے۔

3267- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ سَخْبِي بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْآيِمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبُكَرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ". قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ: "أَنْ تَسْكُتَ".

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: طلاق یافتہ (یا بیوہ) کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے جب تک اس سے اجازت نہ لی جائے اور کنواری لڑکی کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے۔ جب تک اس کی مرضی معلوم نہ کی جائے۔ لوگوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! اس کی اجازت کیسے ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ وہ خاموش رہے۔

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت معقل بن یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی اور ان کو چھوڑے رکھا حتیٰ کہ ان کی عدت پوری ہو گئی پھر ان کی بہن کے خاوند نے دوبارہ نکاح کا پیغام دیا تو حضرت معقل نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۳۹ مطبوعہ نور محمد اصح الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر عورت کا از خود نکاح کرنا جائز نہیں ہے وہ اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اگر بغیر ولی کے عورت کا از خود نکاح کرنا جائز ہوتا تو حضرت معقل کی بہن از خود اپنا نکاح اپنے پچھلے خاوند سے کر لیتی اور ان کے خاوند کو یہ ضرورت نہ پڑتی کہ وہ ان کے بھائی سے رشتہ مانگیں اور نہ ان کے بھائی کے منع کرنے کی کوئی وجہ ہوتی اسی لیے امام شافعی نے کہا ہے کہ بغیر ولی کے عورت کے نکاح کے عدم جواز پر یہ آیت قوی دلیل ہے نیز ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابو داؤد در دایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت اپنے اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے یہ تین بار فرمایا نیز فرمایا: جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی نا ہے۔ (سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۸۴ مطبوعہ مطبع نجباء پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ بالغہ عورت اپنا نکاح از خود کر لے ان کا استدلال بھی اسی آیت سے ہے وہ فرماتے ہیں: آیت میں نکاح کا اسناد عورتوں کی طرف کیا گیا ہے اور ان کو نکاح سے روکنے سے منع فرمایا ہے اور اس لیے بھی کہ یہ خاص ان کے لیے ہے کیونکہ وہی اہل مباشرت ہیں اس لیے ان کا یہ تصرف صحیح ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا یہ جواب دیتے ہیں: نا بالغہ اور مجنونہ پر محمول ہے۔

۱- احرارہ البخاری فی الکاح، باب لا ینکح الاب و غیرہ البکر و الثیب الا برضاہما (الحديث 5136) و فی الاکراه، باب لا یجوز نکاح
۲- (الحديث 6946)، و فی الحیل، باب فی الکاح (الحديث 6968)، و احرارہ مسلم فی الکاح، باب استئذان الثیب فی الکاح بالطلق
ثالث بالسرکوت (الحديث 64)، تحفة الاشراف (15425)۔

بغیر ولی کے عورت کے کیے ہوئے نکاح کے جواز کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابو حنیفہ کا استدلال حسب ذیل احادیث سے ہے: امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی (خواہ کنواری ہو یا بیوہ) ولی کی یہ نسبت اپنے نکاح کی زیادہ حق دار ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر شادی شدہ لڑکی کا نکاح اس کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیسے ہوگی؟ اس کی خاموشی۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حضرت خنساء بنت حزام انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا درآن حالیکہ وہ بیوہ تھیں اور ان کو یہ نکاح ناپسند تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۷-۸۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بیٹے کے چچا (دیور) نے میرے نکاح کا پیغام دیا اور میرے باپ نے اس نکاح کو مسترد کر دیا اور میرا نکاح وہاں کر دیا جہاں مجھے پسند نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا: اس کے باپ نے کہا: میں نے اس کے نکاح میں کسی خیر کو ترک نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نکاح نہیں ہوا (اور عورت سے فرمایا: جاؤ جس سے چاہو نکاح کر لو۔) (المصنف ج ۲ ص ۱۳۲-۱۳۳ مطبوعہ دارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی بیٹی حفصہ کا نکاح منذر بن الزبیر سے کر دیا۔ اس وقت حضرت عبدالرحمن موجود نہیں تھے جب وہ آئے تو انہوں نے ناراض ہو کر کہا: اے خدا کے بندو! کیا مجھ ایسے شخص کی بیٹی کا نکاح اس کے مشورہ کے بغیر کیا جاسکتا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوئیں اور فرمایا: کیا تم منذر کو ناپسند کرتے ہو؟

(المصنف ج ۲ ص ۱۳۳ مطبوعہ دارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ولی کے بغیر ایک عورت کے نکاح کو جائز قرار دیا اس عورت کی مرضی سے اس کی ماں کا نکاح کر دیا تھا۔ (المصنف ج ۲ ص ۱۳۳ مطبوعہ دارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

بَابُ الشَّيْبِ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ

یہ باب ہے کہ طلاق یافتہ (یا بیوہ) عورت کے باپ کا اس کی شادی کرنا جبکہ اس عورت کو یہ ناپسند ہو

3268- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ

وَأَبْنَانَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ خُنْسَاءَ بِنْتِ خَدَّامٍ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ نَيْبٌ لَكِرْهَتْ ذَلِكَ فَاتَتْ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَرَدَّ نِكَاحَهُ .

♦♦ حضرت خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ان کے والد نے ان کی شادی کر دی۔ وہ اس وقت (طلاق یافتہ) یا بیوہ تھیں۔ انہیں یہ رشتہ پسند نہیں آیا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے نکاح کو ختم کروادیا۔

بَابُ الْبِكْرِ يُزَوَّجُهَا أَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ .

یہ باب ہے کہ اگر کنواری کا باپ اس کی شادی کرے اور وہ (اس رشتے کو) ناپسند کرتی ہو

3269- أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِيثُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا كُثَيْبُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فِتْنَةَ دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيهِ لِيَرْفَعَ بِي خَيْبَتَهُ وَأَنَا كَارِهَةٌ . قَالَتْ أَجْلِسِي حَتَّى يَأْتِيَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَأَخْبَرَتْهُ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِيهَا فَدَعَاَهُ فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي وَلَكِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَعْلَمَ الْيَسَاءَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک خاتون ان کے پاس آئی اور بولی: میرے والد نے میری شادی اپنے بھتیجے کے ساتھ کر دی تاکہ میری وجہ سے اس کی کم حیثیت کو ختم کیا جاسکے۔ مجھے وہ پسند نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: تم بیٹھ جاؤ جب تک نبی اکرم ﷺ نہیں آ جاتے۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے اس لڑکی کے باپ کو بلایا اور لڑکی کا معاملہ اس لڑکی کے سپرد کیا۔ اس لڑکی نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد نے جو کیا ہے میں اس کو برقرار رکھتی ہوں لیکن میں یہ چاہتی تھی کہ میں یہ جان لوں کہ کیا اس بارے میں عورتوں کو کوئی اختیار ہے؟

3270- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "تُسْتَأْمَرُ النِّسِمَةُ فِي نَفْسِهَا فَإِنْ سَكَنْتْ فَيُؤْ إِذْنُهَا وَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا" .

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: کنواری لڑکی سے اس کے بارے میں مرضی معلوم کی جائے۔ اگر وہ خاموش رہے تو یہی اس کی اجازت ہے۔ اگر وہ انکار کر دے تو اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی جا سکتی۔

3268- اخرجہ البخاری فی النکاح، باب اذا زوج الرجل ابنته و هي كارهة فنكاحه مردود (الحديث 5138 و 5139)، و فی الاکراء، باب لا یحوز نکاح المکبره (الحديث 6945)، و فی الحیل، باب فی النکاح (الحديث 6969). و اخرجہ ابو داؤد فی النکاح، باب فی النکاح (الحديث 2101). و اخرجہ ابن ماحہ فی النکاح، باب من زوج ابنته و هي كارهة (الحديث 1873). تحفة الاشراف (15824).

3269- اخرجہ النسائی، تحفة الاشراف (16186).

3270- اخرجہ النسائی، تحفة الاشراف (15110).

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ حالت احرام والے شخص کے نکاح کرنے کی رخصت

3271- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَيَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ يَكْرِيمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَفِي حَدِيثٍ بَعْلَى بِسَرَفٍ .

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جب سیدہ میمونہ بنت حارث خنیس کے ساتھ شادی کی تو اس وقت آپ حالت احرام میں تھے۔

یعنی نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "سرف" کی مقام پر کی تھی۔

3272- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جب سیدہ میمونہ بنت خنیس سے شادی کی تھی تو آپ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

3273- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَبَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَبٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَكَحَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ جَعَلَتْ أَمْرَهَا إِلَى الْعَبَّاسِ فَأَنكَحَهَا إِيَّاهُ .

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جب سیدہ میمونہ بنت خنیس کے ساتھ شادی کی تو اس وقت آپ حالت احرام میں تھے۔ آپ نے سیدہ میمونہ بنت خنیس کا سر پرست حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ میمونہ بنت خنیس کی شادی نبی اکرم ﷺ سے کروائی تھی۔

3274- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ مُوسَى - عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے جب سیدہ میمونہ بنت خنیس سے شادی کی تھی تو آپ اس وقت حالت احرام میں تھے۔

3271- الفردية الساندي . تحفة الاشراف (6200) .

3272- تقدم (الحديث 2837 و 2838) .

3273- الفردية الساندي ، و سباني في النكاح ، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3274) . تحفة الاشراف (5929)

3274- تقدم في النكاح ، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3273) .

حالت احرام میں نکاح سے متعلق قاعدہ فقہیہ کا بیان

جب نئی ایسی چیز کی جنس سے ہو جسے اس کی دلیل سے پہچانا جائے یا ایسی چیز سے ہو جس کا حال مشتبہ ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ راوی نے دلیل معرفت پر اعتماد کیا ہے تو نئی اثبات کی طرح ہوگی ورنہ نہیں۔ (المحسامی)

اس کا ثبوت یہ ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخرم اپنا نکاح کر سکتا ہے نہ کسی اور کا، نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱، ص ۴۵۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہ کیا جائے تو یہاں ایسی نئی بیان ہوئی ہے جس کی دوسری دلیل سے حال مشتبہ ہے لہذا یہ نئی اثبات کی طرح ہوگی اور وہ دوسری روایت یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ (صحیح مسلم ج ۱، ص ۴۵۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی روایت سے پہلی نئی والی روایت کا حال مشتبہ جبکہ ایک تیسری روایت میں ایک ایزید بن اسم بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے طہال ہونے کی حالت میں نکاح کیا، حضرت میمونہ میری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔ (صحیح مسلم ج ۱، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ کراچی)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ حالت احرام والے شخص کے نکاح کرنے کی ممانعت

3275- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ سَيْكِبٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهَبٍ أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ".

♦♦ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حالت احرام والا شخص نہ خود نکاح کر سکتا ہے نہ کسی کا نکاح کر دے اور نہ ہی کسی کو نکاح کا پیغام بھجوا سکتا ہے۔

3276- حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ مَطَرٍ وَبُعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَنْكِحُ وَلَا يَنْخَطُبُ".

♦♦ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: حالت احرام والا شخص نہ خود نکاح کر سکتا ہے نہ ہی کسی کا نکاح کروا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو نکاح کا پیغام بھجوا سکتا ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَلَامِ عِنْدَ النِّكَاحِ .

یہ باب ہے کہ نکاح کے وقت کون سا کلام مستحب ہے

3277- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَثَرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) التَّشَهُدَ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُدَ فِي الْحَاجَةِ قَالَ التَّشَهُدُ فِي الْحَاجَةِ "أَنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلِّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَآشَهُدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَآشَهُدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ". وَيَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ .

♦♦ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں نماز کے دوران تشہد کا طریقہ تعلیم دیا اور ضرورت کے وقت تشہد کا طریقہ تعلیم دیا (یعنی نکاح کا خطبہ سکھایا تھا) آپ نے ضرورت کے تشہد (یعنی نکاح کے خطبے میں یہ الفاظ تعلیم دیے تھے)

بے شک ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں ہم اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں ہم اپنی ذات کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ پھر آپ نے تین آیات تلاوت کیں۔

3278- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكْرِيَّا عَنْ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَنْ عُمَرُو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا كَلَّمَ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي شَيْءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلِّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَآشَهُدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَآشَهُدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"

3277- أخرجه أبو داود في النكاح، باب في خطبة النكاح (الحديث 2118م) وأخرجه الترمذي في النكاح، ما جاء في خطبة النكاح (الحديث 1105) مطولاً. وأخرجه السانني في عمل اليوم والليلة، ما يستحب من الكلام عند الحاجة (الحديث 488 و 489 و 493). وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب خطبة النكاح (الحديث 1892). تحفة الاشراف (9506).

3278- أخرجه مسلم في الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة (الحديث 46) مطولاً وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب خطبة النكاح (الحديث 1893) تحفة الاشراف (5586).

أَمَّا تَعْدُ

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کسی معاملے میں بات چیت کی تو نبی اکرم ﷺ نے یہ پڑھا۔

”بے شک ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے۔ اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ رہنے دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔“

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخُطْبَةِ .

یہ باب ہے کہ کس طرح کا خطبہ مکروہ ہے

3279- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أُنَبِّئُكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ تَيْمِ بْنِ طَرْفَةَ عَنْ عِدِّي بْنِ حَارِثٍ قَالَ تَشْهَدُ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ أَحَدُهُمَا مَنْ يُطِيعُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَقَدْ رَشِدَ وَمَنْ يَعْصِيهِمَا فَقَدْ غَوَى . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ”يُنْسَى الْخُطْبُ أَنْتَ“

♦♦ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں نے خطبہ دیا اس میں سے ایک نے یہ پڑھا۔

”جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ ہدایت حاصل کر گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہو گیا۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم بہت بڑے خطیب ہو۔

بَابُ الْكَلَامِ الَّذِي يَنْعَقِدُ بِهِ النِّكَاحُ .

یہ باب ہے کہ وہ کلام جس کے ذریعے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

3280- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ مَعْدٍ يَقُولُ أَيْسَى لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسَهَا لَكَ

3279- أخرجه مسلم في الجمعة، باب تعقيب الصلاة والخطبة (الحديث 48). وأخرجه أبو داود في الصلاة، باب الرجل تحط على نفسه (الحديث 1099)، وفي الأدب، باب 85. (الحديث 4981). تحفة الأشراف (9850).

3280- تقدم في النكاح، ذكر أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم في النكاح وأرواحه وما أباح الله عز وجل له صلى الله عليه وسلم وأخطره على حلقه وزيادة في كرامته وتبجها لعليته (الحديث 3200).

لَمَّا رَأَىٰ فِيهَا رَأَيْكَ . فَسَكَتَ فَلَمْ يُجِبْهَا النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِشَيْءٍ ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا قَدْ رَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ لَمَّا رَأَىٰ فِيهَا رَأَيْكَ . لَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ زَوْجِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ : "هَلْ مَعَكَ شَيْءٌ" . قَالَ : "أَذْهَبَ لِمَا طَلَبْتُ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ" . فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ لَمْ أَجِدْ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ . قَالَ : "هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ" . قَالَ نَعَمْ مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا . قَالَ : "قَدْ أَتَيْتُكَ بِهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" .

♦♦ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ کچھ لوگوں کے ساتھ موجود تھا۔ ایک عورت کھڑی ہوئی اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ اپنا آپ کے لیے بہہ کرتی ہے۔ آپ اس کے بارے میں اپنی رائے بیان کیجئے۔ نبی اکرم ﷺ خاموش رہے۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ کھڑی ہوئی اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہ اپنا آپ کے لیے بہہ کرتی ہے۔ آپ اس کے بارے میں اپنی رائے بیان کیجئے تو ایک صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری شادی اس کے ساتھ کر دیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی شے ہے اس نے عرض کی نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور تلاش کرو۔ اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ وہ گیا اس نے تلاش کیا اور بولا: مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ لوہے کی کوئی انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن یاد ہے۔ اس نے عرض کی جی ہاں! مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تمہیں قرآن آتا ہے اس کے ذریعے میں تمہاری شادی اس عورت کے ساتھ کرتا ہوں۔

بَابُ الشَّرْوَطِ فِي النِّكَاحِ .

یہ باب نکاح میں شرائط رکھنے کے بیان میں ہے

3281- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ أَتَانَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ : "إِنَّ أَحَقَّ الشَّرْوَطِ أَنْ يُؤْفَى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ" .

♦♦ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پوری کیے جانے کی سب سے زیادہ حقدار وہ شرائط ہیں جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

3282- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَقُولُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3281- أخرجه البحاري في الشروط، باب الشروط في المهر عند عقد النكاح (الحديث 2721)، وفي النكاح، باب الشروط في النكاح (الحديث 5151)، وأخرجه مسلم في النكاح، باب الوفاء بالشروط في النكاح (الحديث 63)، وأخرجه أبو داود في النكاح، باب في الرجل يشترط لها دارها (الحديث 2139)، وأخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الشرط عند عقد النكاح (الحديث 1127)، وأخرجه لسان في النكاح، الشروط في الكاد (الحديث 3282)، وأخرجه ابن ماسه في النكاح، باب الشرط في النكاح (الحديث 1954)، نسخة (9953) .

3282- غده في النكاح، الشروط في النكاح (الحديث 3281) .

قَالَ: "إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ يُؤْفَى بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ".

♦♦ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پوری کیے جانے کی سب سے زیادہ حقدار وہ شرائط ہیں جن کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو۔

شرح

سب سے اہم شرط سے مراد بیوی کا مہر ہے یا پھر بیوی کے وہ تمام حقوق مراد ہیں جو شوہر کے ذمہ ہوتے ہیں لہذا حدیث کا حاصل یہ ہے کہ تم اپنی بیوی کے مہر ادا کرو ان کے کھانے پینے کا خرچ ان کو دو، انہیں رہنے کے لئے مکان دو اور ان کی دیگر ضروریات زندگی اپنی استطاعت کے مطابق پوری کرو اور صرف یہ نہیں بلکہ ان کے ساتھ اپنی زندگی اس حسن سلوک میل جول اور پر محبت انداز سے گزارو جو ایک باوقار اور شریف انسان کی شان کے عین مطابق ہے۔ اب رہی یہ بات کہ ان چیزوں کو شرط کیوں کہا گیا ہے تو واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اس کے ذہن میں تصور کے ہر گوشہ میں یہی عزم ہوتا ہے کہ وہ جس عورت کو اپنی بیوی بنا کر اپنے گھر لارہا ہے اس کے تمام حقوق کی ادائیگی پورے طور پر کرے گا اور پھر وہ ان حقوق کی ادائیگی کا التزام بھی کرتا ہے لہذا اس کا یہ عزم اور پھر یہ التزام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گویا اس نے حقوق کی ادائیگی کی شرط کی ہے۔

بَابُ النِّكَاحِ الَّذِي تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقةُ ثَلَاثًا لِمُطَلِّقِهَا .

یہ باب ہے کہ وہ نکاح جس کی وجہ سے تین مرتبہ طلاق یافتہ عورت طلاق

دینے والے کے لیے حلال ہو جاتی ہے

3283- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَجَائِبِ امْرَأَةٍ رِفَاعَةَ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقْنِي فَأَبَيْتُ طَلَّاقِي وَأَنْتِ تَزَوِّجْتِ بَعْدَهُ

قَالَ الرَّحْمَنُ بْنُ الزَّيْبِرِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ التَّوْبِ . فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَقَالَ: "لَعَلَّكَ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَيَّ رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتِكَ وَكَذُوقِي عُسَيْلَتِي".

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رفاعہ کی المیہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس نے عرض کی:

رفاعہ نے مجھے طلاق دیدی ہے اور طلاق بتدی ہے۔ اس کے بعد میں نے عبدالرحمن بن زبیر کے ساتھ شادی کر لی۔ اس کا ساتھ میرے لیے کپڑے کے اس کنارے کی طرح ہے۔ نبی اکرم ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے ساتھ شادی کرنا

3283- أخرجه البخاري في الشهادات، باب شهادة المعصية (الحديث 2639). وأخرجه مسلم في النكاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها حتى تنكح زوجاً غيره ويطأها ثم يفارقها وتنقض علقها (الحديث 111). وأخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء لمن يطلق امرأه ثلاثاً فيزوجها آخر لمطلقها قبل أن يدخل بها (الحديث 1118). وأخرجه النسائي في الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثاً والنكاح الذي يحلها به (الحديث 3411). وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يطلق امرأه ثلاثاً فيزوج لمطلقها قبل أن يدخل بها الرجوع إلى الأول (الحديث 1932). - لجنة الاشراف (16436).

چاہتی ہو۔ ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ (عبدالرحمن بن زبیر) تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا اور تم اس کا شہد نہیں چکھ لیتی۔

بَابُ تَحْرِيمِ الرَّبِیَّةِ الَّتِیْ فِیْ حَجْرِہِ .

باب 44: زیر پرورش (سوتیلی بیٹی) کے ساتھ شادی کرنا حرام ہے

3284- أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ - وَأُمُّهَا أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) - أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّكَحُّ أُخْتِي بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ . قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَوْتَحِیْنِ ذَٰلِكَ" . فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِیَّةٍ وَأَحَبُّ مَنْ يُشَارِكُنِي فِیْ خَیْرِ أُخْتِی . فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "إِنَّ أُخْتِكَ لَا تَحِلُّ لِي" . فَقُلْتُ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ . فَقَالَ: "بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ" . فَقُلْتُ نَعَمْ . فَقَالَ: "وَاللَّهِ لَوْلَا أَنَّهَا رَبِیَّتِي فِیْ حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أُخْتِی مِنَ الرِّضَاعَةِ أَوْ ضَعَّتِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثَوْبَةُ فَلَا تَغْرِضَنَّ عَلَيَّ بَنَاتُكُنَّ وَلَا أُخَوَاتُكُنَّ" .

عروہ بنی ہاشم بیان کرتے ہیں: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان نے انہیں یہ بات بتائی: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری بہن جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ اس کے ساتھ شادی کر لیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں اور مجھے یہ پسند ہے کہ میری اس بھلائی میں میری بہن بھی شریک ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری بہن میرے لیے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! ہم تو یہ بات چیت کر رہی ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ابوسلمہ کی بیٹی؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضائی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ میرے سانسے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

محرمات نکاح سے متعلق تفصیلی احکام کا بیان

محرمات کی تفصیل جو عورتیں محرمات میں سے ہیں ان کی نو قسمیں ہیں یا یوں کہیے کہ نکاح کے حرام ہونے کے نوسب ہیں جن

3284- اخرجہ البخاری فی النکاح، باب (و امہاتکم الالہی ارضعنکم)، ويحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 5101)، باب (و امہاتکم الالہی فی حرمکم من نسائکم الالہی دخلتم بہن) (الحديث 5106)، و باب (و ان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف) (الحديث 5107)، و باب عرّف الانسان ابنه او اخيه على اهل الخبر (الحديث 5123) مختصراً، و فی التفقات، باب المراضع من الموالیات و غیرہن (الحديث 5372) و اخرجہ مسلم فی الرضاع، باب تحريم الریبة و اخت المرأة (الحديث 15 و 16) . و اخرجہ النسائی فی النکاح، تحريم الجمع بین الام و البنت (الحديث 3285) و (3286) مختصراً، و تحريم الجمع بین الاختین (الحديث 3287) . و اخرجہ ابن ماجہ فی نکاح، باب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1939) . تحفة الاشراف (15875) .

کی نمبر وار تفصیل یوں ہے: پہلا سبب: نسبی رشتہ: جو عورتیں نسبی رشتہ کے سبب حرام ہوتی ہیں وہ یہ ہیں۔ ماں بیٹی بہن پھوپھی خالہ بھتیجی اور بھانجی۔ لہذا ان رشتوں سے نکاح کرنا جماع کرنا اور ایسے کام کرنا جو جماع کے محرک اور سبب بن جاتے ہیں جیسے بوسہ لینا وغیرہ یہ سب کام ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔

ماں سے اپنی ماں بھی مراد ہے اور دادی اور نانی خواہ اوپر کے درجہ کی ہوں جیسے پردادی اور پر نانی وغیرہ) بھی مراد ہیں۔ بیٹی کے حکم میں اپنی حقیقی بیٹی اپنے بیٹے کی بیٹی پوتی اپنی بیٹی کی بیٹی یعنی نواسی اور اس طرح نیچے تک سب شامل ہیں۔ اسی طرح بہن خواہ حقیقی ہو خواہ سوتیلی صرف باپ شریک ہو اور خواہ اخیانی صرف ماں شریک ہو سب حرام ہیں۔ بھتیجی اور بھانجی سے بھی تین طرح کی بھتیجیاں اور بھانجیاں یعنی حقیقی بھائی بہن کی اولاد، سوتیلے بھائی بہن کی اولاد اور اخیانی بھائی بہن کی اولاد مراد ہیں (اگر چہ نیچے درجہ کی ہوں کہ یہ سب محرمات میں سے ہیں۔

پھوپھی بھی تینوں طرح کی مراد ہیں یعنی حقیقی پھوپھی سوتیلی باپ شریک) پھوپھی اور اخیانی صرف ماں شریک پھوپھی اسی طرح پھوپھی کے حکم میں باپ کی پھوپھی اور دادا کی پھوپھی اور دادی کی پھوپھی بھی شامل ہیں کہ یہ سب پھوپھیاں بھی محرمات میں سے ہیں، ماں پھوپھی کی پھوپھی حرام ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے۔ اگر مثلاً زید کی پھوپھی اس کے باپ کی حقیقی بہن ہو یا سوتیلی یعنی صرف باپ شریک بہن ہو تو اس پھوپھی کی پھوپھی زید کے لئے حرام ہوگی اور اگر زید کی پھوپھی اس کے باپ کی اخیانی (یعنی صرف ماں شریک) بہن ہو تو ایسی پھوپھی زید کے لئے حرام نہیں ہوگی۔

خالہ بھی کئی طرح کی مراد ہیں تفصیل یہ ہے کہ: اگر مثلاً سوتیلی خالہ اخیانی خالہ اپنے باپ کی خالہ اور اپنی ماں کی خالہ یہ سب خالائیں حرام ہیں لیکن خالہ کی خالہ کے بارے میں تفصیل ہے اگر مثلاً زید کی خالہ اس کی ماں کی حقیقی بہن ہو یا اخیانی یعنی صرف ماں شریک بہن ہو تو اس خالہ کی خالہ زید کے لئے حرام ہوگی یعنی اس سے زید کا نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر زید کی خالہ اس کی ماں کی سوتیلی یعنی صرف باپ شریک بہن ہو تو ایسی خالہ حرام نہیں ہوگی اس سے زید کا نکاح جائز ہوگا۔

دوسرا سبب سسرالی رشتہ: وہ عورتیں جو بسبب صبریت یعنی سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں ان کی چار قسمیں ہیں ایک ماس یعنی بیوی کی ماں دو یا ماس یعنی بیوی کی دادی، خیا ماس یعنی بیوی کی نانی اور اس سے اوپر کے درجہ کی مثلاً بیوی کے باپ اور ماں کی دادی وغیرہ بیوی کی بیٹی اور بیوی کے بیٹوں کی اولاد اور اس سے نیچے کے درجہ کی مثلاً بیوی کی نواسی کی اولاد وغیرہ یہ سب حرام ہیں بشرطیکہ بیوی سے جماع کر لیا ہو خواہ وہ بیوی کی بیٹی اس مرد کی پرورش میں ہو یا نہ ہو اور حنفی علماء نے بیوی کی بیٹیوں کی حرمت کے سلسلہ میں خلوت صحیحہ کو جماع کا قائم مقام قرار نہیں دیا یعنی بیوی کی بیٹیوں کی حرمت ثابت کرنے کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ مرد نکاح کے بعد بیوی سے جماع بھی کر لے اگر صرف خلوت صحیحہ ہوئی ہو یعنی جماع کرنے کا پورا موقع مل گیا ہو) مگر دونوں نے جماع نہ کیا ہو تو اس صورت میں اس بیوی کی بیٹی (جو دوسرے شوہر کے نطفہ سے ہو) کی حرمت ثابت نہیں ہوگی بہو یعنی بیٹے کی بیوی پوتہ بہو یعنی پوتے کی بیوی اور نواسی بہو یعنی نواسے کی بیوی اور اسے نیچے کے درجہ کی (یعنی پڑپوتے کی بیوی وغیرہ) اور ان عورتوں کے ساتھ ان کے شوہروں یعنی بیٹے اور پوتے وغیرہ نے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو دونوں صورتوں میں حرام ہیں۔ ہاں لے پالک یعنی

منہ بولے بیٹے کی بیوی حرام نہیں ہوتی یعنی مثلاً زید بکر کا منہ بولا بیٹا ہے تو زید کی بیوی بکر کے حق میں محرمات میں سے نہیں ہوگی اگر زید اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا وہ مرجائے تو بکر اس کی مطلقہ یا وہ بیوہ سے اپنا نکاح کر سکتا ہے باپ کی بیوی یعنی سوتیلی ماں اور دادا اور نانا کی بیویاں یعنی سوتیلی دادی اور سوتیلی نانی اور اس سے اوپر کے درجہ کے یہ سب بھی ہمیشہ کے لئے حرام ہیں نہ ان سے نکاح ہو سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے طریقہ سے جماع ہو سکتا ہے۔

سسرالی رشتہ سے حرمت اس صورت میں ثابت ہوتی ہے جب کہ نکاح صحیح ہو قاسد نکاح سے حرمت ثابت نہیں ہوگی چنانچہ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا تو زنا کرنے والے کے لئے اس عورت کی ماں، دادی، نانی اور اس عورت کی بیٹی پوتی نواسی سب حرام ہو جائیں گی اسی طرح اس عورت کے لئے زنا کرنے والے کے باپ دادا نانا اور اس عورت کے لڑکے پوتے نواسے سب حرام ہو جائیں گے۔ اگر کسی شخص نے ایک عورت سے جماع کیا جس کی وجہ سے اس عورت کے پیشاب اور پاخانہ کا مقام ایک ہو گیا تو اس عورت کی ماں جماع کرنے والے کے لئے حرام نہیں ہوگی کیونکہ اس صورت میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے عورت کے پیشاب کے مقام ہی میں جماع کیا ہے ہاں اگر جماع کے بعد وہ عورت حاملہ ہو جائے اور یہ معلوم بھی ہو جائے کہ یہ حمل اسی شخص کے نطفہ سے قرار پایا ہے تو اس صورت میں اس کی ماں اس کے لئے حرام ہو جائے گی۔

اور جس طرح یہ حرمت جماع کرنے سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح شہوت کے ساتھ (عورت کو چھونے بوسہ لینے اور شہوت کے ساتھ عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے سے ثابت ہو جاتی ہے۔ اور یہ مذکورہ چیزیں یعنی چھونا وغیرہ خواہ نکاح کی صورت میں پیش آئیں یا خواہ ملکیت کی صورت میں اور خواہ فحور کی صورت میں حنفیہ کے نزدیک یہ تینوں یکساں ہیں۔ نیز حنفی علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس بارے میں شبہ اور غیر شبہ برابر ہیں اور اس سلسلہ میں شہوت کے ساتھ مباشرت (مرد و عورت کا شہوت کے ساتھ ایک دوسرے سے لپٹنا) بھی بوسہ کے حکم میں ہے اسی طرح معانقہ کا بھی یہی حکم ہے ایسے ہی اگر شہوت کے ساتھ دانتوں سے اس کو کاٹنا تو بھی یہی حکم ہے یعنی ان تمام صورتوں میں حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

اگر کسی نے شہوت کے ساتھ مرد کے عضو مخصوص کی طرف دیکھا یا شہوت کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا یا بوسہ لیا تو اس صورت میں اس کے ساتھ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اور باقی دوسرے تمام اعضاء کی طرف دیکھنے سے اور ان کو ہاتھ لگانے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ہاں اگر یہ دیکھنا یا ہاتھ لگانا شہوت کے ساتھ ہو تو پھر بغیر کسی اختلاف کے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ حرمت کے سلسلہ میں عورت کی شرمگاہ کے ظاہری حصہ کو دیکھنے کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اندر کے حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت ہوا کرتی ہے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر مرد کسی کھڑی ہوئی عورت کی شرمگاہ کو دیکھ لے تو اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ عورت جب کھڑی ہوئی ہو تو اس کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ پر نظر نہیں پڑتی بلکہ شرمگاہ کے اندرونی حصہ پر اس وقت نظر پڑے گی جب وہ پشت سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھی ہو۔

اگر کسی مرد نے عورت کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ کو اس طرح دیکھا کہ درمیان میں باریک پردہ یا شیشہ حائل تھا لیکن اندرونی حصہ نظر آ رہا تھا تو بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ ہاں اگر کوئی شخص آئینہ دیکھ رہا تھا اور اس میں کسی عورت کی شرمگاہ نظر آ گئی اور پھر

مرد نے اس کو شہوت کے ساتھ دیکھا تو اس مرد پر نہ اس عورت کی ماں حرام ہوگی اور نہ بیٹی حرام ہوگی کیونکہ اس نے شرمگاہ کو نہیں دیکھا بلکہ اس کا برعکس دیکھا۔ اگر کوئی عورت پانی کے حوض کے کنارے پر یا پل پر بیٹھی ہو اور کسی مرد نے اس کا عکس پانی میں دیکھا اور پھر اس کے بعد وہ شہوت کے ساتھ پانی ہی میں اس کی شرمگاہ کا عکس دیکھتا رہا تو اس صورت میں بھی حرمت ثابت نہیں ہوگی ہاں اگر عورت پانی میں ہو اور مرد کی نگاہ اس کی شرمگاہ پر پڑھ جائے اور پھر اسے شہوت کے ساتھ دیکھے تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ کسی عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت ثابت ہونے کے سلسلے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ قصداً چھوئے تب ہی حرمت ثابت ہوگی بلکہ چاہے قصداً چھوئے یا چاہے بھول کر چھوئے چاہے کسی کے زبردستی کرنے سے یا خود غلطی سے چھوئے اور چاہے نیند کی حالت میں چھوئے ہر صورت میں حرمت ثابت ہو جائے گی۔ چنانچہ اگر کسی مرد نے جماع کرنے کے لئے اپنی بیوی کو نیند سے اٹھانا چاہا مگر غلطی سے اس کا ہاتھ لڑکی پر پڑھ گیا اور پھر یہ سمجھ کر کہ یہی میری بیوی ہے شہوت کے ساتھ اس کی چٹکی بھر لی اور وہ لڑکی بھی جوان تھی قابل شہوت تھی تو اس صورت میں اس مرد کے لئے اس لڑکی کی ماں یعنی اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اگر کسی مرد نے شہوت کے ساتھ عورت کے ان بالوں کو ہاتھ لگایا جو سر سے ملے ہوئے ہیں تو حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر لٹکے ہوئے بالوں کو ہاتھ لگایا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی مگر غلطی نے اس تفصیل کے بغیر مطلقاً بالوں کے چھونے کو حرمت کا باعث لکھا ہے اسی طرح اگر مرد نے عورت کے باطن کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ یہ جو بتایا گیا ہے کہ عورت کو شہوت کے ساتھ چھونا اور ہاتھ لگانا حرمت کو ثابت کر دیتا ہے تو اس بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ عورت کو چھونے اور ہاتھ لگانے سے اسی صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے جب کہ دونوں کے درمیان کپڑا حائل نہ ہو اور اگر کپڑا حائل ہو تو وہ اس قدر باریک ہو کہ چھونے والے کا ہاتھ بدن کی حرارت محسوس نہیں ہوتی تو حرمت ثابت نہیں ہوگی خواہ اس کی وجہ سے مرد کے عضو مخصوص میں ایستادگی ہی کیوں نہ ہو جائے، اسی طرح اگر کسی مرد نے عورت کے موزہ کے نیچے کا حصہ چھوا تو حرمت ثابت ہو جائے گی ہاں اگر موزے پر چمڑا چڑھا ہوا ہو جس کی وجہ سے عورت کے پاؤں کی اڑھی چھونے والے کو محسوس نہ ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ اگر کسی مرد نے عورت کا بوسہ لیا ایسی حالت میں کہ دونوں کے درمیان کپڑا حائل ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی بشرطیکہ بوسہ لینے والے کو عورت کے دانتوں کی یا ہونٹوں کی ٹھنڈک محسوس ہو۔ حرمت ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ چھونے کے بعد دیر تک چھوتا ہی رہے چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے شہوت کے ساتھ اپنی بیوی کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن وہ ہاتھ بیوی کی بجائے اپنی لڑکی کی ناک پر پڑھ گیا اور اس کے ساتھ ہی شہوت زیادہ ہو گئی تو اس لڑکی کی ماں یعنی بیوی اس مرد کے لئے حرام ہو جائے گی اگرچہ اس نے اپنا ہاتھ فوراً ہی ہٹا لیا ہو۔ حرمت ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جس عورت کو ہاتھ لگایا جائے یا بوسہ لیا جائے اور وہ قابل شہوت ہو اور فتویٰ اس پر ہے کہ کم سے کم نو سال کی لڑکی قابل شہوت ہوتی ہے اس سے کم نہیں، چنانچہ اگر کسی مرد نے کسی ایسی نابالغ لڑکی سے جماع کیا جو قابل شہوت نہ ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اس کے برخلاف اگر عورت اتنی بوڑھی ہو جائے کہ قابل شہوت نہ رہے تو وہ حرمت ثابت ہونے کا باعث بن جاتی ہے کیونکہ وہ حرمت کے حکم میں داخل ہو چکی تھی اور بڑھاپے کی وجہ سے اس حکم سے باہر نہیں ہو سکتی جب کہ نابالغ ابھی حرمت کے حکم میں داخل ہی نہیں ہوئی۔ جس طرح حرمت ثابت ہونے کے لئے عورت کا قابل شہوت ہونا

شرط ہے اسی طرح مرد کا بھی قابل شہوت ہونا شرط ہے۔ لہذا اگر چار سال کے بچہ نے مثلاً اپنے باپ کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں سے جماع کر لیا تو اس کی وجہ سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر جماع کرنے والا ایسا بچہ ہو جس کے ہم عمر بچے عام طور پر جماع کر سکتے ہوں تو تو اس کا وہی حکم ہوگا جو بالغ کا ہوتا ہے اور اس بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ ایسے بچہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ جماع کرنے پر قادر ہو عورت کی طرف اس کا میلان ظاہر ہوتا ہو اور عورتیں اس سے شرم کرتی ہوں۔ مذکورہ بالا چیزوں یعنی چھوٹے اور دیکھنے کے بارے میں شہوت یعنی ہیجان کا ہونا شرط ہے یعنی عورت کو ہاتھ لگانے بوسہ لینے اور شرم گاہ کے اندرونی حصہ کی طرف دیکھتے وقت اگر شہوت ہو تب حرمت ثابت ہوگی لہذا اگر یہ دونوں چیزیں بغیر شہوت کے پائی جائیں اور پھر بعد میں شہوت پیدا ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اور شہوت کا معیار مرد کے لئے یہ ہے کہ اس کے عضو مخصوص میں ایستادگی ہو جائے اور اگر ایستادگی پہلے سے تھی تو اس میں زیادتی ہو جائے۔ اس مسئلہ میں یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لہذا اگر کسی مرد کے عضو مخصوص میں ایستادگی تھی ایسی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو اپنے پاس بلایا اور پھر اسی دوران کسی طرح اس کا عضو مخصوص اس کی لڑکی کی دونوں رانوں کے درمیان داخل ہو گیا تو اس صورت میں اگر اس کے عضو مخصوص کی ایستادگی میں زیادتی نہ پیدا ہو گئی ہو تو اس لڑکی کی ماں یعنی اس کی بیوی اس کے لئے حرام نہیں ہوگی۔ اور شہوت کا معیار اس مرد کے لئے ہے جو جوان اور جماع کرنے پر قادر ہو اور اگر مرد بوڑھا ہو تو اس کے حق میں شہوت کا معیار یہ ہے کہ خواہش کے وقت اس کے قلب میں حرکت پیدا ہو جائے اگر پہلے سے حرکت نہیں تھی اور اگر قلب میں پہلے سے حرکت موجود تھی تو اس خواہش میں زیادتی ہو جائے اور عورت کے لئے اس اس مرد کے لئے جس کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہو شہوت کا معیار یہ ہے کہ قلب میں خواہش پیدا ہو اور ہاتھ لگانے وغیرہ سے جنسی لذت حاصل ہو۔ اگر خواہش وغیرہ پہلے سے موجود نہ تھی اور اگر یہ پہلے سے موجود تھی تو اس میں زیادتی ہو جائے اور یہ بات ملحوظ رہے کہ مرد و عورت میں سے کسی ایک میں شہوت کا ہونا حرمت ثابت ہونے کے لئے کافی ہو۔ ہاتھ لگانے یا بوسہ لینے وغیرہ سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے اس میں یہ شرط اور ضروری ہے کہ انزال نہ ہو اگر ہاتھ لگانے یا شرم گاہ کی طرف دیکھنے کے وقت انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اب انزال ہونے سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ چھوٹا وغیرہ جماع لینے کا سبب نہیں بنا۔ اگر کسی مرد نے عورت کی مقعد کی طرف دیکھا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی اسی طرح اگر کسی مرد نے عورت کے پیچھے کی طرف بد فعلی کی تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ ایسے ہی اگر مرد کے ساتھ جماع کے افعال کئے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کے ساتھ حرمت مصاہرت کا اقرار کیا تو اس کا اعتبار کیا جائے گا اور ان دونوں یعنی میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کرادی جائے گی اسی طرح اگر مرد نکاح سے قبل زمانہ کی طرف حرمت کی نسبت کرے یعنی اپنی بیوی سے یوں کہے کہ میں نے تم سے نکاح کرنے سے پہلے تمہاری ماں سے جماع کیا تھا تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور دونوں میں جدائی کرادی جائے گی لیکن اس عورت کا پورا مہر (جو نکاح کے وقت متعین ہوا تھا) واجب ہوگا عقد واجب نہیں ہوگا اور اس اقرار کے لئے مداومت شرط نہیں یعنی صرف ایک مرتبہ اقرار کر لینا کافی ہے بار بار اقرار کرنا ضروری نہیں ہے اسی لئے اگر کوئی شخص اپنے اقرار سے رجوع کر لے یعنی ایک مرتبہ اقرار کرنے کے بعد پھر انکار کر دے تو قاضی اس نکاح کو صحیح تسلیم نہیں کرے گا ہاں اگر اس نے واقعہ غلط اقرار کیا تھا تو عند اللہ وہ عورت اس کی بیوی رہے گی

اگرچہ ظاہر افاضی جدائی کرادے گا۔ اگر کسی شخص نے ایک عورت کے بارے میں یہ کہا کہ میری رضاعی ماں ہے (یعنی اس عورت نے مجھے دودھ پلایا ہے) اور پھر کچھ عرصہ بعد جب اس عورت سے نکاح کرنا چاہے اور یہ کہے کہ میں نے پہلے غلط کہا تھا کہ یہ میری رضاعی ماں ہے تو اس صورت میں اس کے لئے اس عورت سے نکاح کرنا احتساباً جائز ہوگا۔ اگر کسی شخص نے عورت کا بوسہ لیا اور پھر کہنے لگا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا یا عورت کو چھوا اور یا اس کی شرم گاہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو بوسہ لینے کی صورت میں تو فورا حرمت کا حکم لگا دیا جائے گا جب تک کہ یہ یقین نہ ہو جائے کہ اس نے واقعی شہوت کے ساتھ بوسہ نہیں لیا تھا اور دوسری دونوں صورتوں میں حرمت کا حکم فورا لگا دیا جائے گا جب یہ یقین ہو جائے کہ یہ چیز شہوت کے ساتھ سرزد ہوئی ہے تو حرمت کا حکم لگایا جائے گا اور یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ بوسہ عام طور پر شہوت کے ساتھ لیا جاتا ہے اور بوسہ کی بنیاد ہی شہوت پر جوتی ہے بخلاف چھونے اور دیکھنے کے کہ یہ دونوں فعل بغیر شہوت کے بھی سرزد ہوتے ہیں مگر یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب کہ شرم گاہ کے علاوہ کسی اور عضو کو چھوا ہو اور اگر کسی شخص نے عورت کی شرم گاہ کو چھوا ہو اور پھر کہا کہ یہ شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو ایسی صورت میں اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے عورت کی چھاتی پکڑ لی اور کہا کہ شہوت کے ساتھ نہیں پکڑی تھی تو اس کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اسی طرح اگر عورت کے ساتھ جانور پر سوار ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ ہاں اگر عورت کی پشت پر سوار ہو کر دریا کو پار کیا اور کہا کہ اس وقت شہوت نہیں تھی تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ ایک شخص نے لوگوں کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے فلاں عورت کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے یا اس کا بوسہ لیا ہے اور ان لوگوں نے اس کے اس اقرار کی گواہی دی تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اسی طرح اگر گواہ یہ کہیں کہ فلاں شخص نے فلاں عورت کو شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا تھا یا بوسہ لیا تھا تو ان کی گواہی مانی جائے گی کیونکہ شہوت ایک ایسی چیز ہے جو فی الجملہ معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ جن لوگوں کے عضو میں حرکت ہوتی ہے اس کو دیکھ کر اور جن کے عضو میں حرکت نہیں ہوتی ان کے بارے میں دوسری علامتوں سے شہوت کا معلوم ہو جانا ممکن ہوتا ہے۔ قاضی علی سعدی فرماتے ہیں کہ اگر نشہ میں مدہوش کسی شخص نے اپنی لڑکی کو پکڑ کر اپنے بدن سے لپٹایا اور اس کا بوسہ لیا اور پھر جب اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا تو لڑکی نے کہا کہ میں تمہاری لڑکی ہوں، یہ سن کر اس شخص نے لڑکی کو چھوڑ دیا تو اس صورت میں بھی لڑکی کی ماں یعنی اس شخص کی بیوی اس کے لئے حرام ہو جائے گی۔ اگر کسی شخص سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنی ماں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے جماع کیا ہے تو اس صورت میں بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اگرچہ سوال کرنے والے نے مذاق میں سوال کیا ہو اور اس شخص نے بھی ازراہ مذاق ہی جواب دیا ہو پھر اس کے بعد وہ شخص لاکھ کہے کہ میں نے یہ بات غلط کہی تھی اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے کسی ایسی لونڈی کے بارے میں جو اس کی ملکیت میں ہو یہ کہا کہ میں نے اس لونڈی سے جماع کیا ہے تو وہ لونڈی اس کے لڑکے کے لئے حلال نہیں ہوگی اور اگر اس نے کسی ایسی لونڈی کے بارے میں جو اس کی ملکیت نہیں ہے بلکہ کسی اور کی ہے یہ کہا کہ میں نے اس سے جماع کیا ہے تو اس صورت میں اس کے لڑکے کے لئے یہ جائز ہوگا کہ اپنے باپ کی اس بات کا اعتبار نہ کرے اور اس لونڈی کو اپنی ملکیت میں لے کر اس سے جماع کر لے اور اگر کسی شخص کو اپنے باپ کی میراث میں کوئی لونڈی ملی تو وہ اس سے جماع کر سکتا ہے جب تک کہ یقین کے ساتھ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ

باپ نے اس لونڈی کے ساتھ جماع کیا ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی عورت سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ باکرہ ہے لیکن شادی کے بعد جب اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ باکرہ نہیں ہے پھر اس نے عورت سے پوچھا کہ تمہارا پردہ بکارۃ کس طرح زائل ہوا ہے (یعنی تمہارے ساتھ کسی مرد نے جماع کیا ہے؟) عورت نے جواب دیا کہ تمہارے باپ نے اس صورت میں اگر وہ شخص خاوند اس کی بات کا اعتبار کرے تو نکاح ختم ہو جائے گا۔ اور عورت مہر کی حقدار نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ شخص اس کی بات کا اعتبار نہ کرے اور کہے کہ تم جھوٹ بولتی ہو تو نکاح باقی رہے گا۔ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کے لڑکے کے بارے میں کہا کہ اس نے مجھے شہوت کے ساتھ چھوا ہے لہذا میں اپنے شوہر کی بیوی نہیں رہی تو عورت کی اس بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ شوہر کے لڑکے کا قول معتبر ہوگا۔ کسی شخص نے اپنے باپ کی بیوی کا شہوت کے ساتھ زبردستی بوسہ لیا یا کسی باپ نے اپنے لڑکے کی بیوی کا شہوت کے ساتھ زبردستی بوسہ لیا اور شوہر نے کہا کہ یہ عمل شہوت کے ساتھ نہیں تھا تو شوہر کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور یہ اسی کی بیوی رہے گی لیکن اگر شوہر نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ بوسہ لینا واقعی شہوت ہی کے ساتھ تھا تو پھر دونوں میاں بیوی) میں جدائی ہو جائے گی اور شوہر پر مہر واجب ہوگا مگر شوہر وہ رقم جو اس نے مہر میں ادا کی ہے اس شخص سے وصول کر لے گا جس کی وجہ سے یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے بشرطیکہ اس نے فتنہ پھیلانے کے لئے یہ حرکت کی ہو اور اگر یہ حرکت فتنہ پھیلانے کے مقصد سے نہیں تھی تو پھر کچھ بھی وصول کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اور اگر اس مسئلہ میں بوسہ لینے کی بجائے باپ نے لڑکے کی بیوی سے یا لڑکے نے باپ کی بیوی سے جماع کر لیا تو اس صورت میں شوہر مہر میں دی ہوئی رقم کسی طرح بھی وصول نہیں کر سکتا کیونکہ جماع کرنے والے پر حد واجب ہوگی اور ضابطہ یہ ہے کہ شرعی حد کے ساتھ کوئی مالی جرمانہ واجب نہیں ہوتا۔ کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کی باندی کے ساتھ نکاح کیا اور پھر اس کے قبل کہ اس کا خاوند جماع کرتا باندی نے شوہر کے لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا خاوند نے دعویٰ کیا کہ میری بیوی نے میرے لڑکے کا بوسہ شہوت کے ساتھ لیا ہے مگر باندی کے آقا نے کہا کہ یہ غلط ہے، اس صورت میں نکاح ختم ہو جائے گا کیونکہ شوہر نے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ میری بیوی نے شہوت کے ساتھ بوسہ لیا ہے لیکن شوہر پر پورا مہر واجب نہیں ہوگا بلکہ نصف مہر واجب ہوگا کیونکہ اس باندی کے مالک نے اس کی بات کو جھٹلایا ہے اس بارے میں لونڈی کا قول معتبر نہیں ہوگا کہ میں نے شہوت کے ساتھ بوسہ لیا تھا لہذا میرا پورا مہر دو۔ اگر کسی عورت نے لڑائی جھگڑے میں اپنے دادا کا عضو مخصوص پکڑ لیا اور کہا کہ میں نے شہوت کے ساتھ نہیں پکڑا تھا تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ حرمت مصاہرت یا حرمت رضاعت کی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہو جاتا ہے (جس کی وجہ سے جماع کرنا حرام ہو جاتا ہے لہذا شوہر کو چاہئے کہ طلاق دیدے اگر وہ طلاق نہ دے تو پھر قاضی دونوں کے درمیان جدائی کرا دے) چنانچہ جدائی سے پہلے اگر شوہر نے جماع کر لیا تو اس پر حد واجب نہیں ہوگی خواہ اس نے جماع شبہ میں مبتلا ہو کر ہی کیا ہو یا بغیر شبہ کے کیا ہو۔

اگر کسی شخص نے ایک عورت سے حرام کاری کی یا ایسا کوئی بھی فعل کیا جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے جیسے چھونا وغیرہ اور پھر توبہ کر لی تو یہ شخص اس عورت کی لڑکی کا محرم ہی رہے گا اس لئے کہ اس کی لڑکی سے نکاح کرنا اس کے حق میں ہمیشہ کے

لئے حرام ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محرم، زنا سے ثابت ہو جاتی ہے اور ایسے ہی ان تمام چیزوں سے بھی ثابت ہو جاتی ہے جن سے حرمت معاہرت ثابت ہوتی ہے جیسے چھوٹا وغیرہ۔ اگر مثلاً زید نے خالدہ سے نکاح کیا اور زید کے لڑکے نے (جو خالدہ کے پیٹ سے نہیں ہے) خالدہ کی بیٹی سے جو خالدہ کے پہلے شوہر سے ہے) نکاح کر لیا یا خالدہ کی ماں سے نکاح کر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر کسی شخص نے عضو مخصوص پر کپڑا پیٹ کر اپنی بیوی سے جماع کیا تو دیکھا جائے گا کہ وہ کپڑا بار یک تھا اور مرد کے عضو مخصوص کو حرارت محسوس ہونے سے نہیں روکتا تھا تو وہ عورت جماع کے بعد پہلے شوہر کے لئے جس نے اسے طلاق مغلظہ دیدی تھی) حلال ہو جائے گی اور اگر کپڑا ایسا تھا جس کی وجہ سے اس کے عضو مخصوص کو حرارت محسوس نہیں ہو رہی تھی تو وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (نہادی مالکیری، کتاب نکاح، حیرت)

حرمت رضاعت کا بیان

تیسرا سبب دودھ کا رشتہ: یعنی وہ عورتیں جو رضاعت دودھ پلانے کی وجہ سے حرام ہیں چنانچہ تمام وہ رشتے جو نسبی اور سرالی ہونے کی وجہ سے حرام ہیں رضاعت کی وجہ سے بھی حرام رہیں گے اگر کسی عورت نے کسی بچہ کو اس کی شیر خوارگی کی عمر میں دودھ پلایا ہے تو ان دونوں میں ماں اور اولاد کا تعلق پیدا ہو جائے گا لہذا دودھ پلانے والی عورت کا شوہر دودھ والے بچہ کا رضاعی باپ ہوگا جس کی وجہ سے رضاعی ماں اور باپ کے تمام وہ رشتے دار اس بچہ کے لئے حرام ہوں گے جو حقیقی ماں اور باپ کی رشتہ داری کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ شیر خوارگی کی عمر میں مطلقاً دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ زیادہ دودھ پیا ہو خواہ کم پیا ہو اور کم کی آخری حد یہ ہے کہ دودھ کا پیٹ میں مطلقاً پہنچ جانا یقینی کے ساتھ معلوم ہو جائے۔ شیر خوارگی کی عمر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے قول کے مطابق تو تیس مہینہ تک ہے اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق دو برس تک ہے۔ اگر کسی بچہ نے شیر خوارگی کی عمر میں دودھ پینا بند کر دیا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اس نے شیر خوارگی ہی کی عمر میں دودھ پیا تو یہ رضاعت کے حکم میں داخل ہوگا کیونکہ دودھ پلانا شیر خوارگی ہی کی مدت میں واقع ہوا ہے۔

شیر خوارگی کی مدت رضاعت گزر جانے کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دودھ پلانے کی اجرت کے استحقاق کے سلسلے میں شیر خوارگی کی مدت دو برس ہی تسلیم کی گئی ہے چنانچہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور اس مطلقہ نے اس کے بچہ کو دو برس کی عمر کے بعد دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ بچہ کے باپ یعنی اپنے سابق شوہر سے کیا تو اس کا مطالبہ تسلیم نہیں ہوگا اور بچہ کے باپ کو اس بات پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنی مطلقہ کو دو برس کے بعد کے عرصہ کے دودھ پلانے کی اجرت دے ہاں اس کی مطلقہ نے دو برس کے عرصہ میں جو دودھ پلایا ہے اس کی اجرت دینے پر اسے مجبور کیا جائے گا۔

حرمت رضاعت جس طرح رضاعی ماں یعنی دودھ پلانے والی کی رشتہ داروں میں ثابت ہوتی ہے اسی طرح رضاعی باپ کے رشتہ داروں میں بھی ثابت ہوتی ہے اور رضاعی باپ سے مراد دودھ پلانے والی کا وہ خاوند ہے جس کے جماع کی وجہ سے دودھ

اگر ہے۔ "رضیع، یعنی دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان رضاعی ماں باپ کے اصول یعنی ان کے باپ دادا وغیرہ) اور ان کے فروغ یعنی ان کی اولاد خواہ وہ نسبی ہوں یا رضاعی سب حرام ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے دودھ پینے سے پہلے اس کی رضاعی ماں کے ہاں جو اولاد ہو چکی ہوگی یا اس کے دودھ پینے کے بعد جو اولاد ہوگی اور وہ اولاد خواہ اس کے رضاعی باپ سے ہو خواہ اس کی رضاعی ماں کے کسی دوسرے شوہر سے ہو یا اس کی رضاعی بہن اور بھائی بہن کی اولاد اس کے بھتیجے، بھتیجی اور بھانجے بھانجی ہوں گے، اسی طرح رضاعی باپ کا بھائی اس کا چچا ہوگا رضاعی باپ کی بہن اس کی پھوپھی ہوگی رضاعی ماں کا بھائی اس کا ماموں ہوگا۔ رضاعی ماں کی بہن اس کی خالہ ہوگی اور رضاعی ماں کا دادا اور اس کی دادی و نانی رضیع کا دادا اور اس کی دادی و نانی ہوگی۔ جس طرح رضاعت میں نسبی رشتوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اسی طرح رضاعت میں حرمت مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ کی حرمت بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ رضاعی باپ کی بیوی اور رضیع دودھ پینے والے پر حرام ہیں اور رضیع کی بیوی اس کے رضاعی باپ پر حرام ہے اسی دوسرے رشتوں کو بھی قیاس کیا جاتا ہے لیکن دو صورتیں مستثنیٰ ہیں اول تو یہ کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اپنے نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کر لے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے لیکن رضاعت یعنی دودھ کے رشتہ میں یہ جائز ہے کیونکہ کسی شخص کے نسبی بیٹے کی بہن اگر اس کے نطفہ سے ہے تو وہ اس کی حقیقی بیٹی ہوگی اور اگر اس کے نطفہ سے نہیں ہے تو پھر یہ یعنی اس کی سوتیلی بیٹی ہوگی جب کہ دودھ کے رشتہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں چنانچہ اگر نسبی رشتہ میں بھی ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی بات نہیں پائی جائے گی تو نکاح درست ہوگا مثلاً کسی ایسی لونڈی کے بچہ پیدا ہوا جو دو آدمیوں کی مشترک ملکوتہ ہے اور وہ دونوں شریک اس بچہ پر اپنا اپنا دعویٰ کرتے ہیں یہاں تک کہ اس بچہ کا نسب ان دونوں سے ثابت ہو گیا ہے، ادھر ان دونوں کے ہاں اپنی اپنی عورت سے ایک ایک بیٹی ہے تو اب ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دوسرے شریک کی بیٹی سے اپنا نکاح کر لے کیونکہ اس صورت میں دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی نہیں پائی گئی باوجودیکہ ان میں سے جس نے بھی دوسرے کی بیٹی سے نکاح کیا ہے اس نے گویا اپنے نسبی بیٹے کی بہن سے نکاح کیا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے نسبی بھائی کی ماں سے نکاح کرے اور دودھ کے رشتہ میں یہ جائز ہے کیونکہ نسبی رشتہ میں یا تو یہ صورت ہوگی کہ وہ دونوں اخیانی یعنی سسرالی صرف ماں شریک) بھائی ہوں گے اسی طرح دونوں کی ماں ایک ہی ہوگی یا یہ صورت ہوگی کہ وہ دونوں سوتیلے صرف باپ شریک بھائی ہوں گے اسی طرح بھائی کی ماں اپنے باپ کی بیوی ہوگی جب کہ دودھ کے رشتہ میں یہ دونوں باتیں مفقود ہوتی ہیں۔

دودھ شریک بھائی کی بہن سے یعنی جس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جس طرح کہ نسبی رشتہ میں جائز ہے مثلاً زید کا ایک سوتیلا بھائی ہے جس کا نام بکر ہے اور بکر کی ایک اخیانی بہن ہے یعنی دونوں کی ماں تو ایک ہے مگر باپ الگ الگ ہیں تو بکر کی اس اخیانی بہن سے نکاح کرنا زید کے لئے جائز ہوگا جو بکر کا سوتیلا بھائی ہے۔ دودھ شریک بھائی کی ماں یعنی جس نے اس کی ماں کا دودھ پیا ہے اس کی ماں (محرمات میں سے نہیں ہے اسی طرح رضاعی چچا رضاعی ماموں رضاعی پھوپھی اور رضاعی خالہ کی ماں بھی محرمات میں سے نہیں۔

اپنی رضاعی پوتی کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح اپنے رضاعی بیٹے کی دادی اور نانی سے بھی نکاح کرنا جائز ہے۔ رضاعی بیٹے کی پھوپھی اس کی بہن کی ماں اس کی بھانجی اور اس کی پھوپھی کی بیٹی سے بھی نکاح کرنا جائز ہے، اسی طرح عورت کو اپنی رضاعی بہن کے باپ اپنے رضاعی بیٹے کے بھائی اپنے رضاعی پوتے کے باپ اور اپنے رضاعی بیٹے کے دادا اور ماموں سے نکاح کرنا جائز ہے جب کہ نسبی رشتہ میں یہ سب محرمات میں سے ہیں جن سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔ کسی شخص نے اپنی بیوی کو جس کے دودھ اتر ا ہوا تھا طلاق دیدی پھر اس مطلقہ نے عدت کے دن گزار کر ایک دوسرے شخص سے نکاح کر لیا اور اس دوسرے خاوند نے اس سے جماع کیا تو اس بارے میں علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب اس دوسرے خاوند کے نطفہ سے اس کے بچہ پیدا ہوگا تو اس عورت کے دودھ کا سبب بھی دوسرا خاوند قرار پائے گا اس کے دودھ سے پہلے خاوند کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا ہاں اگر دوسرے خاوند سے حاملہ نہیں ہوگی تو اس دودھ کا سبب پہلا ہی خاوند سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر یہ صورت ہو کہ دوسرے شوہر سے حاملہ تو ہوئی مگر ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا ہے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ جب تک اس دوسرے شوہر کا بچہ پیدا نہ ہو جائے دودھ پہلے شوہر ہی کا کہلائے گا۔ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا لیکن اس سے کبھی بھی کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا پھر (بغیر کسی ولادت کے) اس کے دودھ اتر آیا اور وہ دودھ اس نے کسی دوسرے کے بچے کو پلایا تو وہ دودھ اسی عورت کا کہلائے گا اس کے خاوند کا اس دودھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اس صورت میں اس دودھ پینے والے بچہ اور اس شخص کی اس اولاد کے درمیان جو دوسری بیوی سے ہو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ ایک شخص نے کسی عورت سے زنا کیا جس کے نتیجہ میں اس کے ہاں ولادت ہوئی اور پھر اس عورت نے کسی دوسری لڑکی کو دودھ پلایا تو اس زنا کرنے والے اس کے باپ دادا اور اس کی اولاد کو اس دودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا ہاں زنا کرنے والے کا چچا اور اس کا ماموں نکاح کر سکتا ہے جس طرح کہ زنا کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی لڑکی سے زنا کرنے والے کا چچا اور ماموں نکاح کر سکتا ہے۔ کسی شخص نے شبہ میں مبتلا ہو کر یعنی کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر ایک عورت سے جماع کیا جس سے وہ حاملہ ہو گئی اور پھر اس نے کسی بچہ کو دودھ پلایا تو یہ بچہ اس جماع کرنے والے کا رضاعی بیٹا ہوگا اس پر یہ قیاس کیا جانا چاہئے کہ جن صورتوں میں بچہ کا نسب جماع کرنے والے سے ثابت ہوتا ہے انہی صورتوں میں رشتہ رضاعت بھی اس سے ثابت ہوگا اور جن صورتوں میں بچہ کا نسب جماع کرنے والے سے ثابت نہیں ہوتا اس صورت میں رشتہ رضاعت دودھ پلانے والی عورت سے ثابت ہوگا۔ کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ عورت نے اپنے بچہ کو دودھ پلایا اور بعد میں دودھ خشک ہو گیا کچھ عرصہ کے بعد دودھ پھر اتر آیا اور اس نے کسی دوسرے لڑکے کو وہ دودھ پلایا تو اس لڑکے کے لئے اس شخص کی اس اولاد سے نکاح کرنا جائز ہوگا جو اس دودھ پلانے والی عورت کے علاوہ کسی دوسری بیوی کے بطن سے ہو۔ کسی کنواری لڑکی کے دودھ اتر آیا اور اس نے وہ دودھ کسی بچی کو پلایا تو یہ اس بچی کی رضاعی ماں ہوگی اور رضاعت کے تمام احکام دونوں کے حق میں ثابت ہوں گے لہذا اگر کسی شخص نے اس کنواری لڑکی سے نکاح کیا اور جماع سے پہلے اسے طلاق دیدی تو اس شخص کے لئے اس دودھ پینے والی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہوگا (کیونکہ اس صورت میں بیوی کی بیٹی کا بھی یہی حکم ہے) اور اگر جماع کے بعد طلاق دی تو اس لڑکی سے نکاح کرنا ناجائز ہوگا۔ اگر کسی ایسی لڑکی کے دودھ اتر آیا جس کی عمر نو برس سے کم تھی اور پھر اس نے وہ

دودھ ایک لڑکے کو پلایا تو اس سے دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ حرمت رضاعت اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے جب کہ دودھ نو برس یا نو برس سے زائد کی عمر میں اترے۔ اسی طرح اگر کسی کنواری لڑکی کی چھاتیوں میں زرد رنگ کا پانی اتر آیا تو اس کے پلانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ کسی عورت نے ایک بچہ کے منہ میں اپنی چھاتی داخل کر دینی لیکن بچہ کا اس کی چھاتی سے دودھ چوسنا معلوم نہیں ہوا تو اس صورت میں شک کی وجہ سے حرمت رضاعت کا حکم نافذ نہیں کیا جائے گا البتہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ حرمت ثابت ہو جائے۔ کسی عورت کی چھاتی سے زرد رنگ کی بیٹے والی ہلکی چیز بچہ کے منہ میں پہنچی مٹی تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی اور یہی کہا جائے گا کہ یہ دودھ ہی ہے جس کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ اگر کسی مرد کی چھاتیوں میں دودھ اتر آیا اور اس نے کسی بچہ کو پلایا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی اور حرمت ثابت ہونے کے لئے زندہ اور مردہ عورت کے دودھ کا یکساں حکم ہے۔ اور اگر دو بچوں نے کسی ایک چار پائے جانور کا دودھ پیا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ رضاعت کا حکم دارالاسلام اور دارالحرب دونوں جگہ یکساں ہے لہذا اگر کسی کافر عورت نے دارالحرب میں کسی کافر بچہ کو دودھ پلایا اور پھر وہ دودھ پلانے والی اس کے قرابت دار اور دودھ پینے والا بچہ مسلمان ہو گئے یا وہ دارالحرب میں اسلام ہی کی حالت میں تھے اور پھر دارالحرب سے دارالاسلام میں آ گئے تو پھر رضاعت کے تمام احکام نافذ ہوں گے۔ جس طرح عورت کی چھاتی سے دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اسی طرح بچہ کے منہ میں دودھ ڈال دینے یا ناک میں نچوڑ دینے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے البتہ کان میں پکانے عضو مخصوص کے سوراخ میں ڈالنے حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے اور مقعد میں اور دماغ اور پیٹ کے زخم میں ڈالنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اگرچہ دودھ ان زخموں کے ذریعہ دماغ اور پیٹ میں پہنچ جائے۔ لیکن حضرت امام محمد کے نزدیک حقنہ کے ذریعہ استعمال کرنے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر غذا کی کسی چیز میں دودھ مل گیا اور اسے آگ پر پکا کر کھانا بنالیا گیا جس کی وجہ سے دودھ کی حقیقت بدل گئی تو اس کو کھانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب ہو اور اگر دودھ ملی ہوئی چیز آگ پر پکائی نہیں گئی تو اس صورت میں بھی اس کو کھانے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ بشرطیکہ اس چیز میں دودھ غالب نہ ہو اور اگر وہ دودھ غالب ہوگا تو بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک حرمت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ جب بیٹے والی چیز جمی ہوئی چیز میں مخلوط ہو گئی تو بیٹے والی چیز اس جمی ہوئی چیز کے تابع ہو گئی اور مشروبات کی قسم سے خارج ہو گئی یعنی پینے کے قابل نہیں رہی اسی لئے علماء نے کہا ہے کہ جس چیز میں دودھ مخلوط ہو گیا اگر وہ غالب نہ ہو اور اب بھی وہ دودھ بیٹے کے قابل ہو تو اس کے پینے سے حرمت ثابت ہو جائیگی۔ (نہاوی، کتاب طلاق، بیروت)

دودھ کا بکری وغیرہ کے دودھ سے مکس ہو جانے کا بیان

اگر عورت کا دودھ (کسی جانور مثلاً) بکری کے دودھ میں مخلوط ہو گیا اور عورت کا دودھ غالب ہے تو اس کے پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر عورت نے اپنے دودھ میں روٹی بھگوئی اور روٹی نے دودھ کو جذب کر لیا یا اپنے دودھ میں ستونگھوا اور پھر وہ روٹی یا ستونگھوا کسی بچہ کو کھلا دیا تو اگر اس میں دودھ کا ذائقہ موجود ہو تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ لیکن ذائقہ کی موجودگی کی شرح اس صورت میں ہے جب کہ اس کو لقمہ لقمہ کر کے کھلایا جائے اور اگر گھونٹ گھونٹ کر کے پلایا گیا تو پھر اگر ذائقہ موجود نہ ہو تب بھی

حرمت ثابت ہو جائے گی۔

اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا جانور کے دودھ میں مخلوط ہو گیا تو اس میں غالب کا اعتبار ہوگا یعنی اگر وہ دودھ غالب ہوگا تو اس کو پینے سے حرمت ثابت ہو جائے گی اور اگر پانی وغیرہ غالب ہوگا تو حرمت ثابت نہیں ہوگی (اس طرح اگر عورت کا دودھ کسی بھی چیز میں سیال چیز یا کسی بھی جی ہوئی چیز میں مخلوط ہو جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا اور غالب سے مراد یہ ہے کہ اس کا رنگ ہو اور ذائقہ تینوں چیزیں یا ان میں سے کوئی ایک چیز محسوس و معلوم ہو۔ اور اگر دونوں چیزیں یعنی دودھ اور وہ چیز جس میں دودھ مخلوط ہو گیا ہے برابر ہوں تو حرمت کا ثابت ہونا ضروری ہو جائے گا کیونکہ دودھ مغلوب نہیں ہے۔

اگر دو عورتوں کا دودھ باہم مل گیا ہے تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک اس عورت سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی جس کا دودھ زیادہ اور غالب ہو لیکن حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں دونوں عورتوں سے حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی حضرت امام ابو حنیفہ کا ایک قول بھی اسی کے مطابق ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور اقرب الی الاحتیاط ہے اور اگر دونوں عورتوں کا دودھ برابر ہو تو متفقہ طور پر یعنی ان تینوں ائمہ کے نزدیک مسئلہ یہی ہے کہ دونوں عورتوں کے ساتھ حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

اگر کسی عورت نے اپنے دودھ کا چھاپہ یا دی یا پنیر اور یا مادہ غیرہ بنا لیا اور اسے کسی بچہ کو کھلا دیا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوگی کیونکہ اس پر رضاعت یعنی دودھ پینے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ بستی دگاؤں کی کسی عورت نے ایک بچی کو دودھ پلایا مگر بعد میں یہ کسی کو بھی یاد و معلوم نہیں رہا کہ وہ دودھ پلانے والی عورت کون تھی اور پھر اس بستی کے کسی شخص نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔ عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ بلا ضرورت کسی بچی کو اپنا دودھ نہ پلائیں اور اگر کسی بچہ کو اپنا دودھ پلائیں تو یاد رکھیں یا لکھ لیا کریں عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بلا ضرورت دوسروں کے بچوں کے منہ میں اپنی چھاتی دے دیتی ہیں اور انہیں دودھ پلا دیتی ہیں اور پھر بعد میں انہیں یاد بھی نہیں رہتا کہ کس بچہ کو میں نے اپنا دودھ پلایا ہے اس کی وجہ سے حرمت رضاعت کے احکام کی صریح خلاف ورزی ہوتی ہے لہذا اس بارے میں احتیاط ضروری ہے۔

دودھ خواہ پہلے پلایا ہو خواہ بعد میں پلایا گیا ہو حرمت رضاعت بہر صورت ثابت ہو جائے گی پہلے اور بعد میں کوئی فرق نہیں ہو گا لہذا اگر کسی شخص نے ایک شیر خوار بچی سے نکاح کر لیا اور پھر بعد میں اس شخص یعنی خاوند کی نسبی یا رضاعی ماں نے یا بہن نے یا لڑکی نے آ کر اس کو اپنا دودھ پلا دیا تو یہ بچی اس شخص کے لئے حرام ہو جائے گی اور اس پر نصف مہر واجب ہوگا لیکن اس نصف مہر کے طور پر جو رقم وہ ادا کرے گا اسے وہ مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی سے وصول کر لے گا بشرطیکہ اس دودھ پلانے والی نے محض شرارت یعنی نکاح ختم کرانے کے لئے اپنا دودھ پلا دیا ہو اور اگر اس نے شرارت کی نیت سے دودھ نہ پلایا ہو بلکہ وہ بچی بھوک سے بک رہی تھی اور اس عورت نے ہمدردی کے جذبہ سے اسے دودھ پلا دیا تو پھر خاوند اس سے اپنی رقم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ کسی شخص نے دو شیر خوار بچیوں سے نکاح کیا اس کے بعد ایک اجنبی عورت نے آ کر ان دونوں بچیوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دودھ پلا دیا تو وہ دونوں بچیاں شوہر کے لئے حرام ہو جائیں گی اور پھر اس کے بعد وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے جسے وہ پسند کرے نکاح کر سکتا

ہے۔ اور اگر اس کے نکاح میں دو کی بجائے تین بچیاں ہوں اور اس عورت نے ان تینوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا تو وہ تینوں تمام ہو جائیں گی اس کے بعد وہ ان تینوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر تینوں کو یکے بعد دیگرے پلایا تو پہلی دو تمام ہو جائیں گی اور تیسری اس کی بیوی رہے گی اور اگر پہلے تو دو بچیوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا اور اس کے بعد تیسری کو پلایا تو بھی تین تک ہو گا۔ اور اگر پہلے ایک لڑکی کو پلایا اور بعد میں دو کو ایک ساتھ پلایا تو تینوں تمام ہو جائیں گی اور ان میں سے ہر ایک بچی کا نصف حصہ اس پر واجب ہو گا جسے وہ دودھ پلانے والی سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے شہادت کی نیت سے دودھ پلایا ہو اور اس کے نکاح میں چار بچیاں ہوں اور اس عورت نے ان چاروں بچیوں کو ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے ایک ایک کر کے دودھ پلایا ہو تو چاروں حرام ہو جائیں گی اور اگر پہلے ایک کو اور پھر تین کو ایک ساتھ پلایا ہو تو بھی تین تک ہو گا اور اگر پہلے تین کو ایک ساتھ دودھ پلایا ہو تو چھٹی حرام نہیں ہوگی۔ اگر کسی شخص نے ایک بیوی عورت سے اور ایک شیر خوار بچی سے نکاح کیا اور پھر بیوی نے چھوٹی کو اپنا دودھ پلایا تو شوہر کے لئے دونوں حرام ہو جائیں گی اب اگر اس شخص نے بیوی سے بھلا نہیں کیا تھا تو اس کو کچھ مہر نہیں ملے گا اور چھوٹی کو اس کا آدھا مہر دینا واجب ہو گا جسے وہ بیوی سے وصول کرے گا بشرطیکہ اس نے شہادت کی نیت سے اسے دودھ پلایا ہو اور اگر اس نے دودھ شہادت کی نیت سے نہیں پلایا تو اس سے کچھ وصول نہیں کیا جائے گا اگرچہ اس بیوی کو یہ معلوم ہو کہ یہ چھوٹی بچی میرے شوہر کی بیوی ہے۔ رضاعت دودھ پلانے کا ثبوت دو باتوں میں سے کسی ایک بات سے ہو جاتا ہے ایک تو اقرار یعنی کوئی عورت خود اقرار کرے کہ میں نے فلاں کو دودھ پلایا ہے اور دوسرے گواہی یعنی گواہ یہ گواہی دیں کہ فلاں عورت نے فلاں بچے کو دودھ پلایا ہے) اور رضاعت کے سلسلہ میں گواہی یا تو دو مردوں کی حشر ہوتی ہے یا ایک مرد اور دو عورتوں کی بشرطیکہ وہ عادل ہوں۔ (حرمت رضاعت کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان) جو تفریق جدائی ہوتی ہے وہ قاضی کے حکم کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے اور جب دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں کسی میاں بیوی کے درمیان رضاعت کے رشتہ کی گواہی دیں اور اس کی بنیاد پر قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کر دے تو عورت کو کچھ نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو اور اگر جماع ہو چکا ہو گا تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ مہر خاندن پر واجب ہو گا اور نقد و سکنہ یعنی کھانے پینے کا خرچہ اور رہنے کے لئے مکان واجب نہیں ہو گا۔ اگر دو عادل مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے نکاح ہو جانے کے بعد شادی شدہ عورت کے سامنے گواہی دی اور کہا کہ شوہر کے ساتھ تمہارا رشتہ رضاعت ثابت ہوتا ہے) تو اس عورت کے لئے شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ شہادت صحیح ہے بایں طور کہ جس طرح یہ شہادت اگر قاضی کے سامنے دی جاتی تو رضاعت ثابت ہو جاتی اور وہ دونوں کے درمیان تفریق کر دیتا ہے) اسی طرح جب یہ شہادت عورت کے سامنے آئے گی تو اس کا حکم بھی وہی ہو گا اور اگر رضاعت کی یہ خبر صرف ایک شخص دے اور اس عورت کے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ یہ شخص سچ کہہ رہا ہے تو شوہر سے پرہیز کرنا بہتر ہے لیکن واجب نہیں ہے۔ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد ایک دوسری عورت نے آکر ان دونوں میاں بیوی سے کہا کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تو اس مسئلہ کی چار صورتیں ہوں گی، 1- اگر دونوں میاں بیوی نے اس عورت کا اعتبار کر لیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور عورت کو کچھ مہر نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو۔ 2- اگر دونوں میاں بیوی نے اس عورت کا اعتبار نہ کیا تو نکاح بحال

باقی رہے گا لیکن اگر وہ عورت جس نے رشتہ رضاعت کی خبر دی ہے (عادل ہے تو پھر احتیاط کا تقاضہ یہی ہوگا کہ خاوند اپنی بیوی کو چھوڑ دے اب اگر اس نے چھوڑ دیا تو بہتر ہے کہ خاوند نصف مہر دیدے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ کچھ نہ لے بشرطیکہ چھوڑنا جماع سے پہلے ہو اور اگر چھوڑنے سے پہلے جماع ہو چکا ہو تو مرد کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اس کا پورا مہر بھی دیدے اور عدت کے ایام پورے ہونے تک نفقہ و سکنہ بھی دے اور عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ مہر مثل و مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہو وہ لے لے اور نفقہ و سکنہ نہ لے اور اگر خاوند نے بیوی کو نہیں چھوڑا یعنی اس نے طلاق نہیں دی) تو بیوی کو خاوند کے پاس رہنا جائز ہے۔

اسی طرح اگر دو عورتوں نے یا ایک مرد اور ایک عورت نے یا دو غیر عادل مردوں نے یا غیر عادل ایک مرد اور دو عورتوں نے رضاعت کی گواہی دی تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا یعنی خاوند کے لئے بہتر یہی ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے۔ 3- اگر خاوند نے اس عورت کا اعتبار کیا اور بیوی نے اعتبار نہیں کیا تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور مہر دینا واجب ہوگا۔ 4- اگر بیوی نے اس عورت کا اعتبار کیا مگر خاوند نے اس کا اعتبار نہیں کیا تو نکاح بحالہ باقی رہے گا لیکن بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ خاوند سے قسم کھلاوے کہ وہ واقعہً اس عورت کی بات کو صحیح نہیں سمجھتا) اور اگر خاوند قسم کھانے سے انکار کر دے تو دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی۔

ایک مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور پھر کہنے لگا کہ یہ میری رضاعتی بہن ہے یا اس کی طرف اسی قسم کے کسی اور رضاعتی رشتہ کی نسبت کی اس کے بعد اس نے کہا کہ مجھے وہم ہو گیا تھا میں نے جو کچھ کہا تھا غلط تھا تو استسنا ان دونوں کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی بشرطیکہ وہ اپنی اس دوسری بات پر قائم رہے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا غلط ہے (اور اگر وہ اپنی پہلی بات پر قائم رہے اور یہ کہے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح ہے تو اس صورت میں دونوں کے درمیان تفریق کرادی جائے گی پھر اس کے بعد وہ اپنی پہلی بات سے انکار کرے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر عورت نے اپنے خاوند کی اس بات کی تصدیق کر دی تو اس کو کچھ مہر نہیں ملے گا بشرطیکہ اس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو) اور اگر اس عورت کے ساتھ جماع ہو چکا ہو اور وہ اپنے خاوند کی اس بات کی تصدیق نہ کرے تو مرد پر اس کا پورا مہر اور نفقہ و سکنہ واجب ہوگا۔

اور اگر مرد نے کسی عورت کے بارے میں اس سے نکاح کرنے سے پہلے یہ کہا کہ یہ میری رضاعتی بہن ہے یا رضاعتی ماں ہے اور پھر بعد میں کہنے لگا مجھے وہم ہو گیا تھا یا مجھ سے چوک ہو گئی تھی (یعنی میں نے پہلے جو کچھ کہا تھا غلط ہے) تو اس شخص کو اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر اپنی سابقہ بات پر قائم رہا یعنی بعد میں اس نے کہا کہ میں نے جو کچھ پہلے کہا تھا وہ صحیح ہے تو اس صورت میں اس عورت سے اس کو نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر وہ اس کے باوجود نکاح کر لے تو ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی جائے گی اور اگر وہ اپنے سابقہ اقرار ہی سے مکر جائے (یعنی یہ کہنے لگے کہ میں نے یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ یہ میری رضاعتی ماں یا بہن ہے) لیکن دو شخص اس بات کی گواہی دیں کہ اس نے اقرار کیا تھا تو پھر اس صورت میں ان کے درمیان جدائی کرادی جائے گی۔ اگر کسی عورت نے کسی مرد کے بارے میں اقرار کیا کہ یہ میرا رضاعتی باپ رضاعتی بھائی یا رضاعتی بھتیجا ہے لیکن مرد نے اس کا انکار کیا اور اس کے بعد پھر عورت نے بھی اپنے قول کی تردید کی اور کہا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی تو اس عورت سے نکاح جائز ہو جائے گا اور اسی طرح اگر مرد نے اس عورت سے نکاح کر لیا قبل اس کے کہ وہ عورت اپنے قول کی تردید کرتی تو نکاح صحیح ہوگا۔ اگر کسی مرد

نے کسی عورت سے جو اس کے نکاح میں ہوا اپنے نسبی رشتہ کا اقرار کیا یعنی یوں کہا کہ یہ عورت میری حقیقی ماں ہے یا حقیقی بہن ہے یا حقیقی بیٹی ہے اور اس عورت کا نسب کسی کو معلوم نہیں ہے نیز وہ مرد یہ صلاحیت رکھتا ہے (یعنی اس کے بارے میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ عورت اس کی ماں یا بیٹی ہو تو) اس مرد سے دوبارے پوچھا جائے گا اب اگر وہ یہ کہے کہ مجھے وہم ہو گیا تھا یا میں چوک گیا تھا، یا میں نے غلط کہا تھا تو استحساناً ان کا نکاح باقی رہے گا اور اگر دوبارہ پوچھے جانے پر اس نے یہ کہا کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہی صحیح ہے تو پھر دونوں میں تفریق کرادی جائے گی۔

اور اگر مرد یہ صلاحیت نہیں رکھتا یعنی ان دونوں کی عمر میں اس قدر تفاوت ہے کہ وہ اس بات کا امکان نہیں رکھتا کہ وہ عورت جس عمر کی ہے اس عمر کی کوئی عورت اس کی حقیقی ماں یا اس کی حقیقی بہن ہو سکے تو نسب ثابت نہیں ہوگا اور ان دونوں کی جدائی نہیں کرائی جائے گی اور اگر مرد نے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ یہ میری حقیقی لڑکی ہے اور پھر بعد میں اپنی اس بات پر بھی نہیں کی بلکہ اس پر اصرار کرتا رہا حالانکہ لوگوں کو اس لڑکی کا نسب معلوم ہے (یعنی دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑکی اس کی نہیں بلکہ دوسرے کی ہے) تو ان دونوں کے درمیان جدائی نہیں کرائی جائے گی اور اسی طرح اگر اس نے یہ کہا کہ یہ میری حقیقی ماں ہے مانا کہ لوگوں کو اس کا نسب معلوم ہے (یعنی سب جانتے ہیں کہ یہ اس کی ماں نہیں ہے) تو اس صورت میں بھی دونوں کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی چوتھا سبب جمع کرنا: یعنی وہ عورتیں جو دوسری عورتوں کے ساتھ جمع ہو کر محرمات میں سے ہو جاتی ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اجنبی عورتوں کو جمع کرنا (۲) ذوات الارحام کو جمع کرنا پہلی قسم یعنی اجنبی عورتوں کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے جس قدر نکاحوں کی اجازت دی ہے ان سے زیادہ نکاح کرنا چنانچہ شریعت نے آزاد مرد کو ایک وقت میں چار نکاح تک کی اجازت اور غلام کو ایک وقت میں دو نکاح تک کی اجازت دی ہے لہذا کسی آزاد شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک وقت میں چار سے زیادہ عورتوں کو جمع کرے (یعنی چار سے زیادہ عورتوں کو اپنی بیوی بنائے) اور غلام کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک وقت میں دو سے زیادہ عورتوں کو جمع کرے آزاد شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ایک وقت میں جتنی چاہے بغیر نکاح باندیاں رکھے باندیاں رکھنے کی تعداد کی کوئی قید نہیں ہے لیکن غلام کو بغیر نکاح باندی رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اس کا آقا اجازت دیدے آزاد شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور وہ چار عورتیں خواہ آزاد ہوں خواہ باندیاں ہوں اور آزاد دونوں ملی جلی ہوں۔

اگر کسی شخص نے پانچ عورتوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو پہلی چار کا نکاح جائز اور پانچویں کا باطل ہوگا اور اگر پانچوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو پانچوں کا نکاح باطل ہوگا اسی طرح اگر کسی غلام نے تین عورتوں سے نکاح کیا تو یہی تفصیل ہوگی کہ ان تینوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کرنے کی صورت میں تو پہلی دونوں کا نکاح صحیح ہو جائے گا اور تیسری کا باطل ہوگا اور اگر تینوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو تینوں کا نکاح باطل ہوگا۔ اگر کسی حربی کافر نے پانچ کافرہ عورتوں سے نکاح کیا اور پھر وہ سب یعنی پانچوں بیویاں اور شوہر مسلمان ہو گئے تو اگر یہ پانچوں نکاح یکے بعد دیگرے ہوئے تھے تو پہلی چار بیویاں جائز رہیں گی اور پانچویں

بیوی سے جدائی کرادی جائے گی اور اگر پانچوں نکاح ایک ہی عقد میں ہوئے تھے تو پانچوں کا نکاح باطل ہو جائے گا اور ان پانچوں سے شوہر کی جدائی کرادی جائے گی۔ اگر کسی عورت نے ایک عقد میں دو مردوں سے نکاح کیا اور ان میں سے ایک شخص کے نکاح میں پہلے سے چار عورتیں تھیں تو اس کا نکاح اس دوسرے شخص کے ساتھ صحیح ہوگا (جس کے نکاح میں پہلے سے چار بیویاں نہیں تھیں اور اگر ان دونوں کے نکاح میں پہلے سے چار بیویاں تھیں یا ان میں سے کسی ایک کے بھی نکاح میں چار عورتیں نہیں تھیں تو یہ نکاح کسی کے ساتھ بھی صحیح نہیں ہوگا۔ جمع کرنے کی دوسری قسم یعنی ذوات الارحام کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھا جائے گا جو آپس میں ذی رحم اور نسبی رشتہ دار ہوں چنانچہ دو بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو باندی بنا کر ان سے جماع کرنا بھی حرام ہے یعنی اگر دو بہنیں بطور باندی کسی کی ملکیت میں ہوں تو دونوں سے جماع نہ کیا جائے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے خواہ وہ دونوں نسبی حقیقی بہنیں ہوں یا رضاعی بہنیں ہوں۔

اس بارے میں اصول اور ضابطہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں جو ایک دوسرے کی رشتہ دار ہوں اور ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو مرد فرض کر لیا جائے تو آپس میں ان دونوں کا نکاح درست نہ ہو خواہ وہ رشتہ نسبی حقیقی ہو یا رضاعی ہو تو ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہوتا لہذا جس طرح دو حقیقی یا رضاعی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے اسی طرح لڑکی اور اس کی حقیقی یا رضاعی پھوپھی کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے ایسے ہی کسی لڑکی اور اس کی حقیقی یا رضاعی خالہ یا اسی قسم کی کسی اور رشتہ دار کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں کسی عورت اور اس کے پہلے خاوند کی لڑکی کو جو اس عورت کے بطن سے نہیں ہے (بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے کیونکہ اگر اس عورت کو مرد فرض کر لیا جائے تو اس کے شوہر کی اس لڑکی سے اس کو نکاح کرنا جائز ہوگا بخلاف اس کے عکس کے کہ اگر اس لڑکی کو مرد فرض کر لیا جائے تو اس کے لئے اس عورت یعنی باپ کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا) اسی طرح کسی عورت اور اس کی باندی کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے بشرطیکہ پہلے اس باندی سے نکاح کیا ہو۔ (نکاحی ہندیہ، کتاب طلاق، بیروت)

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُمِّ وَالْبِنْتِ .

باب ماں اور بیٹی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

3285- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَتْهُ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنْكِحُ بِنْتَ أَبِي تَعْنِي أُخْتَهَا . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "وَتُحِبِّينَ ذَلِكَ" . قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيةٍ وَأَحَبُّ مِنِّي شَرِّ كَتَبْتِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "إِنَّ ذَلِكَ لَا يَحِلُّ" . قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَقَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ تَنْكِحُ ذُرَّةَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ . فَقَالَ: "بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ" .

قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ نَعَمْ - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "قَوَالِ اللَّهِ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِّيتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ أَرْضَعْتَنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثَوْبِيَةَ فَلَا تَعْرِضَنَّ عَلَيَّ بَنَاتُكَ وَلَا أَخَوَاتُكَ".

♦♦ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ میری بہن کے ساتھ شادی کر لیجئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو۔ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے یہ پسند ہے کہ اس بھلائی میں میری بہن بھی شریک ہو تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ حلال نہیں ہے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ کی قسم! ہم تو یہ بات چیت کر رہے ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی! سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضائی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو تو یہ نے درہ پلایا ہے۔ تم میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

3286- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ تَأْكُلُ ذُرَّةَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَعْلَى أُمِّ سَلَمَةَ لَوْ آتَى لَمْ أَتِكْ أُمِّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي إِنْ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ".

♦♦ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: ہم تو یہ بات چیت کر رہے ہیں کہ آپ درہ بنت ابوسلمہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں۔ اگر میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح نہ کیا ہوتا تو بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی کیونکہ اس کا باپ میرا رضائی بھائی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ -

یہ باب ہے کہ دو بہنوں کو (نکاح میں) اکٹھے کرنا حرام ہے

3287- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ الشَّرِيفِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي أُخْتِي قَالَ: "فَأَصْنَعِ مَاذَا". قَالَتْ تَزَوَّجُهَا. قَالَ: "فَإِنَّ ذَلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ". قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخَلِّيَةٍ وَأَحَبُّ مِنْ يَشْرِكُنِي فِي خَيْرِ أُخْتِي. قَالَ: "إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي". قَالَتْ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ تَخْطُبُ ذُرَّةَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ. قَالَ: "بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ". قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ: "وَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِّيتِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ فَلَا تَعْرِضَنَّ عَلَيَّ بَنَاتُكَ وَلَا أَخَوَاتُكَ".

♦♦ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ میری بہن میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں کیا کروں؟ انہوں نے عرض کی: آپ اس کے ساتھ شادی کر لیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! کیونکہ میں آپ کی اکلوتی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میری بہن بھی اس بھائی میں میرے ساتھ شریک ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں ہے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی:

میں تو یہ پتہ چلا ہے کہ آپ درود بنت ابوسلمہ کو نکاح کا پیغام بھیج رہے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابوسلمہ کی بیٹی کو۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری سوتیلی بیٹی نہ ہوتی تو بھی میرے لئے حلال نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضائی بھائی کی بیٹی ہے۔ تم لوگ میرے سامنے اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے رشتوں کی پیشکش نہ کیا کرو۔

نکاح میں محرمات کو جمع کرنے کی ممانعت میں فقہی مسائل کا بیان

اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تو نکاح باطل ہوگا اور ان دونوں کو ان کے شوہر سے جدا کر دیا جائے گا اور پھر یہ جدائی اگر دخول یعنی جماع سے پہلے ہوگی تو ان دونوں کو مہر کے طور پر کچھ نہیں دلوایا جائے گا اور اگر جدائی دخول کے بعد ہوگی تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو دیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے مختلف عقد میں یعنی یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو جو نکاح بعد میں ہوگا وہ قاسد ہو جائے گا اور شوہر کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اس سے علیحدگی اختیار کرے اگر وہ خود سے علیحدگی اختیار نہ کرے اور قاضی کو اس کا علم ہو جائے تو قاضی علیحدگی کرادے۔ اور پھر یہ علیحدگی اگر دخول جماع سے پہلے واقع ہوگئی تو علیحدگی کے احکام (یعنی مہر عدت وغیرہ) میں سے کوئی حکم نافذ نہیں ہوگا اور اگر دخول کے بعد علیحدگی واقع ہوگئی تو مہر مثل اور مہر متعین میں سے جس کی مقدار کم ہوگی وہ مہر مل جائے گا اور اس پر عدت واجب ہوگی اور اگر بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور اس شخص کو اپنی بیوی یعنی پہلی منکوحہ سے اس وقت تک علیحدہ رہنا ہوگا جب تک کہ اس کی بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے اور اگر کسی شخص نے دو بہنوں سے دو عقدوں میں یعنی یکے بعد دیگرے نکاح کر لیا مگر یہ معلوم نہیں کہ کس بہن سے پہلے اور کس بہن سے بعد میں نکاح کیا تھا تو ایسی صورت میں شوہر کو حکم دیا جائے گا کہ وہ بیان کرے اگر وہ بیان کر دے کہ فلاں بہن سے پہلے اور فلاں بہن سے بعد میں نکاح کیا تھا تو اس بیان کے مطابق عمل کیا جائے (یعنی پہلی کا نکاح باقی اور دوسری کا نکاح باطل قرار دیا جائے اور اگر شوہر بھی بیان نہ کر سکے تو پھر قاضی ان دونوں ہی سے شوہر کی علیحدگی کرادے، علیحدگی کے بعد ان دونوں کو نصف مہر ملے گا بشرطیکہ دونوں کا مہر برابر ہو اور عقد کے وقت متعین ہوا ہو اور یہ علیحدگی بھی جماع سے پہلے واقع ہوئی ہو اور اگر دونوں کا مہر برابر نہ ہو تو ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کے مہر کا چوتھائی حصہ ملے گا اور اگر عقد کے وقت مہر متعین نہ ہوا تو آدھے مہر کی بجائے ایک جوڑا کپڑا دونوں کو دیا جائے گا۔ اور اگر یہ علیحدگی جماع کے بعد ہوئی ہو تو ہر ایک کو اس کا مہر پورا ملے گا۔

اور ابو جعفر ہندوانی فرماتے ہیں کہ مسئلہ مذکورہ کا یہ حکم اس وقت ہوگا جب کہ ان دونوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے کہ پہلے مجھ سے نکاح ہوا تھا اور گواہ کی ایک کے بھی پاس نہ ہوں تو دونوں کو نصف مہر دلایا جائے گا لیکن اگر دونوں یہ کہیں کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ہم میں سے کس کا نکاح پہلے ہوا ہے تو ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جائے گا جب تک کہ دونوں کسی ایک بات پر متفق نہ ہو کر صلح نہ کر لیں اور دونوں کے صلح کی صورت یہ ہوگی کہ وہ دونوں قاضی کے پاس جا کر یہ کہیں کہ ہم دونوں کا مہر ہمارے خاوند پر

واجب ہے اور ہمارے اس مطالبہ میں کوئی تیسرا دعویٰ دار شریک نہیں ہے (یعنی ہمارے خاوند پر مہر کی جو رقم واجب ہے اس میں ہم دونوں کے علاوہ اور کسی تیسری عورت کا کوئی حق نہیں ہے) لہذا ہم دونوں اس بات پر صلح و اتفاق کرتی ہیں کہ نصف مہر لے لیں اس کے بعد قاضی فیصلہ کر دے گا اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنا نکاح پہلے ہونے پر گواہ پیش کئے تو مرد پر نصف مہر واجب ہوگا جو دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا اس حکم میں تمام علماء کا اتفاق ہے نیز دو بہنوں کے سلسلہ میں جو احکام بیان کئے گئے ہیں وہ ایسی تمام عورتوں میں بھی جاری ہوں گے جن کا جمع کرنا (یعنی جن کو یک وقت اپنے نکاح میں رکھنا) حرام ہے اور اگر یہ شخص یعنی جس نے دو بہنوں سے ایک عقد میں نکاح کر لیا تھا اور یہ نکاح باطل ہونے کی وجہ سے ان دونوں بہنوں اور اس کے درمیان علیحدگی کرادی تھی) ان دونوں بہنوں کے علیحدہ ہو جانے کے بعد پھر ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرنا چاہے تو نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ علیحدگی جماع سے پہلے ہوئی ہو اور اگر یہ علیحدگی جماع کے بعد ہوئی تھی تو اس صورت میں دونوں بہنوں کی عدت گزر جانے سے پہلے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا اور اگر ایک عدت میں ہے اور دوسری کی عدت پوری ہوگئی ہے تو اس بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا جو عدت میں ہے دوسری سے اس وقت تک نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا جب تک اس بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے جو عدت میں ہے۔ اور اگر علیحدگی سے پہلے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جماع ہو گیا تھا تو اس بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا جس سے جماع ہو چکا تھا اور اگر اس بہن سے نکاح کرنا چاہے جس سے جماع نہیں ہوا تھا تو اس سے اس وقت تک نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا جب تک اس بہن کی عدت پوری نہ ہو جائے جس سے جماع ہوا تھا، ہاں اگر اس بہن کی عدت پوری ہو جائے جس سے جماع ہوا تھا تو پھر ان دونوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے۔

جس طرح بیک وقت دو بہنوں کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے اسی طرح بیک وقت دو باندی بہنوں سے جنسی لطف حاصل کرنا یعنی مساس و جماع کرنا بھی جائز نہیں ہے (یعنی اگر کسی شخص کی ملکیت میں بیک وقت دو بہنیں بطور باندی ہوں تو وہ ان دونوں سے جنسی تلذذ حاصل نہ کرے بلکہ ان میں سے کسی ایک ہی سے مساس و جماع وغیرہ کرے) کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے جنسی لطف لینے کے بعد دوسری بہن حرام ہو جائے گی اس دوسری بہن سے اسی وقت جنسی لطف حاصل کر سکتا ہے جب کہ پہلی بہن کو اپنے اوپر حرام کر لے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور اس سے جماع کر لیا پھر اس کے بعد اس کی بہن کو خرید لیا تو صرف پہلی ہی سے جماع کر سکتا ہے دوسری سے جماع اس وقت تک حرام ہوگا جب تک کہ پہلی کو اپنے لئے حرام نہ کر لے اور حرام کرنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ یا تو کسی سے اس کا نکاح کر دے یا اپنی ملکیت سے نکال دے یا آزاد کر دے یا کسی کو ہبہ کر دے یا فروخت کر دے یا صدقہ کر دے اور یا مکاتب بنادے۔ اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ بعض حصہ کو آزاد کرنا کل حصہ کو آزاد کرنے کے مترادف ہے (مثلاً کسی نے اپنی باندی سے کہا کہ میں نے تیرا آدھا حصہ یا تیرا چوتھائی حصہ آزاد کیا تو یہ کل کو آزاد کرنے کے مرادف ہوگا اور اس سے جماع کرنا ناجائز ہوگا) اسی طرح اس کے بعض حصہ کو اپنی ملکیت سے نکالنا کل کو اپنی ملکیت سے نکالنے کے مرادف ہوگا۔

اگر صرف یہ کہہ دیا جائے کہ پہلی مجھ پر حرام ہے تو اس کو کہہ دینے کی وجہ سے دوسری سے جماع کرنا جائز نہیں ہوگا جیسا کہ ایک کے حیض و نفاس اور احرام و روزہ کی وجہ سے دوسری حلال نہیں ہو جاتی یعنی جس طرح اگر ایک بہن حیض وغیرہ کی حالت میں حرام ہو جاتی ہے تو محض اس کی وجہ سے اس کی دوسری بہن حلال نہیں ہو جاتی اسی طرح فقط اتنا کہہ دینا کہ پہلی میرے لئے حرام ہے دوسری کو حلال کر دینے کے لئے کافی نہیں ہے) اگر کسی شخص نے ان دونوں بہنوں سے جماع کر لیا جو بطور باندی اس کی ملکیت میں تھیں تو اس کے بعد ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ جماع نہیں کر سکتا تا وقتیکہ مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق دوسری کو اپنے لئے حرام نہ کر لے۔ اگر کسی شخص نے ان دونوں باندی بہنوں میں سے کہ جو بیک وقت اس کی ملکیت میں تھیں کسی ایک کو فروخت کر دیا لیکن وہ کسی عیب کی وجہ سے لوٹ کر آگئی یا اس کو بہہ کر دیا تھا لیکن اپنے بہہ کو ختم کر کے اسے واپس لے لیا یا اس کا نکاح کر دیا تھا مگر اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی اور اس کی عدت بھی پوری ہو گئی تو ان صورتوں میں وہ شخص ان میں سے کسی ایک سے بھی جماع نہ کرے تا وقتیکہ دوسری بہن کو اپنے لئے حرام نہ کر لے۔ کسی شخص نے ایک باندی سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ جماع کرنے سے پہلے اس کی بہن کو خرید لیا تو اس کے لئے خریدی ہوئی باندی سے جنسی لطف حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ فراش یعنی زوجتی کا استحقاق نفس نکاح سے ثابت ہو جاتا ہے اس لئے اگر وہ خریدی ہوئی باندی سے جماع کرے گا تو یہی کہا جائے گا کہ اس نے فراش یعنی زوجیت کا استحقاق) میں دو بہنوں کو جمع کیا اور یہ حرام ہے۔

اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے جماع کر لیا اور اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا تو یہ نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہو گیا تو اب وہ باندی سے جماع نہ کرے گا اگرچہ ابھی تک منکوحہ سے جماع نہ کیا ہو اور اس منکوحہ سے اس وقت تک جماع نہ کرے جب تک کہ اپنی باندی یعنی منکوحہ کی بہن کو مذکورہ بالا طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے اپنے لئے حرام نہ کر لے اور اگر اس نے اپنی باندی کی بہن سے اسی صورت میں نکاح کیا کہ اس باندی سے جماع نہیں ہوا ہے تو پھر منکوحہ سے جماع کر سکتا ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے جماع کے بعد اس کی بہن سے نکاح کیا مگر وہ نکاح کسی وجہ سے فاسد ہو گیا تو محض نکاح سے وہ باندی حرام نہ ہوگی ہاں اگر نکاح کے بعد وہ منکوحہ سے جماع کر لے تو باندی سے جماع کرنا حرام ہو جائے گا۔

اگر دو بہنوں نے کسی شخص سے یہ کہا کہ ہم نے اتنے مہر کے عوض تمہارے ساتھ اپنا نکاح کیا اور یہ الفاظ دونوں کی زبان سے ایک ساتھ ادا ہوئے اور اس شخص نے ان میں سے ایک کا نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا اور اگر پہلے خود اس شخص نے ان دونوں بہنوں سے یہ کہا کہ میں نے تم میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہزار روپیہ کے عوض اپنا نکاح کیا اور ان میں سے ایک نے قبول کر لیا اور دوسری نے انکار کر دیا تو دونوں کا نکاح باطل ہوگا۔ امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے اپنا نکاح کروانے کے لئے ایک آدمی کو اپنا وکیل بنایا اور پھر کسی دوسرے آدمی کو بھی اسی کام کے لئے اپنا وکیل بنا دیا اس کے بعد ان دونوں میں سے ہر ایک وکیل نے ایک ایک عورت سے اس شخص کا نکاح ان عورتوں کی اجازت کے بغیر کر دیا اور پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دونوں عورتیں رضاعی بہنیں ہیں، نیز ان دونوں وکیلوں کی زبان سے نکاح کے الفاظ ایک ساتھ ادا ہوئے تھے تو اس صورت میں دونوں عورتوں کے نکاح باطل ہوں گے۔

اسی طرح اگر یہ دونوں نکاح ان عورتوں کی اجازت سے ہوں یا ایک کی اجازت سے اور ایک کی بغیر اجازت تو بھی یہی حکم ہوگا۔ ایک شخص مثلاً زید نے دو بہنوں سے نکاح کیا حالانکہ ان میں سے ایک بہن کسی دوسرے شخص کے نکاح میں تھی یا کسی دوسرے شوہر کے طلاق دینے کی وجہ سے ابھی عدت کے دن گزار رہی تھی تو اس صورت میں زید کا نکاح صرف دوسری بہن کے ساتھ صحیح ہوگا۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی یا ایک طلاق بائن یا تین طلاق دی یا نکاح فاسد ہو جانے کی وجہ سے نکاح فسخ ہو گیا یا شبہ ہو کر کسی عورت سے جماع کر لیا غرضیکہ ان میں سے کسی بھی صورت کے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ عورت کہ عدت کے دن گزار رہی ہو تو اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے وہ شخص نکاح نہیں کر سکتا اور جس طرح اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز نہیں اسی طرح اس کی کسی بھی ایسی رشتہ والی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں جو اس کے لئے ذوات الارحام میں سے ہو اور دونوں کا ایک وقت کسی ایک کے نکاح میں رہنا حرام ہو (مثلاً اس کے زمانہ عدت میں اس کی بھتیجی سے نکاح کرنا جائز نہیں) اور اسی طرح اس کے زمانہ عدت میں اس کے علاوہ مزید چار عورتوں سے نکاح کرنا بھی حلال نہیں۔

اگر کسی شخص نے اپنی بائری کو جو ام ولد یعنی اس کے بچہ کی ماں تھی آزاد کر دیا تو جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے اس کی بہن سے شادی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ البتہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کے زمانہ عدت میں اس کے ماسوا چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہوگا جب کہ صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس کے زمانہ عدت میں اس کی بہن سے بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر کسی شوہر نے کہا کہ میری مطلقہ بیوی نے بتایا کہ اس کی عدت کے دن پورے ہو گئے ہیں (لہذا میں اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہوں) تو اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ طلاق دیئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے؟ اگر طلاق دیئے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے جس میں عدت پوری ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں تو شوہر کا قول معتبر نہیں ہوگا اس طرح اس کی مطلقہ بیوی کا یہ کہنا کہ میری عدت پوری ہو گئی ہے قابل اعتبار نہ ہوگا ہاں اگر وہ کوئی ایسی صورت بیان کرے جس میں عدت پوری ہونے کا احتمال ہو جیسے وہ یہ بیان کرے کہ طلاق کے دوسرے دن میرا حمل جس کے اعضاء پورے تھے ساقط ہو گیا ہے تو اس صورت میں اس کا قول معتبر ہوگا۔ اور طلاق کو اتنا عرصہ گزر چکا ہو کہ اس میں عدت پوری ہونے کا امکان ہو تو اگر عورت اپنے شوہر کے قول کی تصدیق کر دے یا اس مجلس میں موجود نہ ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اور اس کے لئے بیک وقت چار دوسری عورتوں سے یا سابقہ بیوی کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہوگا بلکہ حنفی علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں اگر بیوی شوہر کو جھٹلا دے تو بھی شوہر کا قول معتبر ہوگا۔ کسی شخص کی بیوی مرتد ہو کر دار الحرب چلی جائے تو شوہر کے لئے اس کی عدت پوری ہونے سے پہلے اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جیسا کہ اس کے مرجانے کی صورت میں اس کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے۔

پھر اگر وہ مرتدہ عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے لوٹے اور اس کا شوہر اس کی بہن سے نکاح کر چکا ہو تو اس کی بہن کا نکاح فاسد نہیں ہوگا اور اگر وہ بہن کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے لوٹے تو حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو اس صورت میں بھی وہ شخص اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص اس صورت میں اس کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔

ایسی دو عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے جو ایک دوسرے کی پھوپھی یا ایک دوسرے کی خالہ ہوں اور اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید نے عمرو کی ماں سے اور عمرو نے زید کی ماں سے نکاح کیا اور ان دونوں کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں تو ان میں ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی پھوپھی ہوگی یا یہ کہ مثلاً زید نے عمرو کی لڑکی سے اور عمرو نے زید کی لڑکی سے نکاح کیا اور ان کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں تو ان میں سے ہر ایک لڑکی کی خالہ ہوگی اور ان دونوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے ایسی دو عورتوں سے نکاح کر لیا جن میں سے ایک تو اس شخص کے لئے حرام تھی خواہ اس کی محرم ہونے کی وجہ سے یا شادی شدہ ہونے کی وجہ سے اور یا بت پرست ہونے کی وجہ سے اور دوسری عورت ایسی تھی جس سے اس شخص کو نکاح کرنا جائز تھا تو ایسی صورت میں اس کا اس عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہوگا جو اس کے لئے حلال تھی اور اس عورت کے ساتھ نکاح باطل ہوگا جو اس کے لئے حرام تھی اور مقرر کردہ کل مہر اسی عورت کو ملے گا جس کے ساتھ نکاح صحیح ہوا ہے یہ حکم امام اعظم ابو حنیفہ کے قول کے مطابق ہے اور اگر اس شخص نے نکاح کے بعد اس عورت سے جماع کر لیا جس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لئے حلال نہیں تھا تو اس کو مہر مثل ملے گا خواہ وہ کسی مقدار میں ہو اور مقرر کردہ کل مہر اس عورت کو ملے گا جس کے ساتھ نکاح کرنا حلال تھا۔

سبب مملوکہ ہونے کا بیان

وہ باندیاں جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جب کہ پہلے سے آزاد عورت نکاح میں ہو اسی طرح آزاد عورت سے اور باندی سے ایک ساتھ نکاح کرنا بھی حرام ہے۔ مدبر یعنی وہ لونڈی جس سے اس کا آقا کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہو جائے گی) اور ام ولد (یعنی وہ باندی جس کے پیٹ سے اس کے آقا کا بچہ پیدا ہو) اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک عقد میں ایک آزاد عورت اور ایک باندی سے نکاح کیا تو آزاد عورت کا نکاح صحیح ہوگا اور باندی کا نکاح باطل ہو جائے گا بشرطیکہ وہ آزاد عورت ایسی ہو جس سے نکاح کرنا اس کے لئے جائز تھا اگر وہ آزاد عورت ایسی ہو جس کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لئے جائز نہیں تھا جیسے وہ اس کی پھوپھی یا خالہ تھی تو پھر باندی کا نکاح باطل نہیں ہوگا اور اگر کسی شخص نے پہلے باندی سے نکاح کیا اور پھر آزاد عورت سے نکاح کیا تو دونوں کا نکاح صحیح ہوگا۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو جو ایک آزاد عورت ہے طلاق بائن یا تین طلاق دیدیں اور وہ ابھی تک اپنی عدت کے دن گزار رہی تھی کہ اس شخص نے ایک باندی سے نکاح کر لیا تو اس صورت میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا قول تو یہ ہے کہ بانی کا نکاح جائز نہیں ہوگا اور امام ابو یوسف و امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ جائز ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طلاق رجعی کی عدت کے دوران کسی باندی سے نکاح کر لے تو اس کے بارے میں متفقہ طور پر یہ مسئلہ ہے کہ اس کا نکاح جائز نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے ایک باندی اور ایک ایسی آزاد عورت کے ساتھ نکاح کیا جو نکاح فاسد یا جماع شبہ کی عدت کے دن گزار رہی تھی تو باندی کا نکاح صحیح ہو جائے گا۔ اگر کسی شخص نے اپنی منکوحہ باندی کی طلاق رجعی کی عدت کے دوران کسی آزاد عورت سے نکاح کیا اور پھر اپنی اس منکوحہ باندی سے رجوع کر لیا (یعنی اپنی دی ہوئی طلاق واپس لے کر پھر اسے بیوی بنالیا) تو یہ جائز ہوگا۔ کسی غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر ایک آزاد عورت سے نکاح کیا اور اس سے جماع بھی کر لیا اور پھر آڑا کی اجازت کے بغیر کسی

باندی سے بھی نکاح کر لیا اور اس کے بعد اس کے آقا نے اس کو دونوں سے نکاح کی اجازت دیدی تو اس صورت میں آزاد عورت کا نکاح صحیح اور باندی کا باطل ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کی باندی سے اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا لیکن اس کے ساتھ جماع نہیں کیا اور پھر کسی آزاد عورت سے بھی نکاح کر لیا اور اس کے بعد باندی کے مالک نے نکاح کی اجازت دیدی تو اس صورت میں بھی باندی کا نکاح صحیح نہیں ہوگا اور اگر کسی شخص نے ایک باندی سے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اور پھر اس باندی کی لڑکی سے جو آزاد تھی نکاح کر لیا اور اس کے بعد باندی کے مالک نے باندی کے نکاح کی اجازت دیدی تو لڑکی کا نکاح صحیح ہوگا باندی کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔

ایک شخص مثلاً زید کے ایک بالغ لڑکی اور ایک بالغ باندی ہے زید نے کسی شخص سے کہا کہ میں نے دونوں کا نکاح اتنے مہر کے عوض تمہارے ساتھ کر دیا اس شخص نے باندی کا نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح باطل ہوگا اور اگر اس کے بعد اس شخص نے آزاد لڑکی کا نکاح قبول کر لیا تو یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود کسی باندی سے نکاح کر لے اور وہ باندی خواہ مسلمان ہو یا اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی) تو نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ آزاد عورت سے نکاح کرنے استطاعت و قدرت رکھنے کے باوجود باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

اگر کسی شخص نے ایک ہی عقد میں چار باندیوں اور پانچ آزاد عورتوں سے نکاح کیا تو صرف باندیوں کا نکاح صحیح ہوگا۔ چنانچہ سب تعلق حق غیر یعنی ان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے جن کے ساتھ کسی دوسرے مرد کا حق متعلق ہو۔ چنانچہ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو، یا کسی کی عدت میں ہو اور عدت خواہ طلاق کی ہو یا موت کی یا نکاح فاسد کی کہ جس میں جماع ہو گیا تھا اور یا شبہ نکاح کی تو ایسی عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی شخص نے انجانے میں دوسرے کی منکوحہ عورت سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ جماع بھی کر لیا تو اب جب کہ ان میں جدائی ہوگی تو عورت پر عدت واجب ہوگی۔

اور اگر وہ شخص جانتا تھا کہ یہ دوسرے کی بیوی ہے تو جدائی کے بعد اس عورت پر عدت واجب نہیں ہوگی اور اس کے خاوند کے لئے اس سے جماع کرنا ناجائز نہیں ہوگا اور اگر اس کا خاوند اسے طلاق دیدے تو صاحب عدت کے لئے زمانہ عدت میں اس سے نکاح کرنا جائز ہوگا بشرطیکہ عدت کے علاوہ اور کوئی مانع موجود نہ ہو۔ جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن جب تک ولادت نہ ہو جائے خاوند کو اس سے جماع کرنا ناجائز ہے اور اسباب جماع یعنی بوسہ اور مساس وغیرہ بھی ناجائز ہیں اور اگر اس حاملہ زنا سے وہ شخص نکاح کرے جس نے اس کے ساتھ زنا کیا تھا تو اس کا نکاح بھی صحیح ہوگا اور وہ وضع حمل سے قبل جماع بھی کر سکتا ہے اور وہ عورت نفقہ کی مستحق ہوگی۔

ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا کچھ عرصہ بعد میں عورت کا حمل ساقط ہو گیا جس کے اعضاء ظاہر ہو چکے تھے اب اگر یہ اسقاط حمل نکاح سے چار ماہ یا اسے زائد عرصہ بعد ہوا ہے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر چار مہینہ سے کم عرصہ میں یہ اسقاط ہوا ہے تو نکاح جائز نہیں ہوگا اس لئے کہ حمل کے اعضاء چار مہینہ سے کم میں ظاہر نہیں ہوتے (حاصل یہ کہ اگر اسقاط نکاح سے چار ماہ یا اس سے

زائد عرصہ کے بعد ہوا ہے اور حمل کے اعضاء ظاہر ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ وہ حمل اسی شخص کا ہے جس نے نکاح کیا ہے اور اگر چار ماہ سے کم عرصہ میں اسقاط ہوا ہے اور حمل کے اعضاء ظاہر ہیں تو پھر یہ احتمال ہوگا کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں تھی اور اس کا یہ حمل ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوتا اور ایسی حاملہ عورت جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کا حمل فلاں شخص کے جائز نطفہ سے ہے تو متفقہ طور پر یہ مسئلہ ہے کہ اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔

اور امام ابو یوسف نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی ایسی عورت ہو جو حربی کافر سے حاملہ ہوئی ہو اور وہ ہجرت کر کے یا باندی بنا کر دارالاسلام میں لائی گئی ہو تو اس سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن جب تک اس کے ہاں ولادت نہ ہو جائے اس سے جماع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

امام طحاوی نے اسی قول پر اعتماد کیا ہے لیکن حضرت امام محمد نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ اس صورت میں نکاح جائز نہیں ہوتا اسی پر امام کرنی نے اعتماد کیا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی ام ولد باندی کا نکاح کسی کے ساتھ کر دیا اور آنحلیکہ وہ اپنے آقا سے حاملہ تھی تو یہ نکاح باطل ہوگا ہاں اگر وہ حاملہ نہ ہو تو پھر نکاح صحیح ہوگا۔

ایک شخص نے اپنی باندی سے جماع کیا اور اس کے بعد کسی سے اس کا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہو جائے گا لیکن آقا کے لئے یہ مستحب ہوگا کہ وہ اپنے نطفہ کی حفاظت کی خاطر اس باندی سے استبراء کرائے (یعنی ایک حیض آنے کے بعد اس کو خاوند سے جماع کرانے دے اور جب یہ نکاح جائز ہو گیا تو خاوند کے لئے استبراء کا انتظار کئے بغیر) اس سے جماع کرنا بھی جائز ہوگا۔ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کا قول ہے اور حضرت امام محمد کا یہ قول ہے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس کا خاوند اس کے استبراء کے بغیر اس سے جماع کر لے۔

فقہ ابواللیث فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت امام محمد کا قول جہنی براحتیاط ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں لیکن اس مسئلہ میں ائمہ کا یہ اختلاف قول اس صورت میں ہے کہ جب آقا نے باندی کا نکاح استبراء کرائے بغیر کر دیا ہو اور اگر نکاح سے پہلے استبراء ہو چکا تھا یعنی آقا سے مجامعت کے بعد باندی کو ایک حیض آگیا تھا تو اس صورت میں سب کا متفقہ قول یہی ہے کہ خاوند کو استبراء کے بغیر اس سے جماع کرنا جائز ہوگا۔

کسی شخص نے ایک عورت کو زنا کر کے دیکھا اور پھر بعد میں خود اس سے نکاح کر لیا تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک اس استبراء سے پہلے بھی اس سے جماع کرنا جائز ہوگا لیکن حضرت امام محمد کا اس صورت میں بھی یہی قول ہے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس کا خاوند اس سے استبراء کے بغیر جماع کر لے۔ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کی باندی سے نکاح کر لے تو حنفیہ کے نزدیک یہ نکاح جائز ہو جائے گا۔

اگر کسی عورت کو قید کر کے دارالحرب سے دارالاسلام لایا گیا اور اس کا شوہر ساتھ نہیں ہے تو اس پر عدت واجب نہ ہوگی اور اس سے کوئی بھی شخص نکاح کر سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی عورت مسلمان ہو کر دارالحرب سے ہجرت کر کے دارالاسلام آجائے تو امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق اس پر بھی عدت واجب نہیں ہوگی اور اس سے کوئی بھی شخص نکاح کر سکتا ہے لیکن صاحبین یعنی امام

ابو یوسف اور امام احمد کے نزدیک اس پر عدت واجب ہوگی۔ جب تک اس کی عدت پوری نہ ہو جائے (اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا لیکن اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس سے جماع کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہوگا جب تک کہ ایک حیض آ جانے کی وجہ سے استبراء نہ ہو جائے۔

سبب اختلاف مذہب ہونا

وہ عورتیں جن کے مشترک ہونے کی وجہ سے ان سے نکاح کرنا حرام ہے چنانچہ آتش پرست اور بت پرست عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں خواہ وہ آزاد ہوں یا باندی اور بت پرستوں کے حکم میں وہ عورتیں بھی داخل ہیں جو سورج اور ستاروں کی پرستش کرتی ہیں یا اپنی پسندیدہ تصویروں کی پوجا کرتی ہیں یا یونانی حکماء کے نظریہ کے مطابق اللہ کے بے کار معطل ہونے کا عقیدہ رکھتی ہیں یا زندقہ (یعنی دہریت) میں مبتلا ہیں یا فرقہ باطنیہ اور فرقہ اباحیہ سے تعلق رکھتی ہیں فرقہ باطنیہ سے وہ فرقہ مراد ہے جو قرآن کے باطنی معنی کا عقیدہ رکھتا ہے اور فرقہ اباحیہ سے مراد وہ فرقہ ہے جس کے ہاں دنیا کا ہر کام خواہ وہ اچھا ہو یا برا کرنا جائز ہے (اسی طرح ہر اس مذہب کو ماننے والی عورت بھی اسی حکم میں داخل ہے جس کو اختیار کرنا کفر کا باعث ہو اسی طرح اپنی اس باندی سے جو آتش پرست مشرک ہو جماع کرنا بھی ناجائز ہے۔ مسلمان کو کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت سے جو دار الحرب میں رہتی ہو اور ذمیہ کافرہ یعنی مسلمانوں کے ملک میں خراج دے کر رہنے والی) عورت سے شادی کرنا جائز ہے خواہ وہ آزاد ہو یا باندی ہو لیکن ادلی یہی ہے کہ ان سے بھی شادی نہ کی جائے اور نہ ان کا ذبح کیا ہو جانور بغیر ضرورت کے کھایا جائے۔ اگر کسی مسلمان نے کسی یہودی یا عیسائی عورت سے شادی کر لی تو اس کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو اس کے عبادت خانہ (یعنی گرجا گھر وغیرہ) نہ جانے دے اور نہ اسے اپنے گھر میں شراب بنانے دے لیکن مسلمان شوہر کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ اپنی عیسائی یا یہودی بیوی کو حیض و نفاس کے منقطع ہونے اور جنابت لاحق ہونے پر غسل کے لئے مجبور کرے۔ اگر کسی مسلمان نے دار الحرب میں کتابیہ حربیہ سے نکاح کر لیا تو اس کا نکاح جائز ہو جائے گا لیکن مکروہ ہوگا اور پھر اس نکاح کے بعد دونوں میاں بیوی دارالاسلام آ جائیں تو دار الحرب میں کیا ہوا نکاح باقی رہے گا۔ ہاں اگر یہ صورت ہو کہ شوہر دارالاسلام آ جائے اور بیوی کو وہیں چھوڑ آئے تو تب تین دارین (ملک بدل جانے) کی وجہ سے دونوں میں جدائی ہو جائے گی۔ جو لوگ کسی آسمانی مذہب کے پیروکار ہوں اور ان کے فرقہ کے لئے آسمانی کتاب بھی ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام کے صحیفے اور حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب زبور وغیرہ تو وہ لوگ اہل کتاب میں شمار ہوں گے اور ان کی عورتوں سے مسلمانوں کی شادی بھی جائز ہے اور ان کا ذبح کیا ہو جانور کھانا بھی حلال ہوگا۔ اگر کسی شخص کے والدین میں سے ایک تو کتابی یعنی یہودی یا عیسائی ہو اور دوسرا آتش پرست ہو تو وہ شخص اہل کتاب میں شمار کیا جائے گا۔ ایک مسلمان نے کسی کتابیہ عورت سے شادی کی اور پھر وہ عورت اپنا مذہب تبدیل کر کے (آتش پرست ہو گئی تو وہ اپنے مسلمان شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی اور دونوں کی شادی کا لعدم قرار پائیگی اور اگر یہودی عورت سے شادی کی اور پھر وہ عیسائی ہو گئی یا عیسائی عورت سے شادی کی اور شادی کے بعد وہ یہودی ہو گئی تو اس صورت میں نکاح باقی رہے گا۔ اس بارے میں اصول و ضابطہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ تبدیل مذہب کے وقت یہ دیکھا جائے گا کہ خاوند بیوی میں سے جس نے بھی اپنا مذہب چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب قبول کیا ہے وہ

کوئی ایسا مذہب تو نہیں ہے کہ اگر وہ دونوں از سر نو شادی کریں تو اس مذہب کی وجہ سے ان کی شادی جائز نہ ہو سکے (مثلاً آتش پرستی ایسا مذہب ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی آتش پرست عورت سے شادی کرنا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہوگا) چنانچہ اگر وہ مذہب ایسا ہوگا جس کے پیروکار اور مسلمان کے درمیان شادی بیاہ سرے سے جائز ہی نہیں ہوتا تو خاوند بیوی میں سے جو بھی اپنا مذہب چھوڑ کر اس مذہب کو قبول کرے گا شادی کا لہم ہو جائے گی۔ اب رہی یہ بات کہ اگر مسلمان خاوند اور یہودی یا عیسائی بیوی میں سے کوئی بھی مجوسیت (یعنی آتش پرستی) اختیار کر لے اور اس کی وجہ سے ان دونوں کی شادی فاسد ہو جائے تو اس کے بعد کیا حکم ہوگا؟ تو اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر شادی کے فاسد ہونے کا سبب عورت بنی ہے یعنی بیوی نے مجوسیت اختیار کر لی ہے تو دونوں کے درمیان جدائی ہو جائے گی اور اسے نہ مہر ملے گا اور نہ متعہ بشرطیکہ اس نے جماع سے پہلے اپنا مذہب تبدیل کیا ہو اور اگر اس نے اس وقت مجوسیت کو اختیار کیا جب کہ اس کا شوہر اس سے جماع کر چکا تھا تو پھر اس کو پورا مہر دیا جائے گا اور اگر شادی کے فاسد ہونے کا سبب مرد بنا ہے یعنی خاوند نے اپنا مذہب چھوڑ کر مجوسیت کو اختیار کر لیا ہے اور خاوند بیوی میں جدائی ہو گئی ہے تو اسے عورت کو مقررہ مہر کا آدھا دینا ہوگا بشرطیکہ یہ صورت حال جماع سے پہلے ہی واقع ہو چکی ہو اور اگر مہر مقرر نہیں تھا تو متعہ ایک جوڑا کپڑا دینا ہوگا اور اگر جماع کے بعد ایسا ہوا تو پھر اس عورت کو پورا مہر دینا واجب ہوگا۔ جو مسلمان مرتد ہو گیا ہو اس کا نکاح نہ تو کسی مرتدہ سے جائز ہوتا ہے نہ کسی کافرہ سے اور نہ کسی مسلمان عورت سے، اسی طرح جو مسلمان عورت مرتدہ ہو جائے اس کا نکاح بھی کسی کے ساتھ جائز نہیں ہوتا۔ کسی مسلمان عورت کی شادی نہ تو مشرک سے جائز ہوتی ہے اور نہ کتابی یعنی یہودی یا عیسائی سے۔ بت پرست و آتش پرست عورت کی شادی ہر مشرک و کافر سے صحیح ہو جاتی ہے مگر مرتد کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔ ذی کافروں کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے اگرچہ ان کے مذاہب مختلف ہوں۔ مسلمان کے لئے اپنی مسلمان بیوی کی موجودگی میں کتابیہ یعنی یہودی یا عیسائی عورت) سے اور اپنی کتابیہ بیوی کی موجودگی میں مسلمان عورت سے عقد ثانی جائز ہے اور نوبت یعنی شب گزاری کے لئے باری مقرر کرنے کے سلسلے میں دونوں کے حقوق برابر ہوں گے۔ آٹھواں سبب مالک ہونا: یعنی وہ عورتیں جو مالک ہونے کے سبب سے اپنے مملوک غلام کے لئے حرام ہیں۔ چنانچہ کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے غلام سے نکاح کرے اسی طرح اس کو اس غلام کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے جو اس کے اور کسی دوسرے شخص کے درمیان مشترک ہو۔ اگر نکاح کے بعد خاوند بیوی میں کوئی بھی ایک دوسرے کے کل یا جزء کا مالک ہو جائے تو نکاح باطل ہو جائے گا۔ اگر کسی مرد نے اپنی لونڈی سے نکاح کر لیا یا اس لونڈی سے نکاح کیا جس کا وہ جزوی مالک ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ لیکن اس بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ ہمارے زمانہ میں لونڈی غلاموں کی خرید و فروخت کا بالکل رواج نہیں رہا اور نہ آج کے دور میں وہ شرائط و قیود پائی جاتی ہیں جن کی موجودگی میں لونڈی سے جماع جائز ہوتا ہے اسی لئے بعض علماء لکھتے ہیں کہ اگر کہیں لونڈی رکھنے کا کوئی رواج ہو تو اس سے جماع نہ کرنا چاہئے بلکہ) اس لونڈی سے نکاح کر لینا چاہئے تاکہ اگر واقعہ لونڈی نہ ہو بلکہ آزاد عورت ہو تو نکاح کی وجہ سے اس سے جماع کرنا جائز ہو جائے اگر کسی آزاد مرد نے اپنی بیوی کو جو کسی کی باندی ہو شرط خیار کے ساتھ خرید لیا تو اس صورت میں اس کا نکاح باطل نہیں ہوگا۔ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا قول ہے۔ نواں سبب طلاق: یعنی وہ عورتیں جو طلاق سے حرام ہو جاتی ہیں چنانچہ

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو جو آزاد عورت ہو تین طلاق دیدیں تو اس کے بعد اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا ہاں اگر وہ عورت اپنی عدت پوری کر کے (دوسرے کسی مرد سے نکاح کر لے اور دونوں میں مجامعت ہو جائے اور پھر وہ مرد اس کو طلاق دیدے تو عدت گزرنے کے بعد پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

اور اگر کسی شخص نے کسی باندی سے نکاح کیا اور پھر اسے دو طلاقیں دیدیں تو اس کے بعد اس سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا اور جس طرح اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اسی طرح اس کو باندی بنا کر اس سے جماع کرنا بھی درست نہیں ہے۔ ایک شخص نے کسی کی باندی سے نکاح کیا اور پھر طلاق دیدیں اس کے بعد اس کو خرید کر آزاد کر دیا اب اگر وہ اس سے نکاح کرنا چاہے تو وہ اس صورت میں جائز ہوگا کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس کے ساتھ جماع کرے اور پھر اس کو طلاق دیدے اور جب عدت کے دن پورے ہو جائیں تو وہ شخص یعنی پہلا شوہر اس سے نکاح کر لے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب طلاق، ص ۱۰۲)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی کو (نکاح میں) جمع کرنا

3288- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْوَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا".
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عورت اور اس کی پھوپھی کو اور عورت کو اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

3289- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي قَبِيصَةُ بْنُ ذُوَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَبِيُّ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

3290- أَخْبَرَنِي إِسْرَاهِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا فِي النِّكَاحِ، بَابُ لَا تَنْكِحُ الْمَرْأَةَ عَلَى عَمَّتِهَا (الحديث 5109) و أخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح (الحديث 33). تحفة الاشراف (13812).

3289- أخرجه البخاري في النكاح، باب لا تنكح المرأة على عمتها (الحديث 5110) و أخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح (الحديث 35 و 36). و أخرجه ابو داود في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بهن من النساء (الحديث 2066). تحفة الاشراف (14288).

3290- أخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها أو خالتها في النكاح (الحديث 34). و أخرجه السامي في النكاح، الجمع بين المرأة وعمتها (الحديث 3291) تحفة الاشراف (14156).

رَبِيعَةَ حَدَّثَهُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّهُ نَهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا .

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

3291- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهَى عَنْ أَرْبَعِ نِسْوَةٍ يَجْمَعُ بَيْنَهُنَّ الْمَرْأَةُ وَعَمَّتُهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتِهَا .

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے چار طرح کی خواتین کو نکاح میں جمع کرنے سے منع کیا ہے۔ عورت اور اس کی پھوپھی، عورت اور اس کی خالہ۔

3292- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّهُ قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا" .

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی، عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

3293- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ عَلَى خَالَتِهَا .

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع کیا جائے۔

3294- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُوسٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنَّهُ قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا" .

♦♦ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو (نکاح میں) جمع نہ کیا جائے۔

3291- تقدم في النكاح، الجمع بين المرأة وعمتها (الحديث 3290) .

3292- انفراد به النسائي . تحفة الاشراف (14103) .

3293- اخرج مسلم في النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها او خالتها في النكاح (الحديث 40) . تحفة الاشراف (14990) .

3294- انفراد به النسائي . تحفة الاشراف (15434) .

بَابُ تَحْرِيمِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے

3295- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا".
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو نکاح میں (جمع کرنا) حرام ہے۔

3296- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْعَمَّةُ عَلَى بَنَاتِ أَخِيهَا.
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے۔ بیوی کی بہن یا بیوی کی پھوپھی کے ساتھ شادی کی جائے (یعنی انہیں نکاح میں جمع کیا جائے)۔

3297- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَاصِمٌ قَالَ لَرَأْتُ عَلَى الشَّعْبِيِّ كِتَابًا فِيهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا". قَالَ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ جَابِرٍ.
 حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) نہ کیا جائے۔

3298- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَخَالَتِهَا.
 حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے۔ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) کیا جائے۔

3299- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ
 3295- انوردیه السانی . تحفة الاشراف (14552) .

3296- اخرجہ البخاری فی النکاح ، باب لا تنکح المرأة علی عمتها (الحديث 5108) تعلیقاً . و اخرجہ ابو داؤد فی النکاح ، باب ما یکرہ ان یجمع بہن من النساء (الحديث 2065) مطبوعاً . و اخرجہ الترمذی فی النکاح ، باب ما جاء لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها (الحديث 1126) مطبوعاً . تحفة الاشراف (13539) .

3297- اخرجہ البخاری فی النکاح ، باب لا تنکح المرأة علی عمتها (الحديث 5108) . و اخرجہ السانی فی النکاح ، تحريم الجمع بين المرأة و خالتها (الحديث 3298) . تحفة الاشراف (2345) .

3298- تقدم فی النکاح ، تحريم الجمع بين المرأة و خالتها (الحديث 3297) .

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ عَلَى خَالَاتِهَا .

♦♦ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے۔ عورت اور اس کی پھوپھی یا عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں (جمع) کیا جائے۔

شرح

پھوپھی اور خالہ سے عمومیت مراد ہے یعنی خواہ حقیقی پھوپھی اور خالہ ہوں جیسے اس عورت کے باپ اور ماں کی بہن یا چھوٹی بہن جیسے اس عورت کے دادا اور پڑدادا یا اس سے اوپر کے درجہ کی بہن اور نانی و پڑنانی یا اس سے اوپر کی درجہ کی بہن۔ حدیث میں پھوپھی بھی بھانجی کی تخصیص محض اتفاقی ہے کہ کسی شخص نے ان دونوں ہی کے بارے میں پوچھا ہوگا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہی دو کا تذکرہ فرمایا ورنہ ان دونوں کے علاوہ اور بھی کچھ عورتیں ایسی ہیں جن کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

بَابُ مَا يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ .

یہ باب ہے کہ رضاعت سے کونسی حرمت ثابت ہوتی ہے

3300- أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ أَبَانَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مَا حَرَّمَ اللَّهُ الْوِلَادَةَ حَرَّمَ الرِّضَاعَ".

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں ولادت جس حرمت کو ثابت کرتی ہے رضاعت بھی اسی حرمت کو ثابت کرتی ہے۔

شرح

جو رشتے نسب کی وجہ سے ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں وہی رشتے دودھ پینے کی وجہ سے بھی ایک دوسرے کے لئے حرام ہو جاتے ہیں مثلاً جس طرح نسبی یعنی حقیقی بہن اپنے بھائی کے لئے حرام ہے اسی طرح رضاعی بہن بھی حرام ہے۔ ہاں کچھ مسائل ایسے ہیں جو اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں چنانچہ بعض صورتوں میں نسبی رشتہ اور رضاعی رشتہ کے درمیان فرق ہو جاتا ہے جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگرچہ رضاعت سے نکاح حرام ہو جاتا ہے اور نظر و خلوت اور مسافرت حلال ہو جاتی ہے (یعنی مثلاً رضاعی ماں بیٹے کے درمیان نکاح تو حرام ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کی طرف نگاہ ڈالنا اور ایک

3299- انفرادہ النسائی . تحفة الاشراف (2871) .

3300- اخرجہ ابو داؤد فی النکاح، باب یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب (الحديث 2055) . و اخرجہ الترمذی فی الرضاع، باب

جاء یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب (الحديث 1147) . تحفة الاشراف (16344) .

دوسرے کے ساتھ تنہائی میں اٹھنا بیٹھنا اور ایک دوسرے کے ساتھ تنہا سفر کرنا جائز ہو جاتا ہے لیکن رضاعی رشتہ پر نسبہ رشتہ کے تمام احکام نافذ نہیں ہوتے چنانچہ رضاعی رشتہ میں نہ تو ایک دوسرے کا وراثت ہوتا ہے، نہ ایک دوسرے پر نان و نفقہ واجب ہوتا ہے، نہ ایک دوسرے کی ملکیت میں آ جانے سے آزادی مل جاتی ہے اور اگر دودھ پلانے والی اپنا دودھ پینے والے کو قتل کر دے تو اس کے ذمہ سے اس کا قصاص بھی ساقط نہیں ہوتا چنانچہ ان تمام صورتوں میں وہ دونوں رضاعی رشتہ دار بالکل اجنبیوں کی طرح ہوتے ہیں اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک دن میرے رضاعی چچا میرے گھر آئے اور انہوں نے میرے پاس آنیکی اجازت مانگی میں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا تا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں کہ ان کا میرے پاس آنا درست ہے یا نہیں (چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے چچا ہیں ان کو اپنے پاس آنے کی اجازت دیدو حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا تھا کسی مرد نے تو دودھ نہیں پلایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تمہارے چچا ہیں اس لئے وہ تمہارے پاس آ سکتے ہیں (حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ) میرے رضاعی چچا کی یہ آمد اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ ہمارے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہو چکا تھا (بخاری مسلم)

تشریح: حضرت عائشہ کے جن رضاعی چچا کا ذکر کیا گیا ہے ان کا نام ایلح تھا اور حضرت عائشہ نے جس عورت کا دودھ پیا تھا اس کے خاوند ابو القیس تھے اور وہ ایلح کے بھائی تھے۔ اس رشتہ سے وہ حضرت عائشہ کے رضاعی چچا ہوئے۔ مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا ایلح، سے حضرت عائشہ کا مطلب یہ تھا کہ میں نے چونکہ عورت کا دودھ پیا ہے اس لئے میرا رضاعت کا تعلق تو عورت سے قائم ہوا ہے نہ کہ مرد سے گویا حضرت عائشہ یہ سمجھتی تھیں کہ کسی عورت کا دودھ پلانا اس کے خاوند کے قرابت داروں سے رضاعت کا تعلق قائم نہیں کرتا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے اس گمان کی تصحیح کی کہ کسی عورت کا دودھ پلانا جس طرح اس عورت سے اور اس کے قرابت داروں سے رضاعت کا رشتہ قائم کرتا ہے اسی طرح اس کے خاوند اور خاوند کے قرابت داروں سے بھی رضاعی تعلق پیدا کر دیتا ہے اور جس طرح رضاعی ماں کی بہن رضاعی خالہ اور اس کی جینی رضاعی بہن ہوتی ہے اسی طرح اس کے خاوند کا بھائی بھی رضاعی چچا ہوتا ہے اور رضاعی چچا چونکہ حقیقی چچا کی مانند ہے اس لئے ایلح تمہارے پاس شوق سے آئیں ان سے کوئی شرم و پردہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح دودھ پلانے والی کے قرابت داروں کے ساتھ حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اسی طرح اس کے خاوند کے قرابت داروں سے بھی حرمت رضاعت کا تعلق ہو جاتا ہے۔

3301- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَمَّهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ يُسَمَّى أَفْلَحَ اسْتَأْذَنَ عَلَيْهَا فَحَبَّبَتْهُ فَأَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3301- احرجه البحاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المغض و الموت القديم (الحديث 2644) صحوة و احرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاغة من ماء الفحل (الحديث 9 و 10) و احرجه النسائي في النكاح، لمن العمل (الحديث 3318) لجنة الاشراف (16369)۔

فَقَالَ: "لَا تَحْتَجِي مِنْهُ فَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ".

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ان کے رضائی چچا جن کا نام ام کلثوم تھا نے ان کے ہاں آنے کی اجازت مانگی تو میں نے ان سے پردہ کیا۔ نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس سے پردہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

3302- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ".

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

3303- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ "عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ" عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَاةِ".

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو ولایت کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ بِنْتِ الْآخِ مِنَ الرِّضَاعَةِ .

یہ باب ہے کہ رضائی بھتیجی کے ساتھ (شادی کرنا) حرام ہے

3304- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ تَتَوَقَّى فِي قُرَيْشٍ وَتَدْعُنَا قَالَ: "وَعِنْدَكَ أَحَدٌ". قُلْتُ نَعَمْ بِنْتُ حَمْزَةَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "إِنِّي لَا تَحِلُّ لِي ابْنَتَا ابْنَتِي أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ".

♦♦ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ قریش (کی دیگر شاخوں) میں دلچسپی رکھتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی رشتہ ہے۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ میرے رضائی بھائی کی بیٹی ہے۔

3302- أخرجه مسلم في الرضاع، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة (الحديث 2). تحفة الاشراف (17902).

3303- أخرجه الترمذي. تحفة الاشراف (17955).

3304- أخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ من الرضاعة (الحديث 11). تحفة الاشراف (10171).

شرح

یوں تو حضرت حمزہ ابولہب کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی بھی تھے، جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ ابولہب کے ہاں ایک لونڈی تھی جس کا نام ثویبہ تھا ثویبہ نے پہلے حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا اور پھر چار سال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دودھ پلایا، ثویبہ ہے جس نے جب ابولہب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں اس کو آزاد کر دیا، بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر ابولہب نے اپنی اس خوشی و مسرت کا جو اظہار کیا تھا اس کی وجہ سے میر کے دن حق تعالیٰ کی طرف سے ابولہب کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر ہی کے دن پیدا ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار عورتوں نے دودھ پلایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ نے، حضرت حلیمہ نے، ثویبہ نے اور ام ایمن نے جو آپ کے والد محترم حضرت عبداللہ کی لونڈی تھی۔

3305- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُعْتَمِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِنْتُ حَمْزَةَ فَقَالَ: "إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ". قَالَ شُعْبَةُ هَذَا سَمِعَهُ قَتَادَةُ مِنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ.

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

3306- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَرَادَ عَلَى بِنْتِ حَمْزَةَ فَقَالَ: "إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَإِنَّهُ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ".

﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے لیے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا رشتہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ اللہ کی قسم! رضاعت کے ذریعے وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نسب کے ذریعے ثابت ہوتی ہے۔

3305- أخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الانساب و الرضاع المستفيض و الموت القديم (الحديث 2645)، و في النكاح، باب (وامهاتكم اللاتي ارضعكم) و يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 5100) و أخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم ابنة الاخ من الرضاغة (الحديث 12 و 13) و أخرجه النسائي في النكاح، تحريم بنت الاخ من الرضاغة (الحديث 3306) و أخرجه ابن ماجه في النكاح، باب يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب (الحديث 1938). تحفة الاشراف (5378).

3306- تقدم في النكاح، تحريم بنت الاخ من الرضاغة (الحديث 3305).

بَابُ الْقَدْرِ الَّذِي يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ .

یہ باب ہے کہ رضاعت کی جو مقدار حرمت کو ثابت کرتی ہے

3307- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ لَاحٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالتَّحَارِثُ بْنُ يَسْكِبِي بِرِزَالَةَ عَلَيْهِ
وَأَنَا سَمِعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ لَأَلَّتْ ثَمَانِي لَيْلًا
أَنْزَلَ اللَّهُ غُرًّا وَجَلًّا - وَقَالَ التَّحَارِثُ فِيمَا أَنْزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ - عَشْرَ رَضَعَاتٍ مَغْلُومَاتٍ يُحَرِّمُ مَنْ لَمْ يُسْخَرْ
بِخَمْسٍ مَغْلُومَاتٍ لِقَوْلِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَهِيَ بِمِثْلِ الْقُرْآنِ .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو حکم نازل کیا تھا۔ اس میں دس پچیس مرتبہ
دودھ پلانا تھا جو حرمت ثابت کرتا تھا۔ پھر اسے منسوخ کر کے پانچ مرتبہ ہو گیا۔ جب نبی اکرم ﷺ کا دس سال ہوا تو اس آیت کی
تلاوت کی جاتی تھی۔

شرح

حضرت ام الفضل کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا (یعنی ایک بار یا دو
بار چوسنے سے نکاح کے لئے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی) اور حضرت عائشہ کی روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار چوسنا (نکاح کو) حرام نہیں کرتا۔ اور ام الفضل کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ایک بار یا دو بار منہ میں چھاتی داخل کر لینا حرام نہیں کرتا (یہ سب روایتیں مسلم نے نقل کی ہیں)

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 380)

بظاہر ان روایتوں سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ ایک بار یا دو بار دودھ چوسنے سے نکاح حرام نہیں ہوتا ہاں تین بار یا اس سے
زائد مرتبہ دودھ چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے چنانچہ بعض علماء نے اسی پر عمل کرنے کا فتویٰ دیا ہے لیکن حنفیہ اور اکثر
علماء کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ مطلق دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ وہ مقدار کے اعتبار سے کم سے کم ہو یا
زیادہ سے زیادہ ہو بشرطیکہ دودھ بچہ کے حلق سے نیچے اتر کر پیٹ میں پہنچ جائے اور وہ دودھ بھی مدت رضاعت شیر خوارگی کی مدت
میں پیا گیا ہو اور مدت رضاعت اکثر علماء بشمول صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک دو سال کی عمر تک ہے جب کہ
حضرت امام ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ مدت رضاعت دس سال کی عمر تک ہے لیکن حنفی مسلک میں صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہے۔
جو علماء یہ کہتے ہیں کہ مطلق دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے ان کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے (وَإِنْ كُنْتُمْ
أَرْضَعْنَ لَكُمْ) (4- النساء: 23) اور تم پر تمہاری رضائی مائیں حرام ہیں، اس روایت میں مطلق دودھ پینے کی حرمت رضاعت کا ذکر ہے
کم و زیادہ کی کوئی قید نہیں ہے لہذا خبر واحد کو چونکہ یہ درجہ حاصل نہیں ہوگا کہ وہ قرآن کریم کے کسی مطلق حکم مقید کرے اس لئے مذکورہ

3307- احمر حہ مسلم فی الرضاع، باب التحريم بحسب رضعات (الحدیث 24)۔ وخرجه ابو داؤد فی النکاح، باب هل يحرم ما دون خمس
رضعات (الحدیث 2062)۔ وخرجه الترمذی فی الرضاع، باب ما حاء لا تحرم المصاة ولا المصنار (الحدیث 1150)۔ وخرجه ابن ماجہ
فی النکاح، باب رضاع الکبیر (الحدیث 1944) بمعناه۔ تحفة الاشراف (17897)۔

روایت اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ حرمت رضاعت اسی صورت میں ثابت ہوتی ہے کہ جب بچہ نے تین بار یا تین بار سے زائد دودھ چوسا ہو نیز ان حضرات کی ایک دلیل حضرت عائشہ کی وہ روایت بھی ہے جس میں مطلق دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جانے کو ان الفاظ کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے حدیث (یُحْرَمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ) دودھ پینے سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو پیدائش کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں حرمت رضاعت کے سلسلہ میں حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بچہ پانچ بار سے کم دودھ پئے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ان کی دلیل آنے والی حدیث ہے۔ اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ قرآن کریم میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس بار دودھ پینا جب کہ اس کے پینے کا کامل یقین ہو (نکاح کو) حرام کرتا ہے پھر یہ حکم پانچ بار پینے کے ساتھ کہ جس کے پینے کا کامل یقین ہو منسوخ ہو گیا (یعنی جب بعد میں یہ حکم نازل ہوا کہ پانچ بار دودھ پینا کہ اس کے پینے کا کامل یقین ہو حرمت رضاعت ثابت کرتا ہے تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور یہ آیت قرآن کریم میں تلاوت کی جاتی رہی (مسلم)

پہلے یہی حکم تھا کہ اگر کوئی بچہ کسی عورت کا دس بار دودھ پی لے تو ان دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے بعد میں نہ صرف یہ کہ یہ حکم ہی منسوخ ہو گیا بلکہ اس آیت کی تلاوت بھی منسوخ ہو گئی جس میں یہ حکم تھا اور یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچ بار دودھ پینا نکاح کو حرام کرتا ہے اور پھر اس آیت کی تلاوت بھی تمام صحابہ کے نزدیک تو منسوخ ہو گئی لیکن حضرت عائشہ کی قرات میں اس کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی یہاں تک کہ اب حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس آیت کا حکم تو باقی ہے کہ حرمت رضاعت پانچ بار دودھ پینے ہی سے ثابت ہوتی ہے اور اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے لیکن حضرت امام اعظم اور دیگر علماء کے نزدیک اس آیت کی تلاوت بھی منسوخ ہو گئی اور اس کا حکم بھی اس مطلق آیت (وَأَمْتُهُنَّ كَمَا أَلْفَنِي أَوْ ضَعْنَهُنَّ) النساء: 23 کے ذریعہ منسوخ ہو گیا۔

حرمت رضاعت میں گھونٹ پینے کے اعتبار کا بیان

3308- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَّاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ وَأَبُو بَرْزَاءٍ عَنْ صَالِحِ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ قَوْفَلٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) سُئِلَ عَنِ الرِّضَاعِ فَقَالَ: "لَا تُحْرَمُ إِلَّا مَلَاجَةٌ وَلَا إِلَّا مَلَاجَتَانِ". وَقَالَ قَتَادَةُ "الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

﴿سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ سے رضاعت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ایک یا دو گھونٹ حرمت ثابت نہیں کرتے ہیں۔﴾

قنادہ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنا۔

3309- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ

3308- أخرجه مسلم في الرضاع، باب في المصاة والمصتان (الحدیث 18 و 19 و 20 و 21 و 22 و 23) و أخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا تحرم المصاة ولا المصتان (الحدیث 1940). تحفة الاشراف (18051). 3309- الفردیه النسائی. تحفة الاشراف (5281).

النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

♦♦ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوستا حرمت ثابت نہیں کرتا۔

3310- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَبِيُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ عَنْ أَبِيِ أَبِي مَلِيكَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

الرَّبِيعِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ".

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوستا حرمت ثابت نہیں کرتا۔

3311- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ

قُتَادَةَ قَالَ كَتَبْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ الْخَمِيِّ نَسْأَلُهُ عَنِ الرَّضَاعِ فَكَتَبَ أَنَّ شُرَيْحًا حَدَّثَنَا أَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُودٍ كَانَا يَقُولَانِ يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ قَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ. وَكَانَ فِي كِتَابِهِ أَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيَّ حَدَّثَنَا أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ يَقُولُ "لَا تُحَرِّمُ الْخَطْفَةُ وَالْخَطْفَتَانِ".

♦♦ قتادہ بیان کرتے ہیں: ہم نے ابراہیم بن یزید نخعی کو خط میں لکھا ان سے رضاعت کے بارے میں دریافت کیا تو

انہوں نے جواب میں لکھا کہ حضرت شریح رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے: رضاعت کی تحویلی اور زیادہ مقدار حرمت کو ثابت کر دیتی ہے۔

ان کی کتاب میں یہ بات تحریر تھی کہ ابو شعثاء محارب نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے یہ بات بیان کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک یا دو گھونٹ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

3312- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ أَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

سُوَيْدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَعِنْدِي رَجُلٌ قَاعِدٌ فَأَشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ أَخْبَى مِنَ الرَّضَاعَةِ. فَقَالَ: "انْظُرْنَ مَا إِخْوَانُكُمْ وَمَرَّةٌ أُخْرَى - انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَإِنَّ الرَّضَاعَةَ مِنَ الْمَجَاعَةِ".

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ ایک صاحب میرے پاس بیٹھے

3310- أخرجه مسلم في الرضاع، باب في المصاة والمصتان (الحديث 17) وأخرجه أبو داود في النكاح، باب هل يحرم ما دون خمس رضعات (الحديث 2063). وأخرجه الترمذي في الرضاع باب ما جاء لا تحرم المصاة ولا المصتان (الحديث 1150). وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا تحرم المصاة ولا المصتان (الحديث 1941). تحفة الاشراف (16189).

3311- امر دہ السانی، تحفة الاشراف (10124 و 16133).

3312- أخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الامساك والرضاع المستفيض والموت القديم (الحديث 2647)، وفي النكاح، باب من قال لا رضاع بعد حولين (الحديث 5102). وأخرجه مسلم في الرضاع، باب النكاح الرضا عن المجاعة (الحديث 32) وأخرجه أبو داود في النكاح، باب في رضاة الكبير (الحديث 2058) وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب لا رضاع بعد فصل (الحديث 1945) تحفة الاشراف (17658).

ہوئے تھے۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری۔ میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ میرا رضائی بھائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس بات کی تحقیق کر لیا کرو کہ تمہارے بھائی کون ہیں؟ اور دوبارہ فرمایا: اس بات کی تحقیق کر لیا کرو کہ تمہارے رضائی بھائی کون ہیں کیونکہ رضاعت بھوک کے عالم میں ثابت ہوتی ہے۔

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ .

یہ باب ہے کہ دودھ (پلانے والی عورت کے) شوہر (کا حکم)

3313- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَ عِنْدَهَا وَانْتَبَهَتْ رَجُلًا يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَرَأَيْهِ فَلَانًا" . لِقَمِ حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ . قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَوْ كَانَ فَلَانٌ حَيًّا - لِقَمْتُهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "إِنَّ الرِّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ" .

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ ان کے پاس موجود تھے۔ آپ نے ایک شخص کی آواز سنی جو سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ شخص پر آپ کے گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضائی چچا کے بارے میں یہ بات بیان کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اگر فلاں شخص زندہ ہوتا۔ انہوں نے اپنے رضائی چچا کے بارے میں یہ کہا تو کیا وہ میرے ہاں اندر آ جاتے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رضاعت اس حرمت کو ثابت کرتی ہے جس کو ولادت ثابت کرتی ہے۔

3314- أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ عَمِّي أَبُو الْجَعْدِ مِنَ الرِّضَاعَةِ فَرَدَدْتُهُ . قَالَ وَقَالَ هِشَامٌ هُوَ أَبُو الْقُعَيْسِ - فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أُنْذِنِي لَهُ" .

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میرے چچا ابوالجعد جو میرے رضائی چچا تھے۔ میرے گھر آئے تو میں نے انہیں واپس کر دیا۔ ہشام نامی راوی بیان کرتے ہیں یہ ابوالقعیس تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے انہیں اس بارے میں بتایا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دی تھی۔

3313- أخرجه البخاري في الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستعص و الموت القديم (الحديث 2646)، وفي مسند أحمد، باب ما جاء في بيوت أرواح النبي صلى الله عليه وسلم وما نسب من البيوت اليهن (الحديث 3105)، وأخرجه البخاري في النكاح، باب (وامكانكم اللاتي ارضعنكم) (الحديث 5099)، وأخرجه مسلم في الرضاع، باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة (الحديث 1)، نسخة لاشراف (17900).

3314- أخرجه مسلم في الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل (الحديث 8)، نسخة الاشراف (16375).

3315- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَخَا أَبِي الْقَعْقِيسِ اسْتَأْذَنَ عَلَى عَائِشَةَ بَعْدَ آيَةِ الْحِجَابِ فَأَبَتْ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ لَذِكْرَ ذَلِكَ لِنَبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "الَّذِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمَلِكِ". فَقُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعُنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يَرْضَعْنِي الرَّجُلُ. فَقَالَ: "إِنَّهُ عَمَلِكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ".

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ابو القعیس کے بھائی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا۔ اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے عرض کی: مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے۔ مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارا چچا ہے تمہارے ہاں اندر آ سکتا ہے۔

3316- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقَعْقِيسِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ وَهُوَ عَمِي مِنَ الرِّضَاعَةِ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ حَتَّىٰ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: "الَّذِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمَلِكِ". قَالَتْ عَائِشَةُ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ.

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ابو القعیس کے بھائی اُفْلَحُ آئے۔ انہوں نے میرے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی۔ وہ میرے رضاعی چچا تھے۔ میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے انہیں یہ بات بتائی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے۔

3317- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ عَمِي أَفْلَحُ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَلَمْ آذَنَ لَهُ فَاتَّأَنَّى النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَسَأَلَنِي فَقَالَ: "الَّذِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمَلِكِ". قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَرْضَعُنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يَرْضَعْنِي الرَّجُلُ. قَالَ: "الَّذِي لَهُ تَرَبَّثَ يَمِينُكَ فَإِنَّهُ عَمَلِكِ".

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میرے چچا اُفْلَحُ نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ یہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے تو میں نے انہیں اجازت نہیں دی۔ نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے

3315- انفرادیہ النسائی . تحفة الاشراف (17348) .

3316- أخرجه البخاري في النكاح . باب لمن الفعل (5103) . و أخرجه مسلم في الرضاع . باب تحريم الرضاعة من ماء الفعل (الحديث 3) تحفة الاشراف (16597) .

3317- أخرجه مسلم في الرضاع . باب تحريم الرضاعة من ماء الفعل (الحديث 4) .

عورت نے دودھ پلایا ہے مجھے مرد نے دودھ نہیں پلایا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دی تھی۔ تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں وہ تمہارے چچا ہیں۔

3318- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ وَاسْحَاقُ بْنُ بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَالِكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقَعِيسِ يَسْتَأْذِنُ لَقُلْتُ لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ نَبِيَّ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَمَّا جَاءَ نَبِيَّ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قُلْتُ لَهُ جَاءَ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقَعِيسِ يَسْتَأْذِنُ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ . فَقَالَ : "الَّذِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمَلُكَ" . قُلْتُ إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقَعِيسِ وَلَمْ يَرْضِعْنِي الرَّجُلُ . قَالَ : "الَّذِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمَلُكَ" .

﴿ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ابو القعیس کے بھائی افع آئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے کہا: میں اس وقت تک اجازت نہیں دوں گی جب تک میں نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت نہ کر لوں۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا کہ افع آئے تھے جو ابو القعیس کے بھائی ہیں۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دی تھی کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں۔ میں نے عرض کی: مجھے ابو القعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ مرد نے دودھ نہیں پلایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے اسے اجازت دے دی تھی کیونکہ وہ تمہارا چچا ہے۔

بَابُ رَضَاعِ الْكَبِيرِ .

یہ باب ہے کہ بڑی عمر کے شخص کو دودھ پلانا

3319- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بَكْرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ نَافِعٍ يَقُولُ سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تَقُولُ جَاءَتْ سَهْلَةَ بِنْتُ سُهَيْلٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا أَرَى لِي وَجْهَ أَبِي حُدَيْفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَرْضِعِيهِ" . قُلْتُ إِنَّهُ لَدُوٌّ لِحَيَّةٍ . فَقَالَ : "أَرْضِعِيهِ يَذْهَبَ مَا فِي وَجْهِ أَبِي حُدَيْفَةَ" . قَالَتْ وَاللَّهِ مَا عَرَفْتُهُ فِي وَجْهِ أَبِي حُدَيْفَةَ بَعْدَ .

ویرى الفقهاء أن المقصود بالرضاعة هنا أن تفرغ سهلة بنت سهيل لبنها في إناء وترسله لسالم ليشربه وتكرر ذلك خمس مرات وبذلك تحرم عليه .

﴿ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں بیان کرتی ہیں سہلہ بنت سہیل نبی اکرم ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! سالم کے میرے گھر آنے کی وجہ سے میں نے اپنے شوہر (ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ) کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات دیکھے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے (سالم کو) جو تمہارا منہ بولا بیٹا ہے دودھ پلا دو۔ اس خاتون نے عرض کی: وہ تو داڑھی والا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو۔ اس کے نتیجے میں ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناراضگی ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ وہ خاتون بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناراضگی نہیں دیکھی۔

(امام نسائی فرماتے ہیں:) فقہاء فرماتے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ سہلہ بنت سہل نے اپنا دودھ کسی برتن میں ڈال کر سالم کو بھجوا دیا تاکہ وہ اسے پی لے پانچ مرتبہ ایسا کرنے سے وہ عورت اس مرد کے لیے حرام (رضائی ماں) ہو گئی۔

3320- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْنَاهُ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - وَهُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سَهْلٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِ أَبِي حَذِيفَةَ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ . قَالَ: "فَارْضِعِيهِ" . قَالَتْ وَكَيْفَ أَرْضِعُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ فَقَالَ: "أَلَسْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ" . ثُمَّ جَاءَتْ بَعْدَ فَقَالَتْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا مَا رَأَيْتُ فِي وَجْهِ أَبِي حَذِيفَةَ بَعْدَ شَيْئًا أَكْرَهَ .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سہلہ بنت سہل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی میں نے اپنے منہ بولے بیٹے سالم کے اپنے ہاں آنے کی وجہ سے (اپنے شوہر) ابو حذیفہ کے چہرے پر ناراضگی دیکھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے (سالم کو) دودھ پلا دو۔ اس خاتون نے عرض کی: میں اسے کیسے دودھ پلا سکتی ہوں وہ تو بڑا آدمی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ وہ بڑا آدمی ہے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) اس کے بعد وہ خاتون آئیں اور عرض کی اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ہمراہ نبی بنا کر مبعوث کیا ہے میں نے اس کے بعد ابو حذیفہ کے چہرے پر ایسی کوئی علامت نہیں دیکھی جو مجھے ناپسند ہو۔

3321- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ الْوَزِيرِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى وَرَبِيعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) امْرَأَةَ أَبِي حَذِيفَةَ أَنْ تَرْضِعَ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ حَتَّى تَذْهَبَ غَيْرَةُ أَبِي حَذِيفَةَ فَأَرْضَعَتْهُ وَهُوَ رَجُلٌ . قَالَ رَبِيعَةُ فَكَانَتْ رُحْصَةً لِسَالِمٍ .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ابو حذیفہ کی اہلیہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور (منہ بولے بیٹے سالم کو) دودھ پلا دیں تاکہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غصہ ختم ہو جائے تو اس خاتون نے اس لڑکے کو دودھ پلا دیا تھا حالانکہ وہ بڑی عمر کا لڑکا تھا۔ ربیعہ نامی راوی بیان کرتے ہیں یہ سالم کے لئے

320 د اخرجہ مسلم فی الرضاع، باب رضاعة الکبیر (الحديث 26) . و اخرجہ ابن ماجہ فی البکاح، باب رضاع الکبیر (الحديث 1943) . تحفة الاشراف (17484) .

3321- انفرادہ النسائی . تحفة الاشراف (17452) .

رخصت تھی۔

3322- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ سَهْلَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ سَالِمًا يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَقَدْ عَقَلَ مَا يَعْقِلُ الرِّجَالُ وَعَلِمَ مَا يَعْلَمُ الرِّجَالُ . قَالَ : "أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ بِذَلِكَ" . فَمَكَثْتُ حَوْلًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ وَلَقِيتُ الْقَاسِمَ فَقَالَ حَدِّثْ بِهِ وَلَا تَهَابُهُ .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حضرت سہلہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! سالم ہمارے گھر آ جاتا ہے وہ اتنا ہی سمجھدار ہے جتنے لوگ ہوتے ہیں اسے ان باتوں کا پتہ ہے جو مردوں کو پتہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو وہ تمہارے لئے اس وجہ سے حرام ہو جائے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں میں نے ایک سال تک یہ حدیث کسی کو نہیں سنائی پھر میری ملاقات قاسم نامی راوی سے ہوئی تو انہوں نے مجھے کہا کہ تم اس حدیث کو بیان کر دو اور اس سے ڈرو نہیں۔

3323- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ أَنَبَانَا أَيُّوبُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُدَيْفَةَ كَانَ مَعَ أَبِي حُدَيْفَةَ وَأَهْلِهِ فِي بَيْتِهِمْ فَاتَتْ بَنْتُ سَهْلٍ إِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ إِنَّ سَالِمًا قَدْ بَلَغَ مَا يَبْلُغُ الرِّجَالُ وَعَقَلَ مَا يَعْقِلُونَ وَأَنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَإِنِّي أَظُنُّ فِي نَفْسِ أَبِي حُدَيْفَةَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا . فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَرْضِعِيهِ تَحْرُمِي عَلَيْهِ" . فَأَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُدَيْفَةَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُهُ فَذَهَبَ الَّذِي فِي نَفْسِ أَبِي حُدَيْفَةَ .

♦♦ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ابو حذیفہ کا آزاد کردہ غلام (اور منہ بولا بیٹا سالم) حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گھروالوں کے ساتھ ان کے گھر میں رہا کرتا تھا۔ سہیل کی صاحبزادی (جو ابو حذیفہ کی اہلیہ تھیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: سالم اس عمر تک پہنچ کا ہے جو مردوں کی ہوتی ہے وہ ہر وہ چیز سمجھتا ہے جو مرد سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے ہاں رہتا ہے جس کی وجہ سے مجھے ابو حذیفہ کی ناراضگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے دودھ پلا دو وہ تمہارے لئے حرام ہو جائے گا۔ وہ خاتون بہتی ہیں میں نے اسے دودھ پلا دیا تو وہ ناراضگی جو ابو حذیفہ کی تھی ختم ہو گئی۔ اور میں دوبارہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اسے دودھ پلا دیا ہے اور حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جو ناراضگی تھی وہ ختم ہو گئی ہے۔

3324- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَنَبَانَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَمَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ

3322- أخرجه مسلم في الرضاع، باب رخصة الكبر (الحديث 27 و 28) - وأخرجه النسائي في النكاح، باب رضاع الكبر (الحديث

3323) تحفة الأشراف (17464) .

3323- تقدم في النكاح، باب رضاع الكبر (الحديث 3322) .

3324- أخرجه أبو داود في النكاح، باب من حرم به (الحديث 2061) مطرلاً . تحفة الأشراف (18377) .

عَنْ عُرْوَةَ قَالَ أَسَى سَابِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِمِلْكِ الرَّضْعَةِ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ - يُرِيدُ رَضَاعَةَ الْكَبِيرِ - وَلَكِنْ لِعَائِشَةَ وَاللَّهِ مَا تَرَى إِلَيْهِ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) سَهْلَةً بَشَتْ مُقْبِلًا إِلَّا رُخْصَةً لِّى رَضَاعَةَ سَالِمٍ وَخُذَةً مِّنَ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَاللَّهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهَذِهِ الرُّضْعَةِ وَلَا يَرَانَا .

♦♦ حضرت عروہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی تمام ازواج رضاعیہ نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ اس طرح دودھ پلانے کے نتیجے میں کوئی شخص ان کے ہاں آئے۔ راوی کی مراد بڑی عمر کے لڑکے کو دودھ پلانا ہے۔
نبی اکرم ﷺ کی ان ازواج رضاعیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا تھا: اللہ کی قسم! ہم یہ سمجھتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بطور خاص سہلہ بنت سہیل کو سالم کو دودھ پلانے کی اجازت دی تھی۔ اس طرح سے دودھ پلانے کے نتیجے میں کوئی شخص ہمارے ہاں نہیں آسکا اور ہمیں نہیں دیکھ سکا۔

3325- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ ذِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو هُبَيْرَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رُمَّةَ أَنَّ أُمَّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّهَا أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَانَتْ تَقُولُ أَسَى سَابِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِمِلْكِ الرَّضَاعَةِ وَاللَّهِ مَا تَرَى إِلَيْهِ إِلَّا رُخْصَةً وَخُضْعَةً رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) خَاصَّةً لِّسَالِمٍ فَلَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا أَحَدٌ بِهَذِهِ الرُّضَاعَةِ وَلَا يَرَانَا .

♦♦ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں وہ بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ کی دیگر تمام ازواج رضاعیہ نے اس بات کو مسترد کر دیا تھا کہ اس نوعیت کی رضاعت کے نتیجے میں کوئی شخص ان کے ہاں آئے۔ ان ازواج رضاعیہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا تھا: اللہ کی قسم! ہم یہ سمجھتی ہیں یہ وہ رخصت ہے جو نبی اکرم ﷺ نے بطور خاص سالم کے لئے دی تھی۔ اس طرح کی رضاعت کے ذریعے کوئی ہمارے ہاں نہیں آسکا اور ہمیں نہیں دیکھ سکا۔

دودھ پلانے کے شرعی احکام کا بیان

بعض مطلقہ عورتوں کے دودھ پیتے بچے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ماں باپ کے جھگڑوں کی وجہ سے دودھ پیتے بچے ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات باپ سے انتقام لینے کیلئے ان کو مائیں دودھ نہیں پلاتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو یہ نصیحت کی یہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں اور یہ کہ باہمی رضامندی سے وہ بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں اور بچوں کے باپ پر یہ لازم کیا کہ وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق دودھ پلانے والیوں کو کھانے اور کپڑوں کا خرچ مہیا کریں اور یہ کہ بچوں کی وجہ سے ماں باپ میں سے کوئی فریق دوسرے پر زیادتی نہ کرے مثلاً ماں بچوں کو پالنے اور پرورش کرنے کی وجہ سے باپ کو ضرر پہنچائے اور کھانے

اور کپڑوں کا دستور سے زیادہ خرچ طلب کرے یا ماں بچوں کو دودھ پلانا چاہتی ہے اور باپ زبردستی بچوں کو ماں سے چھین لے یا اس کو دودھ پلانے پر مجبور کرے یا اس کے خرچ میں قدر معروف سے کمی کرے۔ اس تفسیر کی بناء پر اس آیت میں وہ مطلقہ عورتیں مراد ہیں جن کی ان کے خاوندوں سے اولاد ہو اور انہیں دائیوں کی یہ نسبت دودھ پلانے کی وہ زیادہ حق دار ہیں اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں مطلقاً دودھ پلانے والی مائیں مراد ہیں خواہ وہ مطلقاً عورتیں ہوں یا منکوحہ عورتیں ہوں۔

امام مالک کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا واجب ہے خواہ وہ منکوحہ ہو یا مطلقہ اور جمہور کے نزدیکی ماں پر اس وقت دودھ پلانا واجب ہے جب بچہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پئے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے کی مکمل مدت دو سال پلانا ہے کیونکہ اس مدت میں بچہ کو اپنی نشوونما کے لیے دودھ کی حاجت ہوتی ہے نیز اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ کم از کم دودھ پلانے کی کوئی حد نہیں ہے اور ماں باپ باہمی مشورہ سے جتنے عرصہ تک چاہیں دودھ پلائیں اور اس کے بعد دودھ چھڑا دیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اور دایہ کی اجرت بھی باپ کے ذمہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک بچہ کی ماں کا بھی دودھ پلانے کی اجرت طلب کرنا جائز ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا عدت میں اور بچہ کا خرچ بھی باپ کے ذمہ ہے اور اگر باپ زندہ نہ ہو تو باپ کے وارث کے ذمہ بھی یہی احکام ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ دے اور دودھ پلانے کی اجرت دے اور دودھ پلانے والی کو ترک نہ کرے۔

امام ابو حنیفہ اور امام احمد کے نزدیک یہ آیت محارم کے نفقہ کے وجوب کی اصل ہے ان کے نزدیک ہر زورحم محرم پر خرچ واجب ہے مثلاً ماموں اور پھوپھی پر اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بچوں کا خرچ صرف والدین پر واجب ہے بچہ کا خرچ باپ پر واجب ہے باپ فوت ہو گیا ہو تو اس کے ترکہ سے خرچ کرنا واجب ہے اور اگر اس کا مال نہ ہو تو پھر ماں پر واجب ہے قرآن مجید کی اس آیت سے امام ابو حنیفہ اور امام احمد کی رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید نے باپ کے بعد وارث پر بچہ کے خرچ کو واجب کیا ہے۔

دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ مذاہب کی آراء کا بیان

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: دو سال کی مدت کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے وہ دو سال دودھ پلائے تاکہ تمیں مہینے پورے ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وحملہ وفصلہ ثلثون شهرا۔ (الاحقاف: ۱۵)

ترجمہ: اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عطاء اور ثوری کا قول یہ ہے کہ ہر بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔

(الکف والجمعون ج ۱ ص ۳۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ حد دو سال

ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

عزیز ابن قدامہ ضلعی نے لکھا ہے کہ وہ وہ چلانے کی مدت دو سال ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت جی رضی اللہ عنہ حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حذو و بقیۃ الزہد
مطبوعات اہل عرب کہ ہر شے کی اصل ابو یوسف کہ محمد شعی اوزاعی اور ابو ثور کا بیگ مسک ہے۔

(مفتوحہ درس - ۲) مضمون: حضرت محمد (ص) کی زندگی

عبدالمعین بن ابی نعیم نے لکھی تھی ہیں: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ غیب کے نزدیک دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہے اور امام یوسف اور امام محمد کے نزدیک دو سال ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام زفر کے نزدیک یہ مدت تین سال ہے۔ یونکہ دو سال کے بعد بچے کو قحط دودھ سے غذا کی طرف لانا مشکل ہے۔ اس لیے بعد کے ایک سال میں دودھ کے ساتھ اس کو غذا کا کھانا دیا جائے اور تین سال کے بعد مکمل دودھ چھڑا دیا جائے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ (بخاری ۵۰۱۵) اور کم از کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے تو دودھ چھڑانے کے لیے دو سال باقی بچے امام دارقطنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیوانیت کی دو سال کی عمر کے بعد دودھ پلانے کا عمل نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی ۱۰۷۱)۔ حدیث کو امام عبدالمعین بن ابی نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ کی دلیل بھی آیت ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر کیں (حاصل اور دودھ چھڑنا) اور دونوں کو ایک مدت ذکر فرمائی یعنی تیس مہینے لہٰذا ان میں سے ہر ایک کی مدت کھال تیس مہینہ ہوگی لیکن ان میں ایک یعنی حصہ کی مدت ایک حدیث سے دوسرا متعین ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ بچہ ماں کے پیٹ میں دوسرے سے زیادہ دیر رہتا۔ (سنن ابی حنیفہ ج ۳ ص ۳۴۴ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) (۱)

ان میں سے ایک کی مدت اس حدیث کی بناء پر دو سال رہی تو دوسرے یعنی دودھ چھڑانے کی مدت اپنی اصل پر تیس روز رہے گی نیز دوسرا تک بچہ کو دودھ پلانے کے بعد فوراً خدائی طرف راجع کرنا مشکل ہو گا اس لیے اس کو رقیہ چھ مہینے تک بہ مدت تک خدایا کا باہوی بنایا جائے گا اور اگر خدائی سال کے بعد کئی طور پر دودھ چھڑا دیا جائے گا اور سورۃ بقرہ میں جو ارشاد ہے: **وَرِثَیْہُمَا**۔ **اِذَا بَلَغَ الْبَلَغَیْنِ** (البقرہ، ۲۲۳) اور حدیث میں ہے: **دو سال کے بعد دودھ پودا نہیں ہے**۔ **اِذَا بَلَغَ الْبَلَغَیْنِ** (البقرہ، ۲۲۳) اور حدیث میں ہے: **دو سال کے بعد دودھ پودا نہیں ہے**۔ آیت اور اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ دو سال سے زیادہ بچے کو دودھ پلانے کا استحباب نہیں ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۲، ص ۲۷۷)

برچہ کہ! ما غنم! اور صاحبین دونوں کے قول متضاد ہے۔ لیکن علامہ صاحب نے! ما غنم! کے قول کو ترجیح دی ہے۔

(از تخریب و تخریب بدین بخش، سینه‌ها را در جهت حرکت حرکتی است)

بَابُ الْغِيلَةِ

یہ باب ہے کہ غیلہ (دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ صحبت کرنا)

3326- أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ وَاسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جَدَامَةَ بِنْتَ وَهَبٍ حَدَّثَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهِيَ عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَّرْتُ أَنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ يَصْنَعُونَهُ". وَقَالَ اسْحَاقُ "يَصْنَعُونَهُ فَلَا يَبْصُرُ أَوْلَادَهُمْ".

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جدامہ بنت وہب نے انہیں یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پہلے میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں غیلہ (دودھ پلانے کی حالت میں جماع کرنے) سے منع کر دوں پھر مجھے خیال آیا کہ اہل فارس اور اہل روم اس طرح کر لیتے ہیں۔ "یصنعونه" کی بجائے "یصنعونه" ہے۔ اسحاق ثمالی راوی بیان کرتے ہیں (یہ الفاظ زائد ہیں) وہ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

شرح

غیلہ کے معنی ہیں خصل کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا اور نہایہ میں لگنا ہے کہ غیلہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرے چنانچہ اہل عرب غیلہ یعنی ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرنے) احتراز کرتے تھے اور اس کی وجہ ان کا یہ گمان تھا کہ اس صورت میں شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو ایام رضاعت میں اپنی بیوی کے پاس جانے سے منع کر دیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ روم و فارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کا ارادہ ترک فرمادیا۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو کیونکہ غیل سوار پر اثر انداز ہوتا ہے اور اسے گھوڑے سے گرا دیتا ہے (ابوداؤد، مشکوٰۃ، المساج، جلد سوم رقم الحدیث، 399) اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل نہ کرو، کا مطلب یہ ہے کہ غیلہ کے ذریعہ اولاد کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حمل کی حالت میں دودھ پلانے یا مدت رضاعت میں جماع کرنے کو غیلہ کہتے ہیں لہذا حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ غیلہ کی وجہ سے بچہ کے مزاج میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے قوی ضعیف ہو جاتے ہیں اور اس خرابی و ضعف کا اثر اس کے بالغ ہونے کے بعد تک رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بچہ بڑا ہونے کے بعد جب میدان کارزار میں جاتا ہے تو دشمن کے مقابلہ میں ست اور کمزور پڑ جاتا ہے اور گھوڑے سے گر پڑتا ہے اور یہ چیز اس کے حق میں ایسی ہے جیسا کہ اسے مقابلہ سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا ہو لہذا غیلہ نہ کرو تا کہ غیلہ کی وجہ سے اپنے بچے کے قتل ہو جانے کا باعث نہ بنو۔

اس موقع پر یہ خلیجان پیدا ہو سکتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہو کہ بچہ پر غیلہ کا اثر پڑتا ہے جبکہ اس سے پہلے گزرنے والی بعض

3326- اخرجہ مسلم فی النکاح، باب جواز الغيلة و هي وطء الموضع و كراهة الغول (الحديث 140 و 141 و 142) . و اخرجہ ابو داؤد فی الطب، باب فی الغيل (الحديث 3882) . و اخرجہ الترمذی فی الطب، باب ما جاء فی الغيلة (الحديث 2076 و 2077) و اخرجہ ابن ماجہ فی النکاح، باب الغيل (الحديث 2011) نسخة الاشراف (15726)

احادیث سے یہ معلوم ہوا تھا کہ غیلہ بچہ پر اثر انداز نہیں ہوتا؟ اس کا جواب طبعی نے یہ دیا ہے کہ گزشتہ احادیث میں بچہ پر غیلہ کے اثر انداز ہونے کی نفی زمانہ جاہلیت کے اس اعتقاد کی تردید کے لئے تھی کہ لوگ غیلہ ہی کو حقیقی مؤثر سمجھتے تھے۔ اور اس حدیث کے ذریعہ غیلہ کے اثر انداز ہونے کا جو اثبات کیا گیا ہے وہ اس بات کے پیش نظر ہے کہ غیلہ فی الجملہ سبب بنتا ہے اور مؤثر حقیقی حق تعالیٰ کی مرضی اور اس کا حکم ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ اس حدیث میں غیلہ کی جو ممانعت بیان کی گئی ہے وہ نہی تنزیہی کے طور پر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزشتہ ارشاد (لقد جمعت) الخ تحریم پر محمول ہے اسی طرح دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد باقی نہیں رہا ہے اس کے علاوہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے (ان دونوں کی بنیاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد تھا یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عرب کے لوگ جب غیلہ کرتے ہیں تو ان کے بچے ضعیف و کمزور ہو جاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ سے منع کیا مگر جب بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و قارس کے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہاں غیلہ کی وجہ سے بچہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیلہ کی ممانعت کو ختم کر دیا۔

بَابُ الْعَزْلِ

یہ باب عزل کے بیان میں ہے

3327- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَسِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ مَسْعُودٍ وَرَدَّ الْحَدِيثَ حَتَّى رَدَّهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ذَكَرَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "وَمَا ذَاكُمْ". قُلْنَا الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ فَيَصِيبُهَا وَيَكْرَهُ الْحَمْلَ وَتَكُونُ لَهُ الْآمَةُ فَيَصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ مِنْهُ. قَالَ: "لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا لِأَنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ".

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس (عزل کرنے) کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ ہوتا کیا ہے ہم نے عرض کی: ایک شخص کسی عورت کے ساتھ محبت کرنا چاہتا ہے اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہے یا کسی شخص کی کنیز ہے وہ اس کے ساتھ محبت کرنا چاہتا ہے اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم ایسا نہ بھی کرو تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ یہ تقدیر کے مطابق ہوگا۔

3328- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْقَيْصِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَرْثَةَ الزُّرْقَانِيَّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الزُّرْقَانِيَّ أَنَّ زَجَلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ إِنَّ الْفَرَأَنِيَّ تَرْضِعُ وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ. فَقَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "إِنَّ مَا قَدْ قَدَّرَ لِي الرَّحِمُ سَكُونُ".

3327- أخرجه مسلم في النكاح، باب حكم العزل (الحديث 130 و 131) و أخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ذكر الاختلاف على الزهري في عمر أبي سعيد له (الحديث 209 و 210). نسخة الاشراف (4113).

3328- أخرجه النسائي. نسخة الاشراف (12045).

حضرت ابوسعید زریؓ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا اس نے عرض کی: میری بیوی نے بچے کو جنم دیا ہے مجھے سینا پسند ہے کہ وہ حاملہ ہو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رحم کے نصیب میں جو کچھ ہے وہ ہوگا۔
عزل سے متعلق فقہی تفصیل کا بیان

حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عزل کیا کرتے تھے اور قرآن کریم نازل ہوتا رہتا تھا یعنی نزول کا سلسلہ جاری تھا مگر اس بارے میں کوئی ممانعت نازل نہیں ہوئی۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ ہمارے اس فعل کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 395)

عزل کا مطلب یہ ہے کہ عورت سے اس طرح جماع کیا جائے کہ مرد جب منزل ہونے لگے تو وہ اپنا عضو مخصوص عورت کی شرم گاہ سے باہر نکال کر مادہ کا یا ہر عی اخراج کر دے۔ اس طریقہ سے مادہ منویہ چونکہ اندر نہیں پہنچتا اس لئے عورت حاملہ ہونے سے بچ جاتی ہے۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عزل جائز ہے اور بعض حضرات جن میں کچھ صحابہ بھی شامل ہیں اس کو ناجائز کہتے ہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ عزل کرنا جائز ہے چنانچہ در مختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی خاص مصلحت یا عذر کی بناء پر عزل کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے لیکن یہ ملحوظ رہے کہ اپنی لونڈی سے عزل کرنا تو اس کی اجازت کے بغیر بھی جائز ہے جب کہ اپنی آزاد منکوحہ سے اس کی اجازت کے بعد ہی جائز ہوگا اسی طرح اگر کسی دوسرے کی لونڈی اپنے نکاح میں ہو تو اس کے مالک کی اجازت حاصل کرنے کے بعد اس سے عزل کرنا جائز ہوگا۔ حضرت امام شافعی کے بارے میں سید نے یہ لکھا ہے کہ ان کے نزدیک بھی اپنی آزاد منکوحہ سے اس کی اجازت کے بعد ہی عزل کرنا جائز ہے لیکن لونڈی خواہ اپنی مملوکہ ہو یا منکوحہ ہو اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل کرنا جائز ہے۔

اور امام نووی نے جو شافعی المسلک ہیں، انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ہمارے یعنی شوافع کے نزدیک عزل کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ انقطاع نسل کا سبب ہے۔ اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس لونڈی ہے جو ہماری خدمت کرتی ہے اور میں اس سے جماع بھی کرتا ہوں لیکن میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ وہ حاملہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو عزل کر لیا کرو لیکن اس لونڈی کے ذریعہ جو چیز پیدا ہونی مقدر ہو چکی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک وہ شخص نہیں آیا اور پھر جب آیا تو کہنے لگا کہ میری لونڈی حاملہ ہو گئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ میں نے تو تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ اس کے ذریعہ جو چیز پیدا ہونی مقدر ہو چکی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی۔

(مسلم)

علامہ نووی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عزل کرنے کے باوجود اگر حمل ٹھہر جائے تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور علامہ ابن ہمام نے اس بارے میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے عورت کی اجازت کے بعد یا اس کی اجازت کے بغیر عزل کیا

اور اس کے باوجود اس عورت کے حمل ٹھہر گیا تو آیا اس شخص کے لئے اس حمل سے انکار کرنا یعنی یہ کہنا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے (جائز ہے یا نہیں؟) اس مسئلہ میں تفصیل ہے، چنانچہ علماء کا قول ہے کہ اگر اس شخص نے عزل کرنے کے بعد دخول نہیں کیا تھا یا دخول کیا تھا مگر اس سے پہلے پیشاب نہیں کیا تھا تو پھر اس کے لئے اس حمل سے انکار کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں اس بات کا قوی احتمال ہو سکتا ہے کہ اس کے ذکر میں منی کا کوئی قطرہ باقی رہ گیا ہو اور وہ اب دخول کی صورت میں عورت کے رحم میں چلا گیا: وہ اسی طرح حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا یہ مسلک ہے کہ اگر کسی شخص نے مثلاً جماع سے فارغ ہونے کے بعد پیشاب کرنے سے پہلے غسل جنابت کیا اور اس کے بعد جب اس نے پیشاب کیا تو منی کا کوئی قطرہ نکل آیا تو اس صورت میں اس پر واجب ہوگا کہ وہ اب پھر غسل کرے۔

اور حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی المصطلق کی جنگ میں گئے تو عرب قوم میں سے کچھ لونڈی غلام ہمارے ساتھ آئے، ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور مجرد رہنا ہمارے لئے سخت مشکل ہو گیا اور ان لونڈیوں سے جو ہمارے ہاتھ لگی تھیں ہم نے عزل کرنا چاہا) تاکہ ان کے حمل نہ ٹھہر جائے) آخر ہم نے عزل کا ارادہ کر لیا مگر پھر ہم نے سوچا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ چنانچہ ہم نے آپ سے اس کے بارے میں دریافت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم عزل نہ کرو تو اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے اس لئے کہ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ تو پیدا ہو کر رہے گی (بخاری و مسلم)

امام نووی کہتے ہیں کہ سبیا من العرب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اہل عرب پر بھی رُق جاری ہوتا ہے جب کہ وہ مشرک ہوں (یعنی جس طرح غیر عرب مشرک و کافر جنگ میں پکڑ لئے جانے کے بعد غلام و لونڈی بنائے جاسکتے ہیں اسی طرح اگر وہ مشرک و کافر جن کا تعلق عرب نسل سے ہو کسی جنگ میں بطور قیدی ہاتھ لگیں تو وہ بھی مسلمانوں کے حق میں لونڈی غلام ہو جاتے ہیں کیونکہ یہاں جن لونڈی غلاموں کا ہاتھ لگنا ذکر کیا گیا ہے ان کا تعلق بنی المصطلق سے تھا جو قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ تھیں اور قبیلہ خزاعہ واسطے اہل عرب میں سے تھے چنانچہ حضرت امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے۔ (ما علیکم ان لا تفتلوا) میں حروف "الف" کے زیر کے ساتھ یعنی (ان) بھی صحیح ہے اور الف کے زیر کے ساتھ یعنی ان بھی صحیح ہے اس جملہ کے معنی نووی نے یہ بیان کئے ہیں کہ اگر تم عزل نہ کرو تو اس میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ جب یہ بات طے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کو پیدا کرنا مقدر کر دیا ہے تو وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گا اس لئے تم عزل کرو یا عزل نہ کرو پیدا ہونے والی جان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا اگر اسے دنیا میں آنا ہے تو تم لا کھ عزل کرو ضبط ولادت کے لاکھ طریق آزمائو وہ اس دنیا میں آ کر رہے گی اور اگر اس کا پیدا ہونا مقدر نہیں ہے تو پھر اگر عزل نہ کرو تو تمہارا کوئی نقصان نہیں حاصل یہ کہ تمہارا عزل کرنا کوئی فائدہ مند چیز نہیں ہے۔

اس اعتبار سے یہ حدیث عزل کے عدم جواز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ (ان لا تفتلوا) میں حرف "لا" ذائد ہے اس صورت میں اس جملہ کے یہ معنی ہوں گے کہ عزل کرنے میں کوئی قباحت نہیں اس اعتبار سے یہ حدیث عزل کے جائز ہونے کی دلیل ہوگی۔ اور حضرت ابو سعید خدری راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کرنے کے بارے میں پوچھا گیا

(کہ عزل کرنا جائز ہے یا نہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منی کے ہر پانی سے بچہ بنتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو پیدا ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ (مسلم)

بظاہر اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ سوال اور جواب میں کوئی مطابقت نہیں ہے حالانکہ اگر حدیث کے حقیقی مفہوم پر نظر ہو تو یہ اشکال پیدا ہونے کا کوئی محل ہی نہیں رہ جاتا کیونکہ سوال کا مقصد یہ تھا کہ عزل کرنے کی اجازت مل جائے تاکہ عورت کے ہاں ولادت ہونے کا کوئی خوف نہ رہے، سوال کے اسی حقیقی مفہوم کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تم لوگ تو یہ سمجھتے ہو کہ مرد کی منی کا عورت کے رحم میں گرنا عورت کے ہاں ولادت ہونے کا سبب ہے اور عزل کر لینا ولادت نہ ہونے کا سبب ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ منی کے ہر پانی سے بچہ نہیں بنتا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرد کی منی عورت کے رحم تک پہنچ جاتی ہے مگر اس سے بچہ نہیں بنتا اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ عزل کرتے ہیں مگر اس کے باوجود عورت حاملہ ہو جاتی ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا حاملہ ہونا مرد کے مادہ تولید کے اندر کرنے پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ پر موقوف ہے، اسی طرح عورت کا حاملہ نہ ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ ہی پر موقوف ہے عزل پر موقوف نہیں ہے۔ ہاں یہ ثابت ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تولد و تناسل کا ایک نظام مقرر کر دیا ہے کہ مرد کے نطفہ سے بچہ کی تولید ہوتی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ عزل کرنے کی صورت میں بھی نطفہ کا کوئی حصہ بلا اختیار عورت کے رحم میں چلا جائے اور اس سے بچہ بن جائے بلکہ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اگر کسی بچہ کا پیدا ہونا نقدیر الہی میں ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت حاصل ہے کہ وہ اس بچہ کو بغیر نطفہ کے بھی پیدا کر دے۔ بظاہر یہ احادیث عزل کے جائز نہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان کا حقیقی مفہوم و منشاء اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عزل کرنا پسندیدہ نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔

اس مسئلہ میں حنفیہ اور دوسرے علماء کا جو فقہی مسلک ہے اس کا بیان حضرت جابر کی روایت کی تشریح میں گزر چکا ہے۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں اپنی عورت سے عزل کرتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ میں اس کے شیر خوار بچہ کی وجہ سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مدت رضاعت میں وہ حاملہ نہ ہو جائے اور اس حالت میں بچہ کو دودھ پلانا نقصان پہنچ جائے گا (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ نقصان پہنچتا تو روم و فارس والوں کو ضرور نقصان پہنچاتا) (مسلم)

لوگوں کا خیال یہ تھا کہ مدت رضاعت میں جماع اور پھر حمل ٹھہرنے سے چونکہ عورت کے دودھ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے اس دودھ کو پینے سے شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اس کے علاوہ ایسی حالت میں عورت کا دودھ بھی کم ہو جاتا ہے اس کا حاصل یہ تھا کہ اسی خوف کی بناء پر اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کی اجازت چاہی اس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اس کا حاصل یہ تھا کہ اگر مدت رضاعت میں جماع کرنا اور حمل ٹھہر جانا شیر خوار بچہ کو نقصان دہ ہوتا تو یہ روم و فارس والوں کو ضرور نقصان پہنچاتا کیونکہ وہ اس کے عادی ہیں اور جب ان کی یہ عادت ان کے لئے نقصان دہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ مدت رضاعت میں حمل ٹھہر جانا نقصان دہ نہیں ہے لہذا عزل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور حمل ٹھہر جانے کے خوف کی وجہ سے عزل نہ کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عزل کی کراہت و نا پسندیدگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں

ہیں کہ ایک دن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت لوگوں کی ایک جماعت وہاں موجود تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کو غیلہ سے منع کر دوں لیکن پھر میں نے دیکھا کہ روم و فارس کے لوگ اپنی اولاد کی موجودگی میں غیلہ کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو میں نے اس ارادہ کو ترک کر دیا) پھر لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کرنے کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا حکم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عزل کرنا تو پوشیدہ طور پر زندہ گاڑ دینا ہے اور یہ ایک بری عادت ہے جو اس آیت کریمہ (وَإِذَا السَّوْءُ كُنْتُ سُنِيتُ، التکویر: 8) (اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی تھی) کے حکم میں داخل ہے۔ (مسلم)

غیلہ کے معنی ہیں حمل کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا اور نہایہ میں لکھا ہے کہ غیلہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرے چنانچہ اہل عرب غیلہ یعنی ایام رضاعت میں اپنی بیوی سے جماع کرنے) احتراز کرتے تھے اور اس کی وجہ ان کا یہ گمان تھا کہ اس صورت میں شیر خوار بچہ کو نقصان پہنچتا ہے اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو ایام رضاعت میں اپنی بیوی کے پاس جانے سے منع کر دیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ روم و فارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کا ارادہ ترک فرما دیا۔ واد کے معنی ہیں زندہ درگور کرنا، جیتا گاڑ دینا، زمانہ جاہلیت میں اہل عرب تنگدستی کے خوف اور عار کی وجہ سے اپنی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان والدین سے سخت باز پرس کی جائے گی جو اپنے ہاتھوں اپنی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کو بھی واد خفی یعنی پوشیدہ زندہ گاڑ دینے سے تعبیر فرمایا۔ اس طرح یہ حدیث منسوخ ہے یا آپ نے یہ بات محض تہدید و تنبیہ کے طور پر فرمائی ہے یا پھر یہ کہ اس ارشاد کے ذریعہ گویا اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ عزل نہ کرنا ہی اولیٰ اور زیادہ بہتر ہے۔ ان حضرات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک مجلس منعقد تھی۔

حاضرین میں حضرت علی حضرت زبیر اور حضرت سعد رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ کے علاوہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق بھی موجود تھے۔ عزل کے سلسلہ میں مباحثہ ہو رہا تھا صحابہ کی رائے تھی کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن ایک صحابی نے یہ کہا کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ عزل کرنا مودۃ (چھوٹی مودۃ ہے یعنی جس طرح اپنی اولاد کو زندہ گاڑ دینا مودۃ کبریٰ ہے اسی طرح عزل کرنا مودۃ صغریٰ ہے حضرت علی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس سلسلہ میں حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک بچہ میں جان نہ پڑے مودۃ کے مفہوم کا اطلاق نہیں ہوگا یعنی اگر جان پڑھ جانے کے بعد اسقاط حمل کر لیا جائے یا زندہ پیدا ہونے کے بعد اسے جیتا جاگتا گاڑ دیا جائے تو اس کو مودۃ کہا جائے گا۔ حضرت علی کا یہ جواب سن کر حضرت عمر نے فرمایا علی! اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے تم نے سچ کہا ہے چنانچہ فقہی مسئلہ یہ ہے کہ جب تک بچہ میں جان نہ پڑے اسقاط حمل جائز ہے اور قرار حمل کے بعد ایک سو بیس دن میں حمل کے اندر جان پڑتی ہے گویا قرار حمل کے بعد ایک سو بیس دن کے اندر اندر تو اسقاط حمل جائز ہے اس کے بعد جائز

نہیں ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد گرامی عزل کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کرتا البتہ اس کے مکروہ ہونے پر ضرور دلالت کرتا ہے بایں معنی کہ عزل کرنا واد حقیقی یعنی واقعہ زندہ در گور کر دینے کے حکم میں داخل نہیں ہے کیونکہ واد حقیقی کا مطلب ہوتا ہے ایک جان کو ہلاک کر دینا جب کہ عزل میں یہ صورت نہیں ہوتی البتہ عزل کرنا واد حقیقی کے مشابہ یقیناً ہے اسی واسطے اس کو پوشیدہ زندہ گاڑ دی تا فرمایا گیا ہے جو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عزل کے ذریعہ چونکہ اپنے مادہ تولید نطفہ کو ضائع کیا جاتا ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ مادہ تولید اللہ تعالیٰ نے بچہ پیدا ہونے کے لئے مہیا کیا ہے اس لئے یہ فعل یعنی عزل کرنا اپنے بچہ کو ہلاک کرنے یا اس کو زندہ در گور کر دینے کے مشابہ ہے۔

علامہ ابن ہمام کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود کے بارے میں یہ صحیح روایت منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ عزل مؤدہ صغریٰ ہے۔ نیز حضرت ابو امامہ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ جب ان سے عزل کا حکم پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی مسلمان کو عزل کرتے نہیں دیکھا سنا اس سے معلوم ہوا کہ عزل کرنا پسندیدہ نہیں ہے (اسی طرح حضرت ابن عمر سے یہ منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق نے بعض لوگوں کو عزل کرنے پر مارا ہے اور حضرت عثمان غنی کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ عزل کرنے سے منع کرتے تھے۔ ان تمام روایات سے عزل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے لیکن علماء لکھتے ہیں کہ یہ ممانعت نبی تنزیہی کے طور پر ہے،

بَابُ حَقِّ الرِّضَاعِ وَحُرْمَتِهِ

یہ باب ہے کہ رضاعت کا حق اور اس کی حرمت کا بیان

3329- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ وَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُلْهَبُ عَنِّي مَذْمَةُ الرِّضَاعِ قَالَ: "غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمِيَّةٌ".

حجاج بن حجاج رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! رضاعت کا حق مجھ سے کیسے ادا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک غلام یا کنیز کی ادائیگی کے ذریعے۔

شرح

جب مردابی عورت کو ملازم رکھ لیتا ہے جو (بچے کی ماں اور اس مرد) کی بیوی ہو یا اس کی عدت گزار رہی ہوتا کہ وہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے: دینی اعتبار سے ماں یعنی دودھ پلانے کی پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "مَائیں اپنی اولاد کو دودھ پلائیں" تاہم ماں کے عاجز ہونے کے احتمال کی وجہ سے اسے معذور قرار دیا جائے گا، لیکن جب وہ معاوضے پر دودھ پلانے پر تیار ہوگئی تو اس سے یہ ثابت ہو جائے گا وہ دودھ پلا سکتی ہے لہذا یہ عمل اس پر واجب ہو جائے گا اور اس کے لئے اس کا معاوضہ لینا جائز نہیں ہوگا۔ یہاں عدت گزارنے والی عورت سے مراد وہ عورت ہے جسے رجعی طلاق دی گئی

ہو اور اس بارے میں بھی ایک روایت ہے، کیونکہ نکاح ابھی برقرار ہے۔ جس عورت کو طلاق بتہ دی گئی ہو ایک روایت کے مطابق اس کا بھی یہی حکم ہے۔ دوسری روایت کے مطابق اس کے لئے معاوضہ لینا جائز ہے، کیونکہ نکاح ختم ہو چکا ہے۔ پہلی روایت کی وجہ یہ ہے: بعض احکام کے حق میں نکاح باقی ہوتا ہے۔ اگر مرد ایسی عورت کو ملازم رکھتا ہے جو اس کی منکوحہ ہو یا اس کی عدت بسر کر رہی ہو تاکہ وہ اس مرد کے اس بچے کو دودھ پلائے جو دوسری بیوی سے ہے تو ایسا کرنا جائز ہوگا، کیونکہ اس بچے کو دودھ پلانا اس عورت پر لازم نہیں ہے۔

اگر اس عورت کی عدت پوری ہو جاتی ہے اور پھر مرد اسے ملازم رکھتا ہے یعنی اس لیے کہ وہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے تو یہ جائز ہوگا اس کی وجہ یہ ہے: نکاح مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے اور وہ عورت (اس مرد کیلئے) اجنبی عورت کی طرح ہے۔ اگر باپ یہ کہتا ہے: میں اس (یعنی بچے کی ماں) کو اجرت پر مقرر نہیں کرتا اور کسی دوسری عورت کو لے آتا ہے (جس کا معاوضہ کم ہو) پھر بچے کی ماں اس اجنبی عورت جتنے معاوضے پر راضی ہو جاتی ہے یا کسی معاوضے کے بغیر راضی ہو جاتی ہے تو وہی زیادہ حقدار ہوگی، کیونکہ ماں زیادہ شفیق ہوتی ہے تو بچے کے لئے بہتری یہی ہے: اسے ماں کے سپرد کیا جائے۔ اگر وہ زیادہ معاوضے کی طلبگار ہو تو شوہر اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا یعنی پانے سے ضرر دور کرنے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ ”ماں کو اس کی اولاد کے حوالے سے ضرر نہ پہنچایا جائے اور باپ کو اس کی اولاد کے حوالے سے“ یعنی باپ کو اس بات کا پابند نہ کیا جائے کہ وہ ماں کو اجنبی عورت سے زیادہ معاوضہ دے۔ کس بچے کا خرچ اس کے باپ کے ذمے لازم ہوگا۔ اگرچہ اس کا دین باپ کے دین سے مختلف ہو جس طرح بیوی کا خرچ شوہر کے ذمے لازم ہوتا ہے اگرچہ بیوی کا دین شوہر کے دین سے مختلف ہو۔ جہاں تک بچے کا تعلق ہے تو اس کی دلیل اس آیت کا مطلق ہونا ہے جو ہم نے تلاوت کی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے: وہ بچہ اس شخص کا جزء ہے لہذا وہ اس کی اپنی ذات کے حکم میں ہوگا۔ جہاں تک بیوی کا تعلق ہے تو اس کا سبب صحیح عقد ہے جو اس اعتبار کے مقابلے میں ہو یعنی جو مرد کے لئے ثابت ہے۔ مسلمان مرد اور کافر عورت کے درمیان عقد ٹھیک ہوتا ہے اور اس عقد پر اعتبار کا حکم مرتب ہوتا ہے اس لیے خرچ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ ہم نے جتنی بھی صورتیں ذکر کی ہیں ان سب میں باپ پر خرچ اس وقت لازم ہوگا جب اس بچے کا اپنا کوئی مال نہ ہو۔ لیکن اگر مال ہو تو اصل حکم یہی ہے: انسان کا خرچ اس کے اپنے مال میں سے دیا جاتا ہے خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ ہو۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

دودھ پلانے کے شرعی احکام کا بیان

بعض مطلقہ عورتوں کے دودھ پیتے بچے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ماں باپ کے جھگڑوں کی وجہ سے دودھ پیتے بچے ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات باپ سے انتقام لینے کیلئے ان کو مائیں دودھ نہیں پلاتیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو یہ نصیحت کی یہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں اور یہ کہ باہمی رضامندی سے وہ بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں اور بچوں کے باپ پر یہ لازم کیا کہ وہ اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق دودھ پلانے والیوں کو کھانے اور کپڑوں کا خرچ مہیا کریں اور یہ کہ بچوں کی وجہ سے ماں باپ میں سے کوئی فریق دوسرے پر زیادتی نہ کرے مثلاً ماں بچوں کو پالنے اور پرورش کرنے کی وجہ سے باپ کو ضرر پہنچائے اور کھانے

اور کپڑوں کا دستور سے زیادہ خرچ طلب کرے یا ماں بچوں کو دودھ پلانا چاہتی ہے اور باپ زبردستی بچوں کو ماں سے چھین لے یا اس کو دودھ پلانے پر مجبور کرے یا اس کے خرچ میں قدر معروف سے کمی کرے۔ اس تفسیر کی بناء پر اس آیت میں وہ مطلقہ عورتیں مراد ہیں جن کی ان کے خاوندوں سے اولاد ہو اور اجنبی دائیوں کی بہ نسبت دودھ پلانے کی وہ زیادہ حق دار ہیں اور بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ اس آیت میں مطلقاً دودھ پلانے والی مائیں مراد ہیں خواہ وہ مطلقاً عورتیں ہوں یا منکوحہ عورتیں ہوں۔

امام مالک کے نزدیک ماں پر دودھ پلانا واجب ہے خواہ وہ منکوحہ ہو یا مطلقہ اور جمہور کے نزدیکی ماں پر اس وقت دودھ پلانا واجب ہے جب بچہ کسی اور عورت کا دودھ نہ پئے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے کی مکمل مدت دو سال پلانا ہے کیونکہ اس مدت میں بچہ کو اپنی نشوونما کے لیے دودھ کی حاجت ہوتی ہے نیز اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ کم از کم دودھ پلانے کی کوئی حد نہیں ہے اور ماں باپ باہمی مشورہ سے جتنے عرصہ تک چاہیں دودھ پلائیں اور اس کے بعد دودھ چھڑا دیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ باپ کے ذمہ ہے اور دایہ کی اجرت بھی باپ کے ذمہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک بچہ کی ماں کا بھی دودھ پلانے کی اجرت طلب کرنا جائز ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا عدت میں اور بچہ کا خرچ بھی باپ کے ذمہ ہے اور اگر باپ زندہ نہ ہو تو باپ کے وارث کے ذمہ بھی یہی احکام ہیں اس پر لازم ہے کہ وہ دودھ پلانے والی کے کھانے اور کپڑے کا خرچ دے اور دودھ پلانے کی اجرت دے اور دودھ پلانے والی کو ترک نہ کرے۔ امام ابو حنیفہ اور امام احمد کے نزدیک یہ آیت محارم کے نفقہ کے وجوب کی اصل ہے ان کے نزدیک ہر زورم محرم پر خرچ واجب ہے مثلاً ماموں اور پھوپھی پر اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بچوں کا خرچ صرف والدین پر واجب ہے بچہ کا خرچ باپ پر واجب ہے باپ فوت ہو گیا ہو تو اس کے ترکہ سے خرچ کرنا واجب ہے اور اگر اس کا مال نہ ہو تو پھر ماں پر واجب ہے قرآن مجید کی اس آیت سے امام ابو حنیفہ اور امام احمد کی رائے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قرآن مجید نے باپ کے بعد وارث پر بچہ کے خرچ کو واجب کیا ہے۔

دودھ پلانے کی مدت میں ائمہ مذاہب کی آراء کا بیان

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: دو سال کی مدت کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو جائے وہ دو سال دودھ پلائے تاکہ تمیں مہینے پورے ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وحملة وفصله ثلثون شهرا۔ (الاتفاق: ۱۵)

ترجمہ: اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عطاء اور ثوری کا قول یہ ہے کہ ہر بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔

(الملت والجمع: ج ۱ ص ۳۰۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ حد دو سال

ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۷۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج مطہرات امام مالک امام شافعی امام ابو یوسف امام محمد شعبی اوزاعی اور ابو ثور کا یہی مسلک ہے۔

(المفتی ج ۸ ص ۱۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ الرغیبانی الحنفی لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک دو سال ہے امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام زفر کے نزدیک یہ مدت تین سال ہے کیونکہ دو سال کے بعد بچے کو دفعۃً دودھ سے غذا کی طرف لانا مشکل ہے۔ اس لیے بعد کے ایک سال میں دودھ کے ساتھ اس کو غذا کا عادی بنایا جائے اور تین سال کے بعد مکمل دودھ چھڑا دیا جائے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ (الحاق ۱۵) اور کم از کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے تو دودھ چھڑانے کے لیے دو سال باقی بچے امام دارقطنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طفولیت کی دو سال کی عمر کے بعد دودھ پلانے کا مکمل نہیں ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۳ ص ۱۷۴) اس حدیث کو امام عبدالرزاق اور امام مالک نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ کی دلیل یہی آیت ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر کیں (حمل اور دودھ چھڑانا) اور دونوں کی ایک مدت ذکر فرمائی یعنی تیس مہینے لہٰذا ان میں سے ہر ایک کی مدت مکمل تیس ماہ ہوگی لیکن ان میں ایک یعنی حمل کی مدت ایک حدیث سے دو سال متعین ہے اور دوسرے ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زیادہ نہیں باقی رہتا۔ (سنن دارقطنی ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ لبنان سنن بیہقی ج ۷ ص ۲۲۳ مطبوعہ لبنان)

ان میں سے ایک کی مدت اس حدیث کی بناء پر دو سال رہ گئی تو دوسرے یعنی دودھ چھڑانے کی مدت اپنی اصل پر تیس ماہ رہے گی نیز دو سال تک بچہ کو دودھ پلانے کے بعد فوراً غذا کی طرف راجع کرنا مشکل ہوگا اس لیے اس کو بقیہ چھ مہینے میں بہت درج غذا کا عادی بنایا جائے گا اور اڑھائی سال کے بعد کلی طور پر دودھ چھڑا دیا جائے گا اور سورۃ بقرہ میں جو ارشاد ہے: اور مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے اس مائیں اپنے بچوں کو مکمل دو سال دودھ پلائیں (البقرہ: ۲۳۳) اور حدیث میں ہے: دو سال کے بعد دودھ پلانا نہیں ہے اس آیت اور اس حدیث کا مجمل یہ ہے کہ دو سال سے زیادہ بچے کو دودھ پلانے کا استحقاق نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۳۵۰-۳۵۱ مطبوعہ مکتبہ شریعہ مایہ لبنان)

ہر چند کہ امام اعظم اور صاحبین دونوں کے قول مفتی بہ ہیں لیکن علامہ ہسکلی نے امام اعظم کے قول کو ترجیح دی ہے۔ (در مختار علی حاشیہ الرد ج ۳ ص ۴۰۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

بَابُ الشَّهَادَةِ فِي الرِّضَاعِ .

یہ باب ہے کہ رضاعت کے بارے میں گواہی دینا

3330- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَتَانَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ

اسی مریم عن عقیبة بن الحارث قال وقد سمعته من عقیبة ولکنی لحديث عقیبة أخفط قال تزوجت امرأة فحائنا امرأة سوداء فقالت انی قد ارضعتکما . فاتیت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فاخبرته فقلت انی تزوجت فلانة بنت فلان فجائتني امرأة سوداء فقالت انی قد ارضعتکما . فاعرض عني فاتیتہ من قبل وجهہ فقلت انها كاذبة . قال: "وكيف بها وقد زعمت انها قد ارضعتکما دغها عنك" .

♦♦ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ایک عورت سے شادی کر لی ایک سیاہ قام عورت آئی اس نے بتایا: میں نے تم دونوں (میاں بیوی کو) دودھ پلایا ہے۔ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو اس کے بارے میں بتایا۔ میں نے کہا: میں نے فلاں کی صاحبزادی فلاں سے شادی کی ہے تو پھر ایک سیاہ قام عورت میرے پاس آئی ہے اس نے بتایا: میں نے تم دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے چہرہ پھیر لیا میں پھر آپ کے چہرے کے سامنے آیا اور میں نے عرض کی: وہ جھوٹ کہتی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اب کیا ہو سکتا ہے؟ جب کہ اس نے یہ بات بیان کر دی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تم اس عورت کو چھوڑ دو۔

وہ مسائل جن میں صرف عورت ہی کی گواہی معتبر ہے

وہ مسائل جن سے مرد آگاہ نہیں ہو سکتے ان میں صرف عورت ہی کی گواہی دینے والی ایک ہی عورت ہو
تجوز شهادة المرأة الواحد فيما لا يطلع عليه الرجال . جن امور سے مرد مطلع نہیں ہو سکتے ان میں ایک عورت کی گواہی معتبر ہوگی۔ (عبدالرزاق، المصنف، 484، 7، رقم 13978)

تجوز شهادة المرأة الواحدة في الرضاع . بچے کی رضاعت میں ایک عورت کی گواہی بھی معتبر ہے۔

عبدالرزاق، المصنف، 335، 8، رقم 15406

وبقبل في الولادة والبركة والميوس بالنساء في موضع لا يطلع عليه الرجال شهادة امرأة واحد . ولادت اور عورتوں کے وہ معاملات جن سے مرد آگاہ نہیں ہو سکتے وہاں ایک عورت کی گواہی قبول کی جائے گی۔

(مرغینانی، ہدایہ، 154، 2)

ہم یہاں ان معاملات اور مسائل کو بیان کریں گے جن میں مردوں کی گواہی معتبر نہیں، بلکہ صرف عورت کی گواہی معتبر ہے ان مسائل میں علماء کا اتفاق ہے اور کوئی اختلافی رائے نہیں پائی جاتی۔

3330- اخرجہ البخاری فی العلم، باب الرحلة في المسألة النازلة و تعليم اهلہ (الحديث 88) بنحوه مختصراً، وفي البيوع، باب تفسير المشبهات (الحديث 2052) بنحوه مختصراً، وفي الشهادات، باب اذا شهد شاهد او شهود بشيء (الحديث 2640) بنحوه، وباب شهادة الاماء والعبد (الحديث 2659)، وباب شهادة المرضعة (الحديث 2660) مختصراً، وفي النكاح، باب شهادة المرضعة (الحديث 5104) . و اخرجہ ابو داؤد في الاقصية، باب الشهادة في الرضاع (الحديث 3603 و 3604) و اخرجہ الترمذی في الرضاع، باب ما جاء في شهادة لمرأة الواحدة في الرضاع (الحديث 1151) . تحفة الاشراف (9905) .

ولادت اور بچے کے رونے پر گواہی

اگر بچہ کی ولادت اور بچے کے رونے کے مسئلے میں کوئی نزاع واقع ہو جائے تو یہاں صرف عورت کی گواہی معتبر ہوگی مرد کی نہیں۔ اس لئے کہ یہ ان امور میں سے ہے جن پر اکثر اوقات مرد مطلع نہیں ہو سکتے۔ اس معاملے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دائی کی تنہا گواہی جائز قرار دی ہے۔

رضاعت پر عورت کی گواہی کا بیان

اسی طرح اگر رضاعت کے معاملے پر اختلاف ہو جائے اور معاملہ قاضی تک پہنچ جائے تو عورت کو یہ حق ہے کہ وہ گواہی دے کیونکہ یہ وہ مسئلہ ہے جو عورت کے ساتھ خاص ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ دودھ پلانے والی عورت کی تنہا گواہی قبول کی جائے گی۔ اس لئے کہ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن حارث نے ام یحییٰ بنت ابی اہاب سے نکاح کیا۔ تو سوداء بونڈی نے آ کر کہا کہ تم دونوں کو میں نے دودھ پلایا تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کیف و قد قبل لفافتها و تکحت زوجها غیرہ۔ نکاح کیسے (قائم رہ سکتا ہے) اور گواہی دیدی گئی ہے۔ تو عقبہ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی اور بنت ابی اہاب نے کسی اور سے نکاح کر لیا۔ (بخاری، 2: 934، رقم: 2497)

ماہواری پر عورت کی گواہی کا بیان

ماہواری (حیض) کے کسی بھی اختلاف پر بھی گواہی عورت ہی دے سکتی ہے۔ اسلام میں عورتوں کے حقوق اور عزت و احترام کے اس تذکرے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی تہذیب کے اس مرحلے پر جب عورت کو جانوروں سے بھی بدتر تصور کیا جاتا تھا اور کسی عزت و تکریم کا مستحق نہیں سمجھا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو وہ حقوق عطا فرمائے جس سے اسے تقدس اور احترام پر مبنی سماجی و معاشرتی مقام نصیب ہوا۔ اور آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی یہ صرف اسلام کا عطا کردہ ضابطہ حیات ہے جہاں عورت کو تکریم اور بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت میسر آ سکتی ہے۔

بَابُ نِكَاحِ مَا نَكَحَ الْآبَاءُ .

یہ باب ہے کہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرنا جس کے ساتھ باپ و دادا میں سے کسی نے نکاح کیا ہو

3331- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ

3331- أخرجه أبو داود في المجلد، باب في الرجل يزني بحريمه (الحديث 4456 و 4457). و أخرجه الترمذي في الأحكام، باب لمن تزوج امرأة أبيه (الحديث 1362) و أخرجه الترمذي في النكاح، نكاح ما نكح الآباء (الحديث 3332) و أخرجه ابن ماجه في المجلد، باب من تزوج امرأة أبيه من بعده (الحديث 2607). تحفة الأشراف (15534).

السَّيِّدِيُّ عَنْ عَبْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَقِيتُ خَالِيَّ وَمَعَهُ الرَّأْيَةُ فَقُلْتُ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ أَوْ أَقْتُلَهُ .

♦♦ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری ماموں سے ملاقات ہوئی ان کے پاس ایک جھنڈا تھا میں نے دریافت کیا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے ایسے شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ باپ کے بعد شادی کر لی ہے (اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے) کہ میں اس کی گردن اڑا دوں (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) میں اسے قتل کر دوں۔

3332- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو عَنْ زَيْدِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَصَبْتُ عَمِيَّ وَمَعَهُ رَأْيَةُ فَقُلْتُ أَيْنَ تُرِيدُ فَقَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً أَبِيهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَأَخْبَدَ مَالَهُ .

♦♦ حضرت یزید بن براء رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں اپنے چچا سے ملا ان کے پاس جھنڈا موجود تھا۔ میں نے دریافت کیا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے شادی کر لی۔ آپ نے مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں اور اس کے مال پر قبضہ کر لوں۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو جن کے ساتھ تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہیں مگر جو ہو چکا ہے شک ایسا فعل بے حیائی اور موجب غضب ہے اور بہت ہی برا طریقہ ہے۔ (النساء: ۲۲)

باپ کی منکوحہ سے بیٹے کے نکاح کے متعلق مذاہب فقہاء کا بیان

عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں لوگ محرمات کو حرام قرار دیتے تھے لیکن اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کو جائز سمجھتے تھے اسی طرح دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا بھی جائز سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کاموں کو حرام قرار دے دیا۔

اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ جس عورت سے باپ نے مباشرت کی ہو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہے خواہ وہ عورت اس کے باپ کی بیوی ہو یا باندی ہو یا اجنبی عورت ہو جس سے اس نے زنا کیا ہو۔ اور یہ فقہاء احناف کا مذہب ہے اور اکثر مفسرین کا مختار ہے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جس عورت سے باپ نے زنا کیا ہو وہ اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہے کیونکہ زنا قبیح بنفسہ ہے اس لئے وہ کسی امر مشروع کے لئے سبب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ امر مشروع سے مراد تحریم مصاہرت (سسرالی رشتوں کی تحریم) ہے کیونکہ یہ ایک نعمت ہے اور نعمت کسی حرام چیز کو شامل نہیں ہوتی ہماری دلیل یہ ہے کہ بچہ کے سبب سے ماں باپ ایک دوسرے کے جز

ہو جاتے ہیں اسی لئے بچہ دونوں کی طرف منسوب ہوتا ہے اور عورت کے اصول و فروع بچہ کے لئے مرد کے اصول و فروع کے حکم میں ہوتے ہیں اور مرد کے اصول و فروع بچہ کے لئے عورت کے اصول و فروع کے حکم میں ہوتے ہیں اور باپ نے جس عورت سے مباشرت کی ہو اس سے بیٹے کا نکاح اس لئے حرام ہے کہ یہ مباشرت اولاد کا سبب ہے نہ اس لئے کہ یہ مباشرت بصورت زنا ہے۔ اسی طرح جس عورت کو باپ نے شہوت سے مس کر لیا ہو یا اس کی فرج کو شہوت سے دیکھا ہو وہ بھی بیٹے پر حرام ہے اور امام شافعی کے نزدیک حرام نہیں ہے امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے اور نکاح کا حقیقی معنی وطی اور مباشرت ہے۔ ایجاب اور قبول کا عقد نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) وابتلوا الیتیمی حتی اذا بلغوا النکاح۔ (النساء: ۶)

ترجمہ: اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو حتیٰ کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں۔

اس آیت میں نکاح سے مراد وطی اور مباشرت ہے کیونکہ انسان جب وطی اور مباشرت کی صلاحیت کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تب ہی وہ بالغ ہوتا ہے ورنہ عقد تو بچپن میں بھی ہو سکتا ہے اور جوانی اور بڑھاپے میں بھی۔

(آیت) فان طلقها فحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ (البقرہ: ۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اس کا شوہر اس کو (تیسری) طلاق دے دے تو وہ عورت اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے حتیٰ کہ وہ عورت اس شوہر کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔

اس آیت میں بھی نکاح سے مراد وطی اور مباشرت ہے کیونکہ دوسرے شوہر کے صرف عقد نکاح اور نکاح کے دو بول پر دھوانے سے وہ عورت پہلے شوہر پر حلال نہیں ہوتی جب تک کہ دوسرا شوہر اس سے وطی نہ کرے۔

(آیت) الزانی لا ینکح الا زانیۃ۔ (النور: ۳)

ترجمہ: زانی صرف زانیہ سے ہی نکاح کرتا ہے۔

اس آیت میں نکاح سے مراد اگر عقد لیا جائے تو یہ واقع کے خلاف ہے اس لئے یہاں لامحالہ وطی اور مباشرت ہی مراد ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ناکح الیدملعون (عنا: التامی: ۱ ص ۴۴۹) ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے یہاں نکاح سے مراد عقد نہیں ہو سکتا اس مراد بھی وطی اور مباشرت ہے اور جن آیات میں نکاح عقد کے معنی میں ہے مثلاً (آیت) فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ (النساء: ۳) یا جس طرح آپ نے فرمایا النکاح سنتی۔ (الجامع: کبیر: ۸ ص ۸) وہاں نکاح مجاز عقد کے معنی میں ہی ہے۔

امام اللغۃ امام اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ھ لکھتے ہیں: نکاح کا معنی وطی ہے اور کبھی یہ عقد کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ (الصحاح ج ۱ ص ۲۱۳ مطبوعہ دارالعلم بیروت ۱۳۹۶ھ)

علامہ محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ لکھتے ہیں: ازہری نے کہا ہے کہ کلام عرب میں نکاح کا اصل معنی وطی ہے اور تزوج کو بھی نکاح کہتے ہیں کیونکہ تزوج وطی مباح کا سبب ہے۔ (لسان العرب: ج ۲ ص ۶۲۶ مطبوعہ قم ایران ۱۴۰۵ھ)

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں: نکاح کا اصل معنی دہلی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ دہلی کے لئے عقد کرنے کا بھی نکاح کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دہلی مباح کا سبب ہے قرآن مجید میں نکاح عقد کے معنی میں مستعمل ہوا ہے کیونکہ دہلی جماع کے لئے صریح ہے اور عقد جماع سے کنایہ ہے اور بلاغت اور ادب کے بھی موافق ہے اسی طرح زنجیری اور راغب اسفہانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ (تاج العروس شرح القاموس ج ۲ ص ۲۳۲ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں: باپ کی منکوحہ سے ہر حال میں نکاح حرام ہے کیونکہ نکاح جماع اور تزویج (شادی) دونوں کو کہتے ہیں پس اگر باپ نے کسی عورت سے شادی کی ہو یا بغیر نکاح کے کسی عورت سے دہلی کی ہو تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہے۔ عرب میں یہ رواج تھا کہ باپ کی منکوحہ سے نکاح کر لیتے تھے۔ عمرو بن امیہ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا اور اس سے مسافر اور ابو معیط دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ابوقیس ایک صالح انصاری تھے وہ فوت ہو گئے تو ان کے بیٹے قیس نے اپنے باپ کی بیوی کو نکاح کا پیغام دیا اس نے کہا میں تو تم کو اپنا بیٹا سمجھتی ہوں لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کروں گی۔ اس نے آ کر آپ سے پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(الجامع ۱۱۱ حکام القرآن ج ۵ ص ۱۰۳-۱۰۴ مطبوعہ انتشارات مصر خیرہ ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابوالفرج علی بن محمد جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: نکاح دہلی میں حقیقت ہے اور عقد میں مجاز ہے کیونکہ نکاح کا معنی جمع کرنا ہے اور جمع صرف دہلی میں ہے اور عقد اس کا سبب ہے اس لئے عقد کو بھی نکاح کہتے ہیں۔

(زاوالبیروت ج ۲ ص ۳۳ مطبوعہ بیروت ۱۳۰۷ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک باپ کی منکوحہ سے بیٹے کا نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے خواہ دخول نکاح سے ہو خواہ زنا سے اور امام شافعی کے نزدیک باپ کی منکوحہ سے بیٹے کا نکاح حرام ہے اور باپ کی مرنے سے بیٹے کا نکاح حرام نہیں ہے۔

باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنے کی سزا کا بیان

باپ کی منکوحہ بیٹے کی ماں ہے اور جو شخص اپنی ماں یا کسی اور محرم کے ساتھ نکاح کرے اس کی سزا اسلام میں یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کی جائیداد ضبط کر لی جائے۔ امام ابو داؤد و براء کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میرے چچا نے مجھے اس شخص کو قتل کرنے اور اس کا مال ضبط کرنے کے لئے بھیجا جس نے اپنی ماں سے نکاح کر لیا تھا (سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۴۳۵۷) امام ابو حنیفہ اس حدیث کی روشنی میں فرماتے ہیں جو شخص اپنی محرم سے نکاح کرے اس کو تعزیراً قتل کر دیا جائے اور جو شخص اس کے ساتھ زنا کرے اس پر حد جاری کی جائے۔

بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر

”اور عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں، ماسوائے ان کے جو تمہاری زیر ملکیت ہیں“

3333- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ أَبِي عُلْقَمَةَ الْهَاشِمِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَعَثَ جَيْشًا إِلَى أَوطَاسٍ لَلْقَوْمِ عَدُوًّا لِقَاتِلُوهُمْ وَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ فَأَصَابُوا لَهُمْ سَبَايَا لَهُنَّ أَزْوَاجٌ فِي الْمُسْرِكِينَ فَكَانَ الْمُسْلِمُونَ تَحَرَّجُوا مِنْ غَشْيَائِهِنَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ) أَيْ هَذَا لَكُمْ حَلَالٌ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ .

﴿ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کی طرف ایک لشکر روانہ کیا ان کا سامنا دشمن سے ہوا۔ انہوں نے دشمن سے جنگ کی اور ان پر غالب آ گئے۔ انہوں نے ان کی کچھ عورتوں کو قیدی بنا لیا جن کے شوہر مشرک تھے۔ مسلمانوں نے ان عورتوں کے ساتھ محبت کرنے میں حرج محسوس کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”اور عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں البتہ وہ جو تمہارے زیر ملکیت ہوں۔“

یعنی یہ تمہاری زیر ملکیت عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں جب ان کی عدت ختم ہو جائے۔

شرح

(آیت) وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ . (النساء : ۲۴)

ترجمہ: دوسروں کی بیویاں تم پر حرام ہیں البتہ تمہاری باندیاں تم پر حرام نہیں۔

(آیت) وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ، إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَفِيهِمْ غَيْرُ مَلُومِينَ،

(المومنون ۵-۶، العارح: ۳۰-۲۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں البتہ اپنی بیویوں اور باندیوں سے مباشرت کرنے میں ان پر ملامت نہیں ہے۔

ان کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں باندیوں کے ساتھ مباشرت کی اجازت دی گئی ہے۔ اب صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ عقد نکاح میں عورت اپنے اختیار سے یہ عقد کرتی ہے جب کہ جب باندی کو ہیبتہ کیا جاتا ہے یا اس کو

3333- أخرجه مسلم في الرضاع، باب جواز وطء المسبية بعد الاستبراء وإن كان لها زوج انفسخ نكاحها بالنسي (الحديث 33 و 34 و 35) . و أخرجه أبو داود في النكاح، باب في وطء (السبايا) (الحديث 2155) و أخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يسي الأمة و لها زوج هل يحل له أن يطأها (الحديث 1132 م) . و أخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء، قول تعالى: (والمحصنات من النساء إلا ما ملككم) (الحديث 116) . تحفة الاشراف (4434) .

فردخت کیا جاتا ہے تو اس میں اس کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی پاداش میں بطور سزا اس کا یہ اختیار سلب کر لیا گیا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جب سے دنیا میں لوٹری اور غلام بنانے کا رواج ہوا لوٹریوں کے ساتھ یہی معاملہ روارکھا گیا ہے اس لئے اگر کافر مسلمانوں کے ساتھ یہ معاملہ کریں تو ان کے ساتھ بھی عمل مکافات کے طور پر یہی معاملہ روارکھا گیا لیکن جو شخص کسی باندی کے ساتھ مباشرت کرتا ہے اور اس سے اولاد ہو جاتی ہے تو وہ اس کی حقیقی اولاد اور اس کی وارث ہوتی ہے اور وہ باندی ام ولد ہو جاتی ہے اور اس شخص کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہو جاتی ہے اسلام نے غلامی کے رواج کو ختم کرنے کے لئے بہت اقدامات کئے ہیں اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے بہت بشارتیں دیں ہیں

بَابُ الشِّغَارِ .

یہ باب شغار کے بیان میں ہے

3334- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعْبُدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهَى عَنِ الشِّغَارِ .

♦♦ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے شغار سے منع کیا ہے۔

3335- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعُودَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "لَا جَلْبَ وَلَا جَنْبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ وَمِنْ أَنْتَهَبَ نَهْطَ فَلَيْسَ مِنَّا" .

♦♦ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام میں جلب ورحب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور جو شخص لوٹ مار کرے گا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

3336- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْفَزَارِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لَا جَلْبَ وَلَا جَنْبَ وَلَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ" .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَا فَا حِشَّ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ يَحْيَى .

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اسلام میں جلب ورحب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

3334- أخرجه البخاري في الحيل، باب الحيلة في النكاح (الحديث 6960) مطولاً . وأخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم لكاح الشغار و بطلانه (الحديث 58) مطولاً . وأخرجه أبو داود في النكاح، باب في الشغار (الحديث 2074) مطولاً . تحفة الأشراف (8141) .

3335- أخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن نكاح الشغار (الحديث 1123) . وأخرجه النسائي في الخيل، الجلب (الحديث 3592) . والحديث عند أبي داود في الجهاد، باب في الجلب على الخيل في السابق (الحديث 2581) . وابن ماجه في الفتن، باب النهي عن الهبة (الحديث 3937) . تحفة الأشراف (10793) .

3336- أخرجه النسائي . تحفة الأشراف (566) .

امام نسائی جو بیحد بیان کرتے ہیں یہ بہت بڑی غلطی ہے اور درست یہ ہے کہ یہ روایت بشر نامی راوی کی ہے۔

شرح

شغار دو آدمیوں کے درمیان ایک دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرنے کی ایک خاص صورت کا نام ہے جیسے کہ زید بکر سے اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح زید سے کر دے گا۔ اور ان دونوں کے نکاح میں مہر کچھ بھی متعین نہ ہو بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک دوسرے کی بیٹی کا تبادلہ ہی گویا مہر ہو اس طرح کا نکاح زمانہ جاہلیت میں لوگ کیا کرتے تھے مگر اسلام نے اس سے منع کر دیا ہے۔ اس بارے میں فقہی اختلاف یہ ہے کہ حضرت امام شافعی کے ہاں تو اس طرح کا نکاح سزے سے صحیح ہی نہیں ہوتا جبکہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح سے نکاح کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور مہر مثل دینا لازم ہوگا لیکن حکم یہ ہے کہ اس طرح کے نکاح سے اجتناب کرنا چاہئے۔

بَابُ تَفْسِيرِ الشِّغَارِ

یہ باب شغار کی وضاحت کے بیان میں ہے

3337- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ ح وَالتَّحَارِثُ بْنُ مُسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ مَالِكٌ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ۔
 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے شغار سے منع کیا ہے اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی کسی آدمی کے ساتھ اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کر دے گا اور ان دونوں کے درمیان کوئی مہر نہیں ہوگا۔

3338- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُعَمَّدٍ بْنُ مَسْلَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنِ الشِّغَارِ۔ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَالشِّغَارُ كَانَ الرَّجُلُ يُزَوِّجُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ أُخْتَهُ۔
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے شغار سے منع کیا ہے۔ عبید اللہ نامی راوی بیان کرتے ہیں شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کی شادی اس شرط پر کرے کہ دوسرا شخص اپنی بہن کی شادی اس سے کر دے گا۔

3337- أخرجه البخاري في النكاح، باب الشغار (الحديث 5112) وأخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم النكاح الشغار وبطلانه (الحديث 57) وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن الشغار (الحديث 1883) . والحديث عند: أبي داود في النكاح، باب في الشغار (الحديث 2074) . والترمذي في النكاح، باب ما جاء في النهي عن نكاح الشغار (الحديث 1124) تحفة الاشراف (8323) .
 3338- أخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه (الحديث 61) والحديث عند: ابن ماجه في النكاح، باب النهي عن الشغار (الحديث 1884) . تحفة الاشراف (13796) .

شغار:

یہ عربی لفظ ہے جو شرعاً نکاح باطل کی ایک قسم کے لئے مستعمل ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ ایک شخص اپنی متعلقہ عورت کا دوسرے شخص کو اس شرط پر نکادے کہ وہ بھی اسے اپنی متعلقہ کا نکاح دے۔۔۔ خواہ تقرر مہر ہو یا نہ۔

غیر مقلدین کے نزدیک شغار کی لفظی تحقیق

لغت میں اس کے اصلی معنی رفع یعنی اٹھانے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے شغرا کلب إذا رفع رجلها لیول (کتے پیشاب کے لئے ٹانگ اٹھائی) اور جب باب مفاعلہ سے ہو تو رفع میں مشارکت ہوگی۔ شغار باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کی تائید ابی ریحانہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ لفظ یہ ہیں:-

ان النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نہی عن المشاغرة (أخرجہ أبو الشیخ فی کتاب النکاح) یعنی حدیث میں شغار اور مشاغرة دونوں لفظ آئے ہیں جو باب مفاعلہ کی مصدر ہیں۔ امام اللخند ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ شغار کے معنی میں فرماتے ہیں:-

اکل واحد منهما یشغر عند الجماع

شغار شرعی اسی محاورہ سے ماخوذ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ

شغرا البلد إذا خلا (یعنی شہر محافظہ سے خالی ہو گیا۔) سے ماخوذ ہے۔

اور اس کا اصل معنی بعد اور خلو ہے اور شغار کو مہر سے خالی ہونے کی وجہ سے شغار کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ مرجوح ہے کیوں کہ شغار (شرع میں) منقول ہے اور شغار لغوی منقول عنہ۔ منقول کی اپنے منقول عنہ سے مناسبت ضروری ہوتی ہے۔

اگر غور کیا جائے تو مناسبت نامہ پہلے محاورہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں فریقین میں رفع رجل للجماع میں مشارکت مراد ہوگی جو شغرا کلب لیول سے بہت مناسب ہے اور لختہ میں شغرا الرجل المرأة بھی مستعمل ہے لیکن شغرا البلد سے ایسی مناسبت حاصل نہیں کیونکہ نکاح کے مہر سے خالی ہونے کی حیثیت ثانوی ہے۔

غیر مقلدین کے نزدیک شغار کی معنوی تحقیق

شغار کی دو صورتیں ہیں۔ شغار بہ تقرر مہر۔ شغار بلا تقرر مہر۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شغار سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔ مسند احمد اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے:-

نہی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عن الشغار، والشغار أن يقول الرجل زوجتي ابنتک وأزواج ابنتی أو زوجتی أختک وأزواج أختی۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص (دوسرے سے) کہے کہ میں تجھے اپنی بیٹی یا

بہن کا نکاح دیتا ہوں (اس شرط پر) کہ تو مجھے اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح دے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نکاح شغار کی جو تفسیر روایت کی ہے، اس میں آپ نے تقرر اور عدم تقرر مہر کی کوئی شرط نہیں لگائی۔

شبہ:

اگر کوئی کہے کہ شغار کی یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہ کی ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں۔

ازالہ شبہ:

جواب دو طرح سے ہے:

اولاً:

یہ ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ جب حدیث کا پہلا حصہ مرفوع ہے تو دوسرا (تفسیر شغار) بھی مرفوع ہوگا دوسرے حصہ کو موقوف ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے جو موجود نہیں۔ اگر یہ شبہ اس وجہ سے وارد ہوا ہے کہ تفسیر شغار کے الفاظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بھی ہو سکتے ہیں، جیسا کہ پہلا حصہ ان کے الفاظ ہیں جس کا مفہوم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہی ہے تو اس کی وضاحت یوں ہے کہ مرفوع حدیث کے لئے صرف مفہوم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہونا ضروری ہوتا ہے۔ الفاظ کبھی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہیں اور کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ صحابی اس مفہوم کے لئے اگر اپنے الفاظ بھی استعمال کرے تو حدیث مرفوع ہی ہوگی۔ جیسا کہ پہلے حصہ حدیث میں مسلم ہے۔ نیز دوسرے حصہ کے لئے کوئی ایسا اشارہ بھی نہیں جس سے ثابت ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ لفظوں میں شغار کی تفسیر کی ہے۔ اس قسم کے کمزور شبہات سے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف نہیں بنایا جاسکتا۔

ثانیاً: اگر بالفرض یہ تفسیر لفظاً موقوف ہو پھر بھی حکماً ہے کہ کیوں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہل لسان ہیں۔ ان دونوں کے مروجہ شغار سے خوب واقف تھے اور صحابی کے لئے غالب خیال یہی ہوتا ہے کہ اس نے یہ معنی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سمجھے ہیں۔ اسی بنا پر ایسی موقوف حدیث حکماً مرفوع سمجھی جاتی ہے۔ کما تقرر فی الاصول۔

رقم الحدیث 2:

مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن حبان میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:-

لا شغار فی الاسلام (یعنی اسلام میں شغار نہیں ہے۔)

اس حدیث میں لائے نفی جنس اسلام میں ایسے شغار کے وجود اور انعقاد کی نفی کر رہا ہے اور اس حدیث میں ان لوگوں کی صاف تردید ہے جو ناجائز تو کہتے ہیں مگر نکاح کے واقع ہو جانے کے قائل ہیں۔

لائے نفی جنس بطلان کی دلیل ہے:

جمہور نحاة کے نزدیک لائے نفی جنس حرف ہے جو کسی شے کی جنس کی نفی کرنے کے لئے آتا ہے اور اس معنی کے لئے نص ہے۔

جو تحیم اسے فعل منفی (انفی) کے معنی میں لیتے ہیں اور لا کی خبر کو صفت بتاتے ہیں۔

دونوں صورتوں میں لا شغار فی الاسلام کے الفاظ شغار کے بطلان کی دلیل ہیں۔ جو سلب کلی کا تصور (علامت) کی وجہ سے شغار کے ہر فرد شغار بہ تقرر مہر اور شغار بغیر تقرر مہر کو باطل قرار دیتا ہے۔

بعض لوگ نکاح شغار کو معتبر قرار دینے کے لئے لا کی خبر کی تقدیر ایسی کرتے ہیں جس سے حرام ہونے کے باوجود نکاح منعقد ہو جائے۔ حالانکہ وہ عربیت سے ناواقف ہیں، کیونکہ لائے نفی جنس کی تقدیر ہی خبر کا قانون حسب ذیل ہے:

خبر یا تو مطلق (افعال عامہ سے) ہوگی یا مقید، مقید کی دو صورتیں ہیں یا تو مقید بر طرف ہوگی یا مقید بغیر طرف یعنی افعال خاصہ سے ہوگی۔ افعال خاصہ کی صورت میں اس کا حذف منع ہے باقی صورتوں میں حذف بہت ہے۔

اب وجود شغار باقی رکھنے کے لئے لا شغار فی الاسلام میں خبر افعال خاصہ سے بنانی عربیت کے خلاف ہے۔ کیوں کہ اس صورت میں حذف خبر منع ہے۔ حالانکہ یہاں خبر محذوف ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہاں خبر افعال عامہ سے ہے۔

لائے نفی جنس کی طرح نبی بھی تحریم اور بطلان کے لئے ہے:

نبی میں اصل تحریم ہے، جیسا کہ خطابی نے "معالم السنن" میں کہا ہے اور اس نکاح کو ایسی باطل قرار دیا ہے جس طرح نکاح متعہ اور لڑکی پر اس کی خالہ اور پھوپھی کا نکاح باطل ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الام" میں شغار اور متعہ میں صحت اور عدم صحت کا فرق کرنے والوں کی کلام کا تفصیلی معارضہ پیش کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ناجائز حیلہ قرار دیا ہے۔

اس نبی کو اصل معنی تحریم اور بطلان سے پھیرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح لائے نفی جنس کو اصلی معنی سے پھیر کر مبالغہ قرار دینا بے دلیل ہے۔

تحریم شغار اور اجماع علماء کا بیان

مذکورہ بالا احادیث سے مطلق شغار کی ممانعت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ثابت ہو چکی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تقرر مہر اور بغیر تقرر مہر کا کوئی فرق نہیں کیا، لیکن بعض علماء نے شغار کی مذکورہ بالا نبوی تفسیر سے واقف نہ ہونے کی بنا پر اس کی تعریف میں اختلاف کیا ہے جبکہ شغار کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اس پر سب متفق ہیں کہ نکاح شغار ناجائز ہے۔

شغار کی تعریف بعض علماء کی غلطی کی وجہ سے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مطلقاً ممانعت ذکر کرنے کے بعد الگ الگ احادیث سے بھی شغار کی دونوں صورتوں کی حرمت بیان کر رہا ہوں جو حسب ذیل ہے:

نکاح شغار بہ تقرر مہر کا بیان

عن عبد الرحمن بن ہرمل لا عرج ان العباس ابن عبد اللہ بن العباس اُتخ بن الحکم ابنتہ وأتکھ عبد الرحمن بنتہ وقد کانما جعلا صداقا لکلب معاویہ بن ابی سفیان الی مروان بن الحکم یا مرہ بالتفریق ینہما وقال فی کتابہ: هذا الشغار الذی نہی عنہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

طیہ وسلم) آخر جہد احمد و ابوداؤد

عبدالرحمن لا عرج سے روایت ہے کہ عباس بن عبد اللہ بن عباس نے عبدالرحمن بن الحکم کو اپنی بیٹی کا نکاح دیا اور عبدالرحمن بن الحکم نے عباس بن عبد اللہ کو اپنی بیٹی کا اور دونوں نے مہر بھی رکھا پس معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم کو ان کے درمیان جدائی کراوئے کا حکم لکھا اور اپنی چشمی میں لکھا کہ یہ وہی شغار ہے جس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منع فرمایا تھا۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح مبادلہ بہ تقرر مہر شغار ہی ہے۔

شبہ:

اگر کوئی کہے کہ منقحی مع شرح نیل الاوطار میں وقتہ کا افعال صدقا کی جگہ وقتہ کا افعال صدقا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں جعل مرکب ہے جس کا پہلا مفعول (ضمیر) محذوف ہے اور معنی یہ ہے کہ انہوں نے اسی نکاح کو مہر قرار دیا تھا جو عدم تقرر مہر ہی کی صورت ہے۔

ازالہ شبہ:

وقتہ کا افعال صدقا (ضمیر کے ساتھ) نقل کی غلطی ہے۔ منقحی متن کے نسخوں، مسند احمد اور ابوداؤد اصل کتابوں میں وقتہ کا افعال صدقا (بغیر ضمیر کے) ہے۔ نیز اسے محذوف جانتا قواعد عربیہ کے خلاف ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ:
جعل دو قسم کا ہوتا ہے: بسیط + مرکب۔ جعل مرکب مبتدا خبر کے افعال سے ہے اور فعل تھوٹل کہلاتا ہے۔ اگر بغیر قرینہ کے اس کا مفعول حذف کیا جائے تو تھوٹل کے معنی واضح نہ ہوں گے۔ نیز پہلا مفعول معنی مبتدا ہے جس کا تعین و تخصیص ہونا چاہئے اور حذف میں ابہام پایا جاتا ہے۔ حذف سے جعل (مرکب) کا جعل (بسیط) نے التباس بھی لازم آئے گا جو مانع حذف ہے۔ نیز ضرورت کے بغیر حذف فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔ خصوصاً جب کہ التباس ہو۔ اس لئے یہاں کوئی مفعول (ضمیر) محذوف نہیں بلکہ جعل (بسیط) ہے اور وقتہ کا افعال صدقا کے معنی یہ ہیں کہ ان دونوں نے مہر رکھا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار مع تقرر مہر سے منع فرمایا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو تفریق کا حکم دیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تھا۔ نئی عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اس کے مرفوع ہونے کی دلیل ہیں۔ باقی رہا یہ وہم کہ شاید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ اپنی طرف سے کیا ہے، قابل التفات نہیں کیوں کہ جس طرح صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نقل کرے تو حدیث مرفوع ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ مفہوم بیان کرے تو بھی مرفوع ہو گی۔ یہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا مفہوم بیان کیا ہے۔

حدیث کے الفاظ بذاتہ "میں مبتدا خبر دونوں معرفہ ہیں اور ایک معرف باللام ہے۔ اس لئے معرف باللام محصور ہے اور یہ حصر ادعائی ہے جس سے مبالغہ مراد ہے یعنی اس صورت (مع تقرر مہر) کا شغار میں داخل ہونا ایسا یقینی ہے۔ جیسا کہ صرف یہی شغار (ممنوع) ہے۔ اس مبالغہ سے مقصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ اس صورت کے شغار سے خارج ہونے کا کسی قسم کا شبہ نہ کیا جائے۔

نکاح شغار بلا تقرر مہر کا بیان

حدیثی نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہی عن الشغار، قلت لنافع: ما الشغار؟ قال ینکح ابنة الرجل وینکحہ ابنتہ بغیر صداق، وینکح أخت الرجل وینکحہ أختہ بغیر صداق أخرجه البخاری (فی کتاب الحیل وفی باب الشغار) ومسلم وأحمد وأبو داود والترمذی والنسائی وابن ماجہ ولفظ أبی داود زاد مسدد فی حدیثہ قلت لنافع وما الشغار؟ (الحديث)

عبید اللہ روایت کرتے ہیں کہ نافع نے مجھے عبد اللہ بن عمر سے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ میں نے نافع سے کہا، شغار کیا ہے؟ کہا، ایک شخص دوسرے کی بیٹی سے نکاح کرتا ہے اور اسے بغیر مہر کے اپنی بیٹی کا نکاح دیتا ہے اور کسی کی بہن سے نکاح کرتا ہے اور اسے اپنی بہن کا نکاح بغیر مہر کے دیتا ہے۔ اسے جماعت نے روایت کیا اور ابو داود کے لفظ یہ تھے۔ زاد مسدد فی حدیثہ قلت لنافع: ما الشغار؟ یعنی مسدد نے (شغار کی ممانعت کے ذکر کے بعد اور شغار کی تعریف سے قبل) زیادہ کیا ہے۔ میں نے نافع سے پوچھا: شغار کیا ہے؟ یعنی بعد والی شغار کی تعریف نافع نے کی۔

یہ تعریف جو نافع نے کی ہے۔۔۔ شغار کی وہ صورت ہے جس میں مہر مقرر نہیں ہوتا۔ یہ تفسیر شغار اگرچہ نافع کی ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شغار مطلق (بہ تقرر مہر و بلا تقرر مہر) سے منع کرنا حدیث ابی ہریرہ میں گزر چکا ہے۔ اس لئے نافع کی بیان کردہ صورت بھی شغار منوعہ کی ایک شکل ہے۔

طبرانی وغیرہ کتب حدیث میں نکاح شغار کے بیان میں جن احادیث میں "لا صداق ینھما" یا "بغیر صداق" وغیرہ الفاظ آئے ہیں وہ سب شغار کی مذکورہ بالا منہی عنہ صورت کا بیان ہے اگرچہ وہ احادیث ضعیف ہیں۔
تفریق:

مندرجہ بالا دلائل سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نکاح شغار باطل ہے اور اگر ایسا نکاح ہو جائے تو معتقد نہیں ہوگا اور تفریق (جدائی) کرائی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کرائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لا شغار فی الاسلام کا یہی مطلب ہے۔

نوٹ: نکاح شغار، نکاح مبادلہ اور نکاح وٹہ سٹہ ایک ہی ہیں اور نکاح میں ایسی شرط نکاح کو باطل کر دیتی ہیں۔ خواہ وہ نکاح کے وقت ہوں یا اس سے قبل کیونکہ نکاح سے قبل کی ہوئی شرط بھی نیت میں ہوتی ہے۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھلی (:) میں یہی تعریف ذکر کی ہے اس کے بعد امام مالک سے نقل فرماتے ہیں۔۔

لا یجوز هذا النکاح ویفسخ دخل بها أولم یدخل و كذلك لو قال: از و جک ابنتی علی أن تزوجنی ابنتک بمائة دینار فلا خیر فی ذلك۔ کہ یہ نکاح ناجائز ہے اور نسخ ہوگا خواہ زوجین جمع ہو چکے ہوں یا نہ اور یہی حکم ہے اس نکاح کا کہ کہیں تجھے اپنی بیٹی کا نکاح دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھے سو دینار مہر سے اپنی بیٹی کا نکاح دے۔ اس میں کوئی خیر نہیں۔

امام ترمذی اپنی جامع میں فرماتے ہیں۔

وقال بعض أهل العلم: نكاح الشغار مفسوخ ولا يحل وإن جعل لهما صداق وهو قول الشافعي
واحمد وإسحاق. بعض أهل علم نے فرمایا: نکاح شغار منسوخ ہوگا اور منعقد نہیں ہوگا۔ اگرچہ دونوں کے لئے مہر کا تقرر ہو اور یہ
شافعی، احمد اور اسحاق کا مذہب ہے۔

عن ابن دريد: شغل الرجل المرأة إذا رفع برجليها للنكاح (تاج العروس) قاموس میں ہے شغل، كمنع
الرجل المرأة شغورا رفع رجلها للنكاح۔ شغل۔ رفع کے معنی میں ہو تو منع باب سے استعمال ہوتا ہے اور خلوة کے معنی میں ہو تو
نصر ہے۔

حافظ صاحب نے اس حدیث کو بطور لغوی شاہد کے ذکر فرمایا ہے کیونکہ الفاظ حدیث لغوی طور پر ٹھیک ہیں، لیکن حدیث سند
اضعیف ہے۔ بعض علماء میں جو شغل المہر کا محاورہ مشہور ہے۔ یہ عربی لغت میں مستعمل نہیں اس لئے شغار میں فریقین سے مہر کا رفع
مراد لینا غلط ہے۔

افعال عامہ۔ وجود، ثبوت، کون، حصول اور استقرار ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لائے نفی جنس۔۔۔ وجود شے کی نفی تو کرتا
ہے لیکن کبھی نفی وجود سے مقصد مبالغہ ہوتا ہے۔ حافظ صاحب اسی کی تردید کر رہے ہیں کہ یہ مجازی قسم سے ہے جو یہاں نہیں بن سکتی
کیونکہ حقیقی معنی سے مجازی کی طرف مجبور کرنے والی یہاں کوئی دلیل نہیں جس کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

حافظ ابن عبد البر سے بھی یہی منقول ہے۔ مبسوط للسر حسی اور ہدایہ وغیرہ کی عبارات سے یہ وہم ہوتا ہے کہ حنفیہ شغار کی حرمت
کے قائل نہیں جس کی وضاحت یوں ہے کہ متقدمین حنفیہ اس کے ناجائز ہونے میں تو دوسرے علماء سے متفق ہیں، لیکن اس کی صحت و
انعتاد کے قائل ہیں اور نکاح شغار کو (جب کہ وہ کر لیا جائے) صحیح قرار دے کر مہر مثل واجب کرتے ہیں اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم کی تاویل اس طرح کرتے ہیں کہ جب مہر مثل واجب ہو گیا تو نکاح شغار نہ رہا کیوں کہ ان کے نزدیک شغار وہ ہوتا ہے جو نکاح
بلا مہر ہو۔

مذکورہ بحث میں غیر مقلدین نے لفظی و معنوی طرق و ذرائع کا سہارا لے کر بڑی کوشش کی ہے کہ مسئلہ بیان کر دیں لیکن انہوں
اتنی بحث کے باوجود کسی بھی فعل کے وقوع و عدم وقوع اور مشروع و عدم مشروع یعنی ذات فعل اور وقوع فعل کے درمیان فرق نہ
کر سکے۔ لہذا شغار منع ہے لیکن جب واقع ہوا تو اس کا وقوع ثابت ہو جائے گا۔

بَابُ التَّرْوِيجِ عَلَى سُورٍ مِنَ الْقُرْآنِ .

یہ باب ہے کہ قرآن کے کسی سورۃ (کے بطور مہر ہونے) پر شادی کرنا

3339- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ
(صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لَأَهْتَبَ نَفْسِي لَكَ . فَظَرَّ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ) فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَافَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجِيهَا . قَالَ: "هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟" . فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا . فَقَالَ: "انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ" . فَلَذَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِذَا رَأَى . قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِذَاءٌ . فَلَهَا نِصْفُهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَا تَصْنَعُ يَا زَارِدُ إِنْ لَبِستَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَيْسَتْ لَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ" . فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَذُيعَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: "مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" . قَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذًا وَسُورَةٌ كَذًا . عَدَدَهَا .

فَقَالَ: "هَلْ تَقْرَأُوهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ؟" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ: "مَلِكْتُكُمَا بِمَا مَعَكُمْ مِنَ الْقُرْآنِ" .

﴿ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنی ذات کو (نکاح کے لئے) آپ کے سامنے پیش کروں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا۔ آپ نے نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اپنا سر جھکا لیا۔ جب اس خاتون نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا تو وہ بیٹھ گئی۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ)! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو آپ میرے ساتھ اس کی شادی کر دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس (مہر میں دینے کے لئے) کچھ ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں! اللہ کی قسم! مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جائزہ لو اگرچہ لوہے کی ایک انگٹھی ہو وہ واپس گئے اور آکر بولے: یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ کی قسم! لوہے کی ایک انگٹھی بھی نہیں ہے البتہ صرف میرا یہ تہبند ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس شخص کے اوپر والے حصے پر کوئی چادر نہیں تھی (وہ صاحب بولے) اس تہبند کا نصف اس عورت کو دے دیتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس تہبند کو پہن کر رکھو گے تو وہ عورت اس کا کیا کرے گی اس کے جسم پر اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا اور اگر وہ پہن لے گی تو تم پر (یعنی تمہارے جسم پر) کچھ نہیں ہوگا۔ پھر وہ صاحب بیٹھ گئے یعنی کافی دیر بیٹھے رہے پھر وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں مڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تو آپ کے حکم کے تحت انہیں بلا کر لایا گیا جب وہ آئے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے فلاں فلاں سورۃ یاد ہے۔ اس نے ان سورتوں کی گنتی کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم انہیں زبانی پڑھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں جو قرآن آتا ہے اس کے ذریعے میں نے اسے تمہاری ملکیت میں دیا (یعنی اس کی شادی تم سے کر دی)

تعلیم قرآن کو مہر قرار دینے کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں یہ حکم تھا کہ اگر کوئی عورت اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہرگز دیتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بہہ کو قبول کر لیتے تھے تو وہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال ہو جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا کچھ مہر واجب نہیں ہوتا تھا۔ یہ اور کسی کے لئے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جائز تھا اور نہ اب جائز ہے بلکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تھا یعنی صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے جائز تھا چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر کوئی مؤمن عورت اپنے تئیں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بہہ کر دے یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں تو وہ عورت حلال ہے لیکن اسے محمد یہ اجازت صرف آپ ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔

اس بارے میں فقہی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک بغیر مہر کے لفظ بہہ کے ذریعہ نکاح کا جواز صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا یہ کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے جب کہ حنفی مسلک یہ ہے کہ لفظ بہہ کے ذریعہ نکاح کرنا تو سب کے لئے جائز ہے مگر اس صورت میں مہر کا واجب نہ ہونا صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا لہذا اگر کوئی عورت اپنے آپ کو کسی شخص کے لئے بہہ کرے اور وہ شخص اس بہہ کو قبول کر لے تو اس بہہ کے ذریعہ دونوں کے درمیان نکاح صحیح ہو جائے گا اور اس شخص پر مہر مثل واجب ہوگا اگرچہ وہ عورت مہر کا کوئی ذکر نہ کرے یا مہر کی نفی ہی کیوں نہ کر دے لہذا حنفی مسلک کے مطابق مذکورہ بالا آیت کے الفاظ (خَالِصَةً لَّكَ) (33- الاحزاب: 50) کے معنی ہیں کہ اپنے آپ کو بہہ کر دینے والی عورت کا مہر واجب ہوئے بغیر حلال ہونا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ (ولو خاتما من حدید) (اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو) سے معلوم ہوا کہ از قسم مال کسی بھی چیز کا مہر باندھنا جائز ہے خواہ وہ چیز کتنی ہی کم تر کیوں نہ ہو بشرطیکہ مرد و عورت دونوں اس پر راضی ہوں چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے اس بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک کا جو مسلک ہے۔ حنفیہ کی دلیل حضرت جابر کی یہ روایت ہے جس کو دارقطنی نے نقل کیا ہے کہ حدیث (لَا تَنْكِحُوا النِّسَاءَ إِلَّا إِذَا كَفَاءً) الخ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کا نکاح ان کے کفو ہی سے کیا جائے گا اور عورتوں کا نکاح ان کے دلی کریں اور دس درہم سے کم مہر کا اعتبار نہیں ہے۔ نیز حنفی مسلک کی تائید دارقطنی اور بیہقی ہی میں منقول حضرت علی کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ دس درہم سے کم کا مہر معتبر نہیں) حضرت سہیل کی اس روایت کو حنفیہ نے مہر مغل پر محمول کیا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے مقررہ مہر میں سے کچھ حصہ علی الثور عین جماع کرنے سے پہلے دیدیتے تھے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کو بھی یہ حکم فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی بھی چیز خواہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو مل جائے تو لے آؤ تاکہ نکاح کے بعد اس عورت کو مہر کے طور پر کچھ نہ کچھ دے سکو۔

اسی بناء پر بعض علماء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ نکاح کے بعد اپنی بیوی سے اس وقت تک جماع نہ کیا جائے جب تک اس کے مہر میں سے کچھ نہ کچھ اسے دے دیا جائے چنانچہ حضرت ابن عباس حضرت زہری اور حضرت قتادہ کا یہی مسلک تھا ان کی

دلیل یہ ہے کہ جب حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے نکاح کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حضرت فاطمہ کے پاس اس وقت تک جانے سے ممانعت کر دی جب تک کہ وہ حضرت فاطمہ کو ان کے مہر میں سے کچھ نہ دیدیں حضرت علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فاطمہ کو اپنی زرہ دیدو حضرت علی نے حضرت فاطمہ کو اپنی زرہ دیدی اور اس کے بعد ان کے پاس گئے اور یہ معلوم ہے کہ حضرت فاطمہ کا مہر چار سو مثقال چاندی کا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اس مقررہ مہر سے ایک زرہ کی بقدر دینے کا حکم دیا تھا لہذا ان حضرات کے نزدیک مقررہ مہر میں سے علی الفور یعنی جماع سے قبل کچھ دیدینا واجب ہے جب کہ حنفیہ کے ہاں یہ مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا، چنانچہ بعض ائمہ نے اسے جائز رکھا ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں یعنی تعلیم قرآن کو مہر قرار دے کے نکاح کر لینے کی صورت میں نکاح تو صحیح ہو جاتا ہے مگر خاوند پر مہر مثل واجب ہوتا ہے اور جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو ارشاد گرامی (بما معک) الخ میں حرف بادل کے لئے نہیں ہے بلکہ سبب کے اظہار کے لئے ہے یعنی اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ قرآن میں سے جو کچھ تمہیں یاد ہے اس کے سبب میں نے تمہارا نکاح اس عورت سے کر دیا گویا تمہیں قرآن کا یاد ہونا اس عورت کے ساتھ ہوا تھا تو قبولیت اسلام ان کے نکاح کا سبب تھا اسے مہر قرار نہیں دیا گیا تھا۔ تم اس کو قرآن کی تعلیم دیا کرو یہ حکم بطور وجوب نہیں تھا بلکہ بطریق استحباب تھا لہذا یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم قرآن کو مہر قرار دیا تھا۔

حق مہر اور اس کی مقدار کا بیان

مہر حقوق زوجیت حاصل ہونے کے اس معاوضہ کو کہتے ہیں جو عورت کو اس کے شوہر کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ مہر کے نہ دینے کی نیت نہ ہونا نکاح کے صحیح ہونے کی ایک شرط ہے یعنی اگر کوئی شخص نکاح کے وقت یہ نیت کر لے کہ مہر دیا ہی نہ جائے گا تو اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا۔ نکاح کے وقت مہر کا ذکر کرنا نکاح صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے اگر مہر کا ذکر نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور شوہر پر مہر مثل واجب ہوگا۔

مہر کی مقدار: نہ تو شریعت نے مہر کے لئے کسی خاص مقدار کو متعین کر کے اسے واجب قرار دیا ہے اور نہ اس کی زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اسے شوہر کی حیثیت و استطاعت پر موقوف رکھا ہے کہ جو شخص جس قدر مہر دینے کی استطاعت رکھتا ہو اسی قدر مقرر کرنے البتہ مہر کی کم سے کم ایک حد ضرور مقرر کی گئی ہے تاکہ کوئی شخص اس سے کم مہر نہ باندھے، چنانچہ حنفیہ کے مسلک میں مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم (۶۲ و 30 گرام چاندی) ہے اگر کسی شخص نے اتنا مہر باندھا جو دس درہم یعنی (۶۲ و ۳۰ گرام چاندی) کی قیمت سے کم ہو تو مہر صحیح نہیں ہوگا۔

حضرت امام مالک کے نزدیک کم سے کم مہر کی آخری حد چوتھائی دینار ہے اور حضرت امام شافعی و حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ جو بھی چیز ثمن یعنی قیمت ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو اس کا مہر باندھنا جائز ہے۔ ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مہر: ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ کے علاوہ تمام صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم چاندی کی

مقدار ۱۵۷۵ ماشہ یعنی ایک کلو ۵۳۰ گرام ہوتی ہے۔ آجکل کے نرخ کے مطابق ایک کلو ۵۳۰ گرام چاندی کی قیمت تقریباً ۹۱۸ روپے ہوتی ہے۔ ام المؤمنین ام حبیبہ کا مہر چار ہزار درہم یا چار سو دینار تھا، چار ہزار درہم بارہ ہزار چھ سو ماشہ یعنی بارہ کلو ۲۴۰ گرام چاندی کے بقدر ہوتے ہیں اور چاندی کے موجودہ نرخ کے مطابق اس کی قیمت سات ہزار تین سو اڑتالیس (۷۳۲۸) روپیہ ہوتی ہے۔ حضرت فاطمہ زہراء کا مہر چار سو مثقال نقرہ تھا، چار سو مثقال اٹھارہ سو ماشہ یعنی ایک کلو ۷۵۰ گرام چاندی کے بقدر ہوتے ہیں اور چاندی کے موجودہ نرخ کے مطابق اس کی قیمت ایک ہزار پچاس روپیہ ہوتی ہے۔

اس قدر چاندی کے ساتھ روپے کی یہ مطابقت آج کل کے دور میں درست نہیں ہے کیونکہ پاکستان میں روپے کی قیمت بہت زیادہ گر چکی ہے۔ ہاں ہر زمانے میں چاندی کی قیمت معلوم کر کے روپے کی تعیین کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ التَّزْوِیجِ عَلَى الْإِسْلَامِ

یہ باب ہے کہ اسلام قبول کرنے کی (شرط پر شادی کرنا)

3340- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سَلِيمٍ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْإِسْلَامَ أَسْلَمْتُ أُمُّ سَلِيمٍ قَبْلَ أَبِي طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنْ أَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ . فَاسْلَمْ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا .

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب شادی کی تھی تو ان دونوں کے درمیان مہر اسلام تھا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ نے انہیں شادی کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: میں مسلمان ہو چکی ہوں اگر آپ مسلمان ہو جاتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ شادی کر لوں گی تو حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے۔ ان دونوں کے درمیان یہی مہر تھا۔

3341- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَوِّرٍ قَالَ أَتَيْنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَطَبَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سَلِيمٍ فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا مِثْلُكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ يُوَدُّ وَلَكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ وَأَنَا أَمْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ وَلَا يَحِلُّ لِي أَنْ أَتَزَوَّجَكَ فَإِنْ نُسِلِمَ فَلَكَ مَهْرِي وَمَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ . فَاسْلَمْ فَكَانَ ذَلِكَ مَهْرَهَا . قَالَ ثَابِتٌ لَمَّا سَمِعْتُ بِأَمْرِهَا قَطُّ كَانَتْ أَكْرَمَ مَهْرًا مِنْ أُمِّ سَلِيمٍ الْإِسْلَامَ . فَدَخَلَ بِهَا فَوَلَدَتْ لَهُ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوطحہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ابوطحہ آپ جیسی شخصیت کا نکاح کا پیغام مسترد نہیں کیا جاسکتا لیکن آپ کافر ہیں اور میں مسلمان عورت ہوں میرے لئے آپ کے ساتھ شادی کرنا حلال نہیں ہے اگر آپ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو یہ میرا مہر ہوگا اس کے علاوہ آپ سے کوئی تقاضہ نہیں کروں گی تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو یہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مہر تھا۔

ثابت نامی راوی بیان کرتے ہیں میں نے ایسی کسی خاتون کے بارے میں نہیں سنا جس کا مہر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر ہو یعنی جو اسلام تھا۔

پھر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کی رخصتی کروائی اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے بچوں کو جنم دیا۔

شرح

حضرت ام سلیم ملحان کی بیٹی اور حضرت انس بن مالک کی ماں ہیں۔ پہلے ان کی شادی مالک بن نضر کے ساتھ ہوئی تھی جس سے حضرت انس پیدا ہوئے مالک کو قبولیت اسلام کی توفیق نہیں ہوئی اور وہ حالت شرک میں مارا گیا پھر ام سلیم نے اسلام قبول کر لیا اور ابو طلحہ نے جو اس وقت مشرک تھے ان کو اپنے نکاح کا پیغام دیا ام سلیم سے ان کا نکاح ہو گیا۔ لہذا حدیث کے الفاظ اور اسلام قبول کر لینا ہی مہر قرار پایا: کی وضاحت حنفیہ کے مسلک کے مطابق یہ ہے کہ ام سلیم کے ساتھ ابو طلحہ کا نکاح تو مہر کے ساتھ ہی ہوا لیکن ام سلیم نے اپنے وعدہ کے مطابق ابو طلحہ کے اسلام لانے کی وجہ سے اپنا مہر بخش دیا گویا ابو طلحہ کا اسلام قبول کرنا ان کے آپس کے نکاح کا سبب ہوا نہ یہ کہ قبولیت اسلام ان کا مہر تھا ہاں دوسرے ائمہ اس حدیث کو ظاہری معنی پر محمول کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ کا اسلام قبول کرنا ہی ان کا مہر تھا۔

زوجین کے قبول اسلام کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک عورت نے اسلام قبول کیا اور پھر اس نے ایک شخص سے نکاح کر لیا اس کے بعد اس کا پہلا شوہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور میری اس بیوی کو میرے اسلام قبول کر لینے کا علم تھا (لیکن اس کے باوجود اس نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا) چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو دوسرے خاوند سے علیحدہ کر کے پہلے خاوند کے حوالے کر دیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اس پہلے خاوند نے یہ کہا کہ وہ عورت یعنی میری بیوی جس نے اب دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہے میرے ساتھ ہی مسلمان ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس عورت کو اسی پہلے شوہر کے حوالہ کر دیا (ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث 391۷)

اور شرح السنۃ میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ نبی کریم نے ان جیسی بہت سی عورتوں کو ان کے پہلے نکاح کے مطابق ان کے شوہروں کے حوالہ کر دیا تھا، جن کے شوہر دین اور ملک کے فرق کے بعد ان کے ساتھ اسلام کی صف میں شامل ہو گئے تھے (یعنی غیر مسلم میاں بیوی میں سے کسی ایک کے اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے اور ایک کے دارالاسلام میں اور دوسرے کے دارالحرب میں رہنے کی وجہ سے گویا دونوں کے درمیان مذہبی اور ملکی بعد و اختلاف واقع ہو جاتا تھا مگر جب وہ دوسرا بھی اسلام قبول کر لیتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سابقہ نکاح کو باقی رکھتے ہوئے بیوی کو شوہر کے حوالہ کر دیتے تھے۔ گویا قبولیت اسلام کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی) چنانچہ ان عورتوں میں ایک عورت ولید بن مغیرہ کی بیٹی بھی تھی جو صفوان بن امیہ کی بیوی تھی یہ عورت اپنے شوہر سے پہلے فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گئی اور اس کے شوہر نے اسلام سے گریز کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شوہر صفوان بن امیہ کے پاس اس کے چچا کے بیٹے وہب بن عمیر کو اپنی مبارک چادر دے کر بھیجا اور اس کو امان عطا کیا (یعنی آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے وہب کو بطور علامت اپنی چادر دے کر بھیجا کہ وہ صفوان کو یہ چادر دکھا کر مطلع کریں کہ قتل و تشدد سے تمہیں امان دی گئی ہے تم بلا خوف آ سکتے ہو) پھر جب صفوان آگئے تو ان کی سیر کے لئے چار مہینے مقرر کئے گئے (یعنی انہیں اجازت دی گئی کہ وہ پورے امن و امان کے ساتھ چار مہینے تک مسلمانوں کے درمیں گھومیں پھر اس تا کہ وہ مسلمانوں کی عادات و اطوار کا اچھی طرح مشاہدہ کر لیں چنانچہ وہ چند دنوں تک مسلمانوں کے درمیان گھومتے پھرتے رہے) یہاں تک کہ صفوان بھی اپنی بیوی کے مسلمان ہونے کے دو مہینے بعد مسلمان ہو گئے۔ اور ولید کی بیٹی جو ان کے نکاح میں تھی ان کی بیوی برقرار رہی۔ اسی طرح ان عورتوں میں ایک عورت ام حکیم تھیں جو حارث بن ہشام کی بیٹی اور ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی تھیں انہوں نے بھی فتح مکہ کے دن مکہ میں اسلام قبول کیا اور ان کے خاوند عکرمہ نے اسلام سے گریز کیا اور یمن چلے گئے۔

چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ام حکیم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنے خاوند کو راہ راست پر لانے کے لئے یمن پہنچیں اور انہوں نے اپنے خاوند عکرمہ کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی تا نکہ وہ مسلمان ہو گئے اور ان دونوں کا نکاح باقی رہا۔ اس روایت کو امام مالک نے ابن شہاب سے بطریق ارسال نقل کیا ہے۔

اگر غیر مسلم میاں بیوی میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے اور دوسرا مسلمان نہ ہو تو ان دونوں کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ اس بارے میں مظہر کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں اگر وہ دوسرا کہ جس نے پہلے کے ساتھ اسلام قبول نہیں کیا تھا خواہ وہ بیوی ہو یا خاوند ہو) عدت کے ایام گزرنے سے پہلے اسلام قبول کر لے تو ان کا نکاح باقی رہے گا خواہ ان دونوں کا سابقہ مذہب یکساں رہا ہو مثلاً دونوں عیسائی یا یہودی اور یا بت پرست رہے ہوں خواہ دونوں کا سابقہ مذہب یکساں نہ رہا ہو مثلاً ایک کا مذہب بت پرستی رہا ہو اور دوسرا عیسائی یا یہودی رہا ہو اسی طرح خواہ وہ دونوں ہی دارالاسلام میں رہنے والے ہوں یا دارالحرب میں اور خواہ ان میں ایک تو دارالاسلام میں رہتا ہو اور دوسرا دارالحرب میں۔

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ان دونوں کے درمیان تفریق ان تین وجوہ میں سے کسی ایک وجہ ہی سے ہو سکتی ہے اول یہ کہ عدت کے دن پورے ہو جائیں دوم یہ کہ ان دونوں میں سے جس نے اسلام قبول کر لیا ہے وہ اسلام قبول نہ کرنے والے کو اسلام کی دعوت دے اور وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے۔ سوم یہ کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک دارالاسلام سے منتقل ہو کر دارالحرب چلا جائے یا دارالحرب چھوڑ کر دارالاسلام آجائے۔ نیز امام اعظم کے نزدیک ان دونوں میں سے کسی ایک کا اسلام قبول کرنا خواہ مجامعت سے پہلے واقع ہوا ہو یا بعد میں دونوں صورتوں کا یکساں حکم ہے۔

بَابُ التَّزْوِیجِ عَلَى الْعِتْقِ .

یہ باب ہے کہ آزاد کرنے کی شرط (مہر ہونے) پر شادی کرنا

3342- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدَ الْعَزِيزِ - يَعْنِي ابْنَ صُهَيْبٍ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَابْنِ تَابِتٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ لَابِتٍ وَشُعَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ صَدَاقَهَا .

﴿ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تھا اور اسی کو ان کا مہر قرار دیا تھا۔

3343- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَابْنَانَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ

قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ الْحَبَابِ

عَنْ أَنَسٍ أَعْتَقَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عَتَقَهَا مَهْرَهَا . وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

﴿ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا تھا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر

قرار دیا تھا۔

بَابُ عِتْقِ الرَّجُلِ جَارِيَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی کنیز کو آزاد کر کے پھر اس کے ساتھ شادی کر لینا

3344- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ هَامِرٍ

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَذَبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا وَعَبْدٌ يُؤْذِي حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ وَمَوْلَانُ أَهْلِ الْكِتَابِ" .

﴿ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: تین طرح کے لوگوں کو دو گنا اجر ملے گا۔ ایک وہ شخص جس کی کوئی کنیز ہو وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھی طرح ادب سکھائے اس کو تعلیم دے اور اچھی طرح تعلیم دے پھر اسے آزاد کرے اور پھر اس کے ساتھ شادی کرے۔ دوسرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حق کو اور اپنے آقا کے حق کو اچھی طرح انجام دے اور

3342- أخرجه البخاري في الخوف، باب النكبر والفس بالصبح والصلاة عند الاغارة والحرب (947) مطولا، وفي النكاح، باب من جعل من امة صديقها (الحديث 5086) . و أخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته لم يتزوجها (الحديث 85) . و أخرجه ابو داود في النكاح، باب في الرجل يعتق امته لم يتزوجها (الحديث 2054) . و أخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الرجل يعتق امته لم يتزوجها (الحديث 1115) . و أخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يعتق امته لم يتزوجها (الحديث 1957) تحفة الاشراف (291 و 1067) .

3343- أخرجه البخاري في النكاح، باب الوليمة ولو بشاة (الحديث 5169) . و أخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه امته لم يتزوجها (الحديث 85) . تحفة الاشراف (912) .

3344- أخرجه البخاري في العلم، باب تعليم الرجل امته و اهلكه (الحديث 97) . و في العتق، باب العبد اذا احسن عبادة ربه و نصح سيده (الحديث 2547) مختصرا، و في الجهاد، باب فضل من اسلم من اهل الكافرين (الحديث 3011) . و في احاديث الانبياء، باب قول الله (واذكروني الكتاب مريم اذ انتبذت من اهلها) (الحديث 3446) . و في النكاح، باب اتخاذ السوروي (الحديث 5083) . و أخرجه مسلم في الايمان، باب وجوب الايمان برسالة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم الى جميع الناس و نسخ الملل بعلمه (الحديث 241) . و أخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الفصل في ذلك (الحديث 1116) . و أخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الرجل يعتق امته لم يتزوجها (الحديث 1956) . تحفة الاشراف (9107) .

اہل کتاب سے تعلق رکھنے والا مومن۔

3345- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي زُبَيْدٍ عُبَيْرِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ".
 حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اپنی کنیز کو آزاد کرے اور پھر اس کے ساتھ شادی کرے تو اسے دو گنا اجر ملے گا۔

بَابُ الْقِسْطِ فِي الْأَصْدِيقَةِ

یہ باب ہے کہ مہر میں انصاف سے کام لینا

3346- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَأَنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْبَيَامِ لِأَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ) قَالَتْ يَا ابْنَ أُمِّئِ هِيَ النِّسَاءُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْسَ فَتُشَارِكُ فِي مَالِهِ فَمُعِجِبَةٌ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيدُ وَلَيْسَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يَقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ فَهُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُمْ إِلَّا أَنْ يَقْسُطُوا لَهُمْ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ فَأَمَرُوا أَنْ تَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سَوَاءً مَنْ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَعْدَ فِيهِمْ لَمَّا نَزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ) إِلَى قَوْلِهِ (وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ) قَالَتْ عَائِشَةُ وَالَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ يُتْلَى فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُولَى الَّتِي فِيهَا (وَأَنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسُطُوا فِي الْبَيَامِ لِأَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ) قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللَّهِ فِي الْآيَةِ الْآخِرَى (وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ) رَغْبَةً أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِمَّتِهِ الَّتِي تَكُونُ فِي حَجَرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالَ فَهُمْ أَنْ تَنْكِحُوا مَا رَغِبُوا فِي مَالِهَا مِنْ بَيَامِ النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا:

"اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف سے کام نہیں لو گے تو تم ان عورتوں کے ساتھ شادی

3345- أخرجه البخاري في المعتقد، باب فضل من ادب جاريته و علمها (الحديث 2544) و أخرجه مسلم في النكاح، باب فصيلة اعتناقه امه ثم يتزوجها (الحديث 86). و أخرجه ابو داود في النكاح، باب في الرجل يعتق امه ثم يتزوجها (الحديث 2053). تحفة الاشراف (9108).
 لا 3346- أخرجه البخاري في الشركة، باب شركة اليتيم و اهل الميراث (الحديث 2494)، و في النكاح، باب الترغيب في النكاح (الحديث 5064) مختصراً و أخرجه مسلم في الطهارة (الحديث 6). و أخرجه ابو داود في النكاح، باب ما يكره ان يجمع بين من النساء (الحديث 2068). تحفة الاشراف (16693).

کرو جو تمہیں اچھی لگتی ہیں۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے میرے بھانجے یہ اس یتیم لڑکی کے بارے میں ہے جو اپنے دلی کی زیر پرورش ہوتی تھی اور اس دلی کے مال میں اس کی شراکت دار ہوتی تھی۔ اس دلی کو اس لڑکی کا مال اور خوبصورتی اچھے لگتے تھے تو اس کا دلی اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا مہر انصاف کے ساتھ ادا نہیں کرتا تھا اور اتنا ادا نہیں کرتا تھا جتنا وہ اپنی دیگر بیویوں کو ادا کرتا تھا تو لوگوں کو اس بات سے منع کر دیا گیا کہ وہ اگر لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں انصاف کے مطابق ادائیگی کریں اور اپنے عام رواج کے مطابق انہیں مہر دیں۔ بصورت دیگر انہیں یہ ہدایت کی گئی کہ وہ ان خواتین کے ساتھ شادی کر لیں جو ان لڑکیوں کے علاوہ ہیں جو انہیں اچھی لگتی ہیں۔

عروہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی پھر لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس آیت کے نزول کے بعد ان خواتین کے بارے میں دریافت کیا: تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”لوگ تم سے خواتین کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تم فرماؤ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے۔“

یہ آیت یہاں تک ہے: ”اور تم اس بات میں دلچسپی رکھتے ہو کہ تم ان کے ساتھ شادی کر لو۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جس چیز کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے جو اس کی کتاب میں آیت تلاوت کی جاتی ہے وہ پہلی آیت جو ان کے بارے میں ہے:

”اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو تم ان خواتین کے ساتھ شادی کرو جو تمہیں پسند ہوں۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ”اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

”اور تمہیں دلچسپی نہیں ہوتی کہ تم ان کے ساتھ شادی کرو۔“

آج سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ایسی یتیم لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا جو اس کی زیر پرورش ہو اور لڑکی مال اور خوبصورتی کے حوالے سے کم حیثیت کی مالک ہو تو ان لوگوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ انہیں جن یتیم لڑکیوں کے مال میں دلچسپی ہو وہ اس کے ساتھ نکاح کرتے ہوئے انصاف سے کام لیں کیونکہ انہیں ان میں دلچسپی ہوتی ہے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور (وہ احکام بھی) جو تم پر ان یتیم لڑکیوں کے متعلق پڑھے جارہے ہیں جن کا وہ حق تم انہیں نہیں دیتے جو ان کے لیے فرض کیا گیا ہے اور تم ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو۔ (النساء: ۱۲۷)

یتیم لڑکیوں کے حقوق کا بیان

اس آیت میں یتیم لڑکیوں کے جس حق کا ذکر کیا گیا ہے اس حق کے متعلق دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ان کی میراث ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ان کا مہر ہے اور اس آیت کے مفسرین کے متعلق بھی دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ

اس سے مراد عورتوں کے سر پرست ہیں وہ عورتوں کے مہر پر خود قبضہ کر لیتے تھے اور ان عورتوں کو ان کا مہر نہیں دیتے تھے دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد یتیم لڑکی کا ولی ہے جب وہ اس یتیم لڑکی سے نکاح کرتا تھا تو اس کے مہر میں انصاف نہیں کرتا تھا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم ان سے نکاح کی رغبت رکھتے ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ تم ان یتیم لڑکیوں کے حسن و جمال اور ان کے مال و دولت کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح کرنے میں رغبت رکھتے ہو اور حسن نے اس کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ تم ان کی بدصورتی کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح میں رغبت نہیں رکھتے اور ان کے مال و دولت میں رغبت کی وجہ سے ان کو اپنے پاس روکے رکھتے ہو اور ان کو کہیں اور نکاح نہیں کرنے دیتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کمزور بچوں کے متعلق (بھی تمہیں حکم دیتا ہے) اور یہ کہ قیموں کے ساتھ انصاف پر قائم رہو اور تم جو بھی نیک کام کرتے ہو تو بے شک اللہ کو اس کا علم ہے۔ (النساء: ۱۲۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلے لوگ لڑکوں اور لڑکیوں کو وارث نہیں بناتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرمایا اور ہر حصہ دار کو حصہ مقرر فرمادیا اور قیموں کے متعلق انصاف کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا مہر مقرر کرنے میں اور وراثت میں ان کا حصہ ادا کرنے میں انصاف سے کام لیا جائے۔ (زاوالمسیر ج ۲ ص ۱۲۸)

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عورتوں کے حقوق کے متعلق نصیحت کی ہے اور فرمایا ہے کہ عورتوں یتیم لڑکیوں اور کمزور بچوں کے وہی احکام ہیں جو پہلے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے تھے اور یہاں مسلمانوں کے سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پھر ان ہی احکام کی طرف متوجہ کیا ہے تاکہ مسلمان ان آیات میں غور و فکر کریں اور ان کے تقاضوں پر عمل کریں۔

3347- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَى اثْنَيْ عَشَرَ أُوقِيَّةً وَنَشِ وَذَلِكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ.

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا نبی اکرم ﷺ نے بارہ اوقیہ اور ایک نش (مہر کی ادائیگی کے عوض میں شادی کی تھی اور یہ پانچ سو درہم کے برابر ہے)

3348- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ الصَّدَاقُ إِذَا كَانَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَشْرَةَ أَوَاقٍ.

3347- أخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حليث وغير ذلك من قليل وكثير واستحب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجهل به (الحديث 78). وأخرجه أبو داود في النكاح، باب الصداق (الحديث 2105). وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب صداق النساء (الحديث 1886). نسخة الاشراف (17739).

3348- أخرجه النسائي. نسخة الاشراف (14630).

﴿ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اس وقت مہر دس اوقیہ ہوا کرنا

تھا۔

3349- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ بْنُ إِيَّاسٍ بْنُ مُقَاتِلٍ بْنُ مُشَرِّحٍ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ وَابْنِ عَوْنٍ وَسَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ وَهَشَامِ بْنِ حَسَّانٍ - دَخَلَ حَدِيثُ بَعْضِهِمْ لِي بَعْضٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَلَمَةُ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ بُنْتُ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ - وَقَالَ الْآخَرُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ - قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَلَا لَا تَغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهِ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَا أَصْدَقَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أَصْدَقَتْ امْرَأَةً مِنْ بَنَاتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثِنْتَى عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُغْلِي بِصُدُقَةِ امْرَأَتِهِ حَتَّى يَكُونَ لَهَا عِدَاوَةٌ فِي نَفْسِهِ وَحَتَّى يَقُولَ كَلِّفْتُ لَكُمْ عِلْقَ الْقَرَبَةِ وَكُنْتُ غُلَامًا غَرِيبًا مُوَلَّدًا فَلَمْ أَذِرْ مَا عِلْقُ الْقَرَبَةِ قَالَ وَأُخْرَى يَقُولُونَهَا لَمَنْ قُتِلَ فِي مَغَازِيكُمْ أَوْ مَاتَ قُتِلَ فَلَانٌ شَهِيدًا أَوْ مَاتَ فَلَانٌ شَهِيدًا وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ لَدَاؤُكَ عَجَزَ دَائِيهِ أَوْ ذَكَ رَاحِلَتِهِ ذَهَبًا أَوْ وَرَقًا يَطْلُبُ التِّجَارَةَ فَلَا تَقُولُوا ذَاكُمْ وَلَكِنْ قُولُوا كَمَا قَالَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مَاتَ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ" .

﴿ حضرت ابو عجماء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم زیادہ مہر مقرر نہ کرو کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت کا باعث ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پرہیزگاری کا نشان ہوتا تو نبی اکرم ﷺ تم سب کے مقابلے میں اس کے زیادہ حقدار تھے جب کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج رضی اللہ عنہن میں سے کسی کو اور آپ کی صاحبزادیوں میں سے کسی کو بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر نہیں دیا۔ ایک آدمی کسی عورت کا ایک مہر تو زیادہ دے دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسی وجہ سے اس عورت سے نفرت کرنے لگتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تمہاری وجہ سے مجھے "علق القربة" کام کرنا (راوی کہتے ہیں) میں ایک ایسا عرب نوجوان ہوں جو غمی علاقوں میں پیدا ہوا ہوں اس لئے مجھے نہیں پتہ کہ "علق القربة" کا مطلب کیا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص جنگ میں مارا گیا فلاں شخص شہید ہو گیا اور فلاں شخص شہید ہو گیا ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے جانور کی چیٹھ پر وزن لادنا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنے جانور پر سونا یا چاندی لادے ہوں اور اس کا مقصد تجارت ہو (اور وہ راستے میں مارا گیا ہو) تم لوگ اس طرح کی باتیں نہ کیا کر جب تم نے یہ بات کہنی ہو تو یہ کہا کرو کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص اللہ کی راہ میں مارا گیا وہ جنت میں جائے گا۔

3350- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

3349- اخرجہ ابو داؤد فی النکاح، باب الصداق (الحديث 2106) مختصراً . و اخرجہ الترمذی فی النکاح، باب (مہ) (الحديث 1114) مختصراً . و اخرجہ ابن ماجہ فی النکاح، باب صداق النساء (الحديث 1887) مختصراً تحفة الاشراف (10655) .

3350- الفردبہ السانی . و الحديث عند: ابی داؤد فی النکاح، باب فی الولی (الحديث 2086) . تحفة الاشراف (15854) .

تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بَارِئٌ مِنَ الْحَبْثَةِ زَوَّجَهَا النَّبِيُّ وَأَمَّهَرَهَا أَرْبَعَةَ آلَافٍ وَجَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ وَبَعَثَ بِهَا
 شَرَحِيلَ ابْنَ حَسَنَةَ وَلَمْ يَبْعَثْ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِشَيْءٍ وَكَانَ مَهْرُ نِسَائِهِ أَرْبَعِينَ
 دِرْهَمًا.

♦♦ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کر لی وہ اس وقت حبشہ کی سرزمین پر موجود
 تھیں۔ نجاشی نے ان کی شادی کردائی تھی اور مہر کے طور پر انہیں چار ہزار درہم دیے تھے اور اپنی طرف سے انہیں سامان فراہم کر
 تھا۔ نجاشی نے انہیں حضرت شرحیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ بھیجا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں کوئی چیز نہیں بھجوائی تھی ویسے آپ کی
 عام ازواجِ مطہرات کا مہر چار سو درہم ہوتا تھا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کا مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور
 آپ کی ان کنیزوں کو جو اللہ نے آپ کو مالِ غنیمت سے عطا فرمائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں
 اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالائوں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی (وہ بھی آپ کے لیے حلال ہیں)
 اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیے بہہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں یہ حکم صرف آپ کے لیے
 مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے بیشک ہم اس چیز کو جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور ان کی کنیزوں کے متعلق
 فرض کی ہے (آپ کے لیے یہ خصوصی حکم) اس لیے ہے کہ آپ پر کوئی دشواری نہ ہو اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا
 ہے۔ (الاحزاب: ۵۰)

حضرت ام ہانی کو نکاح کا پیغام دینا

حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نکاح کا پیغام دیا میں نے
 آپ کے سامنے (اپنے بچوں والی ہونے کا) عذر پیش کیا آپ نے میرا عذر قبول فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اے
 نبی! ہم نے آپ کے لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کا مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور آپ کی ان کنیزوں کو جو اللہ نے
 آپ کو مالِ غنیمت سے عطا فرمائی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور
 آپ کی خالائوں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی (وہ بھی آپ کے لیے حلال ہیں) اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے
 اپنا نفس آپ کے لیے بہہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں۔ (الاحزاب: ۵۰) حضرت ام ہانی نے کہا سو میں آپ کے لیے
 حلال نہ تھی کیونکہ میں نے ہجرت نہیں کی تھی اور میں طلاق میں سے تھی (فتح مکہ کے بعد آپ نے اہل مکہ سے فرمایا تھا تم طلاق ہو یعنی
 آزاد ہو)۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۳۱۳۳، المعجم الکبیر ج ۲۴ رقم الحدیث: ۱۱۰۰۷، المستدرک ج ۲ ص ۲۲۰ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۵۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا مہر

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۷ھ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہم نے آپ کے

لیے آپ کی ان ازواج کو حلال کر دیا ہے جن کے مہر آپ ادا کر چکے ہیں مجاہد وغیرہ نے بیان کیا آپ کی ازواج کا مہر پانچ سو درہم تھا یعنی 131.25 تولہ چاندی ماسوا حضرت ام حبیبہ کے ان کا مہر نجاشی نے چار سو دینار کھانا اور ماسوا حضرت صفیہ بنت حنی کے ان کا مہر ان کی آزادی کو قرار دیا گیا تھا کیونکہ وہ غزوہ خیبر میں قید ہو کر آئیں تھیں آپ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے آزاد کرنے کو ان کا مہر قرار دیا اسی طرح حضرت جویریہ بنت الحارث تھیں وہ بنو المصطلق کے قیدیوں میں سے تھیں آپ نے حضرت باب بن قیس بن شماس کو ان کا بدلہ کتابت ادا کیا اور ان سے نکاح کر لیا اس کے بعد فرمایا: اور آپ کی ان کنیزوں کو آپ کے لیے حلال کر دیا جو اللہ نے آپ کو مال غنیمت سے عطا فرمائی تھیں۔

حضرت صفیہ اور حضرت جویریہ آپ کی ملک میں آئیں آپ نیاں کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور حضرت ریحانہ بنت شمعون النضر یہ اور حضرت ماریہ قبطیہ جو حضرت ابراہیم کی والدہ تھیں یہ آپ کی کنیزیں تھیں۔

نکاح کی اجازت کے رشتوں میں اسلام کا متوسط حکم

نصاری کے ہاں چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی اور ماموں کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز نہ تھا یہ تفریط تھی اور یہود کے ہاں بھائی کی بیٹی اور بہن کی بیٹی سبھی سے نکاح جائز تھا یہ افراط تھا اسلام نے افراط اور تفریط کو ترک کر کے متوسط حکم دیا بھانجی اور بھتیجی سے نکاح کو حرام کر دیا اور چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی اور خالہ کی بیٹی اور ماموں کی بیٹی سے نکاح کو جائز قرار دیا جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ اور آپ کی چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالائوں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی وہ بھی آپ کے لیے حلال ہیں۔

جن خواتین نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے لیے پیش کیا

اس کے بعد فرمایا: اور وہ مومنہ عورت بھی جس نے اپنا نفس آپ کے لیے بہہ کر دیا اگر نبی اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔

ثابت البنانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی بیٹی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ حضرت انس کی بیٹی نے یہ سن کر کہا اس عورت میں کس قدر کم شرم و حیا تھی وہ کیسی بری عورت تھی! وہ کیسی بری عورت تھی! وہ کیسی بری عورت تھی! حضرت انس نے کہا وہ تم سے بہتر تھی اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کی اور اپنے آپ کو حضور پر پیش کیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 5120 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2001 مسند احمد رقم الحدیث: 13821)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے ان عورتوں پر غیرت آتی (یعنی وہ بری لگتی تھیں) تھی جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرتی تھیں اور میں کہتی تھی کہ کیا کوئی عورت اپنے آپ کو کسی پر پیش کر سکتی ہے! پھر جب اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل فرمائی:

ترجی من تشاء منهن و توی الیک من تشاء و من ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک ط (ن: حزب 51)

ان میں سے جس کو آپ چاہیں اپنے پاس سے دور کر دیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا ہے ان میں سے جس کو چاہیں پھر طلب کر لیں تو آپ پر کوئی حرج نہیں ہے۔

تب میں نے یہ کہا کہ میں صرف یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش بہت جلد پوری کر دیتا ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۷۸۸، مسلم رقم الحدیث: ۱۴۶۳، سنن النسائی رقم الحدیث: ۳۱۹۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس عورت نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا وہ حضرت میمونہ بنت الحارث ہیں اور مشہور یہ ہے کہ وہ حضرت زینب بنت خزیمہ الانصاریہ ہیں اور وہی اما المساکین ہیں اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں فوت ہو گئیں تھیں کافی عورتوں نے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ان میں ایک خاتون بنو بکر کی تھیں یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ کے مقابلہ میں دنیا کو اختیار کر لیا تھا ایک خاتون بنو الجون کی تھیں یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ سے پناہ طلب کی تھی اور دو قیدی عورتیں تھیں ایک حضرت صفیہ اور دوسری حضرت جویریہ۔ اس کے برخلاف دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کے نکاح میں ایسی کوئی خاتون نہیں تھی جنہوں نے آپ کے ساتھ نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ہو اس کو امام ابن ابی حاتم نے از عکرمہ از ابن عباس روایت کیا ہے اور امام ابن جریر نے یونس بن بکر سے روایت کیا ہے جن خواتین نے اپنے آپ کو آپ کے ساتھ نکاح کے لیے پیش کیا تھا آپ نے ان میں سے کسی کو قبول نہیں فرمایا اور یہ آپ کے لیے مباح تھا اور آپ کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان اراد النبی ان یستنکحھا۔ (الاحزاب: ۵۰) اگر نبی ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں یعنی ان کو پسند کر لیں۔

بغیر مہر کے محض بہہ سے کوئی خاتون عام مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے

اس کے بعد فرمایا: یہ حکم صرف آپ کے لیے مخصوص ہے عام مسلمانوں کے لیے نہیں ہے۔ (الاحزاب: ۵۰)

عکرمہ نے کہا جو عورت اپنا نفس آپ کے علاوہ کسی اور کو بہہ کرے تو اس کے لیے وہ عورت حلال نہیں ہے وہ اس وقت تک اس سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک اس کا مہر مقرر نہ کرے اسی طرح مجاہد اور شعبی وغیرہ مانے کہا یعنی اگر کوئی عورت اپنا نفس کسی شخص کو بہہ کر دے تو وہ شخص جب بھی اس کے ساتھ عمل زوجیت کرے گا تو اس پر مہر مثل واجب ہو جائے گا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنت داثلث کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا اس نے کسی شخص کو اپنا نفس بہہ کر دیا تھا جب اس کا خاوند فوت ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے اس کے خاوند کے ترکہ سے مہر مثل واجب ہوگا اور موت اور عمل زوجیت دونوں مہر مثل کے اثبات اور اس کی تاکید میں برابر ہیں۔ ہاں اگر کوئی خاتون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس بہہ کر دے تو آپ پر کسی صورت میں بھی اس کو مہر ادا کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ آپ کے لیے یہ جائز ہے کہ آپ بغیر عقد نکاح اور بغیر گواہوں اور بغیر ولی کے اور بغیر مہر کے ذکر کے کسی خاتون کو اپنی زوجہ قرار دیں اور اس کو زوجیت سے مشرف فرمائیں جسا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے قصہ میں ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علاوہ کسی اور کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ بغیر مہر کے اور بغیر ولی اور عقد نکاح کے محض کسی عورت کے بہہ کرنے سے وہ کسی کی بیوی ہو جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک ہم اس چیز کو جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور ان کی کنیزوں کے متعلق فرض کی ہے۔

(الاحزاب: ۵۰)

حضرت ابی بن کعب مجاہد حسن بھری قتادہ اور امام ابن جریر نے اس کی تفسیر میں کہا یعنی ہم نے عام مسلمانوں کو زچہ سے زیادہ چار آزاد مومن عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے اور ان پر مہر کو لازم کیا ہے اور عقد نکاح میں دو مسلمان گواہوں کو لازم کیا ہے اور خود بالغ یا ساکے ولی کی رضا مندی کو نکاح کی شرط قرار دیا ہے اور باندیوں سے حصول لذت میں ان کے لیے کوئی تعداد مقرر نہیں کی اور نہ اس میں مہر کی شرط ہے اور نہ خود باندی کی یا اس کے ولی کی رضا مندی کی شرط ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ملخصاً و موضحاً ج ۳ ص ۵۳۸-۵۳۹ دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ)

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر فرض ہیں امت پر فرض نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے بعض احکام شرعیہ خصوصیت سے آپ کے لیے مقرر کیے بعض چیزیں صرف آپ پر فرض ہیں اور بعض چیزیں صرف آپ پر حرام ہیں اور بعض چیزیں صرف آپ کے لیے جائز اور حلال ہیں اور امت کے دوسرے افراد ان میں آپ کے شریک نہیں ہیں بعض احکام جو صرف آپ پر فرض ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) بعض علماء کے نزدیک تہجد کی نماز صرف آپ پر فرض تھی اور تاحیات آپ پر تہجد فرض رہی اور صحیح یہ ہے کہ پہلے آپ پر تہجد فرض تھی اور بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہو گئی قرآن مجید میں ہے:

ومن الیل فتہجد بہ نا فلة لک (الاسراء: ۷۹) رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھیں جو آپ کے لیے نفل ہے۔

(۲) جو مسلمان فقیر ہو اور وہ قرض ادا کیے بغیر فوت ہو جائے تو وسعت اور خوش حالی آنے کے بعد اس کا قرض ادا کرنا اور اس کے اہل و عیال کی کفالت کرنا آپ پر فرض تھا۔

(۳) غیر شرعی امور میں اصحاب رائے سے مشورہ کرنا آپ پر فرض تھا قرآن مجید میں ہے:

وشاورہم فی الامر۔ (آل عمران: ۱۵۹) دنیاوی امور میں ان سے مشورہ کیجئے۔

(۴) اپنی ازواج کو اپنے پاس رہنے یا نہ رہنے اور دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو اختیار دینا آپ پر فرض تھا۔

(۵) تمام قرآن مجید کا پہنچانا آپ پر فرض ہے قرآن مجید میں ہے:

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فبا بلغت رسالتہ۔ (المائدہ: ۶۷)

اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے اس کو پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے کار رسالت کو ادا نہیں کیا۔

(۶) قرآن مجید میں جو احکام شرعیہ بیان کیے گئے ہیں ان کو سمجھنا اور ان کو قولاً اور عملاً بیان کرنا بھی آپ پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم۔ (التعل: ۴۳) ہم نے آپ کی طرف قرآن مجید کو نازل کیا ہے تاکہ آپ

لوگوں کو بیان کریں کہ ان کی طرف کیا نازل کیا گیا ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص آپ کے سامنے غلط یا نامناسب بات کہے یا غلط یا نامناسب کام کرے تو اس کی اصلاح کرنا بھی آپ پر فرض ہے کیونکہ اگر آپ نے اس غلط کام یا غلط بات کی اصلاح نہ کی تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ آپ نے اس غلط کام یا غلط بات کو جائز اور ثابت رکھا ہے۔

(۸) علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ چاشت اور وتر کی نمازیں اور مسواک کرنا اور قربانی بھی آپ پر فرض تھی۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۳ ص ۱۹۲ ادارۃ الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

(۹) اگر آپ کا ساتھ کوئی بھی نہ دے پھر بھی اللہ کی راہ میں قتال کرنا آپ پر فرض تھا قرآن مجید میں ہے:

فقاتل فی سبیل اللہ ج لا تکلف الا نفسك. (النساء: ۸۴) آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ کے سوا اور کوئی اس حکم کا مکلف نہیں ہے۔

(۱۰) جب آپ کے پاس کوئی چیز ہو اور کوئی شخص اس کا سوال کرے تو اس کو دینا آپ پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

واما السائل فلا تنهر. (النحی: ۱۰) اور آپ سائل کو مت جھڑکیں۔

(۱۱) اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرنا بھی آپ پر فرض ہے قرآن مجید میں ہے:

واما بنعمة ربك فحدث. (النحی: ۱۱) اور آپ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کیجئے۔

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر حرام یا منوع ہیں امت پر حرام یا منوع نہیں ہیں اسی طرح بعض چیزیں صرف آپ پر حرام کی گئی ہیں اور وہ آپ کی امت پر حرام نہیں ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) آپ پر اور آپ کی آل پر زکوٰۃ لینا حرام کر دیا گیا ہے حدیث میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو چھوڑو اس کو پھینک دو کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۱۳۹۱ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۰۶۹ سنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۸۶۳۶)

(۲) نفلی صدقہ بھی آپ پر حرام ہے البتہ آپ کی آل کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے۔

(۳) تکیہ لگا کر کھانا آپ کے لیے جائز نہیں ہے حدیث میں ہے:

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ سے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۹۹ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۶۹ سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۸۳۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۲۶۲ مسند احمد رقم

الحدیث: ۱۸۹۶۱ سنن داری رقم الحدیث: ۱۳۰۷۷ التلخیص الاوسط رقم الحدیث: ۱۰۳۷)

(۴) کچا لہسن کچی پیاز اور بدبودار سبزیوں کا کھانا بھی آپ کے لیے جائز نہیں تھا حدیث میں ہے:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے کچا لہسن یا کچی پیاز کھائی وہ ہماری مساجد سے دور رہے اور اپنے گھر بیٹھے آپ کے پاس بنریاں لائی گئیں آپ نے ان کی بو محسوس کی آپ نے پوچھا یہ کون سی بنریاں ہیں آپ کو بتایا گیا آپ نے فرمایا یہ تم اپنے بعض اصحاب کو کھلاؤ جب آپ نے دیکھا کہ وہ اس کی کھانے کو ناپسند کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا تم لوگ کھاؤ کیونکہ میں ان سے ہم کلام ہوتا ہوں جن سے تم ہم کلام نہیں ہوتے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث ۸۵۵ سنن ابوداؤد رقم الحدیث ۳۸۲۲ سنن الترمذی رقم الحدیث ۱۸۰۶ سنن النسائی رقم الحدیث ۸۰۷ صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۱۶۳۳ مسند احمد رقم الحدیث ۱۵۳۷۳)

علامہ قرطبی نے لکھا ہے: (۵) آپ پر باطن کے خلاف ظاہر کرنا حرام ہے (۶) آپ پر ازدواج کو بدلنا حرام ہے (۷) آزاد مکانہ سے نکاح کرنا آپ پر حرام ہے (۸) باندی سے نکاح کرنا آپ پر حرام ہے (۹) آپ پر بڑھنا اور لکھنا حرام ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے (۱۰) کفار کو اللہ تعالیٰ نے جو دنیاوی نعمتیں دی ہیں ان کی طرف نظر پھیلا کر دیکھنا آپ پر حرام ہے قرآن مجید میں ہے:

وَلَا تَمْدِنْ عَيْنِيكَ إِلَىٰ مَا مَتَعْنَا بِهِٰ أَزْوَاجَٰمِنَهُمْ زُحْرًا حَيَوةَ الدُّنْيَا (طہ: ۱۳۱) اور آپ ان چیزوں کی طرف آنکھیں پھیلا کر نہ دیکھیں جو ہم نے کافروں کے مختلف گروہوں کو دی ہیں یہ محض دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۳ ص ۹۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

آپ کے خصائص میں سے وہ چیزیں جو صرف آپ پر حلال ہیں امت پر حلال نہیں ہیں اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کے لیے حلال کی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (۲) وصال کے روزے (۳) چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرنا (۴) جو عورت اپنا نفس آپ کو بہہ کرے اس سے بغیر مہر ادا کیے نکاح کرنا (۵) بغیر گواہوں اور مہر کے اور بغیر عقد کے نکاح کرنا (۶) ازدواج کے درمیان باری کے وجوب کا ساقط ہونا (۷) کسی باندی کو آزاد کر کے اس کے آزاد کرن کو اس کا مہر قرار دینا (۸) مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا (۹) مکہ میں قتال کرنا (۱۰) کسی کو دارث نہ بنانا (۱۱) آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازدواج کا زوجیت پر برقرار رہنا اور ان سے دوسروں کے نکاح کا حرام ہونا (۱۲) آپ کی مطلقہ سے بھی دوسروں کے نکاح کا حرام ہونا (۱۳) حالت جنابت میں آپ کا مسجد میں داخل ہونا (۱۴) ایک ماہ کی مسافت سے آپ کا رعب طاری ہونا۔

انبیاء سابقین علیہم السلام کے اعتبار سے آپ کے خصائص

(۱) تمام روئے زمین کا آپ کے لیے مسجد ہونا (۲) تمام روئے زمین کا آپ کے لیے آلہ تقیم ہونا (۳) مال غنیمت کا آپ کے لیے حلال ہونا (۴) قربانی کا آپ کے لیے حلال ہونا (۵) قیامت تک تمام لوگوں کے لیے آپ کا رسول ہونا (۶) آپ کا خاتم النبیین ہونا (۷) اعمال امت کا آپ پر پیش کیا جانا (۸) آپ کی امت کا سب امتوں سے زیادہ ہونا (۹) قیامت میں سب سے پہلے اٹھنا (۱۰) شفاعت کبریٰ کا حصول (۱۱) مقام محمود کا حصول (۱۲) تمام انبیاء سابقین کے معجزات کا حصول (۱۳) آپ کے معجزات کا سب نبیوں سے زیادہ ہونا (۱۴) آپ کے عہد کا کلمہ پڑھنا (۱۵) تمام مخلوق کی انواع کا آپ پر ایمان لانا (۱۶) سب سے

کم بعثت کا زمانہ پانا اور سب سے زیادہ پیروکار چھوڑ کر جانا (۱۷) انگلیوں سے پانی کا جاری کرنا (۱۸) کنکریوں کا آپ کے ہاتھ میں تھپک کرنا (۱۹) کھجور کے تنے کا آپ کے فراق میں رونا (۲۰) آپ کی شریعت کا تمام شرائع سابقہ کے لیے ناسخ ہونا (۲۱) آپ کی شریعت کا غیر منسوخ ہونا (۲۲) شب اسراء میں تمام نبیوں کی امامت فرمانا (۲۳) حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہونا (۲۴) تمام نبیوں سے افضل اور ان کا قائد ہونا (۲۵) سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا (۲۶) قیامت کے دن تمام نبیوں کا گواہ ہونا (۲۷) اللہ کو دیکھ کر اس کی گواہی دینا (۲۸) حصول وحی کے لیے کسی جگہ جانے کا قصد نہ کرنا بلکہ جس جگہ آپ ہوں وہیں وحی الہی کا نازل ہو جانا (۲۹) حیات انسانی کے ہر شعبہ کے لیے اسوہ نمونہ اور آئینہ عمل ہونا (۳۰) دنیا میں اللہ کے دیدار کا حاصل ہونا (۳۱) اللہ کا محبوب ہونا۔ (بیان القرآن، احزاب، لاہور)

بَابُ التَّزْوِیجِ عَلَى نَوَاقٍ مِّنْ ذَهَبٍ .

یہ باب ہے کہ سونے کی ایک گٹھلی (مہر ہونے) پر شادی کرنا

3351- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْعَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - عَنْ

ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَبِهِ آثَرُ الصُّفْرَةِ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "كَمْ سَفَتْ إِلَيْهَا" . قَالَ زِنَةٌ نَوَاقٍ مِّنْ ذَهَبٍ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَوَلَمْ تَلَوْ بِشَاةً" .

♦♦ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا کہ انہوں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے کتنا مہر ادا کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: ایک گٹھلی کے وزن جتنا سونا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کر کے دعوت کرو۔

3352- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا النُّصْرُ بْنُ شَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ

الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَعَلَى بَشَاشَةِ الْعُرْسِ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ . قَالَ: "كَمْ أَصَدَقْتَهَا" . قَالَ زِنَةٌ نَوَاقٍ مِّنْ ذَهَبٍ .

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے

3351- أخرجه البخاري في النكاح، باب الصفرة للمتزوج (الحديث 5153) تحفة الاشراف (736) .

3352- أخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم قرآن و خاتم حديد وغيره ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه حسمانة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 82) . تحفة الاشراف (9716) .

مجھے دیکھا مجھ پر نئی شادی کا علامتی نشان موجود تھا میں نے عرض کی: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اسے کتنا مہر دیا ہے تو حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ایک گٹھلی کے وزن جتنا سونا۔

3353- أَخْبَرَنَا هَلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ ح وَآخِرَتْنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ سَمِعْتُ حَجَّاجًا يَقُولُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "أَيُّمَا امْرَأَةٍ نِكَحْتَ عَلَى صَدَاقٍ أَوْ حَبَاءٍ أَوْ عِدَّةٍ قَبْلَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لَهَا وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ النِّكَاحِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهِ وَآحَقُّ مَا أُكْرِمَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ". اللَّفْظُ لِعَبْدِ اللَّهِ.

﴿﴾ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جس عورت کے ساتھ مہر یا ادا نیگی یا ادا نیگی کا وعدہ رخصتی سے پہلے کیا جائے تو یہ سب کچھ اس عورت کی ملکیت ہوگا جو (ادا نیگی یا وعدہ) رخصتی کے بعد ہوگا یہ دینے والے شخص کی ملکیت ہوگا اور آدمی کی عزت سب سے زیادہ اس کی بہن یا بیٹی کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ التَّرْوِجِ بِغَيْرِ صَدَاقٍ .

یہ باب ہے کہ مہر کے بغیر شادی کا درست ہونا

3354- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَائِدَةَ بِنِ قُدَامَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا آتَى عَبْدُ اللَّهِ فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا قَتُولِي قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ سَلُوا هَلْ تَجِدُونَ فِيهَا آثَرًا قَالُوا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا نَجِدُ فِيهَا يَغْيِي آثَرًا . قَالَ أَقُولُ بِرَأْيِي فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللَّهِ لَهَا كَمَهْرٍ نَسَائِهَا لَا وَكُسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَشْجَعٍ فَقَالَ فِي مِثْلِ هَذَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِينَا فِي امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا بِرَوْعٍ بِنْتُ وَاشِقٍ تَزَوَّجَتْ رَجُلًا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَضَى لَهَا رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِمِثْلِ صَدَاقِ نَسَائِهَا وَلَهَا الْمِيرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ . فَرَفَعَ عَبْدُ اللَّهِ يَدَيْهِ وَكَبَّرَ .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الْأَسْوَدُ غَيْرُ زَائِدَةَ .

﴿﴾ علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کا معاملہ پیش کیا گیا جس نے

3353- اخرجہ ابو داؤد فی النکاح، باب فی المقام عند البکر (الحديث 2129) . و اخرجہ ابن ماجہ فی النکاح، باب الشرط فی النکاح (الحديث 1955) . تحفة الاشراف (8745) .

3354- اخرجہ ابو داؤد فی النکاح، باب فیمن تزوج ولم یسم صداقاً حتی مات (الحديث 2114 و 2115) مختصراً . و اخرجہ الترمذی فی النکاح، باب ما جاء فی الرجل یتزوج المرأة فیموت عنها قبل ان یفرض لها (الحديث 1145) . و اخرجہ النسائی فی النکاح، اباحة الترویج بغیر صداق (3355 و 3356 و 3357 و 3358) . وفي الطلاق، عدة المتوفی عنها زوجها قبل ان یدخل بها (الحديث 3524) . و اخرجہ ابن ماجہ فی النکاح، باب الرجل یتزوج ولا یفرض لها فیموت علی ذلك (الحديث 1891) . تحفة الاشراف (11461) .

کسی عورت کے ساتھ شادی کی تھی اور اس کا مہر مقرر نہیں کیا تھا اور وہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے فوت ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ دریافت کر دو ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں کو اس بارے میں کوئی حدیث مل جائے۔ لوگوں نے جواب دیا: ابو عبد الرحمن ہمیں اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بارے میں اپنی رائے کے ساتھ حکم دوں گا اگر وہ درست ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اس عورت کو اس جیسی دیگر عورتوں جیسا مہر ملے گا کسی کی اور اضافے کے بغیر۔ وہ عورت وراثت میں حقدار ہوگی اور اس کے ذمے عدت کی ادائیگی لازم ہوگی تو اشجع قبیلے کا ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا اس طرح کی صورتحال میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ کیا تھا ہمارے درمیان ایک عورت تھی جس کا نام بروء بنت واشق تھا اس نے ایک مرد کے ساتھ شادی کی آدمی کا عورت کی رخصتی سے پہلے انتقال ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کو اس جیسی دیگر خواتین جتنا مہر ملے گا اس عورت کو وراثت میں سے حصہ ملے گا اور اس پر عدت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کہی۔

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں کسی بھی ایسے شخص سے میں دانتف نہیں ہوں جس نے اس روایت کو اسود کے حوالے سے نقل کیا ہو صرف زائدہ نے نقل کیا ہے۔

3355- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ أَتَى لِيْ امْرَأَةً تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ فَمَاتَ عَنْهَا وَلَمْ يَقْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَاسْتَلَفُوا إِلَيْهِ قَرِيْبًا مِنْ شَهْرٍ لَا يَفْقَهُهُمْ ثُمَّ قَالَ أَرَى لَهَا صَدَاقَ نِسَائِهَا لَا وَكُسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيرَاثَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ . فَشَهِدَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَضَى فِيْ بَرُوعِ بِنْتِ وَاشِقٍ بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ .

﴿﴾ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں ان کی خدمت میں ایک عورت کا معاملہ پیش کیا گیا جس کے ساتھ ایک صاحب نے شادی کی تھی اور پھر اس شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے اس عورت کے لئے کوئی مہر مقرر نہیں کیا تھا اور اس کے ساتھ صحبت بھی نہیں کی تھی۔ لوگوں نے اس عورت کا معاملہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا تقریباً ایک ماہ گزر گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں دیا۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا یہ خیال ہے کہ اس عورت کو عام عورتوں جتنا مہر ملے گا جس میں کوئی کمی اور کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ اس عورت کو وراثت میں حصہ ملے گا اور اس عورت پر عدت بسر کرنا لازم ہوگا تو حضرت معقل بن سنان نے یہ گواہی دی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروء بنت واشق نامی خاتون کے بارے میں اسی طرح کا فیصلہ دیا تھا جو آپ نے دیا ہے۔

3356- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِيْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يَقْرِضْ لَهَا قَالَ لَهَا الصَّدَاقُ وَعَلَيْهَا

3355- تقدم (الحديث 3354) .

3356- تقدم (الحديث 3354) .

الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ . فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ مِسْنَانَ فَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَضَى بِهِ فِي بَرُوعَ بِنْتِ وَاشِقِ .

♦♦ حضرت عبداللہ ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں: جس نے کسی عورت کے ساتھ شادی کی اس کا انتقال ہو گیا اس نے اس عورت کے ساتھ صحبت نہیں کی اور اس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس عورت کو مہر ملے گا لیکن اس پر عدت کی ادائیگی بھی لازم ہوگی اور اسے وراثت میں حصہ بھی ملے گا تو حضرت معقل بن مسنان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا ہے انہوں نے بروع بنت واشق کے بارے میں اسی طرح کا فیصلہ دیا تھا۔

3357- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ .

♦♦ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

3358- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ آتَاهُ قَوْمٌ فَقَالُوا إِنَّ رَجُلًا مِنَّا تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَقْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَجْمَعْهَا إِلَيْهِ حَتَّى مَاتَ . فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ مَا سَأَلْتُ مِنْكَ فَارْقُتُ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ هَذِهِ فَأَتُوا غَيْرِي . فَأَخْتَلَفُوا إِلَيْهِ فِيهَا شَهْرًا ثُمَّ قَالُوا لَهُ فِي الْخَيْرِ ذَلِكَ مَنْ نَسَأَ إِنْ لَمْ نَسْأَلْكَ وَأَنْتَ مِنْ جِلَّةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِهَذَا الْبَلَدِ وَلَا تَجِدُ غَيْرَكَ . قَالَ سَأَقُولُ فِيهَا بِجَهْدِ رَأْيِي فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنْ اللَّهِ وَخُدْهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَإِنْ كَانَ خَطَا فَمِنْهُ وَمِنْ الشَّيْطَانِ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْهُ بُرَاءٌ أُرَى أَنْ أَجْعَلَ لَهَا صَدَاقَ يَسَائِلِهَا لَا وَكُفَسَ وَلَا شَطَطَ وَلَهَا الْمِيرَاثُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا . قَالَ وَذَلِكَ يَسْمَعُ أَنَا مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْعَلَ لَهَا صَدَاقًا فَقَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَضَيْتَ بِمَا قَضَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي امْرَأَةٍ مِنَّا يُقَالُ لَهَا بَرُوعُ بِنْتُ وَاشِقِ . قَالَ فَمَا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ فَرَحَ فَرَحَةً يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِإِسْلَامِهِ .

♦♦ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: کچھ لوگ ان کے پاس آئے انہوں نے بتایا: ہم میں سے ایک شخص نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کی اس نے اس عورت کا کوئی مہر مقرر نہیں کیا اور اس کے ساتھ صحبت بھی نہیں کی یہاں تک کہ اس شخص کا انتقال ہو گیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نبی اکرم ﷺ سے جدا ہوا ہوں اس سے زیادہ سخت مسئلہ مجھ سے نہیں پوچھا گیا تم لوگ دوسرے لوگوں کے پاس جاؤ۔ لوگ اس مسئلے کا حل ایک ماہ تک تلاش کرتے رہے پھر انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم اگر آپ سے نہیں پوچھیں گے تو کس سے دریافت کریں گے آپ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں شامل ہیں جو اس شہر میں موجود ہیں ہمیں آپ کے علاوہ اور کوئی شخص نہیں ملتا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس بارے میں اپنی رائے کے تحت فیصلہ کرتا ہوں اگر وہ درست ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اگر وہ

غلطی ہوگی تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہوگی۔ اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہوں گے۔ میرا یہ خیال ہے کہ میں اس عورت کو دیگر خواتین جتنا مہر دوں گا جس میں کوئی کمی اور کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور اس عورت کو وراثت میں سے حصہ ملے گا اور اس پر چار ماہ دس دن تک عدت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ راوی کہتے ہیں وہاں کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے حضرت اشجع رضی اللہ عنہ کی زبانی یہی بات سنی تھی وہ کھڑے ہوئے انہوں نے بتایا: ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے وہی فیصلہ دیا ہے جو اس بارے میں نبی اکرم ﷺ نے دیا تھا۔ ایسی خاتون کے بارے میں جو ہم سے تعلق رکھتی تھی اس کا نام بروہ بنت واشق تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس دن جتنے خوش ہوئے تھے اس سے زیادہ اور کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے۔ صرف اس دن (اس سے زیادہ خوش) ہوئے تھے جب انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

بَابُ هِبَةِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ بِغَيْرِ صَدَاقٍ

یہ باب ہے کہ کسی عورت کا اپنے آپ کو کسی مرد کے لئے کسی مہر کے بغیر ہبہ کرنا

3359- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ . فَقَامَتْ لِيَأْتَا طَوِيلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ رَوِّجِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ" . قَالَ مَا أَجِدُ شَيْئًا . قَالَ: "الْتِمِسْ وَلَوْ خَبْتًا مِنْ حَدِيدٍ" . فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ" . قَالَ نَعَمْ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا . رَسُوهُ سَمَاهَا . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "قَدْ رَوَّجْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ" .

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کرتی ہوں۔ وہ خاتون کافی دیر کھڑی رہی (نبی اکرم ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا) تو ایک صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی: آپ میری شادی اس کے ساتھ کر دیں اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس (مہر میں دینے کے لئے) کچھ ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم تلاش کرو خواہ لوسے کی ایک انگوٹھی ہو۔ اس نے تلاش کی لیکن اسے کوئی چیز نہیں ملی نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں قرآن یاد ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں فلاں اور فلاں سورت یاد ہے۔ اس نے ان سورتوں کے نام لئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں جو قرآن آتا ہے اس کی وجہ سے میں نے اس کی شادی تم سے کر دی۔

3359- أخرجه البخاري في الوكالة، باب وكالة المرأة للإمام في النكاح (الحديث 2310)، وفي النكاح، باب السطون ولي (الحديث 5135) وأخرجه أبو داود في النكاح، باب في التزويج على العمل بعمل (الحديث 2111) وأخرجه الترمذي في النكاح، باب (معه) (الحديث 1114) والحديث عند البخاري في التوحيد، باب (قل أي شيء أكبر شهادة قل الله) (الحديث 7417) - تحفة الأشراف (4742) .

بَابُ إِحْلَالِ الْفَرْجِ .

یہ باب شرمگاہ کو حلال کر دینے کے بیان میں ہے

3360- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي الرَّجُلِ يَأْتِي بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ قَالَ: "إِنْ كَانَتْ أَحْلَتْهَا لَهُ جَلْدَتْهُ مِائَةً وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحْلَتْهَا لَهُ رَجُمَتْهُ".

♦♦ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں نقل کرتے ہیں ایسے کسی شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کی کینز کے ساتھ زنا کر لیتا ہے آپ نے فرمایا: اگر یہ عورت اس کینز کو اپنے شوہر کے لئے حلال کر دیتی ہے تو میں اسے ایک سو کوڑے لگاؤں گا اور اگر یہ اس کے لئے حلال نہیں کرتی تو میں اسے سنگسار کر دوں گا۔

3361- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَجُلًا يَقَالُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُنَيْنٍ وَيُنْبِزُ قُرْقُورًا أَنَّهُ وَقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَرَفَعَ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فَقَالَ لَا قُضِيَ فِيهَا بِقِصَّةِ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِنْ كَانَتْ أَحْلَتْهَا لَكَ جَلْدَتْكَ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحْلَتْهَا لَكَ رَجُمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ فَكَانَتْ أَحْلَتْهَا لَهُ فُجِلِدَ مِائَةً . قَالَ قَتَادَةُ لَكُنْتُ إِلَى حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ فَكُتِبَ إِلَيَّ بِهَذَا .

♦♦ حضرت حبیب بن سالم رضی اللہ عنہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں ایک صاحب جن کا نام عبدالرحمن بن حنین تھا اور انہیں قرقر کہا جاتا تھا انہوں نے اپنی بیوی کی کینز کے ساتھ صحبت کر لی یہ معاملہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا: میں اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا اگر یہ عورت اس کینز کو تمہارے لئے حلال قرار دے دیتی ہے تو میں تمہیں کوڑے لگاؤں گا اور اگر یہ حلال قرار نہیں دیتی تو میں تمہیں پتھروں کے ذریعے سنگسار کر دوں گا تو اس خاتون نے اس کینز کو اس کے لئے حلال قرار دے دیا تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے اسے سو کوڑے لگوائے۔

قنادہ کہتے ہیں میں نے حبیب بن سالم کو خط لکھا تو انہوں نے اس بارے میں مجھے تحریری طور پر یہ حدیث بھجوائی۔

3362- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ

3360- أخرجه أبو داود في الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امرأته (الحديث 4458 و 4459). وأخرجه الترمذي في الحدود، باب ما

جاء في الرجل يقع على جارية امرأته (الحديث 1451 و 1452). وأخرجه النسائي في النكاح، باب إحلال الفرج (الحديث 3361 و

3362). وأخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من وقع على جارية امرأته (الحديث 2551) لحفة الاشراف (الحديث 11613).

3361- تقديم (الحديث 3360).

3362- تقديم (الحديث 3360).

قَتَادَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَأَتِهِ "إِنْ كَانَتْ أَحْلَتْهَا لَهُ فَاجْلِدْهُ مِائَةً وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحْلَتْهَا لَهُ فَارْجُمْهُ".

♦♦ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لیتا ہے اگر وہ عورت اس کنیز کو اس شخص کے لئے حلال قرار دے دیتی ہے تو میں اسے سو کوڑے لگواؤں گا اور اگر وہ اس کنیز کو اس کے لئے حلال قرار نہیں دیتی تو میں اسے سنگسار کر دوں گا۔

3363- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَقِّقِ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي رَجُلٍ وَطِئَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ "إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فِيهِ حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ لِسِيدَتِهَا مِثْلُهَا وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فِيهِ لَهَا وَعَلَيْهِ لِسِيدَتِهَا مِثْلُهَا".

♦♦ حضرت سلمہ بن حذافہ بن محقق بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے جس نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی تھی اگر اس نے زبردستی ایسا کیا ہے تو وہ کنیز آزاد شمار ہوگی اور اس مرد پر یہ لازم ہوگا کہ اس کنیز کی مالک خاتون کو اس جیسی دوسری کنیز دے اور اگر اس کنیز نے اپنی رضامندی کے ساتھ ایسا کیا ہے تو وہ کنیز اس شخص کی ملکیت شمار ہوگی اور اس شخص پر یہ لازم ہوگا کہ وہ اس کی مالک عورت کو اس جیسی دوسری کنیز دے۔

3364- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَقِّقِ أَنَّ رَجُلًا غَشِيَ جَارِيَةَ لِمَرْأَةٍ فَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ: "إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فِيهِ حُرَّةٌ مِنْ مَالِهِ وَعَلَيْهِ الشَّرْوَى لِسِيدَتِهَا وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فِيهِ لِسِيدَتِهَا وَمِثْلُهَا مِنْ مَالِهِ".

♦♦ حضرت سلمہ بن حذافہ بن محقق بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی کی کنیز کے ساتھ صحبت کر لی۔ یہ معاملہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر اس شخص نے اس کنیز کے ساتھ زبردستی کی ہے تو وہ کنیز اس شخص کے مال میں سے آزاد شمار ہوگی اور اس شخص کے ذمے لازم ہوگا کہ وہ اس جیسی کنیز اس کی مالک عورت کو دے اور اگر اس کنیز نے اپنی رضامندی کے ساتھ ایسا کیا ہے تو وہ اپنی مالک عورت کے پاس رہے گی اور اس جیسی دوسری کنیز اس مرد کے مال میں سے لی جائے گی۔

بَابُ تَحْرِيمِ الْمُتْعَةِ .

یہ باب متعہ کے حرام ہونے کے بیان میں ہے

3363- أخرجه أبو داود في الحدود، باب في الرجل يزني بجارية امراته (الحديث 4460 و 4461). و أخرجه النسائي في النكاح، باب أحلال الفرج (الحديث 3364). و أخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من وقع على جارية امراته (الحديث 2552) محصراً. تحفة الأشراف (4559).

3365- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللَّهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا لَا يَرَى بِالْمُنْعَةِ بَأْسًا فَقَالَ إِنَّكَ تَأْتُهُ أَنَّهُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَنْهَا وَعَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ .

♦♦ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو حضرت محمد رضی اللہ عنہ (بن حنفیہ) کے صاحبزادے ہیں اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ پتہ چلا کہ ایک صاحب متعہ کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ گمراہ شخص ہے نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن اس سے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

3366- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ أَبَانَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ بَيْنَ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نَهَى عَنْ مُنْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ .

♦♦ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن خواتین سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

3367- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالُوا أَبَانَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَالْحَسَنَ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ بَيْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَاهُمَا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ مُنْعَةِ النِّسَاءِ .

قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى يَوْمَ حُنَيْنٍ وَقَالَ هَكَذَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ مِنْ كِتَابِهِ .

♦♦ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن خواتین سے متعہ کرنے سے منع کیا ہے۔ ابن مثنیٰ کی روایت میں ”غزوہ حنین کے دن“ کے الفاظ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: عبدالوہاب نے اپنی کتاب میں سے اسی

3365- أخرجه البخاري في المعازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4216)، وفي النكاح، باب نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن نكاح المتعة (الحديث 5115)، وفي الذبائح والصيد، باب لحوم الحمر الآسية (الحديث 5523) وفي العجل، باب الحيلة في النكاح (الحديث 6961) وأخرجه مسلم في النكاح، باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيع ثم سح ثم أبيع ثم نسخ واستقر تحريمه إلى يوم القيامة (الحديث 29 و 30 و 31 و 32)، وفي الصيد والذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الآسية (الحديث 22) . وأخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في تحريم نكاح المتعة (الحديث 1121)، وفي الأطعمة، باب ما جاء في لحوم الحمر الأهلية (الحديث 1794) . وأخرجه النسائي في النكاح، تحريم المتعة (الحديث 3366 و 3367)، وفي الصيد والذبائح، تحريم أكل لحوم الحمر الأهلية (الحديث 4345 و 4346) . وأخرجه ابن ماجة في النكاح، باب النهي عن نكاح المتعة (الحديث 1961) . تحفة الاشراف (10263) .

3366- تقدم في النكاح، تحريم المتعة (الحديث 3365) .

3367- تقدم (الحديث 3365)

طرح یہ حدیث ہمیں سنائی ہے۔

3368- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أِذَنْ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بِالْمُتْعَةِ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ إِلَى امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ فَعَرَضْنَا عَلَيْهَا أَنْفُسَنَا فَقَالَتْ مَا تُعْطِينِي لَقُلْتُ رِذَائِي . وَقَالَ صَاحِبِي رِذَائِي . وَكَانَ رِذَاءُ صَاحِبِي آخُودَةً مِنْ رِذَائِي وَكُنْتُ أَشْبُ مِنْهُ فَإِذَا نَظَرْتُ إِلَيْ رِذَاءِ صَاحِبِي أَعْجَبَهَا وَإِذَا نَظَرْتُ إِلَيَّ أَعْجَبْتُنِي ثُمَّ قَالَتْ أَنْتَ وَرِذَاؤُكَ يَكْفِينِي . لَمَكُنْتُ مَعَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ : "مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ اللَّامِي يُتَمَتَّعُ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا" .

♦♦ حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے متعہ کرنے کی اجازت دی تو میں اور ایک صاحب بنی عامر سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے پاس گئے۔ ہم نے اپنا آپ اس کے سامنے پیش کیا۔ وہ عورت بولی: تم مجھے کیا دو گے؟ میں نے کہا: میری یہ چادر ہے راوی کہتے ہیں میرے ساتھی کے پاس بھی چادر تھی۔ میرے ساتھی کی چادر میری چادر سے زیادہ بہتر تھی اور میں اس سے زیادہ نوجوان تھا۔ جب اس عورت نے میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھا تو وہ اسے پسند آئی جب اس نے میری طرف دیکھا تو میں اسے پسند آ گیا۔ پھر اس عورت نے کہا: تم اور تمہاری چادر میرے لئے کافی ہیں۔ میں اس عورت کے ساتھ تین دن تک رہا پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اس طرح کی خاتون کے ساتھ ہو جس سے اس نے نفع حاصل کیا ہو تو اسے الگ کر دے۔

جواز متعہ پر علماء شیعہ کے دلائل کا بیان

مشہور شیعہ مفسر ابو علی فضل بن الحسن الطبرسی من القرن السادس لکھتے ہیں: اس آیت سے مراد نکاح المتعہ ہے اور یہ وہ نکاح ہے جو ہر معین سے مدت معین کے لئے کیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس سدی ابن سعید اور تابعین کی ایک جماعت سے یہی مروی ہے اور ہمارے اصحاب امامیہ کا یہی مذہب ہے اور یہی واضح ہے کیونکہ لفظ استمتاع اور تمتع کا لفظی معنی نفع اور لذت حاصل کرنا ہے لیکن عرف شرع میں وہ اس عقد معین کے ساتھ مخصوص ہے۔ خصوصاً جب اس لفظ کی عورتوں کی طرف اضافت ہو اس بناء پر اس آیت کا یہ معنی ہوگا جب تم ان سے حج کر لو تو ان کو اس کی اجرت دے دو اور اس کو اس کی اجرت دے دو اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماع کے بعد مہر کو واجب نہیں کیا بلکہ متعہ کے بعد مہر کو واجب کیا ہے اور حضرت ابی بن کعب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی اس طرح قرات کی ہے:

(آیت) لَمَّا اسْتَمْتَمَ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاَتَوْهُنَّ أَجُورَهُنَّ .

ترجمہ: جب تم نے مدت معین تک ان سے استمتاع (متعہ) کیا تو ان کو ان کی اجرت (مہر) دے دو۔

3368- اخرجہ مسلم فی النکاح، باب نکاح المتعہ و بیان انه ابیح ثم نسخ ثم ابیح و استقر تحریمہ الی یوم القیامۃ (الحدیث 19) و (الحدیث 20) مطولاً، و (الحدیث 21 و 22) مختصراً، و (الحدیث 23) و (الحدیث 24 و 25 و 26) مختصراً، و (الحدیث 27) مطولاً، و (الحدیث 28) مختصراً . و اخرجہ ابو داؤد فی النکاح، باب فی نکاح المتعہ (الحدیث 2072 و 2073) مختصراً . و اخرجہ ابن ماجہ فی النکاح، باب الہی عن نکاح المتعہ (الحدیث 1962) مطولاً . تحفۃ الاشراف (3809) .

اور اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ اس آیت میں استمتاع سے مراد عقد متعہ ہے۔

حکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے منع نہیں کرتے تو کسی بد بخت کے سوا کوئی زنا نہیں کرتا اور عطا نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر کے عہد میں متعہ کیا ہے۔ نیز اس آیت میں لفظ استمتاع سے مراد متعہ ہے نہ کہ جماع اور انتفاع اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر اس آیت کا یہ معنی ہو کہ جن عورتوں سے تم مہر کے عوض لذت حاصل کی یعنی جماع کیا ہے تو ان کو ان کا مہر ادا کر دو تو اس سے لازم آئے گا کہ بغیر جماع کے مہر واجب نہ ہو۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ غیر مہر خولہ کا بھی نصف مہر واجب ہوتا ہے۔ اس پر مزید تائید یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دو متعہ (متعہ نکاح اور تمتع بالجماع) حلال تھے اور میں ان سے منع کرتا ہوں اور تمتع بالجماع بالاتفاق منسوخ نہیں ہے تو پھر تمتع بالنکاح بھی منسوخ نہیں ہوگا۔

(مجمع البیان ج ۳ ص ۵۳-۵۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۱۱ھ)

علماء شیعہ کے نزدیک متعہ کے فقہی احکام کا بیان

شیخ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ روایت کرتے ہیں: ابو عمیر کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن سالم سے متعہ کا طریقہ پوچھا انہوں نے کہا تم یوں کہو اے اللہ کی بندی میں اتنے پیسوں کے عوض اتنے دنوں کے لئے تم سے متعہ کرتا ہوں جب وہ ایام گزر جائیں گے تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اس کی کوئی عدت نہیں ہے۔

(الفردع من الکافی ج ۵ ص ۲۵۵۲۵۶ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۴۲۶ھ)

شیخ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ روایت کرتے ہیں:

منصور صیقل بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے فرمایا مجوسی (آتش پرست) عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج

نہیں ہے (لاستبصار ج ۳ ص ۱۴۴ مطبوعہ دار الاسلامیہ طہران ۱۳۶۵ھ)

زرارہ کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ (علیہ السلام) سے پوچھا گیا کہ کیا متعہ صرف چار عورتوں سے کیا جاسکتا ہے؟ انہوں نے کہا متعہ

اجرت کے عوض ہوتا ہے خواہ ہزار عورتوں سے کر لو۔ (الاستبصار ج ۳ ص ۱۴۷)

عمر بن حنظلہ بیان کرتے ہیں کہ متعہ میں فریقین کے درمیان میراث نہیں ہوتی۔ (الاستبصار ج ۳ ص ۱۵۲)

شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین قمی متوفی ۳۸۱ھ لکھتے ہیں:

محمد بن نعمان نے ابو عبد اللہ (علیہ السلام) سے پوچھا کم از کم کتنی چیز کے عوض متعہ ہو سکتا ہے انہوں نے کہا دو مٹھی گندم سے۔ تم

اس سے کہو کہ میں تم سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق متعہ کرتا ہوں تو نکاح ہے زنا نہیں ہے اس شرط پر کہ نہ میں تمہارا

وارث ہوں اور نہ تم میری وارث ہو نہ میں تم سے اولاد کا مطالبہ کروں گا یہ نکاح ایک مدت متعین تک ہے پھر اگر میں نے چاہا تو میں

اس مدت میں اضافہ کر دوں گا اور تم بھی اضافہ کر دینا۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۲۴۹ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران ۱۴۲۶ھ)

شیخ روح اللہ خمینی متعہ کے احکام کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۲۲۲۱) متعد والی عورت اگرچہ حاملہ ہو جائے خرچ کا حق نہیں رکھتی۔

(۲۲۲۲) متعد والی عورت (چار راتوں میں سے ایک رات) ایک بستر پر سونے اور شوہر سے ارث پانے اور شوہر بھی اس کا

وارث بننے کا حق نہیں رکھتا۔

(۲۲۲۳) متعد والی عورت کو اگرچہ علم نہ ہو کہ وہ اخراجات اور اکٹھا سونے کا حق نہیں رکھتی تب بھی اس کا عقد صحیح ہے اور نہ

جاننے کی وجہ سے بھی شوہر پر کوئی حق نہیں رکھتی۔ (توضیح المسائل اردو ۲۶۸۲-۲۶۹۹ مطبوعہ سازمان تبلیغات)

علماء شیعہ کے جواز متعد پر دلائل کے جوابات کا بیان

علماء شیعہ نے الی اجل مسکی کی قرأت سے متعد کے جواز پر جو استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ قرأت شاذہ ہے قرآن مجید کی جو قرأت متواتر ہے حتیٰ کہ شیعہ کے قرآن میں بھی جو قرأت مذکورہ ہے اس میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں اس لئے قرأت متواترہ کے مقابلہ میں اس قرأت سے استدلال درست نہیں ہے۔

اس پر اتفاق ہے کہ جنگ خیبر سے پہلے متعد حلال تھا پھر جنگ خیبر کے موقع پر متعد کو حرام کر دیا گیا پھر فتح مکہ کے موقع پر تین دن کے لئے متعد حلال کیا گیا تھا اور اس کے بعد اس کو دائماً حرام کر دیا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ متعد کے جواز کے قائل تھے لیکن اخیر عمر میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے متعد کے جواز کا فتویٰ دیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں نے یہ فتویٰ نہیں دیا میرے نزدیک متعد خون مردار اور خنزیر کی طرح حرام ہے اور یہ صرف اضطراب کے وقت حلال ہے یعنی جب نکاح کرنا ممکن نہ ہو اور انسان کو غلبہ شہوت کی وجہ سے زنا کا خطرہ ہو لیکن اخیر عمر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی رجوع کر لیا اور یہ جو بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں متعد کیا جاتا تھا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کر دیا اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں تک متعد کی حرمت نہیں پہنچی تھی وہ متعد کرتے تھے حضرت عمر نے ان کو تبلیغ کر دی تو وہ متعد سے باز آ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعد کو حرام نہیں کیا نہ یہ ان کا منصب ہے انہوں نے صرف متعد کی حرمت بیان کی ہے جیسے اور دیگر احکام شرعیہ بیان کئے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعد سے منع نہ کرتے تو کوئی بد بخت ہی زنا کرتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعد کی حرمت کو قرآن اور حدیث سے واضح نہ کرتے اور متعد کی ممانعت پر سختی سے عمل نہ کراتے تو زنا بالکل ختم ہو جاتا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعود حضرت ابن عباس حضرت جابر حضرت سلمہ بن اکوع اور حضرت بہرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے اباحت متعد کے متعلق احادیث ہیں۔ لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ وطن میں متعد کی اجازت دی گئی ہو ان تمام احادیث میں یہ مذکور ہے کہ سفر میں متعد کی اجازت دی گئی تھی۔ جہاں ان صحابہ کی بیویاں نہیں تھیں جب کہ وہ گرم علاقے تھے اور عورتوں کے بغیر ان کا رہنا مشکل تھا۔ اس وجہ سے جہاد کے موقع پر ضرورتاً متعد کی اجازت دی گئی حضرت ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ ابتداء اسلام میں ضرورت کی بناء پر متعد کی اجازت تھی جیسے ضرورت کے وقت مردار کا کھانا مباح ہوتا ہے فتح مکہ کے

موقع پر متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر تا کید اس تحریم کو دہرایا گیا ہم ان تمام امور پر باحوالہ احادیث پیش کریں گے۔

شیخ طبری نے لکھا ہے کہ اگر اس آیت کا یہ معنی ہو کہ جن عورتوں سے تم نے مہر کے عوض لذت حاصل کی یعنی جماع کیا ہے تو انکا مہر ادا کر دو تو اس سے لازم آئے گا کہ بغیر جماع کے مہر واجب نہ ہو، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ غیر مدخول کا بھی نصف مہر واجب ہوتا ہے یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت میں حصر کا کوئی لفظ نہیں ہے کہ تم صرف اسی عورت کا مہر ادا کرو جس سے تم نے جماع کیا ہو۔

حرمت متعہ پر قرآن مجید سے دلائل کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(آیت) فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وما

ملکت ایمانکم . (النساء: ۳۰)

ترجمہ: جو عورتیں تم کو پسند ہیں ان سے نکاح کرو دو دو سے تین تین سے اور چار چار سے اور اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ ان کے درمیان انصاف نہیں کر سکو گے تو صرف ایک نکاح کر دیا اپنی کینروں پر اکتفاء کرو۔

یہ آیت سورۃ نساء سے لی گئی ہے جو مدنی سورت ہے اور ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قضاء شہوت کی صرف دو جائز صورتیں بیان فرمائی ہیں کہ وہ ایک سے چار تک نکاح کر سکتے ہیں اور اگر ان میں عدل قائم نہ رکھ سکیں تو پھر اپنی بندہ یوں سے نفسانی خواہش پوری کر سکتے ہیں اور بس! اگر متعہ بھی قضاء شہوت کی جائز شکل ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ان دو صورتوں کے ساتھ ذکر فرمادیتا اور اس جگہ متعہ کا بیان نہ کرنا ہی اس بات کا بیان ہے کہ وہ جائز نہیں ہے۔ اوائل اسلام سے لے کر فتح مکہ تک متعہ کی جو شکل معمولی اور مباح تھی اس آیت کے ذریعہ اس کو منسوخ کر دیا گیا۔

شیعہ حضرات کو اگر شبہ ہو کہ اس آیت میں لفظ نکاح متعہ کو بھی شامل ہے لہذا نکاح کے ساتھ متعہ کا جواز بھی ثابت ہو گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کی حد صرف چار عورتوں تک ہے اور متعہ میں عورتوں کی تعداد کے لئے کوئی قید نہیں ہے۔ اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ نکاح اور متعہ دو الگ الگ حقیقتیں ہیں نکاح میں عقد دائمی ہوتا ہے اور متعہ میں عقد عارضی ہوتا ہے نکاح میں منکوحات کی تعداد محدود ہے اور متعہ میں ممنوعات کی کوئی حد نہیں۔ نکاح میں نفقہ سکنی نسب اور میراث لازم ہوتے ہیں اور ایلاء طلبہ ارعان اور طلاق عارض ہوتے ہیں اور متعہ میں ان میں سے کوئی امر لازم نہیں ہے نہ عارض۔ لہذا نکاح اور متعہ دو متضاد حقیقتیں ہیں اور نکاح سے متعہ کا ارادہ غیر معقول ہے۔

حرمت متعہ پر احادیث سے دلائل کا بیان

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کو حرام کر دیا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۲۱۶ صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۴۰۷ سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۲۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے ہم تنبیۃ الوداع پر

اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چراغوں کو دیکھا اور عورتوں کو روکتے ہوئے دیکھا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ جن عورتوں سے متعہ کیا گیا تھا وہ رو رہی ہیں آپ نے فرمایا نکاح طلاق عدت اور میراث نے متعہ کو حرام کر دیا۔

(مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث ۶۵۹۳ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۴۰۸ھ)

کیونکہ متعہ میں نہ طلاق ہوتی ہے نہ عدت اور نہ میراث نہ اس کو نکاح کہا جاتا ہے بلکہ اس میں عورت کا نان نفقہ بھی واجب نہیں ہوتا جیسا کہ کتب شیعہ سے باحوالہ گزر چکا ہے اور نہ متعہ والی عورت پر بیوی کا اطلاق ہوتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں بیویوں کی وارثت بیان کی گئی ہے اور متعہ والی عورت وارث نہیں ہوتی۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی مولیٰ بن اسماعیل ہے امام بخاری نے اس کو ضعیف کہا ہے لیکن ابن معین اور ابن حبان نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اس کی سند کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم باہر گئے اور ہمارے ساتھ وہ عورتیں تھیں جن کے ساتھ ہم نے متعہ کیا تھا جب ہم ثنیۃ الرکاب پر پہنچے تو ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ وہ عورتیں ہیں جن سے ہم نے متعہ کیا تھا آپ نے فرمایا یہ قیامت تک کے لئے حرام کر دی گئی ہیں۔

(المجم الاوسط: ۹۴۴ مطبوعہ مکتبہ المعارف ریاض ۱۴۲۶ھ)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی صدقہ بن عبد اللہ ہے۔ امام احمد نے اس کو ضعیف کہا ہے اور امام ابو حاتم نے اس کو ثقہ کہا ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے متعہ کے جواز کا کیسا فتویٰ دیا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا (آیت) انا لله وانا اليه راجعون خدا کی قسم میں نے یہ فتویٰ نہیں دیا اور نہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا میں نے اسی صورت میں متعہ کو حلال کہا ہے جس صورت میں اللہ نے مردار خون اور خنزیر کے گوشت کو حلال فرمایا ہے۔

(المجم الکبیر رقم الحدیث ۱۰۶۰۱ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اس حدیث کی سند میں حجاج بن ارطاة ثقہ ہے لیکن وہ مدلس ہے اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: ربیع بن مرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا: سنو! اے لوگو! میں نے تم کو متعہ کرنے کی اجازت دی تھی سنو اب اللہ نے متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے سو جس شخص کے پاس ان میں سے کوئی عورت ہے اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ اس کو دیا ہے وہ اس سے واپس نہ لے۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عمر پر رحم فرمائے اگر وہ متعہ کی حرمت نہ بیان کرتے تو علی الاعلان زنا ہوتا۔

حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا سنو متعہ زنا ہے۔

(المعصف ج ۲-۳ ص ۲۹۳-۲۹۲ مطبوعہ ادارة القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام عبدالرزاق بن ہمام ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں: ابن ابی عمرۃ انصاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے متعہ کے متعلق فتویٰ کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا میں نے امام الحنفیہ کے ساتھ متعہ کیا ہے ابن ابی عمرہ نے کہا اللہ معاف فرمائے متعہ ضرورت کی بناء پر رخصت تھا جیسے ضرورت کے وقت مردار خون اور خنزیر کے گوشت کی رخصت ہوتی ہے۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۳۰۳۳)

ربیع بن ہبرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کو حرام کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۳۰۳۳)

معمر اور حسن بیان کرتے ہیں کہ عمرۃ القنواء کے موقع پر صرف تین دن کے لئے متعہ حلال ہوا تھا اس سے پہلے حلال ہوا تھا نہ اس کے بعد۔ (المصنف رقم الحدیث: ۱۳۰۳۰ سنن سعید بن منصور رقم الحدیث: ۸۳۲)

ربیع بن ہبرہ والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے جب آپ مقام عسفان پر پہنچے تو آپ نے فرمایا عمرہ حج میں داخل ہو گیا۔ سراقہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ دائمی ہے؟ آپ نے فرمایا ہے۔ جب ہم مکہ پہنچے تو ہم نے بیت اللہ اور صفا اور مردہ کے درمیان طواف کیا پھر پھر آپ نے ہم کو عورتوں سے متعہ کرنے کا حکم دیا ہم نے کہا ہم اس کو مدت معین کے لئے کریں گے آپ نے فرمایا کرو میں اور میرا ایک ساتھی باہر نکلے ہم دونوں کے پاس ایک ایک چادر تھی ہم دونوں ایک عورت کے پاس گئے اور ہم دونوں نے اپنے آپ کو اس پر پیش کیا اس نے میرے ساتھی کی چادر کی طرف دیکھا تو وہ میری چادر سے زیادہ نئی تھی اور میری طرف دیکھا تو میں اس سے زیادہ جوان تھا بالآخر اس نے مجھ کو پسند کر لیا اور میں نے اپنی چادر کے عوض اس سے متعہ کر لیا میں اس کے ساتھ اس رات کو رہا جب صبح کو میں مسجد کی طرف گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ مدت معین کے لئے متعہ کیا ہے تو وہ اس کو طے شدہ چیز دے دے اور جو اس کو دے رکھا ہے اس سے واپس نہ لے اور اس سے الگ ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے متعہ حرام کر دیا ہے۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۳۰۳۱ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ زنا ہے۔ (المصنف رقم الحدیث: ۱۳۰۳۲)

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ متعہ صرف تین دن ہوا پھر اللہ عزوجل اس کے رسول نے اس کو حرام کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۳۰۳۳ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: متعہ کو طلاق عدت اور میراث نے منسوخ کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۳۰۳۴ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷)

حادث بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رمضان نے ہر روزہ کو منسوخ کر دیا زکوٰۃ نے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا، اور طلاق عدت اور میراث نے متعہ کو منسوخ کر دیا۔

(المصنف رقم الحدیث: ۱۳۰۳۶ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۷۔ موارد الظمان: ص ۳۰۹)

احادیث شیعہ سے حرمت متعہ پر دلائل کا بیان

زید بن علی اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ خیر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاح متعہ کو حرام کر دیا۔ (تہذیب الاحکام ج ۷ ص ۳۵۱ الاستیعارج ۳ ص ۱۳۲ مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران)

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب خیر کے دن متعہ حرام کر دیا گیا تھا تو پھر فتح مکہ کے موقع پر متعہ کیوں ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ متعہ خیر کے دن ہی حرام کر دیا گیا تھا فتح مکہ کے موقع پر ضرورت کی وجہ سے تین دن کے لئے عارضی رخصت دی گئی اور پھر اس کو دائم حرام کر دیا گیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر تاکید اس کی حرمت کو دہرایا گیا جیسے اور کئی حرام کاموں کی حرمت کو اس موقع پر بیان کیا گیا۔

بَابُ اِعْلَانِ النِّكَاحِ بِالصَّوْتِ وَضَرْبِ الدَّفِّ .

یہ باب ہے کہ آواز کے ذریعے اور دف بجا کر نکاح کا اعلان کرنا

3369- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَلْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "فَصُلْ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدَّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ".

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حلال اور حرام (نکاح کے درمیان فرق) دف اور آواز ہے۔

3370- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "إِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ".

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حلال اور حرام کے درمیان فرق آواز (کے ذریعے اعلان) ہے۔

شرح

اعلان نکاح نکاح کا اعلان کرنا مستحب ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ نکاح کا اعلان کرو اگرچہ دف بجا کر ہی کیوں نہ اعلان کرنا پڑے، دف بجانے کے سلسلہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ دف بجانا تو حرام ہے یا مطلقاً مکروہ ہے اور بعض علماء نے اس کو مطلقاً مباح کہا ہے زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ بعض مواقع پر جیسے عید کے دن کسی معزز مسافر و مہمان کے آنے کے وقت اور نکاح کے موقع پر دف بجانا مباح ہے ان کے علاوہ اور کسی بھی وقت اور کسی بھی موقع پر دف بجانا حرام ہے۔

3369- أخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في إعلان النكاح (الحديث 1088) وأخرجه النسائي في النكاح، إعلان النكاح بالصوت و ضرب الدف (الحديث 3370). وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب إعلان النكاح (الحديث 1896). تحفة الأشراف (11221).

3370- تقدم في النكاح، إعلان النكاح بالصوت و ضرب الدف (الحديث 3369).

خطبہ علماء نے اسے رخ کے پیش کے ساتھ یعنی خطبہ بھی صحیح کہا ہے اور رخ کے زیر کے ساتھ یعنی خطبہ کو بھی صحیح قرار دیا ہے دونوں میں فرق یہ ہے خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا اور خطبہ اس خطبے کو کہتے ہیں جو نکاح میں پڑھایا جاتا ہے چنانچہ یہاں عنوان میں خطبہ سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا (کہ جسے منگنی کہتے ہیں) بھی ہو سکتا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ یہاں خطبہ سے وہی مراد ہے جو نکاح کے وقت پڑھا جاتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک عقد نکاح کے وقت خطبہ پڑھنا مسنون ہے شوافع کے نزدیک بھی مسنون ہے لیکن ان کے ہاں عقد نکاح ہی نہیں بلکہ ہر عقد مثلاً بیع و شراء وغیرہ کے وقت بھی خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ شادی بیاہ کی رسوم و بدعات شرط سے مراد وہ شرطیں ہیں جو نکاح میں ذکر کی جائیں خواہ وہ فاسد ہوں یا صحیح ہوں۔

یہ مسلمانوں کی بد قسمتی ہے کہ نکاح جیسا پاکیزہ معاملہ بھی غیر مسلموں کی ناپاک رسموں اور ملکی رواجوں سے محفوظ نہیں رہا ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس ملک کی غیر شرعی رسمیں جس کثرت اور شدت کے ساتھ مسلمانوں کے شادی بیاہ کے معاملات میں داخل ہو گئی ہیں اس نے نکاح کے اسلامی اور مسنون طریقے کو بالکل ہی او جھل کر دیا ہے اور اب تو جس قدر رسمیں رائج ہیں یا پہلے رائج تھیں ان سب کا احاطہ کرنا بھی ناممکن ہو گیا ہے تاہم اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کچھ رسموں اور بدعتوں کا ذکر کر دیا جائے تاکہ ان سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

حرام باجوں اور مزا میر کا استعمال کرنا، ناچ گانے اور توالی کا انتظام کرنا، سہرا باندھنا، کٹہ چلیوں کے کھیل جیسی لغویات کرنا، گھر بار کی غیر معمولی اور اسراف کی حد تک زیبائش و آرائش کرنا جیسے دیواروں کو کپڑے سے ڈھانکنا گھوڑے پر سواری کرنا بارات لے کر بلا ضرورت شہر میں پھرنا دولہا کا شہر و آبادی کے مزارات پر جانا اور وہاں کچھ نقد چڑھا کر پھر برأت میں شامل ہو جانا، بارات کے ساتھ ڈھول بجا ہونا، یا گانے والوں کا اور گانے والیوں کو بارات میں شامل کرنا، آتش بازی کے ذریعہ اپنا مال ضائع کرنا اور بارات میں مردوں کے سامنے عورتوں کا جلوہ آرائی کرنا یہ سب چیزیں بہت سی برائی کی ہیں اور حرام ہیں۔

اسی طرح یہ چیزیں بھی حرام ہیں مثلاً نکاح کی مجلس میں مستور چیزوں کو ظاہر کرنا دولہا کو ریشمی مسند پر بٹھانا، دولہا کی پگڑی کو ڈوری سے ناپنا اور پھر اس ڈوری کو ٹوٹکا کرنے والے یا سحر کو دے دینا تاکہ وہ اس کے ذریعہ دولہا و دلہن کے درمیان محبت کے لئے کوئی ٹوٹکا کر دے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا باراتیوں اور دولہا کے قرابت داروں کی حد سے زیادہ تعریف و توصیف کرنا اور ان کی بے جا خوشامد و چاپلوسی میں ایسی باتیں کرنا جو بالکل جھوٹی ہوں۔ ایسے ہی یہ چیزیں بھی حرام ہیں۔

دولہا کا حریر یا زعفرانی رنگ کا یا کسبنا اور یاریشمی کپڑا پہننا (مردوں کے لئے ایسے کپڑے شادی کے علاوہ بھی پہننے حرام ہیں) دولہا کے سر سے پگڑی اتار کر دلہن کے سر پر رکھ دینا، دولہا کا دلہن کے گرد سات بار چکر لگانا اجنبی عورتوں کا دولہا کے پاس آنا اور اسے ہاتھ لگانا یا اس کے ناک کان پکڑنا اور اس کے ساتھ بے حیائی کی باتیں کرنا دولہا کا انگوٹھا دودھ کے ذریعہ عورت سے دھلوانا عورتوں کا دولہا کو شکر کھلانا اور دودھ پلانا مصری کی ڈلی دلہن کے بدن پر رکھ کر دولہا سے کہنا اسے اپنے منہ سے اٹھا لو اور خلوت میں جب دوہا دلہن جمع ہوں تو عورتوں کا انہیں گھیرے رہنا۔ یہ سب چیزیں بدعت اور حرام ہیں جن کا شریعت و سنت سے کوئی تعلق نہیں

ہے ان سے اجتناب کرنا انتہائی ضروری ہے۔

حضرت ربیع بن معوذ بن عفر اکہتی ہیں کہ جب میں نکاح کے بعد اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو کر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح تم میرے بستر پر بیٹھے ہو (ربیع نے یہ بات حضرت خالد بن ذکوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہی جنہوں نے یہ روایت نقل کی ہے) اور ہمارے خاندان کی بچیوں نے جو اس وقت ہمارے گھر میں موجود تھیں دف بجانا شروع کیا اور ہمارے آباء میں سے جو لوگ بدر کے دن شہید ہو گئے تھے ان کی خویوں اور شجاعت پر مشتمل اشعار پڑھنے لگیں اسی دوران ان میں سے ایک بچی نے یہ کہا کہ "اور ہمارے درمیان وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اس بات کو چھوڑ دو (یعنی اس قسم کی باتیں نہ کہو) بلکہ وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ الصالح، جلد سوم، رقم الحدیث، 357)

عفراء حضرت معوذ کی والدہ کا نام ہے حضرت معوذ ایک عظیم المرتبت صحابی ہیں جنہوں نے غزوہ بدر کے موقع پر حق کا پرچم سر بلند کرتے ہوئے میدان کارزار میں جام شہادت نوش کیا اور تاریخ اسلام کی یہی وہ عظیم ہستی ہے جس نے اپنے بھائی معاذ کی معیت میں اس غزوہ بدر میں ابو جہل لعین کو قتل کیا۔ بچیوں سے انصار کی وہ چھوٹی بچیاں مراد ہیں جو ابھی بچپن کے دور سے گزر رہی تھیں اور حد بلوغ کو نہیں پہنچی تھیں۔ اکمل الدین نے کہا کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ وقت نکاح اور زفاف کے اعلان کے لئے دف بجانا جائز ہے پھر بعض علماء نے اس جواز میں ختنہ، عیدین، مسافر کی آمد اور تقریب میں مسرت میں احباب و اعزہ کے اجتماع کو بھی شامل کر دیا ہے یعنی نکاح کی طرح ان مواقع پر بھی دف بجانا جائز ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ دف سے مراد وہ دف ہے جس میں جھانج نہ ہو کیونکہ جھانج دار دف بجانا متفقہ طور پر مکروہ ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کی وضاحت یہ ہے کہ اس وقت جب کہ وہ بچیاں اپنے آباء و اجداد کے بہادرانہ کارناموں اور حق کی راہ میں ملان کے قربان ہو جانے کی پشیمانی و استائوں کے گیت گانے لگیں تو اسی دوران ایک بچی نے جو ابھی عقائد کے نازک گوشوں سے ناواقف تھی گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کہا کہ ہمارے درمیان وہ نبی موجود ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ آنے والی کل میں کیا وقوع پذیر ہوگا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتے ہی اسے روک دیا کیونکہ اس نے علم غیب کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی تھی جو ظاہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے گوارا ہو سکتی تھی اس لئے کہ عقائد کا یہ کھلا ہوا مسئلہ ہے کہ غیب کی باتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہاں یہ اور بات ہے کہ غیب کی جن باتوں کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے رسولوں پر منکشف فرما دیتا ہے۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جن اشعار میں شریعت کے خلاف اور عقائد کے منافی کوئی بات نہ ہو اور فحش کذب شامل نہ ہو انہیں پڑھنا اور سننا جائز ہے۔ اور حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نکاح کے بعد رخصت کرا کر انصار کے ایک شخص کے ہاں لائی گئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ کھیل یعنی دف اور گانا نہیں ہے (یعنی شریعت نے شادی بیاہ میں جس دف کے بجانے کی اجازت دی ہے اور جس قسم کے گیت جائز قرار دیئے ہیں تمہاری شادی ان چیزوں سے خالی

کیوں ہے؟ کیونکہ انصار تو ان چیزوں کو بہت پسند کرتے ہیں۔ (بخاری شریف)

بَابُ كَيْفَ يُدْعَى لِلرَّجُلِ إِذَا تَزَوَّجَ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص شادی کرے تو اسے کیسے دعا دی جائے

3371- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ تَزَوَّجَ عَقِيلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ امْرَأَةً مِنْ بَنِي جُثَمٍ فَقِيلَ لَهُ بِالرِّقَاءِ وَالْبَنِينَ . قَالَ قُولُوا كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمْ وَبَارَكَ لَكُمْ" .

♦♦ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب حضرت عقیل بن ابی طالب نے بنی جثم سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون سے شادی کی تو انہیں دعا دی گئی بالسرفاء والبنین (یعنی پھلو پھول بال بچے ہوں) تو انہوں نے فرمایا: تم وہ کہو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے "اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تمہارے اندر برکت دے"۔

بَابُ دُعَاءِ مَنْ لَمْ يَشْهَدْ التَّزْوِيجَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص شادی میں شریک نہ ہوا ہو اس کا دعا دینا

3372- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ صُفْرَةَ لَقَالَ: "مَا هَذَا" . قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ . لَقَالَ: "بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلَمَ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن صفرہ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک گھٹلی کے وزن جتنے سونے کے عوض میں ایک عورت سے شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے تم ایک بکری ذبح کر کے دعوت کرو۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصُّفْرَةِ عِنْدَ التَّزْوِيجِ .

یہ باب ہے کہ شادی کے وقت زرد رنگ کی رخصت

3371- أخرجه النسائي في عمل اليوم والليلة، ما يقال له إذا تزوج (الحديث 262) . وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب تهنئة النكاح (الحديث 1906) تحفة الاشراف (10014) .

3372- أخرجه البخاري في النكاح، باب كيف يدعى للمتزوج (الحديث 5155) . وفي الدعوات، باب الدعاء للمتزوج (الحديث 6386) . وأخرجه مسلم في النكاح، باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك من قليل وكثير واستحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به (الحديث 79) . وأخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الوليمة (الحديث 1094) . وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الوليمة (الحديث 1907) . تحفة الاشراف (288) .

3373- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَهُزُّ بْنُ أَسِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ وَعَلَيْهِ رَدْعٌ مِّنْ زَعْفَرَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "مَهْيِمٌ". قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً. قَالَ: "وَمَا أَصْدَقْتَ". قَالَ وَزَنَ نَوَاقِثَ مِّنْ ذَهَبٍ. قَالَ: "أَوَلَيْكُمْ وَلَوْ بِشَاةٍ".

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے ان پر زرد رنگ کا نشان موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا مہر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ایک گھٹلی کے جتنا سونا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ولیرہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کر کے دعوت کرو۔

3374- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عُفَيْرٍ قَالَ أَنَبَا سُلَيْمَانَ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلًى - كَأَنَّهُ يَغْنِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ - أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: "مَهْيِمٌ". قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْأَنْصَارِ. فَقَالَ: "أَوَلَيْكُمْ وَلَوْ بِشَاةٍ".

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھ پر (یعنی حضرت عبدالرحمن بن عوف پر) زرد رنگ کا نشان دیکھا تو دریافت کیا یہ کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے بتایا: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ولیرہ کرو خواہ ایک بکری ذبح کرو۔

بَابُ تَحِلَّةِ الْخَلْوَةِ .

یہ باب ہے کہ خلوت کی بخشش

3375- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ مَسْعُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ بِيٍّ. قَالَ: "أَعْطَيْهَا شَيْئًا". قُلْتُ مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ. قَالَ: "لَا يَنْ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ". قُلْتُ هِيَ عِنْدِي. قَالَ: "فَأَعْطَيْهَا إِيَّاهُ".

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ اس کی رخصتی کر دیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے کچھ دو تو سہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری وہ ہلمی زرہ کہاں ہے؟ میں نے عرض کی وہ میرے پاس ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم وہ اسے دے دو۔

3373- أخرجه أبو داود في النكاح، باب قلة المهر (الحديث 2109) تحفة الاشراف (339).

3374- انفرد به النسائي، وسياتي في النكاح، الهدية لمن عرس (الحديث 3388) مطرولاً، تحفة الاشراف (798).

3375- انفرد به النسائي، تحفة الاشراف (10199).

3376- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "أَعْطِهَا شَيْئًا". قَالَ مَا عِنْدِي. قَالَ: "فَإِنَّ دِرْعَكَ الْخُطْمِيَّةَ".

♦♦ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اسے کوئی چیز دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری ہلم کی زرہ کہاں ہے؟

بَابُ الْبِنَاءِ فِي سُؤَالٍ .

یہ باب سوال میں رخصتی کرنے کے بیان میں ہے

3377- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا وَكَيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي سُؤَالٍ وَأَدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِي سُؤَالٍ فَأَيُّ يَسَائِلِهِ كَانَ أَخْطَى عِنْدَهُ مِنِّي .

♦♦ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے سوال کے مہینے میں میرے ساتھ شادی کی تھی اور سوال کے مہینے میں ہی میری رخصتی ہوئی تھی تو آپ کی کون سی ایسی زوجہ محترمہ ہے جو آپ کی بارگاہ میں میرے جیسی حیثیت کی مالک ہو۔

بَابُ الْبِنَاءِ بِابْنَةِ تِسْعٍ :

یہ باب ہے کہ نو برس کی عمر میں لڑکی کی رخصتی کرنا

3378- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ عَنْ عَبْدِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَأَنَا بِنْتُ سِتٍّ وَدَخَلَ عَلَيَّ وَأَنَا بِنْتُ تِسْعٍ مِائِينَ وَكُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ .

♦♦ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی اس وقت میری عمر چھ برس تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میری عمر نو برس تھی۔ اور میں گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔

3379- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِي قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي

3376- أخرجه ابن دار في النكاح، باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن يتقدما شيئا (الحديث 2125) - لحفة الإشراف (6000) .

3377- تقدم (الحديث 3236) .

3378- أخرجه مسلم في النكاح، باب تزويج الأب البكر الصغيرة (الحديث 70) - لحفة الإشراف (17066) .

3379- أخرجه النسائي - لحفة الإشراف (17751) .

رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَهِيَ بِنْتُ مَيْمَنَ وَابْنُهَا وَهِيَ بِنْتُ يَسْعَ .

♦♦ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی اس وقت ان کی عمر چھ برس تھی اور ان کی رخصتی ہوئی تو ان کی عمر نو برس تھی۔

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ .

یہ باب سفر کے دوران رخصتی کروانے کے بیان میں ہے

3380- أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي نُبَيْتٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ

أَنَسِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا الْغَدَاةَ يَخْلُسُ فَرَكِبَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ فَاتَّخَذَ نَبِيُّ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي رُقَاقٍ خَيْبَرَ وَإِنْ رُكِبَتِي لَتَمَسَّ فِخْذَ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَلَتَنِي لَأَرَى بَاحِضَ فِخْذِ نَبِيِّ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ: "اللَّهُ أَكْبَرُ خَيْرَتْ خَيْبَرَ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ لَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ". قَالَتْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ - فَقَالُوا مُحَمَّدٌ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَالْخَيْمِيسُ - وَأَصْبَحْنَا غَدَاةَ فَجَاءَ السَّبْيُ فَجَاءَ دُحْيَةُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَغِطْنِي بِجَارِيَةٍ مِّنَ السَّبْيِ . قَالَ: "أَذْهَبَ فِخْذُ جَارِيَةٍ". فَاتَّخَذَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُثَيْبٍ لَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَغِطْنِي دُحْيَةَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُثَيْبٍ مَّيْدَةَ فُرْنِظَةٍ وَالنَّضِيرِ مَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ . قَالَ: "أَذْغُوهُ بِهَا". فَجَاءَهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "مُحَلَّ جَارِيَةٍ مِّنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا". قَالَ وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا . فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا - قَالَ - حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزْنَاهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَاهْتَدَتْهَا إِلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَاصْبَحَ عَرُوسًا قَالَ: "مَنْ كَانَ عِنْدَهُ ضِيءٌ فَلْيُجِءْ بِهِ". قَالَ وَبَسَطَ يَطْعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِاللَّيْلِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ فَحَاسُوا حَيْسَةً لِّكَانَتْ وَلِيَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) .

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ غزوہ خیبر میں شریک ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صبح کی نماز

اندھیرے میں ادا کی پھر نبی اکرم ﷺ سوار ہوئے پھر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی سوار ہوئے میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ گیا نبی اکرم ﷺ خیبر کی گلیوں میں چلنے لگے۔ میرا گھنا آپ کے رانوں سے مس ہو جایا کرتا تھا میں نے نبی اکرم ﷺ کے رانوں کی سفیدی کو بھی کبھی کبھار دیکھ لیا۔ جب نبی اکرم ﷺ بستی میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! خیبر برباد ہو جائے گا جب ہم

3380- أخرجه البخاري في الصلاة، باب ما يترك في الغد (الحديث 371). وأخرجه مسلم في النكاح، باب فضيلة اعتاقه أمته ثم تزوجها

(الحديث 84) والحديث عند مسلم في الجهاد والسير، باب غزوة خيبر (الحديث 120). وأبو داود في الخراج والإمارة والفتن، باب ما

جاء في حكم أرض خيبر (الحديث 3009). نسخة الاشراف (990).

کسی قوم کے میدان میں پڑاؤ کرتے ہیں تو وہ ڈرائے جانے والے لوگوں کے لئے بہت بری مچ ہوتی ہے یہ بات آپ نے تین مرتبہ کہی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ لوگ گھروں سے اپنے کام کاج کے لئے نکلے۔ انہوں نے کہا: محمد آگئے (بعض روایات میں اور لشکر کے الفاظ ہیں) ہم نے اچانک حملہ کر کے ان پر قابو پالیا۔ ان کے قیدیوں کو جمع کیا گیا۔ حضرت وحیدہ کلبی رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی اے اللہ کے نبی! مجھے قیدیوں میں سے کوئی کنیز دے دیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور کسی بھی کنیز کو لے لو۔ انہوں نے حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا کو اختیار کیا۔ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے نبی آپ نے وحیدہ کو صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا دے دی ہے وہ نصیر اور قریطہ قبیلے کی سردار ہے۔ وہ صرف آپ کے لائق ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وحیدہ کو اس کنیز سمیت بلاؤ۔ وہ کنیز کو ساتھ لے کر آئے۔ جب نبی اکرم ﷺ نے اس کنیز کو دیکھا تو آپ نے وحیدہ سے فرمایا: تم اس کی بجائے کسی اور کنیز کو لے لو۔ راوی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کر لی۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: اے ابو حمزہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں کیا مہر دیا تھا تو انہوں نے جواب دیا: ان کی ذات کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کی تھی۔

یہاں تک کہ راستے میں سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم ﷺ کے لئے تیار کیا تھا اور انہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں راستے میں بھیجا اور اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے ولیمہ کیا آپ نے فرمایا: جس کے پاس جو چیز ہو وہ لے آئے آپ نے دسترخوان بچھوایا کوئی شخص بغیر لے آیا کوئی شخص بھجوریں لے آیا کوئی شخص گھی لے آیا لوگوں نے اس کا حیس تیار کیا یہ نبی اکرم ﷺ کا ولیمہ تھا۔

3381- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) أَقَامَ عَلَى صُفْيَةَ بِنْتِ حُثَيْبٍ بَطْرِيقٍ خَيْرَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ حَتَّى عَرَّسَ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ لِيَمَنَ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ .

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سیدہ صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا کی خیر کے راستے میں رخصتی کی آپ نے تین دن وہاں قیام کیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ نے ان کے ساتھ شادی کی تھی۔ پھر آپ کے حکم کے تحت انہیں ان خواتین میں شامل کیا جن کے لئے پردہ کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ آپ کی ازواجِ مطہرات میں شامل ہو گئیں۔

3382- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَيْنَ خَيْرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يَتْنِي بِصُفْيَةَ بِنْتِ حُثَيْبٍ فَدَعَا الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْإِنطَاعِ وَالْقِيِّ عَلَيْهِمَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ

3381- أخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحدث 4212) تحفة الاشراف (796) .

3382- أخرجه البخاري في النكاح، باب النكاح المراءوي (الحدث 5085)، وباب البناء في السفر (الحدث 5159) تحفة الاشراف

(577) .

إِخْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنَّ حَبَّيْهَا لَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَمْ يَحْبُجْهَا لَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَكَ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ .

♦♦ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے راستے میں مدینہ منورہ میں تین دن قیام کیا جس میں آپ نے سیدہ صفیہ بنت حبیبہ کی رخصتی کروائی میں مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کے ویسے کے لئے بلا کر لایا اس ویسے میں روٹی اور گوشت نہیں تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت دسترخوان بچھایا گیا اور لوگوں نے اس پر کھجوریں پھیرا اور کھجی ڈال دیا یہ نبی اکرم ﷺ کا ولیمہ تھا۔ بعض لوگوں نے دریافت کیا: یہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہوں گی یا نبی اکرم ﷺ کی کنیزوں میں شریک ہوں گی تو کچھ لوگوں نے کہا: اگر نبی اکرم ﷺ نے انہیں پردہ کروایا تو یہ ازواج مطہرات میں شامل ہوں گی اور اگر پردہ نہیں کروایا تو یہ ان کنیزوں میں شمار ہوں گی جو آپ کی ملکیت ہیں۔ جب نبی اکرم ﷺ روانہ ہوئے تو آپ نے اپنے پیچھے ان کے لئے پچھوا بچھوایا اور ان کے لئے لوگوں سے پردہ کروادیا۔

بَابُ اللَّهْوِ وَالْغِنَاءِ عِنْدَ الْعُرْسِ .

یہ باب ہے کہ شادی کے وقت کھیل کود اور گانا

3383- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى قَرْظَةَ بِنْتِ كَعْبٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ فِي عُرْسٍ وَإِذَا جَوَارِ يُغَنِّينَ فَقُلْتُ أَنْتُمَا صَاحِبَا رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَمِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ يُفْعَلُ هَذَا عِنْدَكُمْ . فَقَالَا أَجْلِسْ إِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَإِنْ شِئْتَ اذْهَبْ لَدْ رُخْصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ .

♦♦ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں حضرت قرظہ بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شادی میں حاضر ہوا۔ وہاں کچھ لڑکیاں تھیں جو گانا گارہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ دونوں نبی اکرم ﷺ کے صحابی ہیں اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور آپ کی موجودگی میں ایسا کیا جا رہا ہے تو انہوں نے کہا: تم بیٹھ جاؤ اگر چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ سنو اور اگر چاہتے ہو تو تم چلے جاؤ۔ ہمیں شادی کے وقت گانے بجانے کی رخصت دی گئی ہے۔

بَابُ جَهَازِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیٹی کو جہیز دینا

3384- أَخْبَرَنَا نَصِيرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِضَى اللَّهِ عَنْهُ قَالَ جَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاطِمَةَ فِي خِمِيلٍ وَقُرْبَةِ وَوَسَادَةٍ

3383- انوردہہ النالی . تحفة الاشراف (9993) .

3384- اخرجه ابن ماجه في الزهد، باب ضجاع آل محمد صلى الله عليه وسلم (الحديث 4152) مطولا . تحفة الاشراف (10104) .

حَشَوَهَا إِذْ حَرَّ .

♦♦ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک خمیل، ایک مشکیزہ اور ایک تکیہ دیا تھا جس میں ازخ (گھاس) بھری ہوئی تھی۔

بَابُ الْفُرُشِ .

یہ باب فرش (پچھونے کا بیان) کے بیان میں ہے

3385- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَتَيْنَا ابْنَ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُلَيْيَّ يَقُولُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ: "فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَلِلْمَرْأَةِ لَاهِلِهِ وَالثَّلَاثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ".

♦♦ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک بستر مرد کے لئے ہو ایک اس کی بیوی کے لئے ہو اور ایک مہمان کے لئے ہو اور چوتھا شیطان کے لئے ہوتا ہے۔

بَابُ الْأَنْمَاطِ .

یہ باب ہے کہ انماط (قیمتی چادر یا قالین) کا بیان

3386- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ الْمُنَكِّدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "هَلْ تَزَوَّجْتَ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ: "هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا". قُلْتُ وَآتَى لَنَا أَنْمَاطًا قَالَ: "إِنَّهَا سَنُكُونُ".

♦♦ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے قیمتی چادر بچھائی تھی۔ میں نے عرض کی: ہمیں قیمتی چادریں کہاں سے ملیں گی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب مل جائیں گی۔

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِمَنْ عَرَّسَ .

یہ باب ہے کہ جس نے شادی کی ہو اسے تحفہ دینا

3385- أخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب كراهة ما زاد على الحاجة من الفرائش واللباس (الحديث 41). وأخرجه أبو داود في اللباس، باب في الفرش (الحديث 4142).، تحفة الاشراف (2377).

3386- أخرجه البحاري في النكاح، باب الانماط ونحوها للنساء (الحديث 5161) وأخرجه مسلم في اللباس والزينة، باب جواز اتحاد الانماط (الحديث 39) وأخرجه أبو داود في اللباس، باب في الفرش (الحديث 4145).، تحفة الاشراف (3029).

3387- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنِ الْبَغْدَادِيِّ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَدَخَلَ بِأَهْلِهِ - قَالَ - وَصَنَعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا - قَالَ - فَلَحَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّي تُقِرُّكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ لَكَ إِنَّ هَذَا لَكَ رِثًا لَيْلٍ - قَالَ - "مَعَهُ - ثُمَّ قَالَ - اذْهَبْ فَاذْغُ فُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنْ لَقِيتُ" - وَمَشَى رَجُلًا فَدَعَا مَنْ سَمِعَ مِنْ لَقِيتُهُ قُلْتُ لَا نَسِي عِدَّةَ كَمْ كَانُوا قَالَ بَعْنِي زُهَاءَ ثَلَاثِيَّةٍ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) "لِيَنْحَلْنِي عَشْرَةَ عَشْرَةَ فَلَمَّا كَلَّ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ" - فَآكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ قَالَ لِي "أَنْتَ أَرْلَعُ" - فَرَلَعْتُ لَمَّا أَذْرَى حِينَ رَلَعْتُ كَانَ أَكْثَرُ أُمَّ حَبِينَ وَصَنَعَتْ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے شادی کی آپ نے اپنی اہلیہ کی رعیت کی روای تو حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری والدہ نے "حیس" بنایا پھر مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ میری والدہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ سے یہ کہا ہے کہ ہماری طرف سے آپ کے لئے یہ تھوڑا سا تحفہ ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے رکھ دو اور فرمایا: جاؤ اور فلاں کو بلا کر لاؤ اور فلاں کو بلا کر لاؤ اور جو بھی تمہیں ملے نبی اکرم ﷺ نے کچھ کا نام لیا تو نبی اکرم ﷺ نے جن کا نام لیا اور جو مجھے ملے میں سب کو بلا کر لے آیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ان لوگوں کی تعداد کتنی تھی؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تین سو کے قریب تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ دس دس کا حلقہ بنا کر بیٹھ جاؤ اور ہر شخص اپنے آگے سے کھائے۔ سب نے کھانا کھا لیا اور میر بھی ہو گئے ایک گروہ چلا جاتا تھا تو دوسرا گروہ اندر آ جاتا تھا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اسے اٹھا لو جب میں نے اسے اٹھایا تو مجھے نہیں معلوم کہ جب میں نے اسے اٹھایا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جب میں نے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا۔

3388- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ الرَّزِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَفِيْرِ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ الطَّلَبِيِّ عَنْ أَنَسِ أَنَّ سَمِعَةَ يَقُولُ أَخْبَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَالْأَنْصَارِ فَأَخْبَى بَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ إِنَّ لِي مَالًا قَلِيلًا بَيْنِي وَبَيْنَكَ شَطْرَانِ وَلِي أَمْرَانِ لَأَنْظُرَ أَهْمًا أَحَبَّ إِلَيْكَ لَأَنَا أَطْلُقُهَا إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجَهَا . قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ ذَلُونِي - آئِي - عَلَى الشُّوقِ - فَلَمْ يَرْجِعْ حَتَّى رَجَعَ بِسَمْنٍ وَأَقِيطٍ قَدْ أَفْضَلَهُ . قَالَ وَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَى الرَّحْصَةِ فَقَالَ: "مَهْمٌ" . فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ . فَقَالَ: "أَرَلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ" .

3387- أخرجه البخاري في النكاح، باب الهدية للعرس (الحديث 5163) تعليقاً مطولاً - وأخرجه مسلم في النكاح، باب رواج زيبات جعش ونورل الحجاب واليات ولحمة العرس (الحديث 94 و 95) مطولاً - وأخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الاحزاب) (الحديث 3218) - تحفة الاشراف (513) .

3388- تقدم (الحديث 3374) .

﴿ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قریش اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو جب حضرت سعد بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا: میرا کچھ مال ہے وہ میرے اور آپ کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا میری دو بیویاں ہیں آپ انہیں دیکھ لیں جو آپ کو پسند ہوگی تو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں جب اس کی عدت گزر جائے گی تو آپ اس کے ساتھ شادی کر لیں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی بیویوں اور آپ کے مال میں آپ کو برکت دے آپ بازار کی طرف میری رہنمائی کریں۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بازار سے جب واپس آئے تو انہیں منافع میں کچھ کمی اور بنیر حاصل ہوا حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے کچھ دن بعد مجھ پر زورنگ کا نشان دیکھا تو دریافت کیا: یہ کس وجہ سے ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے ایک انصاری خاتون کے ساتھ شادی کر لی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہو۔



کتاب الطلاق

یہ کتاب طلاق کے بیان میں ہے

طلاق کی لغوی تعریف

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ یہ مصدر ہے: طَلَّقَتِ الْمَرْأَةُ وَطَلَّقَ طَلَاقًا فَهِيَ طَالِقٌ سَیِّئٌ یُحْذَرُ، ترک کرتا اور الگ کر دیتا۔ کہا جاتا ہے: طَلَّقَ الْبِلَادَ یعنی اس نے شہر چھوڑ دیا، اور أَطْلَقَ الْأَسِيرَ یعنی قیدی کو رہا کر دیا۔ اسی طرح یہ چند دیگر معانی پر بھی دلالت کرتا ہے۔

اس کا اطلاق پاک، صاف اور حلال پر بھی ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: هُوَ لَكَ طَلَقٌ یعنی وہ تیرے لیے حلال ہے۔ اسی طرح بُعْدٌ اور دوری پر بھی بولا جاتا ہے، کہا جاتا ہے: طَلَّقَ فُلَانٌ فُلَانًا فَخَصَّ دُورًا۔

اسے خروج اور نکلنے کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ انت طلق من هذا الأمر (اللسان: ۲۶۹۶۳، معجم اللغة: ۳۳۰۳) یعنی تو اس معاملے سے خارج ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

مذکورہ معانی پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو مقصود لفظ طلاق اور ان میں ہم یک گونہ ربط پاتے ہیں۔ جب شوہر بیوی کو طلاق دیتا ہے تو اس کو چھوڑ رہا ہوتا ہے اور کسی دوسرے کے لیے اسے حلال کر رہا ہوتا ہے۔ اس سے دوری اختیار کر رہا ہوتا ہے تو اس عقد سے بھی نکل رہا ہوتا ہے جو ان دونوں کو جمع کیے ہوئے تھا، چنانچہ لفظ طلاق میں یہ تمام معانی جمع ہو جاتے ہیں۔ (فتح الباری: ۲۵۸۹)

طلاق کی شرعی تعریف

طلاق کی شرعی تعریف کے سلسلہ میں فقہائے کرام کی طرف سے متعدد عبارات دیکھنے میں آئی ہیں۔ ان میں سے جامع و مانع تعریف اس طرح ہوگی۔

حل قید النکاح (وبعضه) فی الحال أو المال بلفظ مخصوص۔ (الدر المختار: ۴۱۲۲)

علامہ ابن قاسم لکھتے ہیں۔ کہ حال یا مستقبل میں کسی مخصوص لفظ کے ساتھ نکاح کی گرہ کھولنا۔ یہ تعریف الدر المختار کی ہے جس پر اہل علم کا اتفاق موجود ہے۔ میں نے اس میں (وبعضه) کا اضافہ اس لیے کیا ہے کہ اس میں طلاق رجعی بھی داخل ہو جائے۔

(الروض المربع لابن قاسم: ۴۸۲۶)

قرآن کے مطابق مشروعیت طلاق کا بیان

(۱) الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاِمَسَّاكَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِیْحٍ بِاِحْسَانٍ (البقرہ ۲۲۹)

طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لیتا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دیتا۔

(۲) فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدِ حَتٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا اَنْ يَتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یُبَیِّنُهَا لِقَوْمٍ یَعْلَمُوْنَ (البقرہ ۲۳۰)

پھر اگر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد وہ عورت اسے طلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔ پھر اگر دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو اُن دونوں پر گناہ نہیں کہ دونوں آپس میں نکاح کر لیں۔ اگر یہ گمان ہو کہ اللہ (عزوجل) کے حدود کو قائم رکھیں گے اور یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے جو سمجھدار ہیں۔

(۳) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلِّغْنَ اَجَلَهُنَّ فَامَسْكُوْهُنَّ بِمَعْرُوفٍ اَوْ سَرَّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ یَفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوْا اَنْیَمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ یُعْظِمُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (البقرہ ۲۳۱)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہونے لگے تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرر دینے کے لیے نہ روکو کہ حد سے گزر جاؤ اور جو ایسا کرے گا اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ (عزوجل) کی آیتوں کو ٹھٹھانا نہ بناؤ اور اللہ (عزوجل) کی نعمت جو تم پر ہے اُسے یاد کرو اور وہ جو اُس نے کتاب و حکمت تم پر اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) ہر شے کو جانتا ہے۔

(۴) وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلِّغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ذٰلِكَ یُوعِظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْکٰی لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (البقرہ ۲۳۲)

اور جب عورتوں کو طلاق دو اور اُن کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو! انہیں شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ آپس میں موافق شرع رضا مند ہو جائیں۔ یہ اُس کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ (عزوجل) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ ستر اور پاکیزہ ہے اور اللہ (عزوجل) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(۵) فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ (البقرہ ۲۳۳)

اگر تم کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکیں گے تو دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ عورت بدلہ دے کر علیحدگی اختیار

کرے۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب شوہر اور بیوی اللہ تعالیٰ کے احکام و حدود کو قائم نہ رکھ سکیں اور نکاح کے مقاصد فوت ہونے کا پختہ قریب موجود ہو تو پھر ایسی صورت میں شوہر کے لئے مباح ہے کہ وہ اسلام کے بیان کردہ طریقے کے مطابق طلاق دے اور اسی طرح عورت کے لئے بھی مباح ہے کہ اپنے شوہر سے خلع کر سکتی ہے تاکہ حدود اللہ جیسے بڑے احکام کے تحفظ کے لئے کثر نقصان کا ارتکاب کر لیا جائے۔ کیونکہ وہ دونوں کسی دوسری جگہ اپنے اپنے نکاح بعد میں کر سکتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑ دیا تو دنیا میں اس کا کوئی قائم مقام نہیں ہے کہ جس سے اس قانون کے ٹوٹنے کا ازالہ کیا جائے۔ کیونکہ وحی منقطع ہو چکی اور قوانین اسلام کو ابدی حیثیت حاصل ہے۔

احادیث کے مطابق مشروعیت طلاق کا بیان

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کوئی چیز اللہ (عز و جل) نے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ روئے زمین پر پیدا نہیں کی اور کوئی شے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ پیدا نہ کی۔

(سنن الدار قطنی، کتاب الطلاق، الحدیث ۲۹۳۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب کراهية الطلاق، الحدیث ۲۱۷۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے اور اپنے لشکر کو بھیجتا ہے اور سب سے زیادہ مرتبہ والا اُس کے نزدیک وہ ہے جس کا فتنہ بڑا ہوتا ہے۔ اُن میں ایک آ کر کہتا ہے میں نے یہ کیا ہے کیا۔ ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے میں نے مرد اور عورت میں جدائی ڈال دی ہے اسے اپنے قریب کر لیتا ہے اور کہتا ہے، ہاں تو ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، رقم الحدیث ۱۳۲۸۲)

إنما الطلاق لمن أخذ بالساق (سنن ابن ماجہ: ۲۰۸۱) طلاق کا اختیار اسی کو ہے جو پٹنڈی تھامتا ہے۔

مشروعیت طلاق پر اجماع کا بیان

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور پھر ان سے رجوع کیا۔ (سنن نسائی: ۳۵۶۰، سنن ابوداؤد: ۲۲۸۳) طلاق کی مشروعیت پر بیسیوں احادیث و آثار موجود ہیں۔ جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو صدر اول سے لے کر موجودہ زمانہ تک طلاق کے جواز پر اجماع چلا آ رہا ہے اور کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ (المعنی لابن قدامہ: ۳۳۱۰)

طلاق دینے کا فقہی حکم

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ طلاق دینا جائز ہے البتہ بغیر عذر شرعی ممنوع ہے۔ اور وجہ شرعی ہو تو مباح ہے۔ بلکہ

بعض صورتوں میں مستحب مثلاً عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی یا نماز نہیں پڑھتی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی عورت کو طلاق دے دوں اور اس کا مہر میرے ذمہ باقی ہو، اس حالت کے ساتھ دربار خدا میں میری پیشی ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے مثلاً شوہر نامرد یا بھڑا ہے یا اس پر کسی نے چارویا عمل کر دیا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔ (در مختار، کتاب طلاق، ج ۲، ص ۴۱۳، بیروت)

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ لغت میں طلاق کے معنی بندھن کھول دینا اور چھوڑ دینا ہے اور اصطلاح شرع میں طلاق کہتے ہیں اس پابندی کو اٹھا دینا جو نکاح کی وجہ سے خاوند اور جو رو پر ہوتی ہے۔ حافظ نے کہا کبھی طلاق حرام ہوتی ہے جیسے خلاف سنت طلاق دی جائے (مثلاً حالت حیض میں یا تین طلاق ایک ہی مرتبہ دے دے یا اس طہر میں جس میں وطی کر چکا ہو) کبھی مکروہ جب بواسطہ محض شہوت رانی اور نئی عورت کی ہوس میں ہو، کبھی واجب ہوتی ہے جب شوہر اور زوجہ میں مخالفت ہو اور کسی طرح میل نہ ہو سکے اور دونوں طرف کے بیچ طلاق ہی ہو جانی مناسب سمجھیں۔ کبھی طلاق مستحب ہوتی ہے جب عورت نیک چلن نہ ہو، کبھی جائز مگر علماء نے کہا ہے کہ جائز کسی صورت میں نہیں کہ مگر اس وقت جب نفس اس عورت کی طرف خواہش نہ کرے اور اس کا خرچ اٹھانا بے فائدہ پسند نہ کرے۔ (فتح الباری، بتصرف)

اس صورت میں بھی طلاق مکروہ ہوگی۔ خاوند کو لازم ہے کہ جب اس نے ایک عقیقہ پاک دامن عورت سے جماع کیا تو اب اس کو نبا ہے اور اگر صرف یہ امر کہ اس عورت کو دل نہیں چاہتا طلاق کے جواز کی علت قرار دی جائے تو پھر عورت کو بھی طلاق کا اختیار ہونا چاہئے۔ جب وہ خاوند کو پسند نہ کرے حالانکہ ہماری شریعت میں عورت کو طلاق کا اختیار بالکل نہیں دیا گیا ہے (ہاں خلع کی صورت ہے جس میں عورت اپنے آپ کو مرد سے جدا کر سکتی ہے جس کے لیے شریعت نے کچھ ضوابط رکھے ہیں جن کو اپنے مقام پر لکھا جائے گا) نکاح کے بعد اگر زوجین میں خدا نخواستہ عدم موافقت پیدا ہو تو اس صورت میں حتی الامکان صلح مسافائی کرائی جائے جب کوئی بھی راستہ نہ بن سکے تو طلاق دی جائے۔

طلاق کی ممانعت میں احادیث

حضرت محارب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن امور کو مباح کیا ہے ان میں سب سے ناپسندیدہ عمل طلاق کا ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 413)

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 414)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی عورت کو اس کے شوہر سے یا غلام کو اس کے آقا سے برگشتہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 411)

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حلال کئے گئے کاموں میں سے القدر عزوجل کو سب سے زیادہ ناپسند (چیز) طلاق ہے۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث: 175)

مسائل طلاق پر عدم التفات سے معاشرتی نقصانات

جس طرح اسلامی شریعت نے نکاح کے معاملے اور معاہدے کو ایک عبادت کی حیثیت دے کر عام معاملات و معاہدات کی سطح سے بلند رکھا ہے اور بہت سی پابندیاں اس پر لگائی ہیں اسی طرح اس معاملہ کا ختم کرنا بھی عام لین دین کے معاملات کی طرح آزاد نہیں رکھا کہ جب جس کا دل چاہا اس معاملہ کو ختم کر دیا اور کسی دوسرے سے نکاح کا معاملہ کر لے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس نکاح کو ختم کرنے کا ایک خاص حکیمانہ قانون بنایا ہے جس کو طلاق کہتے ہیں۔۔۔

آج کل جو طلاق کے حوالے سے ہمارے معاشرے میں بے چینی اختلافات اور انتشار پایا جاتا ہے اس کا حقیقی سبب صرف یہی ہے کہ لوگوں نے اسلام کے نظام طلاق کو اس کے صحیح مفہوم میں سمجھا ہی نہیں اور سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنی جہالت کی بنا پر اپنے لئے مسائل کو خود پیدا کرتے ہیں اور بدنام اسلام اور علماء کو کرتے ہیں۔۔۔

آج کل کے عام مسلمانوں کو علماء کی یاد محض مردے کو غسل دلوانے، نماز جنازہ پڑھوانے، باپ کے مرنے کے بعد میراث سے حصہ ڈھونڈنے کے وقت ہی آتی ہے یا پھر نکاح کے وقت ادب سے مولوی کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ طلاق دینے کے بعد مولوی کے پاؤں پکڑ کر بیٹھنے پر تو آمادہ ہوتے ہیں۔ لیکن طلاق دینے سے قبل مولوی صاحب سے طلاق دینے کا طریقہ پوچھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ اور خود ہی سیکھنے کی زحمت برداشت کرتے ہیں۔ نتیجہ بھی یہی نکلتا ہے کہ طلاق مغلطہ دے کر در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ جہالت کے ہاتھوں مجبور ہو کر عزت و ناموس کا جنازہ بھی دھوم سے نکلاتے ہیں اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبان مبارک سے لعنت کے مستحق قرار بھی پاتے ہیں۔

نکاح کے حوالے سے اسلامی تعلیمات یا یوں کہیے کہ منشاء خداوندی یہ ہے نکاح کا معاملہ اور معاہدہ عمر بھر کے لئے ہو، اس کے توڑنے اور ختم کرنے کی کبھی نوبت ہی نہ آئے۔ کیونکہ نکاح کو ختم کرنے کا اثر صرف میاں بیوی پر ہی نہیں پڑتا، بلکہ ان کی نسل اور اولاد کی تباہی و بربادی اور بعض اوقات خاندانوں اور قبیلوں میں فساد تک پہنچ جاتا ہے۔ اور پورا معاشرہ اس سے بری طرح متاثر ہوتا ہے۔

اسی لئے شریعت اسلامیہ جو اسباب اور وجوہ اس نکاح کو توڑنے کا سبب بن سکتے تھے ان تمام اسباب کو راہ سے ہٹانے کا پورا انتظام کیا ہے۔ میاں بیوی کے ہر معاملے اور ہر حال کے لئے جو ہدایتیں قرآن و سنت میں مذکور ہیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ یہ رشتہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے۔ ٹوٹنے نہ پائے، میاں بیوی میں نا موافقت کی صورت میں اول افہام و تفہیم سے کام لیا جائے۔ مسئلہ حل نہ ہو تو زجر و تنبیہ کی جائے۔ اور پھر بھی اگر معاملہ حل نہ ہو سکے تو خاندان ہی کے چند افراد کو ثالث بنا کر معاملہ طے کرنے کی تعلیم دی ہے۔

وَأَنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا (النساء: ۳۵)

اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو۔ تو ایک حاکم مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک حاکم عورت والوں کی طرف سے۔ یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

اس آیت میں خاندان ہی کے افراد کو ثالث بنانے کا فرمان کس قدر حکیمانہ ہے کہ اگر میاں بیوی کے اختلاف کا یہ معاملہ خاندان سے باہر گیا تو بات بڑھ جانے اور دلوں میں زیادہ بعد پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

لیکن بس اوقات ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ اصلاح احوال کی تمام تر کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں اور تعلق نکاح کے مطلوبہ ثمرات میاں بیوی، خاندان اور معاشرے کو حاصل نہیں ہو پاتے۔ اور میاں بیوی کا آپس میں ایک ساتھ رہنا ان دونوں کے لئے ہی نہیں بلکہ خاندان اور معاشرے کے لئے ایک عذاب بن سکتا ہے یا بن جاتا ہے۔

ایسی حالت میں نکاح کے اس رشتہ کو ختم کرنے میں ہی سب کے لئے راحت اور سلامتی بن سکتا ہے۔ اسی لئے شریعت اسلامیہ نے بعض دیگر مذاہب کی طرح یہ نہیں کہا کہ جب ایک بار نکاح ہو گیا تو اب یہ ناقابل تنسیخ ہے۔ بس جو بھی ہے جیسا بھی ہے جہاں بھی ہے اب ساری زندگی ایک ساتھ ہی رہنا ہے۔ بلکہ شریعت نے طلاق اور فسخ نکاح کا قانون بنایا ہے۔ طلاق کا اختیار مرد کو دیا۔ جس میں عادت فکر و تدبر اور تحمل کا مادہ عورت سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت کو بالکل اس حق سے محروم کر دیا کہ وہ شوہر کے ظلم و ستم سہنے پر ہی مجبور رہے۔ بلکہ عورت کو یہ حق دیا ہے کہ حاکم شرعی کی عدالت میں اپنا معاملہ پیش کر کے نکاح فسخ کرا سکے۔

اسی طرح شریعت اسلامیہ کی یہ تعلیم بھی نہیں ہے جس کا جب دل چاہے نکاح ختم کر دے۔ جب چاہا دوبارہ شادی کر لی۔ جیسا کہ یورپ امریکہ وغیرہ میں عموماً کیا جا رہا ہے۔ اور یہی بد تہذیبی جمہوریت اور حقوق نسواں کے نام پر دوسروں پر مسلط کرنے کی ایک کامیاب کوشش کی جا رہی ہے۔

بہر حال مختصر یہ کہ شریعت نے نکاح کو ختم کرنے کا اختیار بہر حال دیا ہے اور یہ اختیار مرد کو بھی حاصل ہے اور عورت کو بھی حاصل ہے۔ مگر شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کار کے مطابق۔ چونکہ ہمارا موضوع اس وقت طلاق ہے جس کا تعلق مرد کے نکاح کو ختم کرنے کے حق سے ہے اس لئے عورت کے نکاح کو ختم کرنے کے حق، تنسیخ نکاح۔ یا خلع سے یہاں بات نہیں کروں گا۔۔۔

شریعت نے مرد کو بوقت ضرورت شدیدہ کے نکاح کو ختم کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسلام نے مرد کو بعض ہدایات دی ہیں یا یوں کہہ لیجئے کہ اس پر بعض پابندیاں عائد کی ہیں۔

(۱) شریعت نے بتا دیا کہ مرد کا طلاق کا اختیار استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مبغوض اور مکروہ ہے صرف مجبوری کی

حالت میں اجازت ہے۔

کتاب الفلک
(۲) حالت غیظ و غضب میں یا کسی وقتی اور ہنگامی ناگواری میں اس طلاق کے اختیار کو استعمال نہ کرے۔ لیکن اگر کرے گا تو طلاق تو ہو چکی مگر گناہ بھی ملے گا۔

(۳) اسی طرح عورت کے ایام ماہواری میں طلاق دینے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر دی تو طلاق تو ہوگی مگر گناہ گار ہوگا۔
(۴) معاملہ نکاح کو ختم کرنے کا طریقہ وہ نہیں رکھا گیا جو عام معاملات کو ختم کرنے کا رکھا گیا ہے۔ ادھر معاملہ ختم اور دونوں فریق آزاد جو مرضی ہے کریں چاہے خود ہی دوبارہ معاملہ کر لیں یا فوراً کسی دوسرے سے معاملہ کر لیں۔ بلکہ معاملہ نکاح کو ختم کرنے کے لئے پہلے تو اس کے تین درجے تین طلاقیں کی صورت میں رکھے ہیں۔ پھر اس پر عدت کی پابندی لگائی ہے۔ عدت پوری ہونے تک معاملہ نکاح کے متعدد اثرات باقی رہتے ہیں۔ مثلاً عورت دوسرا نکاح دوران عدت نہیں کر سکتی۔ اور مرد مذمہ عورت کا نان و نفقہ دوران عدت ہوگا۔

(۵) ایک یا دو طلاق صریح الفاظ میں دی ہے تو نکاح نہیں ٹوٹا، عدت ختم ہونے سے قبل مرد رجوع کر سکتا ہے۔
(۶) لیکن یہ رجوع کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ نے مرد کو صرف دو طلاق تک محدود رکھا ہے۔ اس کے بعد تیسری طلاق اگر دے دی تو مرد کو رجوع کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ حکیمانہ قانون اللہ تعالیٰ نے عورت کی حفاظت کے لئے بنا رکھا ہے تاکہ کوئی ظالم اور بے قدر شخص ہمیشہ طلاق دیتا اور رجوع کرتا ہی نہ رہے۔ اور اس کی نظر میں بیوی یا عورت کی کوئی قدر و منزلت ہی نہ ہو۔

طلاق کی شرعی حیثیت کا بیان

فقہاء کا کہنا ہے کہ طلاق پر پانچ احکامات لاگو ہوتے ہیں۔ کبھی واجب ہوتی ہے: یہ اس وقت جب شوہر مباشرت (مجت) کے قابل نہ ہو، یا بیوی پر خرچ نہیں کر سکتا، تو اس کی دینداری کا تقاضا ہے اس کو طلاق دیدے، (اگر یہ بیوی کی خواہش ہو تو) تاکہ اس کو روکنے کے نتیجہ میں اس کے اخلاق میں بگاڑ نہ آجائے، یا کوہ نقصان نہ ہو، نیز ناجاتی کی اصلاح کے لئے جمع چالٹوں کی طلاق، جب دونوں میں ہوئے جھگڑوں کی اصلاح کی کوششیں ناکام ہو جائیں، اور دونوں ثالث، دونوں میں علاحدگی ہی مناسب سمجھیں۔ کبھی مستحب ہوتی ہے: یہ اس صورت میں جب بیوی، شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں تامل برتے، مثلاً بغیر کسی شرعی سبب کے اپنے آپ کو شوہر سے دور رکھے، اور اس پر مصر رہے، نیز اس صورت میں بھی طلاق مستحب ہے، جب بیوی خود، نا اتفاقی کی بنا پر اس کا مطالبہ کرے، اور اس پر مصر رہے۔

کبھی جائز ہوتی ہے: یہ اس صورت میں جب بیوی کی بذاخلاقی، اور اس کے برے سلوک سے بچنے، اس کی واقعی ضرورت پیش آئے، یا شوہر بیوی سے اتنی سخت نفرت کرتا ہو کہ اس کو کنٹرول نہیں کر سکتا، یا یہ اندیشہ لاحق ہو جائے کہ بیوی کی حق تلفی ہوگی، یا اس پر ظلم ہوگا، (اس صورت میں طلاق جائز ہوگی)۔

انہی تینوں احکام کی طرف دفعہ نے ان لفظوں میں اشارہ کیا ہے، "یہ، ایسی شادی سے، جس کا شرعی مقصد پورا نہیں ہو رہا ہو، ایسے وقت میں چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے رکھی گئی ہے، جبکہ خاوند و بیوی کے درمیان اختلافات زور پکڑ جائیں، اور یہ یقین

ہو جائے کہ شادی کا برقرار رہنا محال ہے۔"

موجودہ دفعہ میں مذکور لفظ 'شرع' (مشرود کی گئی ہے یا رکھی گئی ہے)، میں، واجب، مستحب، اور جائز بھی آجاتے ہیں۔ طلاق کبھی مکروہ ہوتی ہے، یہ عام فقہاء کا مذہب ہے، یہ اس صورت میں، جب طلاق کی کوئی ضرورت ہی نہ ہو، غرض لوگوں کا تو کہنا ہی کہ اس میں بیوی کے لئے بنا کسی سبب کے جو تکلیف و نقصان ہے، اس بنا پر یہ طلاق حرام ہے۔

طلاق کبھی حرام ہوتی ہے: یہ اس صورت میں، جب شوہر کو یقین ہو کہ یا تو بیوی سے بے انتہا قلبی تعلق کی بنا پر، یا اس کے علاوہ کسی اور خاتون سے شادی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہو نیک یقین ہو، نیز حالت حیض میں یا اس پاکی کی حالت میں، جس میں محبت کی ہو، طلاق دینا حرام ہے، اس کو بدعی طلاق کہتے ہیں، اس کا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

مسئلہ طلاق میں اصلاح عوام کی ضرورت

لیکن بد قسمتی سے بہت سے لوگ بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھتے ہیں پھر علمائے کرام سے مسئلہ پوچھتے ہیں تو علمائے حق اہل سنت و جماعت یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ اب وہ بغیر حلالہ کے تمہارے نکاح میں نہیں آسکتی کیونکہ شریعت نے بغیر حلالہ کے شوہر اول سے اس کا نکاح منع کر دیا ہے۔ تو جاہل و بے وقوف لوگ سر پکڑ کو بلبلا اٹھتے ہیں کہ دیکھو ایک شخص کا گھر برباد ہو رہا ہے اور اس کے پانچ سات بچے ہیں جو معصوم ہیں وہ بیچارے تو بھوک سے مرجائیں گے۔ خاندان کے اندر کئی دشمنیاں جنم لیں گی اور علمائے کرام پر اس طرح کے جملے کتے ہیں کہ جیسے ان کے درمیان اور علمائے کرام کے درمیان حق و باطل کا معرکہ شروع ہو چکا ہے۔

لیکن افسوس! اس بات پر کہ لوگ ساری ساری عمر بسر کر جاتے ہیں مگر نکاح، طلاق اور دیگر شرعی احکام کو سمجھنے کی طرف ذرا توجہ نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کو یا تو رکھنا چاہیے اگر غلطی ان کی اپنی ہو اور الزام شریعت پر، یہ کتنی بڑی غلط فہمی ہے۔ اور اللہ کا کیا ہوا حرام تو کسی بھی صورت میں حلال نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ساری دنیا کے روشن خیال اور عقل کل کا دعویٰ کرنے والے لوگ ساری عمر اپنا سر پکڑ کر بیٹھیں تب بھی وہ اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال نہیں کر سکتے۔ لہذا بڑے مہربانی اپنی غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے احکام کو بد لنے سے باز رہیں۔

اسی طرح وہ نام نہاد علماء جو عوامی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے تین طلاقیں کو ایک طلاق کہہ دیتے ہیں اور پھر اس پر فتویٰ جات کی بھرپور اشاعت بھی کر بیٹھتے ہیں انہیں بھی یاد رکھنا چاہیے کہ تین، تین ہوتا ہے اور ایک، ایک ہوتا ہے۔ کیا اگر کسی نے کہا کہ اس کے تین خدا ہیں تو کیا تم اس کی توحید کو قبول کر لو گے۔ اگر ایسی توحید قابل قبول نہیں تو پھر وعدہ لا شریک کے احکام کو بھی حق کے ساتھ بیان کرو، نہ کہ عوامی خواہشات کی پیروی۔؟

یاد رہے احکام شرع میں حلت و حرمت کا حکم شرعی انصوم کے ذریعے ثابت کرنا یہ کوئی عام لوگوں کا منصب نہیں ہے کہ وہ جس طرح چاہیں استدلال کرتے ہوئے احکام کی تشریح کریں۔ یہ مجتہدانہ صلاحیت و بصیرت اہل علم لوگوں یعنی فقہائے اسلاف کا کام تھا۔ اور وہ پوری دیانتداری کے ساتھ یہ کام کر گزرے ہیں اور اب ہمیں ان کی اتباع و تقلید کا حکم ہے۔

باب وقت الطلاق للعدة التي أمر الله عز وجل أن تطلق لها النساء

یہ باب ہے کہ اس عدت کے حساب سے طلاق کا وقت جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اس حساب سے خواتین کو طلاق دی جائے

3389 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ السَّرْحَسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاسْتَفْتَى عُمَرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ "مُرْ عَبْدَ اللَّهِ فَلْيَرَا جُفَاءً ثُمَّ يَدْعُهَا حَتَّى تَطْهَرُ مِنْ حَيْضَتِهَا هَذِهِ ثُمَّ تَحِيضُ حَيْضَةً أُخْرَى فَإِذَا طَهَّرَتْ فَإِنْ شَاءَ فَلْيَفَارِقْهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا وَإِنْ شَاءَ فَلْيُمْسِكْهَا فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطْلَقَ لَهَا النِّسَاءُ".

☆ ☆ نافع، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: عبداللہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں تھی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم عبداللہ سے یہ کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے پھر اس کو ایسے ہی رہنے دے یہاں تک کہ وہ اس حیض سے پاک ہو جائے پھر جب اسے اگلی مرتبہ حیض آئے اور وہ اس سے پاک ہو جائے اس وقت اگر عبداللہ چاہے تو اس عورت سے صحبت کرنے سے پہلے اس سے علیحدگی اختیار کر لے اگر چاہے تو اسے اپنے ساتھ رہنے دے یہ وہ عدت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اس عدت کے حساب سے خواتین کو طلاق دی جائے۔

طلاق بدعت کی تعریف

عربی زبان میں ثلاثی مجرد کے باب سے مشتق اسم طلاق کے ساتھ کسرہ صفت لگا کر عربی اسم بدعت لگانے سے مرکب تو صلی بنا۔ اردو زبان میں بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ 1867ء کو "نور الہدایہ" میں تحریراً مستعمل ملا ہے۔

(فقہ) اس طلاق کی تین صورتیں ہیں (1) حالت حیض میں طلاق دی ہو، (2) ایسے طہر میں طلاق دی ہو جس میں مباشرت ہو چکی ہو (3) تین طلاقیں بیک وقت دے دی ہوں۔ "امام مالک علیہ الرحمہ اور بہت سے فقہانے تیسری طلاق کو جائز ہی نہیں رکھا وہ اس کو طلاق بدعت کہتے ہیں۔

حالت حیض کی وقوع طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حیض کی حالت میں طلاق دینے والے کو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

رجوع کا حکم دیا تھا، اس لئے فقہاء کے درمیان یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ یہ حکم کس معنی میں ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اوزاعی، ابن ابی لیلیٰ، اسحاق بن راہویہ اور ابو ثور کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو رجوع کا حکم تو دیا جائے گا مگر رجوع پر مجبور نہ کیا جائے گا۔

(عمدة القاری، علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمہ)

ہدایہ ہیں حنفیہ کا مذہب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس صورت میں رجوع کرنا نہ صرف مستحب بلکہ واجب ہے۔ مفتی المحتاج میں شافعیہ کا مسلک یہ بیان ہوا ہے کہ جس نے حیض میں طلاق دی ہو اور تین نہ دے ڈالی ہوں اس کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ رجوع کرے، اور اس کے بعد والے طہر میں طلاق نہ دے بلکہ اس کے گزرنے کے بعد جب دوسری مرتبہ عورت حیض سے فارغ ہو تب طلاق دینا چاہیے تو دے، تا کہ حیض میں دی ہوئی طلاق سے رجوع محض کھیل کے طور پر نہ ہو۔

الانصاف میں حنابلہ کا مسلک یہ بیان ہوا ہے کہ اس حالت میں طلاق دینے والے کے لئے رجوع کرنا مستحب ہے۔

لیکن امام مالک علیہ الرحمہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ حیض کی حالت میں طلاق دینا جرم قابل دست اندازی پولیس ہے۔ عورت خواہ مطالبہ کرے یا نہ کرے، بہر حال حاکم کا یہ فرض ہے کہ جب کسی شخص کا یہ فعل اس کے علم میں آئے تو وہ اسے رجوع پر مجبور کرے اور عدت کے آخری وقت تک اس پر دباؤ ڈالتا رہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اسے قید کر دے۔ پھر بھی انکار کرے تو اسے مارے۔ اس پر نہ مانے تو حاکم خود فیصلہ کر دے کہ "میں نے تیری بیوی تجھ پر واپس کر دی" اور حاکم کا یہ فیصلہ رجوع ہوگا جس کے بعد مرد کے لئے اس عورت سے مباشرت کرنا جائز ہوگا، خواہ اس کی نیت رجوع کی ہو یا نہ ہو، کیونکہ حاکم کی نیت کی قائم مقام ہے۔

(حاشیہ الدسوقی)

مالکیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس شخص نے طوعاً و کرہاً حیض میں دی ہوئی طلاق سے رجوع کر لیا ہو وہ اگر طلاق ہی دینا چاہے تو اس کے لئے مستحب طریقہ یہ ہے کہ جس حیض میں اس نے طلاق دی ہے اس کے بعد والے طہر میں اسے طلاق نہ دے بلکہ جب دوبارہ حیض آنے کے بعد وہ ظاہر ہو اس وقت طلاق دے۔ طلاق سے متصل والے طہر میں طلاق نہ دینے کا حکم دراصل اس لئے دیا گیا ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق دینے والے کا رجوع صرف زبانی کلامی نہ ہو بلکہ اسے طہر کے زمانے میں عورت سے مباشرت کرنی چاہیے پھر جس طہر میں مباشرت کی جا چکی ہو اس میں طلاق دینا چونکہ ممنوع ہے، لہذا طلاق دینے کا صحیح وقت اس کے طہر والا ہی ہے

(حاشیہ الدسوقی)

3390 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَتَيْنَا ابْنَ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ

وَهِيَ حَائِضٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرَةٌ فَلْيَرَا جَمْعَهَا ثُمَّ لِيَمْسِكُهَا حَتَّى تَطْهَرَ ثُمَّ تَحِيضُ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَبِتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ

3390- أخرجه البحاري في الطلاق، باب قول الله تعالى (يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن واحصوا العدة) (الحديث 5251) . و

أخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها وأنه لو خالف وقع الطلاق ويومر بجمعها (الحديث 1) . و أخرجه أبو داود في

الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2179) تحفة الاشراف (8336) .

عَزَّوَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ۔

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس سے کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے پھر اُسے اپنے ساتھ رہنے دے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے پھر اُسے حیض آئے پھر پاک ہو جائے پھر اگر وہ چاہے تو اس کے بعد اُسے اپنے ساتھ رہنے دے اگر چاہے تو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اُسے طلاق دیدے یہ وہ عدت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اس کے حساب سے عورتوں کو طلاق دی جائے۔

3391 - أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُيَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ قَالَ سُئِلَ الزُّهْرِيُّ كَيْفَ الطَّلَاقُ لِلْعَلَّةِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ . فذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ "لِيَرَا جَعَلَهَا تَمْسِكُهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً وَتَطْهَرُ فَإِنْ بَدَا لَهَا أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمْسُهَا فَذَاكَ الطَّلَاقُ لِلْعَلَّةِ كَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ" . قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَرَا جَعَلْتُهَا وَحَسِبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا .

☆ ☆ زبیدی بیان کرتے ہیں زہری سے سوال کیا گیا: عدت کے حساب سے طلاق کیسے ہوگی؟ تو انہوں نے بتایا: سالم بن عبداللہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کی حیات ظاہری میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے ذکر کیا تو اس بات پر نبی اکرم ﷺ ناراض ہو گئے آپ ﷺ نے فرمایا: اُسے چاہیے کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے پھر اُسے اپنے ساتھ رہنے دے یہاں تک کہ اُسے ایک مرتبہ حیض آجائے اور پھر وہ پاک ہو جائے پھر اگر وہ مناسب سمجھے تو طہر کی حالت میں اس کے ساتھ صحبت کیے بغیر اُسے طلاق دیدے تو یہ وہ طلاق ہوگی جو عدت کے حساب سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے اس خاتون کے ساتھ رجوع کر لیا تاہم جو طلاق میں نے اُسے دی تھی اس طلاق کو شمار کیا تھا۔

طلاق ثلاثہ کے وقوع میں مذاہب اربعہ

ایک مجلس میں تین دفعہ دی گئی طلاق گو سنت کے خلاف ہے، طلاق بدعت ہے؛ لیکن اس کے واقع ہو جانے میں ائمہ اربعہ کا

اختلاف نہیں، حضرت امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وقد اختلف العلماء فيمن كان لامرأته انت طالق ثلثا فقال الشافعي ومالك وابو حنيفة واحمد وجمهور العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث"۔ (نووی شرح مسلم)

علامہ نووی شافعی کہتے ہیں: امام مالک علیہ الرحمۃ، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور قدیم و جدید تمام علماء کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح امام ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ جس شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں وہ واقع ہو جائیں گی۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی یہی نظریہ ہے اور بعد کے تابعین اور ائمہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (المغنی ج: 7، ص 182، ہدوت)

بیک وقت تین طلاق دینا حرام ہیں

حضرت محمود ابن لبید کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا اللہ عزوجل کی کتاب کے ساتھ کھیلا جاتا ہے (یعنی حکم خداوندی کے ساتھ استہزاء کیا جاتا ہے) درآنحالیکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں یہ سن کر مجلس نبوی میں موجود صحابہ میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس شخص کو قتل نہ کر دوں؟ (نسائی)

اللہ عزوجل کی کتاب سے قرآن کریم کی یہ آیت (الطَّلَاقِ مَوْثِقٌ فَاَمْسَاكُ بِمَعْرُوفٍ) 2۔ البقرة: 229) مراد ہے۔ اس آیت میں یہاں یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ ایک ساتھ تین طلاقیں نہ دینی چاہئیں بلکہ متفرق طور پر دینی چاہئیں وہیں (وَلَا تَسْبَحُوا بِآيَةِ اللَّهِ هُزُؤًا) 2۔ البقرة: 231 کے ذریعہ یہ تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بولہب کی طرح بے وقعت مت سمجھو چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی آیت کی طرف اشارہ فرمایا کہ متفرق طور پر طلاق دینے کی بجائے ایک ساتھ تینوں طلاقیں دینا حق تعالیٰ کے حکم و منشاء کی خلاف ورزی ہے اور یہ خلاف ورزی گویا حق تعالیٰ کے احکام کے ساتھ استہزاء ہے۔ کیونکہ جس شخص نے حق تعالیٰ کے حکم کے خلاف کیا اس نے درحقیقت اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ اس کی نظر میں حکم خداوندی کی کوئی وقعت نہیں ہے لہذا اس پر عمل نہ کرنا اور کرنا دونوں برابر ہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ دینا بدعت و حرام ہے۔ اور اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کے اس فعل پر غضبناک ہوتے تھے جو گناہ و معصیت کا باعث ہوتا تھا حضرت امام شافعی کے نزدیک تین طلاق ایک ساتھ دینا حرام نہیں ہے بلکہ خلاف اولیٰ ہے۔

علامہ لکھتے ہیں کہ تین طلاقیں ایک ساتھ نہ دینے میں فائدہ یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد شاید اللہ تعالیٰ خاوند کے دل کو اس کی بیوی کی طرف مائل کر دے اور اس کے فیصلہ میں کوئی ایسی خوشگوار تبدیلی آ جائے کہ وہ رجوع کر لے اور ان دونوں کے درمیان مستقل جدائی کی نوبت نہ آئے۔

علماء کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ انت طالق ثلاثاً (یعنی تجھ پر تین طلاق ہیں) تو آیا اس کی بیوی پر ایک طلاق پڑے گی یا تین طلاق واقع ہوں گی چنانچہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام شافعی حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام احمد اور جمہور علماء یہ فرماتے ہیں کہ تین طلاقیں پڑیں گی جب کہ طاؤس اور بعض اہل ظاہر یہ کہتے ہیں کہ ایک طلاق پڑ گئی۔

ایک صحابی کا یہ کہنا کہ میں اس شخص کو قتل نہ کروں؟ اس بناء پر تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو کتاب اللہ کے ساتھ استہزاء کرنے والا کہا تھا جو کفر ہے اور اگر کوئی مسلمان کفر کی حد میں داخل ہو جائے تو اس کی سزا قتل ہے حالانکہ ان صحابی نے یہ نہیں جانا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو الفاظ ارشاد فرمائے ہیں وہ زبردستی پر مبنی ہیں ان کے حقیقی معنی مراد نہیں ہیں۔ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کا بیان

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان سے حضرت عویمر عجلان نے بیان کیا کہ میں حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کے پاس کسی اجنبی آدمی کو دیکھے اور وہ شخص اس اجنبی شخص کو قتل کر دے تو اس قتل کرنے کے عوض کیا اس شخص کو بھی قتل کر دیں گے اگر وہ شخص ایسا نہ کرے؟ یعنی اس عورت کے شوہر کے واسطے کیا شرعی حکم ہے؟ تم یہ مسئلہ اے عاصم میری جانب سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو چنانچہ پھر حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ سوال ناگوار محسوس ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو برا خیال فرمایا اور مسائل کے اس سوال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معیوب خیال فرمایا حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری محسوس کر کے گراں محسوس ہوا اس وجہ سے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو اس سوال سے افسوس ہوا اور ان کو اس سوال سے شرمندگی محسوس ہوئی اور خیال ہوا کہ میں نے خواہ مخواہ یہ مسئلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا بہر حال جس وقت حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس گھر تشریف لائے جب حضرت عویمر کہنے لگے کہ تم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ حضرت عویمر سے حضرت عاصم نے کہا کہ تم نے مجھ کو اس طرح کے سوال کرنے کا خواہ مخواہ مشورہ دیا (یعنی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ نہیں دریافت کرنا چاہیے تھا) اس پر حضرت عویمر نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میں اس مسئلہ کو بغیر دریافت کیے نہیں رہوں گا۔ یہ کہہ کر حضرت عویمر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے کو دیکھے اور اگر یہ شخص اس کو قتل کر دے تو کیا اس کو بھی قتل کر دیا جائے گا؟ آیا اس کے ساتھ (یعنی قاتل کے ساتھ) کس قسم کا معاملہ ہوگا؟ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارے واسطے حکم خداوندی نازل ہو چکا ہے تم جاؤ اور اس عورت کو لے کر آؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے لعان کیا یعنی حضرت عویمر اور ان کی اہلیہ محترمہ نے اور ہم لوگ بھی اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک موجود

تھے۔ جس وقت حضرت عویر لعان سے فارغ ہو گئے تو فرمانے لگے کہ اگر اب میں اس خاتون کو مکان میں رکھوں تو میں جھوٹا اور غلط گو قرار پایا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اسی وقت تین طلاقیں دے ڈالیں اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انتظار بھی نہ فرمایا۔ (سنن نسائی: جلد دوم، رقم الحدیث، 1340)

بیک وقت تین طلاقیں دینے کی ممانعت و انعقاد

سہ بارہ طلاق کا طریقہ یقیناً قرآن و حدیث کے خلاف اور گناہ و معصیت ہے، غور و فکر کے بغیر غصہ کی حالت میں طلاق دینے کی وجہ سے زوجین مزید مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس لئے سہ بارہ طلاق کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے اور مسلم معاشرے میں مرد حضرات کو اس سے واقف کرانا چاہیے تاکہ سہ بارہ طلاق کا غیر شرعی طریقہ اختیار نہ کیا جائے اور معصیت کی یہ راہ مسدود ہو جائے، اس کے باوجود اگر کوئی شخص تین طلاق دے تو تین واقع ہو جائیں گی۔ عہد نبوی میں ایک صاحب نے تین طلاق دی تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نافذ قرار دیا

، سنن ابوداؤد شریف کتاب الطلاق، باب فی اللعان ص 306، میں حدیث پاک ہے: عن سهل بن سعد لمی هذا الخبر قال فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فانفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم.

حضرت سهل بن سعد رضی اللہ عنہ سے (حضرت عویر عجلائی رضی اللہ عنہ کے) واقعہ کے بارے میں روایت ہے انہوں نے فرمایا (عویر عجلائی رضی اللہ عنہ) نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی بیوی کو تین طلاق دی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تین طلاق کو نافذ قرار دیا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاق کو کالعدم نہیں قرار دیا جاسکتا، جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ تین طلاق دینے سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔

یہ مسئلہ احادیث مبارکہ سے ثابت اور صحابہ و تابعین، فقہاء و محدثین سے منقول ہونے کے بعد اس کے مقابل کسی کی رائے کو قبول نہیں کیا جاسکتا مقام غور ہے کہ غصہ کی حالت میں اگر کوئی شخص کسی دنیوی قانون کی خلاف ورزی کرے تو اس کو قابل سزا قرار دیا جاتا ہے اور وہی شخص اسلامی قانون کی خلاف ورزی کرے تو غصہ کی حالت کا عذر پیش کر کے رائے زنی کی جاتی ہے، اہل اسلام قرآن و حدیث میں بتائے گئے اصول و احکام کے پابند ہیں، لہذا تین طلاق کے سلسلہ میں دی گئی یہ رائے کہ غصہ کی حالت میں اور بیوی کو اطلاع نہ پہنچنے کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی، ناقابل قبول ہے۔

رد المحتار ج 2 کتاب الطلاق ص 455 میں ہے: وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف.

طلاق ثلاثہ کے نفاذ کا ثبوت

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے عرض کیا کہ میں خالد کی لڑکی ہوں اور قلائ کی اہلیہ ہوں اور اس نے مجھ کو طلاق کہلوائی ہے اور میں اس کے لوگوں سے خرچہ اور رہائش کے واسطے مکان مانگ رہی ہوں۔ وہ انکار کرتے ہیں۔ شوہر کی جانب کے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دے کر بھیجا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا نان نفقہ اور رہائش کے واسطے جگہ اس خاتون کو ملتی ہے کہ جس خاتون سے مرد طلاق سے رجوع کرے اور تین طلاق دینے کے بعد طلاق سے رجوع نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے ایسی عورت کا نان نفقہ بھی نہ ملے گا۔ (سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1341)

ایک مجلس کی تین طلاقیں کے وقوع میں اسلاف امت مسلمہ کا اختلاف

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ابن عباس، ابو ہریرہ، ابن عمر، عبداللہ بن عمرو، ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں اور عورت اس پر حرام ہو جائے گی حتیٰ کہ کسی دوسرے مرد سے شادی کرے اور پھر بیوہ ہو یا طلاق پائے اور اس میں مدخولہ یا غیر مدخولہ کا کوئی فرق نہیں۔ اور یہی قول ہے بعد کے اکثر اہل علم کا تابعین اور ائمہ میں سے بھی ہے۔

اور عطاء، طاؤس سعید بن جبیر، ابوالشعثا اور عمرو بن دینار کا کہنا ہے کہ غیر مدخولہ کی اکٹھی تین طلاقیں ایک ہوں گی۔ اور طاؤس ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کی ابتدائی خلافت میں تین طلاقیں ایک ہوتی تھیں، اور سعید بن جبیر، عمرو بن دینار، مجاہد، اور مالک بن الحارث ابن عباس سے طاؤس کی روایت کے خلاف روایت کرتے ہیں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی طاؤس کی روایت کے خلاف ہے۔ (مفتی، ج ۷، ص ۳۷۰، بیروت)

بہ یک وقت تین طلاقیں کے عدم وقوع میں غیر مقلدین کے عجیب استدلالات

غیر مقلدین نے تین کو ایک ثابت کرنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں اور اس قسم کے استدلال شروع کیے ہیں جو بعض اوقات عقل و ادراک سے بالکل دور اور انسانی سوچ سے کوسوں دور ہیں۔ اول تو غیر مقلدین رائے اور قیاس کی سخت مخالفت کرتے ہیں مگر جب خود کسی مسئلہ میں رائے یا قیاس سے کام لیتے ہیں تو پھر تمام عقلی حدود سے بھی گزر جاتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہمہ وقت قرآن و حدیث ہوتا ہے۔ اور کسی قسم کے فقہی اصول کو خاطر میں نہیں لاتے لیکن جب کسی مسئلہ میں پھنس جاتے ہیں یا فقہاء کی مخالفت کی ٹھان لیتے ہیں تو پھر رائے، قیاس، ظن، گمان اور ہر طرح غیر فقہی اصول بھی اپنانے سے گریز نہیں کرتے۔

طلاق ثلاثہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعزیری فیصلہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ناپسندیدہ عمل ہے: اسلام کے اصول عدل و اصلاح پر مبنی ہیں اسی بناء پر بوقت مجبوری اسلام نے

طلاق کو جائز رکھا ہے۔ یعنی اگر میاں بیوی کے درمیان نباہ کی صورت نہیں رہتی تو پھر طلاق کے ذریعہ وہ ایک دورے سے خلاصی کر سکیں گے باوجود اس کے کہ یہ فعل اللہ کو پسند نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسند چیز طلاق ہے۔"

(المصدر للحاکم، ج 2، ص 196)

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی نے تلخیص میں اس کو صحیح مسلم کی شرط پر مانا ہے۔ اس ناپسندیدگی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ طلاق آخری حربہ ہے اس سے قبل جہاں تک اصلاح کا امکان ہو تو اس کی کوشش کی جائے۔ بیک وقت زیادہ طلاق دینا منع ہے:

اسی لئے شریعت نے بیک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں دینے سے منع فرمایا ہے۔ محمود بن ابیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کی خبر دی گئی کہ اس نے بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اللہ کی کتاب سے کھیل ہو رہا ہے حالانکہ میں تم میں موجود ہوں یہاں تک کہ یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کو قتل نہ کر دوں؟ (سنن نسائی، ج 2، ص 81)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں بیک وقت تین طلاقیں کو بدعت کہا گیا ہے اور اس طرح طلاق دینے والے کو عاصی اور گنہگار بتلایا گیا ہے۔ (ہدایہ، ج 2، باب طلاق النہ، ص 355)

امام ابو بکر صاں رازی حنفی نے صحابہ رض سے اس مسئلہ کی بابت چند آثار نقل کر کے فرماتے ہیں: "ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے تین طلاقیں اکٹھی دینے کی منع ثابت ہے۔ اور کسی ایک صحابی سے اس کے خلاف منقول نہیں لہذا اجماع ہوا۔"

(احکام القرآن، ج 1، ص 383)

(طلاق سنت) بلکہ شریعت نے طریقہ یہ بتلایا ہے کہ کم از کم ایک مہینہ کے بعد دوسری طلاق ہو۔ چنانچہ امام نسائی نے سنن میں اس کے لیے ایک باب مقرر کیا ہے کہ "باب طلاق النہ" اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔

"عبداللہ ابن مسعود رض سے روایت ہے (وہ فرماتے ہیں) مسنون طریقہ طلاق کہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں بغیر ہم بستری کے ایک طلاق دے پھر ایک ماہ واری کے بعد طہر آئے تو دوسری طلاق دے اسی طرح تیسرے طہر میں۔ پھر (تیسری) طلاق دے اس کے بعد عدت گزارے۔ اور امام اعظم فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔"

(سنن نسائی، ج 2، باب طلاق النہ، ص ۸۰)

اور علامہ ابو بکر صاں رازی حنفی فرماتے ہیں: "ہمارے علماء (حنفی) نے کہا ہے کہ طلاق کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب حیض سے پاک ہو تو بغیر جماع (ہم بستری) کرنے کے ایک طلاق دیدے اور اگر تین دینا چاہتا ہے تو ہر ایک طلاق ہر ایک طہر میں قبل الجماع (ہم بستری سے پہلے) دیدے یہی قول امام سفیان ثوری کا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ بواسطہ ابراہیم نخعی ہم کو خبر پہنچی

قارئین!

طلاق فی نفسہ ایک مباح عمل ہے اگرچہ وہ لوگ کثرت سے طلاق دے رہے تھے، اور اس سے ایک بہت بڑا فتنہ شروع ہو گیا تھا، اور امیر المومنین نے ان کی تنبیہ کے لیے یہ قدم اٹھایا: تاہم آپ نے اس پر بھی (اسی طرح) ندامت کا اظہار کیا (کہ) جو چیز ایک مباح تھی، اگرچہ وہ شرارت کا سبب بن گئی، تاہم مجھے یہ حق نہیں تھا کہ ایسا قدم اٹھاؤں جس سے ایک مباح چیز جس کی اللہ نے رخصت دی ہے وہ ممنوع ہو جائے۔ امیر المومنین تو شرعی معاملات میں اپنے دخل دینے سے اتنے خائف تھے۔ اگرچہ اس میں افادیت کے کئی پہلو موجود بھی ہوں پھر بھی ایسے قدم اٹھانے پر نادم ہو جاتے تھے۔ پھر جب خود فیصلہ کرنے والا اپنے فیصلہ پر نادم ہے تو پھر اس کا سہارا لے کر ایک مرتع اور واضح حکم (کو) جو کہ حدیث میں مذکور ہو اس کے خلاف مذہب بنانا کسی طرح جائز نہیں۔ (امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رض کے دیگر بعض انتظامی اور تعزیری فیصلے) امیر المومنین عمر رض کے ایسے کئی اقدام ہیں جو انتظام کے طور پر تھے۔ مثلاً: شرابی کا گھر جلانا۔ (کتاب الاموال لابی عبید القاسم ابن سلام، ص: 102 وما بعدھا) اسی طرح جب لوگ شراب سے باز نہیں آ رہے تھے تو اس کی سزا 40 سے بڑھا کر 80 کوڑوں تک کر دی اور بعض کو ملک بدر کر دیا۔ شراب کوڑے کے گورنر سعد رض کی جگہ کو جلانا اس لیے کہ رعیت والوں سے وہ پردہ میں تھے۔ (امام المصنف، ج 1، ص 348-349)

طلاق ثلاثہ میں بعض کا اتفاقی موقف

پہلی قسم (لفظ تین کو تین بار تکرار کرنے) میں طلاق اس لئے واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ ایک طلاق ہے اور صیغہ طلاق میں لفظ تین کو استعمال کرنے سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی، اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنا شرط ہے، لہذا اگر کوئی پوری نماز میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے اور نماز ختم کرنے کے بعد لفظ پانچ یا دس کی قید کا اضافہ کرے (اور کہے کہ میں نے پانچ مرتبہ یا دس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ لیا) تو کوئی بھی یہ نہیں کہے کہ اس نے پانچ مرتبہ یا دس مرتبہ سورہ فاتحہ کی تکرار کی ہے۔

اور جن احکام میں بھی تکرار اور عدد کی شرط ہے اس میں اسی طرح ہے: جیسے رمی جمرات میں سات مرتبہ پتھر مارنا واجب ہے اور ایک مرتبہ میں سات پتھر مارنا کافی نہیں ہے، یا الحان کے مسئلہ میں چار مرتبہ شہادت کو ایک مرتبہ شہادت کو چار کی قید سے ادا کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اصل شہادت کو چار مرتبہ اس کی طرف سے تکرار کرے۔ (اہل تشیع کے مسائل)

ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کا حدیث سے ثبوت وقوع

عامر شعبی سے روایت ہے میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا تم اپنی طلاق کو حدیث بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاقیں دیں اور وہ یمن کو جانے والا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (طلاق) کو برقرار رکھا۔

(سنن ابن ماجہ جلد دوم رقم الحدیث 181)

طلاق ثلاثہ کے وقوع میں مذاہب اسلاف و مذاہب اربعہ

واضح رہے کہ از روئے قرآن و حدیث و جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم و تبع تابعین رضی اللہ عنہم، ائمہ

مجتہدین بالخصوص چاروں ائمہ کرام امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک علیہ الرحمۃ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم ان تمام حضرات کے نزدیک ایک ساتھ تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان (بقرہ)

اور اگلی آیت میں ہے: فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ (بقرہ)

یعنی دو طلاق دینے تک تو مرد کو رجوع کا اختیار ہے، لیکن جب تیسری طلاق بھی دیدی تو اب مرد کے لئے رجوع کا حق باقی نہیں رہتا، عورت اپنے شوہر پر حرمت مغلفہ کے ساتھ حرام ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ترجم البخاری علی هذه الآية باب من اجاز الطلاق الثلاث بقوله تعالى الطلاق مرتان، فامساک بمعروف او تسریح باحسان، وهذا اشارة الى ان هذه التعدید انما هو فسخة لهم فمن حقی علی نفسه لزمه قال علمائنا: واتفق ائمة الفتوی علی لزوم ایقاع الطلاق الثلاث فی کلمة واحدة وهو قول جمهور السلف المشهور عن الحجاج بن اوطاة وجمهور السلف والائمة انه لازم واقع ثلاثاً ولا فرق بین ان یوقع ثلاثاً مجتمعاً فی کلمة او متفرقة فی کلمات (الجامع لاحکام القرآن) اسی طرح احکام القرآن میں ہے

قال ابو بکر: قوله تعالى الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان الآية: يدل علی وقوع الثلاث معاً مع کونه منہياً عنها اسی طرح حدیث میں ہے:

عن عائشة ان رجلاً طلق امراته ثلاثاً فتزوجت فطلق فسنل النبی اتحل للاول قال لا حتی یدوق عسلتها کما ذاق الاول (بخاری شریف)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں پھر اس نے دوسرے سے نکاح کر لیا، اس نے صحبت کئے بغیر طلاق دیدی، آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ پہلے خاوند کے لئے یہ عورت حلال ہوئی؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب تک دوسرا شوہر صحبت نہ کر لے پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔

اس حدیث میں طلق امراته ثلاثاً کا جملہ اس کا مقتضی ہے کہ تین طلاق اکٹھی اور دفعہ دی گئیں۔ اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے تین طلاقیں اکٹھی واقع ہو جانے پر استدلال ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

وهی بایقاع الثلاث اعم من ان تكون مجمعة او متفرقة (فتح الباری، ادارة بحوث العلمية) حدیث میں ہے:

عن مجاهد قال كنت عند ابن عباس فجاءه رجل فقال انه طلق امراته ثلاثاً قال فسكت حتى ظننت انه رآدها اليه ثم قال ينطلق احدكم فيركب الحموقه ثم يقول: يا ابن عباس يا ابن عباس وان الله تعالى قال ومن يتق الله يجعل له مخرجاً، وانك لم تتق الله فلا جد لك مخرجاً، عصيت ربك وبانت منك امراتك . (سنن ابی داؤد، حقاہیہ)

ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں (کیا حکم ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش ہو گئے (مجاہد کہتے ہیں) مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی بیوی کو واپس لوٹانے والے ہیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان پر حمت سوار ہوتی ہے، پھر میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یا ابن عباس یا ابن عباس رضی اللہ عنہما جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے راستہ نکالتا ہے اور تو اللہ تعالیٰ سے ڈرا نہیں (اور بیک وقت تین طلاقیں دیدی) اس لئے قرآن کے مطابق تمہارے لئے کوئی راستہ نہیں پاتا تو نے خدا کی نافرمانی کی ہے اور تمہاری بیوی تم پر حرام ہو گئی ہے اور تم سے جدا ہو گئی ہے۔ اور ابوداؤد اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

روى هذا الحديث حميد الاعرج وغيره عن مجاهد عن ابن عباس صلى الله عليه وسلم كلهم قالوا فى الطلاق الثلاث انه اجازها قال وبانت منك (ابی داؤد ج: برطحاہیہ)

یعنی ان حضرات نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے یہ تمام رواۃ متفقہ طور پر نقل فرما رہے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تین طلاقیں کو نافذ فرمادیا اور فتویٰ دیا کہ عورت جدا ہو گئی۔ اسی طرح نسائی شریف کی حدیث میں ہے:

عن محمود بن لبید قال اخبر رسول الله ا عن رجل طلق امراته ثلاث تطليقات جميعاً فقام غضباً ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهر كم حتى قال رجل وقال يا رسول الله الا اقتله (سنن نسائی، کتاب طلاق، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: محمود بن لبید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دیدیں ہیں۔ آپ علیہ السلام نے غضبناک ہو کر تھیر فرمائی کہ کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیل کیا جارہا ہے، حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غصہ دیکھ کر ایک صحابی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اسے قتل نہ کر دوں۔

حدیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ تین طلاقیں مجتمعاً واقع ہو جاتی ہیں۔ اگر واقع نہ ہوتیں تو نبی کریم اغضبناک نہ ہوتے اور فرمادیتے کہ کوئی حرج نہیں رجوع کرلو۔

اسی طرح مؤطا نام مالک علیہ الرحمہ میں ہے۔

عن مالك بلغه ان رجلاً قال لابن عباس رضي الله عنهما اني طلق امرأتي مائة تطليقة ما ذاتري علي؟ فقال له ابن عباس طلق منك ثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات الله هزوا ترجمہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں ہیں، اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں سے تو عورت تجھ سے جدا ہوگئی اور بقیہ ستانوے طلاقوں سے تو نے اللہ کی آیات کا تمسخر کیا ہے۔

اور طحاوی شریف میں ہے:

عن مالك بن حارث قال رجل الى ابن عباس فقال ان عمتي طلق امراته ثلاثاً فقال: ان عمتك عصي الله فائمه الله واطاع الشيطان فلم يجعل له مخرجاً فقلت كيف ترى في رجل يحلها له فقال من يخادع الله يخادعه (باب الرجل يطلق امراته ثلاثاً معاً).

مالک بن حارث فرماتے ہیں کہ ایک شخص ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا میرے چچا اپنی عورت کو دفعہ تین طلاقیں دے بیٹھے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیرے چچا نے خدا کی نافرمانی کی اور شیطان کی اطاعت کی اور آپ نے اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں نکالی۔ مالک بن حارث فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو اس عورت کو اس شوہر کے لئے حلال کرے؟ آپ نے فرمایا: جو اللہ سے چالبازی کرے گا اللہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرے گا۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

عن انس قال كان عمر اذا اتى برجل قد طلق امراته ثلاثاً في مجلس او جمعه ضرباً و فرقه بينهما ولبنه ايضاً عن معمر عن الزهري في رجل طلق امراته ثلاثاً جميعاً قال ان من فعل فقد عصي ربه و بالت منه امراته .

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہوتیں تو آپ اس کو سزا دیتے ہیں اور دونوں میں تفریق کر دیتے ہیں۔ تو قرآنی آیات و تفسیر و احادیث سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دفعہ تین طلاقیں دینے سے تین ہی شمار ہوتی ہیں۔

باقی غیر مقدمین کا مسئلہ فتویٰ از روئے قرآن و حدیث اور جمہور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور چاروں ائمہ کے متفقہ مسلک کے خلاف ہے، جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اور جس حدیث کو بطور استدلال پیش کیا ہے، اس حدیث سے تین طلاقوں کو ایک شمار کرنے کا استدلال کرنا تمام فقہاء کے نزدیک باطل ہے۔ مذکورہ حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اس حدیث

سے استدلال کرنا اس لئے درست نہیں ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت غیر مدخولہ کے متعلق ہے، عام نہیں ہے۔ واضح رہے کہ عورتیں دو قسم کی ہیں۔

غیر مدخولہ (جس کے ساتھ ہمبستری نہ ہوئی ہو)

مدخولہ (جس کے ساتھ صحبت ہو چکی ہو) غیر مدخولہ عورت کو اگر الگ الگ لفظوں میں اس طرح طلاق دی جائے۔ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے تو پہلے ہی لفظ سے وہ بائنا ہو جاتی ہے یعنی نکاح سے نکل جاتی ہے اور ایسی عورت پر عدت بھی لازم نہیں ہوتی، جب یہ عورت پہلے ہی لفظ سے بائنا ہوگی اور اس پر عدت بھی نہیں تو اس کے بعد وہ طلاق کا محل نہ رہی، اس بناء پر دوسری اور تیسری طلاق لغو ہوتی ہے، اسی اعتبار سے حدیث میں کہا گیا ہے کہ اگر تین طلاقیں دی جائیں تو ایک شمار ہوتی ہیں۔ حضور اکرم احضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے ابتدائی سالوں میں غیر مدخولہ کو طلاق دینے کا یہی طریقہ تھا۔ مگر بعد میں لوگوں نے جہد بازی شروع کر دی اور ایسی غیر مدخولہ کو ایک ساتھ ایک لفظ میں تین طلاق دینے لگے تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اب تین طلاق ہی ہوں گی۔ کہ (انت طالق ثلاثا) کہہ کر طلاق دی ہے اور یہ لفظ نکاح قائم ہونے کی حالت میں بولا ہے۔ (ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۳۶)

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کے ابتدائی زمانہ میں جب انت طالق، انت طالق، انت طالق کہا جاتا تو عموماً لوگوں کی دوسری اور تیسری طلاق سے تاکید کی نیت ہوتی، استیفاء کی نیت نہیں ہوتی تھی اور اس زمانہ میں لوگوں میں دین اور تقویٰ اور خوف آخرت اور خوف خدا غالب تھا دنیا کی خاطر دروغ بیانی کا خطرہ تک دل میں نہ آتا تھا۔ آخرت میں جو ابدی اور آخرت کے عذاب کا اتنا استحضار رہتا کہ مجرم بذات خود حاضر ہو کر اپنے جرم کا اقرار کرتا اور اپنے اوپر شرعی حد جاری کرنے کی درخواست کرتا، اس بناء پر ان کی بات پر اعتماد کر کے ایک طلاق کا حکم کیا جاتا، اسی اعتبار سے حدیث میں کہا گیا ہے کہ اس زمانے میں تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی تھیں مگر جیسے جیسے عہد نبوی سے بعد ہوتا گیا اور بکثرت غمی لوگ بھی حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے، ان میں تقویٰ و خوف آخرت کا معیار کم ہونے لگا اور پہلے جیسی سچائی، امانت داری اور دیانت داری نہ رہی، دنیا اور عورت کی خاطر دروغ بیانی ہونے لگی، جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس عراق سے ایک سرکاری خط آیا کہ یہاں ایک شخص نے اپنی بیوی کو یہ جملہ کہا ہے جـلـک علی غاربك (تیری رسی تیری گردن پر ہے) حضرت عمر بن خطاب نے اپنے عامل کو لکھا کہ ان مرہ ان یوافینی بکے فی الموسم اس کو کہو کہ حج کے زمانہ میں مکہ مکرمہ میں مجھ سے ملے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے زمانہ میں کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ اس آدمی (عراقی) نے آپ سے ملاقات کی اور سلام کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کون ہو، اس نے کہا: میں وہی ہوں جس کو آپ نے حج کے زمانہ میں طلب کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے رب کعبہ کی قسم بیجا جـلـک علی غاربك سے تیری کیا نیت تھی، اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اگر اس مبارک جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ قسم لی ہوتی تو میں صحیح نہ بتاتا، حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس جملے سے فراق کا یعنی عورت کو اپنے نکاح سے الگ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورت تیرے ارادے کے مطابق تجھ سے علیحدہ ہو گئی۔

(موطا امام مالک علیہ الرحمہ ماجاء فی الخلیۃ والبریۃ واشباء ذلك بحوالہ فتاویٰ رحیمہ)
یہ عراقی ایک عورت کے لئے جھوٹی قسم کھانے کے لئے اور دروغ بیانی کے لئے تیار تھا مگر کعبہ اللہ اور حرم شریف کی عظمت
وتقدس کا خیال رکھتے ہوئے کذب بیانی سے احتراز کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عوام کی جب یہ حالت دیکھی، نیز آپ کی نظر اس حدیث پر تھی۔

اکرموا اصحابی فانہم خیارکم، ثم الذین یلونہم، ثم الذین یلونہم، ثم یشہد ولا یشہد الخ۔ (مشکوۃ المصابیح، باب مناقب الصحابہ)
الرجل یحلف ولا یشہد ویشہد ولا یشہد الخ۔ (مشکوۃ المصابیح، باب مناقب الصحابہ)

یعنی عہد نبوت سے جیسے جیسے دوری ہوتی چلی جائے گئی، دینداری کم ہوتی رہے گی اور کذب ظاہر ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے
موجودہ اور آئندہ حالات کو پیش نظر رکھ کر صحابہ سے مشورہ کیا کہ جب ابھی یہ حالت ہے تو آئندہ کیا حالت ہوگی اور لوگ عورت کو
الگ کر دینے کی نیت سے تین طلاق دیں گے اور پھر غلط بیانی کر کے کہیں گے کہ ہم نے ایک طلاق کی نیت کی تھی۔ آپ نے اس چور
دروازے کو بند کرنے کے لئے فیصلہ کیا کہ لوگوں نے ایسی چیز میں جلد بازی شروع کر دی جس میں انہیں دیر کرنی چاہیے تھی، اب جو
فحش تین مرتبہ طلاق دے گا، ہم اسے تین ہی قرار دیں گے۔ صحابہ کرام نے اس فیصلہ سے اتفاق کیا اور کسی ایک نے بھی حضرت
عمرؓ کی مخالفت نہ کی، چنانچہ طحاوی شریف میں ہے۔

فخطب عمر بذلك الناس جميعا وفيهم اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ورضي الله
عنهم الذين قد علموا ما تقدم من ذلك في زمن رسول الله افلم ينكروا عليه منهم ولم يدفعوه فافع

(طحاوی، ج ۲، ص ۳۲۰)

محقق احناف علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

ولم ينقل عن احد منهم انه خالف عمر حين امضى الثلاث وهي بكفى في الاجماع

(حاشیہ ابوداؤد ج ۱، ص ۳۰۶)

یعنی کسی ایک صحابی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی موجودگی میں تین طلاق کا فیصلہ کیا،
ان میں سے کسی ایک نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف کیا ہو اور اس قدر بات اجماع کے لئے کافی ہے۔ امام نووی اس
حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فاختلف العلماء في جوابه وتاويله فالاصح ان معناه انه كان في اول الامر اذ لم قال لها انت طالق،
انت طالق، انت طالق، ولم ينو تأكيداً ولا استينافاً يحكم بوقوع طلقة لقله ارادتهم الاستيناف
بذلك فحمل على الغالب الذي هو ازادة التاكيد فلما كان في زمن عمرو وكثر استعمال الناس
بهذه الصيغة وغلب منهم ارادة الاستيناف بها حملت الاطلاق على الثلاث عملاً بالغالب

السابق الى الفهم (نووی شرح مسلم ج ۱، ص ۸۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

یعنی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بالکل صحیح بتاویں اور اس کی صحیح مراد یہ ہے کہ شروع زمانہ میں جب کوئی انت طلق، انت طلق، انت طلق کہہ کر طلاق دیتا تو عموماً اس زمانہ میں دوسری اور تیسری طلاق سے تاکید کی نیت ہوتی تھی، استیناف کی نیت نہ ہوتی تھی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگوں نے اس جملہ کا استعمال بکثرت شروع کیا اور عموماً ان کی نیت طلاق کی دوسرے اور تیسرے لفظ سے استیناف ہی کی ہوتی تھی، اس لئے اس جملہ کا جب کوئی استعمال کرتا تو عرف کی بناء پر تین طلاقیں کا حکم کیا جاتا۔

یہ ہے حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مطلب محدثین کی نظر میں اور یہی تشریح اور مقصد صحیح ہے۔ جو مطلب غیر مقلدین بیان کرتے ہیں، وہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ راوی حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خود تین طلاقیں کے نفاذ کا فتویٰ دیا ہے، جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔

علامہ ابن قیم نے بھی باوجود اس تشدد و تصلب کے جو ان کو اس مسئلہ میں تھا، حضرت ابن عباس کے اس فتویٰ ایک مجلس میں تین طلاقیں تین ہیں اور اس کے بعد رجعت جائز نہیں سے انکار نہیں کیا، بلکہ اس فتویٰ کے ثابت ہونے کا صاف اقرار کیا ہے۔ چنانچہ اغاثۃ اللہ فیہا میں فرماتے ہیں۔

فقد صح بلائک ابن مسعود و علی ابن عباس الإلزام بالثلاث إن وقعها جملة

اور چونکہ یہ مسئلہ حلال و حرام کے متعلق ہے، اگر واقعی تین کو ایک سمجھا جاتا تو اس کے راوی صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کیوں ہیں، ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرام سے اس کے بارے میں کوئی روایت نہیں ہے، جبکہ ان سے بڑے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق اس کے برخلاف فیصلہ فرماتے ہیں اور یہ صحابہ کرام کے بنائے کی بات ہے اور ایک صحابی نے بھی اس حکم کے خلاف نہیں کیا جس سے اس مسئلہ پر ان کا اجماع معلوم ہوتا ہے۔ الغرض تین طلاقیں شرعاً واقع ہو چکی ہیں، بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ سے حرام ہو گئی ہے، گمراہ لوگوں سے فتویٰ لے کر حرام کو حلال بنانے کی کوشش کرنا بدترین گناہ ہے، لہذا دونوں میں علیحدگی ضروری ہے، بصورت دیگر اگر ایک ساتھ رہے تو حرام کے اندر مبتلا ہوں گے چنانچہ حدیث میں ہے۔

من اعلام الساعة وان یكثر و اولاد الزنا قیل لاین مسعود و ہم مسلمون! قال نعم: یاتی علی

الناس زمان ینطق الرجل المرأة طلقها فقیم علی فراشها منہما زانیان ما اقاما۔

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ۲، ص ۲۷۰، حقانیہ)

اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ زنا کی اولاد کی کثرت ہو جائے گی، پوچھا گیا حضرت ابن مسعود سے کیا وہ مسلمان ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! وہ مسلمان ہوں گے، ایک زمانہ آئے گا لوگوں پر کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے گا، لیکن پھر بھی اس کے ساتھ اس کے بستر پر رہے گا جب تک دونوں اس طرح رہیں گے زنا کار ہوں گے۔

قال: یاتی علی الناس زمان ینطق الرجل المرأة ثم یجهدھا طلاقھا ثم یقیم علی فراشھا فہما

زانیان ما اقاما (المجموع الاوسط للظہری ج ۵، ص ۴۴۲، بیروت)

فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے گا پھر طلاق دینے سے انکار کرے گا پھر اس سے ہم بستی کرتا رہے گا پس جب تک وہ دونوں اس طرح رہیں گے زنا کار ہوں گے۔

تین طلاق کے بارے میں حدیث ابن عباس پر بحث

شیخ حسن الکوثری لکھتے ہیں کہ یہ دعویٰ کرنے کے بعد کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاق کو طلاق دہندگان پر نافذ کرنا بطور سزا تھا، حکم شرعی کے طور پر نہیں تھا، غیر مقلدین لکھتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ سزا لوگوں کو طلاق کو کھلونا بنانے سے روکنے کے لئے تھی، اور یہ محض وقتی سزا تھی، پھر معاملہ اور زیادہ الجھ گیا، اور لوگ اندھا دھند طلاق کو کھلونا بنانے لگے، اور اکثر صحابہ اس موقع پر موجود تھے، اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کو دیکھ رہے تھے جس کو انہوں نے برقرار رکھا تھا، اور وہ، اکثر حضرات کی رائے کے مطابق خروج سے بچنے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت سے ڈرتے تھے، اور ان میں سے بعض حضرات سمجھتے تھے کہ یہ حکم محض زبردستی کی خاطر ہے، پس کبھی تین طلاق کے نفاذ کا فتویٰ دیتے تھے، اور کبھی عدم نفاذ کا۔ اور اس اعتبار سے کہ آخری دو طلاقیں عدت میں باطل ہیں، واقع نہیں ہوتیں، جیسا کہ ابن عباس سے دونوں طرح کے فتوے ثابت ہیں۔

اس کے بعد تابعین کا دور آیا تو انہوں نے بھی اختلاف کیا، ان میں سے بہت سے حضرات پر فتویٰ کے بارے میں وارد شدہ روایات کی حقیقت اوجھل ہو گئی، زبانوں میں عجیب داخل ہو چکی تھی، اور انہوں نے روایات عربی طریقے پر سنی تھیں کہ: فلاں نے تین طلاقیں دیں اس لئے جو لوگ عربیت کا صحیح ذوق نہیں رکھتے تھے اور جو انشاء اور خبر کے درمیان فرق پر غور نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ تین طلاق دینے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص طلاق دینے کے ارادے سے اپنی بیوی کو یوں کہے کہ: تجھے تین طلاق۔

اور حدیث عمر کو تکرار فی الجس پر محمول کرنا، جبکہ قبل ازیں تکرار کو تاکید پر محمول کیا جاتا تھا (جیسا کہ نووی اور قرطبی کی رائے ہے) ناقابل اعتبار تاویل ہے، جس کو حدیث ابن عباس جو رکناہ کے بارے میں وارد ہے ساقط قرار دیتی ہے (یہ حدیث مسند احمد میں ہے، اور ابھی آپ دیکھیں گے کہ یہ روایت خود ہی ساقط ہے، کسی دوسری چیز کو کیا ساقط کرے گی)، اور ابن حجر کہتے ہیں کہ: یہ حدیث اس مسئلے میں نص ہے، یہ اس تاویل کو قبول نہیں کرتی جو دوسری احادیث میں جاری ہو سکتی ہے (یہ حدیث ابن حجر کے نزدیک معلول ہے، جیسا کہ التلخیص الحبر میں ہے، پس اس کا تحمل تاویل نہ ہونا کیا فائدہ دیتا ہے؟)

میں کہتا ہوں کہ مجھے رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس خود رو مجتہد کے کلام میں آخر ایک بات بھی ایسی کیوں نہیں ملتی جس کو کسی درجے میں بھی صحیح اور درست کہہ سکیں؟ شاید حق تعالیٰ شانہ نے ان لوگوں کو سوا کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے جو پوری امت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں، واقعی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو نالانا ممکن ہے، اور وہ حکیم و خیر ہے!

یا سبحان اللہ! کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کے بارے میں یہ تصور کیا جاسکتا ہے وہ لوگوں کو ماثبات فی الشرع کے خلاف پر مجبور کریں؟ اور کیا صحابہ کے بارے میں یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈر کر ان کی ہاں میں ہاں

ملا دیں؟ حالانکہ ان میں ایسے حضرات بھی موجود تھے جو کج روکی کجی کو اپنی تلواروں سے سیدھا کر دیتے تھے۔ مومنین رسالہ نے جو کچھ کہا ہے یہ خالص رافضی وساوس اور رافضیت کے جراثیم ہیں، اہل فساد ان جراثیم کو چکنے چڑے الفاظ کے پردے میں چھپانا چاہتے ہیں۔

کوئی کج روکی ایک صحابی سے ایک بھی صحیح روایت پیش نہیں کر سکتا کہ انہوں نے فتویٰ دیا ہو کہ تین طلاقیں ایک ہوتی ہیں، اس کو زیادہ سے زیادہ کوئی چیز مل سکتی ہے تو وہ اس قبیل سے ہوگی جس کو ابن رجب نے اعمش سے نقل کیا ہے، اور جس کا ذکر گزشتہ سطور میں آچکا ہے۔

یا ابوالضہبا کی روایت کے قبیل سے ہوگی جس کی علی قادحہ کو اہل علم طشت ازہام کر چکے ہیں، اور یہ بھی اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت کو اس احتمال پر محمول کیا جائے جس کے اہل زلیخ قائل ہیں، اس کی بحث عنقریب آتی ہے۔

یا ابوالزبیر کی اس منکر روایت کے قبیل سے ہوگی جس کے منکر ہونے کے دلائل اوپر گزر چکے ہیں، یا طلاق رکناہ کی بعض روایات کے قبیل سے ہوگی جن کا غلط ہونا عنقریب آتا ہے، یا اس قبیل سے ہوگی جس کو ابن سیرین میں برس تک ایسے لوگوں سے سنتے رہے جن کو وہ سچا سمجھتے تھے، بعد میں اس کے خلاف نکلا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ یا ابن مغیث جیسے ساقط الاعتبار شخص کی نقل کے قبیل سے ہوگی۔

پس کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں جانتے تھے کہ لوگوں کو خلاف شرع پر مجبور کرنا حرام اور بدترین حرام ہے اور شریعت سے خروج ہے؟ اور کیسا اُخر خروج؟ چلے فرض کر لیجئے! کہ انہوں نے لوگوں کو مجبور کیا تھا، لیکن سوال یہ ہے کہ ترک رجعت یا منع تزوج پر مجبور کرنے کی قیمت نکاح و طلاق پر مجبور کرنے سے زیادہ تو نہیں ہوگی؟ اکثر اہل علم کے نزدیک جبراً نکاح کا ایجاب و قبول کرانے سے نکاح نہیں ہوتا، اسی طرح جبراً طلاق کے الفاظ کہلانے سے طلاق نہیں ہوتی، اس صورت میں کیا ان طلاق دینے والوں کو یہ استطاعت نہیں تھی کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کے بغیر اپنی مطلقہ عورت سے رجوع کر لیں؟ یا (بعد از عدت) نکاح کر لیں؟ آخر ایسا کون ہے جو لوگوں کو ایسی چیزوں سے روک دے جن کے وہ مالک ہیں؟ یہاں تک کہ انساب میں گڑبڑ ہو جائے، اور شرور کے تمام دروازے چو پٹ کھل جائیں۔

اور ابن قیم کو خیال ہوا کہ وہ اپنے کلام فاسد پر یہ کہہ کر پردہ ڈال سکتے ہیں کہ حضرت عمر کا یہ عمل اس تعزیر کے قبیل سے تھا جو ان کے لئے مشروع تھی، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ کوئی شخص تعزیر کے طور پر ایک شرعی حکم کے الفاظ کا اقدام کرے؟ اور ایسے نام نہاد تعزیری حکم کا اس تعزیر سے کیا جوڑ جو شریعت میں معروف ہے اور جس کے فقہائے اُمت قائل ہیں؟ ابن قیم اس مسئلے پر طول طویل کلام کرنے کے باوجود اس کی ایک بھی نظیر تو پیش نہیں کر سکے، بلکہ اس دروازے کا کھولنا درحقیقت پوری شریعت کو اس قسم کے حیلوں بہانوں سے معطل کر دینے کا دروازہ کھولنا ہے، جیسا کہ طوفی حنبلی نے مصالح مرسلہ کی آڑ میں اسی قسم کا دروازہ کھولنے میں دراز نفسی سے کام لیا ہے، پس اس قسم کی توجیہ درحقیقت ایک گندی تہمت ہے، حضرت عمر پر بھی، ان جمہور صحابہ پر بھی جنہوں نے حضرت عمر کی اس مسئلے میں موافقت کی، اور خود شریعت مطہرہ پر بھی۔ چنانچہ یہ بات اس شخص پر مخفی نہیں جس نے اس مسئلے کی گہرائی

میں اتر کر دیکھا ہو، اور جس نے اس کے تمام اطراف و جوانب کی پوری چھان بین کی ہو، محض شاذ اقوال کی تقلید پر اکتفا نہ کیا ہو، یا بحث کے محض کسی ایک گوشے کو نہ لے اڑا ہو۔

اور حافظ ابن رجب حنبلی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کے بارے میں ایک نفیس فائدہ ذکر کیا ہے، میرے لئے ممکن نہیں کہ اس کی طرف اشارہ کئے بغیر اسے چھوڑ جاؤں، وہ لکھتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فیصلے کئے وہ دو قسم کے ہیں، ایک یہ کہ اس مسئلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کوئی فیصلہ سرے سے صادر نہ ہوا ہو، اور اس کی پھر دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے میں غور کرنے کے لئے صحابہ کو جمع کیا، ان سے مشورہ فرمایا، اور صحابہ نے اس مسئلے پر ان کے ساتھ اجماع کیا، یہ صورت تو ایسی ہے کہ کسی کے لئے اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہی حق ہے۔ جیسے عمر تین کے بارے میں آپ کا فیصلہ، اور جیسے اس شخص کے بارے میں فیصلہ جس نے احرام کی حالت میں بیوی سے صحبت کر کے حج کو فاسد کر لیا تھا کہ وہ اس احرام کے مناسک کو پورا کرے، اور اس کے ذمہ قضا اور دم لازم ہے، اور اس قسم کے اور بہت سے مسائل۔

اور دوسری صورت یہ کہ صحابہ نے اس مسئلے میں حضرت عمر کے فیصلے پر اجماع نہیں کیا، بلکہ حضرت عمر کے زمانے میں بھی اس مسئلے میں ان کے اقوال مختلف رہے، ایسے مسئلے میں اختلاف کی گنجائش ہے، جیسے دادا کے ساتھ بھائیوں کی میراث کا مسئلہ۔

اور دوسری قسم وہ ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ، حضرت عمر کے فیصلے کے خلاف مروی ہو۔ اس کی چار صورتیں ہیں۔

اول: یہ کہ اس میں حضرت عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی طرف رجوع کر لیا ہو، ایسے مسئلے میں حضرت عمر کے پہلے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔

دوم: یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلے میں دو حکم مروی ہوں، ان میں سے ایک حضرت عمر کے فیصلے کے موافق ہو، اس صورت میں جس فیصلے پر حضرت عمر نے عمل کیا وہ دوسرے کے لئے ناسخ ہوگا۔

سوم: یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنس عبادات میں حجتہ و انواع کی رخصت دی ہو، پس حضرت عمر ان انواع میں افضل اور اصح کو لوگوں کے لئے اختیار کر لیں، اور لوگوں سے اس کی پابندی کرائیں۔ پس جس صورت کو حضرت عمر نے اختیار فرمایا ہو اس کو چھوڑ کر کسی دوسری صورت پر عمل کرنا ممنوع نہیں۔

چہارم: یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کسی علت پر مبنی تھا، وہ علت باقی نہ رہی تو حکم بھی باقی نہ رہا، جیسے موکفۃ القلوب، یا کوئی ایسا مانع پایا گیا جس نے اس حکم پر عمل کرنے سے روک دیا۔

اور صاحب بصیرت پر مخفی نہیں کہ زیر بحث مسئلہ ان انواع و اقسام میں کس قسم کی طرف راجع ہے۔ چنانچہ اب ہم حدیث ابن عباس پر، جس میں حضرت عمر کے تین طلاقیں کے نافذ کرنے کا ذکر ہے، اور حدیث رکابہ پر بحث کرتے ہیں، تاکہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ کسی کج رو شخص کے لئے ان دونوں حدیثوں سے تمسک کی گنجائش نہیں، بلکہ ان دونوں سے جمہور کے

دلائل میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

ابن عباس کی حدیث، جس کے گرد یہ شذوذ پسند گنگلاتے نظر آتے ہیں، اس اُمید پر کہ ان کو اس حدیث میں کوئی ایسی چیز مل جانے کی جو ان کو اُمت کے خلاف بغاوت کے لئے کچھ سہارے کا کام دے سکے گی، اس حدیث کا متن یہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے پہلے دو سالوں میں تین طلاق ایک تھی، پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: لوگوں نے ایک ایسے معاملے میں جلد بازی سے کام لیا، جس میں ان کے لئے سوچ بچار کی گنجائش تھی، پس اگر ہم ان تین طلاقوں کو ان پر نافذ کر دیں (تو بہتر ہو)، چنانچہ آپ نے ان پر تین طلاق کو نافذ قرار دے دیا۔

اور ایک دوسری روایت میں حضرت طاؤس سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ ابوالصہبہ نے ابن عباس سے کہا کہ: اپنی عجیب و غریب باتوں میں سے کچھ لائیے! کیا تین طلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں ایک نہیں تھی؟ ابن عباس نے فرمایا کہ: ہاں! یہی تھا، پھر جب حضرت عمر کے زمانے میں لوگوں نے پے درپے طلاق دینی شروع کی تو حضرت عمر نے تین طلاقوں کو ان پر نافذ کر دیا۔

اور ایک روایت میں طاؤس سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ ابوالصہبہ نے ابن عباس سے کہا کہ: کیا آپ کو علم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے تین سالوں میں تین طلاق صرف ایک ٹھہرائی جاتی تھی؟ ابن عباس نے کہا: ہاں!

ان تینوں احادیث کی تخریج امام مسلم نے اپنی صحیح میں کی ہے۔ لیکن مستدرک حاکم میں یرد دون کا جو لفظ ہے (یعنی تین طلاقوں کو ایک کی طرف لوٹایا جاتا تھا) تو یہ عبد اللہ بن مؤمل کی روایت سے ہے، جس کو ابن معین، ابوحاتم اور ابن عدی نے ضعیف کہا ہے، ابوداؤد اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں، اور ابن ابی ملیکہ کے الفاظ حدیث میں انقطاع کے الفاظ ہیں، اور اگر حاکم میں تشیع نہ ہوتا تو وہ مستدرک میں اس حدیث کی تخریج سے انکار کر دیتے، چنانچہ شیعوں میں کتنے ہی ایسے اشخاص ہیں جو روانفض کی تفسیسات کے دوران کے مذہب شیعہ کا لہارہ اڑھنے سے دھوکا کھا جاتے ہیں، بغیر اس کے کہ جانیں کہ اس قسم کے مسائل سے شیعوں کا اصل مدعا کیا ہے۔

اب ہمیں سب سے پہلے طلاق الثلاث کے لفظ پر غور کرنا چاہئے کہ آیا الثلاث پر لام استغراق داخل ہے اور تین طلاق سے ہر قسم کی تین طلاقیں مراد ہیں؟ یا تین طلاقوں کی کوئی خاص معبود قسم مراد ہے؟ چنانچہ (پہلی شق تو باطل ہے، کیونکہ) یہاں ہر قسم کی تین طلاق مراد لین ممکن نہیں، کیونکہ تین طلاق کی ایک صورت یہ ہے کہ تین طلاقیں الگ الگ طہروں میں دی جائیں، ایسی تین طلاقوں کا ایک ہونا ممکن نہیں، خواہ یہ طلاق کی تعداد کو تین تک محدود رکھنے سے قبل ہو، یا اس کے بعد، کیونکہ جب تک طلاق کو تین تک محدود نہیں کیا گیا تھا لوگ جتنی چاہیں طلاق دے سکتے تھے، اور تین کے ایک ہونے کا کوئی اعتبار نہیں تھا، لہذا طلاق کو تین تک محدود قرار دینے سے پہلے تین کے ایک ہونے کے کوئی معنی نہیں تھے، اور اس کے بعد بھی تین کے ایک ہونے کا تصور نہیں کیا جاسکتا،

کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد: **الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ** اس امر میں نص ہے کہ طلاق کی تعداد جس کے بعد مراجعت صحیح ہے، صرف دو ہیں، تیسری طلاق کے بعد عورت شوہر کے لئے حلال نہیں رہے گی یہاں تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ پس اس آیت شریفہ کے نزول کے بعد تین کو ایک قرار دینا کیسے ممکن ہوگا؟

الغرض! اس حدیث میں تین طلاقوں سے مراد ایسی تین طلاقیں مراد نہیں ہو سکتیں جو الگ الگ طہروں میں دی گئی ہوں، لہذا صرف ایک ہی احتمال باقی رہا کہ تین طلاقوں سے مراد ایسی تین طلاقیں ہیں جو ایسے الگ الگ طہروں میں نہ دی گئی ہوں، جن میں صحبت نہ ہوئی ہو، اور اس احتمال کی صرف دو صورتیں ہیں، یا تو یہ تین طلاقیں بیک لفظ دی جائیں گی، یا الگ الگ الفاظ سے، اگر الگ الگ الفاظ سے پہلے درپے واقع کی جائیں تو اس مطلقہ کے ساتھ شوہر کی خلوت ہو چکی ہوگی یا نہیں، اگر خلوت نہیں ہوئی تھی تو وہ پہلے لفظ سے بائند ہو جائے گی، دوسری اور تیسری طلاق کا نکل ہی نہیں رہے گی۔ اور جس صورت میں کہ عورت کے ساتھ شوہر کی خلوت ہو چکی ہو، پس اگر طلاق دینے والے کی نیت ایک طلاق کی تھی اور اس نے دوسرا اور تیسرا لفظ محض تاکید کے طور پر استعمال کیا تھا تو دیا جائے اس کا قول قبول کیا جائے گا۔

اور جس صورت میں کہ تین طلاق بالفاظ غیر متعاقبہ یا بلفظ واحد واقع کی گئی ہوں تو اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ آج جو تین طلاق بلفظ واحد دینے کا رواج ہے، دو ربیوی، دو رصدی اور حضرت عمر کے ابتدائی دور میں اس کا رواج نہیں تھا، بلکہ ان مقدس ادوار میں اس کے بجائے ایک طلاق دینے کا رواج تھا، لوگ ان زمانوں میں سنت طلاق کی رعایت کرتے ہوئے تین الگ الگ طہروں میں طلاق دیا کرتے تھے، بعد کے زمانے میں لوگ پہلے پہلے اکٹھی طلاقیں دینے لگے، کبھی حیض کی حالت میں، کبھی ایک ہی طہر میں بلفظ واحد یا بالفاظ متعاقبہ۔

دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ جس طرح تین طلاق دینے کا آج رواج ہے کہ لوگ بلفظ واحد یا بالفاظ متعاقبہ ایک طہر میں یا حیض کی حالت میں طلاق دیا کرتے ہیں، یہی رواج ان تین مقدس زمانوں میں بھی تھا، لیکن ان زمانوں میں ایسی تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا، تو کیا ہم اس معاملے میں ان حضرات کی مخالفت کریں؟ اور ہم ان کو تین طلاقیں شمار کریں جبکہ وہ حضرات ان تین کو ایک شمار کرتے تھے؟

الغرض! خبر و تقسیم کے بعد جو آخری دو احتمال نکلتے ہیں ان میں سے پہلے احتمال کے خلاف کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کو غلط قرار دے، اس کے برعکس دوسرے احتمال کے غلط ہونے کے قوی دلائل موجود ہیں، مثلاً اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عباس کا فتویٰ اس کے خلاف ہے، (جو اس احتمال کے باطل اور مردود ہونے کی دلیل ہے)، چنانچہ نقاد نے کتنی ہی احادیث کو اس بنا پر ناقابل عمل قرار دیا ہے کہ ان کی روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کا فتویٰ ان کے خلاف ہے، جیسا کہ ابن رجب نے شرح علل ترمذی میں اس کو شرح و بسط سے لکھا ہے، یہی مذہب ہے یحییٰ بن معین کا، یحییٰ بن سعید القطان کا، احمد بن حنبل کا اور ابن المدینی کا۔ اگرچہ بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہے، اس کی رائے کا اعتبار نہیں، لیکن یہ بھی اس صورت میں ہے کہ حدیث اپنے مفہوم میں نص ہو کہ اس میں دوسرا احتمال نہ ہو، یا اگر مفہوم قطعی نہیں تو کم سے کم رائج احتمال ہو، مرجوح نہ ہو، لیکن جو احتمال کہ

محض فرضی اور مصنوعی ہو اس رائے کے مطابق بھی وہ کیسے لائق شمار ہو سکتا ہے؟ اور جس شخص نے علم مصلح الحدیث میں صرف متاخرین کی کتابوں تک اپنی نظر کو محدود رکھا ہو اس نے اپنی بصارت پر اپنی نظر کے اُفتی کی پٹی باندھ رکھی ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ فتویٰ تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ تین طلاق بلفظ واحد سے تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ بحث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت حضرت عطاء، حضرت عمرو بن دینار، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مجاہد رحمہم اللہ اور دیگر حضرات کے حوالے سے بلکہ خود طاؤس کے حوالے سے بھی گزر چکی ہے۔

اس روایت کے نقل کرنے میں طاؤس منفرد ہیں، اور ان کی یہ روایت دیگر حضرات کی روایت کے خلاف ہے، اور یہ ایسا شذوذ (شاذ ہونا) ہے جس کی وجہ سے روایت مردود ہو جاتی ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا وجہ سے مردود ہو جاتی ہے۔

کراچی کے حوالے سے اوپر گزر چکا ہے کہ ابن طاؤس جو اپنے والد سے اس روایت کو نقل کرتے ہیں انہوں نے اس شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے جو ان کے باپ (طاؤس) کی طرف یہ بات منسوب کرے کہ وہ تین طلاق کے ایک ہونے کے قائل تھے۔

اس روایت کے یہ الفاظ کہ: ابو الصبہا نے کہا یہ انقطاع کے الفاظ ہیں، (یعنی معلوم نہیں کہ طاؤس نے خود ابو الصبہا سے یہ بات سنی یا نہیں؟) اور صحیح مسلم میں بعض احادیث منقطع موجود ہیں۔

نیز ابو الصبہا سے اگر ابن عباس کا مولیٰ مراد ہے تو وہ ضعیف ہے، جیسا کہ امام نسائی نے ذکر کیا ہے، اور اگر کوئی دوسرا ہے تو مجہول ہے۔

نیز حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں: ہات من ہنا تک یعنی ابو الصبہا نے ابن عباس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: لائے! اپنی قابل نفرت اور بُری باتوں میں سے کچھ سنائیے! حضرت ابن عباس کی جلالتِ قدر کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے درجے کا کوئی صحابی بھی ان کو ایسے الفاظ سے مخاطب نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ ان کا غلام ایسی گستاخانہ گفتگو کرے، اور حضرت ابن عباس اس کے ان گستاخانہ خطاب کی تردید بھی نہ کریں۔

اور بریں تقدیر کہ ابن عباس نے اس کو بغیر تردید کے جواب دیا (تو گویا اس حدیث کا قابل نفرت اور بُری باتوں میں سے ہونا تسلیم کر لیا) اندریں صورت یہ روایت خود انہی کے اقرار و تسلیم کے مطابق قبیح اور مردود باتوں میں سے ہوئی، (پھر اس کو استدلال میں پیش کرنے کے کیا معنی؟) اور حضرت ابن عباس کی رخصتوں کا حکم سلف و خلف کے درمیان مشہور ہے، اور امام مسلم کی عادت یہ ہے کہ وہ تمام طرق حدیث کو ایک ہی جگہ جمع کر دیتے ہیں، تاکہ حدیث پر حکم لگانا آسان ہو، اور یہ حدیث کے مرتبے کی تعریف و تشفیص کا ایک عجیب و غریب طریقہ ہے۔

اس حدیث کا اگر زیر بحث مفہوم لیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ نعوذ باللہ حضرت عمر نے محض اپنی رائے سے شریعت سے خروج اختیار کیا، اور حضرت عمر کی عزت و عظمت اس سے بالاتر ہے کہ ایسی بات ان کی جانب منسوب کی جائے۔

نیز اس سے جمہور صحابہ پر یہ تہمت عائد ہوتی ہے کہ وہ نعوذ باللہ اپنے تنازعات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنانے کے بجائے رائے کو حکم ٹھہراتے تھے، اور یہ ایک ایسی شاعت و قباحت ہے جس کو صحابہ کے بارے میں روافض کے سوا کوئی گوارا نہیں

کر سکتا، اور اہل تحقیق کے نزدیک اس شذوذ کا مصدر و انقض ہیں۔

اور یہ سمجھنا کہ: حضرت عمر کا یہ عمل سیاسی تھا، جس کو بطور تعزیر اختیار کرنے کی حضرت عمر کے لئے گنجائش تھی یہ بڑی تہمت ہے، جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دامن پاک ہے۔ آخر ایسا کون ہوگا جو سیاست کے طور پر شریعت کے خلاف بغاوت کو جائز رکھے؟ پس یہ عشرہ کاملہ (پوری دس وجوہ) آخری دو احتمالات میں سے دوسرے احتمال کے باطل ہونے کا فیصلہ کرتی ہیں، لہذا بر تقدیر صحیح حدیث پہلا احتمال متعین ہے، (اور میں ذیل طبقات الحفاظ کی تعلیقات میں بھی اس حدیث کے غلط کو ذکر کر چکا ہوں، جو یہاں کے بیان کے قریب قریب ہے۔ علاوہ ان میں تین کو ایک کہنا (نصاری کا قول ہے) مسلمانوں کے مذہب سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

جعلوا الثلاثة واحدا، لو انصفوا لم يجعلوا العدد الكثير قليلا

انہوں نے تین کو ایک بنا دیا، اگر وہ انصاف کرتے تو عدد و کثیر کو قلیل نہ بناتے۔

حافظ ابن رجب اپنی مذکور الصدر کتاب میں ابن عباس کی اس حدیث پر گفتگو شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پس اس حدیث کے بارے میں ائمہ اسلام کے دو مسلک ہیں، ایک مسلک امام احمد اور ان کے موافقین کا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں کلام ہے، کیونکہ یہ روایت شاذ ہے، طاؤس اس کے نقل کرنے میں متفرد ہیں، اور ان کا کوئی متابع موجود نہیں، کوئی راوی حدیث خواہ بذات خود ثقہ ہو، لیکن ثقہ راویوں کے خلاف اس کا کسی حدیث کے نقل کرنے میں متفرد ہونا حدیث میں ایک ایسی علت ہے جو اس کے قبول کرنے میں توقف کو واجب کر دیتی ہے، اور جس کی وجہ سے روایت شاذ یا منکر بن جاتی ہے، جبکہ وہ کسی دوسرے صحیح طریق سے مروی نہ ہو۔ اور یہ طریقہ ہے معتدین ائمہ حدیث کا، جیسے امام احمد، یحییٰ بن معین، یحییٰ بن قطان، علی بن المدینی وغیرہ۔ اور زیر بحث حدیث ایسی ہے کہ اس کو طاؤس کے سوا حضرت ابن عباس سے کوئی بھی روایت نہیں کرتا، ابن منصور کی روایت میں ہے (ہم اس روایت کی طرف سابق میں اشارہ کر چکے ہیں) کہ: امام احمد نے فرمایا۔

ابن عباس کے تمام شاگرد طاؤس کے خلاف روایت کرتے ہیں۔ (ہم اس کی مثل اثرم) سے بھی اوپر نقل کر چکے ہیں، اور جوزجانی (صاحب البحر) کہتے ہیں: یہ حدیث شاذ ہے، میں نے زبانہ قدیم میں اس کی بہت تتبع تلاش کی، لیکن مجھے اس کی کوئی اصل نہیں ملی۔

اس کے بعد ابن رجب لکھتے ہیں اور جب اُمت کسی حدیث کے مطابق عمل نہ کرنے پر اجماع کر لے تو اس کو ساقط اور متروک العمل قرار دینا واجب ہے، امام عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں کہ: وہ شخص علم میں امام نہیں ہو سکتا جو شاذ علم کو بیان کرے۔ امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ: وہ حضرات (یعنی سلف صالحین) احادیث غریبہ سے کراہت کیا کرتے تھے۔ یزید بن ابی حبیب کہتے ہیں کہ: جب تم کوئی حدیث سنو تو اس کو تلاش کرو، جس طرح گم شدہ چیز کو تلاش کیا جاتا ہے، اگر پہچانی جائے تو ٹھیک، ورنہ اس کو چھوڑ دو۔ امام مالک سے مروی ہے کہ: بدتر علم غریب ہے، اور سب سے بہتر علم ظاہر ہے، جس کو عام لوگ روایت کرتے ہیں۔ اور اس

باب میں سلف کے بہت سے ارشاد مروی ہیں۔

اس کے بعد ابن رجب لکھتے ہیں حضرت ابن عباس جو اس حدیث کے راوی ہیں، ان سے صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے خلاف اکٹھی تین طلاق کے لازم ہونے کا فتویٰ دیا، اور امام احمد اور امام شافعی نے اسی علت کی وجہ سے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے، جیسا کہ ابن قدامہ نے المغنی میں ذکر کیا ہے، اور تنہا ہی ایک علت ہوتی تو اس حدیث کے ساقط ہونے کے لئے کافی تھی، چہ جائیکہ اس کے ساتھ یہ علت بھی شامل ہو کہ یہ حدیث شاذ اور منکر ہے اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ اور قاضی اسماعیل احکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ: طاؤس اپنے فضل و صلاح کے باوجود بہت سی منکر اشیاء روایت کرتے ہیں، من جملہ ان کے ایک یہ حدیث ہے، اور ایوب سے مروی ہے کہ وہ طاؤس کی کثرت خطا سے تعجب کیا کرتے تھے اور ابن عبد البر کہتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت میں طاؤس نے شذوذ اختیار کیا ہے۔

پھر ابن رجب لکھتے ہیں کہ علمائے اہل مکہ ان شاذ اقوال کی وجہ سے طاؤس پر نکیر کیا کرتے تھے جن کے نقل کرنے میں وہ متفرد ہوں۔ اور کراچی ادب القضا میں لکھتے ہیں کہ: طاؤس، ابن عباس سے بہت سے اخبار منکرہ نقل کرتے ہیں، اور ہمدانی رائے یہ ہے واللہ اعلم کہ یہ منکر خبریں انہوں نے عکرمہ سے لی ہیں، اور سعید بن مسیب، عطاء اور تابعین کی ایک جماعت عکرمہ سے پرہیز کرتی ہے۔ عکرمہ، طاؤس کے پاس گئے تھے، طاؤس نے عکرمہ سے وہ کچھ لیا ہے جن کو عموماً وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابوالحسن السبکی کہتے ہیں کہ: پس ان روایات کی ذمہ داری عکرمہ پر ہے، طاؤس پر نہیں۔

اور ابن طاؤس سے کراچی کی روایت ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ: ان کے باپ طاؤس کی طرف یہ جو کچھ منسوب کیا گیا ہے، وہ سب جھوٹ ہے۔ یہ گفتگو تو مسلکِ اول سے متعلق تھی۔ اور دوسرے مسلک کے بارے میں ابن رجب ہی لکھتے ہیں اور یہ مسلک ہے ابن راہویہ کا اور ان کے پیروکاروں کا، اور وہ ہے معنی، حدیث پر کلام کرنا، اور وہ یہ کہ حدیث کو غیر مدخول بہا پر محمول کیا جائے، اس کو ابن منصور نے اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا ہے۔ اور الحوفی نے الجامع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور ابوبکر الاثرم نے اپنی سنن میں اس پر باب باندھا ہے، اور ابوبکر الخلال نے بھی اس پر دلالت کی ہے، اور سنن ابوداؤد میں بروایت حماد بن زید عن ایوب عن غیر واحد عن طاؤس عن ابن عباس یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے کہ آدمی جب اپنی بیوی کو تین طلاق دُخول سے پہلے دیتا تو اس کو ایک ٹھہراتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کے ابتدائی دور میں، پھر جب حضرت عمر نے لوگوں کو دیکھا کہ پے درپے طلاق دینے لگے ہیں تو فرمایا کہ ان کو ان پر نافذ کر دو۔

اور ایوب امام کبیر ہیں، پس اگر کہا جائے کہ وہ روایت تو مطلق تھی تو ہم کہیں گے کہ ہم دونوں دلیلوں کو جمع کر کے یہ کہیں گے کہ وہ روایت بھی قبل الدخول پر محمول ہے۔

یہاں تک مسلکِ ثانی میں ابن رجب کا کلام تھا۔ اور شوکانی نے اپنے رسالہ تین طلاق میں (ابوداؤد کی مندرجہ بالا) اس روایت کو (جس میں طلاق قبل الدخول کا ذکر ہے) بعض افراد عام کی تنصیص کے قبیل سے ٹھہرانے کا قصد کیا ہے، حالانکہ ہم ذکر

کر چکے ہیں کہ اثلاث میں لام کو استغراق پر محمول کرنا صحیح نہیں، لہذا یہ روایت اس قبیل سے نہیں ہوگی۔ اور شوکانی کا یہ کلام محض اس لئے کہ ان کو بہر حال بولتے رہتا ہے، خواہ بات کا نفع ہو یا نہ ہو، بالکل ایسی ہی حالت جس کا ذکر امام زفرؒ نے فرمایا تھا (کہ میں خیف کے ساتھ مناظرہ کرتے ہوئے اسے صرف خاموش ہو جانے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ مناظرہ کرتا رہتا ہوں یہاں تک کہ وہ پگھل ہو جائے، اور پاگل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی مجنونانہ باتیں کرنے لگے جو کبھی کسی نے نہیں کیں)۔

پھر شوکانی کہتے ہیں کہ: طلاق قبل الدخول نادر ہے، پس لوگ کیسے پے در پے طلاقیں دینے لگے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ غصہ ہو گئے؟ میں کہتا ہوں کہ جو چیز ایک شہر میں یا ایک زمانے میں نادر شمار ہوتی ہے وہ بسا اوقات دوسرے زمانے میں اور دوسرے شہر میں نادر نہیں، بلکہ کثیر الوقوع ہوتی ہے، اس لئے شوکانی کا یہ اعتراض بے محل ہے، علاوہ ازیں شوکانی یہ چاہتے ہیں کہ سنن ابوداؤد میں روایت شدہ صحیح حدیث کے حکم کو محض رائے سے باطل کر دیں، (پس یہ درحقیقت انکار حدیث کے جراثیم ہیں)، غالباً اس قدر وضاحت اس بات کو بتانے کے لئے کافی ہے کہ ان لوگوں کے لئے حدیث ابن عباس سے استدلال کی کوئی گنجائش نہیں۔

اب لیجئے حدیث رکانہ! جس سے یہ لوگ تمسک کرنا چاہتے ہیں، یہ وہ حدیث ہے جسے امام احمد نے مسند میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے حدیث بیان کی ہم سے سعد بن ابراہیم نے، کہا: خبر دی ہم کو میرے والد نے، محمد بن اسحاق سے، کہا: حدیث بیان کی مجھ سے داؤد بن حصین نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا۔

رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دی تھیں، پھر ان کو اس پر شدید غم ہوا، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیسے طلاق دی تھی؟ انہوں نے کہا کہ: میں نے تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دیں۔ فرمایا: یہ تو ایک ہوئی، لہذا تم اگر چاہو تو اس سے رجوع کر لو، چنانچہ رکانہ نے اس سے رجوع کر لیا۔

اور مجھے بے حد تعجب ہوتا ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ صحابہ کے زمانے میں تین طلاق اُنت طلاق ثلاثا کے لفظ سے ہوتی ہی نہیں تھی، وہ اس حدیث سے تین کو ایک کی طرف زور کرنے پر استدلال کیسے کرنا چاہتا ہے؟ پس جو تین طلاق کہ مجلس واحد میں اُنت طلاق ثلاثا کے الفاظ سے نہ تو لامحالہ تکرار لفظ کے ساتھ ہوگی، اور تکرار کی صورت میں دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ اس نے تاکید کا ارادہ کیا ہو، دوسرے یہ کہ تین طلاق واقع کرنے کا قصد کیا ہو، پس جب معلوم ہوا کہ اس نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا تو دیائے اس کا قول قبول کیا جائے گا، اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے تین طلاق دیں، اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے طلاق کا لفظ تین بار دہرایا، اور ہو سکتا ہے کہ راوی نے حدیث کو مختصر کر کے روایت یا معنی کر دی ہو۔ علاوہ ازیں یہ حدیث منکر ہے، جیسا کہ امام بھنائس اور ابن ہمام فرماتے ہیں، کیونکہ یہ پختہ کار ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہے، نیز یہ حدیث معلول بھی ہے، جیسا کہ ابن حجر نے تخریج احادیث رافعی (التلخیص الحبیر) میں ذکر کیا ہے، تخریج میں ابن حجر کے الفاظ یہ ہیں۔

حدیث: رکانہ بن عبد یزید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، پس کہا کہ: میں نے اپنی بیوی سہمیہ کو البتہ طلاق دے دی ہے، اور اللہ کی قسم! کہ میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیوی مجھ کو لوٹا دی۔ اس حدیث کو امام شافعی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے تخریج کیا ہے۔ اور انہوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ رکانہ تک

مسند ہے یا مرسل؟ ابو داؤد ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے، اور امام بخاری نے اس کو اضطراب کی وجہ سے معلول کہا ہے، ابن عبد البر نے تمہید میں کہا ہے کہ محدثین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، اور اس باب میں ابن عباس سے بھی روایت ہے (یعنی بلفظ ثلاث، جیسا کہ ہم نے اوپر پوری روایت نقل کر دی ہے) اس کو امام احمد نے اور حاکم نے روایت کیا ہے، اور یہ معلول ہے۔

بلکہ ابن حجر نے فتح الباری میں ان حضرات کی رائے کی تصویب کی ہے کہ (ابن عباس کی مذکورہ بالا حدیث میں) تین کا لفظ بعض راویوں کا تبدیل کیا ہوا لفظ ہے، کیونکہ البتہ کے لفظ سے تین طلاق واقع کرنا شائع تھا، (اس لئے راوی نے البتہ کو تین سمجھ کر تین طلاق کا لفظ نقل کر دیا) اور اہل علم کے اقوال طلاق البتہ کے بارے میں مشہور ہیں۔

اب ہم مسند احمد میں (مذکورہ بالا) حدیث محمد بن اسحاق پر کلام کرتے ہیں تاکہ اس کے منکر اور معلول ہونے کے وجوہ ظاہر ہو جائیں۔ رہا محمد بن اسحاق! تو امام مالک اور ہشام بن عروہ وغیرہ نے طویل و عریض الفاظ میں اس کو کذا اب کہا ہے، یہ صاحب ضعفا سے تدلیس کرتے تھے، اور بیان کئے بغیر اہل کتاب کی کتابوں سے نقل کرتے تھے اور بتاتے نہیں تھے کہ یہ اہل کتاب کی روایت ہے، اس پر قدر کی بھی تہمت ہے، اور لوگوں کی حدیث کو اپنی حدیث میں داخل کر دینے کا بھی اس پر الزام ہے، یہ ایسا شخص نہیں جس کا قول صفات میں قبول کیا جائے، اور نہ احادیث احکام میں اس کی روایت معتبر ہے، خواہ وہ سماع کی تصریح کرے، جبکہ اس کی روایت کے خلاف روایات پے در پے وارد ہوں، اور جس نے اس کی روایت کو قوی کہا ہے تو صرف مغازی میں قوی کہا ہے۔ اس حدیث کی سند میں دوسرا راوی داؤد بن حصین ہے، جو خارجیوں کے مذہب کے داعیوں میں سے تھا، اور اگر امام مالک نے اس سے روایت نہ کی ہوتی تو اس کی حدیث ترک کر دی جاتی، جیسا کہ ابو حاتم نے کہا ہے، اور ابن مدینی کہتے ہیں کہ داؤد بن حصین جس روایت کو عکرمہ سے نقل کرے، وہ منکر ہے، اور اہل جرح و تعدیل کا کلام اس کے بارے میں طویل الذیل ہے، جن حضرات نے اس کی روایت کو قبول کیا ہے تو صرف اس صورت میں قبول کیا جبکہ وہ نکارت سے خالی ہو، پس اس کی روایت ثبوت راویوں کے خلاف کیسے قبول کی جا سکتی ہے؟

اور تیسرا راوی عکرمہ ہے، جس پر بہت سی بدعات کی تہمت ہے، اور سعید ابن مسیب اور عطاء جیسے حضرات اس سے اجتناب کرتے تھے، پس حضرت ابن عباس سے روایت کرنے والے ثقہ راویوں کے خلاف اس کا قول کیسے قبول کیا جائے گا؟ پس جس نے اس روایت کو منکر کہا اس نے بہت ہی صحیح کہا ہے۔ اور امام احمد سے اس قسم کے متن کی تحسین ایسی سند کے ساتھ صحیح نہیں، حالانکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ: طاؤس کی روایت حضرت ابن عباس سے تین طلاق کے بارے میں شاذ اور مردود ہے، جیسا کہ ہم اسحاق بن منصور اور ابوبکر اثرم کے حوالے سے قبل ازیں نقل کر چکے ہیں۔

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں کہ: صحیح تر وہ روایت ہے جس کو ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے کہ: رکانہ نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حلف لیا کہ اس نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اس کو واپس کرادی، اس نے دوسری طلاق حضرت عمر کے زمانے میں اور تیسری حضرت عثمان کے زمانے میں دی۔ اور اسی کی مثل مسند شافعی میں ہے، چنانچہ ابو داؤد کی سند میں نافع بن عجم بن عبد یزید ہے، پس نافع کو ابن حبان نے ثقات

میں ذکر کیا ہے، اگرچہ نافع کو بعض ایسے لوگوں نے مجہول کہا ہے جن کی رجال سے ناواقفیت بہت زیادہ ہے۔ اور اس کے والد کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ کبار تابعین میں ہیں اور ان کے بارے میں کوئی جرح منقول نہیں۔ اور امام شافعی کی سند میں عبد اللہ بن علی بن سائب بن عبید بن عبد یزید ابورکانہ واقع ہے، جس کو امام شافعی نے ثقہ کہا ہے۔ رہے عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانہ، جس کو ابن حزم ذکر کرتے ہیں، ان کی ابن حبان نے توثیق کی ہے۔ علاوہ ازیں تابعین میں یہی کافی ہے کہ ان کو جرح کے ساتھ ذکر نہ کیا گیا ہو، تاکہ وہ جہالت وصفی سے نکل جائیں، صحیحین میں اس نوعیت کے بہت سے رجال ہیں، جیسا کہ الذہبی نے یہ کہتے ہوئے اعتماد کیا ہے کہ آدمی کی اولاد اور اس کے گھر کے لوگ اس کے حالات سے زیادہ واقف ہوا کرتے ہیں۔

حافظ ابن رجب نے ابن جریج کی وہ حدیث ذکر کی ہے، جس میں وہ کہتے ہیں کہ: مجھے خبر دی ہے ابورافع مولیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے بعض نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے (اس سند سے مسند کی روایت کے ہم معنی روایت ذکر کی ہے) اس روایت کو ذکر کر کے حافظ ابن رجب لکھتے ہیں کہ:

اس کی سند میں مجہول راوی ہے، اور جس شخص کا نام نہیں لیا گیا وہ محمد بن عبد اللہ بن ابی رافع ہے، جو ضعیف الحدیث ہے، اور اس کی احادیث منکر ہیں، اور کہا گیا ہے کہ وہ متروک ہے، لہذا یہ حدیث ساقط ہے، اور محمد بن ثور الصنعانی کی روایت میں ہے کہ رکانہ نے کہا: میں نے اس کو طلاق دے دی، اس میں ثلاثا کا لفظ ذکر نہیں کیا، اور محمد بن ثور ثقہ ہیں، بڑے درجے کے آدمی ہیں، نیز اس کے معارض وہ روایت بھی ہے جو رکانہ کی اولاد سے مروی ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی تھی۔

اس سے ابن قیم کے کلام کا فساد معلوم ہو جاتا ہے جو انہوں نے اس حدیث پر کیا ہے، جس صورت میں کہ حدیث رکانہ میں البتہ کی روایت صحیح ہو اس سے جمہور کے دلائل میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، اور جس صورت میں کہ حدیث رکانہ میں اضطراب ہو، جیسا کہ امام ترمذی نے امام بخاری سے نقل کیا ہے، اور امام احمد نے اس کے تمام طرق کو ضعیف قرار دیا ہے، اور ابن عبد البر نے بھی اس کی تضعیف میں امام احمد کی پیروی کی ہے، اس صورت میں حدیث رکانہ کے الفاظ میں کسی لفظ سے بھی استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کے اضطرابات میں سے ایک یہ ہے کہ کبھی روایت کرتے ہیں کہ طلاق دینے والا ابورکانہ تھا، اور کبھی یہ کہ رکانہ کا باپ نہیں بلکہ خود رکانہ تھا، اس اضطراب کو یوں دفع کیا جاسکتا ہے کہ یہ اضطراب تین کی روایت میں ہے، البتہ کی روایت میں نہیں، البتہ کی روایت متن و سند کے اعتبار سے علل سے خالی ہے، اور اگر فرض کر لیا جائے کہ اس میں بھی علت ہے تو (یہ روایت ساقط الاعتبار ہوگی اور) باقی دلائل بغیر معارض کے باقی رہیں گے۔

اور ابن رجب کہتے ہیں ہم امت میں سے کسی کو نہیں جانتے جس نے اس مسئلے میں مخالفت کی ہو، نہ ظاہری مخالفت، نہ حکم کے اعتبار سے، نہ فیصلے کے لحاظ سے، نہ علم کے طور پر، نہ فتویٰ کے طور پر۔ اور یہ مخالفت نہیں واقع ہوئی مگر بہت ہی کم افراد کی جانب سے، ان لوگوں پر بھی ان کے ہم عصر حضرات نے آخری درجے کی نکیر کی، ان میں سے اکثر لوگ اس مسئلے کو مخفی رکھتے تھے، اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔

پس اللہ تعالیٰ کے دین کے اخفاء پر اجماع امت کیسے ہو سکتا ہے، جس دین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

ذریعے نازل فرمایا؟ اور اس شخص کے اجتہاد کی پیروی کیسے جائز ہو سکتی ہے جو اپنی رائے سے اس کی مخالفت کرتا ہو؟ اس کا اعتقاد ہرگز جائز نہیں۔

امید ہے کہ اس بیان سے واضح ہو گیا ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاق کو نافذ کرنا حکم شرعی تھا، جس کی مدد پر کتب و سنت موجود ہیں، اور جو اجماع فقہائے صحابہ کے مقابلے میں ہے، تابعین اور ان سے بعد کے حضرات کا اجماع مزید براں ہے، اور یہ حکم شرعی کے مقابلے میں تعزیری سزا نہیں تھی۔ پس جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تین طلاق کو نافذ کرنے سے خروج کرتا ہے وہ ان تمام چیزوں سے خروج کرتا ہے۔ (مقالہ شیخ حسن کوثری)

3392 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ حَجَّاحٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَيْمَنَ يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ لَهُ طَلَّقَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لِيَرَا جَعَلَهَا" . فَرَدَّهَا عَلَى قَالَ "إِذَا طَهَّرْتَ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ لِيُطْلِقْ" . قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَأْتِيهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ) فِي قُبُلِ عَدَّتِهِنَّ .

☆ ☆ ابو زبیر بیان کرتے ہیں عبد الرحمن بن ایمن نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: ابو زبیر اس بات کو سن رہے تھے (سوال یہ تھا) کہ ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ جو اپنی بیوی کو اس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے؟ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے جواب دیا۔

عبد اللہ بن عمر نے بھی اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی اور وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں تھی یہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس کی بات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا انہوں نے عرض کی: عبد اللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو اس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے چاہیے کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے۔

نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کو میرے پاس واپس بھجوا دیا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: جب وہ پاک ہو جائے گی اس وقت وہ چاہے تو اسے طلاق دیدے اور چاہے تو اپنے ساتھ رہنے دے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

"اے نبی! جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو" تو عدت کے وقت کے آغاز میں انہیں طلاق دو۔

3392 - حر حہ مسلم فی الطلاق، باب تحریم طلاق الحائض بعیر رضاها و امہ لو خالف وقع الطلاق و یومر بجعتھا (الحديث 14) . و اخر حہ ابو داؤد فی الطلاق، باب فی طلاق السنة (الحديث 2185) تحفة الاشراف (7443) .

3393 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَسَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ عِدَّتَيْهِنَّ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔
”اے نبی! جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے حساب سے طلاق دو۔“

☆ ☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے عدت کے ابتدائی وقت میں طلاق دو۔

امام اللغت سید زبیدی طلاق کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عبا میں ہے کہ عورت کی طلاق کے دو معنی ہیں: (۱) نکاح کی گرہ کو کھول دینا (ب) ترک کر دینا چھوڑ دینا۔ لسان العرب میں ہے کہ عثمان اور زید کی حدیث ہے: طلاق کا تعلق مردوں سے ہے اور عدت کا تعلق عورتوں سے ہے۔ (تاج العروس ج ۶ ص ۳۲۵ مطبوعہ المطبعة الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

علامہ ابن نجیم طلاق کا فقہی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الفاظ مخصوصہ کے ساتھ فی الفور یا از روئے مال نکاح کی قید کو اٹھا دینا طلاق ہے۔ الفاظ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو مادہ طلاق پر صراحت یا کنایہ مشتمل ہوں اس میں خلع بھی شامل ہے اور نامردی اور لعان کی وجہ سے نکاح کی قید از روئے مال اٹھ جاتی ہے۔ (البحر الرائق ج ۳ ص ۲۳۵ مطبوعہ مکتبہ ماہدیہ کوئٹہ)

طلاق کی اقسام کا بیان

طلاق کی تین قسمیں ہیں: احسن حسن بدعی۔
طلاق احسن: جن ایام ماہواری سے پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مقاربت بھی نہ کی ہو ان ایام میں صرف ایک طلاق دی جائے اس میں دوران عدت مرد کو رجوع کا حق رہتا ہے اور عدت گزرنے کے بعد عورت بائیں ہو جاتی ہے اور فریقین کی باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

طلاق حسن: جن ایام میں عورت پاک ہو اور مقاربت بھی نہ کی وہ ان ایام میں ایک طلاق دی جائے اور جب ایک ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کے دوسری طلاق دی جائے اور جب دوسری ماہواری گزر جائے تو بغیر مقاربت کے تیسری طلاق دی جائے اس کے بعد جب تیسری ماہواری گزر جائے تو عورت مغلظہ ہو جائے گی اور اب شرعی حلالہ کے بغیر اس سے دوبارہ عقد نہیں ہو سکتا۔

طلاق بدعی: اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) ایک مجلس میں تین طلاقیں دفعہ دی جائیں خواہ ایک کلمہ سے مثلاً تم کو تین طلاقیں دیں یا کلمات متعددہ سے مثلاً کہے تم کو

طلاق دی تم کو طلاق دی (ب) عورت کی ماہواری کے ایام میں اس کو ایک طلاق دی جائے اس طلاق سے رجوع کرنا واجب ہے اور یہ طلاق شمار کی جاتی ہے۔ (ج) جن ایام میں عورت سے مقاربت کی ہو ان ایام میں عورت کو ایک طلاق دی جائے طلاق بدعی کسی صورت میں ہو اس کا دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔ (در مختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۵۷۸-۵۷۹ مطبوعہ استنبول ۱۳۲۷ھ)

صریح لفظ طلاق کے ساتھ ایک یا دو طلاقیں دی جائیں تو یہ طلاق رجعی ہے اور اگر صریح لفظ طلاق نہ ہو کنایہ سے طلاق دی جائے تو یہ طلاق بائن ہے مثلاً طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا: تو میری ماں کی مثل ہے طلاق رجعی میں دوبارہ رجوع کیا جاسکتا ہے لیکن پچھلی طلاقیں شمار ہوں گی اگر پہلے دو طلاقیں دی تھیں تو رجوع کے بعد صرف ایک طلاق کا مالک رہ جائے گا۔ طلاق بائن سے فی الفور نکاح منقطع ہو جاتا ہے لیکن اگر تین سے کم طلاقیں بائن ہوں تو باہمی رضامندی سے دوبارہ عقد ہو سکتا ہے لیکن پچھلی طلاقوں کا شمار ہوگا۔

طلاق کیوں مشروع کی گئی؟

اسلام کا منشاء یہ ہے کہ جو لوگ رشتہ نکاح میں منسلک ہو جائیں ان کے نکاح کو قائم اور برقرار رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے اور اگر کبھی ان کے درمیان اختلاف یا نزاع پیدا ہو تو رشتہ دار اور مسلم سوسائٹی کے ارباب حل و عقد اس اختلاف کو دور کر کے ان میں صلح کرائیں اور اگر ان کی پوری کوشش کے باوجود زوجین میں صلح نہ ہو سکے تو یہ خطرہ ہو کہ اگر یہ بدستور رشتہ نکاح میں بندھے رہے تو یہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے اور نکاح کے مقاصد فوت ہو جائیں گے تو ان کو عدم موافقت اور باہمی نفرت کے باوجود ان کو نکاح میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے اس صورت میں ان کی ان کے رشتہ داروں اور معاشرہ کے دیگر افراد کی بہتری اور مصلحت اسی میں ہے کہ عقد نکاح کو توڑنے کے لیے شوہر کو طلاق دینے سے نہ رد کیا جائے۔ طلاق کے علاوہ عقد نکاح کو فسخ کرنے کے لیے دوسری صورت یہ ہے کہ عورت شوہر کو کچھ دے دلا کر خلع کرائے اور تیسری صورت قاضی کی تفریق ہے اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جن دو مسلمان حکموں کو نزاعی حالت میں معاملہ سپرد کیا گیا ہو وہ نکاح کو فسخ کرنے کا فیصلہ کر دیں۔

صرف ناگزیر حالت میں طلاق دیا جائے۔

قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے کہ اگر شوہر کو بیوی ناپسند ہو پھر بھی وہ اس سے نباہ کرنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) وعاشروہن بالمعروف فان کرہتموہن فمسی ان تکرہوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیرا

کثیرا . . . (نساء: ۱۹)

ترجمہ: اور اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کے ساتھ رہو اور اگر تم کو وہ ناپسند ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

حضرت محارب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹۶ مطبوعہ مطبع مجہائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹۶ مطبوعہ مطبع مجبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

قرآن اور سنت کی ان ہدایات کی روشنی میں شوہر پر یہ لازم ہے کہ اختلاف اور نزاع کی حالت میں حتی الامکان طلاق سے گریز کرے اور اگر طلاق دینا ناگزیر ہو تو صرف ایک طلاق رجعی دے کیونکہ اس کے بعد عدت کے تین ماہ تک اس معاملہ نظر ثانی کا موقع رہے گا ورنہ عدت کے بعد عورت علیحدہ ہو جائے گی آج کل کے لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تین بار کہے بغیر طلاق نہیں ہوتی اس لیے یا تو وہ خود تین طلاقیں دیتے ہیں وکیل اور وثیقہ نویس ان کو تین طلاقیں لکھ دیتے ہیں اور جب طلاق نافذ ہو جاتی ہے تو یہ لوگ پشیمان ہوتے ہیں اور مفتیوں کے پاس جاتے ہیں کہ دوبارہ نکاح یا رجوع کا کوئی حیلہ بتلائیں حتیٰ کہ یہ لوگ حلالہ کی ناگوار صورت کو قبول کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ اس قسم کے حلالہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے لیکن بعد میں بچوں کی در بدری اور دوسرے برے نتائج سے بچنے کیلئے اس وقت فریقین ہر قیمت پر صلح کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ میری تیس سالہ افتاء کی زندگی کا تجربہ ہے۔

صرف مرد کو طلاق کا اختیار کیوں دیا گیا؟

طلاق دینے کا حق مرد کو تفویض کیا گیا ہے حالانکہ عقد نکاح عورت اور مرد دونوں کی باہمی رضامندی سے وجود میں آتا ہے تو پھر عورت کو یہ اختیار کیوں نہیں ہے کہ وہ بھی جب چاہے اس عقد کو ختم کر دے؟

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ عورت مغلوب الغضب ہوتی ہے اور اس کو جلد غصہ آتا ہے اگر طلاق دینے کا معاملہ عورت کے اختیار میں ہوتا تو وقوع طلاق کی شرح دو چند سے بھی زیادہ بڑھ جاتی۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ عورت کے مطالبہ اور اس کی ضد پر شوہر طلاق دیتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مرد کے مقابلہ میں عورت کی قوت فیصلہ کمزور ہوتی ہے خصوصاً حیض کے ایام میں عورت ذہنی اضطراب میں مبتلا ہوتی ہے اور ان ایام میں اس کا ذہن منتشر اور مزاج جڑ جڑا ہوا جاتا ہے اس لیے اگر طلاق دینے کا معاملہ عورت کے سپرد کیا جاتا تو شرح طلاق زیادہ ہو جاتی اور اکثر بھٹے بستے گھروں میں ہو جاتے تیسری وجہ یہ ہے کہ عورتیں ناقص العقول ہوتی ہیں جیسا صحیح بخاری صحیح مسلم جامع ترمذی سنن ابن ماجہ سنن ابوداؤد مسند احمد بن حنبل اور مستدرک۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۳۴۔ ج ۱ ص ۹۷۔ ج ۱ ص ۱۳۱۔ ج ۱ ص ۲۶۱۔ ج ۱ ص ۲۶۳۔ مسلم ج ۱ ص ۶۰۔ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۸۷۔ ترمذی ج ۱ ص ۱۳۷۔ ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۸۹۔ مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۶۷۔ مستدرک ج ۲ ص ۱۹۰۔)

میں اس کی تصریح ہے اور فسخ نکاح کا معاملہ ناقص العقول کے سپرد کرنے کے لائق نہیں ہے۔ طلاق کا معاملہ مرد کو مفوض کرنے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ چونکہ مرد اپنا مال خرچ کر کے حقوق زوجیت حاصل کرتا ہے اس لیے ان حقوق سے دست کش ہو نیکا اختیار بھی اسی کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنا روپیہ خرچ کر کے کوئی چیز حاصل کرتا ہے وہ اس چیز کو آخری حد تک رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور صرف اس وقت اس چیز کو چھوڑتا ہے جب اس کو چھوڑنے کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے۔ اس کے برخلاف حقوق زوجیت کو قائم کرنے میں عورت کو کوئی محنت کرنی پڑتی ہے نہ پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے اس لیے اگر طلاق کی باگ ڈور عورت کے ہاتھ میں دے دی جاتی تو عورت کو طلاق واقع کرنے میں اس قدر سوچ و بچار اور تامل کی ضرورت نہ

ہوتی۔ علاوہ ازیں یہ اقدام عدل و انصاف کے بھی خلاف ہوتا۔

طلاق میں عورت کی رضامندی کا اعتبار کیوں نہیں ہے؟

یہ ٹھیک ہے کہ بعض اوقات عورت طلاق لینا نہیں چاہتی اور اپنے بچوں کے مستقبل کی خاطر وہ اپنے شوہر کے نکاح میں ہی رہنا چاہتی ہے لیکن مرد بد مزاج اور ظالم ہوتا ہے اور عورت کی مرضی کے خلاف وہ اس کو طلاق دیتا ہے ایسی صورت میں بعض عورتیں یہ کہتی ہیں کہ جب نکاح کے عقد میں اس کی مرضی کا دخل ہے تو طلاق میں اس کی رضامندی کا دخل کیوں نہیں ہے؟ اور اس کی مرضی کے بغیر طلاق کیوں مؤثر قرار دی جاتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عقد کو بھی قائم کرنے کے لیے فریقین رضامندی ضروری ہے۔ (مثلاً وکالت اجارت مضاربت وغیرہ) لیکن عقد کو فسخ کرنے کے لیے دونوں فریقوں کی رضامندی ضروری نہیں ہوتی کوئی ایک فریق بھی دوسرے کی مرضی کے خلاف عقد توڑ سکتا ہے اس لیے اگر کوئی شخص کسی عورت کو اپنے نکاح میں رکھنے پر آمادہ نہ ہو اور اس کے ساتھ عمل زوجیت پر تیار نہ ہو تو اس سے بہ زور یہ عمل نہیں کرایا جاسکتا نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تم خواہی نخواہی اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھو اور اس کو خرچ دیتے رہو اور چونکہ ازدواجی زندگی کا گاڑی میں اہم رول مرد ادا کرتا ہے کیونکہ عمل زوجیت اور نفقہ کی ادائیگی میں مرد فاعل ہوتا ہے اور عورت اس کے فعل کی محل یا منفعل ہوتی ہے۔ اس لیے عقد نکاح کو قائم رکھنے یا اس کو فسخ کرنے کا اختیار بھی صرف مرد کو دیا گیا ہے۔

خلع:

طلاق کو مرد کے اختیار میں دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وقوع طلاع میں عورت کا بالکل دخل نہیں ہے عورت کو خلع کا اختیار دیا گیا ہے اگر عورت کو مرد کی شکل و صورت پسند نہ ہو یا کسی اور طبعی نامناسبیت کی وجہ سے وہ مرد کو ناپسند کرتی ہو تو وہ اپنا مہر چھوڑ کر یا کچھ اور دے دلا کر شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

سید محمد قطب شہید لکھتے ہیں: امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس ابن شماس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ثابت کے خلع اور اس کے دین کے بارے میں کوئی حرف گیری نہیں کرتی لیکن میں اسلام کے بعد کفر (ناشکری یا شوہر کے حقوق کو ادا نہ کرنا) کو ناپسند کرتی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس کا باغ واپس کر دو گی؟ (ثابت نے ان کو مہر میں باغ واپس کر دو گی؟) (ثابت نے ان کو مہر میں باغ دیا تھا) انہوں نے کہا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا: باغ لے لو اور اس کو طلاق دے دو

(فی علل القرآن ج ۲ ص ۱۹۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ)

اس حدیث کی روشنی میں یہ ہونا چاہئے کہ جب کسی عورت کو کسی طبعی ناہمواری کی وجہ سے شوہر ناپسند ہو اور یہ نفرت اس قدر بڑھ جائے کہ وہ اس نفرت کی وجہ سے شوہر کے حقوق ادا نہ کر سکے تو پھر وہ قاضی اسلام سے رجوع کرے اور قاضی مہر واپس کر کے شوہر سے طلاق دلا دے یا در ہے کہ یہاں قاضی شوہر سے طلاق دلوائے گا از خود نکاح فسخ نہیں کرے گا۔

قاضی اور حکمین کی تفریق کا بیان

طلاق دینا مرد کے اختیار میں ہے لیکن اگر مرد عورت پر تعدی اور ظلم کرتا ہے اور اس کو طلاق نہیں دیتا تو عورت کو حق ہے کہ وہ عدالت سے نکاح فسخ کرا لے اور مذہب مالکیہ کے مطابق یہ تفریق نافذ ہو جائے گی اسی طرح اگر خاوند تنگ کرنے کیلئے عورت کو نفقہ دے نہ طلاق دے تب بھی عورت عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے اگر کسی نو جوان عورت کا خاوند پاگل ہو جائے اور ٹھیک نہ ہو سکے یا کسی اور ناقابل علاج بیماری میں مبتلا ہو جائے اور حقوق زوجیت ادا نہ کر سکے تب بھی عورت عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے اگر کسی نو جوان عورت کا خاوند کسی جرم کی وجہ سے لمبی مدت کے لیے سزایاب ہو یا اس کو عمر قید ہو جائے تب بھی عورت عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے اگر کسی نو جوان عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور عورت کے گزر بسر کا ذریعہ نہ ہو تو بھی عورت عدالت تحقیق کے بعد فی الفور تفریق کر دے گی۔ اگر عورت اور مرد میں اختلاف ہو اور حکمین کو مقرر کر لیں اور حکمین تفریق کا فیصلہ کر دیں تو تفریق ہو جائے گی۔ یہ تمام صورتیں امام مالک کے نزدیک جائز ہیں اور فقہاء احناف نے تصریح کی ہے کہ ضرورت کے وقت امام مالک کے مذہب پر عمل درست ہے اور یہ بھی تصریح ہے کہ قاضی اپنے اجتہاد سے مذہب غیر کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے اور اس پر عمل صحیح ہے ان تمام امور کی بحوالہ مکمل مفصل اور مدلل بحث ہم نے شرح صحیح مسلم جلد ثالث باب ۴۰۴ (۱۱۲۱-۱۰۹۲) میں بیان کر دی ہے۔

تین طلاقیں کی تحدید کی وجوہات مصالح اور حکمتوں کا بیان

اسلام نے صرف تین طلاقیں کی گنجائش رکھی ہے پہلی اور دوسری طلاق دینے کے بعد مرد کو اس طلاق سے رجوع کرنے کا اختیار ہے لیکن تیسری طلاق دینے کے بعد مرد کو رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہے اب اگر وہ مرد اور عورت پھر چاہیں تو اس کے سوال اور کوئی صورت نہیں ہے عورت عدت گزارنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کرے نکاح کرنے کے بعد وہ شخص اس سے عمل زوجیت (صحبت) کرے اور پھر اپنی مرضی سے جب اس کو طلاق دے دے تو پھر وہ عورت اس کی عدت گزار کر پہلے شوہر کے نکاح میں جاسکتی ہے ظاہر ہے کہ یہ ناگوار اور مشکل صورت ہے اس لیے مرد کو تیسری طلاق دینے سے پہلے اچھی طرح سوچ و بچار اور غور و فکر کرنا چاہیے تاکہ بعد میں پریشانی اور پچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے اور رو دھو کر مفتیوں سے حیلے نہ پوچھے جائیں اور اپنا مذہب چھوڑ کر غیر مقلدیت کے دامن میں پناہ لینے کی ضرورت نہ پڑے اسلام نے اسی لیے بیک وقت تین طلاقیں دینے سے روکا ہے اور اس فعل کو معصیت اور گناہ قرار دیا ہے۔

سنت کے مطابق اور احسن طریقے سے طلاق دینے کے فوائد کا بیان

جب کوئی شخص سنت کے مطابق صحیح طریقہ سے عورت کی پاکیزگی کے ان ایام میں جن میں اس نے جماع نہ کیا ہو صرف ایک طلاق دے گا اور دوسری طلاق کے لیے اگلی پاکیزگی کے ایام تک رکا رہے گا جو تقریباً ایک ماہ کے برابر ہیں تو اس عرصہ میں وہ اس معاملہ پر سودفعہ سے زیادہ غور کرے گا اور گمان غالب ہے کہ اس کی رائے بدل جائے گی (کیونکہ میں تیس سالہ افتاء کی زندگی میں بارہا دیکھ چکا ہوں کہ کل شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اور آج وہ دوڑا چلا آ رہا ہے کہ کوئی حیلہ بتلائیں کہ نکاح قائم رہ سکے۔ جب

ایک دن میں رائے بدل جاتی ہے حالات بدل جاتے ہیں تو ایک ماہ میں تو بہت گنجائش ہے (اگر بیوی یا اس کے غلط طرز عمل کی وجہ سے یہ اختلاف کی صورت پیدا ہوئی ہے تو ایک ماہ میں اس کے طرز عمل میں تبدیلی یا مطالبہ طلاق ترک کر دینے کا غالب امکان ہے اس طرح دوسری طلاق پڑنے کا خطرہ ٹل جائے گا اور تیسری طلاق کی نوبت نہیں آئے گی جب کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق احسن طریقہ یہ ہے کہ زمانہ طہر میں بشرط عدم مجامعت صرف ایک طلاق دی جائے اور عدت کے پورے زمانہ میں دوبارہ طلاق نہ دی جائے اور عدت کے اس تین ماہ میں طلاق سے رجوع کرنے کا زیادہ موقع رہے گا اور بالفرض رجوع نہیں کیا اور عدت گزر گئی اور عورت بائسنہ ہو گئی اور بعد میں حالات سازگار ہوئے تو اب دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش ہے اور کسی حلالہ کی ضرورت نہیں ہے جب کہ تین طلاقیں دینے کے بعد یہ گنجائش نہیں رہتی۔

طلاق کی تدریج میں مرد کی اور تحدید میں عورت کی رعایت ہے۔

تین طلاق کی تحدید سے دراصل عورت کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے کیونکہ اگر طلاق میں کوئی تحدید نہ ہوتی تو عورت کی گلو خلاصی کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ زمانہ جاہلیت میں مرد عورت کو طلاق دیتا اور عدت پوری ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا پھر طلاق دے دیتا اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا تھا۔

امام رازی نے الطلاق مرتان کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر یہ شکایت کی کہ اس کا شوہر اس کو بار بار طلاق دیتا ہے اور پھر رجوع کر لیتا ہے جس کی وجہ سے اس کو ضرر ہوتا ہے۔ اس پر موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(آیت) الطلاق مرتن فامساك بمعروف او تسريع باحسان۔ (البقرہ: ۲۲۹)

ترجمہ: دوبارہ طلاق دینے کے بعد دستور کے مطابق عدت میں روکنا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(آیت) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا ان ظنا ان يقيما حدود الله۔ (البقرہ: ۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اسے (تیسری) طلاق دے دی تو وہ عورت اس (تیسری طلاق) کے بعد اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ (وہ عورت) اس کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے پھر اگر (دوسرا خاوند) اس کو طلاق دے دے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ (دوسرا خاوند کی عدت گزارنے کے بعد) وہ آپس میں رجوع کر لیں اگر وہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔

ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے نتائج کا بیان

چونکہ تیسری طلاق آخری حد ہے اور اس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں ہے اس لیے تیسری طلاق دینے سے پہلے بہت سوچ و بچار اور غور و خوض کرنا چاہیے اور اس آخری قدم اٹھانے سے پہلے دوستوں اور رشتہ داروں سے مشورہ بھی کر لینا چاہیے اور یہ اسی وقت

ہو سکتا ہے جب اسلام کی ہدایت کے مطابق طلاق وقفہ وقفہ سے دی جائے اگر ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دے دی گئیں تو پھر بعد میں پریشانی اور پشیمانی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوگا اس لیے بکثرت احادیث اور آثار میں بیک وقت تین طلاقیں دینے کو معصیت اور گناہ فرمایا ہے لیکن اگر کسی شخص نے بد قسمتی سے معصیت کا ارتکاب کر کے ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو اس کو اب صبر و استقامت اور حوصلہ سے اس اقدام کے نتیجہ اور انجام کا سامنا کرنا چاہیے اور اپنے ہاتھوں کی ہوئی اس علیحدگی کو قبول کر لینا چاہیے۔ حلالہ کا مکروہ حیلہ اختیار کرے نہ غیر مقلد مولویوں کے خلاف شرع فتویٰ پر عمل کرنے کے لیے در بدر مارا مارا پھرے کیونکہ تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا عقل اور درایت کے بھی خلاف ہے اور قرآن اور حدیث کے بھی خلاف ہے۔ عددی معاملات میں یہ کہیں نہیں ہوتا کہ کوئی شخص تین یا پانچ یا دس عدد کو ایک عدد قرار دے اور اگر کوئی شخص دس روپوں کو ایک روپیہ قرار دے تو یہ منطق اور قانون دونوں کے خلاف ہے پھر تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیتے وقت ان لوگوں کی منطق کہاں رخصت ہو جاتی ہے۔ آئندہ مباحث میں ہم ان شاء اللہ ایک مجلس کی تین طلاقوں پر گفتگو کریں گے۔ پہلے ہم ایک مجلس کی تین طلاقوں کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف فقہاء بیان کریں گے پھر تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے پر غیر مقلدین کے دلائل پیش کر کے ان کا جائزہ لیں گے اس کے بعد قرآن مجید احادیث آثار صحابہ اور اقوال تابعین کی روشنی میں جمہور فقہاء اسلام کا یہ موقف پیش کریں گے کہ اگر کسی شخص نے بد قسمتی سے معصیت کا ارتکاب کر کے ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو وہ بہر حال نافذ ہو جائیں گی۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں: بیک وقت تین طلاقیں دے کر عورت کو بدر کر دینا نصوص صریحہ کی بناء پر معصیت ہے۔ علماء امت کے درمیان اس مسئلہ میں جو کچھ اختلاف ہے وہ صرف اس امر میں ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی کے حکم میں ہیں یا تین طلاق مغلطہ کے حکم میں لیکن اس کے بدعت اور معصیت ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔

حالانکہ امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے وہ بیک وقت تین طلاقوں کو بدعت اور گناہ نہیں مباح کہتے ہیں اور امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ نے مذہب فقہاء کی تحقیق کیے بغیر یہ لکھ دیا ہے۔

(حقوق الزوجین ص ۱۵۰ مطبوعہ ادارۃ ترجمان لاہور بانیسویں پارہ ۱۹۸۶ء)

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے حکم میں جمہور کا موقف کا بیان

جمہور علماء اہل سنت کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقعی ہو جاتی ہیں۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: امام شافعی امام مالک امام ابوحنیفہ اور قدیم و جدید جمہور علماء کے نزدیک یہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

(شرح مسلم ج ۸ ص ۴۷۸ مطبوعہ نور محمد اصح الطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جس شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں وہ واقع ہو جائیں گی خواہ دخول سے پہلے دی ہوں یا دخول کے بعد۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہی نظریہ ہے اور بعد کے تابعین اور ائمہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(علامہ ابو محمد عبداللہ بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ السنن ج ۷ ص ۲۸۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

قاضی ابن رشد، لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (بدایۃ المجتہد ج ۲ ص ۳۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ الحسکفی لکھتے ہیں کہ بار بار لفظ طلاق کا تکرار کرنے سے تمام طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور اگر طلاق دینے والا تاکید کی نیت کرے تو اس کا دیا نہ اعتبار ہوگا۔ (علامہ علاؤ الدین الحسکفی لکھی متونی ۱۰۸۸ھ در مختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۲ ص ۶۳۲ مطبوعہ استنبول ۱۳۲۷ھ) (یعنی قضاء اعتبار نہیں ہوگا)

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں میں شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کا موقف کا بیان

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اگر کسی شخص نے ایک طہر میں ایک لفظ یا متعدد الفاظ کے ساتھ تین طلاقیں دیں مثلاً کہا کہ تم کو تین طلاقیں یا کہا کہ تم کو طلاق ہے تم کو طلاق ہے یا کہا: تم کو تین طلاقیں یا دس طلاقیں یا سو طلاقیں یا ہزار طلاقیں اس قسم کی عبارات میں متقدمین اور متاخرین علماء کے تین نظریات ہیں ایک اور چوتھا قول بھی ہے جو محض من گھڑت اور بدعت ہے پہلا قول یہ ہے کہ یہ طلاق مباح اور لازم ہے یہ امام شافعی کا قول ہے۔ امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے۔ یہ قول متقدمین میں بکثرت صحابہ اور تابعین سے منقول ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ طلاق حرام ہے لیکن اس سے صرف ایک طلاق لازم آتی ہے یہ قول صحابہ میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود سے بھی مروی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دو قول ہیں تابعین اور بدعتیوں میں سے طاؤس خلاص بن عمرو محمد بن اسحاق سے منقول ہے داؤد اور ان کے اکثر اصحاب کا یہی قول ہے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین اور ان کے بیٹے جعفر بن محمد کا بھی یہی قول ہے اسی وجہ سے شیعہ حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے بعض اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔ چوتھا قول بعض معتزلہ اور بعض شیعہ کا ہے وہ یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے سے کوئی طلاق نہیں پڑتی سلف صالحین میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں تھا اور تیسرا قول ہی وہ ہے جس پر کتاب و سنت سے دلائل موجود ہیں۔

(مجموع الفتاویٰ ج ۲۳ ص ۷۰۹ مطبوعہ دار فہد بن عبدالعزیز آل سعود)

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں کہ بیک وقت تین طلاقوں کے وقوع کے بارے میں چار مذاہب ہیں پہلا مذہب یہ ہے کہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یہ قول ائمہ اربعہ جمہور تابعین اور بکثرت صحابہ کا ہے (رضی اللہ عنہم) دوسرا مذہب یہ ہے کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ مردود ہے کیونکہ یہ بدعت محرمہ ہے اور بدعت اس حدیث کی وجہ سے مردود ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایسا عمل کیا جو ہمارے دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔ اس مذہب کو ابو محمد بن حزم نے بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام احمد نے فرمایا: یہ باطن ہے اور رافضیوں کا قول ہے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ اس سے ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے یہ مذہب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے جیسا کہ امام ابو داؤد نے ذکر کیا ہے امام احمد نے کہا: یہ ابن اسحاق کا مذہب ہے وہ کہتے ہیں کہ جو شخص سنت کی مخالفت کرے اس کو سنت کی طرف لوٹانا چاہیے۔ (تابعین میں سے) طاؤس اور عکرمہ کا بھی یہی قول ہے اور شیخ ابن تیمیہ کا بھی یہی نظریہ ہے چوتھا مذہب یہ ہے کہ مدخول بہا اور غیر مدخول بہا میں فرق ہے مدخول بہا کو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں

اور غیر مدخول بہا کو ایک طلاق واقع ہوتی ہے یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کا ہے اور اسحاق بن راہویہ کا بھی یہی مسلک ہے (زاد المعارج ۳ ص ۵۳ مطبوعہ مکتبۃ البابا واولادہ مصر)

بیک وقت دی گئی طلاقوں میں علماء شیعہ کا موقف کا بیان

جیسا کہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے بعض شیعہ کا موقف یہ ہے کہ اگر بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (شرائع الاسلام ج ۲ ص ۵۷)

اور جمہور شیعہ کا مذہب یہ ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے۔ شیخ ابو جعفر کلینی روایت کرتے ہیں:

زادہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی ایک علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس یا متعدد مجالس میں تین طلاقیں دیں درآں حالیکہ وہ عورت حیض سے پاک تھی؟ انہوں نے کہا: یہ ایک طلاق ہوگئی۔

(الفرع من الکافی ج ۶ ص ۷۱۔ مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ ایران)

عمر بن براء کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ سے کہا کہ ہمارے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص جب اپنی بیوی کو ایک طلاق دے یا سوطا قیں دے تو صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور ہمیں آپ سے اور آپ کے آباء علیہم السلام سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب کوئی شخص ایک بار طلاق دے یا سوبار طلاق دے تو وہ ایک طلاق ہوتی ہے۔ ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے کہا: مسئلہ اسی طرح ہے جس طرح تمہیں پہنچا ہے۔ (الفرع من الکافی ج ۶ ص ۷۱ مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ ایران)

تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے پر شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کے دلائل کا بیان

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (آیت) الطلاق مرتان اس سے معلوم ہوا کہ وہ طلاق رجعی جس میں طلاق کے بعد رجوع کیا جاتا ہے ایک بار دینے کے بعد دوسری مرتبہ دی جاتی ہے جیسے کسی شخص نے کہا: جاؤ دو بار تسبیح کرو یا تین بار تسبیح کرو یا سو بار تسبیح کرو اس پر عمل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اتنی بار تسبیح کرے کہ یہ عدد پورا ہو جائے مثلاً کہے: سبحان اللہ سبحان اللہ تو یہ دو بار ہوگا اور اگر اس نے کہا: دو بار سبحان اللہ (سبحان اللہ مرتان) یا سو بار سبحان اللہ (سبحان اللہ مائة مرة) کہا تو یہ ایک تسبیح شمار کی جائے گی علیٰ ہذا القیاس جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تمہیں دو طلاقیں یا تمہیں تین طلاقیں یا تمہیں دس طلاقیں یا تمہیں ہزار طلاقیں تو یہ ایک طلاق شمار کی جائے گی۔ اس کو واضح کرنے کے لیے شیخ ابن تیمیہ نے ایک مثال دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع فرمایا ہے کہ نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہا جائے اب اگر کوئی شخص کہے: سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر عدد خلقتہ (اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر) تو یہ صرف ایک تسبیح شمار کی جائے گی۔

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ہمارے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں دی ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تین طلاقیں لازم کر دی ہوں اس بارے میں کوئی حدیث صحیح یا احسن مروی نہیں ہے اور نہ کسی مستند کتاب میں کوئی ایسی حدیث نقل کی گئی ہے اس سلسلے میں جتنی احادیث نقل کی گئی ہیں وہ سب ائمہ

حدیث کی تصریح کے مطابق ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں بلکہ صحیح مسلم اور دیگر سنن اور مسانید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور حضرت ابو بکر کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاقیں کو ایک شمار کیا جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے اس کام میں عجلت کرنی شروع کر دی ہے جس میں انہیں مہلت دی گئی تھی اگر ہم ان پر یہ تین طلاقیں نافذ کر دیں تو بہتر ہوگا پھر آپ نے یہ تین طلاقیں نافذ کر دیں اس سلسلے میں دوسری حدیث یہ ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر سخت غمگین ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوال کیا: تم نے کس طرح طلاق دی تھی؟ انہوں نے کہا: میں نے تین طلاقیں دی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ایک مجلس میں؟ انہوں نے کہا: جی آپ نے فرمایا: یہ ایک طلاق ہوئی ہے اگر تم چاہو تو اس سے رجوع کر سکتے ہو۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ پھر حضرت رکانہ نے رجوع کر لیا شیخ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ استفسار فرمایا: ایک مجلس میں؟ اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں نہ دی جائیں تو پھر وہ ایک نہیں قرار دی جاتیں اور جب ایک مجلس میں تین طلاقیں دی جائیں تو وہ ایک قرار دی جائے گی حضرت رکانہ کی یہ حدیث شیخ ابن تیمیہ نے مسند احمد کے حوالے سے بیان کی ہے۔

(مجموع الفتاویٰ ج ۳۳ ص ۱۴۱۔ مطبوعہ بامرفہد بن عبد الحزین)

شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کے دلائل کے جوابات کا بیان

شیخ ابن تیمیہ نے الطلاق مرتبان سے یہ استدلال کیا ہے کہ ہر طلاق الگ الگ دی جائے تب وہ متعدد طلاقیں متصور ہوں گی اور اگر کسی نے کہا: تم کو تین طلاقیں تو چونکہ یہ طلاق ایک بار دی گئی ہے اس لیے یہ ایک طلاق ہی شمار ہوگی۔

شیخ ابن تیمیہ کا یہ استدلال خود انہیں بھی مفید نہیں ہے کیونکہ اس استدلال کا یہ تقاضا ہے کہ کسی شخص نے ایک بار مجلس میں تین بار کہا: میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی تو یہ تین طلاقیں واقع ہونی چاہئیں کیونکہ یہ تین بار دی گئی ہیں حالانکہ شیخ کے نزدیک یہ بھی ایک طلاق ہے جیسا کہ اس سے پہلے باحوالہ گزر چکا ہے۔

زنا کی شہادات اور قسامت کی قسموں پر قیاس کے جوابات کا بیان

شیخ ابن تیمیہ نے زنا کی چار شہادتوں اور قسامت کی پچاس قسموں سے بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں کو ایک طلاق قرار دینے پر استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں چار بار گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے زنا کیا ہے تو اس کی یہ گواہی مردود ہوگی جب تک چار آدمی الگ الگ گواہی نہ دیں اسی طرح اگر ایک آدمی یہ کہے کہ میں پچاس قسمیں کھاتا ہوں کہ میں قتل کیا نہ قاتل دیکھا ہے تو اس کی یہ قسم معتبر نہیں ہوگی جب تک کہ پچاس آدمی الگ الگ قسمیں نہ کھائیں اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں تم کو تین طلاقیں دیتا ہوں تو یہ تین طلاقیں بھی معتبر نہیں ہوں گی جب تک کہ وہ الگ الگ تین طلاقیں نہ دے۔

(زاد العاد ج ۳ ص ۵۵ مطبوعہ مصلیٰ البابا داودادہ مصر ۱۳۶۹ھ)

اس استدلال کا ایک جواب تو یہی ہے کہ یہ دلیل خود شیخ ابن تیمیہ کو بھی مفید نہیں ہے کیونکہ اس دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مجلس

میں اگر تین بار الگ الگ تین طلاقیں دی جائیں تو وہ واقع ہو جاتی چاہئیں حالانکہ ان کے نزدیک ایک مجلس میں الگ الگ تین طلاقیں دی جائیں تو وہ بھی واقع نہیں ہوتیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ زنا کی شہادت اور قسامت پر طلاق کا قیاس درست نہیں ہے کیونکہ جو شخص یہ کہے کہ میں زنا کی چار گواہیاں دیتا ہوں یا میں قتل نہ کرنے کی پچاس قسمیں کھاتا ہوں اس کی گواہی اور قسم مطلقاً مردود ہے برخلاف طلاق کے کیونکہ جو شخص کہے: میں تم کو تین طلاقیں دیتا ہوں اس کی طلاق ان کے نزدیک بھی مطلقاً مردود نہیں ہے بلکہ ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ یہ دوسرا جواب علامہ آلوسی کی عبارت سے مستفاد ہے۔

علامہ آلوسی نے اس استدلال کے جواب میں لکھا ہے کہ شہادت لعان اور رجم جرات پر طلاق کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے دونوں کے احکام الگ الگ ہیں اور ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا علاوہ ازیں طلاق کا معاملہ حلت اور حرمت سے ہے اور اس میں احتیاط یہی ہے کہ جو تین طلاقیں بیک وقت دی گئی ہیں اور واقع مان لی جائیں۔

(علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۲ھ روح المعانی ج ۲ ص ۱۳۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اور یہ مسلم اصول ہے کہ جب اباحت اور تحریم میں تعارض ہو تو تحریم کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں کو شیخ ابن تیمیہ اور ابن کے موافقین ایک طلاق دے کر نکاح کو مباح کہتے ہیں اور جمہور ان تین طلاقیں کو تین ہی شمار کر کے نکاح کو حرام کہتے ہیں اور اس اصول کے مطابق جمہور کے قول کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ اباحت اور تحریم کے تعارض میں تحریم ہی کو ترجیح دی جاتی ہے۔

تسبیح فاطمہ پر قیاس کے جوابات کا بیان

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ: حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر خاتون جنت سے فرمایا تھا کہ بیٹی نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد اور ۲۳ بار اکبر پڑھا کر وہ لوٹد یوں سے بہتر ہے اب اگر کوئی شخص سبحان اللہ تینتیس بار (ایک دفعہ) کہہ دے تو کیا وہ اس اجر و ثواب کا مستحق ہوگا؟ ۲-۲ (پیر محمد کرم شاہ الازہری دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۹ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۸۹ء) (پیر صاحب اس سے یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ایک مرتبہ تین طلاقیں کہنے طلاق واقع نہیں ہوتیں)

یہ دلیل سب سے شیخ ابن تیمیہ نے قائم کی تھی اس کے بعد شیخ ابن تیمیہ کے قبضین مزید مثالوں کے ساتھ اس کو نقل کرتے چلے گئے ہیں ہم اس دلیل کے چار جواب بیان کر چکے ہیں کہ یہ استدلال ان حضرات کو بھی مفید نہیں ہے کیونکہ ایک مجلس میں کلمات متعددہ سے تین بار تین طلاقیں دی جائیں تو اس دلیل کے اعتبار سے وہ نافذ ہونی چاہئیں حالانکہ یہ لوگ اس کو بھی تین طلاق نہیں مانتے بلکہ ایک طلاق کہتے ہیں دوسرا یہ کہ جب اباحت اور تحریم میں تعارض ہو تو ترجیح تحریم کی ہوتی ہے تیسرا جواب ہم نے علامہ آلوسی سے نقل کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ مثلاً یوں کہہ دے کہ سو بار سبحان اللہ تو اس حدیث پر عمل نہیں ہوگا اور یہ تسبیح فاطمہ نہیں ہوگی اور وہ اس کے اجر کا مستحق نہیں ہوگا اس کے برخلاف کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تم کو تین طلاقیں تو آپ بھی یہ تو مانتے ہیں کہ ایک طلاق ہو جائے گی اس لیے یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ علامہ آلوسی نے جو دوسرا جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین طلاقیں کو ایک طلاق قرار دینا حرام کو حلال کرنا ہے اس لیے اس قسم کی تکبندیوں اور ڈھکوسلوں سے اللہ اور رسول کے حرام کردہ کو حلال نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر عہد رسالت کے معمول کو بدلنے کے الزام کے جوابات:

شیخ ابن تیمیہ اور ان کے موافقین کی دوسری دلیل: صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے عہد میں بیک وقت دی گئی تین طلاقیں کو ایک طلاق قرار دیا جاتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اگر ان کو تین طلاق ہی قرار دیا جائے تو پھر انہوں نے ایسا ہی کر دیا جس طرح شیخ ابن تیمیہ اور اس کے موافقین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی صریح مخالفت کی اور تمام صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو قبول کر لیا اگر اس بات کو مان لیا جائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے دور میں فوت ہونے والے صحابہ کے علاوہ کوئی صحابی اس قائل نہیں رہے گا کہ اس کے دین پر اعتماد کیا جائے اور اس کی روایت کو قبول کیا جائے یہی وجہ ہے کہ جمہور فقہاء اسلام نے اس حدیث کا ظاہر معنی نہیں لیا اور اس حدیث کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔ (حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری محقق سنی حنفی عالم ہیں اس مسئلہ میں ان کی رائے ائمہ اربعہ کے متفق علیہ موقف سے مختلف ہے تاہم ہماری معلومات کے مطابق انہوں نے اس رائے پر فتویٰ نہیں دیا لیکن چونکہ غیر مقلد حضرات ان کا رسالہ مسلسل چھاپ رہے ہیں اس لیے ہم نے ان کے دلائل کا جواب ضروری سمجھا تا کہ عوام اہل سنت ان کے حوالے سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ (غلام رسول سعیدی غفرلہ) ایک جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

صحیح مسلم کی زیر بحث روایت غیر صحیح اور مردود ہے۔

قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں جیسا کہ ان شاء اللہ عنقریب واضح ہو گا اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے جس کو صحاح ستہ کے دیگر مؤلفین نے بھی روایت کیا ہے کہ حضرت عویم رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طلاقیں کو نافذ کر دیا نیز دیگر احادیث صحیحہ اور بکثرت آثار صحابہ اور قوال تابعین سے ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں (جس کا تفصیلی بیان عنقریب آ رہا ہے) اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت چونکہ قرآن مجید احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کی صراحت کے خلاف ہے اس لیے یہ روایت شاذ اور معطل ہے اور استدلال سے خارج ہے۔

صحیح مسلم کی زیر بحث روایت کے غیر صحیح ہونے پر دوسری دلیل کا بیان

اس روایت کے شاذ معطل اور مردود ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ خود یہ فتویٰ دیتے تھے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں واقعی ہو جاتی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ متصور نہیں ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چیز روایت کریں اور فتویٰ اس کے خلاف دیں اس لیے یہ روایت شاذ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف روایت کو منسوب کرنے میں طاؤس دوہم ہوا ہے۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۶۳ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

صحیح مسلم کی اس زیر بحث حدیث کو طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی

صراحت کے مطابق یہ طاؤس کا وہم ہے اس کی مزید وضاحت امام بیہقی کے بیان سے ہوتی ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن میں امام بخاری اور امام مسلم کا اختلاف ہے امام مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اس کو ترک کر دیا ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس لیے ترک کیا ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی باقی روایات کے مخالف ہے پھر امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ عکرمہ نے کہا حضرت ابن عباس نے فرمایا: پہلے انسان تین طلاق دینے کے بعد رجوع کر لیتا تھا الطلاق مرتباً نے اس کو منسوخ کر دیا۔ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں وہ اس پر حرام ہوگئی مجاہد کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے پوچھا: میں نے اپنی بیوی کو سب طلاقیں دیں ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم تین طلاقیں لے لو اور ستانوے طلاقوں کو چھوڑ دو مجاہد سے ہی روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاقیں دیں حضرت ابن عباس نے فرمایا: تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہوگئی تم نے اللہ کا خوف نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کوئی مخرج نہیں رکھا ان کے علاوہ عطاء عمرو بن دینار اور مالک بن حارث وغیرہ طاؤس کے علاوہ حضرت ابن عباس کے تمام تلامذہ حضرت ابن عباس سے یہی روایت کرتے ہیں کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اس کے برخلاف صرف طاؤس نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت کیا ہے کہ عہد رسالت اور عہد ابوبکر میں تین طلاقیں ایک قرار دی جاتی تھیں اس لیے یہ روایت طاؤس کے وہم پر محمول کی جائے گی اور صحیح نہیں ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۷ ص ۳۲۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

اعتبار راوی کی روایت کا ہے یا اس کی رائے کا؟

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں: اس حدیث کا یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ صحابہ کرام کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے خصوصاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کا فتویٰ بھی اس کے خلاف ہے تو اس روایت پر عمل کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے الی قولہ۔ اس کے متعلق مختصر یہ گزارش ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کے سامنے کسی کا قول حجت نہیں نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی دور روایتیں آئی ہیں ایک وہ جو اوپر گزری دوسری وہ جسے مسند میں امام احمد نے نقل کیا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ ہر طہر کے وقت طلاق دی جائے۔ دوسرے صحابہ کرام کے اقوال کا ذکر جا بجا گزر چکا ہے نیز اصول فقہ کا یہ مسلک قاعدہ ہے کہ اعتبار راوی کی روایت کا ہے نہ کہ اس کی ذاتی رائے کا۔

(دعوت فکر و نظر، ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۹ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۰۷۹ء)

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کے مقابلہ میں کسی کا قول حجت نہیں ہے لیکن یہ کون سی حدیث صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا جائے۔ اگر مسلم کی حدیث مذکور مراد ہے تو اول تو اس میں آپ کے کسی فرمان کا ذکر نہیں ہے۔ ثانیاً اسی حدیث میں تو بحث ہو رہی ہے کہ یہ ثابت اور صحیح نہیں ہے طاؤس کا وہم ہے۔

مشہور غیر متقدم عالم فاضل اشوکانی نے بھی اعتراف کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تلامذہ شامیوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے 'اؤکر کے' خلاف روایت کیا ہے۔ سعید بن جبیر مجاہد اور تابع نے حضرت

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے برخلاف روایت کی ہے۔ (نیل الاوطار ج ۸ ص ۲۲ مطبوعہ مکتبہ الکلیات الازہریہ قاہرہ ۱۳۹۸ھ)
اور چونکہ صحیح مسلم کی یہ روایت طاؤس کے وہم پر مبنی ہے اس لیے صحیح نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر عہد رسالت کے معمول کی مخالفت اور تمام صحابہ پر بدعت کی تہمت لگانے سے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ایک معقول وجہ (طاؤس کے وہم) کی بنیاد پر اس حدیث کو مسترد کر دیا جائے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے لکھا ہے: نیز اصول فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اعتبار روای کی روایت کا ہے نہ کہ اس کی رائے کا اس کے بارے میں گزارش ہے کہ عام روایوں کے بارے میں بے شک ایسا ہی ہے لیکن جب صحابی رسول کسی حدیث کی روایت کریں اور ان کا عمل یا فتویٰ اس حدیث کے خلاف ہو تو پھر دعویٰ باتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ روایت صحیح نہیں یا اس صحابی کے نزدیک منسوخ ہو چکی ہے کیونکہ صحابی رسول سے یہ متصور نہیں کہ وہ ایک حدیث کرے اور عمل اس کے خلاف کرے۔ کتب صحاح میں حضرت عہد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے اور امام طحاوی نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے تکبیر تحریرہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد امام طحاوی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اس کو ترک کر دیا اور یہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ ان کے نزدیک کسی دلیل سے رفع یدین منسوخ ہو چکا ہو۔ (امام ابو جعفر احمد بن الطحاوی الحنفی متوفی ۳۲۱ھ شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۳۳ مطبوعہ مطبع مجہائی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ) نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھونا ضروری ہے اور خود تین مرتبہ دھوتے تھے۔ امام طحاوی لکھتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں اور اس کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بن کر اس پر عمل کرنا ترک کر دیں گے اور اگر وہ ایسا کریں تو ان کی عدالت (نیکو کاری) ساقط ہو جائے گی اور وہ اس قابل بھی نہیں رہیں گے کہ ان کی کوئی بات قبول کی جائے چہ جائیکہ ان کی روایت قبول کی جائے اس لیے ضروری ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضرت ابو ہریرہ کے نزدیک یہ روایت منسوخ ہو چکی ہے۔ (شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۳۳ مطبوعہ مطبع مجہائی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ)

جب صحابی رسول کا عمل یا فتویٰ اس کی روایت کے خلاف ہو تو اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس روایت کی نسبت اس صحابی کی طرف صحیح نہیں ہے یا پھر اس روایت میں کوئی تاویل ہے۔

علامہ پرہاروی لکھتے ہیں۔ راوی کا عمل جب حدیث کے خلاف ہو تو یہ اس حدیث کی صحت میں طعن کا موجب ہے یا اس حدیث کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے یا پھر اس حدیث میں تاویل ہے اور اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے۔

(البحر اس ص ۲۳ مطبوعہ شاہ عبدالحق اکیڈمی بنڈیالکھنویہ لاہور ۱۳۹۷ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کو طاؤس نے بیان کیا ہے ایسی ہی ہے قوی ترین بات یہ ہے کہ چونکہ یہ طاؤس کا وہم ہے اس لیے صحیح اور ثابت نہیں ہے۔ جمہور فقہاء اسلام نے اس کو منسوخ قرار دے کر بھی جواب دیا ہے اور اس کا ظاہری معنی

چھوڑ کر تاویل بھی کی ہے غفریب ہم بعض تاویلات کا ذکر کریں گے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے اس بحث میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف میں رمل کرتے تھے اور ان کا قول یہ ہے کہ رمل سنت نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رمل کے معاملہ میں حضرت ابن عباس کی رائے جمہور کے خلاف ہے اور تین طلاقیں کے مسئلہ میں ان کی روایت دیگر احادیث اور جمہور کے موافق ہے اور ان کی مفرد رائے کو ترک کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی جو روایت جمہور کے موافق ہو اس کو بھی ترک کر دیا جائے۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر راوی کا عمل اور فتویٰ اس کی روایت کے خلاف ہو تو غیر مقلدین اور شوافع کا وہی مسلک ہے جو پیر محمد کرم شاہ صاحب نے فتح الباری کے حوالے سے بیان کیا ہے اور نیل الاوطار میں بھی مشہور غیر مقلد عالم قاضی شوکانی نے ایسا ہی لکھا ہے۔ (قاضی محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی: ۱۲۵۰ھ نیل الاوطار ج ۸ ص ۲۲ مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ قہرہ ۱۳۹۸ھ) اور حق اور صواب احناف اور مالکیہ کا نظریہ ہے جس کو ہم نے امام طحاوی اور علامہ پرہاروی کے حوالوں سے بیان کیا ہے۔

صحیح مسلم میں درج طاؤس کی روایت کے غلط اور شاذ ہونے پر مزید دلائل کا بیان

طاؤس کی اس روایت کے وہم اور غلط ہونے پر ایک اور واضح قرینہ یہ ہے کہ خود طاؤس کا فتویٰ بھی اس روایت کے خلاف تھا طاؤس یہ کہتے تھے کہ اگر غیر مدخولہ کو ایک مجلس میں تین لفظوں کے ساتھ تین طلاقیں دی جائیں تو یہ ایک طلاق ہوگی (کیونکہ وہ پہلی طلاق کے بعد ہائے ہو جاتی ہے اور بعد کی طلاقیں کا محل نہیں رہتی) طاؤس مدخولہ کی تین طلاقیں کو ایک طلاق نہیں قرار دیتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: لیث بیان کرتے ہیں کہ طاؤس اور عطاء کہتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے پہلے تین طلاقیں دے تو وہ ایک طلاق ہوگی (المصنف ج ۵ ص ۲۶ مطبوعہ دار الفکر ان کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ طاؤس مطلقاً تین طلاقیں کو ایک نہیں کہتے تھے اس لیے طاؤس کی یہ روایت جس کو امام مسلم نے بیان کیا ہے وہم اور مغالطہ سے خالی نہیں ہے۔

علامہ مارونی طاؤس کی اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: علامہ ابن عبد البر (صاحب المستدرک) نے کہا ہے کہ طاؤس کی یہ روایت وہم اور غلط ہے۔ علماء میں سے کسی نے اس کو قبول نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس سے طاؤس کی یہ روایت اس لیے صحیح نہیں ہے کہ ثقہ راویوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف روایت کیا ہے۔ (الجوہر النقی علی هامش المہبتی ج ۷ ص ۲۳۸-۲۳۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

نیز علامہ ابو جعفر بن نحاس کتاب النسخ والمسنوخ میں لکھتے ہیں کہ طاؤس ہر چند کہ نیک شخص ہیں لیکن وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات میں متفرد ہیں اہل علم ان روایات کو قبول نہیں کرتے ان روایات میں سے ایک روایت وہ بھی ہے جس میں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تین طلاقیں کے ایک ہونے کی روایت کی ہے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی سے صحیح روایت یہی ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔

طاؤس کی روایت کا صحیح محمل کا بیان

جمہور فقہاء اسلام نے اولاً تو اس حدیث کے فنی سقم کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کیا تاہنا بر سبیل تنزل اس میں تاویل کی اور کہا کہ دور رسالت اور دور صحابہ میں لوگ تاکید کی نیت سے تین بار طلاق دیتے تھے بعد میں حضرت عمر کے دور میں لوگوں نے تین طلاق دینے کی نیت سے تین بار طلاق کہنا شروع کر دیا اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نیت کے اعتبار سے ان تین طلاقوں کو تین طلاق ہی قرار دیا۔ ان جوابات سے واضح ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امر کو نہیں بدلا بلکہ اسی چیز کو نافذ کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت رکانہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی بیوی کو طلاق ابستہ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے طلاق ابستہ سے کیا مراد لیا تھا؟ میں نے کہا: ایک طلاق! آپ نے فرمایا: قسم بخدا! میں نے کہا: قسم بخدا! آپ نے فرمایا: پس یہ وہی طلاق ہے جس کا تم نے ارادہ کیا ہے یعنی ایک۔

(امام ابویسی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۸۹ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث کو امام ابو داؤد نے تین انسانید کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(امام ابو داؤد سلیمان بن اصف متوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۰۰ مطبوعہ مطبع مجہدی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ۳ (امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۴۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی) اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ مجلس واحد میں لفظ واحد سے تین طلاقوں کا ارادہ کیا جائے تو یہ جائز ہے کیونکہ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رکانہ سے یہ ایک عبارت سے صرف ایک طلاق ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت رکانہ سے طلاق کی تعداد کا دریافت کرنا اور ان کی مراد پر قسم لینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مجلس واحد میں لفظ واحد سے تین طلاقیں مؤثر ہو جاتی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فیصلہ نافذ کیا وہ اس حدیث کے مطابق تھا اور جمہور فقہاء اسلام کا نظریہ یہ بھی اسی حدیث کے تابع ہے۔

حضرت رکانہ سے متعلق مسند احمد کی روایت کے فنی اسقام کا بیان

شیخ ابن تیمیہ نے حضرت رکانہ سے متعلق ایک دوسری روایت مسند احمد کے حوالے سے ذکر کی ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک طلاق قرار دیا اور انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا۔ شیخ ابن تیمیہ نے مسند احمد کی اس حدیث کو جامع ترمذی سنن ابن ماجہ سنن ابو داؤد کی مذکورہ الصدر روایت پر ترجیح دی ہے۔ لیکن شیخ ابن تیمیہ کا جامع ترمذی سنن ابن ماجہ اور سنن ابو داؤد کی روایت پر مسند احمد کو ترجیح دینا عدل و انصاف سے سخت بعید ہے کیونکہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ مسند احمد میں صرف احادیث صحیحہ کو جمع کرنے کا التزام نہیں کیا گیا اس میں ضعیف حسن صحیح ہر قسم کی احادیث ہیں برخلاف جامع ترمذی سنن ابن ماجہ اور سنن ابو داؤد کے کیونکہ یہ ان کتب احادیث میں سے ہیں جن میں احادیث صحیحہ جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ جامع ترمذی سنن ابن ماجہ اور سنن ابو داؤد کو صحاح ستہ میں شمار کیا جاتا ہے اور مسند احمد کو صحاح ستہ میں

شمار نہیں کیا جاتا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ امام ابو داؤد کے علم میں بھی مسند احمد کی یہ روایت تھی جس میں طلاق البتہ کی بجائے تین طلاقیں کا ذکر ہے لیکن انہوں نے اس روایت کو اپنی کتاب میں درج نہیں کیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی: هذا اصح من حديث ابن جريج ان ركانة طلق امراته ثلاثا لانهم اهل بيته وهم اعلم به۔

(امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۳۰۱ مطبوعہ مطبع مجتہائی پاکستان ماہور ۱۴۰۵ھ)

یہ حدیث ابن جریج کی روایت کی بہ نسبت صحیح ہے جس میں ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں کیونکہ اس حدیث کی روایت حضرت رکانہ کے اہل بیت سے ہے اور وہ اپنے گھر کے واقعات کو دوسروں کی نسبت زیادہ جاننے والے تھے۔ امام ابو داؤد نے اپنی تینوں احادیث یزید بن رکانہ سے روایت کی ہیں اسی طرح امام ترمذی نے بھی یزید بن رکانہ کی روایت سے حدیث بیان کی ہے اس کے برخلاف امام احمد نے مسند احمد میں ابن جریج سے حضرت رکانہ کی روایت بیان کی ہے اور یہ بالکل معقول اور انصاف کی بات ہے کہ حضرت رکانہ کے گھر کا واقعہ وہی درست ہوگا جو ان کے بیٹے نے بیان کیا ہے اور ان کے بیٹے کی روایت کے خلاف اگر کسی غیر متعلق شخص نے کوئی واقعہ بیان کیا ہے تو وہ درست قرار نہیں دیا جائے گا۔

شیخ ابن تیمیہ نے البتہ والی روایت کو مرجوح قرار دینے کے لیے کسی کتاب کا حوالہ دیے بغیر لکھا ہے: امام احمد بن حنبل امام بخاری ابو عبید اور ابو محمد بن حزم نے البتہ والی روایت کو ضعیف قرار دیا اور بیان کیا ہے کہ اس کے راوی مجہول ہیں ان کی عدالت اور ضبط کا حال معلوم نہیں ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۵ مطبوعہ دار فہد بن عبد العزیز آل سعود)

امام احمد بن حنبل چونکہ اس روایت کو اپنی کتاب میں درج کرنے والے ہیں اس لیے وہ ایک فریق کی حیثیت رکھتے ہیں لہذا اگر ان کی تضعیف بالفرض ہو بھی تو خارج از بحث ہے اور ابن حزم کا حوالہ دینا شیخ ابن تیمیہ کی مغالطہ آفرینی ہے۔ شیخ ابن حزم نے سنن ابو داؤد کی ایک اور روایت کو بعض بنی ابی رافع کی وجہ سے مجہول لکھا ہے جس کا ذکر باحوالہ آگے آ رہا ہے۔ رہے امام بخاری تو ان کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے البتہ والی روایت کی تضعیف کی ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ امام بخاری نے مسند احمد والی روایت کو مضطرب اور معطل قرار دیا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔ ۲ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۳ھ التلخیص الجمیر ج ۳ ص ۲۵۵، نزہۃ مصطفیٰ اباز مکہ کرمہ ۱۴۱۷ھ) اور علامہ ابن عبد البر نے اس کو تمہید میں ضعیف قرار دیا ہے۔

علامہ ابن جوزی مسند احمد والی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کی سند کا ایک راوی ابن اسحاق مجروح ہے اور دوسرا راوی داؤد اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ امام ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی روایات سے اجتناب کرنا واجب ہے اور البتہ والی (صحاح ستہ کی) روایت صحت کے قریب ہے اور مسند احمد والی روایت میں راویوں کی غلطی ہے۔

(العلل المتناہیة فی الاحادیث الواہیة ج ۲ ص ۵۱ مطبوعہ داراۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد)

علامہ ابو بکر رازی بھاص نے مسند احمد کی اس روایت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۳۸۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ رکانہ کی حدیث منکر ہے اور صحیح روایت وہ ہے جو ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ رکانہ نے

اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی۔ (شیخ القدیری ج ۳ ص ۲۳۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کھر)

حضرت رکانہ سے متعلق صحاح کی روایت کی تقویت کا بیان

شیخ ابن تیمیہ نے حضرت رکانہ کی البتہ والی روایت پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حدیث کے راوی مجہول ہیں اور ان کی عدالت اور ضبط کا حال معلوم نہیں ہے۔ شیخ ابن تیمیہ کی یہ بات بھی عدل و انصاف اور حقیقت اور صداقت سے بہت دور ہے یہ حدیث ترمذی ابن ماجہ اور داؤد میں ہے امام ابو داؤد نے اس کو تین مختلف سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر ہم صرف امام ترمذی کی سند کے راویوں کی عدالت اور ضبط کا حال بیان کر رہے ہیں۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو از ہناد از قبیلہ از جریر بن حازم از زبیر بن سعید از عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانہ بیان کیا ہے۔ سند کے پہلے راوی ہناد ہیں ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے کہا: تم ہناد کو لازم رکھو ابو حاتم نے کہا: وہ بہت سچے ہیں قبیلہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ وکیع ہناد سے زیادہ کسی کی تعظیم نہیں کرتے تھے امام نسائی نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں امام ابن حبان نے بھی ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۷۱ مطبوعہ مجلس دارۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس سند کے دوسرے راوی قبیلہ ہیں ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ حافظ ابو زرعہ سے قبیلہ اور ابو نعیم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: ان دونوں میں قبیلہ افضل ہیں ابن حاتم کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے قبیلہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ بہت سچے ہیں اسحاق بن یسار نے کہا: میں نے شیوخ میں سے قبیلہ سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں دیکھا امام نسائی نے کہا: ان سے روایت میں کوئی حرج نہیں اور امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۲۹-۳۳۸ مطبوعہ مجلس دارۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس حدیث کے تیسرے راوی ہیں: جریر بن حازم ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حماد جتنی تعظیم جریر بن حازم کی کرتے تھے کسی اور کی نہیں کرتے تھے عثمان داری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ ہیں دوری کہتے ہیں: میں نے یحییٰ سے پوچھا کہ جریر بن حازم اور ابوالاشبہ میں کس کی روایت بہتر ہے؟ انہوں نے کہا: جریر کی روایت احسن اور اسند ہے۔ ابو حاتم نے کہا: یہ بہت سچے اور نیک ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۷۰ مطبوعہ مجلس دارۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس حدیث کے چوتھے راوی زبیر بن سعید ہیں ان کے بارے میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: دوری نے ابن معین سے نقل کیا کہ یہ ثقہ ہیں دارقطنی نے کہا: یہ معتبر ہیں اور امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۱۵ مطبوعہ مجلس دارۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

اس حدیث کے پانچویں راوی ہیں: عبد اللہ بن یزید بن رکانہ یہ خود حضرت رکانہ کے اہل بیت سے ہیں امام ابن حبان نے انکا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (حافظ ابن حبان تہذیب متونی ۲۵۴ کتاب الثقات ج ۷ ص ۱۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۱ھ)

اور حافظ ابن حجر نے اس کو مقرر رکھا ہے۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متونی ۸۵۲ تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۲۵ مطبوعہ مجلس دارۃ المعارف ہند ۱۳۲۵ھ)

حضرت رکانہ سے متعلق سنن ابوداؤد کی ایک شاذ روایت کے ضعف کا بیان

پیر محمد مرم شاہ صاحب نے سنن ابوداؤد کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ جس میں ہے: حضرت عبد یزید ابورکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنی بیوی ام رکانہ سے رجوع کرلو۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے تو اسے تین طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا: میں جانتا ہوں تم اس سے رجوع کرلو۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۹۹-۲۹۸ مطبوعہ مطبع مجبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث سے پیر صاحب کا استدلال اس لیے صحیح نہیں ہے کہ اس کی سند میں بعض بنی ابی رافع موجود ہیں جو مجہول ہیں۔ غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم شیخ ابن حزم اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (شیخ ابن تیمیہ نے سنن ابوداؤد کی جس حدیث کے بارے میں ابن حزم کا حوالہ دیا تھا وہ اصل میں یہ حدیث ہے)

ہمارے علم میں اس حدیث کے سوا ان لوگوں کی اور کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ ابورافع کی اولاد میں سے جس شخص سے یہ روایت ہے اس کا نام لیا گیا اور مجہول راوی کی روایت دلیل نہیں ہو سکتی۔

(المجلد ج ۱ ص ۱۶۸ مطبوعہ دارۃ الطبائع السیر یہ ۱۳۵۲ھ)

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مستدرک کی بعض روایات میں بعض بنی ابی رافع کی تعیین محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع سے کر دی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع کے بارے میں لکھتے ہیں امام بخاری نے کہا: یہ منکر الحدیث ہے۔ ابن معین نے کہا: یہ یس بشتی ہے ابو حاتم نے کہا: یہ ضعیف الحدیث منکر الحدیث اور ذاہب الحدیث ہے۔ ابن عدی نے کہا: یہ کوفہ کی شیعہ میں سے ہے اور فضائل میں اس نے ایسی روایات بیان کی ہیں جن کا کوئی مطابِع نہیں ہے ابن حبان نے اس کا ثقات میں ذکر کیا۔ برقانی نے دارقطنی سے روایت کیا کہ یہ متروک ہے یاد رہے کہ امام بخاری نے فرمایا ہے: جس شخص کے بارے میں میں یہ کہوں کہ یہ منکر الحدیث ہے اس سے روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ملحوظ رہنی چاہیے کہ امام ابن عدی نے اس کو شیعہ لکھا ہے اور تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا شیعہ حضرات کا مسلک ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۲۲۱ مطبوعہ مجلس دارۃ المعارف بند ۱۳۲۵ھ)

اس روایت کی سند اس پائے کی نہیں ہے جس سے حلال اور حرام کے مسئلہ میں استدلال ہو سکے خصوصاً جبکہ اس روایت سے وہ چیز حلال ہو رہی ہو جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت سے حرام ہو چکی ہو اور ائمہ اربعہ اور جمہور مسلمین کا اس کی حرمت پر اتفاق ہو۔

شیخ ابن تیمیہ اور ان کے حامیوں کے پاس تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینے کے لیے صرف یہ تین روایات تھیں: ایک صحیح مسلم کی روایت جو حاؤس کا وہم اور شاذ روایت ہے دوسری مسند احمد کی روایت جو مضطرب منکر معلل اور ضعیف روایت ہے تیسری سنن ابوداؤد کی یہ روایت جو مجہول منکر اور متروک کی روایت ہے۔ (تبیان القرآن، ج ۲، البقرہ، لاہور)

بیک وقت دی گئی طلاقوں کے تین ہونے پر جمہور کے قرآن مجید سے دلائل

اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ دو طلاقوں کے بعد بھی خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ چاہے تو ان طلاقوں

سے رجوع کر لے اور چاہے تو رجوع نہ کرے لیکن:

(آیت) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره۔ (البقرہ ۲۲۰)

ترجمہ: پس اگر اس نے اس کو ایک اور طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں ہے تا وقتیکہ وہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔

اس آیت سے پہلے الطلاق مرتباً کا ذکر ہے یعنی طلاق رجعی دو مرتبہ دی جاسکتی ہے اس کے بعد فان طلقها فرمایا اس کے شروع میں حرف فافہ جو تعقیب بلا مہلت کے لیے آتا ہے اور اب قواعد عربیہ کے اعتبار سے معنی یہ ہوا کہ دو رجعی طلاقیں دینے کے بعد خاوند نے اگر فوراً تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس مرد کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ شرعی قاعدہ کے مطابق کسی اور مرد کے ساتھ نکاح نہ کرے اس آیت میں اگر حرف ثم یا اس قسم کا کوئی اور حرف ہوتا جو مہلت اور تاخیر پر لالت کرتا تو علی التبعین یہ کہا جاسکتا تھا کہ ایک طہر میں ایک طلاق اور دوسرے طہر میں دوسری طلاق اور تیسرے طہر میں تیسری طلاق دی جائے گی لیکن قرآن مجید میں ثم کی بجائے فاف کا ذکر کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خاوند نے دو طلاقیں دینے کے بعد فوراً تیسری طلاق دے دی تو اس کی بیوی اس کے لیے حلال نہیں رہے گی۔

قرآن مجید نے الطلاق مرتباً فرمایا ہے یعنی دو مرتبہ طلاق دی جائے اور دو مرتبہ طلاق دینا اس سے عام ہے کہ ایک مجلس میں دو مرتبہ طلاق دی جائے یا دو طہروں میں دو مرتبہ طلاق دی جائے اور اس کے بعد فوراً اگر تیسری طلاق دے دی تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اس سے واضح ہو گیا کہ اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں تین بار طلاق دی اور بیوی سے کہہ دیا: میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی میں نے تم کو طلاق دی تو یہ تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔ غیر مقلدوں کے مشہور مستند اور ان کے بہت بڑے عالم شیخ ابن حزم اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

یہ آیت بیک وقت دی گئی تین طلاقیں اور الگ الگ دی گئی طلاقیں دونوں پر صادق آتی ہے اور اس آیت کو بغیر کسی نص کے طلاق کی بعض صورتوں کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں۔ (المحلی ج ۱ ص ۷۱ مطبوعہ ادارۃ الطبائع السیر یہ ۱۳۵۲ھ)

قرآن مجید کی اس آیت سے بھی جمہور فقہاء اسلام کا استدلال ہے:

(آیت) اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیہن من عدة تعدونہا۔

(الاحزاب ۴۹)

ترجمہ: جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو مقاربت سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر تمہارے لیے کوئی عدت نہیں جس کو تم گنو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غیر مدخولہ کو طلاق دینے کا ذکر فرمایا ہے اور طلاق دینے کو اس سے عام رکھا ہے کہ بیک وقت اکٹھی تین طلاقیں دی جائیں یا الگ الگ طلاقیں دی جائیں اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مطلق اور عام رکھا ہو اس کو اخبار آحاد اور احادیث صحیحہ سے بھی مقید اور خاص نہیں کیا جاسکتا چہ جائیکہ ماوشما کی غیر معصوم آراء اور غیر مستند اقوال سے اس کو مقید کیا جاسکے۔

قرآن مجید سے استدلال پر اعتراض کے جوابات کا بیان

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس استدلال کے جواب میں لکھا ہے: دوسری آیت اور سنت نبوی ان کے اطلاق کو مقید کر دیا ہے اور ان کے احکام اور شرائط کو بیان کر دیا ہے نیز ان آیات میں ایک ساتھ طلاق دینے کی بھی تو کہیں تصریح نہیں۔

(دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۳، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

قرآن مجید کی کسی آیت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ بیک وقت اجتماعی طور پر دی گئی تین طلاقیں ایک ہوں گی جس کو اس آیت کے عموم کی تخصیص پر قرینہ بنایا جاسکے نہ کسی حدیث صحیح میں یہ تصریح ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا موجب ہے اور بدعت اور گناہ ہے اور یہی احناف کا مسلک ہے اور سنت طریقہ الگ الگ طہروں میں تین طلاقیں دینا ہے لیکن اس میں گفتگو نہیں ہے گفتگو اس میں ہے کہ اگر کسی شخص نے خلاف سنت طریقہ سے بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو آیا وہ نافذ ہوں گی یا نہیں! البتہ بکثرت احادیث اور آثار سے یہ ثابت ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جائیں گی جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا۔ غیر مقلدوں کے امام ثانی ابن حزم اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں عموم ہے اور تین دو اور ایک طلاق دینے کی اباحت ثابت ہوتی ہے۔

(المحلی ج ۱۰ ص ۷۹ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية ۱۳۵۲ھ)

جمہور فقہاء اسلام نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے:

(آیت) للمطلقة متاع بالمعروف . (البقرہ: ۲۴۱)

ترجمہ: مطلقہ عورتوں کو رواج کے مطابق متاع (کپڑوں کا جوڑا) دینا چاہیے۔

شیخ ابن حزم اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مطلقہ کو عام رکھا ہے خواہ وہ ایک طلاق سے مطلقہ ہو یا دو سے یا تین سے اور ان میں سے کسی کے ساتھ اس کو خاص نہیں کیا۔

(المحلی ج ۱۰ ص ۷۹ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرية ۱۳۵۲ھ)

اس آیت میں مطلقہ عورتوں کو متاع (کپڑوں کا جوڑا) دینے کی ہدایت کی ہے خواہ وہ عورتیں تین طلاقوں سے مطلقہ ہوں یا دو طلاقوں سے مطلقہ ہوں یا ایک سے اور کسی ایک طلاق کے ساتھ مطلقہ کی تخصیص نہیں فرمائی یہی چیز شیخ ابن حزم نے بیان کی ہے۔

قرآن مجید میں طلاق کے عموم اور اطلاق کی اور بھی آیات ہیں لیکن ہم بغرض اختصار انہی آیات پر اکتفا کرتے ہیں۔

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں پر جمہور فقہاء اسلام کے احادیث سے دلائل

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! یہ بتلائیے کہ ایک شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھ لے تو اس کو قتل کر دے یا کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآن مجید میں لعان کا مسئلہ ذکر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے اور تیری بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا حضرت سہل کہتے ہیں کہ ان دونوں نے میرے سامنے مسجد میں لعان کیا جب وہ

لعان سے فارغ ہو گئے تو اس شخص نے کہا: اب اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو میں خود جھوٹا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پہلے لعان سے فارغ ہوتے ہی اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی آپ نے فرمایا: سب لعان کرنے والوں کے درمیان یہ تفریق ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں: اس کے بعد یہ طریقہ مقرر ہو گیا کہ سب لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی جائے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۰ مطبوعہ نور محمد، ص ۱۵۸ مطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں علامہ نووی کی شرح مسلم کے حوالے سے لکھتے ہیں اس نے اس لیے تین طلاقیں دی تھیں کہ اس کا گمان یہ تھا کہ لعان سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی تو اس نے کہا: اس کو تین طلاقیں۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۳۵۱ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ بات معروف اور مقرر تھی کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے اسی وجہ سے اس شخص نے اپنی بیوی سے تفریق اور تحریم کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کو تین طلاقیں دیں اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں سے ایک طلاق رجعی واقعی ہوتی تو اس صحابی کا یہ فعل عبث ہوتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے: بیک وقت تین طلاقوں سے تمہاری مفارقت نہیں ہوگی۔

اس سلسلے میں امام بخاری نے یہ حدیث بھی روایت کی ہے: حضرت ہبل کہتے ہیں کہ ان دونوں نے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لعان کیا اور آں حالیکہ میں بھی لوگوں کے ساتھ تھا۔ حضرت عویمیر نے کہا: یا رسول اللہ! اب اگر میں نے اس کو اپنے پاس رکھا تو میں جھوٹا ہوں پھر حضرت عویمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۰ مطبوعہ نور محمد، ص ۱۵۸ مطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

(امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۸۹ مطبوعہ نور محمد، ص ۱۵۸ مطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام نسائی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے (امام عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی) اور ابوداؤد میں بھی ہے۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور محمد بن ابی صفرہ مالکی نے کہا ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر نفس لعان سے تفریق ہوتی تو حضرت عویمیر اس کو تین طلاقیں نہ دیتے اور شوافع نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا مباح ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۸۹ مطبوعہ نور محمد، ص ۱۵۸ مطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

بخاری اور مسلم کی اس حدیث سے یہ بات بہر حال واضح ہو گئی کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ بات معروف اور متفق علیہ تھی کہ تین طلاقوں سے تفریق اور تحریم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد رجوع جائز نہیں ہے ورنہ حضرت عویمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے تفریق کے قصد سے اپنی بیوی کو لفظ واحد سے تین طلاقیں نہ دیتے۔

اس واقعہ میں سنن ابوداؤد کی درج ذیل حدیث نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اس واقعہ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عویمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۰۶ مطبوعہ مطبع مجبائی پاکستان ۱۱ ہجری ۱۴۰۵ء)

اس حدیث میں اس بات کی صاف تصریح ہے کہ حضرت عویمیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ صحیح بخاری صحیح مسلم سنن نسائی اور سنن ابوداؤد میں حضرت عویمیر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد کسی انصاف پسند شخص کے لیے اس مسئلہ میں تردد کی گنجائش نہیں رہنی چاہیے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔ واللہ رب العالمین۔

حضرت عویمیر کی حدیث سے استدلال پر اعتراض کے جوابات کا بیان

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس حدیث سے جمہور فقہاء اسلام کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: جہاں تک اس حدیث کی سند کا تعلق ہے اس کی صحت میں کسی کو کلام نہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے لیکن کیا اس حدیث سے استدلال درست ہے تو یہ ذرا تفصیل طلب ہے خود ابو بکر الجصاص اور شیخ الاسلام سرخسی نے فرمایا کہ اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔ (دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۵ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

پیر محمد کرم شاہ صاحب کا یہ استدلال سخت حیرت کا باعث ہے۔ جمہور فقہاء اسلام نے اس حدیث سے اس پر استدلال کیا ہے کہ تین طلاقیں اگر بیک وقت دی جائیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں علامہ ابو بکر الجصاص اور علامہ سرخسی نے اس استدلال کا رد نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ احناف کے نزدیک بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہے اور امام شافعی کہتے ہیں کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا مباح ہے اور اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عویمیر رضی اللہ عنہ کے تین طلاقیں دینے پر انکار فرماتے اور آپ کا انکار نہ فرمانا بیک وقت تین طلاقوں کے مباح ہونے کی دلیل ہے۔ علامہ ابو بکر الجصاص اور علامہ سرخسی نے ان کے اس استدلال کا رد فرمایا ہے۔ اب ہم پہلے علامہ ابو بکر الجصاص کی اصل عبارت ذکر کرتے ہیں۔

علامہ ابو بکر الجصاص الرازی فرماتے ہیں: امام شافعی نے فرمایا کہ جب شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاقیں بیک وقت دینے سے منع فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا مباح ہے۔ (علامہ جصاص فرماتے ہیں) اس حدیث سے امام شافعی کا استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ عورت کے لعان سے پہلے خاوند کے لعان کرنے سے تفریق ہو جاتی ہے اور عورت اس سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور اس کے بعد طلاق لاحق نہیں ہوتی اور جب طلاق واقع ہوئی نہ اس کا حکم ثابت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیسے انکار فرماتے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ تمہارے یعنی احناف کے مذہب پر اس حدیث کی کیا توجیہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ طلاق دینے کا طریقہ اور وقت مقرر کرنے سے پہلے کا واقعہ ہو اور ایک طہر میں

تین طلاقوں کو جمع کرنے کی ممانعت سے پہلے انہوں نے تین طلاقیں دیں ہوں۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۳۸۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ علامہ سرخسی کی بحث اس بات میں ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا ممنوع ہے یا مباح ہے اس میں بحث نہیں ہے کہ تین طلاقیں دینے کے بعد ایک طلاق واقع ہوتی ہے یا تین۔

اب ہم آپ کے سامنے علامہ سرخسی کی اصل عبارت پیش کر رہے ہیں علامہ سرخسی فرماتے ہیں: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تین طلاقوں کے جمع کا بدعت ہونا اور ان کو الگ الگ دینے کا سنت ہونا میں نہیں جانتا بلکہ سب طرق طلاق دینا مباح ہے در بسا اوقات کہتے ہیں کہ تین طلاقوں کو جمع کر کے دینا سنت ہے حتیٰ کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تم کو سنت کے مطابق تین طلاقیں ہیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر وہ اکٹھی تین طلاقوں کی نیت کر لے تو تینوں اکٹھی واقع ہو جاتی ہیں کیونکہ الفاظ کے برخلاف نیت کرنا باطل ہے۔ امام شافعی نے حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ سے حدیث سے استدلال کیا ہے جب حضرت عویمر نے اپنی بیوی سے لعان کر لیا تو کہا: یا رسول اللہ! میں نے اگر اب اس عورت کو رکھ لیا تو میں جھوٹا قرار پاؤں گا اس کو تین طلاقیں۔ (المہوط ج ۶ ص ۴۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعة الثانیہ ۱۴۰۸ھ)

اس کے بعد علامہ سرخسی نے امام شافعی کے اور بھی دلائل ذکر کیے ہیں اور آخر میں اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے اور احناف کے مسلک پر دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجوع کرنے کا حکم دیا انہوں نے پوچھا: یہ بتلائیے کہ اگر میں اس کو تین طلاقیں دے دوں تو کیا پھر بھی رجوع کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو جائے گی اور تین طلاق دینا گناہ ہے (یہی احناف کی دلیل ہے۔ سعید غفرلہ) ان احادیث سے یہ ظاہر ہو گیا کہ آپ نے حضرت عویمر عجلانی کو تین طلاقیں دینے سے اس وجہ سے نہیں روکا تھا کہ وہ اس وقت سخت غصہ میں تھے اور آپ کو علم تھا کہ اس وقت وہ آپ کی بات نہیں مانیں گے اور اس وجہ سے کافر ہو جائیں گے۔ اس وجہ سے آپ نے از روئے شفقت انکار کو کسی اور وقت کے لیے مؤخر کر دیا دوسرا جواب یہ ہے کہ جب آپ نے یہ فرمایا تھا کہ جاؤ تمہارا اس پر کوئی حق نہیں ہے تو یہی آپ کا انکار تھا۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ تین طلاقوں کو بیک وقت دینا اس وقت مکروہ ہے جب وہ بلا ضرورت ہوں اور ان کی تلافی اور تدارک ممکن ہو اور حضرت عویمر عجلانی کے حق میں یہ وجہ متحقق نہیں تھی کیونکہ جو میاں بیوی آپس میں لعان کرنے پر مصر ہوں ان کی طلاق کا تدارک نہیں ہو سکتا اور حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ لعان کرنے پر مصر تھے۔

(المہوط ج ۶ ص ۵۶-۵۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت الطبعة الثانیہ ۱۴۰۸ھ)

دیکھئے شمس الائمہ سرخسی کیا فرما رہے ہیں: اور پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری ان کے حوالے سے کیا سمجھا رہے ہیں؟

فی الامت۔

حجیمین کی ایک اور حدیث سے استدلال پر اعتراض کا جواب کا بیان

امام بخاری باب من اجاز الطلاق الثلاث جس نے بیک وقت تین طلاقوں کو جائز قرار دیا کے باب میں اس حدیث کو روایت

کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی اس نے بھی طلاق دے دی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آیا یہ عورت پہلے خاوند پر حلال ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ دوسرا خاوند پہلے خاوند کی طرح اس کی منہاس نہ چکھ لے۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الاولى ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی الطبعة الاولى ۱۳۷۵ھ)
علامہ یعنی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس شخص نے اس کو تین طلاقیں مجموعی طور پر (ایک مجلس میں) دی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس باب میں ذکر کیا ہے۔

(عمدة القاری ج ۲ ص ۲۶۷ مطبوعہ ادارة الطباعة المنيرة مصر ۱۳۳۸ھ)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی حدیث کی باب سے مطابقت بیان کرتے ہوئے یہی لکھا ہے۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۳۶۷ مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

صحیح بخاری و مسلم کی اس حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ بیک وقت تین طلاقیں کے بعد تحریم ہو جاتی ہے اور رجوع جائز نہیں رہتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک وقت تین طلاقیں دی جانے کے بعد فرمایا کہ یہ اس شوہر پر حلال نہیں ہے اور یہ استدلال بالکل واضح ہے کیونکہ بیک وقت تین طلاقیں کے بعد رجوع کا ناجائز ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہے۔ بیک وقت تین طلاقیں کی تحریم میں یہ حدیث بھی بالکل واضح ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس حدیث سے جمہور کے استدلال کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ تین طلاقیں ایک ساتھ دی گئیں تھیں بلکہ طلاق ثلاثا کا مطلب تو یہ ہے کہ اس نے تین بار طلاقیں دیں اس لیے اس حدیث سے بھی استدلال درست نہ ہوا۔ (دعوت فرد نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۲۶ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

جمہور فقہاء اسلام کا اس حدیث سے استدلال بالکل درست ہے اور طلاق ثلاثا کا یہی معنی ہے کہ اس نے بیک وقت تین طلاقیں دیں۔ پیر صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ اس کا مطلب ہے: اس نے تین بار طلاقیں دیں اس کے لیے طلاق ثلاثا کی جگہ طلاق ثلاث مرات کا لفظ ہونا چاہیے تب اور اس سے بھی پیر صاحب کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ایک مجلس میں تین لفظوں سے تین بار طلاق دی جائے تو وہ بھی ان کے نزدیک ایک طلاق ہوتی ہے۔ پیر صاحب کا مدعا تب ثابت ہوتا جب حدیث کے الفاظ یوں ہوتے: طلاق ثلاث تطلیقات فی ثلاثہ اطہار تین طہروں میں تین طلاقیں دیں لیکن بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے: طلاق ثلاثا یعنی انہوں نے بیک وقت تین طلاقیں دیں اور اس سے جمہور فقہاء اسلام ہی کا مدعا ثابت ہوتا ہے لہذا اس حدیث سے جمہور کا استدلال بالکل درست ہے۔

سوید بن غفلہ کی روایت کی تحقیق کا بیان

امام بیہقی روایت کرتے ہیں: سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ عائشہ ختمیہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں

ج جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس نے حضرت حسن سے کہا: آپ کو خلافت مبارک ہو حضرت حسن نے کہا: تم حضرت علی کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہی ہو تم کو تین طلاقیں دیں اس نے اپنے کپڑے لیے اور بیٹھ گئی حتیٰ کہ اس کی عدت پوری ہو گئی حضرت حسن نے اس کو طرف اس کا بقیہ مہر اور دس ہزار کا صدقہ بھیجا جب اس کے پاس قاصد یہ مال لے کر آیا تو اس نے کہا: مجھے اپنے جدا ہونے والے محبوب سے یہ تمہوڑا سا سامان ملا ہے جب حضرت حسن تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: اگر میں نے اپنے نانا سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی یا کہا: اگر میرے والد نے یہ بیان نہ کیا ہوتا کہ انہوں نے میرا نانا سے سنا ہے جس شخص نے بھی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی خواہ الگ الگ طہروں میں یا بیک وقت تو وہ عورت اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ کسی اور خاوند سے نکاح نہ کر لے تو میں اس سے رجوع کر لیتا۔ (سنن کبریٰ ج ۷ ص ۲۳۶ مطبوعہ نثرانیہ ملتان)

یہ حدیث انتہائی واضح اور صریح ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں سے تین طلاقیں ہی واقع ہوتی ہیں۔

امام دارقطنی نے بھی اس حدیث کو سید بن غفلہ سے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(سنن دارقطنی ج ۳ ص ۳۱-۳۰ مطبوعہ نثرانیہ ملتان)

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو طبرانی کے حوالے سے سید بن غفلہ اور ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۳۹ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت ۱۴۰۲ھ)

غیر مقلدوں کے عالم شیخ شمس الحق عظیم آبادی امام دارقطنی کی بیان کردہ اس حدیث کی پہلی سند پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث کی سند میں عمرو بن قیس رازی ازرق ہے یہ راوی بہت سچا ہے لیکن اس کے ادہام میں امام ابو داؤد نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کی حدیث میں خطاء ہے اور اس کی سند میں سلمہ بن فضل قاضی رہے ہیں۔ ابن راہویہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور امام بخاری نے کہا: اس کی احادیث میں منکر روایات بھی ہیں ابن معین نے کہا: یہ تشبیح کرتا تھا میں نے اس کی احادیث لکھی ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے ابو حاتم نے کہا: اس کی احادیث سے استدلال نہیں ہوتا۔ ابوزرعمہ نے کہا کہ رے کے لوگ اس کی غلط رائے اور ظلم کی وجہ سے اس کو پسند نہیں کرتے تھے۔ (العلیق المغنی علی دارقطنی ج ۳ ص ۳۰ مطبوعہ نثرانیہ ملتان)

شیخ عظیم آبادی نے اس حدیث کے دو راویوں کے بارے میں صرف جرح کے اقوال نقل کر دیئے ہیں حالانکہ ان دونوں کی زیادہ تعدیل کی گئی ہے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: عمر ابن حجر لکھتے ہیں: عمرو بن قیس رازی ازرق سے امام بخاری نے تعالیٰ میں روایت کی ہے امام ترمذی امام ابو داؤد امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے ان کی روایات کو ذکر کیا ہے اور ان سے استدلال کیا ہے رے کے لوگ امام ابوسفیان ثوری کے پاس گئے اور ان سے احادیث سننے کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے پاس عمرو بن ابی قیس نہیں ہیں؟ امام ابو داؤد نے ایک جگہ کہا کہ ان کی حدیث میں خطاء ہوتی ہے اور دوسری جگہ فرمایا: ان سے روایت میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ابن حبان اور ابن شہین نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: ان سے روایت کیا میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں ان سے حدیث میں کچھ وہم بھی ہے۔ امام بزار نے فرمایا: یہ مستقیم الحدیث ہیں یعنی ان کی روایت صحیح ہے۔

(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۹۵-۹۴ مطبوعہ مجلس دائرة المعارف سند)

اس حدیث کی سند کے دوسرے راوی پر شیخ عظیم آبادی نے جرح کی ہے وہ ہیں سلمہ بن فضل قاضی رے (طہران) حافظ ابن حجر عسقلانی اس کے بارے میں لکھتے ہیں: امام ابن معین ان کو ایک روایت میں ثقہ اور ایک میں یس بہ پاس کہتے ہیں ابن سعد ان کو ثقہ اور صدوق کہتے ہیں محدث ابن عدی فرماتے ہیں: ان کی حدیث میں غرائب و افراد تو ہیں لیکن میں نے ان کی کوئی حدیث نہیں دیکھی جو حدانکار تک پہنچتی ہو ان کی احادیث متقارب اور قائل برداشت ہیں۔ امام ابن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور لکھتے ہیں بخلاف امام ابوداؤد ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: میں ان کے بارے میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتا۔ (تہذیب الاحادیث ج ۳ ص ۱۵۴-۱۵۳ مطبوعہ مجلس دارالعارف بند ۱۳۲۵ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کی سند کے دو راویوں عمرو بن ابی قیس رازی اور سلمہ بن فضل قاضی رے (طہران) کے بارے میں جو ائمہ حدیث کی آراء پیش کی ہیں ان میں ان کی زیادہ تر تعدیل کی گئی ہے اور ان کے حفظ اور اتقان کی توثیق اور حافظ ابیہمی اس حدیث کی سن کے راویوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کو طہرانی نے روایت کیا ہے اس کے راویوں میں کچھ ضعف ہے لیکن ان کی توثیق کی گئی ہے۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۴۰-۳۳۹ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیت ۱۴۰۲ھ)

حافظ نور الدین ابیہمی کا علم رجال میں بہت اونچا مقام ہے اور جب انہوں نے یہ تصریح کر دی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو ایک انصاف پسند شخص کو اس کی سند میں تردد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے علاوہ ازیں یہ حدیث متعدد اسانید سے مروی ہے دو سندوں سے امام دارقطنی نے روایت کیا ہے دو سندوں سے امام طہرانی نے روایت کیا ہے امام بیہقی نے لکھا ہے کہ سدید بن غفلہ سے اس کو عمرو بن شمر اور ابراہیم بن عبد الاعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے اس طرح اس حدیث کی سات اسانید کا بیان آ گیا ہے جس سے اس حدیث کو مزید تقویت پہنچتی ہے۔ (پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس حدیث کو بیہقی کی ایک سند کے حوالے سے بیان کیا ہے اور اس سند پر جرح کی ہے جب کہ ہم نے سنن دارقطنی کی ایک روایت کی سند کی صحت کو ثابت کیا ہے اور اس کی سند کی جرح کا جواب دیا ہے اور مجمع الزوائد سے اس کی توثیق کی ہے۔ (سعیدی غفرلہ)

سنن نسائی کی روایت سے استدلال پر اعتراض کا جواب

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے واقع ہونے کے ثبوت میں یہ حدیث بھی بہت واضح اور صریح ہے۔ امام نسائی روایت کرتے ہیں: محمود بن لبید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں۔ آپ غصہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا جا رہا ہے؟ حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میں اس کو قتل نہ کر دوں۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اگر بیک وقت دی گئی طلاقوں کے نافذ ہونے کا عہد رسالت میں معمول نہ ہوتا اور تین طلاقوں سے ایک طلاق مراد لینے کا معمول ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ناراض کیوں ہوئے تھے؟ ظاہر ہے کہ ایک طلاق تو سنت ہے اور اگر بیک وقت دی گئی طلاقیں بھی ایک طلاق کے مترادف ہیں تو وہ حکما سنت قرار پائیں گی اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب اور ناراضگی

کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا بدعت اور گناہ ہے۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض نہ ہوتے۔

پیر محمد کرم شاہ الانزہری اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: حضور کا ایسے شخص پر ناراض ہونا جس نے تین طلاقیں ایک بار دی تھیں اس امر پر صراحت دلائی کرتا ہے کہ ایسا کرنا حکم الہی کے سراسر خلاف ہے (دعوت فکر و نظر مع ایک مجلس کی تین طلاقیں ص ۲۳۱ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۹۷۹ء)

یقیناً خلاف ہے اور یہ احناف کا مذہب ہے اسی لیے وہ بیک وقت تین طلاقیں کو بدعت اور گناہ کہتے ہیں لیکن پیر صاحب کا مذہب یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں سے ایک طلاق ہوتی ہے اور وہ اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے برخلاف جمہور فقہاء اسلام کا مؤقف ثابت ہوتا ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں ثابت ہو جاتی ہیں۔

حافظ البیہقی روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقیں دینے کے بعد تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو جائے گی اور تمہارا بیوی کو تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس میں علی بن سعید ایک راوی ہے۔ دارقطنی نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور دوسروں نے اس کو عظیم قرار دیا اور اس کے باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۳۶ مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت ۱۴۰۲ھ)

حافظ البیہقی نے اس حدیث کی فنی حیثیت بھی متعین کر دی ہے کہ امام دارقطنی نے اس کے ایک راوی علی بن سعید رازی کی ثقاہت سے اختلاف کیا ہے اور اس حدیث کے باقی تمام راویوں کی ثقاہت پر اتفاق ہے اور امام دارقطنی کے اختلاف سے اس حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس حدیث میں یہ بھی تصریح ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور یہ بھی کہ یہ فعل گناہ ہے۔

بیک وقت دی گئی تین طلاقیں کے واقع ہونے میں آثار صحابہ اور اقوال تابعین

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں: سالم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور وہ واقع ہو جائیں گی اور اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

(المصنف ج ۶ ص ۳۹۵ مطبوعہ دارالقرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۷۶ مطبوعہ نور محمد صالح الطابع کراچی ۱۴۷۵ھ)

مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ ان سے ایک شخص نے کہا: اے ابو عباس میں نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دی ہیں۔ سر ت ابن عباس نے (طنزاً) فرمایا: یا ابابعباس پھر فرمایا: تم میں سے کوئی شخص حماقت سے طلاق دیتا ہے پھر کہتا ہے اے ابو عباس! تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو گئی۔

(المصنف ج ۶ ص ۳۹۷ مطبوعہ دارالقرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

امام بوکر بن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: واقع بن حبان بیان کرتے ہیں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں؟ حضرت عمران بن حصین نے کہا: اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں تو آپ اس کو مارتے تھے اور ان کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

زہری کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دے دیں اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہو گئی۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

شعسی سے پوچھا گیا: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے علیحدہ ہونا چاہے؟ اس نے کہا: اس کو تین طلاقیں دے دے۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

عائقہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دیں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں سے اس کی بیوی حرام ہو گئی اور باقی ستانوبہ طلاقیں حد سے تجاوز ہیں۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حذیب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ایک شخص کہنے لگا: میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی تین طلاقوں سے علیحدہ ہو گئی باقی طلاقیں اپنی بیویوں میں تقسیم کر دو۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

معاویہ بن ابی عجمی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں؟ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں سے تمہاری بیوی تم پر حرام ہو گئی اور باقی ستانوں طلاقیں حد سے تجاوز ہیں۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حضرت مغیر بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تین طلاقوں نے اس پر اس کی بیوی کو حرام کر دیا اور ستانوں طلاقیں زائد ہیں۔

(المصنف ج ۵ ص ۱۳-۱۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

شعسی کہتے ہیں کہ شریح سے کسی نے پوچھا: میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں۔ انہوں نے کہا: تمہاری بیوی تین طلاقوں سے علیحدہ ہو گئی اور باقی طلاقیں اسراف اور معصیت ہیں۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حسن بصری سے ایک شخص نے کہا: میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں؟ آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو گئی۔ (المصنف ج ۵ ص ۱۴ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے متاربت سے پہلے اپنی بیوی کو

تین طلاقیں دے دی۔ آپ نے فرمایا: اس کی بیوی اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک دوسرا شوہر اس سے مقاربت نہ کر لے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

حضرت ابو ہریرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تینوں پر فتویٰ دیتے تھے کہ جس شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک وہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

مذکورہ الصدور تینوں روایات میں غیر مدخولہ پڑجن تین طلاقوں کے واقع کرنے کا حکم کیا گیا ہے اس سے مراد بیک وقت دی گئی لفظ واحد سے تین طلاقیں ہیں یہ نکتہ اگر الفاظ متعددہ سے تین طلاقیں دی جائیں تو پہلی طلاق سے غیر مدخولہ عورت بائید ہو جاتی ہے اور بقیہ طلاقوں کا محل نہیں رہتی اور وہ طلاقیں لغو ہو جاتی ہیں۔ حسب ذیل حدیث سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص دخول سے پہلے تین طلاقیں دے تو وہ عورت اس پر اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک کہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے اور اگر اس نے متفرق الفاظ سے یہ طلاقیں دی ہیں تو عورت پہلی طلاق سے بائید ہو جائے گی۔ (المصنف ج ۵ ص ۲۵ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ)

ہم نے مذکورہ الصدور روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسے گیارہ جلیل القدر فقہاء صحابہ اور اہل بیت کے فتاویٰ اور تصریحات پیش کی ہیں کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں اور فقہاء تابعین میں سے ابن شہاب زہری شعیبی شریح حسن بنری اور ابراہیم نخعی کے فتاویٰ پیش کیے ہیں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت کے بعد جمہور فقہاء اسلام کا مؤقف انہی نفوس قدسیہ کی اتباع پر مبنی ہے۔

باب طلاق السنۃ

یہ باب ہے کہ سنت کے مطابق طلاق دینا

3394 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ طَلَاقُ السَّنَةِ تَطْلِيقَةٌ وَهِيَ طَاهِرٌ فِي غَيْرِ جَمَاعٍ فَإِذَا حَاضَتْ وَطَهَرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرَى فَإِذَا حَاضَتْ وَطَهَرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرَى ثُمَّ تَعَتَّدَ بَعْدَ ذَلِكَ بِحَيْضَةٍ. قَالَ الْأَعْمَشُ سَأَلْتُ

إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے: آدمی اس وقت طلاق دے جب عورت طہر کی حالت میں ہو اور اس کے ساتھ صحبت نہ کی گئی ہو پھر جب اُسے ایک مرتبہ حیض آجائے پھر وہ پاک ہو جائے تو اسے دوسری طلاق دے پھر اُسے حیض آجائے پھر وہ پاک ہو جائے تو اگلی طلاق دے۔

پھر اس کے بعد وہ عورت حیض کے حساب سے عدت بسر کرے گی۔

اعمش بیان کرتے ہیں میں نے ابراہیم نخعی سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے بھی اس کی مانند جواب دیا۔

3395 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ قَالَ طَلَّاقُ الشَّيْءِ أَنْ يُطْلَقَهَا طَاهِرًا فِي غَيْرِ جَمَاعٍ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سنت کے مطابق طلاق یہ ہے: آدمی عورت کو اس کے طہر کی حالت میں طلاق

دے جبکہ اس کے ساتھ (اس طہر کے دوران) صحبت نہ کی ہو۔

طلاق سنت کا بیان

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طلاق سنت اس طریقہ سے ہے کہ انسان بغیر جماع کیے عورت کو پاکی کی حالت میں طلاق دے دے پھر جس وقت اس کو حیض آجائے اور وہ عورت پاک ہو جائے تو اس وقت اس کو دوسری طلاق دے دے پھر جس وقت اس کو حیض آجائے اور وہ پاک ہو جائے جب اس کو اور ایک طلاق دے پھر اس کے بعد عورت ایک حیض عدت گزارے۔ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی اسی طریقہ سے بیان فرمایا۔ (سنن نسائی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1332) .

حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیویوں کو ایام حیض میں طلاق دیتا ہے فرمایا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو؟ انہوں نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی جس پر حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا، حضرت عمر نے پوچھا کیا وہ طلاق بھی گئی جائے گی؟ فرمایا خاموش رہو، اگر وہ عاجز ہو اور پاگل ہو جائیں تو کیا ان کی طلاق نہیں گئی جائے گی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1183) .

حضرت عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا طلاق کا سنت طریقہ ہے کہ عورت کو طہر میں ایک طلاق دے جب تیسری بار پاک ہو تو آخری طلاق دے اور اس کے بعد عدت ایک حیض ہوگی۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 178) .

طلاق سنت میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سالم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایام حیض میں طلاق دی جس پر حضرت عمر نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا انہیں رجوع کرنے کا حکم دو۔ پھر حاملہ ہونے یا حیض سے پاک ہونے کی صورت میں طلاق دیں حضرت یونس بن جابر کی ابن عمر اور سالم کی اپنے والد سے مروی حدیث دونوں حسن صحیح ہیں یہ دوسری حدیث حضرت ابن عمر سے کئی سندوں سے مروی ہے اس پر علماء صحابہ اور دیگر علماء کا عمل ہے۔ کہ طلاق سنت یہی ہے کہ ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں جماع نہ کیا ہو بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ایک طہر میں ایک طلاق دینا بھی سنت ہے امام شافعی، احمد کا بھی یہی قول ہے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ طلاق سنت اسی صورت میں ہوگی کہ ایک ہی طلاق دے ثوری اسحاق کا یہی قول ہے حاملہ عورت کو جس وقت چاہے طلاق دے امام شافعی، احمد، اور اسحاق کا یہی قول ہے بعض علماء کے نزدیک اسے ہر ماہ میں ایک طلاق دی جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1184)

وقت و محل کے اعتبار سے اقسام طلاق کا بیان

طلاق کی قسمیں: یہ بات جانی چاہئے کہ وقت و محل کے اعتبار سے نفس طلاق کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) احسن (۲) حسن، حسن کو سنی بھی کہتے ہیں (۳) بدی

طلاق احسن کی صورت یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی ایسے طہر پاک کی حالت میں دی جائے جس میں جماع نہ کیا ہو اور پھر اس کو اسی حالت میں چھوڑے یعنی پھر نہ تو اس کو اور طلاق دے اور نہ اس سے جماع کرے (یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو جائے طلاق کی یہ پہلی قسم سب سے بہتر ہے۔

طلاق حسن: کی صورت یہ ہے کہ ایک طلاق حسن رجعی ایسے طہر پاک کی حالت میں دی جائے جس میں جماع نہ کیا ہو بشرطیکہ عورت مدخول بہا ہو اور اگر عورت غیر مدخول بہا ہو تو اس کے لئے ایک طلاق حسن ہے نیز اس کو حیض کی حالت میں بھی طلاق دی جا سکتی ہے اور آئندہ صغیرہ اور حاملہ عورتوں کے لئے طلاق حسن یہ ہے کہ ان کو تین مہینہ تک ہر مہینہ میں ایک طلاق دی جائے نیز ان عورتوں کو جماع کے بعد بھی طلاق دینا جائز ہے طلاق کی یہ دوسری قسم بھی بہتر ہے۔

طلاق بدی: کی صورت یہ ہے کہ مدخول بہا کو ایک ہی طہر میں یا ایک ہی دفعہ میں تین طلاقیں دیدے یا ایسی دو طلاقیں دے جس میں رجعت کی گنجائش نہ ہو یا اس کو اس طہر میں طلاق دے جس میں جماع کر چکا ہو اس طرح اگر کسی شخص نے حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ بھی طلاق بدی کے حکم میں ہے اور اگر وہ عورت کہ جس کو حیض کی حالت میں طلاق دی ہے مدخول بہا ہو تو صحیح تر روایت کے مطابق اس سے رجوع کرنا واجب ہے جب کہ بعض علماء نے رجوع کرنے کو مستحب کہا ہے، پھر جب وہ پاک ہو جائے اور اس کے بعد دوسرا حیض آئے اور پھر اس سے بھی پاک ہو جائے تب اگر طلاق دینا ضروری ہو تو اس دوسرے طہر میں طلاق دی جائے طلاق کی یہ تیسری قسم شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہے گو طلاق واقع ہو جاتی ہے مگر طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔

طلاق کی اقسام میں مذاہب اربعہ

احناف طلاق کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں: احسن، حسن اور بدی۔ احسن طلاق یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ایسے طہر میں جس

کے اندر اس نے مجامعت نہ کی ہو، صرف ایک صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دے۔ حسن یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک ایک طلاق دے۔ اس صورت میں تین طہروں میں تین طلاق دینا بھی سنت کے خلاف نہیں ہے، اگرچہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ اور طلاق بدعت یہ ہے کہ آدمی بیک وقت تین طلاق دے دے، یا ایک ہی طہر کے اندر الگ الگ اوقات میں تین طلاق دے، یا حیض کی حالت میں طلاق دے، یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں وہ مباشرت کر چکا ہو۔ ان میں سے جو فعل بھی وہ کرے گا گناہگار ہوگا۔ یہ تو ہے حکم ایسی مدخولہ عورت کا جسے حیض آتا ہو۔ رہی غیر مدخولہ عورت تو اسے سنت کے مطابق طہر اور حیض دونوں حالتوں میں طلاق دی جاسکتی ہے۔ اور اگر عورت ایسی مدخولہ ہو جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا ابھی آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، تو اسے مباشرت کے بعد بھی طلاق دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کے حاملہ ہونے کا امکان نہیں ہے۔ اور عورت حاملہ ہو تو مباشرت کے بعد اسے بھی طلاق دی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کا حاملہ ہونا پہلے ہی معلوم ہے۔ لیکن ان تینوں قسم کی عورتوں کو سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک مہینہ بعد طلاق دی جائے، اور احسن یہ ہے کہ صرف ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ (ہدایہ، فتح القدیر، احکام القرآن للجصاص، عمدۃ القاری)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ سنی، بدعی مکروہ، اور بدعی حرام۔ سنت کے مطابق طلاق یہ ہے کہ مدخولہ عورت کو جسے حیض آتا ہو، طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر ایک طلاق دے کر عدت گزر جانے دی جائے۔ بدعی مکروہ یہ ہے کہ ایسے طہر کی حالت میں طلاق دی جائے جس میں آدمی مباشرت کر چکا ہو، یا مباشرت کیے بغیر ایک طہر میں ایک سے زیادہ طلاقیں دی جائیں، یا عدت کے اندر الگ الگ طہروں میں تین طلاقیں دی جائیں، یا بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی جائیں۔ اور بدعی حرام یہ ہے کہ حیض کی حالت میں طلاق دی جائے۔ (حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر۔ احکام القرآن لابن العربی)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا معتبر مذہب یہ ہے جس پر جمہور خنابلہ کا اتفاق ہے: مدخولہ عورت جس کو حیض آتا ہو اسے سنت کے مطابق طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں مباشرت کیے بغیر اسے طلاق دی جائے، پھر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔ لیکن اگر اسے تین طہروں میں تین الگ الگ طلاقیں دی جائیں، یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دے دی جائیں، یا بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالی جائیں، یا حیض کی حالت میں طلاق دی جائے، یا ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں مباشرت کی گئی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہو، تو یہ سب طلاق بدعت اور حرام ہیں۔ لیکن اگر عورت غیر مدخولہ ہو، یا ایسی مدخولہ ہو جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، یا حاملہ ہو، تو اس کے معاملہ میں نہ وقت کے لحاظ سے سنت و بدعت کا کوئی فرق ہے نہ تعداد کے لحاظ سے۔ (الانصاف فی معرفۃ المراجع من الخلاف علی مذہب احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طلاق کے معاملہ میں سنت اور بدعت کا فرق کے لحاظ سے ہے نہ کہ تعداد سے یعنی مدخولہ عورت جس کو حیض آتا ہو اسے حیض کی حالت میں طلاق دینا یا جو حاملہ ہو سکتی ہو اسے ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں مباشرت کی جا چکی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہو بدعت اور حرام ہے۔ رہی طلاقیں کی تعداد، تو خواہ بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں، یا

ایک ہی طہر میں دی جائیں، یا الگ الگ طہروں میں دی جائیں، بہر حال یہ سنت کے خلاف نہیں ہے۔ اور غیر مذخولہ عورت جسے حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا حیض آیا ہی نہ ہو، یا جس کا حاملہ ہونا ظاہر ہو، اس کے معاملہ میں سنت اور بدعت کا کوئی فرق نہیں ہے۔ (معنی الحج)

ہر قسم کی طلاق کے وقوع میں اتفاق مذاہب اربعہ

کسی طلاق کے بدعت، مکروہ، حرام، یا گناہ ہونے کا مطلب ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ وہ واقع ہی نہ ہو۔ چاروں مذاہب میں طلاق، خواہ حیض کی حالت میں دی گئی ہو، یا بیک وقت تین طلاقیں دے دی گئی، یا ایسے طہر میں طلاق دی گئی ہو جس میں مباشرت کی جا چکی ہو اور عورت کا حاملہ ہونا ظاہر نہ ہو، یا کسی اور ایسے طریقے سے دی گئی ہو جسے کسی امام نے بدعت قرار دیا ہے، بہر حال واقع ہو جاتی ہے، اگرچہ آدمی گناہ گار ہوتا ہے۔ لیکن بعض دوسرے مجتہدین نے اس مسئلے میں ائمہ اربعہ سے اختلاف کیا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب اور بعض دوسرے تابعین کہتے ہیں کہ جو شخص سنت کے خلاف حیض کی حالت میں طلاق دے دے اس کی طلاق سرے سے واقع ہی نہیں ہوتی۔ یہی رائے امامیہ کی ہے۔ اور اس رائے کی بنیاد یہ ہے کہ ایسا کرنا چونکہ ممنوع اور بدعت محرمہ ہے اس لئے یہ غیر مؤثر ہے۔ حالانکہ اوپر جو احادیث ہم نقل کر آئے ہیں ان میں یہ بیان ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے جب بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تو حضور نے انہیں رجوع کا حکم دیا۔ اگر یہ طلاق واقع ہی نہیں ہوئی تھی تو رجوع کا حکم دینے کے کیا معنی؟ اور یہ بھی بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک سے زیادہ طلاق دینے والے کو اگرچہ گناہ گار قرار دیا ہے، مگر اس کی طلاق کو غیر مؤثر قرار نہیں دیا۔

باب مَا يَفْعَلُ إِذَا طَلَّقَ تَطْلِيقَةً وَهِيَ حَائِضٌ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور وہ عورت حیض کی حالت میں ہو تو پھر اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟

3396 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً فَانْطَلَقَ عُمَرُ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرْ عَبْدَ اللَّهِ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا اغْتَسَلَتْ فَلْيَتْرُكْهَا حَتَّى تَحِيضَ فَإِذَا اغْتَسَلَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا الْأُخْرَى فَلَا يَمَسُّهَا حَتَّى يُطَلِّقَهَا فَإِنْ شَاءَ أَنْ يُمْسِكَهَا فَلْيُمْسِكْهَا فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بات منقول ہے: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ عورت اس

وقت حیض کی حالت میں تھی انہوں نے ایک طلاق دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

تم عبد اللہ سے یہ کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے جب وہ عورت غسل کر لے تو پھر اُسے ایسے ہی رہنے دے یہاں تک کہ اُسے اگلی مرتبہ حیض آجائے پھر وہ اگلے حیض کے بعد غسل کر لے تو پھر اس کے ساتھ صحبت نہ کرے یہاں تک کہ اسے طلاق دیدے اگر وہ اُسے روکنا چاہے تو اُسے روک لے یہ وہ عدت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اس کے حساب سے عورتوں کو طلاق دی جائے۔

3397 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غِبْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى طَلْحَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطْلِقْهَا وَهِيَ طَاهِرَةٌ أَوْ حَامِلٌ".

☆ ☆ سالم بن عبد اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس سے کہو کہ وہ اُس عورت سے رجوع کر لے پھر اُسے اس وقت طلاق دے جب وہ عورت طہر کی حالت میں ہو یا حاملہ ہو۔

حالت حیض میں مباشرت کرنے کی دینی اور دنیاوی خرابی کا بیان

امام ابو داؤد و دروایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حائضہ عورت سے جماع کے سوا باقی سب کچھ کر سکتے ہو۔ (سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۲۹۴ مطبوعہ مطبع مجتہدی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث کی بناء پر ہمارے فقہاء نے یہ کہا ہے کہ شوہر ایام حیض میں اپنی بیوی سے جسمانی قرب اور جسمانی لذت حاصل کر سکتا ہے البتہ ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں تک احتراز کرے کیونکہ اگر اس میں بھی دست درازی کرے گا تو خطرہ ہے کہ وہ عمل زوجیت میں مبتلا ہو جائے گا۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حائضہ عورت سے جماع کیا یا کسی عورت کی سرین میں دخول کیا یا کسی شخص نے کاہن کے قول، کی تصدیق کی تو اس نے (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر نازل شدہ دین کے ساتھ کفر کیا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۴۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

جدید میڈیکل سائنس سے بھی واضح ہو گیا کہ حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنے سے مرد کے عضو مخصوص میں سوزاںک ہو جاتا ہے اور بعض اوقات مرد اور عورت دونوں یا نہجھ ہو جاتے ہیں۔

3397- أخرجه مسلم في الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها وأنه لو خالف وقع الطلاق ويومر برجعتها (الحديث 5) وأخرجه أبو داود في الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2181). وأخرجه الترمذي في الطلاق واللعان، باب ما جاء في طلاق السنة (الحديث 1176). وأخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل كيف تطلق (الحديث 2023). تحفة الاشراف (6797).

باب الطَّلَاقِ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ .

یہ باب ہے کہ عدت کا خیال رکھے بغیر طلاق دینا

3398 - أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى طَلَّقَهَا وَهِيَ طَاهِرَةٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ خاتون اس وقت حیض کی حالت میں تھی تو نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کو ان کے پاس واپس بھجوا دیا یہاں تک کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو اس وقت طلاق دی جب وہ خاتون طہر کی حالت میں تھی۔

باب الطَّلَاقِ لِغَيْرِ الْعِدَّةِ وَمَا يُحْتَسَبُ مِنْهُ عَلَى الْمُطَلَّقِ .

یہ باب ہے کہ عدت کا لحاظ کیے بغیر طلاق دینا اور طلاق دینے والے کی طرف سے یہ طلاق شمار کی جائے گی

3399 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ هَلْ تَعْرِفُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلُ عِدَّتَهَا . فَقُلْتُ لَهُ فَيَعْتَدُ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ فَقَالَ مَا أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحَمَقَ .

☆☆ یونس بن جبیر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو اپنی بیوی کو اس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کے دوران طلاق دے دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) اس عورت سے رجوع کر لیں پھر نئے سرے سے اس کی عدت شمار کریں۔ یونس بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ان سے دریافت کیا: کیا انہوں نے طلاق کو شمار کیا تھا؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خیال کر دیا وہ عاجز تھا یا احمق تھا (جو اس کی دی ہوئی طلاق شمار نہ ہوتی)۔

3400 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ سِيرِينَ عَنْ يُونُسَ بْنِ

3398 - امر دہ السانی: تحفة الاشراف (7068) .

3399 - اخرجہ البحاری فی الطلاق، باب اذا طلقت الحائض تعد بذلك الطلاق (الحديث 5252) مختصراً، وباب من طلق و هل يواجه الرجل امراته بالطلاق (الحديث 5258)، وباب مراجعة الحائض (الحديث 5333) . و اخرجہ مسلم فی الطلاق، باب تحريم طلاق الحائض بعد رضاها و انه لو حالف وقع الطلاق و يومر برجعها (الحديث 7 و 8 و 9 و 10) . و اخرجہ ابو داؤد فی الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2183 و 2184) . و اخرجہ الترمذي فی الطلاق و اللعان، باب ما جاء في طلاق السنة (الحديث 1175) . و اخرجہ السانی فی الطلاق الطلاق لمير العدة و ما يحتسب منه على المطلق (الحديث 3400)، وباب الرجعة (الحديث 3577) . و اخرجہ ابن ماجه فی الطلاق، باب طلاق السنة (الحديث 2022) . و الحديث عند: ابی داؤد فی الطلاق، باب في طلاق السنة (الحديث 2183) تحفة الاشراف (8573) .

جَبْرِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ اتَّعَرَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاتَى عُمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ قَامَرَهُ أَنْ يَرَا جَعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلُ عِدَّتَهَا قُلْتُ لَهُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ ابْتَعَدْتُ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ فَقَالَ مَهْ وَإِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ .

☆ ☆ یونس بن جبر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ایک شخص اپنی بیوی کو اس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو اس نے بھی اپنی بیوی کو اس عورت کے حیض کے دوران طلاق دے دی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) اپنی بیوی سے رجوع کر لے پھر نئے سرے سے اس کی عدت کا آغاز کرے۔

یونس کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے تو کیا اس طلاق کو شمار کیا جائے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: خیال کرو اگر وہ عاجز ہو یا حتم ہو (یعنی اس کی طلاق کو کیوں شمار نہیں کیا جائے گا)۔

باب الثلاث المجموعۃ وما فیہ من التغلیظ .

یہ باب ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا اور اس کی شدید مذمت

3401 - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ قَالَ أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضَبًا ثُمَّ قَالَ "أَيْلَعَبُ بِلِکْتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ" . حَتَّى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَقْتُلُهُ .

☆ ☆ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کو ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دی تھیں آپ ﷺ غصے کے عالم میں کھڑے ہوئے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک اور صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟

حالت غصہ میں طلاق کی تین صورتوں کا بیان

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: حافظ ابن قیم حنبلی نے غضبناک شخص کی طلاق کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے اس میں یہ کہا ہے کہ غضبان شخص کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ اس کو مبادی غضب حاصل ہوں یعنی غضب کی ابتدائی

کیفیت ہو اس کی عقل متغیر نہ ہو اور اس کو علم ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا قصد کر رہا ہے۔ اس قسم میں کوئی اشکال نہیں ہے دوسری قسم یہ ہے کہ وہ انتہائی غضب میں ہو اور اس کو علم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور نہ اس کا ارادہ ہو۔ اس قسم میں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس کے اقوال نافذ نہیں ہوں گے اور تیسری قسم وہ ہے جو ان دونوں کے درمیان متوسط ہو یا اس طور کہ وہ مجنون کی مثل نہ ہو یہ قسم محل نظر ہے اور دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے اقوال بھی نافذ نہ ہوں۔ حافظ ابن قیم کا کلام ختم ہوا لیکن صاحب الغایہ حنبلی نے اس تیسری قسم میں حافظ ابن قیم کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ اس میں اقوال نافذ ہوں گے اور اس کی طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ ہمارے موقف کے مطابق ہے جیسا کہ ہم نے مدہوش کی بحث میں لکھا ہے۔ (الی قول) پس اس مسئلہ میں مدہوش کی تعریف پر اعتماد کرنا چاہیے اور اسی پر حکم دائر کرنا چاہیے۔ اور جس شخص کے اقوال اور افعال میں اکثر و بیشتر خلل رہتا ہو یا بڑھا پے یا بیماری کا کسی آفت کی وجہ سے کسی کی عقل میں خلل آ گیا ہو تو جب تک اس کی یہ کیفیت رہے (یعنی الٹی سیدھی باتیں کرتا ہو اور اٹھے سیدھے کام کرتا ہو) اس کے اقوال اور افعال کا اعتبار نہیں کیا جائے گا خواہ اس کو اس کو ان اقوال اور افعال کا علم ہو اور اس نے ان کا ارادہ کیا ہو کیونکہ اس کا یہ علم اور ارادہ معتبر نہیں ہے کیونکہ اس کو ادراک صحیح حاصل نہیں ہے۔ آخر میں علامہ شامی نے یہ لکھا ہے کہ جب کوئی شخص شدید غضب کی حالت میں طلاق دے اور بعد میں اس کو یاد نہ رہے کہ اس نے کیا کہا تھا اور دو آدمی یہ گواہی دیں کہ اس نے طلاق دی تھی تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ ہاں اگر اس کی عقل میں خلل ہو اور اس کی زبان پر ایسے الفاظ جاری ہوں جن کو وہ سمجھتا ہو نہ ان کا ارادہ کرتا ہو تو یہ جنون کا اعلیٰ مرتبہ ہے اس میں طلاق واقع نہیں ہوگی اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ والوالجیہ میں مذکور ہے کہ اگر وہ غضب کی ایسی حالت میں ہو کہ اس کی زبان پر ایسے الفاظ جاری ہوں جو اس کو بعد میں یاد نہ رہیں تو دو گواہوں کے قول پر اعتماد کرنا جائز ہے کہ یہ عبادت ہمارے بیان کی صراحتاً تائید کرتی ہے۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۷۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۳۰ھ لکھتے ہیں: غضب اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حد جنون تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہوگی اور یہ کہ غضب اس شدت پر تھا یا تو گواہان عادل سے ثابت ہو یا وہ اس کا دعویٰ کرے اور اس کی یہ عادت مشہور و معروف ہو تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیں گے ورنہ مجرد دعویٰ معتبر نہیں۔ یوں تو ہر شخص اس ادعا کرے اور غصہ کی طلاق واقع ہی نہ ہو۔ حالانکہ طلاق نہیں ہوتی مگر بحالت غصہ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۳۹ مطبوعہ مکتبۃ دارالاشاعت فیصل آباد)

نیز تحریر فرماتے ہیں: غصہ مانع وقوع طلاق نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر حامل ہوتا ہے تو اسے مانع قرار دینا گویا حکم طلاق کا راسا ابطال ہے۔ ہاں اگر شدت غیظ و جوش غضب اس حد کو پہنچ جائے کہ اس سے عقل زائل ہو جائے خبر نہ رہے کیا کہتا ہوں زبان سے کیا نکلتا ہے تو بے شک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی۔ (الی قول) اور اگر وہ دعویٰ کرے کہ اس تحریر کے وقت میرا غصہ ایسی ہی حالت کو پہنچا ہوا تھا کہ میری عقل بالکل زائل ہو گئی تھی اور مجھے نہ معلوم تھا کہ میں کیا کہتا ہوں کیا میرے منہ سے نکلتا ہے تو اطمینان بندہ کے لیے اس کا ثبوت گواہان عادل سے دے کہ اگرچہ عند اللہ وہ اپنے بیان میں سچا ہو اور اسے عورت کے پاس جانا دیا نہ رہا ہو مگر عورت کو بے ثبوت بقائے نکاح اس کے پاس رہنا ہرگز حلال نہیں ہو سکتا تو ضرور ہوا کہ زید اپنے دعویٰ پر گواہ دے یا اگر معلوم و معروف ہے کہ اس سے پہلے بھی کبھی اس کی ایسی حالت ہو گئی تھی تو گواہوں کی کچھ حاجت نہیں مجرد قسم کھا کر بیان کرے ورنہ مقبول

نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۲۳۲-۲۳۳ مطبوعہ فیصل آباد)

علامہ خیر الدین رطلی حنفی متوفی ۱۰۸۱ھ لکھتے ہیں: شرح الطحاوی سے نقل کر کے تاتارخانیہ میں یہ تصریح کی ہے کہ مدہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی اسی طرح محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ ترمذی غزی نے اپنے متن تنویر الابصار میں یہ تصریح کی ہے۔ فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ غیر عاقل کی طلاق واقع نہیں ہوتی سوا اس کے کہ اس کی عقل نشہ کے سبب سے زائل ہو جو کہ معصیت ہے تو اس صورت میں بہ طور سزا اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ غیر عاقل میں ہر وہ شخص داخل ہے جس کی عقل ان امور سے زائل ہوتی ہو۔ جنون عتھ برسام اغمار (بے ہوشی) اور دھش جنون ایک مشہور بیماری ہے اور عتھ کا معنی ہے کم نہی اور کلام کا غلط اور صحیح ہونا اور تدبیر کا فساد یہ عقل کے اختلال کی وجہ سے ہوتا ہے کبھی وہ عقل مندوں کی طرح کلام کرتا ہے اور کبھی مجنوںوں کی طرح اور برسام ایک بیماری ہے جس میں بیمار ہڈیاں بکتا ہے (بے سرو پاتا میں کرتا ہے) اور دھش کا معنی ہے عقل جاتی رہے بھول اور غفلت کی وجہ سے یا عشق کی وجہ سے اور جس نے مدہوش کی تفسیر حیرت زدہ کی ہے اس نے غلطی کی قاموس میں لکھا ہے کہ مدہوش وہ شخص ہے جس کی عقل ذہول یا عشق کی وجہ سے جاری رہی۔

مجنون کے متعلق حکم یہ ہے کہ جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کو جنون ہو چکا ہے اور اس نے طلاق دی اور اس نے کہا مجھے دوبارہ جنون ہوا اور میں نے طلاق دی تو اس کی قسم کے ساتھ اس کا قول قبول کر لیا جائے گا اور اگر پہلے اس کو جنون نہ ہوا ہو تو اس کا قول قبول نہیں کیا جائے گا۔ خانیہ تاتارخانیہ اور دیگر کتب میں اسی طرح ہے مدہوش کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ اگر ایک مرتبہ پہلے وہ مدہوش ہو چکا ہے تو قسم کے ساتھ اس کا قول قبول کر لیا جائے گا اور اگر وہ پہلے مدہوش نہیں ہوا تو قضاء اس کا قول قبول نہیں ہوگا ہاں گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو جائے گا اور دینا اس کا قول قبول ہو جائے گا۔ (فتاویٰ الخیر علی حاشیہ ج ۱ ص ۶۸-۶۷ مطبوعہ کوئٹہ)

باب الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ -

یہ باب ہے کہ (تین طلاقیں ایک ساتھ دینے) کی اجازت

3402 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ غُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ يَا عَاصِمُ لَوْ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ 3402 - أخرجه البخاري في الطلاق، باب من جواز الطلاق الثلاث لقرول الله تعالى: (الطلاق مرتان فامساك بمعروف أو تسريح بإحسان) (الحديث 5259) و باب اللعان (الحديث 5308)، و باب التلاعن في المسجد (الحديث 5309) و أخرجه مسلم في اللعان. (الحديث 1 و 2) (3). و أخرجه ابو داود في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2245 و 2247 و 2248 و 2249 و 2250) مختصراً و (2251 و 2252) و الحديث عند البخاري في الصلاة، باب القضاء و اللعان في المسجد بين الرجال و النساء (الحديث 423)، و في التفسير، باب (والذين يرمون) (الحديث 4746)، و في الحدود، باب من أظهر الفاحشة و اللطخ و التهمة بغير يمين (الحديث 6854)، و في الاحكام، باب من لصى و لاعن في المسجد (الحديث 7165)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما يكره من التعق و التنازع و العلو في الدين و البدع (الحديث 7304). و ابي داود في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2248 و 2249 و 2251 و 2252). و ابن ماجه في الطلاق، باب اللعان (الحديث 2066). تحفة الاشراف (4805).

مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا ابْتُلُوهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ مَلِيٌّ يَا عَاصِمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ
فَسَأَلَ عَاصِمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُفِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَانَهَا
حَتَّى كَثُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُيَيْرٌ
فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُيَيْرٍ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كُفِّرَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتَ عَنْهَا . فَقَالَ عُيَيْرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهَى حَتَّى أَسْأَلَ عَنْهَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَأَقْبَلَ عُيَيْرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا ابْتُلُوهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ نَزَلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبِكَ فَادْهَبْ فَأَنْتَ بِهَا" . قَالَ سَهْلٌ فَمَلَأْنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ عُيَيْرٌ قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا . فَمَلَأْنَا
فَلَمَّا قَبِلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆ ☆ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عویر مجھ کو عاصم بن عدی کے پاس آئے اور بولے: عاصم آپ
کا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو پاتا ہے اگر وہ اسے قتل کر دیتا ہے تو تم لوگ اسے قتل کر دو گے تو اب اس
شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ اے عاصم! آپ میرے لیے نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیجئے گا۔ عاصم نے نبی اکرم ﷺ سے یہ سوال کیا تو
نبی اکرم ﷺ کو یہ سوال پسند نہیں آیا نبی اکرم ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا یہ بات عاصم کے لیے بہت گراں گزری جو
انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی تھی جب عاصم اپنے گھر واپس گئے تو عویر ان کے پاس آئے اور بولے: اے عاصم! نبی
اکرم ﷺ نے آپ کو کیا جواب دیا ہے؟ تو عاصم نے عویر سے کہا: تمہاری طرف سے مجھے کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوئی ہے نبی
اکرم ﷺ نے اس سوال کو ناپسند کیا ہے جو تم نے اس بارے میں کیا تھا۔ تو عویر نے کہا: اللہ کی قسم! میں خود نبی اکرم ﷺ سے اس
بارے میں دریافت کروں گا۔

پھر عویر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی اکرم ﷺ اس وقت لوگوں کے درمیان موجود تھے انہوں نے
عرض کی: یا رسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ ایک اور شخص کو پاتا ہے اگر وہ اسے قتل کر
دیتا ہے تو آپ لوگ اسے قتل کر دیں گے تو ایسے شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل ہو گیا ہے تم جاؤ اور اسے لے کر آؤ۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر ان دونوں نے لعان کیا اس وقت میں بھی ان لوگوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے پاس
موجود تھا۔

جب عویر لعان کے کلمات ادا کر کے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! اب اگر میں اس عورت کو اپنے ساتھ رہنے
دیتا ہوں تو اس کا مطلب ہے میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو نبی اکرم ﷺ کے انہیں کوئی ہدایت دینے سے پہلے ہی عویر نے

اس عورت کو تین طلاقیں دے دیں۔

3403 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَحْمَسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ قَالَتْ آتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَنَا بِنْتُ آلِ خَالِدٍ وَإِنَّ زَوْجِي فَلَانًا أَرْسَلَ إِلَيَّ بِطَلَاقِي وَإِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَهُ النَّفَقَةَ وَالسُّكْنَى فَأَبَوْا عَلَيَّ . قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهَا بِثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ . قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسُّكْنَى لِلْمَرْأَةِ إِذَا كَانَ لَزُوجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ" .

☆☆ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی: میرا تعلق فلاں خاندان سے ہے اور میرا شوہر فلاں شخص ہے اس نے مجھے طلاق بھجوا دی ہے میں نے اس کے اہل خانہ سے خرچ اور رہائش کا مطالبہ کیا تو انہوں نے میری بات نہیں مانی ان لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کے شوہر نے اسے تین طلاقیں بھجوا دی ہیں۔ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"خرچ اور رہائش کا حق عورت کے لیے اس وقت ہوتا ہے جب اس کے شوہر کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار ہو۔"

3404 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمُطَلَّقةُ ثَلَاثًا لَيْسَ لَهَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةٌ" .

☆☆ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: جس عورت کو تین طلاقیں دے دی گئی ہوں اسے رہائش اور خرچ نہیں ملے گا۔

3405 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِیَّةُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَهُوَ الْأَوْزَاعِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو بْنَ حَفْصِ الْمُخَزُومِيِّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَأَنْطَلَقَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فِي نَفَرٍ مِنْ بَنِي مُخَزُومٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا عَمْرٍو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَ فَاطِمَةَ ثَلَاثًا فَهَلْ لَهَا نَفَقَةٌ فَقَالَ "لَيْسَ لَهَا نَفَقَةٌ وَلَا سُكْنَى" .

☆☆ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ابو عمرو بن حفص مخزومی نے انہیں تین طلاقیں دے دیں تو خالد بن ولید

3403- أخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً نفقة لها (الحديث 42 و 43 و 44 و 45) . وأخرجه الترمذي في الطلاق و اللعان، باب ما جاء في المطلقة ثلاثاً لا سكنى لها ولا نفقة (الحديث 1180) . وأخرجه النسائي في الطلاق، باب الرخصة في ذلك (الحديث 3404) . و الرخصة في خروج المبتوتة من بيتها في عدتها لسكناها (الحديث 3549 و 3550) . وأخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب من طلق ثلاثاً في مجلس واحد (الحديث 2024) . و الحديث عند: مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها (الحديث 46) و أبي داود في الطلاق، باب ما نكر ذلك على فاطمة بنت قيس (الحديث 2291) . و ابن ماجه في الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً هل لها سكنى و نفقة (الحديث 2036) .

نعمه الاشراف (18025) .

3404- تقدم في الطلاق، باب الرخصة في ذلك (الحديث 3403) .

3405- تقدم (الحديث 3244) .

بنو مخزوم کے چند افراد کے ہمراہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ابو عمرو بن حفص نے قاطرہ کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو کیا اسے خرچ ملے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اسے خرچ اور رہائش نہیں ملے گی۔“

بیوی کے نان و نفقہ کے معنی و مفہوم کا بیان

نقلات نفقہ کی جمع ہے اور نفقہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو خرچ کی جائے جب کہ شرعی اصطلاح میں طعام لباس اور سکنی مکان کو نفقہ کہتے ہیں چونکہ نفقہ کی کئی نوعیتیں اور قسمیں ہوتی ہیں جیسے بیوی کا نفقہ اولاد کا نفقہ والدین کا نفقہ اور عزیز و اقارب کا نفقہ وغیرہ اس لئے نفقہ کی ان انواع کے اعتبار سے عنوان میں نقلات یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے نیز یہاں نفقہ سے اس کا عام مفہوم مراد ہے خواہ واجب ہو یا غیر واجب ہو۔

لوٹھی غلام کے حقوق کا مطلب ہے ان کو کھانا پہنانا اور ان پر ایسے کاموں کا بوجھ نہ ڈالنا جو ان کی طاقت و ہمت سے باہر ہوں۔

بیوی کے نفقہ کے احکام و مسائل کا بیان

مرد پر اپنی بیوی کا نفقہ یعنی کھانے پینے کا خرچ لباس اور مکان دینا واجب ہے چاہے مرد عمر میں اپنی بیوی سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافرہ ہو خواہ بالغ ہو یا ایسی نابالغہ ہو جس سے جماع نہ کیا جاسکتا ہو لیکن نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس بیوی نے اپنے آپ کو شوہر کے گھر میں شوہر کے سپرد کر دیا ہو اگر سپرد نہ کیا ہو تو اس کی وجہ یا تو اس کا کوئی حق ہو کہ جس کو ادا کرنے سے انکار کرتا ہو یا خود شوہر سپرد کرنے کا مطالبہ نہ کرتا ہو۔

بہتر یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنا ہم پیالہ و ہم نوالہ بنائے دونوں ایک ساتھ رہیں اور حیثیت کے مطابق جو کچھ میسر ہو اس میں دونوں گزارہ کریں اور جیسا کہ شریف گھرانوں کا قاعدہ ہے شوہر باہر کسب معاش کرے اور بیوی گھر کے انتظامات کی ذمہ دار بنے شوہر جو کچھ کمائے اس کے مطابق جنس و سامان گھر میں مہیا کرے اور بیوی اپنی سلیقہ شعاری کے ذریعہ اس جنس و سامان کو پورے گھر اور متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کرے اور اگر کسی وجہ سے شوہر بیوی کا اس طرح ہم پیالہ و ہم نوالہ رہنا ممکن نہ ہو اور بیوی قاضی و حاکم کے یہاں یہ درخواست کرے کہ میرے لئے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا جائے تو حاکم و قاضی کی طرف سے بیوی کے لئے ماہانہ نفقہ کھانے پینے کا خرچ مقرر کر دیا جائے گا۔ اور وہ مقرر مقدار اس کے سپرد کر دیا جائے گا اسی طرح ایک سال میں دو مرتبہ کپڑا دینا مقرر کیا جائے گا اور وہ مقرر کپڑا ہر ششماہی پر اس کے حوالہ کر دیا جائے گا اگر قاضی و حاکم نے عورت کے لئے ماہانہ نفقہ مقرر کر دیا تو شوہر اس کو ماہانہ ادا کرے گا اور اگر شوہر نے ماہانہ نہ دیا اور عورت نے روزانہ طلب کیا تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کرنے کا اختیار ہو گا۔

نفقہ مقرر کرنے کے سلسلہ میں اس مقدار کا لحاظ رکھا جائے گا جو بیوی کے لئے کافی ہو اور بغیر کسی اسراف و تنگی کے اپنا گزارہ کر

سکے۔ رہی معیار کی بات تو اس میں میاں بیوی دونوں کی حالت وحیثیت کا اعتبار ہوگا اگر وہ دونوں مالی طور پر اچھی حالت وحیثیت کے مالک ہیں تو اچھی ہی حیثیت کا نفقہ بھی واجب ہوگا اور اگر وہ دونوں تنگ دست و مفلس ہوں تو نفقہ بھی اسی کے اعتبار سے واجب ہوگا اور اگر یہ صورت ہو کہ میاں تو خوش حال ہو اور بیوی تنگ دست ہو یا میاں تنگ دست ہو اور بیوی خوشحال ہو تو پھر درمیانی درجہ کا نفقہ واجب ہوگا یعنی وہ نفقہ دیا جائے گا جو خوشحالی کے درجہ سے کم ہو اور تنگ دستی کے درجہ سے زیادہ ہو اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ بہر صورت شوہر ہی کی حالت کا اعتبار کیا جائے گا وہ جس حالت وحیثیت کا ہوگا اسی کے مطابق نفقہ مقرر کیا جائے گا خواہ بیوی کسی بھی حیثیت و حالت کی مالک ہو۔

اگر شوہر و بیوی کے درمیان خوشحالی و تنگ دستی کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے یعنی شوہر تو کہے کہ میں تنگ دست ہوں اس لئے تنگ دستی کا نفقہ دوں گا اور بیوی کہے کہ نہیں تم خوشحال ہو اس لیے میں خوشحالی کا نفقہ لوں گی اور پھر یہ معاملہ حاکم وقاضی کی عدالت میں پہنچے اور بیوی اپنے دعویٰ کے گواہ پیش کر دے تو ان گواہوں کا اعتبار کر کے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا اور اگر بیوی نے گواہ پیش نہ کئے تو پھر شوہر کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔

اگر بیوی کے ساتھ کوئی خادم یا خادمہ بھی ہے اور شوہر خوشحال ہے تو عورت کے نفقہ کے ساتھ اس خادم یا خادمہ کا نفقہ بھی شوہر پر واجب ہوگا اور اگر شوہر تنگ دست ہو تو اس خادم یا خادمہ کا نفقہ شوہر پر لازم نہیں ہوگا۔

اگر حاکم وقاضی نے شوہر کی تنگ دستی کی وجہ سے اس کی بیوی کے لئے تنگ دستی کا نفقہ مقرر کر دیا اور پھر شوہر خوش حال ہو گیا اور بیوی نے خوش حالی کے نفقہ کا دعویٰ کر دیا تو اس کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا اور اگر شوہر کی خوش حالی کی وجہ سے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا گیا تھا اور پھر شوہر تنگ دست ہو گیا تو اب تنگ دستی کا نفقہ مقرر کر دیا جائیگا۔

جو عورت شوہر کی وفات کی عدت میں ہو اس کو نفقہ نہیں ملتا خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو اسی طرح جو بیوی تا فرمان ہو جائے یعنی شوہر کی اجازت کے بغیر اور بلا کسی وجہ کے شوہر کے گھر سے چلی جائے تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا۔ نیز جو بیوی کسی دین یعنی قرض وغیرہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے قید خانہ میں ڈال دی گئی ہو یا اپنے میکہ میں ایسی بیمار ہو کہ شادی کے بعد شوہر کے گھر نہ بھیجی گئی ہو، یا اس کو کوئی غاصب لے کر بھاگ گیا ہو یا وہ اتنی کم عمر ہو کہ اس کے ساتھ جماع نہ کیا جاسکتا ہو اور یا بغیر شوہر کے حج کو چلی گئی ہو تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا ہاں جو بیوی شوہر کے ساتھ حج کو جائے گی اس کا حضر کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا سفر کا خرچ اور سواری کا کرایہ واجب نہیں ہوگا۔

اگر بیوی اپنے میکہ میں بیمار ہوئی اور نکاح کے بعد ہی شوہر کے گھر بھیجی گئی تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا البتہ جو بیوی اپنے شوہر کے گھر آ کر بیمار ہوئی ہے اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا۔

شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے رہنے کا ٹھکانہ و مکان شرعی مقاصد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق خود مقرر و مہیا کرے اور وہ مکان ایسا ہونا چاہئے جو خود اس کے اہل و عیال اور اس بیوی کے اہل و عیال سے خالی ہو اور اگر خود بیوی ان اہل و عیال کے ساتھ رہنا چاہے تو پھر اس طرح کا مکان بنادینا واجب نہیں رہے گا۔

اگر شوہر کے گھر میں کئی کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ کہ جس میں کواڑ اور تالہ کنجی وغیرہ ہو خالی کر کے بیوی کو دید سے آزاد یہ کافی ہے بیوی کو دوسرے کمرے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اگر شوہر چاہے کہ گھر میں بیوی کے پاس اس کے عزیز واقارب کو اگرچہ دوسرے شوہر سے اس بیوی کا ٹکا ہی کیوں نہ ہو آنے سے منع کر دے تو اس کو اس کا حق ہے ہاں اگر بیوی کے وہ عزیز واقارب اس کے محرم ہوں تو ان کو بیوی کا سامنا کرنے یا اس سے بات چیت کرنے سے روکنے کا حق اس کو نہیں ہے اسی طرح شوہر کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ مہینہ میں ایک بار بیوی کو اپنے والدین کے پاس جانے یا والدین کو اس کے پاس آنے سے روکے یعنی ہفتہ میں ایک بار سے زائد آنے جانے سے روک سکتا ہے اور والدین کے علاوہ دوسرے ذی رحم محرم رشتہ داروں کے پاس سال بھر میں ایک مرتبہ بیوی کے جانے یا بیوی کے پاس ان کے آنے پر پابندی عائد کرنے کا حق نہیں ہے یعنی سال بھر میں ایک بار سے زائد ان کے آنے پر پابندی عائد کر سکتا ہے۔

جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ شوہر سے نفقہ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن ہو یا مغلطہ ہو اور خواہ عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو، اسی طرح جو عورت ایسی تفریق جدائی کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی شرعی حق کی وجہ سے واقع ہوئی ہو تو اس کا نفقہ و سکنی بھی شوہر کے ذمہ ہوگا، مثلاً کوئی ام ولد یا مدبرہ کسی کے نکاح میں تھی اور پھر اختیار حق کی بناء پر اس نے شوہر سے جدائی اختیار کر لی یا کسی نابالغہ کا نکاح اس کے ولی نے کسی شخص سے کر دیا تھا اور پھر اس نے بالغ ہونے کے بعد اختیار بلوغ کی بناء پر اس شوہر سے جدائی اختیار کر لی تو ان صورتوں میں بھی عورت نفقہ اور سکنی پانے کی مستحق ہوگی اور اگر عورت کسی ایسی تفریق (جدائی) کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی بناء پر واقع ہوئی ہو اور اس کا نفقہ و سکنی شوہر کے ذمہ نہیں ہوگا، مثلاً عورت نعوذ باللہ مرتد ہو گئی یا اس نے شوہر کے بیٹے سے کوئی ایسا برا فعل کر لیا جس سے شوہر پر حرام ہو گئی جیسے اس سے ہم بستری کر لی یا اس کو شہوت سے چھو لیا یا اس کا بوسہ لیا اور اس کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو گئی اور وہ عدت میں بیٹھ گئی تو ان صورتوں میں وہ شوہر سے کھانے پینے کا خرچ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق نہیں ہوگی۔

اگر کسی عورت کو تین طلاقیں دی گئیں اور وہ عدت میں بیٹھ گئی نیز نفقہ و سکنی کی حقدار رہی لیکن پھر زمانہ عدت میں نعوذ باللہ مرتد ہو گئی تو اس کے نفقہ و سکنی کا حق ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت نے اپنے زمانہ عدت میں شوہر کے لڑکے یا شوہر کے باپ سے ناجائز تعلق قائم کر لیا یا شہوت سے بوس و کنار کر لیا تو نفقہ و سکنی کی مستحق رہے گی بشرطیکہ وہ عدت طلاق رجعی کی نہ ہو بلکہ طلاق بائن مغلطہ کی ہو۔

بیوی کا خرچ شوہر پر لازم ہونے کا بیان

اور بیوی کا خرچ شوہر کے ذمے لازم ہے خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافر ہو جب وہ اپنے آپ کو شوہر کے گھر حوالے کر دے تو اس کا خرچ اس کا لباس اور رہائش شوہر کے ذمے ہوگی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بنیادی حکم ہے۔ ”خوشحال شخص اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے گا“۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”بچے کا والد اس کی ماں کا کھانا اور لباس مناسب طور پر دے گا“۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ ”ان خواتین کی خوراک اور لباس کی مناسب طور پر

فراہمی تم پر لازم ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے: نفقہ دراصل اس بات کا عوض ہے جو عورت کو روکے رکھنے کا اختیار مرد کو حاصل ہوتا ہے اور جو بھی شخص کسی دوسرے کے حق کے لئے رکھنے کا پابند ہو اس کا خرچ روکنے والے کے ذمے ہوگا۔ اس کی مثال قاضی اور عامل کی تنخواہ کا حکم ہے۔ ان تمام دلائل میں کوئی فصل نہیں ہے اس لیے خرچ کی ادائیگی کے بارے میں مسلمان اور کافر بیوی کی حیثیت یکساں ہوگی۔ خرچ کی مقدار کے بارے میں مرد اور عورت دونوں کی حیثیت کا خیال رکھا جائے گا۔ فرماتے ہیں: یہ امام قدوری کی رائے ہے اور امام خصاف نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور فتویٰ بھی اسی کے مطابق دیا جاتا ہے۔

خصاف کے قول سے مراد یہ ہے: جب میاں بیوی دونوں خوشحال ہوں گے تو خرچ بھی خوشحالی کے حساب سے واجب ہوگا اور اگر دونوں تنگ دست ہوں گے تو خرچ بھی اسی حیثیت کے مطابق ہوگا، لیکن اگر شوہر خوشحال ہو اور بیوی غریب ہو تو اس کا خرچ عام غریب عورتوں سے زیادہ ہوگا اور بالدار عورتوں سے کم ہوگا۔

امام کرخی اور امام شافعی کے نزدیک تمام حالات میں مرد کی حیثیت کا خیال رکھا جائے گا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ”خوشحال شخص اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔“

امام خصاف کے فتویٰ کی وجہ یہ ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان کی بیوی ہند رضی اللہ عنہا سے یہ فرمایا تھا: ”تم اپنے شوہر کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے لیے اور تمہاری اولاد کے لیے مناسب طور پر کافی ہو۔“ تو اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند رضی اللہ عنہا کا اعتبار کیا تھا اور فقہ کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ خرچ کفایت کے اعتبار سے لازم ہوتا ہے اور غریب عورت کے لئے خوشحال عورتوں جیسی کفایت ضروری نہیں ہے اس لیے اسے زیادہ ادائیگی کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ جہاں تک نص کا تعلق ہے تو ہم بھی اس کے مطابق یہی کہتے ہیں: مرد کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ اپنی گنجائش کے مطابق خرچ کرے اور جو باقی ہوگا وہ اس کے ذمے قرض ہوگا۔

قرآن پاک میں ”معروف“ سے مراد میانہ روی ہے کیونکہ واجب بھی یہی ہے۔ زیر بحث مسئلے میں یہ بات تحقیق پایہ تک پہنچ چکی ہے کہ نفقے کے سلسلے میں کوئی معین مقدار نہیں کی جاسکتی۔ جبکہ امام شافعی نے یہ بات بیان کی ہے: خوشحال شخص پر نصف صاع کی ادائیگی لازم ہوگی اور غریب شخص پر چوتھائی صاع کی اور درمیانے درجے کے شخص پر ڈیڑھ مد کی ادائیگی لازم ہوگی۔ کیونکہ جو بھی چیز کفایت کے طور پر واجب ہوگی وہ شرعی طور پر متعین نہیں کی جاسکتی۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

نفقہ ولد کے والد پر ہونے میں شرعی بیان

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارُّ وَالِدَةُ بَوْلِدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ ☆ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ (البقرہ، ۲۳۳)

اور جس کا بچہ ہے۔ اس پر عورتوں کا کھانا پہننا ہے حسب دستور۔ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے۔ اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے۔ یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچہ کو اور نہ اولاد

والا اپنی اولاد کو۔ اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے۔ (کنز العمال)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

یعنی والد، اس انداز بیان سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے اس کے لئے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرے لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔

شوہر اپنی زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لئے جبر نہیں کر سکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے جب تک کہ اس کے نکاح یا عدت میں رہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے۔

اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے پر بہ اجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اسی اجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر راضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے اور اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر احمدی مدارک) المعروف سے مراد یہ ہے کہ حسب حیثیت ہو بغیر تنگی اور فضول خرچی کے۔

یعنی اس کو اس کے خلاف مرضی دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے۔ زیادہ اجرت طلب کر کے۔ ماں کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچہ کو نقصان پہنچے۔ (خزانہ مرغان، بقدرہ، ۲۳۳)

بیوی اور اولاد کا بقدر ضرورت نفقہ خاوند پر واجب ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا شوہر ابوسفیان بہت بخیل اور حربیص ہے وہ مجھ کو اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھے اور میرے اولاد کی ضروریات کے لئے کافی ہو جائے البتہ اگر میں اس کے مال میں سے خود کچھ نکال لوں اس طرح اس کو خبر نہ ہو تو ہماری ضروریات پوری ہو جاتی ہیں تو کیا یہ جائز ہے کہ میں شوہر کو خبر کئے بغیر اس کے مال میں سے اپنی اور اولاد کی ضروریات کے بقدر کچھ نکال لوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اور اپنی اولاد کی ضروریات کے بقدر کہ جو شریعت کے مطابق ہو یعنی اوسط درجہ کا خرچ اس کے مال میں سے لے لیا کرو (بخاری و مسلم)

امام نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نفقہ بقدر ضرورت واجب ہے۔ چنانچہ تمام علماء کا اس پر اجماع و اتفاق ہے امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں (۱) مرد پر اس کی بیوی اور نابالغ اولاد (جس کی ذاتی ملکیت میں مال نہ ہو) کا نفقہ واجب ہے (۲) نفقہ ضرورت و حاجت کے بقدر واجب ہوتا ہے (۳) فتویٰ دیتے وقت یا کوئی شرعی حق نافذ کرتے وقت اجنبی عورت کا کلام سننا جائز ہے (۴) کسی شخص کے بارے میں ایسی کوئی بات بیان کرنا کہ جس کو اگر سنے تو ناگواری محسوس کرے جائز ہے بشرطیکہ یہ بیان کرنا کہ کوئی مسئلہ پوچھنے یا فتویٰ لینے کی غرض سے ہو (۵) اگر کسی شخص پر کسی دوسرے شخص کا کوئی مالی مطالبہ ہو اور وہ اس کی ادائیگی نہ کرتا ہو تو مطالبہ والے کے لئے جائز ہے کہ وہ اس شخص کی اجازت کے بغیر

اس کے مال میں سے اپنے مطالب کے بقدر لے لے (۶) بیوی بھی اپنے شوہر کے مال کے ذریعہ اپنی اولاد پر خرچ کرنے اور ان کی کفالت کرنے کی ذمہ دار ہے (۷) بیوی کو اپنی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلنا جائز ہے خواہ شوہر نے اس کی صریحاً اجازت دے دی ہو یا بیوی کو اس کی رضا مندی کا علم ہو (۸) قاضی اور حاکم کو یہ اختیار ہے کہ اگر وہ کسی معاملہ میں مناسب سمجھے تو محض اپنے علم اور اپنی معلومات کی بنیاد پر حکم جاری کر دے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ سے گواہ طلب نہیں کئے بلکہ اپنی معلومات کی بنیاد پر حکم دے دیا۔ (شرح مسلم ہندی)

وجوب نفقہ میں فقہی مذاہب کا بیان

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں۔ بچوں کی ماں کا نان نفقہ بچوں کے والد پر ہے۔ اپنے اپنے شہروں کی عادت اور دستور کے مطابق ادا کریں، نہ تو زیادہ ہونہ کم بلکہ حسب طاقت و وسعت و درمیانی خرچ دے دیا کرو جیسے فرمایا آیت (لینفق ذو سعة من سعته) یعنی کشادگی والے اپنی کشادگی کے مطابق اور تنگی والے اپنی طاقت کے مطابق دیں، اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، غریب اللہ تعالیٰ سختی کے بعد آسانی کر دے گا۔

ضحاک فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کے ساتھ بچہ بھی ہے تو اس کی دودھ پلائی کے زمانہ تک کا خرچ اس مرد پر واجب ہے۔ پھر ارشاد باری ہے کہ عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے سے انکار کر کے اس کے والد کو تنگی میں نہ ڈال دے بلکہ بچے کو دودھ پلاتی رہے اس لئے کہ یہی اس کی گزارن کا سبب ہے۔ دودھ سے جب بچہ بے نیاز ہو جائے تو بیشک بچہ کو دے دے لیکن پھر بھی نقصان رسائی کا ارادہ نہ ہو۔ اسی طرح خاوند اس سے جبراً بچے کو الگ نہ کرے جس سے غریب دکھ میں پڑے۔ وارث کو بھی یہی چاہئے کہ بچے کی والدہ کو خرچ سے تنگ نہ کرے، اس کے حقوق کی نگہداشت کرے اور اسے ضرر نہ پہنچائے۔

حنفیہ اور حنبلیہ میں سے جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ رشتہ داروں میں سے بعض کا نفقہ بعض پر واجب ہے انہوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب اور جمہور سلف صالحین نے یہی مروی ہے۔ سرہ والی مرفوع حدیث سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے جس میں ہے کہ جو شخص اپنے کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ دو سال کے بعد دودھ پلانا عموماً بچہ کو نقصان دیتا ہے، یا تو جسمانی یا دماغی۔ حضرت علقمہ نے ایک عورت کو دو سال سے بڑے بچے کو دودھ پلاتے ہوئے دیکھ کر منع فرمایا۔ پھر فرمایا گیا ہے اگر یہ رضا مندی اور مشورہ سے دو سال کے اندر اندر جب کبھی دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی حرج نہیں ہاں ایک کی چاہت دوسرے کی رضا مندی کے بغیر نا کافی ہوگی اور یہ بچے کے بچاؤ کی اور اس کی نگرانی کی ترکیب ہے۔ خیال فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر رحیم و کریم ہے کہ چھوٹے بچوں کے والدین کو ان کاموں سے روک دیا جس میں بچے کی بربادی کا خوف تھا، اور وہ حکم دیا جس سے ایک طرف بچے کا بچاؤ ہے دوسری جانب ماں باپ کی اصلاح ہے۔

سورۃ طلاق میں فرمایا آیت (فان ارضعن لکم فاتوہن اجورہن) الخ، اگر عورتیں بچے کو دودھ پلایا کریں تو تم ان کی اجرت بھی دیا کرو اور آپس میں عہدگی کے ساتھ معاملہ رکھو۔ یہ اور بات ہے کہ تنگی کے وقت کسی اور سے دودھ پلوادو، چنانچہ یہاں بھی فرمایا اگر والدہ اور والد متفق ہو کر کسی عذر کی بنا پر کسی اور سے دودھ شروع کرائیں اور پہلے کی اجازت کامل طور پر والدہ والدہ کو دے دے تو بھی دونوں پر کوئی گناہ نہیں، اب دوسری کسی دایہ سے اجرت چکا کر دودھ پلوادیں۔ لوگو اللہ تعالیٰ سے ہر امر میں ڈرتے رہا کرو اور یاد رکھو کہ تمہارے اقوال و افعال کو وہ بخوبی جانتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۲۲)

مطلقہ ثلاثہ کے نفقہ میں مذاہب اربعہ

حضرت شعبی کہتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس نے فرمایا میرے شوہر نے رسول اللہ کے زمانے میں مجھے تین طلاقیں دیں تو آپ نے فرمایا تیرے لیے نہ تو گھر ہے اور نہ نفقہ۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے جب ابراہیم سے اس حدیث کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمر نے فرمایا ہم اللہ کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے جس کے متعلق ہمیں یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اسے یاد بھی ہے یا بھول گئی ہے حضرت عمر تین طلاق والی کو گھر اور کپڑا دیتے تھے۔

(جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث، ۱۱۸۹)

حضرت شعبی سے روایت ہے کہ میں فاطمہ بنت قیس کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے معاملے میں کیا فیصلہ فرمایا تھا؟ کہا کہ میرے خاوند نے مجھے لفظ 'بیتہ' کے ساتھ طلاق دی تھی تو میں نے ان سے نان نفقہ اور گھر کے لیے جھگڑا کیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر اور نان نفقہ نہ دیا۔ داؤد کی حدیث میں یہ بھی ہے پھر مجھے حکم دیا کہ ام مکتوم کے گھر عدت کے دن گزار دوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے بھری، عطاء بن ابی رباح، احمد اور اسحاق وغیرہ کا یہی قول ہے کہ جب شوہر کے پاس رجوع کا اختیار باقی نہ رہے تو رہائش اور نان نفقہ بھی اس کے ذمہ نہیں رہتا لیکن بعض علماء صحابہ جن میں عمر بن خطاب، اور عبد اللہ بن مسعود بھی شامل ہیں کہتے ہیں کہ تین طلاق کے بعد بھی عدت پوری ہونے تک گھر اور نان نفقہ مہیا کرنا شوہر کے ذمہ ہے، سفیان اور اہل کوفہ کا یہ قول ہے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ شوہر کے ذمے صرف رہائش کا بندوبست رہ جاتا ہے نان نفقہ کی ذمہ داری نہیں۔ مالک لیث بن سعد اور شافعی کا بھی یہی قول ہے امام شافعی اپنے قول کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا (لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ) امام شافعی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس کو اس لئے گھر نہیں دلویا کہ وہ اپنے شوہر سے سخت کلامی کرتی تھیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس کے واقعہ پر مشتمل حدیث کی رو سے ایسی عورت کے لیے نفقہ بھی نہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث، ۱۱۹۰)

نفقہ ولد کا باپ پر ہونے میں اہل علم کا اجماع

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ابن منذ کہتے ہیں: ہمیں اہل علم میں سے جتنے بھی یاد ہیں ان سب کا اس پر اجماع ہے کہ ان بچوں کا خرچہ جن کے پاس مال نہیں والد کے ذمہ ہے، اور اس لیے بھی کہ اولادہ انسان کا ایک حصہ ہے اور والد

کے جگر کا ٹکڑا ہے۔

لہذا جس طرح اس کا اپنے آپ اور گھر والوں پر خرچہ کرنا واجب ہے اسی طرح اپنے بعض یعنی اولاد اور اپنی اصل یعنی ماں باپ پر خرچہ کرنا بھی واجب ہے۔ (المغنی 8/171)

بچوں پر خرچہ کرنے میں کتاب وسنت اور اجماع دلیل اور اصل ہے۔

کتاب اللہ کے دلائل: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: (اگر تمہارے کہنے سے وہی دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دے دو) (الطلاق 6)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رضاعت کی اجرت والد کے ذمہ واجب کی ہے۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہے) (البقرہ 233)

سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حند رضی اللہ عنہا کو فرمایا: (جتنا تمہیں اور تمہارے اولاد کو اچھے طریقے سے کفایت کرے وہ لے لیا کرو) (صحیح بخاری رقم الحدیث، 5364) صحیح مسلم رقم الحدیث، (1714)

اور اجماع کی دلیل اور پر بیان کی جا چکی ہے۔ علماء کرام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ چھوٹے بڑے بچوں کا خرچہ اس وقت تک والد کے ذمہ ہے جب تک وہ مستغنی نہیں ہو جاتے۔

علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ والد پر اس بیٹے کا کوہ خرچہ لازم نہیں جس کے پاس مال ہو اور وہ مستغنی ہو اگرچہ وہ عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس پر بھی متفق ہیں کہ بیٹا جب بالغ ہو جائے اور کمانے پر قادر ہو تو والد پر اس کا خرچہ لازم نہیں۔ علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر بیٹا فقیر اور بالغ ہو لیکن کمانے کی قدرت نہ رکھے تو اکثر علماء کرام کا خیال ہے کہ والد کے ذمہ اس کا خرچہ نہیں اس لیے کہ وہ کماء کرنے کی قدرت و طاقت رکھتا ہے۔

اور کچھ علماء کرام کا کہنا ہے کہ بیٹا اگر فقیر اور بالغ ہو چاہے وہ کمانے کی قدرت و طاقت رکھے والد پر اس کا خرچہ واجب ہے۔ اس میں وہ دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمان لیتے ہیں: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حند رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: اپنے اور اپنے بچوں کی کفایت جتنا مال لے لیا کرو)۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان میں بالغ اور صحیح کو مستغنی نہیں کیا، اور اس لیے کہ وہ بیٹا فقیر ہے جس کی بنا پر وہ خرچہ کا مستحق ہے کہ غنی والد اس پر خرچہ کرے جیسا کہ اگر بیٹا اندھا ہو یا مستقل مریض ہو۔ ابن تیمیہ سے پوچھا گیا: والد غنی اور مالدار اور اس کا بیٹا تنگ دست ہو تو کیا غنی والد اپنے تنگ دست بیٹے پر خرچہ کرے گا؟ ابن تیمیہ کا جواب تھا: جی ہاں اگر بیٹا فقیر ہو اور کمائی کرنے سے عاجز اور والد مالدار ہو تو بیٹے پر بہتر اور اچھے طریقے سے خرچہ کرنا لازم ہے۔ اھ یہ مختصر لکھا گیا ہے علماء کرام کا اس پر بھی اختلاف ہے کہ اگر بیٹا بالغ ہو جائے تو کیا والد کے ذمہ اس کا خرچہ ہے کہ نہیں؟ اکثر علماء کرام کہنا ہے کہ شادی تک اس پر خرچہ لازم ہے، اور یہی قول اقرب الی الصواب ہے اس لیے کہ وہ کمائی کرنے سے عاجز ہے۔ علماء کرام کے کلام

کا مجمل طور پر مفہوم یہی ہے، آپ کچھ نصوص اور ان کے دلائل جن سے علماء کرام نے استدلال کیا ہے مندرجہ ذیل کتب میں دیکھ سکتے ہیں (علماء شافعیہ: کتاب الام (8/340) علماء مالکیہ: المدونہ (2/263) اور تبیین المسائلک شرح تدریب المسائلک (3/244)۔ علماء حنفیہ: الموسوط (5/223)۔ علماء حنابلہ: المغنی ابن قدامہ (8/171)

نفقہ زوجہ میں فقہی تصریحات کا بیان

علامہ علاء الدین ہسکلی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہم بستری کے بعد اگر عورت شوہر کے یہاں آنے سے انکار کرتی ہے تو اگر مہر مغل کا مطالبہ کرتی ہے کہ دے دو تو جاؤں گی۔ تو نفقہ کی مستحق ہے ورنہ نہیں ہے۔ جس مکان میں عورت رہتی ہے۔ وہ اس کی ملک ہے اور شوہر کا آنا، وہاں بند کر دیا تو نفقہ نہیں پائے گی۔ ہاں اگر اس نے شوہر سے کہا کہ مجھے اپنے مکان میں لے چلو یا میرے لیے کرایہ کا کوئی مکان لے دو اور شوہر نہ لے گیا تو نفقہ کی مستحق ہے کہ قصور شوہر کا ہے۔

عورت شوہر کے گھر بیمار ہوئی یا میکہ میں تھی اور بیمار ہو کر اس کے یہاں گئی یا اپنے ہی گھر رہی مگر شوہر کے یہاں جانے سے انکار نہ کیا تو نفقہ واجب ہے اور اگر شوہر کے یہاں بیمار ہوئی اور اپنے میکہ چلی گئی اور اگر اتنی بیمار ہے کہ ڈولی وغیرہ پر بھی نہیں آ سکتی تو نفقہ کی مستحق ہے اور اگر آ سکتی ہے مگر نہیں آتی تو نہیں ہے۔

عورت شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے اور اگر اس وقت واپس آئی کہ شوہر مکان پر نہیں بلکہ پردیس چلا گیا ہے جب بھی نفقہ کی مستحق ہے۔ اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالدار کا سا ہوگا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا۔ اور ایک مالدار ہے اور دوسرا محتاج تو متوسط درجے کا یعنی محتاج جیسا کھاتا ہوں اس سے عمدہ اور اغنیاء (مالدار) جیسا کھاتے ہوں اس سے کم نفقہ کا تعین زدپوں سے نہیں کیا جاسکتا کہ ہمیشہ اتنے ہی روپے دیئے جائیں اس لیے کہ نرخ بدلتا رہتا ہے۔ ارزانی اور گرانی دونوں کے مصارف یکساں نہیں ہو سکتے۔

عورت جب رخصت ہو کر آئی تو اس وقت سے شوہر کے ذمہ اس کا لباس ہے۔ اگر چہ عورت کے پاس کتنے ہی جوڑے ہوں۔

سال میں کم از کم دو جوڑے دینا واجب ہے۔ ہر ششماہی پر ایک جوڑا، مگر اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اگر دونوں مالدار ہوں تو مالداروں کے سے کپڑے ہوں اور محتاج و غریب ہوں تو غریبوں کے سے اور ایک مالدار ہو ایک محتاج تو متوسط ہوں جیسے کھانے میں تینوں باتوں کا لحاظ ہے۔ لباس میں اس شہر کے رواج کا اعتبار ہے۔ جاڑے گرمی میں جیسے کپڑوں کا وہاں چلن ہے وہ دے۔ اور ادنیٰ موزے جو جاڑوں میں سردی کی وجہ سے پہنے جاتے ہیں۔ یہ دینے ہوں گے۔

نفقہ کا تیسرا جز دسکنے ہے یعنی رہنے کا مکان کہ شوہر جو رہنے کیلئے مکان دے وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں اور اگر اس مکان میں شوہر کے متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو اختیار کر لیا کہ سب کے ساتھ رہے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ عام طور پر ہمارے اطراف و بلاد میں دستور ہے۔ ہاں یہ لحاظ ضروری ہے کہ شوہر کے رشتہ دار اسے ناحق ایذا نہ دیں۔ عورت

اپنی سوت یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا دالان اس کو دے دے جس میں دروازہ ہو اور عورت اسے بند کر سکتی ہو کہ اس کا سامان محفوظ رہے تو اب دوسرا مکان طلب کرنے کا اسے اختیار نہیں۔ بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار، عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں۔

عورت تنہا مکان چاہتی ہے اور شوہر مالدار ہے تو اسے ایسا مکان دے جس میں پاخانہ، غسل خانہ، باورچی خانہ وغیرہ ضروریات علیحدہ ہوں اور غریبوں میں خالی ایک کمرہ دے دینا کافی ہے۔ اگرچہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو۔

یہ بات ضروری ہے کہ عورت کو ایسے مکان میں رکھے جس کے پڑوسی صالحین ہوں کہ فاسقوں بد چلتوں میں خود بھی رہنا اچھا نہیں نہ کہ ایسے مقام پر عورت کا ہونا۔ اگر مکان بہت بڑا ہو کہ عورت وہاں تنہا رہنے سے گھبراتی اور ڈرتی ہے تو وہاں کوئی ایسی نیک عورت رکھے جس سے دل وابستگی ہو اور جی بہلا رہے یا عورت کو کوئی دوسرا مکان دے جو اتنا بڑا نہ ہو اور اس کے ہمسایہ نیک لوگ ہوں۔ (در مختار، باب نفقہ)

علامہ ابن عابدین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ عورت کے والدین ہر ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑک کے یہاں آ سکتے ہیں۔ شوہر منع نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہتے ہوں تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے۔ یونہی عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار جا سکتی ہے مگر رات بغیر اجازت اپنے شوہر وہاں نہیں رہ سکتی اور غیروں کے یہاں جانے یا ان کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ تقریبوں کی شرکت سے منع کر دے عورت بغیر اجازت جائے گی تو گناہ گار ہوگی اور اجازت سے گئی اور وہاں پردہ کا خیال نہ رکھا اور شوہر کو یہ بات معلوم ہے تو دونوں گنہگار ہوئے۔

جس کام میں شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو، نہ اس میں کوئی نقصان ہو اگر عورت گھر میں وہ کام کر لیا کرے جیسے کپڑا سینا پر دنا کاڑھنا یا ایسے ہی اور دوسرے کام جن کیلئے گھر سے باہر نہ جانا پڑے تو ایسے کاموں سے منع کرنے کی حاجت نہیں۔ خصوصاً جبکہ شوہر گھر نہ ہو کہ ان کاموں سے جی بہلتا رہے گا اور بے کار بیٹھے گی تو وہ بیوہ سے اور خطرے پیدا ہوتے رہیں گے اور لایعنی و فضول باتوں میں مشغول ہوگی۔ (در مختار، کتاب طلاق، باب نفقہ)

باب طلاق الثلاث المتفرقة قبل الدخول بالزوجة .

یہ باب ہے کہ بیوی سے صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں الگ الگ دینا

3406 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ

أَبِيهِ أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ جَاءَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الثَّلَاثَ كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَلَوْنَا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَرُدُّ إِلَى الْوَاحِدَةِ قَالَ نَعَمْ .

3406 - اخرجہ مسلم فی الطلاق، باب طلاق الثلاث (الحديث 15 و 16) . و اخرجہ ابو داؤد فی الطلاق، باب مسح المراجعة بعد التطلقات

الثلاث (الحديث 2200) . تحفة الاشراف (5715) .

☆ ☆ طاؤس کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ابوصہباء حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: اے ابن عباس! کیا آپ یہ بات نہیں جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی ہاں!

باب الطَّلَاقِ لِلَّتِي تَنْكِحُ زَوْجًا ثُمَّ لَا يَدْخُلُ بِهَا .

یہ باب ہے کہ ایسی عورت کی طلاق کا حکم جو کسی شخص کے ساتھ شادی کرتی ہے

اور وہ پھر اس کے ساتھ صحبت نہیں کرتا

3407 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يُوَاقِعَهَا اتَّحِلَّ لِلأَوَّلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا حَتَّى يَذُوقَ الْآخَرَ غُسْلَتَهَا وَتَذُوقَ غُسْلَتَهَا" .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے پھر وہ عورت دوسرے شخص کے ساتھ شادی کر لیتی ہے پھر وہ اس عورت کی رخصتی کروا لیتا ہے لیکن اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے تو کیا وہ عورت پہلے شخص کے لیے حلال ہو جائے گی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جی نہیں! جب تک دوسرا شوہر اس عورت کا شہد نہیں چکھ لیتا اور وہ عورت اس شخص کے شہد کو نہیں چکھ لیتی۔"

3408 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَرْزَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَكَحْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّيْبِرِ وَاللَّهُ مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ الْهُذْبَةِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَعَلَّكَ تُرِيدِينَ أَنْ تُرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ غُسْلَتِكَ وَتَذُوقَ غُسْلَتَهَا" .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ قرظی کی اہلیہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے عبدالرحمن بن زبیر کے ساتھ شادی کی اللہ کی قسم! ان کا ساتھ میرے لیے چادر کے اس کنارے کی طرح

3407- أخرجه أبو داود في الطلاق، باب المبتوتة لا يرجع إليها زوجها حتى تنكح زوجا غيره (الحديث 2309) . نسخة الاشراف (15958) .

3408- أخرجه النسائي . نسخة الاشراف (16416) .

ہے (یعنی وہ میرے ساتھ صحبت کرنے کے قابل نہیں ہیں) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاید تم دوبارہ رقعہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہو ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ (یعنی عبدالرحمن بن زبیر) تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا اور تم اس کا شہد نہیں چکھ لیتی۔

نکاح حلالہ کا فقہی مفہوم کا بیان

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تمہارا دوسرا شوہر تمہارے ساتھ جماع نہ کرے اور پھر اس کی طلاق کے بعد تم عدت کے دن پورے نہ کر لو تم اپنے سابق خاوند یعنی رقعہ سے نکاح نہیں کر سکتیں چنانچہ یہ حدیث مشہور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حلالہ یعنی سابق خاوند کے واسطے حلال ہونے کے لیے کسی دوسرے مرد سے محض نکاح کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ مجامعت بھی ضروری ہے البتہ مجامعت میں صرف دخول کافی ہے انزال شرط نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلل اور محللہ پر لعنت فرمائی ہے (داری) ابن ماجہ نے اس روایت کو حضرت علی حضرت ابن عباس اور حضرت عقبہ ابن عامر سے نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 495)

فرض کیجئے کہ دو شخص ہیں ایک کا نام زید ہے اور دوسرے کا نام بکر ہے زید نے اپنی بیوی خالدہ کو تین طلاقیں دیدیں اور اس کی عدت کے دن پورے ہو گئے ہیں اب زید پھر چاہتا ہے کہ وہ خالدہ کو دوبارہ اپنی زوجیت میں لائے۔ لہذا دوسرا شخص یعنی بکر خالدہ سے اس شرط یا ارادہ کے ساتھ نکاح کرتا ہے کہ جماع کے بعد خالدہ کو طلاق دیدی جائے گی تاکہ خالدہ کا پہلا شوہر زید کہ جس نے اس کو تین طلاقیں دی تھیں اس سے دوبارہ نکاح کر سکے اور خالدہ کا پہلا شوہر محلل نہ یعنی جس کے لئے حلالہ کیا گیا) کہلائے گا۔

حدیث میں انہی دونوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی ہے حلالہ کرنے والے پر لعنت فرمانے کی دلیل یہ ہے کہ اس نے زبان سے تحلیل کی شرط کا اظہار و اقرار کرنے کے بعد اور محض جدائی اختیار کرنے کے قصد سے اس عورت سے نکاح کیا جب کہ نکاح اس لئے شروع ہوا ہے کہ اس کے ذریعہ مرد و عورت ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے رفیق حیات و مسازر ہیں، لہذا اس صورت میں نہ صرف یہ کہ نکاح کے اصل مقصد و منشاء پر زور پڑتی ہے بلکہ عورت کی حرمت و عزت بھی مجروح ہوتی ہے اسی لئے ایک حدیث میں اس کو مستعار بکری سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اور محللہ یعنی پہلے خاوند پر لعنت فرمانے کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت حال اور اس نکاح کا اصل باعث وہی بنا ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس صورت میں عقد باطل ہوتا ہے بلکہ حدیث کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ عقد صحیح ہو جاتا ہے کیونکہ حدیث میں اس نکاح کرنے والے کو محلل کہا گیا ہے اور یہ ایک ظاہر بات ہے کہ کوئی شخص محلل اسی صورت میں ہوتا ہے جب کہ عقد صحیح ہو عقد فاسد سے محلل نہیں ہوتا لہذا ثابت ہوا کہ اس ارشاد گرامی میں لعنت کا حقیقی مفہوم مراد نہیں ہے بلکہ یہاں مراد محلل اور محللہ کی خساست طبع کو ظاہر کرنا ہے اور یہ واضح کرنا ہے کہ یہ ایک قبیح فعل ہے جس کو کوئی سلیم الطبع انسان پسند نہیں کر سکتا۔

حلالہ کے مکروہ تحریمی ہونے کا بیان

ہدایہ اور فقہ کی دیگر کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حلالہ کو زبان سے مشروط کیا گیا ہو یعنی محلل اس عورت سے کہ جس کو اس کا خاوند تین طلاقیں دے چکا ہے یہ کہے کہ میں تم سے اس لئے نکاح کرتا ہوں کہ تمہیں اس خاوند کے لئے کہ جس نے تمہیں طلاق دی ہے حلال کر دوں یعنی میں تم سے صرف اس لئے نکاح کرتا ہوں کہ میں جماع کے بعد تمہیں طلاق دیدوں تاکہ تمہارے پہلے خاوند کے لئے تم سے دوبارہ نکاح کرنا حلال ہو جائے یا وہ عورت محلل سے یوں کہے کہ میں تم سے اس لئے نکاح کرتی ہوں کہ میں اپنے پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جاؤں تو اس صورت میں حلالہ مکروہ تحریمی ہوگا۔ ہاں اگر زبان سے یہ نہ کہا جائے مگر نیت میں یہ بات ہو تو پھر محلل نہ قابل مواخذہ ہوگا اور نہ لعنت کا مورد ہوگا کیونکہ اس صورت میں یہی کہا جائے گا کہ اس کا مقصد دراصل اصلاح احوال ہے۔

علامہ ابن ہمام نے کہا ہے کہ اس عورت نے کہ جس کو تین طلاقیں دی جا چکی ہیں غیر کفو سے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا اور پھر اس نے اس کے ساتھ جماع بھی کر لیا تو اس صورت میں وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہوگی چنانچہ فتویٰ اسی قول پر ہے۔ (فتح القدیر، کتاب طلاق، باب حلالہ)

صاحبین کے نزدیک نکاح حلالہ کے فساد کا بیان

امام ابو یوسف سے یہ روایت ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: حلالہ کی نیت سے نکاح پڑھوایا گیا ہو تو یہ نکاح فاسد ہوگا کیونکہ اس کی مثال موقت نکاح کی سی ہوگی اور موقت نکاح فاسد ہوتا ہے لہذا اس نکاح کو بھی فاسد قرار دیا جائے گا تو جب یہ نکاح فاسد قرار دیا جائے گا تو اس کے نتیجے میں جو صحبت کی گئی ہے وہ عورت کو پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں کرے گی صحبت کے لئے یہ بات شرط ہے وہ صحیح نکاح کے نتیجے میں کی گئی ہو جبکہ یہ صورت یہاں نہیں پائی گئی ہے۔

اس بارے میں امام محمد علیہ الرحمہ سے یہ روایت ہے: حلالہ کی شرط پر نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ فاسد شرائط کے نتیجے میں نکاح باطل نہیں ہوتا، لیکن اس کے نتیجے میں وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ کیونکہ نکاح کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ اسے تا عمر برقرار رکھا جائے لیکن پہلے سے ہی یہ بات طے کر لی گئی ہے کہ نکاح کو فوراً ختم کر دیا جائے گو یا وہ شخص شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کر رہا ہے لہذا اس شخص کو اس عمل کے نتیجے سے محروم کر دیا جائے گا جیسے کوئی شخص وراثت حاصل کرنے کے لئے اپنے مورث کو قتل کر دیتا ہے تو اس کو وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

احناف کی فقہی اصطلاحات پر شائع شدہ کتاب القاموس الفقہی مطبوعہ ادارہ القرآن کراچی میں محلل کی تعریف یہ لکھی ہے کہ محلل سے مراد حلالہ کرنے والا وہ شخص ہے جو مطلقہ ثلاثہ کے ساتھ اس لئے نکاح کرے تاکہ وہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے اور حدیث شریف میں وارد ہے حلالہ کرنے والا اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے ان دونوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

یہی معنی لغت کی مشہور کتب القاموس المحيط ۱۳/۳۷۱ اور المعجم الوسیط ص ۱۹۴ پر بھی موجود ہے۔ حلالہ کی

تشریح احناف کے مشہور امام اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے شاگرد محمد بن حسن الشیبانی کی زبانی ملاحظہ کیجئے۔
محمد بن حسن شیبانی اپنی کتاب الاثنا عشر رقم ۸۷۸ پر مختل اور مختل لہ کی توضیح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "مختل (حلالہ کرنے والا) اور مختل لہ (جس کے لئے حلالہ کیا جائے) کا بیان یہ ہے کہ ایک مرد اپنی عورت کو تین طلاقیں دے۔ پھر چاہے کہ اس کا کسی دوسرے مرد سے نکاح کر دے تاکہ وہ اس کو اس کے لئے حلال کر دے۔

حلالہ سے متعلق اختلاف کا بیان اور غیر مقلدین کی وہم پرستی

اختلاف کی صورت میں یہ ہے کہ اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ دوسرا خاوند اسے طلاق دے دے گا تو کیا یہ نکاح ہو جائے گا۔ اگرچہ یہ شرط بے کار ہوگی یا نکاح ہی نہیں ہوگا۔ اب اگر یہ نکاح صحیح قرار پائے تو طلاق کے بعد عورت کا پہلے خاوند سے نکاح جائز ہوگا اور اگر یہ نکاح صحیح قرار نہیں پاتا تو عورت پہلے خاوند کے لئے بدستور حرام رہے گی۔ سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہوگا کیونکہ فاسد شرائط سے نکاح کے انعقاد میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یہ عبارت من وعن ہم نے نقل کر دی ہے۔ اب اس کی وضاحت ملاحظہ کیجئے۔ مولوی صدیق ہزاروی نے اس عبارت میں یہ بات تسلیم کی ہے کہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک حلت (عورت کو حلال کر دینے) کی شرط پر نکاح صحیح ہوگا اور یہی بات فقہ حنفی کی معتبر کتب کنز الدقائق ص، مع فتح القدیر اور دیگر کتب فقہ میں موجود ہے۔ یہ تو آپ نے پیچھے پڑھ لیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حلالہ کرنے والا اور کروانے والا ملعون ہیں اور حلالہ کرنے والا اُدھار ساٹھ کی مانند ہے۔ یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نکاح حلالہ صحیح نہیں بلکہ نکاح فاسد ہے۔ صاحب سبل السلام راقم ہیں:

مذکورہ حدیث حلالہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ لعنت کا اطلاق فعل حرام کے مرتکب پر ہی ہوتا ہے اور ہر حرام چیز پر شریعت میں نہی وارد ہے اور نہی فساد کا تقاضا ہے۔

لہذا جب حلالہ حرام اور منہی عنہ ہے، اس لئے یہ نکاح فاسد قرار پاتا ہے۔ یہی مفہوم دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح حلالہ نکاح فاسد ہے، زنا اور بدکاری ہے، نکاح صحیح نہیں ہے۔

سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے "ایک آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ پھر اس (طلاق دینے والے آدمی) کے بھائی نے اس کے مشورے کے بغیر اس سے اس لئے نکاح کر لیا تاکہ وہ اس عورت کو اپنے بھائی کے لئے حلال کر دے۔ کیا یہ پہلے کے لئے حلال ہو سکتی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ صحیح نکاح کے بغیر یہ حلال نہیں ہو سکتی، ہم اس طریقے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بدکاری (زنا) شمار کرتے تھے۔" (مستدرک حاکم، برط، قدیم، بیہقی، التلخیص الحجیر باب موانع النکاح، تحفہ الاحوذی، امام حاکم نے فرمایا۔ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہے اور امام ذہبی نے تلخیص مستدرک میں امام حاکم کی موافقت کی ہے)۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ کی قسم میرے پاس حلالہ کرنے والا اور کروانے والا لایا گیا تو میں دونوں کو

سنگسار کر دیوں گا۔" (مسند عبد الرزاق، ابن سعید بن منصور، بیہقی)

فتوے سے بھی ہوتی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے حلالے کی غرض سے نکاح کیا تھا تو انہوں نے ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی اور فرمایا "یہ عورت حلالہ کے ذریعے پہلے خاوند کی طرف نہیں لوٹ سکتی بلکہ ایسے نکاح کے ذریعے لوٹ سکتی ہے جو رغبت کے ساتھ ہو اور دھوکہ دہی کے علاوہ ہو۔" (بیہقی)

اسی طرح عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ: "کہ حلالہ کرنے والا مرد عورت اگر چہ بیس سال اکٹھے رہیں، وہ زنا ہی کرتے رہیں گے۔" (معنی ابن قدامہ، کتاب طلاق)

اس قسم کی روایات سے غیر مقلدین نے وہم پرستی کا ایک طوفان کھڑا کیا ہوا ہے کہ حلالہ فقہاء نے جائز قرار دیا ہے حالانکہ میں قباحیتیں ہیں۔ اور وہ ناجائز ہے۔

حلالہ کے منکرین کے توہمات کا بیان

فرقہ ظاہر یہ غیر مقلدین نام نہاد اسلام کے داعی حلالے کی مذمت اور انکار تو بڑے شور سے کرتے ہیں۔ جبکہ یہی غیر مقلدین حلالے کے شرعی مأخذ کا انکار نہیں کر سکتے ورنہ قرآن و حدیث کا انکار لازم آئے گا۔ اصل میں حلالہ سے متعلق بیان کردہ وعید اور ایک معذوری کی صورت حال کو سمجھنے کی بہ جائے جبلاء غیر مقلدین نے سیدھا انکار کر دیا۔ جبکہ یہ لوگ اتنا بھی علم نہیں رکھتے کہ کسی بھی حلال و جائز حکم کا جب محل یا مقصد بدل جائے تو وہ بھی نیکی گناہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایک مسلمان بچہ بھی جانتا ہے کہ جب کوئی شخص نماز رضائے حق کی بہ جائے ریاکاری کے لئے پڑھے تو وہی نیکی جہنم کا ایندھن بن جاتی ہے۔ لیکن افسوس! فرقہ غیر مقلدین کتنے کی عقل سے دور ہیں کہ حلالہ کا مطلق طور پر انکار کر دیا اور کسی قسم کی شرعی نصوص کو خاطر میں نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل اسلام کو اس قسم کے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

قارئین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ ہم نے حلالے کی جائز و ناجائز دونوں صورتوں کو بیان کر دیا ہے اور یہی فقہاء احناف کا مذہب اور جمہور ائمہ و فقہاء امت کا مذہب ہے۔

نکاح ثانی کے بعد حق طلاق میں مذاہب اربعہ

ائمہ کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو یا ایک طلاق دے دی، پھر چھوڑے رہا یہاں تک کہ وہ عدت سے نکل گئی، پھر اس نے دوسرے سے گھر بسالیا، اس سے ہم بستری بھی ہوئی، پھر اس نے بھی طلاق دے دی اور اس کی عدت ختم ہو چکی، پھر اگلے خاوند نے اس سے نکاح کر لی تو اسے تین میں سے جو طلاقیں یعنی ایک یا دو جو باقی ہیں صرف انہی کا اختیار رہے گا۔ پہلے کی طرح طلاقیں گنتی سے ساقط ہو جائیں گی اور اسے از سر نو تینوں طلاقوں کا حق حاصل ہو جائے گا، پہلا مذہب تو ہے امام مالک علیہ الرحمہ امام شافعی اور امام احمد کا اور صحابہ کی ایک جماعت کا، دوسرا مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب اس طرح تیسری طلاق ہو، گنتی میں نہیں آئی تو پہلی دوسری کیا آئے گی، واللہ اعلم۔

باب طلاق البتۃ

یہ باب ہے کہ طلاق بتہ (کے بارے میں حکم)

3409 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةً رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَهُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ فَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الزَّيْبِرِ وَأَنَّهُ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ بِالنَّبَابِ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ هَذِهِ تَجْهَرُ بِمَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ "تُرِيدِينَ أَنْ تُرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَلَتَكَ" .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ قرظی کی (سابقہ) اہلیہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے اس عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں پہلے رفاعہ قرظی کی بیوی تھی اس نے مجھے طلاق بتہ دے دی پھر میں نے عبدالرحمن بن زبیر کے ساتھ شادی کر لی تو اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس کا ساتھ میرے لیے صرف چادر کے اس کنارے کی طرح ہے اس خاتون نے اپنی چادر کے کنارے کو پکڑ کر یہ بات کہی۔ حضرت خالد بن سعید اس وقت دروازے پر موجود تھے انہیں بھی اندر آنے کی اجازت نہیں ملی تھی انہوں نے (وہیں دروازے سے) کہا: اے ابوبکر! کیا آپ سن نہیں رہے ہیں؟ یہ عورت نبی اکرم ﷺ کے سامنے بلند آواز میں کیا بات کہہ رہی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے (اس خاتون سے) فرمایا: شاید تم رفاعہ کے ساتھ دوبارہ شادی کرنا چاہتی ہو؟ ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تم اس (یعنی عبدالرحمن بن زبیر) کا شہد نہیں چکھ لیتی اور وہ تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا۔

طلاق کو شدت یا زیادتی کے ساتھ موصوف کرنے کا بیان

جب شوہر طلاق کو کسی بھی قسم کے اضافے یا شدت کے ساتھ موصوف کرے تو بابتہ طلاق واقع ہوگی جیسے مرد یہ کہے: تمہیں طلاق بابتہ ہے یا طلاق بتہ ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: (ایسی صورت میں) طلاق رجعی واقع ہوگی لیکن اس کے لئے یہ بات شرط ہے: یہ طلاق دخول کے بعد ہو کیونکہ طلاق اسی طرح مشروع ہے اس کے بعد رجوع کیا جاسکے اس لیے لفظ "بینونة" یا اس کے علاوہ کسی اور لفظ کے ساتھ اسے موصوف کرنا شریعت کے خلاف ہوگا تو یہ صفت لغو قرار دی جائے گی جیسے مرد یہ کہے: "تمہیں اس طرح کی طلاق ہے کہ اس میں مجھے تم سے رجوع کرنے کا اختیار نہ رہے"۔ ہماری دلیل یہ ہے: مرد نے طلاق کو ایسی چیز کے ساتھ موصوف کیا ہے جس کا احتمال اس لفظ کے اندر موجود ہے۔ کیا آپ نے غور نہیں کیا؟ دخول کرنے سے پہلے اور عدت کے بعد طلاق

3409 - أخرجه البخاري في الادب، باب التسم و الضحك (الحديث 6084) . و أخرجه مسلم في النكاح، باب لا تحمل المطلقة للأنا لمطلقها

حتى تسكن زوجا غيره و يطأها ثم يفارقها و تقضي عبتها (الحديث 113) . تحفة الاشراف (16631) .

ہی کے ذریعے علیحدگی پیدا ہوتی ہے اس لیے یہ صفت دومیں سے ایک احتمال کا تعین کر دے گی۔

جو مثال آپ نے بیان کی ہے: اس میں ہم بھی طلاق بائنہ کے قائل ہیں۔ طلاق رجعی کے قائل نہیں ہیں، لیکن اس وقت جب مرد نے کوئی نیت نہ کی ہو تو ایک بائنہ طلاق واقع ہوگی۔ اگر اس نے دو کی نیت کی ہو تو بھی ایک ہی واقع ہوگی، لیکن اگر اس نے تین کی نیت کی ہو تو تین طلاقیں واقع ہوں گی جیسا کہ اس سے پہلے ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں۔ اگر مرد نے ”تمہیں طلاق ہے“ سے ایک طلاق کی نیت کی ہو اور لفظ ”بائنہ“ یا لفظ ”بتہ“ کے ذریعے دوسری طلاق کی نیت کی ہو تو دو بائنہ طلاقیں واقع ہو جائیں گی، کیونکہ یہ صفت اس قابل ہے کہ مرد اس کے ذریعے ابتدائی میں طلاق دے سکے۔

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ طلاق کے ساتھ کوئی صفت ذکر کی جس سے شدت سمجھی جائے تو بائن ہوگی مثلاً، بائن یا، البتہ فحش طلاق، طلاق شیطان، طلاق بدعت، بدتر طلاق، پہاڑ برابر، ہزار کی مثل، ایسی کہ گھر بھر جائے۔ سخت، لنبی، چوڑی، کھر کھری، سب سے بُری، سب سے کڑی، سب سے گندی، سب سے ناپاک، سب سے کڑوی، سب سے بڑی، سب سے چوڑی، سب سے لنبی، سب سے موٹی پھر اگر تین کی نیت کی تو تین ہوگی ورنہ ایک اور اگر عورت باندی ہے تو دو کی نیت صحیح ہے۔

(در مختار، باب مرتج، ج ۴، ۴۸۵)

طلاق بتہ میں فقہ شافعی و حنفی کا اختلاف

حضرت رکانہ ابن عبد یزید کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی مسہبہ کو طلاق بت دی اور پھر اس کا ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور کہا کہ خدا کی قسم میں نے ایک طلاق کی نیت کی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا واقعی خدا کی قسم تم نے ایک طلاق کی نیت کی تھی؟ رکانہ نے کہا کہ ہاں خدا کی قسم میں نے ایک طلاق کی نیت کی تھی چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عورت کو ان کی طرف لوٹا دیا پھر رکانہ نے اس عورت کو دوسری طلاق حضرت عمر کے عہد خلافت میں اور تیسری طلاق حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں دی اس روایت کو ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کیا ہے لیکن ترمذی ابن ماجہ اور دارمی نے اپنی روایت میں دوسری اور تیسری طلاق کا ذکر نہیں کیا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 483)

طلاق بت، کا مطلب یہ ہے کہ حضرت رکانہ نے ان الفاظ میں طلاق دی انت طالق البتہ یعنی تجھ پر طلاق البتہ ہے (لفظ البتہ بت کا اسم مرہ ہے جسکے معنی ہیں کاٹنا قطع کرنا لہذا طلاق بتہ کا مفہوم یہ ہوا کہ ایسی طلاق، جو نکاح کا تعلق بالکل باقی نہیں رہنے دیتی اور عورت کو نکاح سے قطعی طور پر نکال دیتی ہے۔

ان کی عورت کو ان کی طرف لوٹا دیا کا مطلب حضرت امام شافعی کے نزدیک تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کو رجوع کر لینے کا حکم دیا اور گویا رکانہ نے رجوع کر لینے کے اس حکم کی بناء پر ان الفاظ راجعتھا الی نکاحی میں نے اس کو اپنے نکاح میں لوٹا لیا) کے ذریعہ اس عورت کو اپنے نکاح میں واپس کر لیا۔

حضرت امام شافعی نے یہ مطلب اس لئے مراد لئے ہیں کہ ان کے نزدیک طلاق بتہ ایک طلاق رجعی ہے ہاں اگر اس کے

ذریعہ دو یا تین طلاقوں کی نیت کی گئی ہو تو پھر نیت کے مطابق ہی دو یا تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں۔ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک چونکہ اس لفظ کے ساتھ طلاق دینے سے ایک طلاق بائن پڑتی ہے خواہ ایک طلاق کی نیت کی ہو یا دو طلاق کی یا اور کچھ بھی نیت نہ کی گئی ہو اسلئے ان کے نزدیک اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو جدید نکاح کے ذریعہ رکازہ کی طرف لوٹا دیا۔

طلاق بتہ میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبد اللہ بن یزید بن رکازہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی آپ نے پوچھا اس سے آپ کی کیا مراد ہے کتنی طلاقیں مراد ہیں میں نے کہا کہ ایک۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ پس آپ نے فرمایا وہی ہوگی جو تم نے نیت کی۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں علماء، صحابہ، اور دوسرے علماء کا لفظ البتہ کے استعمال میں اختلاف ہے کہ اس سے کتنی طلاقیں مراد ہوتی ہیں حضرت عمر سے مروی ہے کہ یہ ایک ہی طلاق ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہے اگر ایک طلاق کی نیت کی ہو تو ایک اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوتی ہیں لیکن اگر دو کی نیت کی ہو تو ایک ہی واقع ہوگی۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ بن انس فرماتے ہیں اگر لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دے اور عورت سے صحبت کر چکا تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر ایک طلاق کی نیت ہو تو ایک واقع ہوگی اور رجوع کا اختیار ہوگا اگر دو کی نیت کی ہو تو دو اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوں گی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1185)

باب أَمْرِكَ بِبَيْدِكَ

یہ باب ہے کہ تمہارا معاملہ تمہارے اختیار میں ہے (کے الفاظ استعمال کرنے کا حکم)

3410 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ نَاصِرٍ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لَا يُتَوَبُّ هَلْ عَلِمْتُ أَحَدًا قَالَ فِي أَمْرِكَ بِبَيْدِكَ أَنَّهَا ثَلَاثٌ غَيْرَ الْحَسَنِ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ غَفِّرْ إِلَّا مَا حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ كَثِيرٍ مَوْلَى ابْنِ سَمُرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثٌ" فَلَقِيتُ كَثِيرًا فَسَأَلْتُهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ فَرَجَعْتُ إِلَى قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ نَسِيَ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

☆ ☆ نمراد بن زید بیان کرتے ہیں میں نے ایوب سے دریافت کیا: کیا آپ کے علم میں حسن کے علاوہ کوئی اور بھی ایسا

3410- أخرجه أبو داود في الطلاق، باب في أمرك ببيدك (الحديث 2204) و (الحديث 2205) مختصراً، من قول الحسن . وأخرجه الترمذي

في الطلاق، باب ما جاء في (أمرك ببيدك) (الحديث 1178) . تحفة الأشراف (14992) .

شخص ہے جو اس بات کا قائل ہو ”تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے“ کے الفاظ استعمال کرنے سے تین طلاقیں ہو جاتی ہیں تو ایوب نے جواب دیا: جی نہیں! پھر وہ بولے: یا اللہ! مجھے بخش دینا! میرے علم میں صرف وہ روایت ہے جو قتادہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے طور پر نقل کی ہے جس میں یہ بات ہے اس سے تین طلاقیں ہو جاتی ہیں۔

راوی کہتے ہیں: پھر میری ملاقات کثیر سے ہوئی میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو وہ اس سے واقف نہیں تھے پھر میں قتادہ کے پاس آیا اور میں نے انہیں اس بارے میں بتایا تو وہ بولے: وہ یہ بات بھول گئے ہیں۔
امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔

اختیار طلاق میں اقوال اسلاف کا بیان

حماد بن زید نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایوب سے پوچھا کہ آپ حسن کے علاوہ کسی اور شخص کو جانتے ہیں جس نے کہا کہ یوں سے یہ کہنے سے کہ تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں فرمایا میں حسن کے سوا کسی کو نہیں جانتا پھر فرمایا اللہ بخشش فرمائے یہ حدیث قتادہ سے پہنچی انہوں نے ابو ہریرہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی کہ آپ نے فرمایا تین طلاقیں ہو گئیں ایوب کہتے ہیں کہ میں نے کثیر سے ملاقات کر کے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا پھر میں حضرت قتادہ کے پاس آیا اور انہیں اس بات کی خبر دی انہوں نے فرمایا کہ کثیر بھول گئے ہیں یہ حدیث ہم صرف سلیمان بن حرب کی حماد بن زید سے روایت سے جانتے ہیں میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہم سے بھی سلیمان بن حرب، حماد بن زید سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔ لیکن یہ حضرت ابو ہریرہ پر موقوف ہے یعنی حضرت ابو ہریرہ کا قول ہے۔ علی بن نصر حافظ اور صاحب حدیث ہیں۔

اہل علم کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو اختیار دیتے ہوئے یہ کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے تو کتنی طلاقیں ہوتی ہیں بعض علماء صحابہ جن میں حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ بھی شامل ہیں کہتے ہیں کہ اس سے ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہ تابعین اور ان کے بعد کے علماء میں سے کئی حضرات کا قول ہے عثمان بن عفانؓ، اور زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ فیصلہ وہی ہوگا جو عورت کرے گی۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ خود کو تین طلاق دے تو اس صورت میں اگر خاندان کا دعویٰ ہو کہ اس نے صرف ایک ہی طلاق کا اختیار دیا تھا تو اس سے قسم لی جائے گی اور اسی کے قول کا اعتبار ہوگا۔ امام احمد کا بھی یہی قول ہے امام اسحاقؓ حضرت ابن عمرؓ کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی، جلد اول، رقم الحدیث، 1186)

بیوی کو طلاق کے اختیار دینے میں فقہی مذاہب

مسروق حضرت عائشہؓ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے بیوی کو اختیار دینے کے مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے اور وہ خود کو طلاق دیدے تو

ایک طلاق بائنہ ہوگی ان سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ ایک طلاق رجعی بھی دے سکتی ہے لیکن اگر وہ اپنے شوہر کو اختیار کرے تو کچھ بھی نہیں حضرت علی سے منقول ہے کہ اگر وہ خود کو اختیار کرے گی تو ایک طلاق بائن اور اگر وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کرے گی تو ایک طلاق رجعی ہوگی۔

حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو ایک اور اگر خود کو اختیار کیا تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ اکثر فقہاء علماء، صحابہ اور تابعین نے اس باب میں حضرت عمر اور عبداللہ بن مسعود کا قول اختیار کیا ہے سفیان ثوری، اور اہل کوفہ کا بھی یہ قول ہے امام احمد بن حنبل حضرت علی کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث، 1188)

باب إِحْلَالِ الْمُطَلَّاقَةِ ثَلَاثًا وَالنِّكَاحِ الَّذِي يُحِلُّهَا بِهِ .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اُسے حلال کرنا اس نکاح کا بیان جس کے ذریعے وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہوگی۔

3411 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ رِفَاعَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي فَأَبَتْ طَلَّاقِي وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ الزَّيْبِرِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ الثُّوبِ . فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "لَعَلَّكَ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتِكَ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتِهِ" .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ کی (سابقہ) اہلیہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: میرے (سابقہ) شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی اس نے مجھے طلاق سے دی تھی پھر اس کے بعد میں نے عبدالرحمن بن زبیر کے ساتھ شادی کر لی تو اس کا ساتھ صرف چادر کے کنارے کی طرح ہے تو نبی اکرم ﷺ مسکرا دیے آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہو ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ (یعنی عبدالرحمن بن زبیر) تمہارا شہد نہیں چکھ لیتا اور تم اس کا شہد نہیں چکھ لیتی ہو۔

3412 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمْسَهَا فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ فَقَالَ "لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ" .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس عورت نے دوسرے

3411- تقدم (الحديث 3283) .

3412- اخرجہ البخاری فی الطلاق، باب جواز الطلاق الثلاث، لقول الله تعالى (الطلاق مرتان فإساک بمعروف او تسريح باحسان) (الحديث

5261) . و اخرجہ مسلم فی النکاح، باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنکح زوجا غيره و بطأها ثم بفارقها و تفصي عدتها (الحديث

115) . تحفة الاشراف (17536) .

شخص کے ساتھ شادی کر لی دوسرے شخص نے اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے ہی اس کو طلاق دے دی نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا یہ عورت پہلے شخص کے لیے جائز ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”نہیں! جب تک (دوسرا شوہر) اس کا شہد نہیں چکھ لیتا بالکل اسی طرح جس طرح پہلے نے چکھا تھا۔“

3413 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَتَانَا هُشَيْمٌ قَالَ أَتَانَا يَحْيَى بْنُ أَبِي اسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الرَّمِصَاءَ أَوِ الرَّمِصَاءِ اتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْتَكِي زَوْجَهَا أَنَّهُ لَا يَصِلُ إِلَيْهَا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ زَوْجُهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هِيَ كَاذِبَةٌ وَهُوَ يَصِلُ إِلَيْهَا وَلَكِنَّهَا تُرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”لَيْسَ ذَلِكَ حَتَّى تَذُوقِيَ عُسِيلَتَهُ“ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رمیصاء (رادہ کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے) رمیصاء نامی خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ وہ اس کے ساتھ صحبت نہیں کرتا ہے تھوڑی دیر کے بعد اس کا شوہر بھی وہاں آ گیا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے وہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرتا ہے لیکن یہ عورت یہ چاہتی ہے اپنے سابقہ شوہر کے پاس واپس چلی جائے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تم اس (دوسرے شوہر) کا شہد نہیں چکھ لیتی ہو۔“

3414 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ رَبِيعٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الْمَرْأَةُ يُطَلِّقُهَا ثُمَّ يَنْزَوِي بِهَا رَجُلٌ آخَرُ فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَرَجِعَ إِلَى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ قَالَ ”لَا حَتَّى تَذُوقِيَ الْعُسِيلَةَ“ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں:

ایسا شخص جس کی بیوی ہو اور وہ اسے طلاق دیدے اور پھر دوسرا شخص اس کے ساتھ شادی کر لے اور پھر وہ دوسرا شخص اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اس کو طلاق دیدے تو کیا وہ عورت پہلے شوہر کے پاس واپس جاسکتی ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ عورت (دوسرے شوہر) کا شہد نہیں چکھ لیتی۔“

3415 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غِيلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْأَخْمَرِيِّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا

3413- انفرادیہ النسائی . تحفة الاشراف (5670 الف) .

3414- اخرجه ابن ماجه في الكاح ، باب الرجل يطلق امراته ثلاثا فتزوج فطلقها قبل ان يدخل بها اترجع الى الاول (الحديث 1933) . تحفة الاشراف (7083) .

3415- انفرادیہ النسائی . تحفة الاشراف (6715) .

فَبَسَرَوُجُهَا الرَّجُلُ فَيُغْلِقُ الْبَابَ وَيُرْخِي السِّتْرَ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالَ "لَا تَحِلُّ لِلأَوَّلِ حَتَّى يُجَامِعَهَا الْآخِرُ".

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا أَوَّلِي بِالصَّوَابِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے پھر ایک اور شخص اس عورت کے ساتھ شادی کر لیتا ہے وہ دروازہ بند کر لیتا ہے پردہ گرا دیتا ہے (یعنی دونوں کے درمیان خلوت ہو جاتی ہے) لیکن پھر وہ دوسرا شوہر اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ عورت پہلے شوہر کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک دوسرا شوہر صحبت نہیں کر لیتا۔"

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست ہونے کے زیادہ لائق ہے۔

باب إِحْلَالِ الْمُطَلَّاقَةِ ثَلَاثًا وَمَا فِيهِ مِنَ التَّغْلِيظِ .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اسے (پہلے شوہر کے لیے) حلال کروانا اور اس کی شدید مذمت

3416 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَائِسَةَ وَالْمُوتِسِمَةَ وَالْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ وَآكِلَ الْمَرْبَا وَمُوكَلَّةَ وَالْمُحْلِلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے گودنے والی اور گدوانے والی مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی سود کھانے والے شخص اور اسے کھلانے والے شخص حلالہ کرنے والے شخص اور جس کے لیے حلالہ کیا جا رہا ہے (ان سب پر) لعنت کی ہے۔

باب مُوَاجَهَةِ الرَّجُلِ الْمَرْأَةَ بِالطَّلَاقِ .

یہ باب ہے کہ شوہر کا بیوی کے سامنے آتے ہی اسے طلاق دے دینا

3417 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ ابْنِ أَبِي اسْتَعَاذَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْكِلَابِيَّةَ لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقَدْ عَذَبَ بِعَظِيمِ الْحَقِي بِأَهْلِكَ" .

3416- أخرجه الترمذي في الكا، باب ما جاء في المحلل والمحلل له (الحديث 1120) مختصراً . تحفة الاشراف (9595) .

3417- أخرجه البخاري في الطلاق، باب من طلق و هل يواجه الرجل امراته باطلاق (الحديث 5254) . و أخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب ما

يفع به الطلاق من الكلام (الحديث 2050) . تحفة الاشراف (16512) .

☆☆ امام اوزاعی بیان کرتے ہیں میں نے زہری سے اس خاتون کے بارے میں دریافت کیا جس نے نبی اکرم ﷺ سے پناہ مانگی تھی تو انہوں نے بتایا: عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے بنو کلاب سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے شادی کی جب آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے تو وہ بولی: میں آپ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم نے ایک عظیم ذات کی پناہ مانگی ہے تم اپنے گھر واپس چلی جاؤ۔“

(یعنی آپ نے اسے طلاق دے دی)

باب إِرْسَالِ الرَّجُلِ إِلَى زَوْجَتِهِ بِالطَّلَاقِ .

یہ باب ہے کہ شوہر کا بیوی کو طلاق بھیجوانا

3418 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي الْجَهْمِ - قَالَ سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ تَقُولُ أَرْسَلَ إِلَيَّ زَوْجِي بِطَلَاقِي فَشَدَدْتُ عَلَى ثِيَابِي ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "كَمْ طَلَقَكِ". فَقُلْتُ ثَلَاثًا. قَالَ "لَيْسَ لَكَ نَفَقَةٌ وَاعْتَدِي فِي بَيْتِ ابْنِ عَمَلِكِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ ضَرِيرٌ الْبَصَرِ تَلْقِيَنِ ثِيَابَكَ عِنْدَهُ فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُكَ فَأَذِينِي". مُخْتَصَرٌ.

☆☆ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے شوہر نے مجھے طلاق بھیجوا دی میں نے اپنی چادر اوپر لی ورنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئی نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اس نے تمہیں کتنی طلاقیں دی ہیں؟ میں نے جواب دیا: تین! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تمہیں خرچ نہیں ملے گا تم اپنے چچا زاد ابن ام مکتوم کے ہاں عدت بسر کرو کیونکہ وہ نایمان ہے تم اس کے ہاں اپنے سر سے چادر وغیرہ اتار سکتی ہو پھر جب تمہاری عدت ختم ہو جائے گی تو تم مجھے اطلاع دے دینا۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں یہ روایت مختصر ہے۔

3419 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ تَمِيمٍ مَوْلَى فَاطِمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے حوالے سے بھی منقول ہے۔

3418 - أخرجه مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها (الحديث 47 و 48 و 49 و 50). وأخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، وضع المرافة لبايها عند الاعنى (الحديث 362). والحديث عند مسلم في الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها (الحديث 47). والترمذي في السكاح، باب ما جاء أن لا يحطب الرجل على حطبة أحيه (الحديث 1135). والنسائي في الطلاق، باب نفقة الناسة (الحديث 3553). وابن ماجه في الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً هل لها سكنى و نفقة (الحديث 3035). تحفة الاشراف (18037). 3419 - أخرجه النسائي - تحفة الاشراف (18020).

باب تَأْوِيلُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت: ”اے نبی! تم اس چیز کو حرام کیوں

قرار دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے“

3420 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمُؤَصِّلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ آتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي جَعَلْتُ أَمْرًا بَيْنِي عَلَى حَرَامًا . قَالَ كَذَبْتَ لَيْسَتْ عَلَيْكَ بِحَرَامٍ ثُمَّ تَلَاهِيهِ آيَةَ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) عَلَيْكَ أَغْلَظُ الْكَفَّارَةِ عِنْتُ رَقَبَةٍ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا: میں نے اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام قرار دے دیا ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم نے غلط کہا ہے وہ تم پر حرام نہیں ہوئی پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

”اے نبی! تم اس چیز کو حرام کیوں قرار دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے۔“

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کسب سے بڑا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے (وہ تم پر لازم ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی مکرم! آپ اس چیز کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں جس کو اللہ نے آپ کے لیے حلال فرما دیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی رضا طلب کرتے ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے (التحریم ۱) .

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس چیز کو حرام قرار دیا تھا، یعنی کس چیز سے فائدہ اٹھانے سے اپنے آپ کو روک لیا تھا، اس سلسلہ میں تین روایات ہیں: ایک روایت یہ ہے کہ آپ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تھے، وہ آپ کو شہد پلاتی تھیں، اس سے آپ نے اپنے آپ کو روک لیا تھا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو شہد پلایا تھا، سو آپ نے شہد پینے سے اپنے آپ کو روک لیا، تیسری روایت یہ ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ قبطیہ سے مقاربت کرنے سے اپنے آپ کو روک لیا۔

پہلی روایت کی تفصیل یہ ہے:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر کر شہد پیتے تھے، حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے اور حضرت حفصہ نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں، وہ یہ کہے کہ مجھے آپ سے مغایر (ایک قسم کا گوند جس کی بو آپ کو ناپسند تھی) کی بو آ رہی ہے، کیا آپ نے مغایر کھایا ہے؟ آپ ہم میں سے کسی ایک کے پاس آئے، اور اس نے آپ سے ایسا ہی کہا: آپ نے فرمایا: نہیں! میں نے

زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے اور میں دوبارہ اس کو نہیں پیوں گا، پھر یہ آیت نازل ہوئی: لم تحرم ما حل اللہ لک (الہی قوہ تعالیٰ) ان تھو بایہ آیت حضرت عائشہ اور حفصہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ وَاذْأَسْرَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا (التحریم: ۳) اس سے مقصود آپ کا یہ فرمانا ہے: نہیں! میں نے شہد پیا تھا۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۲۶۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۴۷۳، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۱۳، سنن نسائی رقم الحدیث: ۳۷۹۵، ۳۷۹۵، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۵۶۱۳)

دوسری روایت کی تفصیل یہ ہے:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہاس اور شہد کو پسند فرماتے تھے، عصر کی نماز کے بعد آپ اپنی ازواج (مظہرات) کے پاس جاتے تھے، ایک دن آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان کے پاس معمول سے زیادہ ٹھہرے، میں نے اس کی وجہ پوچھی، مجھے یہ بتلایا گیا کہ حفصہ کی قوم کی ایک عورت نے انہیں شہد بھیجا اور حفصہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد کا شربت پلایا تھا، میں نے سوچا: خدا کی قسم! ہم اب کوئی تدبیر کریں گے، میں نے اس بات کا حضرت سودہ سے ذکر کیا اور کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئیں اور تمہارے قریب ہوں تو تم کہنا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے مغایر کھایا ہے؟ آپ فرمائیں گے نہیں، پھر تم کہنا، یہ بوکیسی ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات سخت نہ پسند تھی کہ آپ سے بو آئے، آپ یہی کہیں گے کہ مجھے حضرت حفصہ نے شہد کا شربت پلایا تھا، تم کہنا کہ شاید ان شہد کی کھپیوں نے درخت عرفہ کا رس چوڑا ہوگا، میں بھی یہی کہوں گی اور اسے صفیہ! تم بھی یہی کہنا، جب آپ حضرت سودہ کے پاس آئے تو حضرت سودہ کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے (تمہارے ڈر سے) میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں وہی بات کہوں جو تم نے مجھے بتائی تھی، ابھی آپ دروازے پر تھو کہ حضرت سودہ نے کہا: حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا تھا، حضرت سودہ نے کہا: شاید اس شہد کی کھپیوں نے عرفہ کے درخت کو چوڑا ہوگا، پھر جب آپ میرے پاس آئے تو میں نے بھی یہی کہا، پھر جب آپ حضرت صفیہ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا، پھر جب آپ حضرت صفیہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو شہد نہ پلاؤں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت سودہ نے کہا: بخدا! ہم نے آپ پر شہد حرام کر دیا (یعنی اس کے استعمال سے روک دیا) میں نے ان سے کہا: چوکی رہو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۷۳، صحیح مسلم کتاب الطلاق: ۲۱، رقم المسلسل: ۳۶۱۵، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۷۱۵، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۸۳۱، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۵۶۱۳، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۲۲۳)

صحیحین کی دو روایتوں کے تعارض کا جواب

صحیح مسلم کی پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا تھا اور ان کے خلاف حیلہ کرنے والی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ تھیں، یہ حدیث عبید بن عمیر کی روایت ہے اور صحیح بخاری میں بھی ہے، اس کے

برخلاف دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ کے پاس شہد پیا تھا اور ان کے خلاف حیلہ کرنے والی حضرت عائشہ، حضرت صفیہ اور حضرت سودہ تھیں، یہ ہشام بن عروہ کی روایت ہے اور بخاری میں بھی ہے۔ عبید بن عمیر اور ہشام بن عروہ کی روایات باہم متعارض ہیں، علامہ بدر الدین عینی، علامہ ابن حجر اور علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ دو الگ الگ واقعات ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (عمدة القاری ج ۲۰ ص ۲۳۲) اور قاضی عیاض، علامہ قرطبی اور علامہ نووی کی تحقیق یہ ہے کہ عبید بن عمیر اور ہشام بن عروہ کی روایات باہم متعارض ہیں، علامہ بدر الدین عینی، علامہ ابن حجر اور علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ دو الگ الگ واقعات ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (عمدة القاری ج ۲۰ ص ۲۳۲) اور قاضی عیاض، علامہ قرطبی اور علامہ نووی کی تحقیق یہ ہے کہ عبید بن عمیر کی روایات راجح ہے اور ہشام بن عروہ کی روایت مرجوح ہے، ہماری رائے میں یہی صحیح ہے اور اس پر حسیب ذیل ہیں۔

(۱) عبید بن عمیر کی سند زیادہ قوی ہے، اس سند کو امام نسائی، اصمعی، علامہ نووی اور حافظ ابن حجر نے ترجیح دی ہے۔

(ب) عبید کی روایت قرآن مجید کے موافق ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: ان تظاهرا علیہ یعنی دوازدواج نے یہ کارروائی کی تھی اور دو کا ذکر عبید کی روایت میں ہے، ہشام نے تین کا ذکر کیا ہے۔

(ج) امام بخاری نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ ازدواج مطہرات کے دو گروہ تھے، حضرت عائشہ، حضرت سودہ، حضرت حفصہ اور حضرت صفیہ ایک گروہ میں تھیں اور حضرت زینب بنت جحش اور حضرت ام سلمہ دوسرے گروہ میں تھیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ جن کے پاس شہد پینے کے لیے ٹھہرتے تھے وہ حضرت زینب بنت جحش تھیں اس لیے حضرت عائشہ کو یہ ناگوار ہوا اور ان کو طبعی غیرت لاحق ہوئی، کیونکہ ان کا تعلق حضرت عائشہ کے مقابل گروہ سے تھا۔

(د) عبید بن عمیر کی روایت کی تائید حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کی روایات سے بھی ہوتی ہے، جن میں یہ تصریح ہے کہ کارروائی کرنے والی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ تھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی روایت ہی زیادہ صحیح اور زیادہ معتد ہے۔

تیسری روایت کی تفصیل یہ ہے:

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ام ولد حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مقاربت کی، حضرت حفصہ نے آپ کو ان کے ساتھ دیکھ لیا، وہ کہنے لگیں: آپ میرے حجرہ میں ان سے مقاربت کر رہے ہیں، آپ نے اپنی ازدواج سے صرف میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نزدیک میری کوئی اہمیت نہیں ہے، آپ نے فرمایا: تم اس واقعہ کا عائشہ سے ذکر نہ کرنا، اب میرا ان سے مقاربت کرنا حرام ہے۔ حضرت حفصہ نے کہا: یہ آپ پر کس طرح حرام ہوں گی حالانکہ یہ آپ کی کنیز ہیں، آپ نے قسم کھائی کہ آپ ان سے مقاربت نہیں کریں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا، پھر حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو یہ بات بتادی، تب آپ نے یہ قسم کھالی کہ آپ ایک ماہ تک اپنی ازدواج کے پاس نہیں جائیں گے، پھر آپ اسی راتوں تک اپنی ازدواج کے پاس نہیں گئے

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَمْ تَحَرِّمْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (التحریم: ۱)

(سنن دار قطنی رقم الحدیث: ۳۸۴۶، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۲۲ھ)

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی و مفتی متوفی ۷۷۴ھ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ دے دیا اور اپنی کینر سے مقاربت کر لی، اور حضرت عمر سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت نہ کرنے کی قسم کھالی تھی، پھر جب تک حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ کو اس واقعہ کی خبر نہیں دی، آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت نہیں کی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ (التحریم: ۲) (اے مسلمانو!) بے شک اللہ نے تمہارے لیے قسموں کو کھونے کا طریقہ مقرر فرما دیا ہے۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور صحابہ ستہ کے مصنفین میں سے کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا اور حافظ الضیاء المقدسی نے اپنی کتاب مستخرج میں اسی روایت کو اختیار کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۲۵، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۹ھ) مذکور الصدر روایت میں حضرت ماریہ قبٹیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آ گیا ہے، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ماریہ کی سوانح ذکر کر دی جائے۔

حضرت ماریہ قبٹیہ رضی اللہ عنہا کی سوانح

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: حضرت ماریہ قبٹیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد ہیں، ان کے بطن سے حضرت ابراہیم متولد ہوئے۔ امام محمد بن سعد نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ مقوقس صاحب اسکندریہ نے سات ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ماریہ اور ان کی بہن سیرین کو بھیجا، ان کے علاوہ ایک ہزار متقال سونا، بیس ملائم کپڑے اور خچر (دلدل) اور ایک دراز گوش بھیجا جس کا نام عفیر یا یعفور تھا، اور اس کے ساتھ خسی شخص بھی تھا جس کا نام مابور تھا، اور ایک بوڑھا شخص بھیجا جو حضرت ماریہ کا بھائی تھا، اور ان سب کو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے ساتھ بھیجا، پھر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے حضرت ماریہ کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور مسلمان ہونے کی ترغیب دی، پس وہ بھی مسلمان ہو گئیں اور ان کی بہن بھی مسلمان ہو گئیں اور وہ خسی شخص اپنے دین پر برقرار رہا حتیٰ کہ وہ بعد میں مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا، حضرت ماریہ کا گوار رنگ تھا اور وہ بہت خوبصورت تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک بلند منزل پر ٹھہرایا، اس کو ام ابراہیم کا بالا خانہ کہا جاتا تھا، آپ ان کے پاس بہت زیادہ آتے جاتے تھے اور ان سے مباشرت کرتے تھے کیونکہ وہ آپ کی باندی تھیں، آپ نے ان کو پردہ میں رکھا، وہ آپ سے حاملہ ہو گئیں اور آٹھ ہجری میں ان کا وضع حمل ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے کسی عورت پر اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی غیرت مجھے حضرت ماریہ پر آتی تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بہت خوبصورت اور گھونگریا لے بالوں والی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بہت پسند تھیں، جب وہ مصر سے آئیں تو آپ نے ان کو حضرت حارث بن النعمان کے گھر میں ٹھہرایا، سو وہ ہماری پڑوسن ہو گئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کو وہاں سے بالا خانے میں منتقل کر دیا۔

امام بزار نے سند حسن کے ساتھ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ قبط کے امیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو باندیاں اور ایک خچر پیش کیا تھا، آپ مدینہ میں اس خچر پر سواری کرتے تھے، ان دو باندیوں میں سے ایک باندی کو آپ نے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

امام واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تاحیات حضرت ماریہ کو خرچ دیتے رہے حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئے، پھر حضرت عمران کو خرچ دیتے رہے حتیٰ کہ ان کے دور خلافت میں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں۔

واقعی نے بیان کیا ہے کہ محرم ۱۶ ہجری میں حضرت ماریہ کی وفات ہوئی، حضرت عمر نے ان کے جنازہ میں بہت لوگوں کو جمع کیا اور بقیع میں اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۳۱۰، ۳۱۱ دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

مابور پر حضرت ماریہ کی تہمت اور اس کا اس تہمت سے بری ہونا

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد حضرت ماریہ پر ایک شخص (مابور) کے ساتھ تہمت لگائی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم جا کر اس کی گردن مار دو، جس وقت حضرت علی اس کے پاس پہنچے وہ اس وقت ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غسل کر رہا تھا، حضرت علی نے اس سے کہا: نکلو اور اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو نکالا، تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کا آلہ تناسل بالکل کٹا ہوا ہے، تب حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا آلہ تو بالکل کٹا ہوا ہے۔ (صحیح مسلم النویہ: ۵۹، رقم الحدیث ۱۲۷۷۱، رقم السلسلہ: ۶۸۹۰)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم (حضرت ماریہ) کو اس سے محفوظ رکھا کہ ان کی طرف سے کوئی تقصیر ہو اور واقعہ یہ تھا کہ مابور قبضی تھا اور حضرت ماریہ بھی قبضیہ تھیں اور ہم زبان اور ہم علاقہ ہونے کی وجہ سے وہ آپ کے پاس آتا تھا اور آپ سے باتیں کرتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حضرت ماریہ کے ساتھ باتیں کرنے سے منع کر دیا تھا اور جب اس نے عمل نہیں کیا تو وہ قتل کا مستحق ہو گیا، یا تو آپ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے اور یا اس وجہ سے کہ اس نے آپ کو ایذا پہنچائی، اس وجہ سے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو قتل کر دیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس کی ایذا پہنچائی، اس وجہ سے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو قتل کر دیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس کی پاک دامنی کا غم ہو اور آپ کو معلوم ہوا کہ اس کا آلہ نہیں ہے، اس کے باوجود آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو برہنہ نہ دیکھ لیں اور ان پر حقیقت حال منکشف ہو جائے اور جو لوگ اس کو حضرت ماریہ کے ساتھ تہمت لگاتے ہیں وہ تہمت زائل ہو جائے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف یہ وحی کی ہو کہ آپ اس کو قتل نہ کریں کیونکہ آپ پر اس کا حال منکشف ہو جائے گا کیونکہ وہ کنویں میں برہنہ نہا رہا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس کو حقیقت قتل کرنے کا حکم دیا ہو حالانکہ آپ کا غم تھا کہ وہ قتل نہیں ہوگا کیونکہ اس کا اس تہمت سے بری ہونا آپ کے نزدیک دلیل سے واضح ہو جائے گا۔ (اکمال

العلم بقواعد مسلم: ج ۸ ص ۳۰۴، دارالوفا، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

علامہ محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ اور علامہ سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ نے بھی اس جواب کو نقل کیا ہے۔ (اکمال الکمال للمعلم وکمل الکمال الاکمال ج ۹ ص ۲۱۷، ۲۱۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا کفارہ ادا کرنا

امام محمد بن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ماریہ کے آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن اور رات کا اکثر وقت حضرت ماریہ کے ساتھ بسر ہوتا تھا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بیٹا پیدا کر دیا۔

زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ابراہیم کے متعلق فرمایا کہ یہ مجھ پر حرام ہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی:

قَدْ قَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ (التحریم: ۲) اے مسلمانو! بے شک اللہ نے تمہارے لیے قسموں کو کھولنے کا طریقہ مقرر فرما دیا ہے۔

امام محمد بن سعد نے بخاک سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر اپنی باندی کو حرام کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار کر دیا اور وہ باندی آپ پر لوٹادی اور آپ کی قسم کا کفارہ دے دیا۔

(الطبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۱۷۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

التحریم! کے سبب نزول کی تین روایتوں میں سے کون سی روایت زیادہ صحیح اور معتبر ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کے نفع سے اپنے آپ کو جو روک لیا تھا، ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس سلسلہ میں تین روایات ہیں لیکن زیادہ صحیح اور معتبر روایت یہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہر کر شہد پینے سے روک لیا تھا۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں: ان اقوال میں زیادہ صحیح پہلا قول ہے یعنی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ کو شہد پلاتی تھیں اور حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزر رنے کی وجہ سے آپ نے اپنے آپ کو اس سے روک لیا تھا، اور سب سے کمزور قول متوسط ہے یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آپ کو شہد پلاتی تھیں، جس سے آپ نے اپنے آپ کو روک لیا۔ علامہ ابن العربی نے کہا: اس کے ضعیف کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی عادل نہیں ہیں اور اس کا معنی اس لیے درست نہیں ہے کہ کسی بہہ شدہ چیز کو واپس کر دینا تحریم نہیں ہے، اور رہی تیسری روایت کہ آپ نے حضرت ماریہ قبیلہ کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا تو اس کے راوی بھی ثقہ ہیں اور اس کا معنی بھی درست ہے لیکن یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے اور یہ مرسل روایت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ رائج اور صحیح پہلی روایت ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن ج ۱۸ ص ۱۶۶، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے پہلے یہ روایت ذکر کی کہ حضرت حفصہ آپ کو شہد پلاتی تھیں، پھر لکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زینب بنت جحش ہی وہ خاتون ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد پلاتی تھیں، پھر

حضرت عائشہ اور حضرت خصفہ دونوں اپنی تجویز پر متفق ہو گئیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں واقعے اس آیت کے نزول کا سبب ہوں، مگر اس پر اعتراض ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک حدیث ذکر کی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تعلق حضرت زینب کے شہد پلانے سے ہی تھا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲۷، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریم میں اختلاف ہے، حضرت عائشہ کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب حضرت زینب بنت جحش کے ہاں شہد پینا ہے، اور ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت ماریہ سے مقاربت کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا، پس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آیت ان دونوں سببوں سے نازل ہوئی ہو۔

(فتح الباری ج ۹ ص ۶۵۵، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۰ھ)

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن الحنفی المتوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: التحريم: ۱ کے سبب نزول میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حضرت ماریہ کے قصہ میں نازل ہوئی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شہد پینے کے قصہ میں نازل ہوئی ہے۔ علامہ نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ نے صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۴۷۳ کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی ہے نہ کہ حضرت ماریہ کے قصہ میں، جو کہ غیر صحاح میں مروی ہے اور صحیح یہی ہے کہ یہ آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پینے کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔ (منہاج القاضی ج ۹ ص ۲۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۳ھ لکھتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی ہے نہ کہ حضرت ماریہ کے قصہ میں جو کہ غیر صحاح میں مروی ہے۔ (یہ قصہ انجم الکبیر رقم الحدیث ۱۱۳۰ میں مروی ہے) علامہ ذہبی نے کہا: اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے اور اس سے حدیث ساقط ہے (کسی سند صحیح سے) یہ قصہ مروی نہیں ہے۔ امام نسائی نے کہا کہ شہد کے قصہ میں حضرت عائشہ کی حدیث کی سند جید ہے اور اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ (اکمال المصابیح ج ۵ ص ۲۹، دار الوفاء، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

علامہ بن خلیفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (اکمال الکمال العلم ج ۲۰۳۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)۔ علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ التحريم: ۱ کے سبب نزول میں روایات مختلف ہیں لیکن علامہ نووی شافعی اور علامہ نووی کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ماریہ کے قصہ کی سند صحیح نہیں ہے کہ اس کا سبب نزول حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پینا ہے۔ (روح المعانی جز ۲۸ ص ۲۱۸، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۷ھ)

مغایر کے معنی کی تحقیق

صحیح مسلم ۱۴۷۳ میں ہے: حضرت عائشہ اور حضرت خصفہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ کے منہ سے مغایر کی بو آ رہی ہے، سو ہم مغایر کے معنی کی تحقیق کر رہے ہیں:

علامہ ابوالسعد دات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں: مغایر کا واحد مغفور ہے، اس کی بوخت ہم گوار اور برکی ہوتی ہے۔ (المنہاج ج ۳ ص ۳۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

نیز علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں: الغرظ ببول کا درخت ہے، اس سے بد بودار گوند نکلتا ہے، جب شہد کی مکھی اس کے پتوں کا رس

جوتی ہے تو اس کے شہد سے ناگوار ہوتی ہے۔ (الغایہ ج ۳ ص ۱۹۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں: یہ ایک میٹھا گوند ہوتا ہے جس کی بو ناگوار ہوتی ہے، علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ گوند کسی درخت سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو پانی میں ملا کر پیا جاتا ہے، اس کی بو ناگوار ہوتی ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ کے منہ سے اس کی بو آئے۔ (مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۵۱، مکتبہ دارالایمان، مدینہ منورہ، ۱۴۱۵ھ)

اس حدیث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغفیر نہیں کھایا تھا پھر ازواج مطہرات نے کیسے کہہ دیا کہ آپ نے مغفیر کھایا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ہے: ازواج نے کہا: شاید اس شہد کی کھیلوں نے عرفط کے درخت کو چوسا ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۷۲)

ازواج کا مطلب یہ تھا کہ اس وجہ سے جو شہد آپ نے پیا اس سے مغفیر کی بو آ رہی ہے۔

علامہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ھ لکھتے ہیں: کیکر، بول، بیروی اور دیگر کانٹے دار درختوں سے پھوٹ کر جو گوند نکلتا ہے اس کو مغفور کہتے ہیں۔ (الصحاح ج ۲ ص ۷۷، دار العلم للملایین، ۱۳۷۶ھ)

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس زیادہ ٹھہرانے کے لیے مغفیر کا حیلہ کرنا آیا گناہ تھا یا نہیں؟

علامہ بدرالدین محمود بن احمد یعنی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں: ازواج مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب کے گھر زیادہ ٹھہرنے سے منع کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تھا کہ آپ سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغفیر کی بو آ رہی ہے، علامہ کرمانی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لیے یہ حیلہ کرنا کس طرح جائز ہوگا، پھر اس کا یہ جواب دیا کہ یہ عورتوں کی غیرت طبعیہ کے تقاضوں سے ہے اور ان کا یہ کہنا گناہ صغیرہ ہے جو ان کی دوسری نیکیوں سے معاف ہو گیا۔

(عمدة القاری ج ۲ ص ۲۰، ۳۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

غیرت کا معنی

میں کہتا ہوں کہ ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی طرف غیرت کرنے کی نسبت کی ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور مٹھاس سے محبت کرتے تھے، جب آپ عصر کی نماز پڑھ کر لوٹے تو آپ حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس گئے اور وہاں بہت زیادہ دیر ٹھہرے، پس مجھے غیرت آئی۔ الحدیث۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۲۶۸)

علامہ المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں: غیرت کا معنی ہے، حمیت، عار اور کسی چیز کا ناگوار ہونا یا اس چیز کو ناپسند کرنا، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو طبعی طور پر یہ ناپسند تھا کہ آپ کسی اور زوجہ کے پاس زیادہ دیر ٹھہریں۔

(الغایہ ج ۳ ص ۲۶۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں: والغیرۃ کراہۃ المشارکۃ فی محبوب محبوب میں کسی اور کی شرکت کے ناپسند کرنے کو

غیرت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ شرک کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے شرک کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اسی طرح وہ بے حیائی کے کاموں کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے بے حیائی کے کاموں سے منع فرما دیا ہے۔ حدیث میں ہے: اللہ سے زیادہ کوئی اس چیز پر غیرت کرنے والا نہیں ہے کہ اس کا بندہ زنا کرے۔ (بخاری: ۷۳۰۳) (مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۸۵، مکتبہ دارالایمان، المدینہ المنورہ)

اس معنی کے اعتبار سے غیرت کا معنی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی اور کی شرکت کو نا پسند کرتی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ سے زیادہ قرب صرف ان کو حاصل رہے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کا زیادہ ٹھہرنا آپ سے شدید محبت کی وجہ سے نا پسند تھا اور میں علامہ کرمانی کی اس بات سے متفق نہیں ہوں کہ یہ آپ کا گناہ صغیرہ تھا، کیونکہ آپ نے جو کہا تھا کہ آپ کے منہ سے مغفیر کی بو آ رہی ہے یہ کچھ غلط اور جھوٹ نہ تھا کیونکہ حضرت عائشہ کے خیال میں آپ نے جو شہد پیا تھا تو شہد کی نکھوں نے مغفیر کے درخت سے اس کا رس چوسا تھا اور اس میں مغفیر کی بو آ گئی تھی، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ حیلہ کرنا خلاف اولیٰ ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر ذوب گئیں تھیں کہ اس کے خلاف اولیٰ ہونے کی طرف ان کی توجہ مبذول نہیں ہوئی، اور ان کے بلند مقام کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر بھی توجہ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اِنْ تَتُوبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا (التحریم: ۴) اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو (تو اچھا ہے) کیونکہ تمہارے دل اعتدال سے کچھ ہٹ چکے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہد سے امتناع کو حرام سے تعبیر کرنے کی تحقیق

صحیح مسلم: ۱۴۷۳ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شہد نہیں پیوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یوں کیا۔ آپ اس چیز کو حرام کیوں کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے۔ لَمْ تُحَرِّمْ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم: ۱) امام رازی فرماتے ہیں: جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو اس کو حلال کرنا غیر ممکن ہے، کیونکہ حلال کرنے میں حلت کو ترجیح ہے اور حرام کرنے میں حرمت کو ترجیح ہے اور دونوں ترجیسیں جمع نہیں ہو سکتیں، پس قرآن مجید میں لَمْ تُحَرِّمْ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (التحریم: ۱) آپ اس چیز کو کیوں حرام کر رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے، کیا محمل ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حلال چیز کے نفع سے اپنے آپ کو روکنا مراد ہے، اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو شرعاً حرام کرنا مراد نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام قرار دینا یا اس کے حرام ہونے کا اعتقاد کرنا کفر ہے، لہذا اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۵۶۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: آپ اللہ کے حلال کردہ کو حرام کیوں کرتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کے حلال یا حرام کرنے کا اختیار نہیں ہے، یہ قول باطل ہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو حرام نہیں کیا جیسا کہ امام رازی کی عبارت سے واضح ہو چکا ہے اور آپ کا کسی چیز کو حلال کرنا یا حرام کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (الاعراف: ۱۵۷) (وہ نبی) مسلمانوں کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔ البتہ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو حلال یا

حرام کرنا، اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی جلی یا وحی خفی کے کسی اشارہ سے اللہ تعالیٰ کی مشیت کو جان کر کسی چیز کو حلال یا حرام کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہد نہ پینے کے عزم کو سید مودودی کا نا پسندیدہ عمل کہنا

سید ابوالاعلیٰ مودودی لِمَ نَحَرِمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (التحریم: ۱) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ دراصل استفہام نہیں ہے بلکہ نا پسندیدگی کا اظہار ہے یعنی مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کرنا نہیں ہے کہ آپ نے یہ کام کیوں کیا ہے بلکہ آپ کو اس بات پر متنبہ کرنا ہے کہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا جو فعل آپ سے صادر ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو نا پسند ہے۔ (الی قولہ) اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس فعال پر گرفت فرمائی اور آپ کو اس تحریم سے باز رہنے کا حکم دیا۔ (تفہیم القرآن ج ۶ ص ۱۵)

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے جس طرح بار بار حلال کو حرام کرنے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے اور آپ کے اس فعل کی جس طرح تصویر کھینچی ہے وہ اہل ایمان کے لیے یقیناً دل آزار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر شہد کو حرام نہیں کیا تھا بلکہ اپنے آپ کو اس کے استعمال سے روک لیا تھا جیسا کہ امام رازق کی تحقیق سے ظاہر ہو چکا ہے اور حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں: لن اعدلہ میں دوبارہ ہرگز شہد نہیں پیوں گا اور جن چیزوں کا کھانا پینا اللہ تعالیٰ نے مباح کر دیا ہے ان میں مباح کرنے کے معنی ہی یہ ہیں کہ ان کو کھانا اور نہ کھانا دونوں جائز ہیں، آپ کے لیے جس طرح شہد کو پینا جائز تھا اسی طرح اس کو نہ پینا بھی جائز تھا، پھر ایک مباح کا کام کرنا کس طرح ناپسندیدہ ہو سکتا ہے، دراصل اس آیت میں نہ آپ کے کسی فعل کے ناپسندیدہ ہونے پر تنبیہ کرنا مقصود ہے نہ آپ کے کسی فعل پر گرفت کی گئی ہے بلکہ آپ کی تعظیم و تکریم اور مقام نبوت کا اظہار کرنا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ آپ ازواج کو راضی کرنے کے لیے شہد کو کیوں ترک کر رہے ہیں، آپ کا یہ مقام نہیں کہ آپ ازواج کو راضی کریں، آپ کا مقام یہ ہے کہ ازواج آپ کو راضی کریں، جن کی رضا خود خالق کائنات کو مطلوب ہے نہیں مخلوق میں سے کسی کو راضی کرنے کی کیا ضرورت ہے، اسی سیاق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِنْ تَطَهَّرُوا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ** (التحریم: ۴) اگر نبی کے خلاف تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کرتی رہیں تو بے شک اللہ نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے بھی (ان کے) مددگار ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر واضح کیا کہ اگر تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر نہیں چلیں تو انہیں کیا کمی ہوگی، جن کا اللہ محبت ہے، جبرائیل ان کا موافق ہے، نیک مسلمان اور سارے فرشتے ان کے مددگار ہیں، اگر ان آیات میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو ناپسندیدہ قرار دے کر اس کی گرفت فرما رہا ہوتا تو کیا اس کا یہی اندازہ ہوتا!

اخریٰ فوز و فلاح کے لیے آپ کی اتباع کو مطلقاً لازم کیا ہے، ہر مسلمان پر آپ کی اطاعت مطلقاً فرض کر دی ہے۔ آپ کا کوئی فعل ناپسندیدہ اور گرفت کا موجب نہیں ہے۔ یقیناً سید مودودی کی یہ تفسیر ہی ناپسندیدہ اور گرفت کی موجب ہے۔

بیوی کو حرام کہنے میں مذاہب فقہاء کا بیان

صحیح مسلم: ۱۴۷۳ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے اپنی بیوی کو حرام کہنا قسم ہے اور اس پر کفارہ لازم ہے، اس مسئلہ میں فقہاء کے مسالک حسب ذیل ہیں۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: جس شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے اس کے بارے میں امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق ہوگی اور اگر اس نے بغیر طلاق اور اظہار کی نیت کے بے نیت اس عورت کی تحریم کی نیت کی ہے تو ان الفاظ کی وجہ سے اس پر قسم کا کفارہ لازم آئے گا لیکن یہ قسم نہیں ہے اور اگر اس نے بغیر کسی نیت کے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس میں امام شافعی کے بقول ہیں، زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر قسم کا کفارہ لازم آئے گا، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا یہ قول غلط ہے اور اس پر کوئی شرعی حکم مرتب نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۷۸، کراچی)

علامہ نووی شافعی نے لکھا کہ امام مالک کا مذہب مشہور یہ ہے کہ ان کلمات سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، خواہ بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، لیکن اگر اس نے تین سے کم کی نیت کی ہے تو غیر مدخولہ میں اس کی نیت قبول کر لی جائے گی۔ علامہ وشتانی مالکی کی عہدت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۳ ص ۱۱۱ طبع قدیم، بیروت)

علامہ علی بن سلیمان مرادی حنبلی لکھتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے اس کے بارے میں فقہاء حنبلیہ کے تین قول ہیں: (۱) یہ ظہر ہے اور یہی فی الجملہ مذہب ہے، مستوعب، خلاصہ، محرر، عاتقین، حاوی صغیر اور فروع میں اس کو مقدم کیا گیا ہے۔ (ب) یہ کنایہ ظاہر ہے اور اس سے تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں، ضبل اور اثرم سے روایت ہے: حرام تین طلاقیں ہیں (ج) یہ قسم ہے، علامہ زرکشی نے کہا ہے کہ یہ لفظ قسم میں ظاہر ہے، اگر اس نے یہ لفظ بغیر کسی نیت کے کہا ہے تو یہ قسم ہے اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے اور ظہار کی نیت کی تو ظہار ہے، ہدایہ، مذہب، مسبوک الذہب اور مستوعب وغیرہ میں لکھا ہے کہ مشہور فی المذہب یہی قول ہے۔ (الانصاف ج ۸ ص ۲۸۶)

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: جو مجھ پر حرام ہے اس کی نیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اگر اس نے کہا میں نے جھوٹ کا ارادہ کیا تھا تو اسی پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ یہ اس کے کلام کی حقیقت ہے اور ایک قول یہ ہے کہ قضاء تصدیق نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ قول بظاہر قسم ہے، اور اگر اس نے یہ کہا کہ میں نے طلاق کا ارادہ کیا ہے تو ان کلمات سے طلاق بائنہ ہوگی، الا یہ کی اس نے تین طلاقیں کا ارادہ کیا ہو، اور اگر اس نے کہا: میں نے ظہار کا ارادہ کیا ہے تو یہ ظہار ہے، یہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا نظریہ ہے۔ امام محمد یہ کہتے ہیں کہ ان کلمات سے ظہار نہیں ہو سکتا کیونکہ ان میں تشبیہ نہیں ہے، اور شیخین کی دلیل یہ ہے کہ اس نے حرمت کا اطلاق کیا ہے اور اظہار میں بھی حرمت ہوتی ہے، اور اگر وہ کہے کہ میں نے تحریم کا ارادہ کیا ہے یا بلا ارادہ یہ الفاظ کہے ہیں تو یہ ایلاء ہے، کیونکہ ہمارے نزدیک حلال کو حرام کرنا قسم ہے اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ جب کسی شخص نے

(ہدایہ مع فتح القدیر ج ۳ ص ۵۵، بکھر)

بدنیت یہ الفاظ کہے تو عرف کی بناء پر اس کو طلاق (بائنہ پر محمول کیا جائے گا۔ (ہدایہ مع فتح القدیر ج ۳ ص ۵۵، بکھر)
علامہ بابر تہی حنفی نے لکھا ہے کہ: ابو بکر اسعاف، ابو جعفر ہندوانی اور ابو بکر سعید نے لکھا ہے کہ فقیہ ابو الیث نے کہا ہے ہم اسی
قول پر عمل کرتے ہیں کیونکہ ہمارے زمانے میں لوگوں کی یہ عام عادت ہے کہ وہ ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ کرتے ہیں۔

(الذی علی ہامش فتح القدیر ج ۳ ص ۵۶، بکھر)
علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: یہ مشائخ متاخرین کا اپنے زمانے کے عرف کی بناء پر فتویٰ ہے، یہی وجہ ہے کہ مرد یہ الفاظ کہتے
ہیں اور اگر عورت خاوند سے کہے: تم پر حرام ہوں تو یہ قسم ہے اور اس کے بعد اس نے خاوند کو مقربت کا موقع دیا تو اس کی قسم ٹوٹ
جائے گی اور اس پر کفارہ لازم ہوگا، یہ کلمہ ایسے ہے جیسے مرد نے بغیر نیت کے طلاق کے الفاظ کہے تو صریح الفاظ کی وجہ سے طلاق
واقع ہو جاتی ہے اور یہاں پر صراحت کا موجب عرف ہے، اس بناء پر فقہاء نے کہا ہے کہ کسی شخص نے یہ کلمات کہے اور کہا: میری
نیت طلاق کی نہیں تھی تو قضاء اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ (فتح القدیر ج ۳ ص ۵۶، بکھر)
علامہ ابن عابدین شافعی حنفی لکھتے ہیں: جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے فقہاء متاخرین کہتے ہیں، ان الفاظ
سے بغیر نیت کے طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی اور فتویٰ متاخرین کے قول پر ہے۔
(رد المحتار ج ۳ ص ۳۳۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۹ھ)

باب تَأْوِيلِ هَذِهِ الْآيَةِ عَلَى وَجْهِ الْآخَرِ -

یہ باب ہے کہ اسی آیت کی ایک اور وضاحت

3421 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ
زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمُكُّ عَنْدَ زَيْنَبَ وَيَشْرَبُ عَنْدَهَا
عَسَلًا فَتَرَاَصَبَتْ وَخَفَصَةُ آيَتَنَا مَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِرٍ
فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عَنْدَ زَيْنَبَ - وَقَالَ - لَنْ أَعُودَ لَهُ". فَزَلَّ (بِأَيِّهَا
النَّبِيُّ لَمْ تُحَرِّمْ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ) (إِنْ تَوَبَّا إِلَى اللَّهِ) لِعَائِشَةَ وَخَفَصَةَ (وَإِذَا أَمَرَ النَّبِيُّ إِلَى نَعْصِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا)
لِقَوْلِهِ "لَنْ شَرِبْتُ عَسَلًا" - كُلُّهُ فِي حَدِيثِ عَطَاءٍ -

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے اور ان کے ہاں

3421 - حرجہ البحاری فی التفسیر، باب (بایاها النبی لم یحرم ما أحل الله لك فتغی مرصاة ازواجك و الله غفور رحیم) (الحديث 4912)
محصرًا، و فی الطلاق، باب لم یحرم ما أحل الله لك (الحديث 5267)، و فی الايمان و النور، باب اذا حرم طعامًا (الحديث 6691) و
أحرجہ مسلم فی الطلاق، باب وجوب الخارة علی من حرم امراته و لم یو الطلاق (الحديث 20) - و أحرجہ ابو داؤد فی الاشارة، باب فی
سراب یعلل (الحديث 3714) و أحرجہ النسائی فی الايمان و النور، تحریم ما أحل الله عز وجل (الحديث 3804)، و فی عشرة النساء، باب
الغیره، (لحديث 3968)، و هو فی عشرة النساء من الكبرى، العیرة (الحديث 20)، و فی التفسیر: سورة التحريم، قول تعالى (بایاها النبی لم
یحرم ما أحل الله لك) (الحديث 620) - تحفة الاشراف (16322)

شہد پیا کرتے تھے ایک مرتبہ میں نے اور حفصہ نے طے کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی اکرم ﷺ تشریف لائیں گے تو وہ یہ کہے گی کہ مجھے آپ ﷺ سے مغفیر کی بوا رہی ہے تو نبی اکرم ﷺ ان دونوں خواتین میں سے کسی ایک کے ہاں تشریف لے گئے اس خاتون نے آپ ﷺ کی خدمت میں یہی عرض کی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لیکن میں نے تو زینب کے ہاں شہد پیا تھا اب میں یہ نہیں پیوں گا۔

تو یہ آیت نازل ہوئی:

”اے نبی! تم اس چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے۔“

”(اے نبی کی ازواج!) اگر تم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔“

یہ حکم سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے لیے ہے۔

”اور جب نبی نے اپنی ایک زوجہ سے سرگوشی میں بات کی۔“

اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے میں نے شہد پیا تھا۔

یہ تمام روایت عطاء نامی راوی کے حوالے سے منقول ہے۔

باب الْحَقِیْ بِأَهْلِكَ .

یہ باب ہے کہ اپنے میکے چلی جاؤ (کہنے کا حکم)

3422 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَكْحِيٍّ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَحْلَفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَقَالَ فِيهِ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيَنِي فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ أَنَسُ بْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَحْلَفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَمَا قِصَّتُهُ وَقَالَ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيَنِي فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزَلَ أَمْرَاتِكَ . فَقُلْتُ أَطْلُقُهَا أَمْ مَاذَا قَالَ لَا بَلِ اعْتَزَلُهَا فَلَا تَقْرُبُهَا . فَقُلْتُ لَا أَمْرَائِي الْحَقِیْ بِأَهْلِكَ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هَذَا الْأَمْرِ .

☆☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں انہوں نے اس میں یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم ﷺ کا قصد میرے پاس آیا اور بولا: اللہ کے رسول نے تمہیں یہ حکم دیا ہے تم اپنی بیویوں سے الگ رہو۔

میں نے دریافت کیا: کیا میں اسے طلاق دے دوں اس سے مراد کیا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں! بلکہ تم اس سے علیحدگی اختیار کرو اس کے قریب نہ جانا۔ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور ان کے ہاں رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ کر دے۔

3423- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ - قَالَ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ يَسْبِ عَلَيْهِمْ - يُحَدِّثُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْيَ صَاحِبِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْتَزِلُوا نِسَائَكُمْ . فَقُلْتُ لِلرَّسُولِ أَطْلِقُ امْرَأَتِي أَمْ مَادَا أَفْعَلُ قَالَ لَا بَلْ تَعْتَزِلُهَا فَلَا تَقْرُبُهَا . فَقُلْتُ لِمَ امْرَأَتِي الْحَقِي بِأَهْلِكَ فَكُونِي فِيهِمْ فَلَحِقَتْ بِهِمْ .

☆☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ ان تین افراد میں سے ایک ہیں جن کی توبہ قبول کی گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور میرے دونوں ساتھیوں کو یہ پیغام بھیجا کہ اللہ کے رسول تمہیں یہ حکم دے رہے ہیں کہ تم لوگ اپنی بیویوں سے الگ رہو۔ تو میں نے قاصد سے دریافت کیا: کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ تو اس نے کہا: نہیں! بلکہ تم اس سے الگ ہو اس کے قریب نہ جاؤ۔ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو۔ تو وہ وہاں چلی گئی۔

3424- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي

3423- أخرجه البخاري في المغازي، باب حديث كعب بن مالك (الحديث 4418) مطرلاً وأخرجه مسلم في التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبه (الحديث 53) مطرلاً . وأخرجه أبو داود في الطلاق، باب فيما عني به الطلاق والنبات (الحديث 2202) . وأخرجه النسائي في الطلاق، باب الحقي بأهلك (الحديث 3424 و 3425) والحديث عند البخاري في الوصايا، باب إذا تصدق أو وقف بعض رقيقه أو دوابه فهو جائز (الحديث 2757)، وفي الجهاد، باب من أراد غزوة فوري بغيرها ومن أحب الخروج يوم الخميس (الحديث 2947)، وفي المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3556) وفي مناقب الانصار، باب وفود الانصار الى النبي صلى الله عليه وسلم بمكة وبعدة الحفة (الحديث 3889) وفي المغازي، باب قصة غزوة بدر (الحديث 3951)، وفي التفسير، باب (سبحلوفون بالله لكم اذا انقلبتم اليهم لتعرضوا عنهم فاعرضوا عنهم انهم رجس وما واهم جهنم جزاء) كما كانوا يكسبون (الحديث 4673)، وباب (لقد تاب الله على النبي والمهاجرين والانصار الذين خلفوا في اساعة العسرة من بعد ما كاد تزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب عليهم انه بهم رؤوف رحيم) (الحديث 4676)، وباب (و على الثلاثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم أنفسهم وظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه لم تاب عليهم ليتوبوا، ان الله هو التواب الرحيم) (الحديث 4677)، وباب (يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين) (الحديث 4678)، وفي الاستئذان، باب من لم يسلم على من اتى من القرب ذنباً ومن لم يرد سلامه حتى معين توبته والى متى تتبين توبة العاصي (الحديث 6255)، وفي الايمان والنذور، باب اذا اهدى ماله على وجه النذر والتوبة . (الحديث 6690)، وفي الاحكام، باب هل للام ان يجمع المجرمين واهل المعصية من الكلام معه والرياسة ونحوه (الحديث 7225) . والنسائي في التفسير: سورة التوبة، قوله تعالى: (يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا مع الصادقين)، (الحديث 252) . تحفة الاشراف (11131) .

3424- تقدم (الحديث 3423) .

عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبًا يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَحْلَفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَقَالَ فِيهِ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزَلَ أَمْرًا تَكُ بِأَهْلِكَ وَكُونِي عَنْهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي هَذَا الْأَمْرِ . خَالَفَهُمْ مَعْقِلُ بْنُ عُيَيْدٍ اللَّهُ .

☆ ☆ عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت کعب بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے انہوں نے اس میں یہ بات بیان کی ہے:

جب اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا تو وہ بولا: اللہ کے رسول نے تمہیں یہ حکم دیا ہے تم اپنی بیوی سے الگ رہو۔ میں نے دریافت کیا: میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ تو اس نے کہا: تم اس سے الگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ۔

نبی اکرم ﷺ نے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی اسی کی مانند پیغام بھجوایا تھا میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور ان کے ہاں رہو جب تک اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ نہیں دے دیتا۔

معقل بن عبید اللہ نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

3425 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَمِّهِ عُيَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي كَعْبًا يُحَدِّثُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى صَاحِبِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْتَزِلُوا نِسَاءَكُمْ فَقُلْتُ لِلرَّسُولِ أَطْلِقُ أَمْرًا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ قَالَ لَا بَلْ تَعْتَزِلُهَا وَلَا تَقْرِبُهَا . فَقُلْتُ لِأَمْرَائِي الْحَقِّي بِأَهْلِكَ فَكُونِي فِيهِمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ . فَلِحَقِّتُ بِهِمْ . خَالَفَهُ مَعْمَرٌ .

☆ ☆ حضرت کعب بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور میرے دونوں ساتھیوں کو پیغام بھیجا کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں یہ حکم دے رہے ہیں کہ تم لوگ اپنی بیویوں سے الگ رہو میں نے قاصد سے دریافت کیا: کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ اس نے کہا: نہیں! بلکہ تم اس سے الگ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا: تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہاں رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ دیدے۔ تو وہ عورت وہاں چلی گئی۔

معمر نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

3426 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ إِذَا رَسُولُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ آتَانِي

فَقَالَ اغْتَرِلِ امْرَأَتَكَ . فَقُلْتُ أَطْلِقُهَا قَالَ لَا وَلَكِنْ لَا تَقْرَبُهَا . وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْحَقِيقِي بِأَهْلِكَ .

☆ ☆ عبد الرحمن بن کعب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ان کی حدیث میں یہ بات بھی ہے:

نبی اکرم ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور وہ بولا: تم اپنی بیوی سے الگ رہو میں نے دریافت کیا: کیا میں اُسے طلاق دے دوں؟ اُس نے جواب دیا: جی نہیں! بلکہ تم اس کے قریب نہ جاؤ۔

اس راوی نے اس روایت میں یہ ذکر نہیں کیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ۔

باب طلاق العبد .

یہ باب ہے کہ غلام کا طلاق دینا

3427 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي

كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُعْتَبٍ أَنَّ أَبَا حَسَنِ مَوْلَى بَنِي نُوفَلٍ أَخْبَرَهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَامْرَأَتِي مَمْلُوكَيْنِ فَطَلَّقَتْهَا تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ أُعْتِقْنَا جَمِيعًا فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنْ رَاجَعْتَهَا كَانَتْ عِنْدَكَ عَلَى وَاحِدَةٍ قَضَى بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . خَالَفَهُ مَعْمَرٌ .

☆ ☆ ابو حسن جو بنو نوفل کے غلام تھے وہ بیان کرتے ہیں میں اور میری بیوی دونوں مملوک تھے میں نے اُسے دو طلاقیں

دے دیں پھر ہم دونوں کو آزاد کر دیا گیا میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

اگر تم اس سے رجوع کر لیتے ہو تو تمہارے پاس صرف ایک طلاق کا اختیار باقی رہ جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے۔

معمر نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3428 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ

بْنِ مُعْتَبٍ عَنِ الْحَسَنِ مَوْلَى بَنِي نُوفَلٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ طَلْقٍ أَمْرًا أَنَّهُ تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ عُتِقَا ابْتِزَاجُهَا قَالَ نَعَمْ . قَالَ عَمْرُو بْنُ قُتَيْبٍ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لِمَعْمَرِ الْحَسَنِ هَذَا مَنْ هُوَ لَقَدْ حَمَلَ صَخْرَةً عَظِيمَةً .

☆ ☆ بنو نوفل کے غلام حسن بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے غلام کے بارے میں دریافت کیا گیا

جو اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیتا ہے پھر وہ دونوں آزاد ہو جاتے ہیں تو کیا وہ شخص اس عورت کے ساتھ شادی کر سکتا ہے؟ حضرت

3427- اخرجہ ابو داؤد فی الطلاق، باب فی مطلق العبد (الحديث 2187 و 2188) بسحوہ . و اخرجہ النسائی فی الطلاق، باب طلاق

العبد (الحديث 3428) . و اخرجہ ابن ماجہ فی الطلاق، باب من طلق امه تطليقتين لم اشتراها (الحديث 2082) بسحوہ . تحفة الاشراف

(6561) .

3428- تقدم (الحديث 3427) .

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی ہاں! سائل نے دریافت کیا: آپ کس بنیاد پر یہ فتویٰ دیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں یہی فتویٰ دیا ہے۔

امام عبدہ الرزاق بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن مبارک نے معمر سے دریافت کیا: یہ حسن کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بڑا وزنی پتھر اٹھالیا ہے۔

باب مَتَى يَقَعُ طَلَاَقُ الصَّبِيِّ

باپ: بچے کی دی ہوئی طلاق کب واقع ہوتی ہے؟

3429 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطَّابِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ حَدَّثَنِي آبَاءُ قُرَيْظَةَ أَنَّهُمْ غَرَضُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَمَنْ كَانَ مُحْتَلِمًا أَوْ نَبَتْ عَانَتُهُ قُبِلَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مُحْتَلِمًا أَوْ لَمْ تَنْبُتْ عَانَتُهُ تُرِكَ .

☆ ☆ کثیر بن سائب بیان کرتے ہیں: بنو قریظہ سے تعلق رکھنے والے دو افراد نے مجھے یہ بات بتائی ہے: جنگ قریظہ کے موقع پر ان لوگوں کو پیش کیا گیا تو جو لڑکا بالغ ہو چکا تھا جس کے زیر ناف بال آگ چکے تھے اسے قتل کر دیا گیا اور جو بالغ نہیں ہوا تھا یا جس کے زیر ناف بال نہیں آگے تھے اسے چھوڑ دیا گیا۔

3430 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَطِيَّةِ الْقُرَظِيِّ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ حُكْمِ سَعْدِ بْنِ يَنْبَى قُرَيْظَةَ غُلَامًا فَشَكُّوا فِيَّ فَلَمْ يَجِدُونِي أَنْبَتْ فَأَسْبَقْتُ فِيهَا أَنَا ذَا بَيْنٍ أَظْهَرُكُمْ . ☆ ☆ عطیہ قرظی بیان کرتے ہیں: جس دن حضرت سعد بن حنیظل نے بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ دیا تھا اس دن میں کم سن لڑکا تھا ان لوگوں کو میرے بالغ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں شک ہوا لیکن انہوں نے میرے زیر ناف بال آگے ہوئے نہیں پائے تو مجھے چھوڑ دیا گیا اسی وجہ سے آج میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔

3431 - أَخْبَرَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعٍ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجْزَهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ .

3429- الفردہ السانی . تحفۃ الاشراف (1561) .

3430- اخرجہ ابو داؤد فی الحدود، باب فی الغلام یصبی الحد (الحديث 4404 و 4405) بنحوہ . و اخرجہ السانی فی قطع السارق، حد البلوغ و ذکر السن الذی ادا بلغها الرجل و المرأة القیم علیہما الحد (الحديث 4996) بنحوہ . و اخرجہ الترمذی فی البیرو ما جاء فی الرول علی الحکم (الحديث 1584) بنحوہ . و اخرجہ ابن ماجہ فی الحدود باب من لا یجب علیہ الحد (الحديث 2541 و 2542) بنحوہ . تحفۃ الاشراف (9904) .

3431- اخرجہ البحاری فی المغازی، باب غزوة الخندق (الحديث 4097) . و اخرجہ ابو داؤد فی اخراج و الامارة و الفیء (الحديث 2957)، و فی الحدود، باب فی الغلام یصبی الحد (الحديث 3306) . تحفۃ الاشراف (8153) .

وَهُوَ اَنْ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَاجَازَهُ .
 ☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں غزوہ اُحد کے موقع پر انہوں نے خود کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا تھا اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت نہیں دی تھی پھر انہوں نے غزوہ خندق کے موقع پر خود کو پیش کیا اس وقت وہ پندرہ برس کے ہو چکے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔

باب مَنْ لَا يَقَعُ طَلَاقُهُ مِنَ الْاَزْوَاجِ .

یہ باب ہے کہ کون سے شوہر کی طلاق واقع نہیں ہوتی؟

3432 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ اَلْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يَكْبُرَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَغِيْلَ أَوْ يَبْقَى" .
 ☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھایا گیا ہے: سویا ہوا شخص، یہاں تک کہ بیدار ہو جائے، نابالغ شخص، یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور پاگل، یہاں تک کہ اُسے عقل آجائے۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اُسے افاقہ ہو جائے۔

حالت نشہ کی طلاق میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ فقہاء کی اصطلاح میں شراب یا کوئی بھی نشہ آور چیز پی کر اس طرح بدست ہو جائے کہ مرد و عورت کا امتیاز بھی باقی نہ رہے اور زمین آسمان کا فرق بھی نہ کر سکے۔ اگر شراب یا دوسری حرام چیزیں افیون، بھنگ وغیرہ کے پینے سے عقل زائل ہو جائے اور وہ شخص نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو حنفیہ کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ تابعین میں سے حضرت سعید بن المسیب، حضرت عطاء، حضرت حسن بصری، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت ابن سیرین، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم کا یہی مسلک ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ، حضرت اوزاعی، اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم بھی اسی کے قائل ہیں۔ البتہ حضرت قاسم بن محمد، حضرت طاؤس، حضرت ربیعہ بن عبدالرحمن، حضرت لیث، حضرت زفر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کی طلاق واقعہ نہیں ہوتی ہے، صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ حنفیہ میں سے حضرت امام طحاوی اور حضرت امام کرخی کے نزدیک بھی ایسے شخص کی طلاق واقعہ نہیں ہوتی ہے۔ (فتح القدیر ج ۲، ص ۲۳۵، بیروت۔ البحر الرائق)

3432- اخرجہ ابو داود فی الحدود، باب فی المجنون یسرق او یسب حقا (الحديث 4398). و اخرجہ ابن ماجہ فی الطلاق، باب طلاق الممور و الصغیر و النائم (الحديث 1041) نسخة الاشراف (15935).

ہنسی مزاق کی طلاق کا بیان

حازل وہ شخص ہے جو اپنی بات سے حقیقی معنی اور مفہوم مراد نہ لے۔ تو اگر کسی شخص نے ہنسی مزاق کے طور پر اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور طلاق دینے کا معنی مراد نہ لیا ہو۔ تو بھی اس شخص کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہنسی مزاق کے طور پر اپنی بیوی کو طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے مگر یہ بالکل غلط ہے حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

ثلاث جدهن جد و هزلهن جد ، النكاح والعناق والطلاق - یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کو ہنسی کے طور پر کرنا۔ اور واقعی طور پر کرنا دونوں برابر ہیں۔

(۱) نکاح (۲) عناق - یعنی غلام آزاد کرنا (۳) طلاق - حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں:

ثلاث جدهن جد و هزلهن جد ، النكاح والطلاق والرجعة: یعنی تین چیزیں ایسی ہیں جن کو قصد اکہنا اور ہنسی مزاق کے طور پر کہنا برابر ہے (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجعت۔ (سنن ابوداؤد، کتاب طلاق)

ان تین چیزوں میں حکم شرعی یہ ہے کہ اس لفظ کے اصل معنی کے مطابق اثر ہوگا۔ دو مرد و عورت اگر بلا قصد ہنسی مزاق میں گواہوں کے سامنے نکاح کا ایجاب و قبول کر لیں تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اسی طرح بلا قصد و نیت ہنسی مزاق میں صریح طور پر طلاق دے دیں تو طلاق واقع ہو جاتی ہے ایسے ہی اپنے کسی غلام کو ہنسی مزاق میں آزاد کر دے تو غلام آزاد ہو جائے گا ہنسی مزاق کوئی عذر نہیں مانا جاتا۔

باب مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ

یہ باب ہے کہ جو شخص دل میں طلاق دیدے

3433 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَغَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَلَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ "إِنَّ الْمَلَأَةَ تَعَالَى تَجَاوَزَ عَنْ أَمْنِي كُلِّ شَيْءٍ حَدَّثْتُ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلِّمْ بِهِ أَوْ تَعْمَلْ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ہر ایسی چیز سے درگزر کیا ہے جو وہ دل میں سوچتے ہیں جب تک وہ اس کے بارے میں کلام نہیں کرتے یا اس پر عمل نہیں کرتے۔"

3434 - أَخْبَرَنَا عُثَيْبُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَجَاوَزَ لِأَمْنِي مَا رَسَوْتُ بِهِ

وَحَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ“۔

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دوسوں سے درگزر کیا ہے اور خیالات سے درگزر کیا ہے جب تک وہ اس پر عمل نہیں کرتے یا اس بارے میں کلام نہیں کرتے۔“

3435 - أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ

زُرَّادَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي عَمَّا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَكَلَّمْ أَوْ تَعْمَلْ بِهِ“۔

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ان چیزوں سے درگزر کیا ہے جو وہ سوچتے ہیں جب تک وہ (اس بارے میں) کلام نہیں کرتے یا اس پر عمل نہیں کرتے۔“

باب الطَّلَاقِ بِالْإِشَارَةِ الْمَفْهُومَةِ .

یہ باب ہے کہ ایسے اشارے کے ذریعے طلاق دینا جو سمجھ میں آجائے

3436 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِهِزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ

قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَارٌ فَارِسِيٌّ طَيْبُ الْمَرْقَةِ فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعِنْدَهُ عَائِشَةُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ أَنْ تَعَالَ وَأَوْمَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَائِشَةَ أَيْ وَهَذِهِ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ الْآخَرُ هَكَذَا بِيَدِهِ أَنْ لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا .

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا ایک ایرانی پڑوسی تھا جو سالن بہت اچھا بناتا تھا ایک دن وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے پاس موجود تھیں تو اس نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کیا

3434 - أخرجه البخاري في المعنى، باب الخطأ والنسيان في العتاق والطلاق ومعه (الحديث 2528)، وفي الكا، باب الطلاق في الاعلاق والكراهة والسكران والمجنون وامرهما والغلط والنسيان في الطلاق والشرك وغيره (الحديث 5265)، وفي الايمان والدور، باب اذا حدث ما سبب في الايمان (الحديث 6664) . و أخرجه مسلم في الايمان، باب تجاوز الله عن حديث العسر والحواطر بالقلب اذا لم تستفر (الحديث 201 و 202) . و أخرجه ابو داود في الطلاق، باب في الوسوسة بالطلاق (الحديث 2209) و أخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء ليس يحدث نفسه بطلاق امراته (الحديث 1183) . و أخرجه النسائي في الطلاق، باب من طلق في نفسه (الحديث 3435) . و أخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب من طلق في نفسه ولم يتكلم به (الحديث 2040)، وباب طلاق المكره والناسي (الحديث 2044) . تحفة الاشراف (12896) .

3435 - تقدم (الحديث 3434) .

3436 - أخرجه مسلم في الاشربة، باب ما يفعل الضيف اذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام واستجاب اذا صاحب الطعام للتابع (الحديث 139) . تحفة الاشراف (335) .

کہ آپ ﷺ آجائیں تو نبی اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کیا یعنی یہ بھی آجائے تو اس نے آپ ﷺ کو جواب میں اشارہ کیا کہ جی نہیں ایسا دو مرتبہ یا شاید تین مرتبہ ہوا۔

باب الْكَلَامِ إِذَا قَصَدَ بِهِ فِيمَا يَحْتَمِلُ مَعْنَاهُ .

یہ باب ہے کہ جب کسی کلام کے ذریعے ایسا معنی مراد لیا جائے جس معنی کا وہ کلام احتمال کرتا ہو

3437 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ مَنصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ سَكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَفِي حَدِيثِ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مِمَّا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا بُصْبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ".

☆ ☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی اجر ملے گا جو اس نے نیت کی ہوگی جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف شمار ہوگی اور جس شخص کی ہجرت دنیاوی فائدے کے حصول کے لیے ہوگی یا کسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی طرف شمار ہوگا جس ہجرت کی (نیت کر کے اس نے) ہجرت کی تھی۔"

باب الْإِبَانَةِ وَالْإِفْصَاحِ بِالْكَلِمَةِ الْمَلْفُوظِ بِهَا إِذَا قَصَدَ بِهَا

لِمَا لَا يَحْتَمِلُ مَعْنَاهَا لَمْ تُوجِبْ شَيْئًا وَلَمْ تُثَبِّتْ حُكْمًا .

یہ باب ہے کہ ادا کیے جانے والے کلمے کو واضح اور فصیح کرنا جب اس کے ذریعے وہ معنی مراد لیا جا رہا ہو جس کا وہ لفظ احتمال نہ رکھتا ہو تو یہ کسی بھی چیز کو واجب نہیں کرے گا اور کسی بھی حکم کو ثابت نہیں کرے گا

3438 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عِيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ "انْظُرُوا كَيْفَ يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ إِنَّهُمْ يَشْتِمُونَ مُدْمَمَا وَيَلْعَنُونَ مُدْمَمَا وَأَنَا مُحَمَّدٌ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”تم لوگ جائزہ لو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح قریش کے بُرا کہنے کو اور ان کے لعنت کرنے کو مجھ سے پھیر دیتا ہے وہ لوگ بُرا کہتے ہوئے مذم (جس کی مذمت کی جائے) کہتے ہیں اور لعنت کرتے ہوئے مذم (جس کی مذمت کی جائے) کہتے ہیں حالانکہ میں محمد (جس کی تعریف کی جائے) ہوں۔“

باب التَّوْقِیْتِ فِی الْخِیَارِ .

یہ باب ہے کہ اختیار میں کوئی مدت متعین کرنا

3439 - أَخْبَرَنَا یُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَنْبَأَنَا یُونُسُ بْنُ یَزِیدَ وَمُوسَى بْنُ عَلِيٍّ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ ”إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تُعْجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكَ“ . قَالَتْ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبَوَايَ لَمْ يَكُونَا لِأَمْرَاتِي بِفِرَاقِهِ . قَالَتْ - ثُمَّ تَلَاهِيهِ الْآيَةُ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُمْ تُرِيدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا) إِلَى قَوْلِهِ (جَمِيعًا) فَقُلْتُ أَفِي هَذَا اسْتَأْمَرُ أَبَوَايَ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ - قَالَتْ عَائِشَةُ - ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ حِينَ قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاخْتَرْنَهُ طَلَاقًا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُنَّ اخْتَرْنَهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کو اپنی ازدواج کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا: میں تمہارے سامنے ایک معاملہ ذکر کرنے لگا ہوں اور تم نے جلد بازی سے کام نہیں لینا بلکہ پہلے اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لینا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ میرے والدین مجھے آپ ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنے کے بارے میں کبھی نہیں کہیں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

”اے نبی! تم اپنی بیویوں سے یہ کہہ دو کہ اگر تم لوگ دنیاوی زندگی چاہتی ہو“ یہ آیت یہاں تک ہے: ”جمیلاً“۔

میں نے عرض کی: کیا میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں میں اللہ اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی

ہوں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ کی باقی تمام ازدواج نے بھی ویسا ہی کیا جو میں نے کیا تھا جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ اختیار دیا تھا انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو اختیار کر لیا تھا تو یہ بات طلاق شمار نہیں ہوئی تھی کیونکہ ان خواتین نے نبی اکرم ﷺ کو اختیار کر لیا تھا۔

3440 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ

عَائِشَةُ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ (إِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ) دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَأَ بِي فَقَالَ "يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تُعَجِّلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبِيكَ". قَالَتْ قَدْ عَلِمَ وَاللَّهِ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا لِأَمْرَانِي بِفِرَاقِهِ فَقَرَأَ عَلَيَّ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا زَوْجَ لَكَ إِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا) فَقُلْتُ إِنِّي هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَأٌ وَالْأَوَّلُ أَوْلَى بِالصَّوَابِ وَاللَّهُ مُبْحَثُهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ.

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

"اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو۔"

تو نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ ﷺ سب سے پہلے میرے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! میں تمہارے سامنے ایک معاملہ ذکر کرنے لگا ہوں تم اس بارے میں جلد بازی سے کام نہ لینا اور پہلے اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لینا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اللہ کی قسم! نبی اکرم ﷺ یہ بات جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے کبھی بھی آپ ﷺ سے علیحدگی اختیار کرنے کی ہدایت نہیں کریں گے پھر نبی اکرم ﷺ نے میرے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

"اے نبی! تم اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتی ہو۔"

تو میں نے عرض کی: کیا میں اس بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی میں اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں۔ امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے پہلی روایت درست ہونے کے زیادہ قریب ہے باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

باب فِي الْمُخَيَّرَةِ تَخْتَارُ زَوْجَهَا .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو اختیار دیا گیا ہو اس کا اپنے شوہر کو اختیار کر لینا

3441 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مُسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَاهُ فَهَلْ كَانَ طَلَاقًا ☆ ☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تو ہم نے آپ ﷺ کو اختیار کر لیا تو کیا یہ چیز طلاق شمار ہوتی تھی۔

3442 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ

3440 - أخرجه البحاري في التفسير، باب (وان كنتم تريدون الله ورسوله والدار الآخرة فان الله اعد للمحسنات منكم اجرا عظيما) (الحديث 4786م) تعليقا . ر أخرجه مسلم في الطلاق، باب في الإبلاء واعتزال النساء وتخيريهن وقوله تعالى (وان تطاهرا عليه) (الحديث 35) . ر أخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الرجل يخير امراته (الحديث 2053) . تحفة الاشراف (16632) .

3441 - تقدم في النكاح، ما افترض الله عز وجل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وحرمة على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3203) .

عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو اختیار دیا تھا تو یہ چیز طلاق شمار نہیں ہوتی تھی۔

3443 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فَلَمْ يَكُنْ طَلَاقًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو اختیار دیا تھا اور یہ چیز طلاق نہیں تھی۔

3444 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ خَيَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ أَفْكَانَ طَلَاقًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو اختیار دیا تھا تو کیا یہ چیز طلاق تھی۔

3445 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيفُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْتَرَنَاهُ فَلَمْ يَغْدَهَا عَلَيْنَا شَيْئًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اختیار دیا، ہم نے آپ ﷺ کو اختیار کر لیا، تو آپ ﷺ نے اس حوالے سے ہم پر کچھ شمار نہیں کیا (یعنی اسے طلاق شمار نہیں کیا)۔

باب خِيَارِ الْمَمْلُوكِينَ يُعْتَقَانِ .

یہ باب ہے کہ غلام اور کنیز کو جب آزاد کر دیا جائے تو ان کا اختیار

3446 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَوْهَبٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ كَانَ لِعَائِشَةَ غُلَامٌ وَجَارِيَةٌ قَالَتْ فَارْدْتُ أَنْ أُعِفَّهُمَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "ابْدِئِي بِالْغُلَامِ قَبْلَ الْجَارِيَةِ"

☆☆ قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام اور ایک کنیز تھی (شاید وہ دونوں میاں بیوی تھے) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے ان دونوں کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے

3442- تقدم في الكاح، ما تعرض الله عز وجل على رسول الله عليه السلام و حرمة على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3203) .

3443- تقدم في الكاح، ما تعرض الله عز وجل على رسول الله عليه السلام و حرمة على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3203) .

3444- تقدم في الكاح، ما تعرض الله عز وجل على رسول الله عليه السلام و حرمة على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3202) .

3445- تقدم في الكاح، ما تعرض الله عز وجل على رسول الله عليه السلام و حرمة على خلقه ليزيده ان شاء الله قربة اليه (الحديث 3202) .

3446- اخرج ابنه ابو داود في الطلاق، باب في المملوكين يعتقان معا هل تخير امراته (الحديث 2532) بنحوه . و اخرج ابن ماجة في المعنى،

باب من اراد عتق رجل و امراته فليقتل بالرجل (الحديث 2532) بنحوه . تحفة الاشراف (17534)

نے ارشاد فرمایا:

”کنیز سے پہلے غلام کو آزاد کر دینا۔“

باب خیارِ الامة .

یہ باب ہے کہ کنیز کو آزاد ہونے پر (علیحدگی کا) اختیار ہوتا

3447 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أُنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سِنِينَ إِحْدَى السِّنِينَ أَنَهَا أُعْتِقَتْ فَخَبِرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ". وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَقُورُ بِلَحْمٍ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُبْزًا وَأَذَمَ مِنْ أَدَمِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمَ أَرُبْرُمَةً فِيهَا لَحْمٌ". فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلِكَ لَحْمٌ تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ".

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ کے حوالے سے تین شرعی احکام کا علم حاصل ہوا جب اُسے آزاد کیا گیا تو اس کے شوہر کے بارے میں اُسے اختیار دیا گیا۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا: ولہ کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ گھر میں تشریف لائے تو اس وقت ہنڈیا میں گوشت پک رہا تھا آپ ﷺ کی خدمت میں روٹی اور گھر کا سالن دیا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

میں نے تو ہنڈیا میں گوشت دیکھا تھا (وہ تم نے مجھے کھانے کے لیے کیوں نہیں دیا ہے؟) گھر والوں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! وہ گوشت ہے، لیکن وہ بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا ہے اور آپ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وہ اس کے لیے صدقہ ہے، لیکن ہمارے لیے (اس کی طرف سے) ہدیہ ہوگا۔“

3448 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ

3447- أخرجه البخاري في الكاح، باب الحرية تحت العبد (الحديث 5097)، وفي الطلاق، باب لا يكون بيع الأمة طلاقاً (الحديث 5279)، وفي الاطعمة، باب الادم (الحديث 5430). وأخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 14) والحديث عند مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للبي صلى الله عليه وسلم و لبي هاشم و لبي المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها و صف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 173). تحفة الاشراف (17449).

3448- أخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 10). والحديث عند مسلم في الزكاة، باب اباحة الهابة للبي صلى الله عليه و لبي هاشم و لبي المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها و صف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 172). تحفة الاشراف (17528).

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِي بِرَبْرَةَ ثَلَاثَ قَضِيَّاتٍ أَرَادَ أَهْلُهَا أَنْ يَبْعُوهَا وَيَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اشْتَرِ بِهَا وَأَعِيقْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ". وَأَعِيقْتُ فَخَيْرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ يُتَصَدَّقُ عَلَيْهَا فَتُهْدِي لَنَا مِنْهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "كُلُّهُ فَإِنَّهُ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ".

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ نبیؐ نمایان کرتی ہیں: بربرہ کے حوالے سے تین احکام کا علم حاصل ہوا اس کے مالکان نے اسے فروخت کرنے کا ارادہ کیا اور اس کی ولاء کی شرط رکھی میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم اسے خرید کر آزاد کرو کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔"

اُسے آزاد کیا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے اختیار دیا (کہ وہ اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے) تو اس نے اپنی ذات کو اختیار کر لیا۔

ایک مرتبہ اُسے کوئی چیز صدقہ کی گئی تو اس نے اس چیز میں سے کچھ ہمیں ہدیہ کے طور پر دیا میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ اسے کھاؤ کیونکہ یہ چیز اُسے صدقے کے طور پر دی گئی تھی اور ہمارے لیے یہ ہدیہ کے طور پر ہے۔"

باب خِيَارِ الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا حُرٌّ .

یہ باب ہے کہ جب کسی کینز کو آزاد کیا جائے اور اس کا شوہر آزاد شخص ہو تو اُسے (شوہر سے علیحدگی کا) اختیار ہوتا ہے

3449 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَبْرِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرَيْتُ بِرَبْرَةَ فَأَشْرَطَ أَهْلُهَا وَلَا تَهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَعِيقْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ الْوَرِقَ". قَالَتْ فَأَعْتَقْتُهَا فَدَعَاَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيْرَهَا مِنْ زَوْجِهَا قَالَتْ لَوْ أَعْدَلَانِي كَذَا وَكَذَا مَا أَقَمْتُ عِنْدَهُ . فَأَخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ نبیؐ نمایان کرتی ہیں: میں نے بربرہ کو خرید لیا اس کے مالکان نے اس کی ولاء کی شرط عائد کی میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

تم اسے آزاد کرو ولاء کا حق اُسے حاصل ہوگا جس نے قیمت ادا کی ہے۔

3449 - أخرجه البخاري في الفرائض، باب ميراث السانية (الحديث 6754 و 6758) وأخرجه النسائي في البيوع، البيع يكون فيه الشرط الفاسد فيصح البيع و يبطل الشرط (الحديث 4656). و الحديث عند البخاري في العتق، باب بيع الولاء و هه (الحديث 2536). و باب ادا اسلم على يديه (الحديث 6758). و الترمذي في البيوع، باب ما جاء في اشتراط الولاء و الزجر عن ذلك (الحديث 1256). و في الولاء و الهبة، باب ما جاء ان الولاء لمن اعتق (الحديث 2125). تحفة الاشراف (15992).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے اُسے آزاد کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے بلایا اور اس کے شوہر کے بارے میں اسے اختیار دیا تو وہ بولی:

”اگر وہ مجھے اتنی اور اتنی رقم بھی دیدے تو بھی میں اس کے پاس نہیں ٹھہرنا چاہوں گی۔“

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) اُس نے اپنی ذات کو اختیار کیا اور اس کا شوہر آزاد شخص تھا۔

3450 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكِيمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَأَشْرَطُوا وَلَا تَهَا قَدْ كَرُتْ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

”اَشْتَرِيهَا وَأَغْنِيَهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ“ . وَأَبَى بِلَحْمٍ فَقِيلَ إِنَّ هَذَا مِمَّا تُصَلِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ .

فَقَالَ ”هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ“ . وَخَيْرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَانٌ زَوْجُهَا حُرًّا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو اس کے مالکان نے اس کی دلاء کی

شرط عائد کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”تم اسے خرید کر آزاد کرو کیونکہ دلاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔“

ایک مرتبہ گوشت لایا گیا اور یہ کہا گیا: یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“

نبی اکرم ﷺ نے بریرہ کے آزاد ہونے کے وقت اس کو شوہر سے علیحدگی کا اختیار دیا تھا اس کا شوہر آزاد شخص تھا۔

باب خِيَارِ الْأَمَةِ تُعْتَقُ وَزَوْجُهَا مَسْلُوكٌ .

یہ باب ہے کہ کنیر کو آزاد ہونے کے وقت اختیار دینا جبکہ اس کا شوہر غلام ہو

3451 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ

كَاتَبْتُ بَرِيرَةَ عَلَى نَفْسِهَا يَتَسَّعُ أَوَاقٍ فِي كُلِّ سَنَةٍ بِأَوْقِيَّةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ تَسْتَعِينُهَا فَقَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَشَانُوا أَنْ

أَعْدَهَا لَهُمْ عِدَّةٌ وَاحِدَةٌ وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي . فَتَهَبْتُ بَرِيرَةَ فَكَلَّمْتُ فِي ذَلِكَ أَهْلَهَا فَأَبَوْا عَلَيْهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ

الْوَلَاءُ لَهُمْ فَجَاءَتْ إِلَى عَائِشَةَ وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ فَقَالَتْ لَهَا مَا قَالَ أَهْلُهَا

فَقَالَتْ لَا هَا اللَّهُ إِذَا لَا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لِي . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”مَا هَذَا“ . فَقَالَتْ يَا

3450- تقدم في الركا، اذا تحولت الصدقة (الحديث 2613) .

3451- اخرجہ مسلم فی العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 9) . و اخرجہ ابو داؤد فی الطلاق، باب فی المملوكة تعتق و هي تحت حرا

و عبد (الحديث 2233) مختصراً . و اخرجہ الترمذی فی الرضاع، باب ما جاء فی المرأة تعتق و لها زوج (الحديث 1154) مختصراً .

الحديث عدد: البخاري في المكاتب، باب استعانة المكاتب و سواه الناس (الحديث 2563) . تحفة الاشراف (16770) .

رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ بَرِيرَةَ اتَّبَعِي تَسْتَعِينُ بِي عَلَى كِتَابَتِهَا فَقُلْتُ لَا إِلَّا أَنْ يَشَاءُوا أَنْ أَعِدَّهَا لَهُمْ عِدَّةً وَاحِدَةً وَيَكُونَ
الْوَلَاءُ لِي قَدْ كَثُرَ ذَلِكَ لِأَهْلِهَا فَأَكْبَرُوا عَلَيْهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
"ابْتِاعِيهَا وَاشْتَرِي لَهَا الْوَلَاءَ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ" . ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ
"مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُونَ أَعْتَقْنَا فَلَنَا وَالْوَلَاءُ لِي كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ
وَجَلَّ أَحَقُّ وَشَرُطُ اللَّهِ أَوْثَقُ وَكُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ" . فَخَيَّرَهَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَوْجِهَا وَكَانَ عَبْدًا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا . قَالَ عُرْوَةُ فَلَوْ كَانَ حُرًّا مَا خَيَّرَهَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ فاطمہ زہراؓ بیان کرتی ہیں: بریرہ نے اپنی ذات کے بارے میں نواذیہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کر
لیا، جس میں سے ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا تھا، وہ اس سلسلے میں مدد لینے کے لیے سیدہ عائشہ فاطمہؓ کے پاس آئی تو سیدہ عائشہ فاطمہؓ
نے فرمایا: ایسے نہیں! اگر وہ چاہیں تو میں انہیں تمام رقم ایک ساتھ ادا کر دیتی ہوں اور ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔ بریرہ گئی اس نے
اس بارے میں اپنے مالکان سے گفتگو کی تو انہوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور یہ شرط رکھی کہ ولاء کا حق ان کے پاس رہے گا۔ بریرہ پھر
سیدہ عائشہ فاطمہؓ کے پاس آ گئی اس وقت نبی اکرم ﷺ بھی تشریف لے آئے بریرہ نے سیدہ عائشہ فاطمہؓ کو بتایا: اس کے مالکان
نے کیا کہا ہے۔

سیدہ عائشہ فاطمہؓ نے فرمایا: نہیں! پھر اس صورت میں نہیں! یہ سودا اسی وقت ہوگا جب ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔ تو نبی
اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا معاملہ ہے؟ سیدہ عائشہ فاطمہؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! بریرہ میرے پاس آئی تھی تاکہ اپنی کتابت کی
رقم ادا کرنے کے لیے مجھ سے رقم لے تو میں نے یہ کہا کہ نہیں! اگر وہ مالکان چاہیں تو میں ان کو تمام رقم ایک ساتھ ادا کر دیتی ہوں
لیکن ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا اس نے اس بات کا تذکرہ اپنے مالکان سے کیا تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور یہ شرط رکھی
کہ ولاء کا حق انہیں ہی حاصل ہوگا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم اسے خرید کر ان کے لیے ولاء کی شرط رہنے دو کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے پھر اس کے بعد نبی
اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر آپ نے ارشاد فرمایا:
لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسی شرائط عائد کر دیتے ہیں جن کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ یہ کہتے ہیں: اے فلاں! تم
آزاد کرو اور ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (کا حکم) پورا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہے اور اللہ تعالیٰ
کی (حرف سے اجازت یافتہ) شرط سب سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے ہر وہ شرط جس کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہوگی
اگرچہ سو شرطیں عائد کی جائیں۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے بریرہ کے شوہر کے بارے میں اسے اختیار دیا وہ شخص غلام تھا تو بریرہ نے اپنی ذات کو اختیار کر لیا۔
عروہ کہتے ہیں: اگر وہ آزاد ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اسے اختیار نہ دیتے۔

3452 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ بَرِيدِ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ کا شوہر غلام شخص تھا۔

3453 - أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سَمَاطٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ بَرِيرَةَ مِنْ أَنَسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَشْرَطُوا الْوَلَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْوَلَاءُ لِمَنْ وَلِيَ النِّعْمَةَ" . وَخَيْرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا وَأَهْلَتْ لِعَائِشَةَ لَحْمًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ وَضَعْتُمْ لَنَا مِنْ هَذَا اللَّحْمِ" . قَالَتْ عَائِشَةُ تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ . فَقَالَ "هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ" .

☆ ☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے بریرہ کو کچھ انصاریوں سے خرید لیا تو انہوں نے ولاء کی شرط عائد کی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ولاء کا حق اُسے حاصل ہوتا ہے جو ولی نعمت ہوتا ہے (یعنی جو آزاد کرتا ہے) پھر نبی اکرم ﷺ نے بریرہ کو اختیار دیا اس کا شوہر غلام تھا۔

ایک مرتبہ بریرہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت تحفے کے طور پر دیا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم لوگ مجھے بھی اس گوشت میں سے کچھ کھانے کے لیے دے دیتے (تو مناسب ہوتا) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یہ تو بریرہ کو صدقے کے طور پر دیا گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اُسے صدقے کے طور پر دیا گیا تھا اور ہمارے لیے ہدیے کے طور پر ہوگا۔

3454 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ الْبَكْرَمَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ - قَالَ وَكَانَ وَصِيَّ أَبِيهِ قَالَ وَلَقَرْتُ أَنْ أَقُولَ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِيكَ - قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَرِيرَةَ وَأَوْدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهَا وَأَشْرَطَ الْوَلَاءُ

3452 - أخرجه مسلم في العتق، باب إنما الولاء لمن أعتق (الحديث 13) . تحفة الاشراف (17354) .

3453 - أخرجه مسلم في العتق، باب إنما الولاء لمن أعتق (الحديث 11) . و أخرجه أبو داود في الطلاق، باب في المملوكة تعتق وهي تحت حر، و عبد (الحديث 2234) مختصراً . و الحديث عند مسلم في الزكاة، باب إباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبي هاشم و لبي المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قصها المتصدق عليه زال عنها و صف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 173) . تحفة الاشراف (17490) .

3454 - أخرجه ليحاري في الهدية، باب قبول الهدية (الحديث 2587) . و أخرجه مسلم في العتق، باب إنما الولاء لمن أعتق (الحديث 12) و الحديث عند مسلم في الزكاة، باب إباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم و لبي هاشم و لبي المطلب و ان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة و بيان ان للصدقة اذا قصها المتصدق عليه زال عنها و صف الصدقة و حلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 173) و السنن في السويع، البيع يكون فيه الشرط الفاسد فيصح البيع و يبطل الشرط (الحديث 4657) . تحفة الاشراف (17491) .

لَا هِلَهَا فَقَالَ "اشْتَرِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ". قَالَ وَخَيْرَتْ وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ مَا أَدْرِي وَاتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ. فَقَالُوا هَذَا مِمَّا تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ. قَالَ "هِيَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ".

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے بریرہ کے بارے میں دریافت کیا: میں اسے خریدنا چاہ رہی تھی، لیکن شرط یہ رکھی گئی تھی کہ اس کی دلاء کا حق اس کے مالکان کو حاصل ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے خرید لو، کیونکہ دلاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں: بریرہ کو اختیار دیا گیا تھا، ان کا شوہر غلام تھا، اس کے بعد روایت کے الفاظ کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے (روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:)

نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو لوگوں نے عرض کی: یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو صدقے کے طور پر دیا گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔"

باب الْإِيلَاءِ

یہ باب ایلاء کے بیان میں ہے

ایلاء کا فقہی مفہوم

ایلاء "أَلَا يَأْتُلُو" سے باب افعال ہے۔ "أَلَا يَأْتُلُو" کا اصل لغوی مفہوم کسی امر میں کوتاہی اور کمی کرنا ہے اور "ایلاء" ایلاء کے لغوی معنی یہ ہیں کہ قسم (بیمین) کے ہیں خواہ کسی بھی بات پر قسم کھائی جائے۔ جبکہ اصطلاحی معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے مطلق طور پر یا ہمیشہ کے لیے یا چار مہینہ اور اس سے زیادہ مدت کے لیے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالے، اسی طرح بیوی سے صحبت کرنے کی صورت میں کوئی ایسی چیز اپنے اوپر لازم کرے جس کی ادائیگی ایک گونہ دشوار اور مشکل ہو مثلاً یہ کہے کہ اگر میں تجھ سے صحبت کر لوں تو مجھ پر حج یا روزہ وغیرہ واجب ہو جائے تو بھی ایلاء ہی شمار ہوگا۔ (فتاویٰ اسلامیہ ج ۹، ص ۵۰۳)

ایلاء کا لغوی معنی ہے: قسم کھانا اور اصطلاح شرع میں اس کا معنی ہے: مدت مخصوصہ تک اپنی منکوحہ سے جماع نہ کرنے کی قسم کھانا اور زیادہ صحیح تعریف یہ ہے کہ اپنی منکوحہ سے چار مہینے تک جماع نہ کرنے کی قسم کھانا۔

مدت ایلاء گزرنے کے بعد وقوع طلاق میں مذاہب اربعہ

حضرت سلیمان ابن یسار تابعی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس بلکہ اس سے بھی زیادہ صحابیوں کو پایا ہے وہ سب یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے (شرح السنن مشکوٰۃ الصالح جلد سوم: رقم الحدیث 496)

ایلاء اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد یہ قسم کھائے کہ میں چار مہینہ یا اس سے زائد مثلاً پانچ مہینہ یا چھ مہینہ (تک اپنی بیوی سے جماع

نہیں کروں گا لہذا اگر اس مرد نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس صورت میں اکثر صحابہ کے قول کے مطابق اس مرد کی بیوی پر محض چار مہینے گزر جانے سے طلاق نہیں پڑے گی بلکہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائیگا یعنی حاکم وقاضی اس کو مجبوس کرے گا اور اس سے یہ کہے گا کہ یا تو اپنی عورت سے رجوع کرو یعنی اس سے جماع کر لو اور اپنی قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ دو یا اپنی بیوی کو طلاق دیدو۔ چنانچہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا مسلک یہی ہے نیز حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مرد حاکم وقاضی کی اس بات پر عمل نہ کرے یعنی نہ تو عورت سے رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو حاکم کو اختیار ہے کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دیدے۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اس صورت میں اگر اس مرد نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے جماع کر لیا تو اس کا ایلاء ساقط ہو جائیگا۔ مگر اس پر قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ لازم آئے گا اور اگر اس نے جماع نہ کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑھ جائے گی ایلاء کے دیگر مسائل اور اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ "امام حنفی اور قتادہ اور حماد، وراہن ابی لیلی اور اسحاق کا قول ہے کہ جس نے بھی قلیل یا اکثر وقت میں وطئی نہ کرنے کی قسم اٹھائی، اور اسے چار ماہ تک چھوڑ دیا تو اس نے ایلاء کیا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: (ان لوگوں کے لیے جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں وہ چار ماہ تک انتظار کریں)، اور یہ شخص ایلاء کرنے والا ہے؛ کیونکہ ایلاء حلف ہے اور اس نے قسم اٹھائی ہے۔ (المغنی 415/7)۔

ایلاء کے حکم کا بیان

علامہ ابن محمود الباہر قتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ شخص اس عورت سے چار ماہ تک صحبت نہ کرے تو چار ماہ بعد خود بخود طلاق بائن پڑ جائے گی اور اگر چار ماہ کے اندر صحبت کر لے تو قسم کا کفارہ دینا پڑیگا۔

(عناہ شرح الہدایہ ج ۵، ص ۲۲۲، بیروت)

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اللہ کی قسم! میں تم سے مقاربت نہیں کروں گا یا کہے اللہ کی قسم! میں تم سے چار مہینے مقاربت نہیں کروں گا تو وہ ایلاء کرنے والا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: جو لوگ اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھا لیتے ہیں ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے اگر انہوں نے (اس مدت میں) رجوع کر لیا تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا بردبار ہے اور اگر انہوں نے طلاق ہی کا ارادہ کر لیا ہے تو بے شک اللہ خوب سننے والا بہت جاننے والا ہے۔

(البقرہ: ۲۲۷-۲۲۹)

اگر اس نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے مباشرت کر لی تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اس پر کفارہ لازم ہوگا اور ایلاء ساقط ہو جائے گا اور اگر اس نے چار مہینے اپنی بیوی سے مقاربت نہیں کی تو اس کی بیوی پر از خود طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

امام شافعی نے کہا: کہ قاضی کے تفریق کرنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگی جیسا کہ مقطوع الالہ اور نامرد کے مسئلہ میں قاضی کی تفریق سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اس نے عورت کے حق کو اس سے سلب کر کے اس پر ظلم کیا ہے اس لیے

شریعت نے اس کو یہ مزادی ہے کہ اس مدت کے پوری ہونے پر نکاح کی نعمت اس سے زائل ہو جائے گی۔ حضرت عثمانی حضرت علی حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اسی طرح منقول ہے اور ان کی اقتداء کرنی ہمارے لیے کافی ہے اور اس لیے کہ زمانہ جاہلیت میں قسم کھاتے ہی فوراً طلاق واقع ہو جاتی تھی اور شریعت اسلامیہ نے وقوع طلاق کے لیے مدت پوری ہونے کی حد مقرر کر دی۔

اگر اس نے چار ماہ تک مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائی تھی تو چار ماہ کے بعد قسم ساقط ہو جائے گی اور اگر اس نے یہ قسم کھائی تھی کہ میں کبھی بھی اس سے مقاربت نہیں کروں گا تو چار ماہ بعد اس کی بیوی کو طلاق بائنہ ہو جائے گی اور قسم باقی رہے گی پھر اگر اس نے اس سے دوبارہ نکاح کر لیا اور اس کے بعد مقاربت کر لی تو فہما اور اسے اس قسم کے توڑنے کا کفارہ دینا ہوگا اور اگر اس نے پھر چار ماہ تک مقاربت نہیں کی تو اس کی بیوی پر دوبارہ طلاق بائنہ پڑ جائے گی اور اگر اس نے اس سے پھر تیسری بار نکاح کر لیا تو پھر اسی طرح ہوگا یعنی اگر اس نے مقاربت کر لی تو فہما اور نہ چار ماہ بعد پھر اس کی بیوی پر طلاق بائنہ پڑ جائے گی اور اس کے بعد حلالہ شریعہ کے بغیر وہ اس سے چوتھی بار نکاح نہیں کر سکتا اور چوتھی بار نکاح کرنے کے بعد پھر اسی طرح ہوگا۔

اگر اس نے چار ماہ سے کم کی قسم کھائی ہے تو یہ ایلا نہیں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: چار ماہ سے کم میں ایلا نہیں ہے کیونکہ جس شخص نے ایک ماہ مقاربت نہ کرنے کی قسم کھائی اور پھر چار ماہ تک مقاربت نہیں کی تو بقیہ تین ماہ کے عرصہ میں اس نے بغیر قسم کے مقاربت نہیں کی اور جو بغیر قسم کے تین ماہ بلکہ اس سے زائد عرصہ تک بھی مقاربت نہ کرے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (ہدایہ اولین ص ۳۰۲-۳۰۱ مطبوعہ شرکتہ علمیہ لبنان)

علامہ المرغینانی نے امام شافعی کا جو یہ مذہب نقل کیا ہے کہ چار ماہ کی مدت گزرنے کے بعد قاضی کی تفریق سے طلاق بائن ہوگی یہ نقل صحیح نہیں ہے بلکہ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مدت گزرنے کے بعد شوہر کو اختیار ہے چاہے تو رجوع کر لے اور چاہے تو طلاق دے دے۔

ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب اور دلائل اور فقہاء احناف کی طرف سے جوابات: علامہ مادر دی شافعی لکھتے ہیں: چار ماہ گزرنے کے بعد وقوع طلاق کے متعلق دو قول ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس مدت کے گزرنے کے بعد طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول اور ایک روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد شوہر کو اختیار ہے خواہ رجوع کرے خواہ طلاق دے دے امام شافعی اور اہل مدینہ کا یہی مذہب ہے۔

(المکمل والعمیون ج ۱ ص ۲۹۰-۲۸۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی نے بھی مؤخر الذکر قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ابوصالح نے بیان کیا کہ بارہ صحابہ سے یہی (مؤخر الذکر) قول منقول ہے اور امام مالک امام احمد اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد

از خود طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہوگی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت قیسہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے۔

(زاد المیسر ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) وان عزموا الطلاق۔ (البقرہ ۲۲۷) پس اگر وہ طلاق کا ارادہ کریں اس میں یہ دلیل ہے کہ مدت گزرنے سے از خود طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق اس وقت واقع ہوگی جب شوہر طلاق دینے کا قصد کرے گا امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ چار ماہ تک اس کا رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق ہے ہمارے علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس کا ماضی ہے اور ماضی پر عزم کرنا محال ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اس کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگی۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اگر وہ طلاق کا عزم کریں یہ نہیں فرمایا کہ وہ زبان سے طلاق دیں جب کہ ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ شوہر جب زبان سے طلاق دے گا تو طلاق واقع ہوگی اور قرآن مجید میں زبان سے طلاق دینے کا ذکر نہیں ہے بلکہ طلاق کے عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق دینا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس مدت کے بعد وہ عزم کریں بلکہ اس کا معنی ہے: اگر وہ طلاق کے عزم پر مستمر اور برقرار رہیں تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے بہت جاننے والا ہے یعنی ان کے دل کی بات کو سننے والا ہے اور ان کی نیت کو جاننے والا ہے سننے کا تعلق صرف کلام لفظی سے نہیں ہوتا بلکہ کلام نفسی سے بھی ہوتا ہے۔

3455 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكِيمِ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَعْفُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى قَالَ تَذَاكَرْنَا الشَّهْرَ عَنْهُ فَقَالَ بَعْضُنَا ثَلَاثِينَ . وَقَالَ بَعْضُنَا تِسْعًا وَعِشْرِينَ . فَقَالَ أَبُو الضُّحَى حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِينَ عَنْهُ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ أَهْلَهَا فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ مَلَأٌ مِنَ النَّاسِ - قَالَ - فَجَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَصَعِدَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي عُلْيَا لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ فَرَجَعَ فَنَادَى يَلَا لَا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطَلَقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ "لَا وَلَكِنِّي الْبَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا" . فَمَكَتْ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ .

☆ ☆ ابو بعفرور بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ شیخ ابوحنی کے سامنے ہمارے درمیان مہینے کے بارے میں بحث ہوئی بعض

حضرات کا یہ کہنا تھا کہ مہینہ میں دن کا ہوتا ہے بعض کا یہ کہنا تھا: اتیس دن کا ہوتا ہے۔ تو شیخ ابوحنی نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

3455- اخرجہ لسحاری فی النکاح، باب ہجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساء فی غیر بیوتہن (الحديث 5203) مختصراً . نعمة

نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے ایک مرتبہ دن کے وقت (ہم نے دیکھا) نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ روزیہ ہیں اور ہر زوجہ محترمہ کے پاس ان کے گھر والے (یعنی میکے والے) موجود ہیں میں مسجد میں آیا تو وہاں بہت سے لوگ جمع تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جانے کے لیے آگے ہوئے۔

نبی اکرم ﷺ اس وقت اپنے بالا خانے میں آرام فرماتے تھے۔ انہوں نے (اندر جانے کی اجازت مانگنے کے لیے) سلام کیا لیکن کوئی جواب نہیں آیا انہوں نے پھر سلام کیا پھر کوئی جواب نہیں آیا وہ وہاں سے واپس آئے اور انہوں نے بلند آواز میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پکارا (حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی) تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا: آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی نہیں! میں نے ان کے ساتھ ایک ماہ کے لیے ایلاء کیا ہے پھر انیس دن گزرنے کے بعد نبی اکرم ﷺ اس بالا خانہ سے نیچے تشریف لائے اور اپنی ازواج کے پاس تشریف لے گئے۔

3456 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فِي مَشْرَبَةٍ لَهُ فَمَكَّتْ نِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَسَّ الْيَتَّ عَلَى شَهْرٍ قَالَ "الشَّهْرُ نِسْعٌ وَعِشْرُونَ".

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کے ساتھ ایک ماہ کے لیے ایلاء کیا اور آپ ﷺ اپنے بالا خانے میں مقیم رہے آپ نے وہاں انیس دن قیام کیا پھر آپ بالا خانے سے نیچے اترے پھر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: یا رسول اللہ! کیا آپ نے ایک ماہ کے لیے ایلاء نہیں کیا تھا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مہینہ (بعض اوقات) انیس دن کا بھی ہوتا ہے۔"

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے ایک مہینہ کی علیحدگی اختیار کئے ہوئے مکان میں گوشہ نشین تھے تو ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت کے طلب گار ہوئے انہوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر لوگ جمع ہیں۔ اور کسی کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں مل رہی مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے حاضر ہونے کی اجازت مانگی ان کو بھی اجازت مل گئی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں پایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غمگین اور خاموش تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ اس وقت مجھے کوئی

ایسی بات کہنی چاہئے۔ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑیں، چنانچہ انہوں نے کہا کہ "یا رسول اللہ! اگر آپ دیکھیں کہ خارجہ کی بیٹی یعنی میری بیوی مجھ سے روٹی پانی کا خرچ معمول سے زیادہ طلب کرے تو میں کھڑا ہو کر اس کی گردن پر مار لگاؤں۔ حضرت عمر نے یہ بات کچھ اس انداز سے کہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور پھر فرمایا کہ یہ میری عورتیں جنہیں تم میرے ارد گرد بیٹھی دیکھ رہے مجھ سے معمول سے زیادہ خرچ مانگ رہی ہیں یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ کی گردن پر مارتے لگے، اسی طرح حضرت عمر بھی کھڑے ہوئے اور وہ بھی اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کی گردن پر مارتے لگے اور پھر ان دونوں یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا مطالبہ کر رہی ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود نہیں ہے یعنی یہ بات کتنی غیر مناسب ہے کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مالی حالت جانتی ہو اور اس کے ہر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے خرچ کا مطالبہ کرتی ہو جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پورا کرنے پر قادر نہیں ہیں کیا تمہارا یہ مطالبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی میں مبتلا کرنے کے مترادف نہیں ہے ان عورتوں نے کہا کہ بے شک ہم نے بے جا مطالبہ کیا تھا جس پر ہم نادم ہیں اور آئندہ کے لئے ہم عہد کرتی ہیں کہ اللہ کی قسم اب ہم کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ ہو۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ علیحدگی کی قسم کھالی تھی اس لئے اس قسم کو پورا کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ تک یا انیس دن تک اپنی بیویوں سے علیحدہ رہے (اس جگہ حدیث کے کسی راوی کو شک ہوا کہ حضرت جابر نے یہاں ایک مہینہ کہا تھا یا انیس دن کہا تھا) پھر یہ آیات۔ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِذْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَرِزْقَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسْرَحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا 28 وَإِن كُنْتُنَّ تُرِذْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا، الاحزاب: 28-29)۔ تک نازل ہوئی حضرت جابر کہتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رابطہ قائم کیا کیونکہ تمام ازواج مطہرات میں وہی سب سے زیادہ عقل مند اور افضل تھیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ عائشہ میں تمہارے سامنے ایک بات پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ تم اس کا جواب دینے میں جلدی نہ کرو بلکہ اس کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کرلو۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! فرمائیے وہ کیا بات ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے مذکورہ بالا آیت پڑھی۔

حضرت عائشہ نے یہ آیت سن کر کہا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ لوں یعنی مشورہ تو اس معاملہ میں کیا جاتا ہے جس میں کوئی تردد ہو جب کہ اس معاملہ میں مجھے کوئی تردد نہیں ہے۔ بلکہ میں اللہ اور اللہ کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کر لیا یعنی میں اس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی و خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کرتی ہوں کہ اسی میں میرے لئے دنیا کی بھی بھلائی ہے اور آخرت کی کامیابی بھی ہے مگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کرتی ہوں کہ اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ عرض کیا ہے اس کا ذکر اپنی کسی اور بیوی سے نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات ممکن نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی بیوی مجھ سے یہ پوچھے گی تو میں اس کے سامنے ضرور ذکر کروں گا،

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ میں کسی کو رنج پہنچاؤں یا کسی کو خواہ مخواہ تکلیف میں مبتلا کروں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں مخلوق اللہ کو دین کے احکام سکھاؤں اور آسانی (یعنی دینی دنیوی راحت) سے ہمکنار کروں۔

(مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 451)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا اٹھ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ پردہ واجب ہونے سے پہلے کا ہے کیونکہ اگر پردہ واجب ہو چکا ہوتا تو نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس طرح زنانہ خانہ میں عورتوں کے سامنے جاتے اور نہ عورتیں ان کے سامنے ہوتیں۔ "جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑیں" اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ میں کوئی دلچسپ بات کہہ دوں جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غم و ملال زائل ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ مستحب ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی دوست و عزیز کو غمگین دیکھے تو وہ اس کے سامنے کوئی بات ذکر کرے جس سے وہ ہنس پڑے اور خوش ہو جائے اور خود بھی اس بات میں شریک ہو کر اپنا رنج و غم بھول جائے چنانچہ منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کسی صحابی کو غمگین دیکھتے تو اس کو خوش طبعی اور ہنسی مذاق کے ذریعہ خوش کر دیتے تھے۔ حدیث میں جس آیت کا ذکر کیا گیا ہے وہ پوری یوں ہے ایت (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسْرُخْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا 28 وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا، الاحزاب، 28-29)۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ (میں نے تو فقر کو اختیار کیا ہے) اگر تم میرے فقر پر راضی نہیں ہو بلکہ دنیا کی آرام دہ زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی خواستگار ہو تو مجھے بتا دو اور آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح رخصت کر دوں (یعنی ہمیشہ کے لئے تم سے علیحدگی اختیار کر لوں) اور اگر تم میرے فقر پر راضی ہو اور یہ چاہتی ہو کہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی حاصل ہو اور جنت تمہارا ٹھکانا بنے تو سن ہو کہ تم میں جو نیوکاری کرنے والی ہیں ان کے لئے اللہ نے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے (یعنی تمہاری اس مشقت کے عوض جو تمہیں میری فقر و فاقہ کی زندگی کی رفیق بننے میں اٹھانی پڑے گی اللہ تعالیٰ تمہیں بے اندازہ اجر و ثواب عطا کرے گا۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رابطہ قائم کیا اور ان کے سامنے اس آسانی ہدایت کو رکھنے سے پہلے ان پر واضح کر دیا کہ میں تمہارے سامنے جو ہدایت و ضابطہ رکھنے والا ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے والدین سے مشورہ کا حکم اس لئے دیا کہ حضرت عائشہ اگرچہ سب سے زیادہ سمجھدار اور عقل مند تھیں مگر بہر حال صغیر السن تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوف تھا کہ کہیں عائشہ کم عمری کے جذبات میں نہ بہہ جائیں۔

اور وہ دنیا کی عیش و عشرت کی خاطر مجھے چھوڑ کر آخرت کی ابدی سعادتوں سے منہ نہ موڑ لیں جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس سے صرف عائشہ ہی کو نقصان اور تباہی سے دوچار ہونا نہیں پڑے گا، بلکہ ان کے والدین کو بھی سخت آذیت اور تکلیف پہنچے گی لیکن اگر اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ کریں تو وہ انہیں وہی صلاح دیں گے جو ان کی دنیا اور ان کے دین کی بھلائی اور بہتری کے مطابق ہوگی۔ مگر یہ حضرت عائشہ کی فطری سعادت کی بات تھی کہ انہوں نے اپنے والدین کے مشورہ کے بغیر اپنا یہ فیصلہ سنا دیا کہ میں دنیا کی

آرام دہ زندگی پر آخرت کی ابدی سعادتوں کو ترجیح دیتی ہوں اور اللہ اور اس کے رسول کی مرضی و منشا ہی کو اختیار کرتی ہوں۔ حضرت عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ جو درخواست کی کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ جواب دیا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی اور بیوی سے ذکر نہ کریں۔

تو ان کا یہ خیال تھا کہ شاید اس موقع پر کوئی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فخر پر راضی نہ ہو کہ دنیا کی آرام دہ زندگی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو جائے اس لئے انہوں نے سوچا کہ اگر کسی بیوی کو میرے اس ایمان و یقین سے بھرپور فیصلہ کا علم ہو تو شاید اسے بھی راہنمائی مل جائے اور وہ بھی ایسا ہی فیصلہ کرے لیکن اگر میرے اس فیصلہ سے لاعلمی رہے گی تو بہت ممکن ہے کہ کوئی بیوی دنیا کے عیش و آرام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پر مشقت رفاقت پر ترجیح دے اس لئے اچھا ہی ہوگا اگر کوئی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح سے نکل جائے گویا حضرت عائشہ کی اس خواہش کا محرک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی وہ بے پناہ محبت تھی جس میں وہ کسی دوسری عورت کو شریک دیکھنا گوارا نہیں کرتی تھیں۔ لیکن بہر حال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں تمام بیویوں کی بھلائی و برائی یکساں حیثیت رکھتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ ایک بیوی تو آخرت کی سعادتوں سے نوازی جائے اور دوسری بیوی دنیا کو اختیار کر کے جاہی کے راستہ پر لگ جائے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کی اس درخواست کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان پر واضح کر دیا کہ مجھ سے جو بھی بیوی پوچھے گی میں اس کو بتا دوں گا کیونکہ اس کی بھلائی اسی میں پوشیدہ ہے اگر میں کسی کو نہ بتاؤں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اس میں شفقت کا رویہ نہیں اپنایا اور اس کو وہ راستہ نہیں دکھایا جو اس کی راحت، اس کی بھلائی اور اس کی اخروی فلاح کے لئے ضروری ہے حالانکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس لئے مبعوث نہیں کیا ہے کہ میں لوگوں کے حق میں بدخواہی کروں یا کسی کو تکلیف و مصیبت اور رنج و غم میں مبتلا کروں اس دنیا میں اس لئے آیا ہوں کہ کائنات انسانی کے ہر فرد کو دنیا و آخرت کی بھلائی کی تعلیم دوں اور ہر انسان کو اس کے دینی دنیاوی معاملات میں آسانی و سہولت کی راہ دکھاؤں۔

ایلا کا معنی اور ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں فقہاء احناف کا موقف

ایلاء کا لغوی معنی ہے۔ قسم کھانا اور اصطلاح شرع میں اس کا معنی ہے: مدت مخصوصہ تک اپنی منکوحہ سے جماع نہ کرنے کی قسم کھانا اور زیادہ صحیح تعریف یہ ہے کہ اپنی منکوحہ سے چار مہینے تک جماع نہ کرنے کی قسم کھانا۔

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اللہ کی قسم! میں تم سے مقاربت نہیں کروں گا یا کہے: اللہ کی قسم! میں تم سے چار مہینے مقاربت نہیں کروں گا تو وہ ایلاء کرنے والا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: جو لوگ اپنی عورتوں سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھا لیتے ہیں ان کے لیے چار مہینے کی مہلت ہے اگر انہوں نے (اس مدت میں) رجوع کر لیا تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا بردبار ہے اور اگر انہوں نے طلاق ہی کا ارادہ کر لیا ہے تو بے شک اللہ خوب سننے والا بہت جانتے والا ہے۔ (البقرہ ۲۲۷-۲۲۸)

اگر اس نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے مباشرت کر لی تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اس پر کفارہ لازم ہوگا اور ایلاء ساقط ہو جائے گا اور اگر اس نے چار مہینے اپنی بیوی سے مقاربت نہیں کی تو اس کی بیوی پر از خود طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

• علامہ ابن جوزی حنبلی نے بھی مؤخر الذکر قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ابو صالح نے بیان کیا کہ بارہ صحابہ سے یہی (مؤخر الذکر) قول منقول ہے اور امام مالک امام احمد اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد از خود طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہوگی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے:

(زاد المیسر ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) وان عزموا الطلاق۔ (البقرہ ۲۲۷) پس اگر وہ طلاق کا ارادہ کریں اس میں یہ دلیل ہے کہ مدت گزرنے سے از خود طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق اس وقت واقع ہوگی جب شوہر طلاق دینے کا قصد کرے گا امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ چار ماہ تک اس کا رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق ہے ہمارے علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس کا ماضی ہے اور ماضی پر عزم کرنا محال ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اس کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگی۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۴۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

• قاضی ابوبکر ابن العربی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اگر وہ طلاق کا عزم کریں یہ نہیں فرمایا کہ وہ زبان سے طلاق دیں جب کہ ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ شوہر جب زبان سے طلاق دے گا تو طلاق واقع ہوگی اور قرآن مجید میں زبان سے طلاق دینے کا ذکر نہیں ہے بلکہ طلاق کے عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق دینا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس مدت کے بعد وہ عزم کریں بلکہ اس کا معنی ہے: اگر وہ طلاق کے عزم پر مستر اور برقرار رہیں تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے بہت جاننے والا ہے یعنی ان کے دل کی بات کو سننے والا ہے اور ان کی نیت کو جاننے والا ہے سننے کا تعلق صرف کلام لفظی سے نہیں ہوتا بلکہ کلام نفسی سے بھی ہوتا ہے۔

مدت ایلاء کے بعد والی طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ قاضی تفریق کدلیل گا بلکہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور اسی طرح امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمہ کا بھی مذہب ہے (لہذا احناف اور ائمہ ثلاثہ کا اس مسئلہ میں اختلاف طلاق رجعی اور بائنہ ہونے میں ہے۔ وقوع طلاق میں کوئی اختلاف نہیں ہے)۔

(فتح القدیر ج ۸ ص ۴۷۵، بیروت)

حضرت سلیمان ابن یسار تابعی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس بلکہ اس سے بھی زیادہ صحابیوں کو پایا ہے وہ سب یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے (شرح السنہ)

ایلاء اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد یہ قسم کھائے کہ میں چار مہینہ یا اس سے زائد مثلاً پانچ مہینہ یا چھ مہینہ) تک اپنی بیوی سے جماع

علامہ ابن جوزی حنبلی نے بھی مؤخر الذکر قول نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ابوصالح نے بیان کیا کہ بارہ صحابہ سے یہی (مؤخر الذکر) قول منقول ہے اور امام مالک امام احمد اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد از خود طلاق واقع ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہوگی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے:

(زبد المہرج، ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (آیت) وان عزموا الطلاق۔ (البقرہ ۲۲۷) پس اگر وہ طلاق کا ارادہ کریں اس میں یہ دلیل ہے کہ مدت گزرنے سے از خود طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق اس وقت واقع ہوگی جب شوہر طلاق دینے کا قصد کرے گا امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ چار ماہ تک اس کا رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق ہے ہمارے علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس کا ماضی ہے اور ماضی پر عزم کرنا محال ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ گزرنے کے بعد اس کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگی۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۲۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے اگر وہ طلاق کا عزم کریں یہ نہیں فرمایا کہ وہ زبان سے طلاق دیں جب کہ ائمہ ثلاثہ کا یہ مذہب ہے کہ شوہر جب زبان سے طلاق دے گا تو طلاق واقع ہوگی اور قرآن مجید میں زبان سے طلاق دینے کا ذکر نہیں ہے بلکہ طلاق کے عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم کا ذکر ہے اور اس کا چار ماہ تک رجوع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا عزم طلاق دینا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اگر وہ طلاق کا عزم کریں اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس مدت کے بعد وہ عزم کریں بلکہ اس کا معنی ہے: اگر وہ طلاق کے عزم پر مستمر اور برقرار رہیں تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے بہت جاننے والا ہے یعنی ان کے دل کی بات کو سننے والا ہے اور ان کی نیت کو جاننے والا ہے سننے کا تعلق صرف کلام لفظی سے نہیں ہوتا بلکہ کلام نفسی سے بھی ہوتا ہے۔

مدت ایلاء کے بعد والی طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے یہ نہیں کہا ہے کہ قاضی تفریق کدلیل گا بلکہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور اسی طرح امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد بن حنبل علیہما الرحمہ کا بھی مذہب ہے (ہذا احناف اور ائمہ ثلاثہ کا اس مسئلہ میں اختلاف طلاق رجعی اور بائنہ ہونے میں ہے۔ وقوع طلاق میں کوئی اختلاف نہیں ہے)۔

(فتح القدیر، ج ۸ ص ۵۷۵، بیروت)

حضرت سلیمان ابن یسار تابعی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دس بلکہ اس سے بھی زیادہ صحابیوں کو پایا ہے وہ سب یہ فرمایا کرتے تھے کہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے (شرح النہ)

ایلاء اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد یہ قسم کھائے کہ میں چار مہینہ یا اس سے زائد مثلاً پانچ مہینہ یا چھ مہینہ) تک اپنی بیوی سے جماع

نہیں کروں گا لہذا اگر اس مرد نے اپنی بیوی سے جماع نہیں کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس صورت میں اکثر صحابہ کے قول کے مطابق اس مرد کی بیوی پر محض چار مہینے گزر جانے سے طلاق نہیں پڑے گی بلکہ ایلاء کرنے والے کو ٹھہرایا جائے گا یعنی حاکم و قاضی اس کو مجبور کرے گا اور اس سے یہ کہے گا کہ یا تو اپنی عورت سے رجوع کر یعنی اس سے جماع کر لو اور اپنی قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ دو یا اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ چنانچہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا مسلک یہی ہے نیز حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ مرد حاکم و قاضی کی اس بات پر عمل نہ کرے یعنی نہ تو عورت سے رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو حاکم کو اختیار ہے کہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دیدے۔

اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ اس صورت میں اگر اس مرد نے چار مہینے کے اندر اپنی بیوی سے جماع کر لیا تو اس کا ایلاء ساقط ہو جائے گا۔ مگر اس پر قسم پوری نہ کرنے کا کفارہ لازم آئے گا اور اگر اس نے جماع نہ کیا یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑھ جائے گی ایلاء کے دیگر مسائل اور اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

مدت ایلاء گزرنے کے بعد وقوع طلاق میں فقہی مذاہب اربعہ

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں کہ اگر چار مہینے گزر جانے کے بعد وہ طلاق دینے کا قصد کرے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چار مہینے گزرتے ہیں طلاق نہیں ہوگی۔

جمہور متاخرین کا یہی مذہب ہے، گو ایک دوسری جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ بلا جماع چار ماہ گزرنے کے بعد طلاق ہو جائے گی۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت زید بن ثابت اور بعض تابعین سے بھی یہی مروی ہے لیکن یاد رہے کہ راجح قول اور قرآن کریم کے الفاظ اور صحیح حدیث سے ثابت شدہ قول یہی ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

احناف کہتے ہیں بائن ہوگی، جو لوگ طلاق پڑنے کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اسے عدت بھی گزارنی پڑے گی۔ ہاں ابن عباس اور ابو الشعثاء فرماتے ہیں کہ اگر ان چار مہینوں میں اس عورت کو تین حیض آ گئے ہیں تو اس پر عدت بھی نہیں۔ امام شافعی کا بھی قول یہی ہے لیکن جمہور متاخرین علماء کا فرمان یہی ہے کہ اس مدت کے گزرتے ہیں طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ اب ایلاء کرنے والے کو مجبور کیا جائے گا کہ یا تو وہ اپنی قسم کو توڑے یا طلاق دے۔ موطا مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر سے یہی مروی ہے۔ صحیح بخاری میں بھی یہ روایت موجود ہے،

امام شافعی اپنی سند سے حضرت سلیمان بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دس سے اوپر صحابیوں سے سنا کہ وہ کہتے تھے چار ماہ کے بعد ایلاء کرنے والے کو کھڑا کیا گیا تو کم سے کم یہ تیرہ صحابی ہو گئے۔ حضرت علی سے بھی یہی منقول ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی حضرت عمر، حضرت ابن عمر، حضرت عثمان بن زید بن ثابت اور دس سے اوپر اور دوسرے صحابہ کرام سے ہے، دارقطنی میں ہے حضرت ابو صالح فرماتے ہیں میں نے بارہ صحابیوں سے اس مسئلہ کو پوچھا، سب نے یہی

جواب عنایت فرمایا، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوذر، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، بھی یہی فرماتے ہیں اور تابعین میں سے حضرت سعید بن مسیب، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت مجاہد، حضرت طاؤس، حضرت محمد بن کعب، حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ، جمعین کا بھی یہی قول ہے اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور ان کے ساتھیوں کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام بن جریر بھی اسی قول کو پسند کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، ۲: ۲۶۶)

حافظ ابن کثیر نے ائمہ ثلاثہ کے مذاہب نقل کرنے میں سہو کیا

ہم نے فتح القدیر سے فقہی مذاہب بیان کیے ہیں جس میں امام، علامہ، ترجمان حقیقت کمال الدین ابن ہمام علیہ الرحمہ جن کی تحقیق کے اغیار اور اہل ظواہر بھی قائل ہیں انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی مدت ایلاء گزرنے کے ساتھ طلاق رجعی واقع ہو جاتی ہے۔ جبکہ حافظ ابن کثیر تابعین کی طرف کثرت سے اقوال کی نسبت بھی کی اور ان کے بعد ائمہ ثلاثہ کی طرف یہ موقف منسوب کیا ہے کہ ان کے نزدیک مدت ایلاء گزرنے کے بعد طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہ تفسیر ابن کثیر میں ان کا سہو ہے۔

مدت ایلاء کے خود بائسنہ ہونے میں فقہی مذاہب

مسروق، حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایلاء اور انہیں اپنے اوپر حرام کر لیا، پھر آپ نے قسم کا کفارہ ادا کیا اور جس چیز کو حرام کیا تھا اسے حلال کیا اس باب میں حضرت ابو موسیٰ اور انس سے بھی روایت ہے مسلمہ بن عقیل کی داؤد سے منقول حدیث علی بن مسہر وغیرہ داؤد سے منقول حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلاء کیا الخ۔ اس حدیث میں مسروق کے عائشہ سے نقل کرنے کا ذکر نہیں اور یہ حدیث مسلمہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ ایلاء کی تعریف یہ ہے کہ کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ چار مہینے یا اس سے زیادہ تک اپنی بیوی کے قریب بھی نہیں جائے گا پھر چار مہینے گزر جانے کے بعد عورت کے قریب نہ جائے تو کیا حکم ہے؟ اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے بعض علماء اور تابعین فرماتے ہیں کہ چار ماہ گزر جانے پر تو وہ ٹھہر جائے یا تور جوغ کرے یا طلاق دے۔ امام مالک علیہ الرحمہ بن انس، شافعی، احمد، اسحاق کا یہی قول ہے بعض علماء اور دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ چار ماہ گزرنے پر ایک طلاق بائن خود بخود ہو جائے گی، سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی جلد اول، رقم الحدیث، 1213)

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے مختلف فقہی مذاہب کے فقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ جن میں ائمہ ثلاثہ کا قول کہ یا ایلاء والارجوع کرے یا طلاق دے اس سے یہ اشتباہ ہو سکتا ہے کہ شاید ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مدت ایلاء گزر جانے کے بعد طلاق واقع نہیں ہوتی حالانکہ ائمہ ثلاثہ نے طلاق دینے کا حکم دیا ہے لہذا اس حکم کا وقوع طلاق یا عدم وقوع کے حکم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یعنی اگر وہ طلاق نہ دے تو کیا پھر بھی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی یہ مسئلہ جامع ترمذی کی مذکورہ روایت سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

ایلاء کے طلاق نہ ہونے میں فقہ شافعی کے دلائل

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکثر صحابہ سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ اگر چاہ ماہ گزر جائیں تو اس شخص سے جس نے "ایلاء" کیا

ہے (لخص ازدواجی تعلقات نہ رکھنے کی حکم کھائی ہے)، یہ کہا جائے گا کہ وہ بیوی کو یا تو رکھنے کا فیصلہ کرے یا پھر اسے طلاق دے۔ بعض دوسرے صحابہ سے یہ مروی ہے کہ چار ماہ کا گزرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شخص طلاق دینا چاہتا ہے۔ اس معاملے میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، میرے ماں باپ آپ پر قربان، کوئی بات نہیں ملتی۔

نوٹ: اس حکم کی دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص بلا دلیل اپنی بیوی کو لٹکانے نہ رکھے۔ اگر کوئی ایسی بیہودہ قسم کھا بیٹھے تو پھر یا تو بیوی کو آزاد کرے اور یا پھر قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرے۔ آیت کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قسم کھانا بہر حال ایک گناہ کا فعل ہے۔

سائل: ان دونوں میں سے آپ نے کس نقطہ نظر کو اختیار کیا ہے؟ شافعی: میری دلیل یہ ہے کہ قسم کھانے سے طلاق لازم نہیں آتی۔ اگر خاتون اپنے حقوق کا مطالبہ کرے تو ہم چار ماہ تک تو علیحدگی نہیں کر دائیں گے۔ جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اس سے کہا جائے گا، یا تو طلاق دویا پھر واپس آؤ۔ اس کا ازدواجی تعلقات قائم کر لینا داپس کا ثبوت ہوگا۔

سائل: اس دلیل کو آپ نے کس بنیاد پر اختیار کیا ہے؟ شافعی: مجھے یہ کتاب اللہ اور عقل کے زیادہ قریب لگی ہے۔

سائل: کتاب اللہ سے اس بارے میں کوئی بات ملتی ہے؟

شافعی: اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ "مَنْ دَانَ مَن نَّسَاهُمْ ثَرْبُ اَرْبَعَةِ اشْهُرٍ" یعنی "جو لوگ اپنی بیویوں سے ازدواجی تعلق نہ رکھنے کی قسم کھا بیٹھیں، ان کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے۔" آیت کے ظاہری مفہوم میں یہ بات ملتی ہے کہ جس (خاتون کو) اللہ نے چار ماہ انتظار کرنے کا حکم دیا ہے، اس کے لئے چار ماہ تک تو انتظار کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار مہینے میں لوٹ آنے کا جو حکم دیا ہے، وہ اس طرح سے ہو جیسا کہ آپ کسی کو کہیں، "میں آپ کو چار ماہ کی مہلت دے رہا ہوں، اس میں یہ عمارت تعمیر کر دیجیے۔" کوئی شخص بھی یہ بات اس وقت نہیں سمجھ سکتا کہ بات کس سے کی گئی ہے جب تک وہ اس کلام کے سیاق و سباق سے واقف نہ ہو۔

اگر یہ کہا جائے کہ "آپ کو چار ماہ کی مہلت ہے" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ شخص اس وقت تک دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک چار ماہ پورے نہ ہو جائیں اور عمارت کی تعمیر مکمل نہ ہوئی ہو۔ اس وقت تک اس بلڈر کو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تم نے عمارت کی تعمیر بروقت مکمل نہیں کی جب تک چار ماہ کی مدت پوری نہ ہو جائے۔ جب مدت پوری ہو جائے گی (اور اس نے تعمیر مکمل نہ کی ہوگی) تب کہا جائے گا کہ تم نے کام پورا نہیں کیا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ چار ماہ مکمل ہونے سے پہلے (پراگریس دیکھنے پر) یہ معلوم ہو جائے کہ چار ماہ کی مدت پوری ہونے پر بھی عمارت کی تعمیر مکمل نہ ہوگی۔

(قسم کھانے کے بعد خاتون سے رجوع کر لینے کا معاملہ (عمارت کی طرح نہیں ہے۔) اس میں چار ماہ گزرنے کے بعد ہی پتہ چل سکتا ہے کیونکہ ازدواجی تعلقات تو بہت ہی کم وقت میں قائم کئے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ اگر ایک شخص اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائے اور چار ماہ اسی طرح گزار دے۔ اس کے بعد بھی وہ علیحدہ رہے تو وہ اللہ کے نزدیک جواب دہ ہوگا۔ اب اس پر لازم ہے کہ وہ دیا تو واپس لوٹے اور یا پھر اسے طلاق دے دے۔

اگر اس آیت کے آخری حصے میں ایسی کوئی بات نہ پائی جائے جس کی بنیاد پر دوسرا نقطہ نظر اختیار (یعنی چار ماہ علیحدہ رہنے سے طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی) کرنا ضروری ہو تو پھر اپنے ظاہری مفہوم پر ہم پہلے نقطہ نظر ہی کو ترجیح دیں گے۔ قرآن کے معنی کو اپنے ظاہری مفہوم ہی پر لیا جائے گا۔ ہاں اگر سنت یا اجماع سے کوئی دلیل مل جائے تو پھر اس کے ظاہری معنی کی بجائے مجازی معنی کو بھی قبول کیا جاسکتا ہے۔

سائل: کیا آیت کے سیاق و سباق میں بھی کوئی ایسی بات ہے جو آپ کی وضاحت کی توثیق کرتی ہو؟
شافعی: اللہ عزوجل نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ "ایلاء کرنے والے کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے" فرمایا کہ "فسان فساء واء فہان اللہ غفور رحیم، وإن عزموا الطلاق، فإن اللہ سمیع علیم" یعنی "اگر وہ واپس آ جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر انہوں نے طلاق ہی کا ارادہ کر رکھا ہے تو بے شک اللہ سننے والا ہے۔" اس نے ان دونوں صورتوں کے احکام کو بغیر کسی فاصلے کے بیان فرمادیا ہے۔ یہ دونوں چار ماہ کے بعد واقع ہوں گے۔ اب یا تو اس شخص کو بیوی سے رجوع کرنا ہوگا، طلاق دینی ہوگی۔ یہ اختیار ایک ہی وقت میں استعمال کیا جاسکے گا۔ ان میں سے کوئی بات ایک دوسرے سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ ان دونوں کا ذکر اکٹھے ہی ہوا ہے۔ یہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسا اگر (وہ شخص جس کے پاس دوسرے کی کوئی چیز گروی رکھی ہوئی ہے) کہے، "قرض ادا کر کے اپنی گروی چیز واپس لے لو یا پھر میں اسے بیچنے لگا ہوں۔" جب بھی دو کاموں میں اختیار ہوتا ہے کہ "یہ کر لو یا یہ کر لو" تو پھر یہ ایک ہی وقت میں ہوتا ہے۔

اگر ایسا نہ ہوتا تو ان دونوں کا ذکر ایک ساتھ نہ ہوتا۔ پھر یہ کہا جاتا کہ ایلاء کرنے والا چار ماہ کے عرصے میں بیوی سے رجوع کر سکتا ہے لیکن اگر وہ طلاق کا ارادہ رکھتا ہے تو پھر یہ چار ماہ کے بعد ہی ہوگا۔ اس صورت میں ایک آپشن کے لئے تو کھلا وقت ہوتا جبکہ دوسری آپشن کے لئے بہت کم وقت ہوتا۔ (ایسا نہیں ہوا بلکہ) ان دونوں کا ذکر ایک ساتھ ہی کیا گیا ہے۔ سائل: اگر وہ چار ماہ سے پہلے ہی بیوی سے رجوع کر لے تو کیا اسے "رجوع کرنا" ہی کہیں گے؟

شافعی: جی ہاں۔ یہ ایسے ہی ہے کہ اگر میں آپ سے کہوں، "آپ پر یہ قرض (ایک مخصوص مدت میں) ادا کرنا لازم ہے۔ اگر آپ نے اسے وقت سے پہلے ادا کر دیا تو آپ اس سے بری ہو جائیں گے۔" اب اگر آپ وقت پورا ہونے سے پہلے ہی اسے ادا کر دیتے ہیں تو یہ جلدی کر کے آپ ایک اچھا کام کریں گے۔

کیا آپ اس سے اتفاق نہیں کریں گے کہ اگر (ایلاء کرنے والا) شخص بروز رجوع کرنے کا فیصلہ کرے لیکن چار ماہ تک ازدواجی تعلقات قائم نہ کرے تو وہ ایک غلط کام کر رہا ہے۔ سائل: اگر وہ شخص ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے قابل ہے، تو جب تک وہ ایسا نہیں کرے گا، ارادے کا تو کوئی مطلب ہی نہیں۔

شافعی: اگر وہ شخص ازدواجی تعلقات تو قائم کر لے لیکن اس خاتون سے رجوع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو کیا وہ اس ذمہ داری سے بری ہو جائے گا کہ چار ماہ کی مدت میں طلاق دے۔ ازدواجی تعلقات کی اہمیت تو یہی ہے (کہ اس کے ذریعے وہ شخص اپنی بیوی سے رجوع کرے۔ سائل: جی ہاں۔

شافعی: اگر ایک شخص یہ ارادہ کر لے کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع نہیں کرے گا اور وہ ہر روز یہ قسم کھائے کہ وہ رجوع نہیں کرے گا۔ اس کے بعد چار ماہ پورے ہونے سے چند لمحے قبل وہ ازدواجی تعلقات قائم کر لے تو کیا وہ ایلاء کے قانون کے تحت طلاق دینے کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔ (دل میں کھوٹ کے ساتھ) ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے کیا وہ طلاق دینے کی ذمہ داری سے بری ہو سکتا ہے؟ سائل: جی ہاں۔

شافعی: اگر اس کا ارادہ بیوی سے رجوع کا نہیں ہے، اور وہ ازدواجی تعلقات واپس لینے کی نیت سے نہیں بلکہ محض لطف اندوز ہونے کے لئے قائم کر رہا ہے تو کیا آپ کی اور ہماری دلیل میں وہ ایلاء کے قانون کے تحت طلاق دینے کی ذمہ داری سے بری ہو جائے گا؟ سائل: یہ ایسا ہی ہے جیسا آپ نے فرمایا۔ ازدواجی تعلقات خواہ کسی بھی ارادے سے قائم کیے جائیں اس کے تحت وہ (ایلاء کے قانون کے تحت طلاق دینے کی) ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔

شافعی: اگر وہ روزانہ رجوع کا فیصلہ کرے تو پھر چار ماہ گزرنے پر کس طرح یہ لازم آتا ہے کہ وہ طلاق بھی دے جب کہ نہ تو اس نے اس کا ارادہ کیا اور نہ ہی اس پر بات کی ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ دلیل کسی کی عقل میں بھی آ سکتی ہے؟ سائل: یہ دلیل عقل کے خلاف کیسے ہے؟

شافعی: اگر ایک شخص اپنی بیوی سے کہے، "خدا کی قسم میں کبھی تمہارے قریب نہ آؤں گا۔" یا یہ کہے "تمہیں چار مہینے کے لئے طلاق ہے۔" تو آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ سائل: اگر میں کہوں کہ ہاں؟ شافعی: اگر اس نے چار ماہ سے قبل ازدواجی تعلقات قائم کر لیے تو؟

سائل: یہ تو نہیں ہو سکتا۔ (ازدواجی تعلقات قائم نہ کرنے کی قسم کھانا) یا چار ماہ کے لئے طلاق دے دینا ایک جیسی بات تو نہیں ہے۔

شافعی: ایک ایلاء کرنے والے شخص کا قسم کھانا طلاق نہیں ہے۔ یہ محض ایک قسم ہے جو مدت گزرنے کے بعد طلاق میں تبدیل ہو جائے گی۔ کیا کسی بھی عقل مند شخص کے لئے یہ درست ہے کہ وہ کسی آیت یا حدیث کے بغیر اپنی طرف سے کوئی بات کہے؟ سائل: یہ دلیل تو آپ کے نقطہ نظر کے بھی خلاف ہے۔ شافعی: وہ کیسے؟

سائل: آپ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اگر چار ماہ کی مدت ختم ہو جائے تو اب ایلاء کرنے والے شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اسے طلاق دینے پر مجبور کیا جائے گا۔

شافعی: ایلاء کی قسم کھالینے سے طلاق واقع نہیں ہو جاتی۔ یہ ایک ایسی قسم ہے جس کے بارے میں اللہ نے وقت مقرر کر دیا ہے تاکہ خاوند بیوی کو (نکاح کر) نقصان نہ پہنچائے۔ اس نے حکم یہ دیا ہے کہ اب یا تو وہ رجوع کرے یا پھر طلاق دے۔ اس حکم کی مدت قسم کھانے کے وقت سے چار ماہ مقرر کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد اس شخص کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دو میں ایک راستے کا اختیار کرے۔ یا تو خاتون سے رجوع کرے یا پھر اسے طلاق دے۔ اگر وہ ان دونوں سے انکار کرے تو حکمران اسے مجبور کرے گا کہ وہ اس کی طلاق کو جاری کر دے جس کے بعد اس کے لئے ازدواجی تعلقات قائم رکھنا ممنوع قرار پائے۔

مدت ایلاء کے بعد وقوع طلاق میں فقہ حنفی کے دلائل

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اصل حکم جو ہے کہ یہ شخص اپنی عورت سے قربت کی قسم کھائے، رب عزوجل نے اسے چار مہینے کی مہلت دی ہے، اگر چار مہینے کے اندر قربت کر لے گا تو عورت نکاح سے نہ نکلے گی کفارہ دینا ہوگا، اور اگر چار مہینے کامل گزر جائیں گے تو ایک طلاق بائن ہو جائے گی، عورت نکاح سے نکل جائے گی، پھر دوسرے یا تیسرے مہینے کوئی طلاق نہ ہوگی، قال اللہ تعالیٰ للذین یؤلون من نساء ہم تربص اربعة اشهر فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم ۵۔ وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم ۵۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ جو بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں ان کی قسم کی مدت چار ماہ ہے اگر اس دوران رجوع کر لیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے، اور اگر وہ (رجوع نہ کر کے) طلاق کا عزم کئے ہوں تو اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

آثار سے طلاق ایلاء کا بیان

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب اور ابو بکر بن عبد الرحمن کہتے تھے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے تو جب چار مہینے گزر جائیں ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کر لے۔

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الرَّجُلِ إِذَا آتَى مِنْ امْرَأَتِهِ أَنَّهَا إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرُ فَهِيَ تَطْلِقُهُ وَلَهُ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا

مالک کو پہنچا کہ مروان بن حکم حکم کرتے تھے جب کوئی شخص اپنی عورت سے ایلاء کرے اور چار مہینے گزر جائیں تو ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار ہے گا کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کر لے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلَى ذَلِكَ كَانَ رَأْيُ ابْنِ شِهَابٍ كَمَا مَالِكُ نَعَى ابْنَ شِهَابٍ فِي دَلِيلٍ يَبْقَى

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ إِيْلَاءِ الْعَبْدِ فَقَالَ هُوَ نَحْوُ إِيْلَاءِ الْحُرِّ وَهُوَ عَلَيْهِ وَاجِبٌ وَإِيْلَاءُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ

امام مالک علیہ الرحمہ نے ابن شہاب سے غلام کی ایلاء کا حال پوچھا تو ابن شہاب نے کہا کہ غلام کا ایلاء بھی آزاد شخص کی طرح ہے مگر غلام کی مدت دو مہینے ہے۔ (موطا امام مالک علیہ الرحمہ: جلد اول، رقم الحدیث، 1847)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ والی روایت جو انہوں حضرت نافع روایت کی ہے وہ سب زیادہ صحیح سند والی ہے۔ اور اس کے سوا دلی کوئی روایت مرتبے میں اس کے موافق نہیں ہے۔ (اس میں بھی مدت ایلاء کے بعد وقوع طلاق کا بیان ہے)۔ (فتح القدیر، ج ۸، ص ۴۸، بیروت)

قوت آثار کے مطابق فقہ حنفی کا موقف طلاق ایلاء میں اصح

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فقہاء شوافع کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم شوافع کے مذہب کا اس لئے رد کرتے ہیں کہ بہت سے آثار میں تعارض ہے۔ اور اصول کے مطابق آثار میں ترجیح دی ہے اور معروف چار آثار حسب ذیل ہیں۔

(۱) امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما ایلاء کے بارے میں فرماتے ہیں جب چار ماہ اس کی عدت گزر جائے تو اسے ایک طلاق ہے اور وہ اپنی جان کی زیادہ حقدار ہے اور مطلقہ والی عدت گزارے۔ اس کی سند سب سے جید ہے جبکہ اس سے اختلافی سند میں حبیب کی پہچان بھی نہیں ہے اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ طاؤس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اخذ کیا ہے لہذا وہ سند منقطع ہے۔

(۲) امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ایلاء کے بارے میں فرماتے ہیں جب چار اس کی عدت گزر جائے تو اسے ایک طلاق ہے اور وہ اپنی جان کی زیادہ حقدار ہے اور مطلقہ والی عدت گزارے۔ اور ان میں ہر ایک کی روایت مرسل ہے۔

(۳) (۴) امام ابن ابی شیبہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم دونوں فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص نے ایلاء کیا اور رجوع نہ کیا اور اس کی مدت گزر گئی تو اسے ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی۔ اس روایت کے رواد تمام وہی ہیں جن کی تخریج امام بخاری اور امام مسلم کی ہے۔ لہذا اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔ سب سے تقدم اس روایت کو ہوتا ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے بیان کیا ہو اور ان کے بعد تقدم اس روایت کو ہوتا ہے جو روایت ان کے شرط کے مطابق صحیح ہو اور یہ روایت امام بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ (فتح القدیر، بتصرف، ج ۸، ص ۴۸۲، بیروت) مدت ایلاء کے گزر جانے سے وقوع طلاق میں مذاہب اسلاف

حضرت عثمان، ابن مسعود، زید بن ثابت وغیرہم کے نزدیک رجوع کا موقع چار مہینے کے اندر ہی ہے۔ اس مدت کا گزر جانا خود اس بات کی دلیل ہے کہ شوہر نے طلاق کا عزم کر لیا ہے، اس لیے مدت گزرتے ہی طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی اور وہ ایک طلاق بائن ہوگی، یعنی دوران عدت میں شوہر کو رجوع کا حق نہ ہوگا۔ البتہ اگر وہ دونوں چاہیں، تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ حضرات عمر، علی، ابن عباس اور ابن عمر سے بھی ایک قول اسی معنی میں منقول ہے اور فقہائے حنفیہ نے اسی دلیل کو قبول کیا ہے۔

سعید بن مسیب، مکحول، زہری وغیرہ حضرات اس دلیل سے یہاں تک تو متفق ہیں کہ چار مہینے کی مدت گزرنے کے بعد خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی، مگر ان کے نزدیک وہ ایک طلاق رجعی ہوگی، یعنی دوران عدت میں شوہر کو رجوع کر لینے کا حق ہوگا اور رجوع نہ کرے تو عدت گزر جانے کے بعد دونوں اگر چاہیں، تو نکاح کر سکیں گے۔

بخلاف اس کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ابوالدرداء اور اکثر فقہائے مدینہ کی دلیل یہ ہے کہ چار مہینے کی مدت گزرنے کے بعد حاملہ عدالت میں پیش ہوگا اور حاکم عدالت شوہر کو حکم دے گا کہ یا تو اس عورت سے رجوع کرے یا اسے طلاق دے۔ حضر

ت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک قول اس کی تائید میں بھی ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ وشافعی نے اسی کو قبول کیا ہے۔

نوٹ: اس مسئلہ کی سب سے جامع تحقیق علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ نے فتح القدیر میں کی ہے جو یقیناً جواب ہے اور ان کی بیان کردہ اس بحث کے بعد فقہ حنفی کی ترجیح روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی اہل علم فتح القدیر میں بیان کردہ اسناد و احوال اور دلائل قاہرہ اور کئی فقہی اصول جو اس بحث کے پس منظر میں بیان ہوئے ہیں ان کی طرف رجوع کریں۔ (رضوی عفی عنہ)

باب الظہار

یہ باب ظہار کے بیان میں ہے

ظہار کا لغوی معنی و تعریف

ظہار کے لغوی معنی: ظہار ظہر سے مشتق ہے ظہر کے معنی پیٹھ کے ہیں۔ ظہار کے اصطلاحی معنی: بیوی یا اس کے بعض حصہ جیسے آدھا یا چوتھائی وغیرہ یا اس کے ایسے عضو جس کو بول کر پورا وجود مراد لیا جاتا ہو، جیسے سر، وغیرہ کو اپنے حقیقی یا سسرالی یا رضاعی محرم کے ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کا دیکھنا جائز نہیں۔ جو اپنی منکوحہ کو یا اس کے کسی ایسے جز کو جس کو بول کر کل مراد لیا جاسکتا ہو، اپنی محرم عورت کے ساتھ تشبیہ دے، ظہار کہلاتا ہے جس کی مثال یہ ہے۔

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اب اس سے جماع کرنا جائز نہیں اور نہ اسکو چھونا اور نہ بوسہ لینا جائز ہے حتیٰ کہ وہ اس ظہار کا کفارہ ادا کرے۔ (بدایہ اولین ج ۳ ص ۳۸۹، مجتہد دہلی)

ظہار کا فقہی مفہوم

علامہ علاء الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ظہار کا معنی ہے کہ اپنی زدلیل یا اس کے کسی جز و شائع یا ایسے جز کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (در مختار ج ۵ ص ۱۲۵، بیروت)

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں۔ یونہی اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔ (جوہر نہر، باب ظہار، حمانیہ لاہور)

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ صریح ہیں ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نیت نہ ہو یا طلاق کی نیت ہو یا اکرام کی نیت ہو، ہر حالت میں ظہار ہی ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانہ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاء تصدیق نہ کریں گے اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی۔ (عائگیری، باب ظہار)

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اُس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھوننا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں کفارہ سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لیے کوئی دوسرا کفارہ وجہ نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔ (جوہرہ نیرہ، باب ظہار)

قرآن کے مطابق حکم ظہار کا بیان

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا ذَلِكُمْ تَوْعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (المجادلہ، ۳)

اور وہ جو اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں۔ پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے۔ تو ان پر لازم ہے۔ ایک بردہ آزاد کرنا۔ قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے

فقہائے اسلام نے اس آیت کے الفاظ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں، اور اسلام کے اصول عامہ سے اس مسئلے میں جو قانون اخذ کیا ہے اس کی تفصیلات یہ ہیں۔

ظہار کا یہ قانون عرب جاہلیت کے اس رواج کو منسوخ کرتا ہے جس کی رو سے یہ فعل نکاح کے رشتے کو توڑ دیتا تھا اور عورت شوہر کے لیے ابدًا حرام ہو جاتی تھی۔ اسی طرح یہ قانون ان تمام قوانین اور رواجوں کو بھی منسوخ کرتا ہے جو ظہار کو بے معنی اور بے اثر سمجھتے ہوں اور آدمی کے لیے اس بات کو جائز رکھتے ہوں کہ وہ اپنی بیوی کا ماں یا محرمات سے تشبیہ دے کر بھی اس کے ساتھ حسب سابق زن و شو کا تعلق جاری رکھے، کیونکہ اسلام کی نگاہ میں ماں اور دوسری محرمات کی حرمت ایسی معمولی چیز نہیں ہے کہ انسان ان کے اور بیوی کے درمیان مشابہت کا خیال بھی کرے، کجا کہ اس کے زبان پر لائے۔ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اسلامی قانون نے اس معاملہ میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ تین بنیادوں پر قائم ہے۔ ایک یہ کہ ظہار سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ عورت بدستور شوہر کی بیوی رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ظہار سے عورت وقتی طور پر شوہر کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ حرمت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک شوہر کفارہ ادا نہ کر دے، اور یہ کہ صرف کفارہ ہی اس حرمت کو رفع کر سکتا ہے۔

ظہار کرنے والے شخص کے بارے میں یہ امر متفق علیہ ہے کہ اس شوہر کا ظہار معتبر ہے جو عاقل و بالغ ہو اور بحالت ہوش و حواس ظہار کے الفاظ زبان سے ادا کرے۔ بچے اور مجنون کا ظہار معتبر نہیں ہے۔ نیز ایسے شخص کا ظہار بھی معتبر نہیں جو ان الفاظ کو ادا کرتے وقت اپنے ہوش و حواس میں نہ ہو، مثلاً سوتے میں بڑبڑائے، یا کسی نوعیت کی بیہوشی میں مبتلا ہو گیا ہو۔ اس کے بعد حسب ذیل امور میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

نشئی کے ظہار میں مذاہب اربعہ

نشئی کی حالت میں ظہار کرنے والے کے متعلق ائمہ اربعہ سمیت فقہاء کی عظیم اکثریت کہتی ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی نشہ آور چیز جان بوجھ کر استعمال کی ہو تو اس کا ظہار اس کی طلاق کی طرح قانوناً صحیح مانا جائے گا، کیونکہ اس نے یہ حالت اپنے اوپر خود طاری کی ہے۔ البتہ اگر مرض کی دلیل سے اس نے کوئی دوا پی ہو اور اس سے نشہ لاحق ہو گیا ہو، یا پیاس کی شدت میں وہ جان بچانے کے لیے شراب پینے پر مجبور ہوا ہو تو اس طرح کے نشئی کی حالت میں اس کے ظہار و طلاق کو نافذ نہیں کیا جائے گا۔ احناف اور شوافع اور حنابلہ کی دلیل یہی ہے اور صحابہ کا عام مسلک بھی یہی تھا۔ بخلاف اس کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ نشئی کی حالت میں طلاق و ظہار معتبر نہیں ہے۔ احناف میں سے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور گزنی رحمۃ اللہ علیہ اس قول کو ترجیح دیتے رہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک قول اس کی تائید میں ہے۔ مالکیہ کے نزدیک ایسے نشئی کی حالت میں ظہار معتبر ہوگا جس میں آدمی بالکل بہک نہ گیا ہو، بلکہ وہ مربوط اور مرتب کلام کر رہا ہو اور اسے یہ احساس ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

ظہار کے متعین وقت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

کیا ظہار ایک خاص وقت تک کے لیے ہو سکتا ہے؟ حنفی اور شافعی کہتے ہیں کہ اگر آدمی نے کسی خاص وقت کی تعیین کر کے ظہار کیا ہو تو جب تک وہ وقت باقی ہے، بیوی کو ہاتھ لگانے سے کفارہ لازم آئے گا، اور اس وقت کے گزر جانے پر ظہار غیر مؤثر ہو جائے گا۔ اس کی دلیل سلمہ بن صحر بیاضی کا واقعہ ہے جس میں انہوں نے اپنی بیوی سے رمضان کے لیے ظہار کیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ وقت کی تعیین بے معنی ہے۔ بخلاف اس کے امام مالک علیہ الرحمہ اور ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ظہار جب بھی کیا جائے گا، ہمیشہ کے لیے ہوگا اور وقت کی تخصیص غیر مؤثر ہوگی، کیونکہ جو حرمت واقع ہو چکی ہے وہ وقت گزر جانے پر آپ سے آپ ختم نہیں ہو سکتی۔

مشروط ظہار کیا گیا ہو تو جس وقت بھی شرط کی خلاف ورزی ہوگی، کفارہ لازم آ جائے گا۔ مثلاً آدمی بیوی سے یہ کہتا ہے کہ اگر میں گھر میں آؤں تو میرے اوپر تو ایسی ہے جیسے میری ماں کی بیٹھ۔ اس صورت میں وہ جب بھی گھر میں داخل ہوگا۔ کفارہ ادا کیے بغیر بیوی کو ہاتھ نہ لگا سکے گا۔

ایک بیوی سے کئی مرتبہ ظہار کے الفاظ کہے گئے ہوں تو حنفی اور شافعی کہتے ہیں کہ خواہ ایک ہی نشست میں ایسا کیا گیا ہو یا متعدد نشستوں میں، بہر حال جتنی مرتبہ یہ الفاظ کہے گئے ہوں اتنے ہی کفارے لازم آئیں گے، الا یہ کہ کہنے والے نے ایک دفعہ کہنے کے بعد اس قول کی تکرار محض اپنے پہلے قول کی تاکید کے لیے کی ہو۔ بخلاف اس کے امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ خواہ کتنی ہی مرتبہ اس قول کی تکرار کی گئی ہو، قطع نظر اس سے کہ اعادہ کی نیت ہو یا تاکید کی، کفارہ ایک ہی لازم ہوگا۔ یہی قول شعبی، طاؤس، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، اور اوزاعی رحمہم اللہ کا ہے حضرت علی کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر تکرار ایک نشست میں کی گئی ہو تو ایک ہی کفارہ ہوگا، اور مختلف نشستوں میں ہو تو جتنی نشستوں میں کی گئی ہو اتنے ہی کفارے دینے ہوں گے۔ قتادہ اور عمرو

بن دینار کی دلیل بھی یہی ہے۔

ظہار کے بعد رجوع میں مذاہب اربعہ

قرآن مجید میں جس چیز کو کفارہ لازم آنے کا سبب قرار دیا گیا ہے وہ محض ظہار نہیں ہے بلکہ ظہار کے بعد عود ہے۔ یعنی اگر آدمی صرف ظہار کر کے رہ جائے اور عود نہ کرے تو اس پر کفارہ لازم نہیں آتا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ عود کیا ہے جو کفارہ کا موجب ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے مالک یہ ہیں۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ عود سے مراد مباشرت کا ارادہ ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ محض ارادے اور خواہش پر کفارہ لازم آجائے حتیٰ کہ اگر آدمی ارادہ کر کے رہ جائے اور عملی اقدام نہ کرے تب بھی اسے کفارہ دینا پڑے۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس حرمت کو رفع کرنا چاہے جو اس نے ظہار کر کے بیوی کے ساتھ تعلق زن و شو کے معاملہ میں اپنے اوپر عائد کر لی تھی وہ پہلے کفارہ دے، کیونکہ یہ حرمت کفارہ کے بغیر رفع نہیں ہو سکتی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس معاملہ میں تین قول ہیں، مگر مالکیہ کے ہاں ان کا مشہور ترین اور صحیح ترین قول اس مسلک کے مطابق ہے جو اوپر حنفیہ کا بیان ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ظہار سے جس چیز کو اس نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ وہ بیوی کے ساتھ مباشرت کا تعلق تھا۔ اس کے بعد عود یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ یہی تعلق رکھنے کے لیے پلٹے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بھی ابن قدامہ نے قریب قریب وہی نقل کیا ہے جو اوپر دونوں اماموں کا بیان کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ظہار کے بعد مباشرت کے حلال ہونے کے لیے کفارہ شرط ہے۔ ظہار کرنے والا جو شخص اسے حلال کرنا چاہے وہ گویا تحریم سے پلٹنا چاہتا ہے۔ اس لیے اسے حکم دیا گیا کہ اسے حلال کرنے سے پہلے کفارہ دے، ٹھیک اسی طرح جیسے کوئی شخص ایک غیر عورت کو اپنے لیے حلال کرنا چاہے تو اس سے کہا جائے گا کہ اسے حلال کرنے سے پہلے نکاح کرے۔

امام شافعی کا مسلک ان تینوں سے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آدمی کا اپنی بیوی سے ظہار کرنے کے بعد اسے حسب سابق بیوی بنائے رکھنا، یا بالفاظ دیگر اسے بیوی کی حیثیت سے روکے رکھنا عود ہے۔ کیونکہ جس وقت اس نے ظہار کیا اسی وقت گویا اس نے اپنے لیے یہ بات حرام کر لی کہ اسے بیوی بنا کر رکھے۔ لہذا اگر اس نے ظہار کرتے ہی فوراً اسے طلاق نہ دی اور اتنی دیر تک اسے روکے رکھا جس میں وہ طلاق کے الفاظ زبان سے نکال سکتا تھا، تو اس نے عود کر لیا اور اس پر کفارہ واجب ہو گیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک سانس میں ظہار کرنے کے بعد اگر آدمی دوسرے ہی سانس میں طلاق نہ دے دے تو کفارہ لازم آجائے گا، خواہ بعد میں اس کا فیصلہ یہی ہو کہ اس عورت کو بیوی بنا کر نہیں رکھنا ہے، اور اس کا کوئی ارادہ اس کے ساتھ تعلق زن و شوہر رکھنے کا نہ ہو۔ حتیٰ کہ چند منٹ غور کر کے وہ بیوی کو طلاق بھی دے ڈالے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی رو سے کفارہ اس کے ذمہ لازم رہے گا۔

کفارے سے پہلے چھوڑنے کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

قرآن کا حکم ہے کہ ظہار کرنے والا کفارہ دے قبل اس کے کہ زوجین ایک دوسرے کو مس کریں۔ ائمہ اربعہ کا اس بات پر

اتفاق ہے کہ اس آیت میں مس سے مراد چھوٹا ہے، اس لیے کفارہ سے پہلے صرف مباشرت ہی حرام نہیں ہے بلکہ شوہر کسی طرح بھی بیوی کو چھو نہیں سکتا۔ شافعیہ شہوت کے ساتھ چھونے کو حرام کہتے ہیں، حنابلہ ہر طرح کے تلمذ کو حرام قرار دیتے ہیں، اور مالک لذت کے لیے بیوی کے جسم پر بھی نظر ڈالنے کو ناجائز ٹھہراتے ہیں اور ان کے نزدیک صرف چہرے اور ہاتھوں پر نظر ڈالنا اس سے مستثنیٰ ہے۔

ظہار کے بعد اگر آدمی بیوی کو طلاق دے دے تو رجعی طلاق ہونے کی صورت میں رجوع کر کے بھی وہ کفارہ دے بغیر اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ بائن ہونے کی صورت میں اگر اس سے دوبارہ نکاح کرے تب بھی اسے ہاتھ لگانے سے پہلے کفارہ دینا ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر تین طلاق دے چکا ہو، اور عورت دوسرے آدمی نکاح کرنے کے بعد بیوہ یا مطلقہ ہو چکی ہو، اور اس کے بعد ظہار کرنے والا شوہر اس سے از سر نو نکاح کر لے، پھر بھی کفارے کے بغیر وہ اس کے لیے حلال نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ اسے ماں یا معلمات سے تشبیہ دے کر اپنے اوپر ایک دفعہ حرام کر چکا ہے، اور یہ حرمت کفارے کے بغیر رفع نہیں ہو سکتی۔ اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

عورت کے لیے لازم ہے کہ جس شوہر نے اس کے ساتھ ظہار کیا ہے اسے ہاتھ نہ لگانے دے جب تک وہ کفارہ ادا نہ کرے۔ اور چونکہ تعلق زن و شو عورت کا حق ہے جس سے ظہار کر کے شوہر نے اسے محروم کیا ہے، اس لیے اگر وہ کفارہ نہ دے تو بیوی عدالت سے رجوع کر سکتی ہے۔ عدالت اس کے شوہر کو مجبور کرے گی کہ وہ کفارہ دے کر حرمت ذہد پوار ہٹائے جو اس نے اپنے اور اس کے درمیان حائل کر لی ہے۔ اور اگر وہ نہ مانے تو عدالت اسے ضرب یا قید یا دونوں طرح کی سزائیں دے سکتی ہے۔ یہ بات بھی چاروں مذاہب فقہ میں متفق علیہ ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ مذہب حنفی میں عورت کے لیے صرف یہی ایک چارہ کار ہے، ورنہ ظہار پر خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے، عورت کو اگر عدالت اس مشکل سے نہ نکالے تو وہ تمام عمر معلق رہے گی، کیونکہ ظہار سے نکاح ختم نہیں ہوتا، صرف شوہر کا حق تمتع سلب ہوتا ہے۔ ملکی مذہب میں اگر شوہر عورت کو ستانے کے لیے ظہار کر کے معلق چھوڑ دے تو اس پر ایلاء کے احکام جاری ہوں گے، یعنی وہ چار مہینے سے زیادہ عورت کو روک کر نہیں رکھ سکتا (احکام ایلاء کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، البقرہ، حواشی 245 تا 247)۔ شافعیہ کے نزدیک اگر چہ ظہار میں احکام ایلاء تو صرف اس وقت جاری ہو سکتے ہیں جبکہ شوہر نے ایک مدت خاص کے لیے ظہار کیا ہو اور وہ مدت چار مہینے سے زیادہ ہو، لیکن چونکہ مذہب شافعی کی رو سے شوہر پر اسی وقت کفارہ واجب ہو جاتا ہے جب وہ عورت کو بیوی بنا کر رکھے رہے، اس لیے یہ ممکن نہیں رہتا کہ وہ کسی طویل مدت تک اس کو معلق رکھے۔

قرآن اور سنت میں تصریح ہے کہ ظہار کا پہلا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے۔ اس سے آدمی عاجز ہو تب دو مہینے کے روزوں کی شکل میں کفارہ دے سکتا ہے۔ اور اس سے بھی عاجز ہو تب 60 مسکینوں کو کھانا کھال سکتا ہے۔ لیکن اگر تینوں کفاروں سے کوئی شخص عاجز ہو تو چونکہ شریعت میں کفارے کی کوئی اور شکل نہیں رکھی گئی ہے اس لیے اسے اس وقت تک انتظار کرنا ہوگا جب تک وہ ان میں سے کسی ایک پر قادر نہ ہو جائے۔ البتہ سب سے یہ ثابت ہے کہ ایسے شخص کی مدد کی جانی چاہیے تاکہ وہ تیسرا کفارہ ادا کر سکے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال سے ایسے لوگوں کی مدد فرمائی ہے جو اپنی غلطی سے اس مشکل میں پھنس گئے تھے اور تینوں کفاروں سے عاجز تھے۔

قرآن مجید کفارہ میں رقبہ آزاد کرنے کا حکم دیتا ہے جس کا اطلاق لونڈی اور غلام دونوں پر ہوتا ہے اور اس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ شیر خوار بچہ بھی اگر غلامی کی حالت میں ہو تو اسے آزاد کیے جاسکتے ہیں یا صرف مومن غلام ہی آزاد کرنا ہوگا۔ خفیہ اور ظاہر یہ کہتے ہیں غلام خواہ مومن ہو یا کافر، اس کا آزاد کر دینا کفارہ ظہار کے لیے کافی ہے، کیونکہ قرآن میں مطلق رقبہ کا ذکر ہے، یہ نہیں کہا گیا ہے کہ وہ مومن ہی ہونا چاہیے۔ بخلاف اس کے شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ اس کے لیے مومن کی شرط لگاتے ہیں، اور انہوں نے اس حکم کو ان دوسرے کفاروں پر قیاس کیا ہے جن میں رقبہ کے ساتھ قرآن مجید میں مومن کی قید لگائی گئی ہے۔

کفارہ ظہار سے پہلے صحبت کر لینے کا بیان

3457 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ظَاهَرَ مِنْ أَمْرَاتِهِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي ظَاهَرْتُ مِنْ أَمْرَاتِي فَوَقَعْتُ قَبْلَ أَنْ أَكْفِّرَ . قَالَ "وَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ يَرْحَمُكَ اللَّهُ" . قَالَ رَأَيْتُ خَلْجَهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ . فَقَالَ "لَا تَقْرَبُهَا حَتَّى تَفْعَلَ مَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے پہلے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا تھا اور پھر اس کے ساتھ صحبت کر لی تھی اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا تھا پھر میں نے اس کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لی۔

نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے! تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھی (تو خود پر قابو نہیں پاسکا)۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تم اس کے قریب اُس وقت تک نہ جانا جب تک تم وہ نہ کر لو جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (یعنی جب تک تم ظہار کا کفارہ نہیں ادا کر لیتے اس وقت تک اپنی بیوی کے پاس نہ جانا)۔

کفارہ ظہار ادا کرنے سے پہلے جماع کرنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی کا مطلب یہ ہے کہ ظہار کیا پھر اس عورت کو روک رکھا یہاں تک کہ اتنا زمانہ گزر گیا کہ اگر چاہتا تو اس میں باقاعدہ طلاق دے سکتا تھا لیکن طلاق نہ دی۔

حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ پھر لوٹے جماع کی طرف یا ارادہ کرنے تو یہ حلال نہیں تاوقتیکہ مذکورہ کفارہ ادا نہ کرے۔ امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مراد اس سے جماع کا ارادہ یا پھر بسانے کا عزم یا جماع ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ وغیرہ کہتے ہیں مراد ظہار کی طرف لوٹنا ہے اس کی حرمت اور جاہلیت کے حکم کے اٹھ جانے کے

3457 - اخرجہ ابو داؤد فی الطلاق، باب فی الظہار (2223 و 2225 م) و (2221 و 2222 و 2224 و 2225) مرسلًا . و اخرجہ الرمذی فی الطلاق، باب ما جاء فی کفارة الظہار (الحديث 1199) و اخرجہ النسائي فی الطلاق، باب الظہار (الحديث 3458 و 3459) مرسلًا . و اخرجہ ابن ماجة فی الطلاق، باب المظاهر بجامع قبل ان يكفر (الحديث 2065) . تحفة الاشراف (6036) .

بعد پس جو شخص اب ظہار کرے گا اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی جب تک کہ یہ کفارہ ادا نہ کرے۔
حضرت سعید فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جس چیز کو اس نے اپنی جان پر حرام کر لیا تھا اب پھر اس کام کو کرنا چاہے تو اس کا کفارہ ادا کرے۔

حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ مجامعت کرنا چاہے ورنہ اور طرح چھونے میں قبل کفارہ کے بھی ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں۔ ابن عباس وغیرہ فرماتے ہیں یہاں مس سے مراد صحبت کرنا ہے۔ زہری فرماتے ہیں کہ ہاتھ لگانا پیار کرنا بھی کفارہ کی ادائیگی سے پہلے جائز نہیں۔

سنن میں ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے میں اس سے مل لیا آپ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے ایسا تو نے کیوں کیا؟ کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندنی رات میں اس کے غلخال کی چمک نے مجھے بیتاب کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اس سے قربت نہ کرنا جب تک کہ اللہ کے فرمان کے مطابق کفارہ ادا نہ کر دے، نسائی میں یہ حدیث مرسل مروی ہے اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ مرسل ہونے کو ادولی بتاتے ہیں۔ پھر کفارہ بیان ہو رہا ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، ہاں یہ قید نہیں کہ مومن ہی ہو جیسے قتل کے کفارے میں غلام کے مومن ہونے کی قید ہے۔
حضرت امام شافعی تو فرماتے ہیں یہ مطلق اس مقید پر محمول ہوگی کیونکہ غلام کو آزاد کرنے کی شرط جیسی وہاں ہے ایسی ہی یہاں بھی ہے، اس کی دلیل یہ حدیث بھی ہے کہ ایک سیاہ فام لونڈی کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسے آزاد کر دو یہ عموماً ہے، اوپر واقعہ گزر چکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہار کر کے پھر کفارہ سے قبل واقع ہونے والے کو آپ نے دوسرا کفارہ ادا کرنے کو نہیں فرمایا۔ پھر فرماتا ہے اس سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے یعنی دھمکایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں سے خبردار ہے اور تمہارے احوال کا عالم ہے۔ جو غلام کو آزاد کرنے پر قادر نہ ہو وہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھنے کے بعد اپنی بیوی سے اس صورت میں مل سکتا ہے اور اگر اس کا بھی مقدور نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کے بعد، پہلے حدیثیں گزر چکیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدم پہلی صورت پھر دوسری پھر تیسری، جیسے کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث میں بھی ہے جس میں آپ نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرنے والے کو فرمایا تھا۔

ہم نے یہ احکام اس لئے مقرر کئے ہیں کہ تمہارا کامل ایمان اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جائے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اس کے محرمات ہیں خبردار اس حرمت کو نہ توڑنا۔ جو کافر ہوں یعنی ایمان نہ لائیں حکم برداری نہ کریں شریعت کے احکام کی بے عزتی کریں ان سے لا پرواہی برتیں انہیں بلاؤں سے بچنے والا نہ سمجھو بلکہ ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں۔

3458 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ تَزَاهَرَ رَجُلٌ مِنْ أَمْرَاتِهِ فَأَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ يُكَفِّرَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ". قَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ خَلْعًا لَهَا نَزَّ سَاقِيهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا غَيْرَ لَهَا حَتَّى تَفْعَلَ مَا أَمَرَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ".

☆ ☆ عکرمہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کر لیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے ساتھ صحبت کر لی اس بات کا تذکرہ اس نے نبی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھی (راوی کو شک ہے شاید الفاظ ہیں:) اس کی پنڈلیاں دیکھیں (تو خود پر قابو نہیں پاسکا)۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تم اس سے الگ رہنا یہاں تک کہ تم وہ نہیں کر لیتے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے (یعنی جب تک تم کفارہ نہیں ادا کر دیتے)۔

ظہار ثابت کرنے والے اعضاء کی تشبیہ میں مذاہب اربعہ

بیوی کس کس سے تشبیہ دینا ظہار ہے؟ اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے: عامر شعمی کہتے ہیں کہ صرف ماں سے تشبیہ ظہار ہے، باقی اور کسی بات پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مگر فقہاء امت میں سے کسی گروہ بے بھی ان سے اس معاملہ میں اتفاق نہیں کیا ہے، کیونکہ قرآن نے ماں سے تشبیہ کو گناہ قرار دینے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہ نہایت بیہودہ اور جھوٹی بات ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ جن عورتوں کی حرمت ماں جیسی ہے ان کے ساتھ بیوی کو تشبیہ دینا بیہودگی اور جھوٹ میں اس سے کچھ مختلف نہیں ہے، اس لیے کوئی دلیل نہیں کہ اس کا حکم وہی نہ ہو جو ماں سے تشبیہ کا حکم ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حکم میں تمام وہ عورتیں داخل ہیں جو نسب یا رضاعت، یا ازدواجی رشتہ کی بنا پر آدمی کے لیے ابدًا حرام ہیں مگر وقتی طور پر جو عورتیں حرام ہوں اور کسی وقت حلال ہو سکتی ہوں وہ اس میں داخل نہیں ہیں۔ جیسے بیوی کی بہن، اس کی خالہ، اس کی پھوپھی، یا غیر عورت جو آدمی کے نکاح میں نہ ہو۔ ابدی محرمات میں سے کسی عورت کے کسی ایسے عضو کے ساتھ تشبیہ دینا جس پر نظر ڈالنا آدمی کے لیے حلال نہ ہو، ظہار ہوگا۔ البتہ بیوی کے ہاتھ، پاؤں، سر، بال، دانت وغیرہ کو ابدًا حرام عورت کی پیٹھ سے، یا بیوی کو اس کے سر، ہاتھ، پاؤں جیسے اجزائے جسم سے تشبیہ دینا ظہار نہ ہوگا کیونکہ ماں بہن کے ان اعضاء پر نگاہ ڈالنا حرام نہیں ہے۔ اسی طرح یہ کہنا کہ تیرا ہاتھ میری ماں کے ہاتھ جیسا ہے، یا تیرا پاؤں میری ماں کے پاؤں جیسا ہے، ظہار نہیں ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ اس حکم میں صرف وہی عورتیں داخل ہیں جو ہمیشہ حرام تھیں اور ہمیشہ حرام رہیں، یعنی ماں، بہن، بیٹی وغیرہ مگر وہ عورتیں اس میں داخل نہیں ہیں جو کبھی حلال رہ چکی ہوں، جیسے رضائی ماں، بہن، ساس اور بہو، یا کسی وقت حلال ہو سکتی ہوں، جیسے سالی۔ ان عارضی یا وقتی حرام عورتوں کے ماسوا ابدی حرمت رکھنے والی عورتوں میں سے کسی کے ان اعضاء کے ساتھ بیوی و تشبیہ دینا ظہار ہوگا جن کا ذکر بغرض اظہار اکرام و توقیر عادتہ نہیں کیا جاتا۔ رہے وہ اعضاء جن کا اظہار اکرام و توقیر کے کیا جاتا ہے تو

ان تشبیہ صرف اس صورت میں ظہار ہوگی جبکہ یہ بات ظہار کی نیت سے کہی جائے۔ مثلاً بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے لیے میری ماں کی آنکھ یا جان کی طرح ہے، یا ماں کے ہاتھ، پاؤں یا پیٹ کی طرح ہے، یا ماں کے پیٹ یا سینے سے بیوی کے پیٹ یا سینے کو تشبیہ دینا، یا بیوی کے سر، پیٹھ یا ہاتھ کو اپنے لیے ماں کی پیٹھ جیسا قرار دینا، یا بیوی کو یہ کہنا کہ تو میرے لیے میری ماں جیسی ہے، ظہار کی نیت سے ہو تو ظہار ہے اور عزت کی نیت سے ہو تو عزت ہے۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ ہر عورت جو آدمی کے لیے حرام ہو، اس سے بیوی کو تشبیہ دینا ظہار ہے، حتیٰ کہ بیوی سے یہ کہنا بھی ظہار کی تعریف میں آتا ہے تو میرے اوپر فلاں غیر عورت کی بیٹھ جیسی ہے، نیز وہ کہتے ہیں کہ ماں اور ابدی محرمات کے کسی عضو سے بیوی کو یا بیوی کے کسی عضو کو تشبیہ دینا ظہار ہے، اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ اعضاء ایسے ہوں جن پر نظر ذالنا حلال نہ ہو، کیونکہ ماں کے کسی عضو پر بھی اس طرح کی نظر ذالنا جیسی بیوی پر ڈالی جاتی ہے، حلال نہیں ہے۔

حنابلہ اس حکم میں تمام ان عورتوں کو داخل سمجھتے ہیں جو ابداً حرام ہوں، خواہ وہ پہلے کبھی حلال رہ چکی ہوں، مثلاً ساس، یا دودھ پلانے والی ماں رہیں وہ عورتیں جو بعد میں کسی وقت حلال ہو سکتی ہوں، (مثلاً سالی)، تو ان کے معاملہ میں امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ ان سے تشبیہ بھی ظہار ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان سے تشبیہ دینا ظہار کی تعریف میں آ جاتا ہے۔ البتہ بال، ناخن، دانت جیسے غیر مستقل اجزاء جسم اس حکم سے خارج ہیں۔

اعضاء سے متعلق ظہار میں فقہی بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں۔ یو ہیں اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔ (جوہرہ نمبرہ باب ظہار)

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ محارم سے مراد عام ہے نسبی ہوں یا رضاعی یا سسرالی رشتہ سے لہذا ماں بہن پھوپھی لڑکی اور رضاعی ماں اور بہن وغیرہما اور زوجہ کی ماں اور لڑکی جبکہ زوجہ خولہ ہو اور مدخولہ نہ ہو تو اس کی لڑکی سے تشبیہ دینے میں ظہار نہیں کہ وہ محارم میں نہیں۔ یو ہیں جس عورت سے اس کے باپ یا بیٹے نے معاذ اللہ زنا کیا ہے اس سے تشبیہ دی یا جس عورت سے اس نے زنا کیا ہے اس کی ماں یا لڑکی سے تشبیہ دی تو ظہار ہے۔ محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ صریح ہیں ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نیت نہ ہو یا طلاق کی نیت ہو یا اکرام کی نیت ہو، ہر حالت میں ظہار ہی ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانہ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاء تصدیق نہ کریں گے اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی۔ (در مختار، باب ظہار)

3459 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْمُعْتَمِرُ ح وَأَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَكَمَ بْنَ أَبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ أَتَى رَجُلٌ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّهُ ظَاهَرٌ مِنْ أَمْرَاتِهِ ثُمَّ غَشِيَهَا قَبْلَ أَنْ يَفْعَلَ مَا عَلَيْهِ . قَالَ "مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ" .
 قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ سَاقِيهَا فِي الْقَمَرِ . قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا عَتَرُ لِحَتِي
 تَقْضِي مَا عَلَيْكَ" . وَقَالَ إِسْحَاقُ فِي حَدِيثِهِ "لَا عَتَرُ لَهَا حَتَّى تَقْضِيَ مَا عَلَيْكَ" . وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .
 قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُرْسَلُ أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ .

☆ ☆ عکرمہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اس نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کیا پھر اس پر جو چیز لازم تھی اسے کرنے سے پہلے (یعنی ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے) اس نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت بھی کر لی۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھی (تو خود پر قابو نہیں پاسکا)۔
 نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم اب انگ رہنا جب تک تم اس چیز کو ادا نہیں کر دیتے جو تم پر لازم ہے (یعنی جب تک کفارہ ادا نہیں کر دیتے)۔
 اسحاق نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے روایت کے یہ الفاظ محمد بن عبد الاعلیٰ نامی راوی کے ہیں۔
 امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کا "مسند" کی بجائے "مرسل" ہونا زیادہ درست ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔
 مثل امی کہنے سے وقوع ظہار میں مذاہب اربعہ

اس امر میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر میری ماں کی بیٹھ جیسی ہے صریح ظہار ہے کیونکہ اہل عرب میں یہی ظہار کا طریقہ تھا اور قرآن مجید کا حکم اسی کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ البتہ اس امر میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ دوسرے الفاظ میں سے کون سے ایسے ہیں جو صریح ظہار کے حکم میں ہیں، اور کون سے ایسے ہیں جن کے ظہار ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ قائل کی نیت پر کیا جائے گا۔

حنفیہ کے نزدیک ظہار کے صریح الفاظ وہ ہیں جن میں صاف طور پر حلال عورت (بیوی) کو حرام عورت (یعنی محرمات اہل بیت) میں سے کسی عورت) سے تشبیہ دی گئی ہو، یا تشبیہ ایسے عضو سے دی گئی ہو جس پر نظر ڈالنا حلال نہیں ہے، جیسے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر ماں یا فلاں حرام عورت کے پیٹ یا ران جیسی ہے۔ ان کے سوا دوسرے الفاظ میں اختلاف کی گنجائش ہے۔ اگر کہے کہ تو میرے اوپر حرام ہے جیسے میری ماں کی بیٹھ تو امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ صریح ظہار ہے، لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک ظہار کی نیت ہو تو ظہار ہے اور طلاق کی نیت ہو تو طلاق۔ اگر کہے کہ تو میری ماں جیسی ہے یا میری ماں کی طرح ہے تو حنیفہ کا عام فتویٰ یہ ہے کہ یہ ظہار کی نیت سے ظہار ہے، طلاق کی نیت سے طلاق بائن، اور اگر کوئی نیت نہ ہو تو بے معنی ہے۔ لیکن امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ قطعی ہے۔ اگر بیوی کو ماں یا بہن یا بیٹی کہہ کر پکارے تو یہ سخت بیہودہ بات ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے کا اظہار فرمایا تھا، مگر اسے ظہار نہیں قرار دیا۔ اگر کہے کہ تو میرے اوپر ماں کی طرح حرام ہے تو یہ ظہار کی نیت سے ظہار ہے، طلاق کی نیت سے طلاق، اور کوئی نیت نہ ہو تو ظہار ہے۔ اگر کہے کہ تو میرے لیے ماں کی طرح یا ماں جیسی ہے تو نیت پوچھی

جائے گی۔ عزت اور توقیر کی نیت سے کہا ہو تو عزت اور توقیر ہے۔ طہار کی نیت سے کہا ہو تو طہار ہے۔ طلاق کی نیت سے کہا ہو تو طلاق ہے۔ کوئی نیت نہ ہو اور یونہی یہ بات کہہ دی ہو تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بے معنی ہے، امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر طہار کا تو نہیں مگر قسم کا کفارہ لازم آئے گا، اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ طہار ہے۔

شافعیہ کے نزدیک طہار کے صریح الفاظ یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ تو میرے نزدیک، یا میرے ساتھ، یا میرے لیے ایسی ہے جیسی میری ماں کی بیٹھ۔ یا تو میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے۔ یا تیرا جسم، یا تیرا بدن، یا تیرا نفس میرے لیے میری ماں کے جسم یا بدن یا جنس کی طرح ہے۔ ان کے سوا باقی تمام الفاظ میں قائل کی نیت پر فیصلہ ہوگا۔

حنابلہ کے نزدیک ہر وہ لفظ جس سے کسی شخص نے بیوی کو یا اس کے مستقل اعضاء میں سے کسی عضو کو کسی ایسی عورت سے جو اس کے لیے حرام ہے، یا اس کے مستقل اعضاء میں سے کسی عضو سے صاف صاف تشبیہ دی ہو، طہار کے معاملہ میں صریح مانا جائے گا۔

مالکیہ کا مسلک بھی قریب قریب یہی ہے، البتہ تفصیلات میں ان کے فتوے الگ الگ ہیں۔ مثلاً کسی شخص کی بیوی سے یہ کہنا کہ میرے لیے میری ماں جیسی ہے، یا میری ماں کی طرح ہے مالکیوں کے نزدیک طہار کی نیت سے ہو تو طہار ہے، طلاق کی نیت سے ہو تو طلاق اور کوئی نیت نہ ہو تو طہار ہے۔ حنبلیوں کے نزدیک یہ بشرط نیت صرف طہار قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ تو میری ماں ہے تو مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ طہار ہے اور حنابلہ کہتے ہیں کہ یہ بات اگر جھگڑے اور غصے کی حالت میں کہی گئی ہو تو طہار ہے، اور پیار محبت کی بات چیت میں کہی گئی ہو تو کو یہ بہت ہی بری بات ہے لیکن طہار نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کہے تجھے طلاق ہے تو میری ماں کی طرح ہے تو حنابلہ کے نزدیک یہ طلاق ہے نہ کہ طہار، اور اگر کہے تو میری ماں کی طرح ہے تجھے طلاق ہے تو طہار اور طلاق دونوں واقع ہو جائیں گے۔ یہ کہنا کہ تو میرے اوپر ایسی حرام ہے جیسی میری ماں کی بیٹھ مالکیہ اور حنابلہ دونوں کے نزدیک طہار ہے خواہ طلاق ہی کی نیت سے یہ الفاظ کہے گئے ہوں، یا نیت کچھ بھی نہ ہو۔

الفاظ طہار کی اس بحث میں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ فقہاء نے اس باب میں جتنی بحثیں کی ہیں وہ سب عربی زبان کی۔ لفظ اور محاورات سے تعلق رکھتی ہیں، اور ظاہر ہے کہ دنیا کی دوسری زبانیں بولنے والے نہ عربی زبان میں طہار کریں گے، نہ طہار کرتے وقت عربی الفاظ اور فقرہوں کا ٹھیک ٹھیک ترجمہ زبان سے ادا کریں گے۔ اس لیے کسی لفظ یا فقرے کے متعلق اگر یہ فیصلہ کرنا ہو کہ وہ طہار کی تعریف میں آتا ہے یا نہیں، تو اسے اس لحاظ سے نہیں جانچنا چاہیے کہ وہ فقہاء کے بیان کردہ الفاظ میں سے کس کا صحیح ترجمہ ہے، بلکہ صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا قائل نے بیوی کو جنسی تعلق کے لحاظ سے محرمات میں سے کسی کے ساتھ صاف صاف تشبیہ دی ہے، یا اس کے الفاظ میں دوسرے مفہومات کا بھی احتمال ہے؟ اس کی نمایاں ترین مثال خود وہ فقرہ ہے جس کے متعلق تمام فقہاء اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ عرب میں طہار کے لیے وہی بولا جاتا تھا اور قرآن مجید کا حکم اسی کے بارے میں نازل ہوا ہے، یعنی اَنْتِ عَلٰی كَقَدْحٍ خَمْرٍ (تو میرے اوپر میری ماں کی بیٹھ جیسی ہے)۔ غالباً دنیا کی کسی زبان میں، اور کم از کم اردو کی حد تک تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس زبان میں کوئی طہار کرنے والا ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا جو اس عربی فقرے کا لفظی ترجمہ ہوں۔

البتہ وہ اپنی زبان کے ایسے الفاظ ضرور استعمال کر سکتا ہے جن کا مفہوم ٹھیک وہی ہو جسے ادا کرنے کے لیے ایک عرب یہ فقرہ بولا کرتا تھا۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ تجھ سے مباشرت میرے لیے ایسی ہے جیسے اپنی ماں سے مباشرت، یا جیسے بعض جہلا بیوی سے کہہ بیٹھے ہیں کہ تیرے پاس آؤں تو اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اپنی ماں کے پاس جاؤں۔

بیوی کو مطلق حرام کہنے سے ظہار میں فقہی مذاہب اربعہ جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کر لے یعنی وہ کہے: تم مجھ پر حرام ہو، تو کیا یہ ظہار ہوگا یا کہ طلاق یا اس میں قسم کا کفارہ؟ اس میں فقہاء کرام کا بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ اقوال نقل کیے ہیں اور امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں بھی نقل کیے ہیں۔

ان میں رائج قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اس سے ظہار کی نیت کرے تو یہ ظہار ہوگا، اور اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق ہوگی اور اگر قسم کی نیت رکھتا ہو تو یہ قسم کہلائیگی، اس لیے یہ اس کی نیت پر منحصر ہے جو نیت کرے گا وہی معاملہ ہوگا، امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے، اور ایک روایت میں امام احمد رحمہ اللہ سے یہی منقول ہے۔ اور اگر وہ اس سے کچھ نیت نہ رکھے تو پھر اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور امام شافعی کا مسلک یہی ہے۔

کفارہ واجب ہونے کی دلیل صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ہے: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: "جب مرد اپنی بیوی کو اپنے لیے حرام کر لے تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کرے گا۔ اور انہوں نے فرمایا: تمہارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث، (4911) صحیح مسلم رقم الحدیث، (1473)۔)

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو "تم مجھ پر حرام ہو" کہے تو اس میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی، اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا، اور اگر بعینہ بغیر طلاق اور ظہار کے حرام ہونے کی نیت کی تو اس پر نفس لفظ کے ساتھ قسم کا کفارہ لازم ہوگا، لیکن یہ قسم نہیں کہلائیگی۔

اور اگر اس میں کچھ بھی نیت نہ کرے تو امام شافعی کے دو قول ہیں: ان میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر قسم کا کفارہ لازم آئے گا، اور دوسری قول یہ ہے کہ: یہ لغو ہے اس میں کچھ نہیں اور اس کے نتیجہ میں کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا، ہمارا یہی مذہب ہے۔

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں چودہ قول نقل کیے ہیں۔ پہلا: امام مالک علیہ الرحمہ کے مسلک میں مشہور یہ ہے کہ اس سے تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں، چاہے عورت سے دخول ہو چکا ہو یا نہ ہو، لیکن اگر اس نے تین طلاق سے کم کی نیت کی تو غیر مدخولہ عورت کے لیے خاص طور پر قبول کیا جائیگا، ان کا کہنا ہے: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید اور حسن اور حکم کا بھی یہی مسلک ہے۔

چنانچہ مالکیوں کا مسلک یہ ہے کہ: اس حرمت سے تین طلاق واقع ہو جائیگی، تو اس طرح بینونت کبری واقع ہو جائیگی اور ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قاضی نے اسی مذہب کی بنا پر حکم لگایا ہے، اور آپ کے خاوند کے قول: "آپ کے ساتھ زندگی بسر کرنا حرام ہے" کو

اس حرمت میں شامل کیا ہے جس میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

مالکیہ نے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے بھی زندگی بسر کرنا حرام قرار دیا اور اس سے اپنی بیوی کی نیت کی تو اس سے تین طلاق ہو جائیگی۔ حاشیۃ الدسوقی (2/382) اور فتح العلی المالک (2/34)

ہم نے اس مسئلہ میں فقہاء کے اقوال میں سے وہ قول پیش کیا ہے جو رائج معلوم ہوتا ہے، اور اس مسئلہ میں نیت کی طرف اشارہ کرنا باقی ہے، اور اسی طرح قسم یا طلاق یا ظہار کی نیت میں فرق بھی۔

اگر کوئی قائل یہ کہے کہ: ان تین امور (یعنی طلاق، ظہار اور قسم) میں کیا فرق ہے؟ تو ہم کہیں گے: ان میں فرق یہ ہے کہ: پہلی حالت: قسم میں اس نے حرام کرنے کی نیت نہیں کی لیکن ممانعت کی ایک قسم کی نیت کی ہے، یا تو معلق یا پھر غیر معلق، مثلاً وہ کہے: اگر تم نے ایسے کیا تو تم مجھ پر حرا ہو، تو یہ معلق ہے، اس کا مقصد اپنے لیے بیوی کو حرام کرنا نہ تھا، بلکہ اس کا مقصد تو بیوی کو اس کام سے روکنا اور منع کرنا ہے۔

اور اسی طرح یہ الفاظ: "تم مجھ پر حرام ہو" سے اس کا مقصد بیوی کو روکنا ہے، تو ہم یہ کہتے ہیں کہ: یہ قسم ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس چیز کو اپنے لیے حرام کیوں کرتے ہیں جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے، آپ اپنی بیویوں کی رضا مندی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا: یقیناً اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کو کھولنا واجب کر دیا ہے۔ اللہ کا فرمان: اللہ نے آپ کے لیے جو حلال کیا ہے۔ اس میں ما اسم موصولہ ہے جو عموم کا فائدہ دیتا ہے اور یہ بیوی اور لونڈی اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ سب کو شامل ہے، تو اس کا حکم قسم کا حکم ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: "جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تم مجھ پر حرام ہو تو یہ قسم ہے وہ اس کا کفارہ ادا کرے گا، اور اس کا اس آیت سے استدلال ظاہر ہے۔

دوسری حالت: اس سے خاندان طلاق کا ارادہ رکھتا ہو اور "تم مجھ پر حرام ہو" یعنی میں تجھے چھوڑنے والا ہوں، اور وہ اپنے ساتھ نہ رکھنا چاہتا ہو، اور وہ ان الفاظ کے ساتھ اسے چھوڑنے کا ارادہ کرے تو یہ طلاق کہلائیگی اس لیے کہ یہ علیحدگی کے لیے صحیح، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی"

تیسری حالت: اس سے ظہار کا ارادہ کیا ہو، ظہار کا معنی یہ ہے کہ وہ بیوی اس پر حرام ہے، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ظہار نہیں کیونکہ اس میں ظہار کے الفاظ نہیں ہیں۔

اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ ظہار ہے؛ کیونکہ بیوی سے ظہار کرنے والے کے قول کا معنی یہی ہے "تم مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہو" اس کا معنی حرام کے علاوہ کچھ نہیں لیکن اس نے اسے حرمت کے سب سے اعلیٰ درجہ سے مشابہت دی ہے اور وہ ماں کی پشت ہے، اس لیے کہ یہ اس پر سب سے زیادہ حرام ہے تو یہ ظہار کہلائیگا۔ (الشرح لمصح (5/476)

ظہار کی بعض شرائط میں مذاہب اربعہ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہار صرف اس شوہر کا معتبر ہے جو مسلمان ہو۔ ذمیوں پر ان احکام کا اطلاق نہیں ہوتا، کیونکہ قرآن مجید میں الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ کے الفاظ ارشاد ہوئے ہیں جن کا خطاب مسلمانوں سے ہے، اور تین قسم کے کفاروں میں سے ایک کفارہ قرآن میں روزہ بھی تجویز کیا گیا ہے جو ظاہر ہے کہ ذمیوں کے لیے نہیں ہو سکتا۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک یہ احکام ذمی اور مسلمان، دونوں کے ظہار پر نافذ ہوں گے، البتہ ذمی کے لیے روزہ نہیں ہے۔ دویا غلام آزاد کرے یا 60 مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

جو عاقل و بالغ آدمی ظہار کے صریح الفاظ بحالت ہوش و حواس زبان سے ادا کرے اس کا یہ عذر قابل قبول نہیں ہو سکتا کہ اس نے غصے میں، یا مذاق مذاق میں، یا پیار سے ایسا کہا، یا یہ کہ اس کی نیت ظہار کی نہ تھی۔ البتہ جو الفاظ اس معاملہ میں صریح نہیں ہیں، اور جن میں مختلف معنوں کا احتمال ہے، ان کا حکم الفاظ کی نوعیت پر منحصر ہے۔ آگے چل کر ہم بتائیں گے کہ ظہار کے صریح الفاظ کون سے ہیں اور غیر صریح کون سے۔

یہ امر متفق علیہ ہے کہ ظہار اس عورت سے کیا جاسکتا ہے جو آدمی کے نکاح میں ہو۔ البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ کیا غیر عورت سے بھی ظہار ہو سکتا ہے۔ اس معاملہ میں مختلف مسالک یہ ہیں۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ غیر عورت سے اگر آدمی یہ کہے کہ میں تجھ سے نکاح کروں تو میرے اوپر تو ایسی ہے جیسے میری ماں کی بیٹھ، تو جب بھی وہ اس سے نکاح کرے گا کفارہ ادا کیے بغیر اسے ہاتھ نہ لگا سکے گا۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے۔ ان کے زمانہ میں ایک شخص نے ایک عورت سے یہ بات کہی اور بعد میں اس سے نکاح کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے کفارہ ظہار دینا ہوگا۔

مالکیہ اور حنابلہ بھی یہی بات کہتے ہیں، اور وہ اس پر یہ اضافہ کرتے ہیں کہ اگر عورت کی تخصیص نہ کی گئی ہو بلکہ کہنے والے نے یوں کہا ہو کہ تمام عورتیں میرے اوپر ایسی ہیں، تو جس سے بھی وہ نکاح کرے گا اسے ہاتھ لگانے سے پہلے کفارہ دینا ہوگا۔ یہی دلیل سعید بن المسیب، عروہ بن زبیر، عطاء بن ابی رباح، حسن نصری اور اسحاق بن راہویہ کی ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ نکاح سے پہلے ظہار بالکل بے معنی ہے۔ ابن عباس اور قتادہ کی بھی یہی دلیل ہے۔

3460 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ لَقَدْ جَاءَتْ خَوْلَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُو زَوْجَهَا فَكَانَ يَخْفَى عَلَى كَلَامِهَا فَانْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا) الْآيَةَ .

3460 أخرجه البخاري في التوحيد، باب (وكان الله سمعاً بصيراً) (الحديث 7385م) تعليقا، مختصراً. وأخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب فيما تكررت الجهمية (الحديث 188)، وفي الطلاق، باب الظهار (الحديث 2063) مطولاً. نسخة الاشراف (16332).

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جو تمام آوازوں کو سن لیتا ہے ایک مرتبہ خولہ (نامی خاتون) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے اپنے شوہر کی شکایت کی اس کی بات مجھے سمجھ نہیں آ سکی (لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حکم نازل کر دیا جو یہ ہے:)

”اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تمہارے ساتھ بحث کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کر رہی تھی اللہ تعالیٰ تم دونوں کے مکالمے کو سن رہا تھا۔“

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے خاوند کے متعلق بحث اور تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے شکایت کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی باتیں سن رہا تھا بے شک اللہ بہت سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یہ کہتے ہیں کہ تمہاری پیٹھ میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے) وہ عورتیں ان کی حقیقت میں مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو صرف وہ ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں اور بے شک وہ ضرور بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور بہت معاف کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے۔ (المجادلہ: ۱۲-۱۳)

المجادلہ: حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی وہ حضرت اوس بن الصامت رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں۔ ان کا جسم بہت حسین تھا اور ان کے شوہر بہت شہوت اور بہت غصے والے تھے۔ انہوں نے ان کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے بلایا حضرت خولہ نے انکار کیا۔ انہوں نے کہا: تمہاری پشت مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے پھر وہ اپنے قول پر نادم ہوئے اور زمانہ جاہلیت میں ایلاء اور ظہار طلاق شمار ہوتا تھا۔ حضرت اوس نے کہا: میرا گمان ہے کہ تم مجھ پر حرام ہو چکی ہو۔ حضرت خولہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ طلاق نہیں ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے سر کی ایک جانب دھورہ تھیں۔ حضرت خولہ نے کہا: یا رسول اللہ! بے شک میرے خاوند حضرت اوس بن الصامت نے مجھ سے شادی کی تھی اس وقت میں جوان مالدار خوشحال اور رشتہ داروں والی تھی حتیٰ کہ جب حضرت اوس نے میرا مال کھا لیا اور میری جوانی ختم کر دی اور میرے رشتہ دار بکھر گئے اور میری عمر زیادہ ہو گئی تو انہوں نے مجھ سے ظہار کر لیا اور اب وہ نادم ہیں کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ وہ اور میں پھر سے جمع ہو جائیں اور وہ مجھ سے اپنی خواہش پوری کر سکیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر حرام ہو چکی ہو۔ حضرت خولہ نے کہا: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے۔ اس نے طلاق کا ذکر نہیں کیا اور وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: تم اس پر حرام ہو چکی ہو۔ حضرت خولہ نے کہا: پھر میں اللہ سے اپنے فقر و فاقہ اور تنہائی کا ذکر کرتی ہوں۔ انہوں نے میرے ساتھ بہت وقت گزارا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: میرا یہی گمان ہے کہ تم اس پر حرام ہو چکی ہو اور تمہارے معاملہ میں مجھے کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ وہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا مدعا عرض کرتی رہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے یہی فرماتے رہے کہ تم اس پر حرام ہو چکی ہو۔ اس نے کہا: میں اللہ سے اپنے فاقہ اور اپنی پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں یہ بچے

حضرت اوس کو دے دوں تو یہ ضائع ہو جائیں گے اور اگر میں ان بچوں کو اپنے پاس رکھوں تو یہ بھوکے رہیں گے پھر حضرت خولہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا اور کہنے لگیں: اے اللہ! میں تجھ سے شکایت کرتی ہوں اے اللہ! تو اپنے نبی کی زبان پر میری کشادگی کا حکم نازل فرما اور یہ اسلام میں پہلا ظہار کا واقعہ تھا۔ پھر حضرت عائشہ کھڑی ہو کر اپنے سر کی دوسری جانب دھونے لگیں۔ حضرت خولہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے معاملہ میں غور فرمائیں اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ حضرت عائشہ نے کہا: اپنی بات مختصر کرو اور زیادہ بحث نہ کرو۔ کیا تم دیکھ نہیں رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی کیا کیفیت ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔ جب آپ پر وحی نازل ہو چکی تو آپ نے اس سے فرمایا: اپنے خاوند کو بلاؤ۔ جب وہ اس کو بلا لائی تو آپ نے اس کے سامنے قدیم اللہ قول الی تجادلک الایات پڑھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: برکت والی ہے وہ ذات جس کی سماعت تمام آوازوں کو محیط ہے۔ بے شک وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہی تھی اور میں گھر کی ایک جانب ان کی کچھ باتیں سن رہی تھی اور بعض باتیں مجھ سے مخفی رہیں۔

(معالم التنزیل ج ۵ ص ۳۹-۳۸ مسند احمد ج ۶ ص ۴۱۰ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۲۱۴ سنن بیہقی ج ۷ ص ۳۸۹ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۴۲۷۹ سنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث: ۱۱۵۸۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۰۶۳-۱۸۸ تفسیر عبدالرزاق رقم الحدیث: ۱۱۱۸ المسند رک ج ۲ ص ۴۸۱)

ظہار کو زمانہ جاہلیت میں سب سے شدید طلاق قرار دیا جاتا تھا کیونکہ اس میں بیوی کی پشت کو اپنی ماں کی پشت سے تشبیہ دی جاتی تھی اور عربوں میں نکاح اور طلاق کے جو احکام تھے وہ اسلام میں اس وقت تک معتبر رہتے تھے جب تک اسلام میں ان احکام کو منسوخ نہیں کر دیا جاتا تھا اور اسلام میں ظہار کا یہ پہلا واقعہ تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے عرف کے موافق ابتداء اس کو برقرار رکھا۔ پھر جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اس مسئلہ سے دوچار ہوئیں اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں بہت بحث و تکرار کی اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تو اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کی اس رسم کو منسوخ فرما دیا اور ظہار کی مذمت میں المجادلہ: ۲ نازل ہوئی اور اس کے بعد آیات میں یہ بتایا کہ جب کوئی شخص ظہار کرنے کے بعد اس سے رجوع کرنا چاہے تو پھر اس کا کیا طریقہ ہے۔

ظہار کی تعریف اور اس کے حکم کا بیان

المجادلہ: ۲ میں فرمایا: جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ عورتیں ان کی حقیقت میں مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو صرف وہ ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے ہیں اور بے شک وہ ضرور بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور بہت معاف کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے۔

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی المتوفی ۵۷۳ھ لکھتے ہیں: جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اب اس سے عمل زوجیت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس کو چھونا اور اس کو بوسہ دینا جائز ہے حتیٰ کہ وہ اس ظہار کا کفارہ ادا کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے المجادلہ: ۳ میں فرمایا ہے۔

اور ظہار زمانہ جاہلیت کی طلاق تھی۔ شریعت نے اس کی اصل کو برقرار رکھا اور اس کے حکم کو وقت مقرر کی تحریم کی طرف کفارہ کے ساتھ منتقل کر دیا اور ظہار نکاح کو زائل کرنے والا نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ جھوٹ بولنے اور بری بات کہنے کا جرم ہے۔ اسی لئے اس کے مناسب یہ سزا ہے کہ ظہار کرنے والے پر اس کی بیوی کے ساتھ جماع کو حرام قرار دیا جائے اور کفارہ ادا کرنے سے یہ حرمت ساقط ہو جائے پھر جب اس عمل زوجیت کو حرام کیا گیا تو اس کے دوائی اور محرکات کو بھی حرام کر دیا گیا۔ اس کے برخلاف حائض اور روزہ دار کے ساتھ جماع کے محرکات کو حرام نہیں کیا گیا کیونکہ حیض اور روزہ کا اکثر وقوع ہوتا ہے کیونکہ اگر ان میں عمل زوجیت کے محرکات کو حرام قرار دیا جاتا تو اس سے حرج لازم آتا۔ اس کے برخلاف ظہار کا اتنا وقوع نہیں ہوتا۔ اس میں عمل زوجیت کے دوائی اور محرکات کو حرام قرار دینے سے حرج لازم نہیں آئے گا۔ (الہدایہ نسب المربع ۳ ص ۲۵۲-۲۵۳ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ)

ظہار کے الفاظ اور اس کی دیگر تفصیل کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ تم مجھ پر ایسی ہو جیسی میری ماں کی پشت ہے۔ اس کو لغوی اصطلاح میں ظہار کہتے ہیں۔ ظہار کی تعریف یہ ہے کہ بیوی یا اس کے کسی عضو کو اپنی ماں یا کسی اور محرم کی پشت یا کسی اور عضو سے تشبیہ دینا اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر بیوی سے جماع اور یوس و کنار وغیرہ حرام ہو جاتا ہے۔ جب تک وہ کفارہ ظہار نہ ادا کرے اور جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تم مجھ پر ایسی ہو جیسی میری ماں کا پیٹ یا اس کی ران ہے تو یہ بھی ظہار ہے اور اگر اس نے ماں کے علاوہ اپنی بہن یا اپنی پھوپھی یا رضاعی ماں یا کسی اور محرم کی پشت سے اپنی بیوی کو تشبیہ دی تو یہ بھی ظہار ہے اور اگر اس نے اپنی بیوی کے کسی عضو کو اپنی ماں سے تشبیہ دی مثلاً اپنی بیوی سے کہا: تمہارا سر میری ماں کی پشت کی طرح ہے یا تمہاری شرم گاہ یا تمہارا چہرہ یا تمہارا نصف یا تمہارا ٹٹ میری ماں کی طرف ہے تو یہ بھی ظہار ہے اور اگر اس نے کہا: تم میری ماں کی مثل ہو تو اس کا حکم اس کی نیت پر موقوف ہے۔ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ تم میری ماں کی طرح معزز ہو تو طلاق یا ظہار کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے کہا: میری نیت ظہار کی تھی تو یہ ظہار ہے اور اگر اس نے کہا: میری نیت طلاق کی تھی تو اس سے طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

(الہدایہ اولین ص ۴۱۰-۴۰۹ ملخصاً و موضحاً مطبوعہ مکتبہ شرکت علیہ لبنان)

بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں بہن کہنے سے طلاق واقع نہ ہونے کے دلائل

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنی زوجہ حضرت سارہ کے متعلق فرمایا: یہ میری بہن ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۳۵۸-۳۳۶۷ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۷۱ سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۱۶۶ مسند احمد رقم الحدیث: ۹۲۳۰ عالم الکتب)

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جس شخص نے بغیر کسی نیت کے اپنی بیوی کے متعلق کہا یہ میری بہن ہے تو اس کا یہ کہنا طلاق نہیں ہے۔

(عمدة القاری ج ۲ ص ۲۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ)

حضرت ابو تمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اپنی بیوی سے یہ کہتے ہوئے سنا اے میری

بہن! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ قرار دیا اور اس کو یہ کہنے سے منع فرمایا۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۲۱۱-۴۲۱۰ بیروت)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ قول ظہار نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے کراہت اور ممانعت کے اس کا اور کوئی حکم نہیں بیان فرمایا اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اسے بیٹی کہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (رد المحتار ج ۳ ص ۶۰۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

ان احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ بیوی کو بہن یا بیٹی کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بیوی کو میری ماں کہنے سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند اس لئے فرمایا کہ یہ واقع کے خلاف ہے اور جھوٹ ہے۔ اس پر صرف توبہ کرنا واجب ہے۔ فقہاء نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں بہن کہے تب بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ علامہ حسن بن منصور اوز جندی المعروف قاضی خاں متوفی ۵۹۲ھ لکھتے ہیں:

ولو قال لا مراۃ ان فعلت کذا فانت امی و نوى به التحريم فهو باطل لا يلزمه شيء
اور اگر اس نے اپنی بیوی سے کہا: اگر تو نے فلاں کام کیا تو تو میری ماں ہے اور اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی تو اس کا یہ قول باطل ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا یعنی اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی۔
قاضی خاں کی اس عبارت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو اپنی ماں یا بہن کہا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی خواہ اس نے طلاق کی نیت کی ہو۔

علامہ محمد بن علی بن محمد الحنفی الحنفی المتوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا کہا: تو میری ماں کی مثل ہے اور اس سے بیوی کے معزز ہونے کی نیت کی یا ظہار کی نیت کی یا طلاق کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہے اور جس کی اس نے نیت کی وہی حکم لاگو ہوگا اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی یا تشبیہ کا ذکر نہیں کیا (یعنی طلاق کی نیت سے کہا تو میری ماں ہے) تو اس کا یہ کلام لغو ہوگا۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۱۰۳ اور احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۹ھ)

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

انت امی بلا تشبیہ فانه باطل وان نوى:

ترجمہ: کسی شخص نے اپنی بیوی سے بغیر تشبیہ دیئے کہا: تو میری ماں ہے تو اس کا یہ قول باطل ہے خواہ اس نے طلاق کی

نیت کی ہو۔ (رد المحتار ج ۵ ص ۹۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

اسی طرح علامہ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ نے لکھا ہے: اور اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے تو اگر اس نے اپنی بیوی کے معزز ہونے کی نیت کی تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور اگر اس نے اس قول سے ظہار کی نیت کی ہے تو یہ ظہار ہوگا یا طلاق کی نیت کی ہے تو یہ طلاق بائن ہوگی اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی تو پھر اس قول سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا۔ (ملتی الـعزم مع مجمع النعمان ج ۲ ص ۱۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ)

نیز علامہ الکلیوبی نے لکھا ہے:

ظہار کی تعریف میں تشبیہ کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اگر کسی شخص نے بغیر تشبیہ دیئے اپنی بیوی سے کہا: تو میری ماں ہے یا میری

بہن ہے یا بیٹی ہے تو یہ ظہار نہیں ہے اور اگر اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نے فلاں کام کیا تو تو میری ماں ہے اور اس کی بیوی نے وہ کام کر لیا تو اس کا یہ قول باطل ہوگا خواہ اس نے اس قول سے بیوی کے حرام ہونے کی نیت کی ہو۔ (مجمع النہج ص ۱۱۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے بحالت غصہ اپنی زوجہ کو ماں بہن کہہ دیا مگر نان نفقہ دیتا رہا عورت اس کے نکاح میں رہی یا بحکم شرع شریف جاتی رہی؟

اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

الجواب: زوجہ کو ماں بہن کہنا خواہ یوں کہ اسے ماں بہن کہہ کر پکارے یا یوں کہے: تو میری ماں بہن ہے سخت گناہ و ناجائز ہے مگر اس سے نہ نکاح میں خلل آئے نہ توبہ کے سوا کچھ اور لازم ہو درمختار میں ہے:

اولاً: ینوشینا و حذف الکاف لغاوتین الا وئی ای البر یعنی الکرمۃ ویکرہ قولہ انت امی دیا انتی ویا اختی و نحوہ۔

ترجمہ: اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی یا تشبیہ کا ذکر نہیں کیا تو اوئی درجہ کا حکم متعین ہوگا یعنی عزت اور کرامت کا اور اس کا اپنی بیوی کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ تو میری ماں ہے یا یہ کہتا: اے میری بیٹی اور اے میری بہن اور اس کی مثل۔

(درمختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۱۰۳ و ارا حیات التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

علامہ شامی نے اس پر لکھا ہے: حذف الکاف بان قال انت امی و من بعض افطن جعلہ من باب زید اسد منتقى عن الهستانی قلب و بدل علیہ ما ذکرہ عن الفتح من انه لا بد من التصريح من الاداة۔ اسی میں ہے: انت امی بلا تشبیہ باطل و ان نوی۔

ترجمہ: اگر اس نے تشبیہ کا ذکر نہیں کیا اور باس طور اپنی بیوی سے کہا تو میری ماں ہے بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ یہ قول ایسا ہے جیسے کوئی کہے زید شیر ہے میں کہتا ہوں اس پر دلیل یہ ہے کہ ہم فتح القدر سے نقل کریں گے کہ تشبیہ کے حرف کا ذکر کرنا ضروری ہے نیز علامہ شامی نے کہا: بغیر تشبیہ کے بیوی کو یہ کہنا کہ تو میری ماں ہے باطل ہے خواہ اس نے طلاق کی نیت کی ہو۔ (رد المحتار ج ۵ ص ۹۸ و ارا حیات التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

ہاں اگر یوں کہا ہو کہ تو مثل یا مانند یا ماں بہن کی جگہ ہے تو اگر بہ نیت طلاق کہا تو ایک طلاق بائن ہوگئی اور عورت نکاح سے نکل گئی اور بہ نیت ظہار یا تحریم کہا یعنی یہ مراد ہے کہ مثل ماں بہن کے مجھ پر حرام ہے تو ظہار ہو گیا اب جب تک کفارہ نہ دے لے عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لینا یا بنظر شہوت اس کے کسی بدن کو چھونا یا بہ نگاہ شہوت اس کی شرم گاہ دیکھنا سب حرام ہو گیا اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ جماع سے پہلے ایک غلام آزاد کرے اس کی طاقت نہ ہو تو لگا تار دو مہینہ کے روزے رکھے اس کی بھی قوت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صدقہ فطر کی طرح اناج یا کھانا دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اگر ان میں کوئی نیت نہ تھی تو یہ لفظ بھی لغو و مہمل ہوگا جس سے طلاق یا کفارہ وغیرہ کچھ لازم نہ آئے گا درمختار میں ہے:

ان نوی بانت علی مثل امی او کامی و کذاب لو حذف علی (خانیہ) ہرا او ظہارا او طلاقا صحت نیتہ و وقع مانواہ و ان لم ینوشینا او حذف الکاف لغا۔

ترجمہ: اس نے بیوی سے کہا: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا کہا: تو میری ماں کی مثل ہے اور اس سے بیوی کے معزز ہونے کی نیت کی یا ظہار کی نیت کی یا طلاق کی نیت کی تو اس کی نیت صحیح ہے اور جس کی اس نے نیت کی ہے وہی حکم لاگو ہوگا اور اگر اس نے کوئی نیت نہیں کی یا تشبیہ کا ذکر نہیں کیا (یعنی طلاق کی نیت سے کہا: تو میری ماں ہے) تو اس کا یہ کلام لغو ہوگا۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۱۰۳ اور احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۹ھ)

ہند یہ میں خانیہ سے ہے: اکبر اس نے اپنے قول سے تحریم کی نیت کی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ سب کے نزدیک ظہار ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۶۳۱-۶۳۰ مطبوعہ سنی دارالاشاعت، لعل آباد)

اعلیٰ حضرت نے در مختار کی آخری عبارت جو نقل کی ہے اس میں یہ تصریح ہے کہ اگر اس نے بیوی کو طلاق کی نیت سے ماں بہن کہا تو یہ کلام لغو ہے اور اس سے طلاق نہیں ہوگی۔ اسی طرح علامہ شامی کی عبارت بھی گزر چکی ہے کہ اگر اس نے بیوی کو خواہ طلاق کی نیت سے کہا: تو میری ماں ہے تو یہ قول باطل ہے۔ (رد المحتار ج ۵ ص ۹۸) یعنی اس سے طلاق نہیں ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ صریحہ فتاویٰ قاضی خاں، الدر المختار، رد المحتار، ملتقى الابحار، مجمع الأنهر اور فتاویٰ رضویہ کی عبارات سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو میری ماں بہن ہے تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ خواہ اس نے یہ قول طلاق دینے کی نیت سے کہا ہو یا بیوی کو اپنے نفس پر حرام قرار دینے کی نیت سے کہا ہو۔ اس شخص کا یہ قول واقع کے خلاف ہے اور جھوٹ ہے اور اس پر واجب ہے کہ وہ اس جھوٹ سے توبہ کرے۔ ہم نے اس قدر تفصیل اس لئے کی ہے کہ یہ مسئلہ عامۃ الوقوع ہے لوگ غصہ میں بیوی کو ماں بہن کہہ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے طلاق ہوگئی۔ (تبیان القرآن، محامدہ، لاہور)

ظہار سے حرمت دلیل کا بیان

حضرت امام شافعی کا مطلب یہ ہے کہ ظہار کیا پھر اس عورت کو روک رکھا یہاں تک کہ اتنا زمانہ گزر گیا کہ اگر چاہتا تو اس میں باقاعدہ طلاق دے سکتا تھا لیکن طلاق نہ دی۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ پھر لوٹے جماع کی طرف یا ارادہ کرے تو یہ حلال نہیں تا وقتیکہ مذکورہ کفارہ ادا نہ کرے۔

امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مراد اس سے جماع کا ارادہ یا پھر بسانے کا عزم یا جماع ہے۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ وغیرہ کہتے ہیں مراد ظہار کی طرف لوٹنا ہے اس کی حرمت اور جاہلیت کے حکم کے اٹھ جانے کے بعد پس جو شخص اب ظہار کرے گا اس پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی جب تک کہ یہ کفارہ ادا نہ کرے،

حضرت سعید فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جس چیز کو اس نے اپنی جان پر حرام کر لیا تھا اب پھر اس کام کو کرنا چاہے تو اس کا کفارہ ادا کرے۔

حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ مجامعت کرنا چاہے ورنہ اور طرح چھونے میں قبل کفارہ کے بھی ان کے نزدیک کوئی حرج نہیں۔ ابن عباس وغیرہ فرماتے ہیں یہاں مس سے مراد صحبت کرنا ہے۔ زہری فرماتے ہیں کہ ہاتھ لگانا پیار کرنا بھی کفارہ کی ادائیگی سے پہلے جائز نہیں۔

کفارہ ظہار سے قبل جماع کرنے میں اعادہ کفارہ کے عدم پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سلمہ بن صحز بیاضی سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص ظہارہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کرے اس پر ایک کفارہ ہے یہ حدیث حسن غریب ہے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے سفیان، ثوری، مالک، شافعی، احمد، اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے بعض اہل علم کے نزدیک ایسے شخص پر دو کفارہ واجب ہیں۔ عبد الرحمن بن مہدی کا بھی یہی قول ہے۔ جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث 1210

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ظہار کرنے کے بعد اس سے صحبت کر بیٹھا پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے صحبت کر لی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے تمہیں کس چیز نے اس پر مجبور کیا وہ کہنے لگا میں نے چاند کی روشنی میں اس کی پازیب دیکھ لی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اللہ کا حکم (کفارہ ادا) پورا کرنے سے پہلے اس کے پاس نہ جانا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث 1211

اکثر علماء کا یہی مسلک ہے کہ اگر کوئی شخص ظہار کرے اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لے تو اس پر بھی ایک ہی کفارہ واجب ہوگا لیکن بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لینے کی صورت میں دو کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی ایک سے زائد دو یا تین اور چار بیویوں سے ظہار کرے یعنی ان سب سے یوں کہے کہ تم سب مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مانند حرام ہو تو اس صورت میں متفقہ طور پر تمام علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ شخص ان سب سے ظہار کرنے والا ہو جاتا ہے البتہ اس بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ اس پر کفارہ ایک واجب ہوگا یا کئی واجب ہوں گے۔

چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی کے نزدیک تو اس پر کئی کفارے واجب ہوں گے یعنی وہ ان بیویوں میں سے جس کسی کے ساتھ بھی جماع کا ارادہ کرے گا پہلے کفارہ ادا کرنا واجب ہوگا حسن، زہری اور ثوری وغیرہ کا بھی یہی قول ہے جبکہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور حضرت امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا یعنی وہ پہلے ایک کفارہ ادا کر دے اس کے بعد ہر بیوی کے ساتھ جماع کرنا جائز ہوگا۔

حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر آمادہ کیا یعنی کیا دلیل پیش آئی کہ تم کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر بیٹھے اس نے عرض کیا کہ پانہ نی میں اس کی پازیب کی سفیدی پر میری نظر پڑ گئی اور میں جماع کرنے سے پہلے اپنے آپ کو نہ روک سکا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔ اور اس کو یہ حکم دیا کہ اب دوبارہ اس سے اس وقت تک جماع نہ کرنا جب تک کفارہ ادا نہ کرو (ابن ماجہ، ترمذی نے بھی اسی طرح کی یعنی اس کے ہم معنی روایت نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، نیز ابوداؤد اور نسائی نے اس طرح کی روایت مسند اور مرسل نقل کی ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ مسند کی بہ نسبت مرسل زیادہ صحیح ہے۔

کفارات متفرقہ کے فرق کا بیان

یہ احکام جو کفارہ کے متعلق بیان کیے گئے یعنی غلام آزاد کرنے اور روزے رکھنے کے متعلق یہ ظہار کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر کفارہ کے یہی احکام ہیں۔ مثلاً قتل کا کفارہ یا روزہ رمضان توڑنے کا کفارہ، قسم کا کفارہ مگر قسم کے کفارہ میں تین روزے ہیں۔ اور یہ حکم کہ روزہ توڑ دیا تو سرے سے رکھنے ہوئے کفارہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جہاں پے درپے کی شرط ہو مثلاً پے درپے روزوں کی منت مانی تو یہاں بھی یہی حکم ہے البتہ اگر عورت نے رمضان کا روزہ توڑ دیا اور کفارہ میں روزے رکھ رہی تھی اور حیض آ گیا تو سرے سے رکھنے کا حکم نہیں بلکہ جتنے باقی ہیں ان کا رکنا کافی ہے۔ ہاں اگر اس حیض کے بعد آئہ ہو گئی یعنی اب ایسی عمر ہو گئی کہ حیض نہ آئے گا تو سرے سے رکھنے کا حکم دیا جائے گا کہ اب وہ پے درپے دو مہینے کے روزے رکھ سکتی ہے اور اگر اثنائے کفارہ میں عورت کے بچہ ہوا تو سرے سے رکھے۔ ظہار وغیر ظہار کے کفاروں میں ایک اور فرق ہے وہ یہ کہ غیر ظہار کے کفارے میں اگر رات میں وطی کی یادن میں بھول کر کی تو سرے سے روزے رکھنے کی حاجت نہیں۔ یونہی ظہار کے روزوں میں اگر بھول کر کھا لیا یا دوسری عورت سے بھول کر جماع کیا یا رات میں قصد اجماع کیا تو سرے سے رکھنے کی حاجت نہیں۔ (در مختار، کتاب طلاق، باب کفارہ)

کفارے کے روزوں میں قمری مہینوں میں مذاہب اربعہ

اس امر پر اتفاق ہے کہ مہینوں سے مراد ہلالی مہینے ہیں۔ اگر طلوع ہلال سے روزوں کا آغاز کیا جائے تو دو مہینے پورے کرنے ہوں گے۔ اگر بیچ میں کسی تاریخ سے شروع کیا جائے تو حنفیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ 60 روزے رکھنے چاہئیں۔ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ پہلے اور تیسرے مہینے میں مجموعی طور پر 30 روزے رکھ اور بیچ کا ہلالی مہینہ خواہ 29 کا ہو یا 30 کا، اس کے روزے رکھ لینے کافی ہیں۔ حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ روزے ایسے وقت شروع کرنے چاہئیں جب کہ بیچ میں نہ رمضان آئے نہ عیدین نہ یوم النحر اور ایام تشریق، کیونکہ کفارہ کے روزے رکھنے کے دوران میں رمضان کے روزے رکھنے اور عیدین اور یوم النحر اور ایام تشریق کے روزے چھڑنے سے دو مہینے کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے پڑیں گے۔ حنابلہ کہتے ہیں کہ بیچ میں رمضان کے روزے رکھنے اور حرام دنوں کے روزے نہ رکھنے سے تسلسل نہیں ٹوٹتا۔

دو مہینوں کے دوران میں خواہ آدمی کسی عذر کی بنا پر روزہ چھوڑے یا بلا عذر، دونوں صورتوں میں حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے۔ یہی دلیل امام محمد علیہ الرحمہ باقر، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر اور سفیان ثوری کی ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ اور امام احمد کے نزدیک مرض یا سفر کے عذر سے بیچ میں روزہ چھوڑا جاسکتا ہے اور اس سے تسلسل نہیں ٹوٹتا، البتہ بلا عذر روزہ چھوڑ دینے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ کفارہ کے روزے رمضان کے فرض روزوں زیادہ موکد نہیں ہیں۔ جب ان کو عذر کی بنا پر چھوڑا جاسکتا ہے تو کوئی دلیل نہیں یکہ ان کو نہ چھوڑا جاسکے۔ یہی قول حضرت عبداللہ بن عباس، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، سعید بن المسیب، عمرو بن دینار، شعبی طاؤس، مجاہد، اسحاق بن راہویہ، ابراہیم اور

الوثر ہے۔

دو مہینوں کے دوران میں اگر آدمی اس بیوی سے مباشرت کر بیٹھے جس سے اس نے ظہار کیا ہو، تو تمام ائمہ کے نزدیک اس کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور نئے سرے سے روزے رکھنے ہوں گے کیونکہ ہاتھ لگانے سے پہلے دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن اور سنت کی رو سے تیسرا کفارہ (یعنی 60 مسکینوں کا کھانا) وہ شخص دے سکتا ہے جو دوسرے کرنے (دو مہینے کے مسلسل روزوں) کی قدرت نہ رکھتا ہو۔

روزوں پر قدرت نہ رکھنے والے کا بیان

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کفارہ ظہار ادا کرنے والے میں روزے رکھنے پر بھی قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثنا میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھانا صدقہ نفل ہوگا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہونگے۔ اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت ان کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ (در مختار، باب کفارہ ظہار)

علامہ ابن عابدین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو ان میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع غویا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور انھیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنھیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں جن کی تفصیل صدقہ فطر کے بیان میں مذکور ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھلاوے اور شام کے لیے قیمت دیدے یا شام کو کھلاوے اور صبح کے کھانے کی قیمت دیدے یا دو دن صبح کو یا شام کو کھلاوے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جو دیدے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے۔

کھلانے میں پیٹ بھر کر کھانا شرط ہے اگرچہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ ہو جائیں اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ تھا تو اُس کا کھانا کافی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے اور اس سے اچھا کھانا ہو تو اور بہتر اور جو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے۔

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز بقدر صدقہ فطر اُسے دے دیا جب بھی ادا ہو گیا اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دے دیا ایک دفعہ میں یا ساٹھ دفعہ کر کے یا اُس کو سب بطور اباحت دیا تو صرف اُس ایک دن کا ادا ہوا۔ یونہی اگر تیس مساکین کو ایک ایک صاع گیہوں دیے یا دو دو صاع جو تو صرف تیس کو دینا قرار پائے گا یعنی

تیس مساکین کو پھر دینا پڑے گا یہ اس صورت میں ہے کہ ایک دن میں دیے ہوں اور دونوں میں دیے تو جائز ہے۔ ساتھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع گےہوں دیے تو ضرور ہے کہ ان میں ہر ایک کو اور پاؤ پاؤ صاع دے اور اگر ان کی عوض میں اور ساتھ مساکین کو پاؤ پاؤ صاع دیے تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ ایک سو بیس مساکین کو ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ ان میں سے ساتھ کو ہر ایک وقت کھلائے خواہ اسی دن یا کسی دوسرے دن اور اگر وہ نہ ملیں تو دوسرے ساتھ مساکین کو دونوں وقت کھلائے۔

(ذخائر، کتاب طلاق، باب ثمار)

روزوں پر عدم قدرت کے اعتبار میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

ائمہ اربعہ کے نزدیک روزوں پر قادر نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آدمی یا تو بڑھاپے کی دلیل سے قادر نہ ہو، یا مرض کے سبب سے، یا اس سبب سے کہ وہ مسلسل دو مہینے تک مباشرت سے پرہیز نہ کر سکتا ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ اس دوران میں کہیں بے مبری نہ کر بیٹھے۔ ان تینوں عذرات کا صحیح ہونا اس احادیث سے ثابت ہے جو فوس جن صامت انصاری اور سلمہ بن صخر بیاضی کے معاملہ میں وارد ہوئی ہیں۔ البتہ مرض کے معاملہ میں فقہاء کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ مرض کا عذر اس صورت میں صحیح ہوگا جب کہ یا تو اس کے زائل ہونے کی امید نہ ہو، یا روزوں سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر روزوں سے ایسی شدید مشقت لاحق ہوتی ہو جس سے آدمی کو یہ خطرہ ہو کہ دو مہینے کے دوران میں کہیں سلسلہ منقطع نہ کرنا پڑے، تو یہ عذر بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر آدمی کا گمان غالب یہ ہو کہ وہ مستقبل میں روزہ رکھنے کے قابل ہو سکے گا تو انتظار کر لے، اور اگر گمان غالب اس قابل نہ ہو سکے گا ہو تو مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ حنابلہ کہتے ہیں کہ روزے سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ بالکل کافی عذر ہے۔ کھانا صرف ان مساکین کو دیا جاسکتا ہے جن کا نفقہ آدمی کے ذمہ واجب نہ ہوتا ہو۔

حنفیہ کہتے ہیں کہ کھانا مسلمان اور ذمی، دونوں قسم کے مساکین کو دیا جاسکتا ہے، البتہ حربی اور مستامن کفار کو نہیں دیا جاسکتا۔ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی دلیل یہ ہے کہ صرف مسلمان مساکین ہی کو دیا جاسکتا ہے۔

یہ امر متفق علیہ ہے کہ کھانا دینے سے مراد دو وقت کا پیٹ بھر کھانا دینا ہے۔ البتہ کھانا دینے کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ دو وقت کی شکم سیری کے قابل غلہ دے دینا، یا کھانا پکا کر دو وقت کھلا دینا، دونوں یکساں صحیح ہیں، کیونکہ قرآن مجید میں اطعام کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی خوراک دینے کے بھی ہیں اور کھلانے کے بھی۔ مگر مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ پکا کر کھلانے کو صحیح نہیں سمجھتے بلکہ غلہ دے دینا ہی ضروری قرار دیتے ہیں غلہ دینے کی صورت میں یہ امر متفق علیہ ہے کہ وہ غلہ دینا چاہیے جو اس شہر یا علاقے کے لوگوں کی عام غذا ہو۔ اور سب مسکینوں کو برابر دینا چاہیے۔

حنفیہ کے نزدیک اگر ایک ہی مسکین کو 60 دن تک کھانا دیا جائے تو یہ بھی صحیح ہے، البتہ یہ صحیح نہیں ہے کہ ایک ہی دن اسے 60 دنوں کی خوراک دے دی جائے۔ لیکن باقی تینوں مذاہب ایک مسکین کو دینا صحیح نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک 60 ہی مساکین کو دینا ضروری ہے۔ اور یہ بات چاروں مذاہب میں جائز نہیں ہے کہ 60 آدمیوں کو ایک وقت کی خوراک اور دوسرے 60 آدمیوں کو

دوسرے وقت کی خوراک دی جائے۔

کفارے کی عدم تجزی میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

یہ بات چاروں مذاہب میں سے کسی میں جائز نہیں ہے کہ آدمی 30 دن کے روزے رکھے اور 30 مسکینوں کو کھانا دے۔ دو کفارے جمع نہیں کیے جاسکتے۔ روزے رکھنے ہوں تو پورے دو مہینوں کے مسلسل رکھنے چاہئیں۔ کھانا کھانا ہو تو 60 مسکینوں کو کھلایا جائے۔

اگرچہ قرآن مجید میں کفارہ طعام کے متعلق یہ الفاظ استعمال نہیں کیے گئے ہیں کہ یہ کفارہ بھی زوجین کے ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ادا ہونا چاہیے، لیکن فحوائے کلام اس کا مقتضی ہے کہ اس تیسرے کفارے پر بھی اس قید کا اطلاق ہوگا۔ اسی لیے ائمہ اربعہ نے اس کو جائز نہیں رکھا ہے کہ کفارہ طعام کے دوران میں آدمی بیوی کے پاس جائے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ جو شخص ایسا کر بیٹھے اس کے متعلق حنابلہ یہ حکم دیتے ہیں کہ اسے از سر جو کھانا دینا ہوگا۔ اور حنفیہ اس معاملہ میں رعایت کرتے ہیں، کیونکہ اس تیسرے کفارے کے معاملے میں مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَامًا کی صراحت نہیں ہے اور یہ چیز رعایت کی گنجائش دیتی ہے۔

یہ احکام فقہ کی حسب ذیل کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں: ہدایہ۔ فتح القدیر۔ بدایع الصنائع۔ احکام القرآن للحصاص۔ فقہ شافعی: المنہاج للنووی مع شرح مغنی المحتاج۔ تفسیر کبیر۔ فقہ مالکی: حادیۃ الد سوقی علی اشراح الکبریٰ۔ ہدایۃ المحتشد۔ احکام القرآن ابن عربی۔ فقہ حنبلی: المغنی لابن قدامہ۔ فقہ ظاہری: المحلی لابن حزم۔

باب مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ

یہ باب خلع کے بیان میں ہے

خلع کے معنی و مفہوم کا بیان

خلع خ کے پیش کے ساتھ خلع خ کے زیر کے ساتھ) اسم ہے خلع کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کو نکالنا اور عام طور پر یہ لفظ بدن سے کسی پہنی ہوئی چیز مثلاً کپڑے اور موزے وغیرہ اتارنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

شرعی اصطلاح میں اس لفظ کے معنی ہیں ملکیت نکاح کو مال کے عوض میں لفظ خلع کے ساتھ زائل کرنا یا ملکیت نکاح ختم کرنے کے لئے لفظ خلع کے ساتھ اپنی عورت سے مال لینا اس شرعی اصطلاح کی توضیح یہ ہے کہ اگر میاں بیوی میں اختلاف ہو جائے اور دونوں میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر اپنا مہر دے کر نجات حاصل کر لے مثلاً اپنے مرد سے کہے کہ اتار دو یہ لے کر خلع کر دو یعنی میری جان چھوڑ دو یا یوں کہے کہ جو مہر تمہارے ذمہ ہے اس کے عوض میری جان چھوڑ دو اس کے جواب میں مرد کہے کہ میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور دونوں میں جدائی ہو جائے گی۔

خلع سے مراد فسخ یا طلاق ہونے میں مذاہب اربعہ

مظہر نے لکھا ہے کہ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ اگر مرد عورت سے کہے کہ میں نے اتنے مال کے عوض تم سے خلع کیا اور بیوی کہے کہ میں نے قبول کیا اور پھر میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہو جائے تو آیا یہ طلاق ہے یا فسخ ہے، چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کا مسلک یہ ہے کہ یہ طلاق بائن ہے حضرت امام شافعی کا زیادہ صحیح قول بھی یہی ہے لیکن حضرت امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ یہ فسخ ہے اور حضرت امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے

اگر میاں بیوی کے باہمی اختلاف کی بنیاد شوہر کی زیادتی و سرکشی ہو اور شوہر کی اس زیادتی و سرکشی کی دلیل سے بیوی خلع چاہتی ہو تو اس صورت میں شوہر کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ خلع کے معاوضہ کے طور پر کوئی چیز مثلاً روپیہ وغیرہ لے اور اگر میاں بیوی کے باہمی اختلاف کی بنیاد بیوی کی نافرمانی و سرکشی ہو یعنی بیوی کی نافرمانی و بد اطواری کی دلیل سے خلع کی نوبت آئی ہو تو اس صورت میں شوہر کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ اس خلع کے عوض میں اس قدر رقم لے کہ اس نے عورت کے مہر میں جو رقم دی ہے اس سے بھی زیادہ ہو۔

خلع کے طلاق ہونے میں فقہ حنفی کی ترجیحی دلیل

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ثابت ابن قیس کی بیوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ثابت ابن قیس پر مجھے غصہ نہیں آتا اور نہ میں ان کی عادات اور ان کے دین میں کوئی عیب لگاتی ہوں لیکن میں اسلام میں کفر یعنی کفران نعمت یا گناہ کو پسند نہیں کر سکتی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ثابت ابن قیس کا باغ جو انہوں نے تمہیں مہر میں دیا ہے ان کو واپس کر سکتی ہو؟ ثابت کی بیوی نے کہا کہ ہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ثابت سے فرمایا کہ تم اپنا باغ لے لو اور اس کو ایک طلاق دیندو۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 475)

ثابت ابن قیس کی بیوی کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں اپنے شوہر سے اس لئے جدائی اختیار کرنا نہیں چاہتی کہ وہ بد اخلاق ہیں یا ان کی عادات مجھے پسند نہیں ہیں یا یہ کہ ان کے دین میں کچھ نقصان ہے بلکہ صورت حال یہ ہے کہ مجھے ان سے محبت نہیں ہے اور وہ طبعی طور پر مجھے ناپسند ہیں لیکن بہر حال وہ میرے شوہر ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے تئیں میری طرف سے کوئی ایسی حرکت نہ ہو جائے جو اسلامی حکم کے خلاف ہو مثلاً مجھ سے کوئی نافرمانی ہو جائے یا ان کی مرضی کے خلاف کوئی فعل سرزد ہو جائے تو ایسی صورت میں گویا کفران نعمت یا گناہ ہوگا جو مجھے گوارہ نہیں ہے اس لئے میں کیوں نہ ان سے جدائی اختیار کر لوں۔

کہا جاتا ہے کہ ثابت ابن قیس بہت بد صورت تھے اور ٹھگنے (پست) قد تھے اور ان کی بیوی کا نام حبیبہ یا جمیلہ تھا جو بہت خوبصورت اور حسین تھیں اسی لئے ان دونوں کا جوڑا بہت ناموزوں تھا اور ان کی بیوی ان کو پسند نہیں کرتی تھیں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عرض کے مطابق حضرت ثابت کو مصلحہ یہ حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو ایک طلاق دیدیں اس سے معلوم ہوا کہ طلاق دینے والے کے حق میں یہ ادلی افضل ہے کہ وہ ایک طلاق دے تاکہ اگر رجوع کرنا منظور ہو تو رجوع کر لے نیز اس سے یہ بات بھی

ثابت ہوئی کہ خلع طلاق ہے نسخ نہیں ہے چنانچہ صاحب ہدایہ نے اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی نقل کی ہے کہ الخلع تطليقة بائنة یعنی خلع طلاق بائن ہے۔
خلع کے یکطرفہ نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

فدیہ کے لفظ میں معاوضہ کا معنی ہے اور معاوضہ میں بائنی رضامندی ضروری ہے۔

وفی تسميته صلى الله عليه وسلم الخلع فديہ دليل على ان فيه معنى المعاوضة ولهذا اعتبر فيه رضا الزوجين (زاد المعاد)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خلع کا نام فدیہ رکھا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں معاوضہ کے معنی پائے جاتے ہیں اور اس لئے اس میں زوجین کی رضامندی کو لازمی قرار دیا۔

فان خفتم سے جملہ شرطیہ شروع ہوتا ہے اور فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ جملہ جزائیہ ہے، جزا سے کہیں یہ ثابت نہیں ہو رہا کہ اگر زوجین اندیشہ محسوس کریں کہ وہ اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو حکام ان کے درمیان تفریق کر دیں۔ :- خلع کی صورت میں شوہر کچھ مالی مفاد حاصل کر لیتا ہے جبکہ طلاق دینے کی صورت میں مالی فوائد سے یکسر محروم رہتا ہے، اس لئے بجائے طلاق کے شوہر کے لئے خلع باعث کشش ہے، بسا اوقات شوہر خلع دینے پر رضامند ہوتا ہے مگر بیوی یا تو جدائی ہی نہیں چاہتی یا چاہتی ہے مگر جدائی کے بدلے مہر وغیرہ سے دستبردار ہونے پر تیار نہیں ہوتی۔ سوال یہ ہے کہ کیا عدالت شوہر کی خواہش پر بیوی کو زبردستی خلع لینے پر مجبور کر سکتی ہے؟ ظاہر ہے عدالت ایسا اختیار نہیں رکھتی پس آیت شریفہ کی رو سے جس طرح بیوی کی رضامندی ضروری ہے اسی طرح شوہر کی رضامندی بھی ضروری ہے۔

ایک مقدمہ فرض کیجئے کہ شوہر طلاق نہیں دینا چاہتا اور عورت طلاق چاہتی ہے مگر مہر نہیں چھوڑنا چاہتی، علیحدگی کی کوئی اور معقول دلیل بھی موجود نہیں اور حکام کو صرف اندیشہ نہیں بلکہ یقین ہے کہ دونوں حدود اللہ قائم نہیں رکھ سکیں گے، کیا فان خفتم کے خطاب کی دلیل سے حکام زبردستی ان کا نکاح منسوخ اور کالعدم کر سکتے ہیں؟

آیت شریفہ اپنی گفتگو میں میاں بیوی دونوں کو شریک رکھتی ہے ولا تحل لکم سے شوہر کو مال واپس لینے سے منع کر دیا گیا ہے، الا ان یخافا سے ایک صورت میں اجازت دی گئی، ان لا ینقضا حدود اللہ کے الفاظ سے بدل خلع کے جواز کو بیان کیا گیا ہے، مگر مال کے بدلے علیحدگی کی صورت میں زوجین کو مال کی ادائیگی و وصولی میں گناہ کا شک ہو سکتا تھا، فلا جناح علیہما کے الفاظ سے اس تردد کو زائل کر دیا گیا۔

ہر وہ شخص جسے خن نہیں کا سلیقہ ہو وہ ان علیحدہ علیحدہ جملوں اور آیت شریفہ کے مجموعی تاثر سے یہی مفہوم اخذ کرے گا کہ خلع میں میاں بیوی دونوں کی رضامندی ضروری ہے جب تک زبان و بیان کے قاعدوں کا خون نہ کیا جائے، اور خواہشات کا رندہ قرآن کریم پر نہ چلایا جائے، اس وقت تک شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع کا جواز آیت شریفہ سے ثابت نہیں ہوتا۔

میاں بیوی مل کر نکاح کی صورت میں ایک گرہ لگاتے ہیں مگر قرآن کریم کے بیان کے مطابق یہ گرہ لگنے کے بعد صرف شوہر ہی اسے کھول سکتا ہے، یعنی طلاق کا اختیار صرف مرد کے ہاتھ میں ہے۔ الذی بیدہ عقدہ النکاح جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔

عمرو بن شعیب کی مرفوع روایت میں ہے جو سند کے لحاظ سے جس درجے سے کم نہیں کہ اس سے مراد شوہر ہے، حضرت علی اور ابن عباس سمیت صحابہ کی اکثریت سے یہی تفسیر مقول ہے، حافظ ابن جریر طبری نے بھی ناقابل انکار دلائل سے یہی ثابت کیا ہے خلع کی شرطیں بھی وہی ہیں جو طلاق کی ہیں، اور طلاق میں شوہر کی مرضی و اجازت شرط ہے اس لئے خلع میں بھی شوہر کی رضامندی شرط ہے، و شرطه شروط الطلاق (تادی ہندیہ) خلع کی شرائط وہی ہیں جو طلاق کی ہیں۔
حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور ظاہری سمیت تمام ائمہ مجتہدین اس نظریے میں ہم خیال وہم زبان ہیں کہ خلع میں میاں بیوی دونوں کی رضامندی شرط ہے۔

حنفلی مسلک: والخلع جائز عند السلطان وغيره لانه عقد يعتمد التراضي (المبسوط) شافعی
مسلک: لان الخلع طلاق فلا يكون لاحد ان يكلف عن احد اب ولا سيد ولا ولي ولا سلطان
(الامام الخافعی، مکتبہ الازہریہ)

مالکی مسلک: وتجبر على الرجوع اليه ان لم يرفرافهما بخلع او بغيره المنتقى
حنبلی مسلک لانه قطع عقد بالتراضي فلا شبه الاقالة ابن قدامة، المغنی دار المنار
ظاہری مسلک: الخلع هو الاقتداء وانما يجوز بتراضيهما (ابن حزم، المحلی اداره الطباعة المنيرية)

حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس کی بیوی (جمیلہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ثابت بن قیس کے اخلاق اور دین داری سے ناراض نہیں ہوں، لیکن میں اسلام لانے کے بعد کفر کی باتوں سے ڈرتی ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم ان کو ان کا باغ (جو انہوں نے بطور مہر دیا تھا) لوٹا دو گی؟ انہوں نے کہا ہاں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت سے کہا کہ تم باغ قبول کر لو اور انہیں ایک طلاق دے دو۔

بعض حضرات اس واقعے سے استدلال کرتے ہیں کہ مذکورہ خلع کا واقعہ شوہر کی مرضی کے خلاف ہوا تھا۔ مگر سنن نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ معاملہ شوہر کی رضامندی سے ہوا تھا۔ نسائی کے الفاظ یہ ہیں۔

فارس الى ثابت فقال له خذ الذي لها عليك، واخل سبيلها، قال نعم۔ (المطبوعہ امم)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ جو مال ان کا تم پر واجب ہے وہ لے لو اور ان کو چھوڑ دو، حضرت ثابت نے کہا ٹھیک ہے۔

قال نعم کے الفاظ اس مفہوم و مدعا میں بالکل واضح ہیں کہ حضرت ثابت نے خلع قبول کی تھی، اور جب شوہر خلع قبول کر لے تو بحث کی ضرورت ہی نہیں رہتی، علاوہ ازیں اگر صرف حاکم کا اطمینان کافی ہوتا جیسا کہ ہماری عدالتوں کا دستور ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ استفسار کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ کیا تم ان کا باغ لوٹا دو گی؟ بلکہ جوں ہی آپ خلع کی ضرورت محسوس فرماتے بحیثیت حاکم ہونے کے فیصلہ صادر فرما دیتے۔

رہا یہ امر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کو حکم دیا تھا کہ باغ لے لو اور اسے طلاق دے دو، تو اس حکم کی حیثیت محض مشورہ تھی جیسا کہ بخاری کے مستند شارحین حافظ ابن حجر، علامہ بیہقی اور قسطلانی نے لکھا ہے۔

هو امر ارشاد و اصلاح لا ایجاب (فتح الباری)

نیز اگر حاکم زوجین کی رضا مندی کے بغیر خلع کی ڈگری جاری کرنے کا مجاز ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ثابت سے طلاق کا حکم دینے کی ضرورت ہی نہ تھی، امام ابو بکر صامی رازی نے حضرت جمیلہ کے واقعے سے یہی نکتہ کشید کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

اگر یہ اختیار سلطان کو ہوتا کہ وہ یہ دیکھیں کہ زوجین حدود اللہ کو قائم نہیں کریں گے، تو ان کے درمیان خلع کا فیصلہ کر دے خواہ زوجین خلع چاہیں یا نہ چاہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے سوال ہی نہ فرماتے اور نہ شوہر سے یہ فرماتے کہ تم ان سے خلع کر لو، بلکہ خود خلع کا فیصلہ فرما کر عورت کو مرد سے چھڑا دیتے اور شوہر کو اس کا باغ واپس لوٹا دیتے، خواہ وہ دونوں اس سے انکار کرتے یا ان میں سے کوئی ایک انکار کرتے، چنانچہ لعان میں زوجین کے درمیان تفریق کا اختیار چونکہ حاکم کو ہوتا ہے اس لئے وہ لعان کرنے والے شوہر سے نہیں کہتا کہ تم اپنے بیوی کو چھوڑ دو بلکہ خود ان دونوں کے درمیان تفریق کر دیتا ہے۔ (احکام القرآن، سبیل اکیڈمی لاہور)

حکمین کا اختیار تفریق کا بیان

زوجین کے پاس مفاہمت کے لئے جو حکمین بھیجے جاتے ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک اگر وہ مناسب سمجھیں تو زوجین میں تفریق بھی کر سکتے ہیں۔ بعض دیگر ائمہ بھی اس سلسلے میں امام مالک علیہ الرحمہ کے ہم خیال ہیں، جب کہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور دوسرے تمام فقہاء رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جب تک شوہر حکمین کو تفریق کے سلسلے میں اپنا نمائندہ و مختار نہ بنائیں اس وقت تک ان کو شوہر کی مرضی کے بغیر تفریق کرنے کا حق حاصل نہیں، دونوں جانب کے فقہاء نے سورہ نساء کی آیت نمبر اور چند آثار سے استدلال کیا ہے۔ سورہ نساء میں ہے: اگر وہ دونوں (حکمین) اصلاح کا ارادہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ زوجین کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا۔

آیت شریفہ کے اس ٹکڑے سے معلوم ہوتا ہے کہ حکمین تفریق و علیحدگی کے لئے نہیں بلکہ پھوٹ سے بچانے کے لئے

جار ہے ہیں۔ امام شافعی نے کتاب الام میں ذکر کیا ہے۔
حاکم کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ حکمین کو اپنی دلیل سے شوہر کے حکم کے بغیر تفریق کا حکم دے۔

لیس له ان يامرهما يفرقان ان رايالا بامر الزوج (کتاب الام)
ابن حزم لفظا ہری بہت سختی کے ساتھ لکھتے ہیں۔

لیس فی الآیة ولا شئی من السنن ان للحکمین ان یفرقا ولا ان ذالک للحاکم المحلی۔ ادارہ
طباعة منیریه

یعنی کسی آیت یا کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا، کہ حکمین کو میاں بیوی کے درمیاں علیحدگی کرنے کا اختیار ہے اور نہ یہ
اختیار حاکم کو ثابت ہوتا ہے۔

معقول اسباب کی بناء پر تفریق کا بیان

جو حقوق بیوی کے شوہر پر واجب ہیں وہ دو قسم پر ہیں: ایک وہ ہیں جو قانونی حیثیت رکھتے ہیں جن کے بغیر نکاح کے مقاصد
اور مصالح حاصل نہیں کئے جاسکتے، مثلاً نان و نفقہ کی ادائیگی، وظائف زوجیت وغیرہ۔ یہ حقوق بزور عدالت حاصل کئے جاسکتے ہیں
بعض اوقات عورت بہت مشکل سے دوچار ہو جاتی ہے۔ ظالم شوہر نہ آباد کرتا ہے اور نہ خوش اسلوبی سے رہائی دیتا ہے۔ کبھی لاپتہ ہو
جاتا ہے، کبھی پاگل ہوتا ہے، کبھی نامرد ہوتا ہے اور کبھی جان بوجھ کر نان نفقہ ادا نہیں کرتا۔ ایسی صورتوں میں شوہر پر واجب ہو جاتا
ہے، کہ وہ طلاق دے دے اگر وہ طلاق سے انکار کرے تو عدالت اس کی مرضی کے بغیر تنسیخ نکاح کر سکتی ہے۔

اس کے برخلاف بعض حقوق ایسے ہیں جن کی ادائیگی شوہر پر دیا جاتا ضروری ہے، لیکن وہ قانونی حیثیت نہیں رکھتے اور انہیں
بزور عدالت حاصل نہیں کیا جاسکتا، مثلاً شوہر بیوی کے ساتھ حسن سلوک یا خوش اخلاقی کے ساتھ پیش نہ آتا ہو ایسے حقوق کو بذریعہ
عدالت نہیں منوایا جاسکتا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر یک طرفہ طور پر خلع کی ڈگری صادر کرنا از روئے شرع
درست نہیں۔

بلا سبب طلاق کا مطالبہ کرنے کے لئے وعید

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے فرمایا جو خاتون کسی تکلیف کے بغیر اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ
کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہوگی۔ (سنن دارمی: جلد دوم: رقم الحدیث 1280)

بغیر کسی سبب کے خلع کی ممانعت کا بیان

3461 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا الْمَخْزُومِيَّ - وَهُوَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ

عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ "الْمُنْزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ

الْمَنَافِقَاتُ“۔ قَالَ الْحَسَنُ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ غَيْرِ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ شَيْئًا۔

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”(کسی وجہ کے بغیر شوہروں) علیحدگی اختیار کرنے والی اور خلع لینے والی عورتیں ہی منافق ہوتی ہیں۔“

حسن نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنی ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: حسن نامی راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کوئی بھی حدیث نہیں سنی ہے۔

خلع کے طلاق ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں۔ کہ خلع کو بعض حضرات طلاق میں شمار نہیں کرتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے اپنی بیوی

کو دو طلاقیں دے دیں ہیں پھر اس عورت نے خلع کرا لیا ہے تو اگر خاوند چاہے تو اس سے پھر بھی نکاح کر سکتا ہے اور اس پر دلیل یہی

آیت وارد کرتے ہیں۔

یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے، حضرت عکرمہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ طلاق نہیں، دیکھو آیت کے اول و آخر طلاق کا ذکر ہے پہلے

دو طلاقیں کا پھر آخر میں تیسری طلاق کا اور درمیان میں جو خلع کا ذکر ہے، پس معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہیں بلکہ نسخ ہے۔ امیر المومنین

حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عمر طاؤس عکرمہ، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، داؤد بن علی ظاہری کا بھی یہی مذہب

ہے۔ امام شافعی کا بھی قدیم قول یہی ہے اور آیت کے ظاہری الفاظ بھی یہی ہیں۔ بعض دیگر بزرگ فرماتے ہیں کہ خلع طلاق بائن

ہے اور اگر ایک سے زیادہ کی نیت ہوگی تو وہ بھی معتبر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ام بکر اسلمیہ نے اپنے خاوند عبد اللہ بن خالد سے

خلع لیا اور حضرت عثمان نے اسے ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا اور ساتھ ہی فرما دیا کہ اگر کچھ سامان لیا ہو تو جتنا سامان لیا ہو وہ ہے،

لیکن یہ اثر ضعیف ہے۔

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، سعید بن مسیب، حسن، عطاء، شریح، شعبی، ابراہیم، جابر بن زید،

مالک، ابو حنیفہ اور ان کے ساتھی ثوری، اوزاعی، ابو عثمان جی کا یہی قول ہے کہ خلع طلاق ہے۔ امام شافعی کا بھی جدید قول یہی ہے،

ہاں حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر دو طلاق کی نیت خلع دینے والے کی ہے تو دو ہو جائیں گی۔ اگر کچھ کچھ لفظ نہ کہے اور مطلق خلع ہو تو ایک

طلاق بائن ہوگی اگر تین کی نیت ہے تو تین ہو جائیں گی۔ امام شافعی کا ایک اور قول بھی ہے کہ اگر طلاق کا لفظ نہیں اور کوئی دلیل و

شہادت بھی نہیں تو وہ بالکل کوئی چیز نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

طلاق، خلع اور نسخ نکاح کے فرق کا بیان

طلاق صرف خاوند کے الفاظ اور اس کے اختیار و رضا سے ہوتی ہے، نسخ نکاح خاوند کے الفاظ کے بغیر بھی ہو جاتا ہے۔

اس میں خاوند کی رضا اور اختیار کی شرط نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "ہر وہ جس سے تفریق اور علیحدگی کا فیصلہ کیا جائے اور خاوند اس کے الفاظ نہ بولے، اور اسے نہ چاہے۔ تو یہ علیحدگی طلاق نہیں کہلائیگی۔ (الام 5/128)۔

2 طلاق کے کئی ایک اسباب ہیں، اور بعض اوقات بغیر کسی سبب کے بھی ہو سکتی ہے، بلکہ طلاق تو صرف خاوند کا اپنی بیوی کو چھوڑنے کی رغبت سے ہوگی۔

لیکن فسخ نکاح کے لیے سبب کا ہونا ضروری ہے جو فسخ کو واجب یا مباح کرے۔ فسخ نکاح ثابت ہونے والے اسباب کی مثالیں: خاوند اور بیوی کے مابین کفو و مناسبت نہ ہونا جنہوں نے لزوم عقد میں اس کی شرط لگائی ہے۔ جب خاوند یا بیوی میں سے کوئی ایک اسلام سے مرتد ہو جائے، اور دین اسلام میں واپس نہ آئے۔ جب خاوند اسلام قبول کر لے اور بیوی اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے، اور وہ مشرک ہو اور اہل کتاب سے تعلق نہ رکھتی ہو۔

خاوند اور بیوی میں لعان ہو جائے۔ خاوند کا نفقہ و اخراجات سے تنگ اور عاجز ہو جانا، جب بیوی فسخ نکاح طلب کرے۔ خاوند یا بیوی میں سے کسی ایک میں ایسا عیب پایا جائے جو استمتاع میں مانع ہو، یا پھر دونوں میں نفرت پیدا کرنے کا باعث بنے۔

3 فسخ نکاح کے بعد خاوند کو رجوع کا حق حاصل نہیں اس لیے وہ اسے نئے عقد نکاح اور عورت کی رضامندی سے ہی واپس لا سکتا ہے۔ لیکن طلاق رجعی کی عدت میں وہ اس کی بیوی ہے، اور اسے پہلی اور دوسری طلاق کے بعد اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے، چاہے بیوی راضی ہو یا راضی نہ ہو۔

فسخ نکاح میں مرد جن طلاقوں کی تعداد کا مالک ہے اسے شمار نہیں کیا جاتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اور خاوند اور بیوی کے مابین جو فسخ نکاح ہو تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، نہ تو ایک اور نہ ہی اس کے بعد۔ (کتاب الام 5/199)۔

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں: "فسخ نکاح اور طلاق میں فرق یہ ہے کہ اگرچہ ہر ایک سے خاوند اور بیوی میں علیحدگی اور تفریق ہو جاتی ہے: فسخ یہ ہے کہ جب اس کے بعد خاوند اور بیوی دوبارہ نکاح کریں تو وہ پہلی عصمت پر ہیں، اور عورت اپنے خاوند کے پاس تین طلاق پر ہوگی (یعنی خاوند کو تین طلاق کا حق ہوگا) اور اگر اس نے فسخ نکاح سے قبل طلاق دی اور رجوع کر لیا تو اس کے پاس دو طلاقیں ہوگی۔ (الاسد کار 6/181)۔

3462 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أُنْبَأَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغُلَسِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ هَذِهِ" - قَالَتْ أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ "مَا شَأْنُكَ" - قَالَتْ لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ - لِرُؤُوسِهَا فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَذْكُرَ" - فَقَالَتْ حَبِيبَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتٍ "خُذْ مِنْهَا" - فَاخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا .

★★ عمرہ بنت عبدالرحمن بیان کرتی ہیں: سیدہ حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز ادا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلے تو آپ ﷺ نے اندھیرے میں اپنے دروازے کے پاس حبیبہ بنت سہل کو کھڑے ہوئے پایا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں حبیبہ بنت سہل ہوں یا رسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے عرض کی: میرا اور ثابت بن قیس کا گزارا نہیں ہو سکتا اس نے اپنے شوہر کے بارے میں یہ بات کہی پھر ثابت بن قیس بھی آگئے تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ حبیبہ بنت سہل ہے جس نے جو اللہ کو منظور تھا وہ بیان کیا ہے تو حبیبہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! انہوں نے جو کچھ بھی مجھے دیا تھا وہ میرے پاس ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ثابت سے فرمایا: تم اس سے وہ وصول کر لو۔

انہوں نے اس خاتون سے وہ وصول کر لیا اور وہ عورت اپنے میکے چلی گئی۔

3463 - أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ ابْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَمَّا إِنِّي مَا أَعِيبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقِي وَلَا دِينِي وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اتَّوَدِّعِينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ" . قَالَتْ نَعَمْ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْبِلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ثابت بن قیس کے اخلاق یا ان کے دین کے حوالے سے مجھے ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن میں مسلمان ہونے کے باوجود (شوہر کی) ناشکری کو پسند نہیں کرتی ہوں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اس کا باغ اس کو واپس کر دو گی؟ جو اس نے تمہیں مہر کے طور پر ادا کیا تھا؟ تو اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم اس سے باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔

خلع میں زیادہ مال لینے سے متعلق مذاہب اربعہ

جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ خلع عورت اپنے سے دیئے ہوئے سے زیادہ لے تو بھی جائز ہے کیونکہ قرآن نے آیت (فی ما ائنت بہ) فرمایا ہے، حضرت عمر کے پاس ایک عورت اپنے خاوند سے بگڑی ہوئی آئی، آپ نے فرمایا اسے گندگی والے گھر میں قید کر دو پھر قید خانہ سے اسے بلوایا اور کہا کیا حال ہے؟ اس نے کہا آرام کی راتیں مجھ پر میری زندگی میں یہی گزری ہیں۔ آپ نے اس کے خاوند سے فرمایا اس سے خلع کر لے۔ اگرچہ گوشتوارہ کے بدلے ہی ہو، ایک روایت میں ہے اسے تین دن وہاں قید رکھا تھا، ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر یہ اپنی چٹیا کی دھجی بھی دے تو لے لے اور اسے الگ کر دے۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں اس کے سوا سب کچھ لے کر بھی خلع ہو سکتا ہے۔

ربیع بنت معوذ بن عفراء فرماتی ہیں میرے خاوند اگر موجود ہوتے تو بھی میرے ساتھ سلوک کرنے میں کمی کرتے اور کہیں چھ جاتے تو بالکل ہی محروم کر دیتے۔ ایک مرتبہ جھگڑے کے موقع پر میں نے کہہ دیا کہ میری ملکیت میں جو کچھ ہے لے لو اور مجھے خلع دے۔ اس نے کہا اور یہ معاملہ فیصل ہو گیا لیکن میرے چچا معاذ بن عفراء اس قصہ کو لے کر حضرت عثمان کے پاس گئے۔ عثمان نے بھی اسے برقرار رکھا اور فرمایا کہ چوٹی کی دھجی چھوڑ کر سب کچھ لے لو، بعض روایتوں میں ہے یہ بھی اور اس (سیس) چھوٹی چیز بھی غرض اسے برقرار رکھا اور فرمایا کہ چوٹی کی دھجی چھوڑ کر سب کچھ لے لو، پس مطلب ان واقعات کا یہ ہے کہ یہ دلیل ہے اس پر کہ عورت کے پاس جو کچھ ہے دے کر وہ خلع کر سکتی ہے اور سب کچھ لے لو، پس مطلب ان واقعات کا یہ ہے کہ یہ دلیل ہے اس پر کہ عورت کے پاس جو کچھ ہے دے کر وہ خلع کر سکتی ہے اور خاوند اپنی دی ہوئی چیز سے زائد لے کر بھی خلع کر سکتا ہے۔

ابن عمر، ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، ابراہیم نخعی، قیسہ بن ذویب، حسن بن صالح عثمان رحمہ اللہ جمعین بھی یہی فرماتے ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمہ، لیث، امام شافعی اور ابو ثور کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام ابن جریر بھی اسی کو پسند فرماتے ہیں۔ اور اصحاب ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اگر قصور اور ضرر رسائی عورت کی طرف سے ہو تو خاوند کو جائز ہے کہ جو اس نے دیا ہے واپس لے لے، لیکن اس سے زیادہ لینا جائز نہیں۔ گویا وہ لے لے تو بھی قضاء کے وقت جائز ہوگا اور اگر خاوند کی اپنی جانب سے زیادتی ہو تو اسے کچھ بھی لینا جائز نہیں۔ گو، لے لے تو قضا جائز ہوگا۔

امام احمد ابو عبید اور اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ خاوند کو اپنے دیئے ہوئے سے زیادہ لینا جائز ہی نہیں۔ سعید بن مسیب عطاء عمرو بن شعیب زہری طاؤس حسن شعبی حماد بن ابوسلیمان اور ربیع بن انس کا بھی یہی مذہب ہے۔ عمر اور حاکم کہتے ہیں حضرت علی کا بھی یہ فیصلہ ہے۔

اوزاعی کا فرمان ہے کہ قاضیوں کا فیصلہ ہے کہ دیئے ہوئے سے زیادہ کو جائز نہیں جانتے۔ اس مذہب کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے جس میں ہے کہ اپنا باغ لے لو اور اس سے زیادہ نہ لو۔ مسند عبد بن حمید میں بھی ایک مرفوع حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع لینے والی عورت سے اپنے دیئے ہوئے سے زیادہ لینا مکروہ رکھا، اور اس صورت میں جو کچھ فدیہ وہ دے دے گا، کا غنہ قرآن میں ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دیئے ہوئے میں سے جو کچھ دے، کیونکہ اس سے پہلے یہ فرمان موجود ہے کہ تم نے جو انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ نہ لو، ربیع کی قرأت میں بہ کے بعد منہ کا لفظ بھی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ حدود اللہ ہیں ان سے تجاوز نہ کرو ورنہ گنہگار ہوں گے۔

عدت میں حق طلاق پر مذہب فقہاء

اس عورت پر عدت کے اندر اگر دوسری طلاق بھی واقع ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کے تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ نہیں، کیونکہ وہ عورت اپنے نفس کی مالک ہے اور اس خاوند سے الگ ہو گئی ہے، ابن عباس ابن زبیر عکرمہ جابر بن زید حسن بصری شافعی احمد اسحاق ابو ثور کا یہی قول ہے۔

دوسرا قول امام مالک علیہ الرحمہ کا ہے کہ اگر خلع کے ساتھ ہی بغیر خاموش رہے طلاق دے دے تو واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں،

یہ مثل اس کے ہے جو حضرت عثمان سے مروی ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ عدت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ ابو حنیفہ ان کے اصحاب، ثوری، اوزاعی، سعید بن مسیب، شریح، طاؤس، ابراہیم، زہری، حاکم، حکم اور حماد کا بھی یہی قول ہے۔

ابن مسعود اور ابوالدرداء سے بھی یہ مروی تو ہے لیکن ثابت نہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے نہ بڑھو، فرائض کو ضائع نہ کرو، محارم کی بھرتی نہ کرو، جن چیزوں کا ذکر شریعت میں نہیں تم بھی ان سے خاموش رہو کیونکہ اللہ کی ذات بھول چوک سے پاک ہے۔ اس آیت سے استدلال ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ تینوں طلاقیں ایک مرتبہ ہی دینا حرام ہیں۔ لکھتے اور ان کے موافقین کا یہی مذہب ہے، ان کے نزدیک سنت طریقہ یہی ہے کہ طلاق ایک ایک دی جائے کیونکہ آیت (الطلاق مرتان) کہا پھر فرمایا کہ یہ حدیں ہیں اللہ کی، ان سے تجاوز نہ کرو،

اس کی تقویت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو سنن نسائی میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو تینوں طلاقیں ایک ساتھ دی ہیں۔ آپ سخت غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کیا میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جانے لگا۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں اس شخص کو قتل کرو، لیکن اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔

بانجھ کے فسخ نکاح کا ذریعہ نہ ہونے کا بیان

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فسخ نکاح کو جائز کرنے والے عیوب بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: ”ہمارے علم کے مطابق تو اہل علم کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں، صرف حسن بھری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: جب دونوں یعنی خاوند اور بیوی میں سے کوئی ایک بانجھ ہو تو دوسرے کو اختیار ہوگا۔

اور امام احمد رحمہ اللہ یہ پسند کرتے ہیں کہ وہ اپنا معاملہ واضح کرے، ہو سکتا ہے اس کی بیوی اولاد چاہتی ہو، اور یہ نکاح کے شروع میں ہونا چاہیے، لیکن اس سے فسخ ثابت نہیں ہوتا، اگر اس سے فسخ نکاح ثابت ہوتا تو پھر آئیہ یعنی ناسید ہونے والی عورت میں یہ ضرور ثابت ہوتا؛ اور اس لیے بھی کہ اس کا علم نہیں، کیونکہ کچھ آدمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں جوانی میں اولاد نہیں ہوتی لیکن بڑھاپے میں اولاد ہو جاتی ہے۔ اور سارے عیوب سے ان کے ہاں فسخ نکاح ثابت نہیں ہوتا۔ (المغنی 7/143)۔

اس آیت شریفہ کے مضمون کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو چھوڑنا چاہے تو بیوی سے کچھ مال لینا اس کے لئے حلال نہیں، خواہ وہ ماں خود شوہر ہی کا دیا ہو کیوں نہ ہو۔ صرف ایک ہی صورت ایسی ہے جس میں شوہر کے لئے بیوی سے معاوضہ لینا حلال ہے، وہ یہ کہ میاں بیوی دونوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ضابطوں کو قائم نہیں کر سکیں گے۔

پس اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ میاں بیوی دونوں یہ محسوس کرتے ہوں کہ اب وہ میاں بیوی کی حیثیت سے حدود خداوندی کو قائم نہیں کر سکیں گے تو ان دونوں کو خلع کا معاملہ کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، اور اس صورت میں بیوی سے بدل خلع کا

وصول کرنا شوہر کے لئے حلال ہوگا۔

3464 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ . فَقَالَ "غَرَبَهَا إِنْ شِئْتَ" . قَالَ إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَتَّبِعَهَا نَفْسِي . قَالَ "اسْتَمْنَعِ بِهَا" .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میری بیوی کسی بھی چھونے والے کے ہاتھ کو نہیں روکتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اسے فارغ کر دو۔

اس نے عرض کی: مجھے یہ اندیشہ ہے میرا دل پھر بھی اسی کی طرف لگا رہے گا۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

پھر تم اس سے نفع حاصل کر لے رہو۔

3465 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ حُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَنَا هَارُونُ بْنُ رِثَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ تَحْتِي امْرَأَةٌ لَا تَرُدُّ يَدَ لَامِسٍ قَالَ "طَلِّقْهَا" . قَالَ إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنْهَا . قَالَ "فَامْسِكْهَا" . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ مُرْسَلٌ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیوی ہے جو کسی چھونے والے کے ہاتھ کو واپس نہیں کرتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے طلاق دے دو۔

انہوں نے عرض کی: میں اس کے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

پھر تم اسے اپنے پاس رکھو۔

امام نسائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے درست یہ ہے یہ روایت "مرسل" ہے۔

باب بَدْءِ اللَّعَانِ .

یہ باب لعان کے آغاز کے بیان میں ہے

لعان کے حکم شرعی کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے سوا اور کوئی گواہ نہ ہوں، تو وہ

ان میں سے کسی ایک شخص کو گواہی یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ بے شک وہ ضرور بچوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو اور عورت سے حد زنا اس طرح دور ہو سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک اس کا خاوند ضرور جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اس پر اللہ کا عذاب نازل ہو اگر وہ (خاوند) بچوں میں سے ہو اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم پر فوراً عذاب نازل ہو جاتا) اور بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا بہت حکمت والا ہے (النور: ۶۱)۔

لعان کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لعان کا لفظ لعن سے ماخوذ ہے علامہ سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں کہ لعن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کا معنی ہے دھکارنا اور خیر دے دور کرنا، اور جب اس کی نسبت مخلوق کی طرف ہو تو یہ بددعا کا کلمہ ہے، اور لکھتے ہیں کہ لعان کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے تو امام اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرائے اور مرد سے ابتداء کرے، مرد چار بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ اس نے ظلم کروا کر ساتھ زنا کیا ہے اور میں اپنی اس تہمت میں صادق ہوں، جب وہ چار بار یہ قسم کھالے تو پانچویں بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتی ہوں کہ اس شخص نے جو مجھ پر تہمت لگائی ہے یہ اس تہمت میں جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر یہ بچوں میں سے ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو، لعان کے بعد وہ عورت اس شخص سے ہائے ہو جائے گی اور کبھی اس شخص کے لئے حلال نہیں ہوگا، اگر وہ حاملہ ہو تو بچہ اس عورت کے ساتھ لاحق کیا جائے گا۔ (تاج العروس ج ۹ ص ۳۳۵-۳۳۶)

لعان کے شرعی معنی میں مذاہب فقہاء کا بیان

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ لعان کا شرعی معنی ہے ایسی شہادات جو قسموں سے موکد ہوں، اور لعنت کے ساتھ مقرون ہوں، اور امام شافعی فرماتے ہیں یہ دو قسمیں ہیں جو لفظ شہادت کے ساتھ موکد ہوں، امام شافعی کے نزدیک اس میں قسم کی اہلیت شرط ہے اس لئے مسلمان اور اس کی بیوی میں بھی لعان ہو جاتا ہے، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں شہادت کی اہلیت شرط ہے اس لئے لعان ایسے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ کے ساتھ خاص ہے جس پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔

(عمدة القاری جز ۲۰ ص ۲۹۰)

زانی کو از خود قتل کرنے کا حکم

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور یہ متحقق ہو جائے کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ شخص اس سبب سے اس زانی کو قتل کر دے تو جمہور فقہاء اسلام کا یہ نظریہ ہے کہ اس پر قصاص لازم آئے گا الا یہ کہ وہ زنا کے ثبوت پر چار گواہ پیش کر دے یا مقتول کے ورثاء اس کے زنا کا اعتراف کر لیں۔ اور یہ شرط بھی ہے کہ وہ زانی شادی شدہ ہو، یہ دنیاوی ضابطہ ہے اور اگر وہ سچا ہے تو آخرت میں اس پر کوئی وبال نہیں ہوگا۔ بعض شوافع کا قول یہ ہے کہ جو شخص بھی سلطان کی اجازت کے بغیر کسی

شادی شدہ زانی کو قتل کرے گا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ (شرح مسلم ج ۱ ص ۳۸۸، کراچی)

امام ابو حنیفہ کا قول جمہور کے موافق ہے، اگر دو شخص گواہی دیں کہ اس شخص نے فلاں آدمی کو زنا کے سبب سے قتل کیا ہے تو جمہور کے نزدیک اس سے قصاص لیا جائے گا اور امام احمد کے نزدیک اس پر قصاص نہیں ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۳۳۹، لاہور)

جمہور کی دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو حضرت سعد کے جواب میں فرمایا تلوار کافی گواہ ہے، پھر فرمایا نہیں! مجھے خدشہ ہے کہ پھر لوگ خستہ اور غیرت میں آکر دھڑا دھڑا قتل کرنا شروع کر دیں گے۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۲۶۰۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے قتل کرنے کی اجازت نہیں دی، البتہ جس پر چار گواہوں سے زنا ثابت ہو جائے اس کا معاملہ الگ ہے کیونکہ وہ مباح الدم ہے اس لئے اس صورت میں اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، لیکن کسی شخص کو بھی قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے اور اس وجہ سے وہ مواخذہ کا مستحق ہوگا۔

لعان کے بعد تفریق میں مذاہب فقہاء کا بیان

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ امام مالک، امام شافعی اور ان کے موافقین کا یہ نظریہ ہے کہ نفس لعان سے، لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق ہو جاتی ہے، امام مالک اور ان کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ عورت کے لعان سے فارغ ہونے کے بعد تفریق ہو جاتی ہے اور امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب کا قول یہ ہے کہ مرد کے لعان سے فارغ ہوتے ہی تفریق ہو جاتی ہے۔ سحنون مالکی کا بھی یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری کا یہ قول ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی بلکہ لعان کے بعد قاضی کے تفریق کرنے سے تفریق ہوتی ہے، اور امام احمد بن حنبل کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں، ایک میں احناف کے ساتھ ہیں اور دوسرے میں شوافع کے۔ (عمدة القاری ج ۲ ص ۲۹۵، مصر) علامہ ابوالحسن مراد اوی حنبل لکھتے ہیں کہ وجہ میں لکھا ہے کہ امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور محرر، نظم، رعایتیں، حاوی صغیر، فروع وغیرہ کتب حنابلہ میں اسی قول کو مقدم کیا ہے، اور امام احمد بن حنبل کا دوسرا قول یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی جب تک کہ حاکم تفریق نہ کرے۔ خرقی (الغنی ابن تہامہ کا متن) کا یہی مختار ہے۔ قاضی، شریف، ابوالخطاب اور ابن النسا، وغیرہم فقہاء حنابلہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، ہدایہ، مذہب، مسبوک الذہب اور دوسری کتب حنابلہ میں بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اختصار میں لکھا ہے کہ عام اصحاب حنابلہ کا بھی یہی مختار ہے۔ (الاتصاف ج ۹ ص ۲۵۲-۲۵۱، بیروت)

فقہاء احناف کے نظریہ پر دلائل کا بیان

فقہاء احناف کی دلیل یہ ہے یہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت درج کی جس میں ہے لعان کا واقعہ درج ہے، حضرت ابن عمر نے لعان کی کاروائی بیان کرنے کے بعد فرمایا ثم فارق بینہما۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۳۹۳) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی۔ امام بخاری نے حضرت ابن عمر کی اس روایت کی سعید بن جبیر سے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۳۱۱) اور نافع سے بھی۔ نافع سے دو روایات ذکر کی ہیں ایک روایت کے الفاظ

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والے مرد اور عورت کے درمیان تفریق کر دی۔

ان احادیث صحیحہ سے واضح ہو گیا کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعان کے بعد تفریق نہ فرماتے۔ فقہاء احناف کی دوسری دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ کے واقعہ لعان میں یہ بیان کیا ہے کہ لعان کے بعد حضرت عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! (لعان کے بعد) اگر اب میں اس کو اپنے نکاح میں رکھوں تو پھر میں جھوٹا قرار پاؤں گا، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ فرمانے سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۳۰۸، صحیح مسلم رقم الحدیث ۱۳۹۲)

ان احادیث صحیحہ سے واضح ہو گیا کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی ورنہ حضرت عویمر اس کو تین طلاقیں نہ دیتے یا رسول اللہ فرماتے اب تین طلقاتوں کی کیا ضرورت ہے تفریق تو ہو گئی۔

علامہ نووی کے اعتراضات کے جوابات کا بیان

علامہ نووی نے اس دلیل پر یہ اعتراض کیا ہے کہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذهب فلا سبیل مک علیہا۔ جاؤ اس عورت پر تمہاری ملکیت نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کو رد کر دیا، یعنی اب تمہاری اس پر ملکیت نہیں ہے اس لئے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۸۹، بحرچی)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے علامہ نووی کی اس دلیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شرح مسلم میں علامہ نووی کی اس عبارت سے یہ وہم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عویمر کے تین طلاقیں دینے کے بعد فرمایا لا سبیل مک علیہا۔ اور یہ کہ یہ جملہ حضرت بن سعد ساعدی کی روایت میں موجود ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ جملہ حضرت ابن عمر کی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد ہے: اللہ یعلم ان احدكما کاذب۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۳۵۲-۳۵۱، لاہور)

حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس وضاحت سے یہ معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فلا سبیل مک علیہا کا حضرت عویمر کی دی گئی تین طلاقیں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے نہ یہ تین طلاقیں پر رد ہے، اس معاملہ میں علامہ نووی نیا یک کھلا ہوا منظر لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لا سبیل لك علیہا جس حدیث میں ہے وہ حسب ذیل ہے:

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر سے لعان کرنے والوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیلعان کرنے والوں سے فرمایا تمہارا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے، تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے اور اس عورت پر اب تمہاری ملکیت نہیں ہے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۸۱۳)

اس حدیث سے نہ صرف یہ واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لا سبیل لك علیہا کا تعلق حضرت عویمر کے قصہ سے نہیں ہے بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ لعان کرنے والوں کے درمیان نفس لعان سے تفریق نہیں ہوئی بلکہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوئی ہے۔

نفس لعان سے تفریق نہ ہونے پر ایک واضح دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عویمیر نے لعان کے بعد تین طلاقیں دین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ اگر نفس لعان سے تفریق ہو جاتی تو آپ ان تین طلاقوں کو مسترد کر دیتے، امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں: (سنن ابو داؤد رقم الحدیث: ۴۷۵۰)

حضرت بھل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عویمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔

علامہ نووی نے دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ دوسری روایت میں ہے: فقار تھا حضرت عویمیر اپنی بیوی سے علیحدہ ہو گئے۔ لیکن یہ تین طلاقیں دینے کے بعد کا واقعہ ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ابن شہاب کی حضرت بھل بن سعد ساعدی کی روایت سے ظاہر ہے۔ اس لئے اس روایت کا یہ لفظ بھی علامہ نووی اور شوافع کے مسلک کے لئے مفید نہیں ہے۔

(صحیح مسلم کتاب اللعان رقم حدیث الباب: ۳، رقم الحدیث بلا تکرار: ۱۳۹۳، رقم الحدیث السلسل: ۳۶۷۵)

صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر کی بکثرت روایات مذکور ہیں۔ (رقم حدیث الباب: ۷۸۰۹) جن میں تصریح ہے کہ لعان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفریق کی، اور یہ موقف احناف کی واضح دلیل ہیں اور فقہاء مالکیہ اور شافعیہ کے موقف پر کوئی حدیث نہیں ہے۔

لعان کی وجہ سے بچہ کے نسب کی نفی میں مذاہب فقہاء کا بیان

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص نے لعان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور بچہ کو ماں کے ساتھ لاحق کر دیا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۳۹۳)

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ جمہور فقہاء تابعین اور ائمہ اربعہ کا مسلک یہ ہے کہ لعان کے بعد بچہ کو ماں کے ساتھ لاحق کر دیا جائے گا اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور باپ سے اس کا نسب منقطع ہوگا۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ عامر، شعبی، محمد بن ابی ذعب اور بعض اہل مدینہ نے اس مسئلہ میں جمہور سے اختلاف کیا ہے کیونکہ بچہ اس کا ہوتا ہے کہ جس کے بستر پر ہو اس لئے لعان کرنے والے شخص سے ہی نسب ثابت ہوگا، لیکن ان کے خلاف یہ حدیث جمہور کی قوی دلیل ہے اور اس قاعدہ میں اس حدیث سے تخصیص کی جائے گی۔ البتہ ایک اور اختلاف یہ ہے کہ ماں سے نسبت اس وقت منقطع ہوگا جب بچہ پیدا ہوتے ہی یا زیادہ دن گزرنے سے پہلے مرد اس کا انکار کر دے، امام ابو حنیفہ نے دن مقرر نہیں کیے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں سات دن کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔ اور امام محمد فرماتے ہیں چالیس دن کے بعد انکار معتبر نہیں ہے۔ یعنی اس سے پہلے انکار کا شرعاً اعتبار ہوگا اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر بچہ پیدا ہوتے ہیں فوراً انکار کر دیا تو اس کا انکار شرعاً معتبر ہوگا ورنہ نہیں۔ (عمدة القاری ج ۲ ص ۳۰۲، ص ۳۰۳)

3466 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ وَابْنُ أَبِي

سَعْدِ بْنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ جَاءَنِي عُوَيْمِرٌ - رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْعَجْلَانِ - فَقَالَ أَيْ عَاصِمُ أَرَأَيْتُمْ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَلُّهُ فَتَقَتَّلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا عَاصِمُ سَلْ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذَلِكَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَكَرِهَهَا . فَجَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ يَا عَاصِمُ فَقَالَ صَنَعْتُ أَنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرِ كَرِهَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا . قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللَّهِ لَا سَأَلَنَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَأَنْطَلَقَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيكَ وَفِي صَاحِبِكَ قَاتِبَ بِهَا" . قَالَ سَهْلٌ وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بِهَا فَتَلَاَعْنَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَئِنْ أَمْسَكْتُهَا لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا . فَفَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَرَاقِهَا فَصَارَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِينَ .

☆ ☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: عویمیر میرے پاس آئے ان کا تعلق بنو عجلان سے تھا وہ بولے: اے عاصم! ایسے شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو پاتا ہے اگر وہ اسے قتل کر دیتا ہے تو تم لوگ اسے قتل کر دو گے اے عاصم! پھر اس شخص کو کیا کرنا چاہیے؟ تم نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کرو۔ عاصم نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس سوال پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا آپ کو یہ بات اچھی نہیں لگی عویمیر عاصم کے پاس آئے اور بولے: اے عاصم! تم نے کیا کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے ایسا کر لیا تھا لیکن تمہاری طرف سے مجھے کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوئی نبی اکرم ﷺ نے اس سوال کو ناپسند کیا ہے اور آپ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ عویمیر بولے: اللہ کی قسم! میں خود اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے ضرور دریافت کروں گا پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ سوال کیا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔

تم اسے ساتھ لے کر آؤ۔

(اس کے بعد راوی) حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس وقت لوگوں کے ساتھ میں بھی نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا عویمیر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر آئے ان دونوں نے لعان کیا پھر عویمیر نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں اب بھی اسے اپنے ساتھ رہنے دیتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے پھر نبی اکرم ﷺ کے انہیں کچھ ہدایت دینے سے پہلے ہی انہوں نے اپنی بیوی سے غلیحہ کی اختیار کر لی (یعنی اسے طلاق دے دی)۔

(ابن شہاب زہری کہتے ہیں:) اس کے بعد لعان کرنے والوں کے درمیان یہی طریقہ رائج ہو گیا۔

لعان کے فقہی مفہوم کا بیان

لعان اور ملاءنہ کے معنی ہیں ایک دوسرے پر لعنت کرنا، شرعی اصطلاح میں لعان اس کو کہتے ہیں کہ جب شوہر اپنی بیوی پر زنا کی

تہمت لگائے یا جو بچہ پیدا ہو اس کے بارے میں یہ کہے کہ یہ میرا نہیں نہ معلوم کس کا ہے اور بیوی اس سے انکار کرے اور کہے کہ تم مجھ پر تہمت لگا رہے ہو پھر وہ قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے قاضی شوہر کو بلا کر اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے کہے چنانچہ اگر شوہر گواہوں کے ذریعہ ثابت کر دے تو قاضی اس کی بیوی پر زنا کی حد جاری کرے اور اگر شوہر چار گواہوں کے ذریعہ الزام ثابت نہ کر سکے تو پھر قاضی پہلے شوہر کو اس طرح کہلائے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے جو زنا کی نسبت اس کی طرف کی ہے اس میں سچا ہوں عورت کی طرف اشارہ کر کے چار دفعہ شوہر اسی طرح کہے پھر پانچویں دفعہ مرد کی طرف اشارہ کر کے یوں کہے کہ اس مرد نے میری طرف جو زنا کی نسبت کی ہے اگر اس میں یہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔

جب دونوں اس طرح ملاعت کریں تو حاکم دونوں میں جدائی کر دے گا اور ایک طلاق بائن پڑھ جائے گی اور وہ عورت اس مرد کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی ہاں اگر اس کے بعد مرد خود اپنے کو جھٹلائے یعنی یہ اقرار کر لے کہ میں نے عورت پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تو اس صورت میں اس پر حد تہمت جاری کی جائے گی اور عورت سے پھر نکاح کرنا اس کے لئے درست ہو جائے گا لیکن حضرت امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ اگر مرد خود اپنے کو جھٹلائے تب بھی عورت اس کے لئے ہمیشہ کو حرام رہے گی۔

حکم لعان کے نزول کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک صحابی ہلال ابن امیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی شریک ابن حواء صحابی کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی یعنی ہلال نے کہا کہ شریک ابن حواء نے میری بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال سے فرمایا کہ اپنے الزام کے ثبوت میں گواہ پیش کرو ورنہ جھوٹی تہمت لگانے کے جرم میں تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی یعنی اسی کوڑے مارے جائیں گے ہلال نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم میں سے کوئی کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ بدکاری میں مبتلا دیکھے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈھنے چلا جائے؟ یعنی اول تو ایسی صورت میں اتنا موقع کہاں کہ کسی کو گواہ کرے پھر یہ کہ کسی کو گواہ کرنے کی وہ جگہ کیا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرمائے جارہے تھے کہ گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی پھر ہلال نے عرض کیا کہ قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں سچا ہوں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا حکم ضرور نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ کو حد سے بری رکھے گا، آخر کا کچھ ہی عرصہ بعد حضرت جبریل تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتیں نازل کی گئی ہیں آیت (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ) (24۔ النور: 26) (یعنی اور جو لوگ کہ اپنی بیویوں کو تہمت لگاتے ہیں الخ پھر اس کے بعد کی آیتوں (إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ) (24۔ النور: 26) تک تلاوت کی اس کے بعد ہلال دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور گواہی دی یعنی لعان کی جو تفصیل پیچھے بیان کی جا چکی ہے اس کے ساتھ انہوں نے پانچ مرتبہ گواہی کے ذریعہ لعان کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں تم سے کوئی ایک جھوٹا ہوں سو تم میں سے کون ہے جو توبہ کرے اس کے بعد ہلال کی بیوی کھڑی ہوئی اور لعان کیا یعنی چار مرتبہ اپنی پاکدامنی کی شہادت دی اور جب وہ پانچویں مرتبہ گواہی دینے چلی تو صحابہ نے اس کو روکا اور کہا کہ اچھی طرح سوچ سمجھ لو یہ پانچویں گواہی تم دونوں کے

درمیان جدائی کو واجب کر دے گی یا اگر تم جھوٹی ہوگی تو آخرت میں عذاب کو واجب کر دے گی۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں یہ سن کر وہ عورت ٹھہر گئی اور پیچھے ہٹی یعنی وہ پانچویں مرتبہ کچھ گواہی دینے میں متامل ہوئی جس سے ہمیں یہ گمان ہوا کہ یہ اپنی بات سے پھر جائے گی لیکن پھر اس نے کہا کہ میں لعان سے بچ کر اور اپنے خاوند کے الزام کی تصدیق کر کے اپنی قوم کو ساری عمر کے لئے رسوا نہیں کروں گی یہ کہہ کر اس نے پانچویں گواہی کو بھی پورا کیا اس طرح جب لعان پورا ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میاں بیوی کے درمیان جدائی کرادی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو دیکھتے رہنا اگر اس نے ایسے بچے کو جنم دیا جس کی آنکھیں سرمئی کو لہے بھاری اور پنڈ لیاں موٹی ہوں تو وہ بچہ شریک ابن حما کا ہوگا کیونکہ شریک اسی طرح کے ہیں چنانچہ جب اس عورت نے ایسے ہی بچہ کو جنم دیا جو شریک کے مشابہ تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کا مذکورہ حکم نہ ہوتا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لعان کرنے والوں پر تعزیر جاری نہیں ہوگی) تو پھر میں اس عورت کے ساتھ دوسرا ہی معاملہ کرتا یعنی شریک کے ساتھ اس بچہ کی مشابہت اس عورت کی بدکاری کا ایک واضح قرینہ ہے اس لئے اس کی اس بدکاری پر میں اس کو ایسی سزا دیتا کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہوتی (بخاری)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے حضرت ہلال نے لعان کیا ہے اور اس موقع پر لعان کے سلسلہ میں مذکورہ آیت نازل ہوئی اس بارے میں جو تحقیقی تفصیل ہے وہ حضرت سہل کی روایت کی تشریح میں بیان ہو چکی ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے الخ، بظاہر زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ان دونوں کے لعان سے فارغ ہونے کے بعد ارشاد فرمائی اور اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ہے کہ جو بھی شخص کوئی جھوٹی بات کہے یا کسی پر جھوٹی تہمت لگائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ توبہ کرے بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات لعان سے پہلے ان دونوں کو جھوٹ کے عواقب سے ڈرانے کے لئے ارشاد فرمائی تھی۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ حاکم وقاضی کسی بھی معاملہ میں اپنے گمان و خیال قرآن اور کسی عدالت کی بنیاد پر کوئی حکم نہ دے بلکہ وہی حکم دے جس کے دلائل و شواہد تقاضا کریں۔

لعان کے حکم کا بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اس عورت سے وطی حرام ہے مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دیگا اور اب مطلقہ بائن ہوگئی لہذا بعد لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے ایلا وظہار کر سکتا ہے دونوں میں سے کوئی مرجائے تو دوسرا اسکا ترکہ پایگا اور لعان کے بعد اگر وہ دونوں عیدہ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کر دی جائیگی۔

اگر لعان کی ابتدا قاضی نے عورت سے کرائی تو شوہر کے الفاظ لعان کہنے کے بعد عورت سے پھر کہلوائے اور دوبارہ عورت سے نہ کہلوائے اور تفریق کر دی تو ہوگئی۔ لعان ہو جانے کے بعد ابھی تفریق نہ کی تھی کہ خود قاضی کا انتقال ہو گیا یا معزول ہو گیا اور

دوسرا اس کی جگہ مقرر کیا گیا تو یہ قاضی دوم اب پھر لعان کی وجہ سے ہے۔ (جو ہرہ خیرہ، کتاب طلاق، باب کفارہ ظہار)

باب اللِّعَانِ بِالْحَبْلِ -

یہ باب ہے کہ حاملہ بیوی کے ساتھ لعان کرنا

3467 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُلَيْيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا عَن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَجْلَانِيَّ وَامْرَأَتِهِ وَكَانَتْ حُبْلَى -

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے عجلانی اور ان کی اہلیہ کے درمیان لعان کروایا تھا اور عورت حاملہ تھی۔

باب اللِّعَانِ فِي قَذْفِ الرَّجُلِ زَوْجَتَهُ بِرَجُلٍ بَعِيْنِهِ -

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی متعین شخص کے ساتھ زنا کا الزام لگائے تو اس پر لعان کرنا

3468 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَانَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ سَمِعَ هِشَامَ عَنِ الرَّجُلِ يَقُولُ امْرَأَتَهُ لَعَنَّا هِشَامَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ ذَلِكَ وَأَنَا أَرَى أَنَّ عِنْدَهُ مِنْ ذَلِكَ عِلْمًا فَقَالَ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ بِشَرِيكِ ابْنِ السَّحْمَاءِ - وَكَانَ أَخُو الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ لِأُمِّهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَاعَنَ - فَلَا عَن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ "ابْصُرُوهُ فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَيْضًا سَبِيحًا قَضَى الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهَلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلُ جَعَلْنَا أَحْمَشَ السَّاقِينَ فَهُوَ لِشَرِيكِ ابْنِ السَّحْمَاءِ" - قَالَ فَأُثْبِتْ أَنَّهَا جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلُ جَعَلْنَا أَحْمَشَ السَّاقِينَ -

★★ عبدالاعلیٰ بیان کرتے ہیں ہشام سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے تو ہشام نے محمد کے حوالے سے یہ بات نقل کی وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا میں یہ سمجھتا تھا کہ اس بارے میں ان کے پاس کوئی معلومات ہوگی تو انہوں نے فرمایا: ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر یہ الزام لگایا تھا کہ اس کے شریک بن سحماء کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں یہ براء بن مالک کے والدہ کی طرف سے بھائی تھے اور یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لعان کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان کروایا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس کا جائزہ لینا اگر اس عورت نے سفید رنگت لیے بالوں اور کمزور آنکھوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ ہلال بن امیہ کی اولاد ہوگا

3467 - الفردیہ النسائی - تحفة الاشراف (6330) -

3468 - أخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 11) - و أخرجه النسائي في الطلاق، كيف اللعان (الحديث 3469) مطولاً - تحفة الاشراف

(1461) -

اگر اس نے سرگیں آنکھوں، گھٹکر یا لے بالوں اور بھاری پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سماء کا ہوگا۔
راوی کہتے ہیں: بعد میں مجھے یہ پتہ چلا کہ اس عورت نے سرگیں آنکھوں، گھٹکر یا لے بالوں اور بھاری پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تھا۔

شرح

حضرت سہل ابن سعد ساعدی کہتے ہیں کہ ایک صحابی عویر عجلانی نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کے بارے میں بتائیے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اور اسے یہ یقین ہو کہ اس مرد نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا ہے کیا وہ اس مرد کو قتل کر ڈالے؟ اگر وہ اس کو مار ڈالے گا تو مقتول کے وارث اس کو قتل کر دیں گے ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟ آیا اس عار پر صبر کرے یا کوئی اقدام کرے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر اس سے فرمایا کہ تم میاں بیوی کے قصہ میں وحی نازل کی گئی ہے جاؤ اپنی بیوی کو بلا لاؤ حضرت سہل کہتے ہیں کہ عویر اپنی بیوی کو بلا لائے اور میاں بیوی نے مسجد نبوی میں لعان کیا اور میں بھی اس وقت دوسرے لوگوں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی موجود تھا چنانچہ جب وہ دونوں میاں بیوی لعان سے فارغ ہوئے تو عویر (یعنی میاں نے کہا کہ اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو گویا میں نے اس پر جہمت لگائی ہے اس کے بعد انہوں نے اس عورت کو تین بار طلاق دی پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ عورت اپنے موجودہ حمل سے ایسا بچہ جنے جس کا رنگ سیاہ آنکھیں بہت کالی ہوں کو لے بڑے ہوں اور دونوں پنڈلیوں کا گوشت بھرا ہو تو میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھوں گا کہ عویر نے اس عورت کے بارے میں جو کہا ہے وہ سچ کہا ہے کیونکہ عویر نے جس مرد کی طرف زنا کی نسبت کی وہ اسی رنگ و صورت کا ہے اور جب اسی کی شباهت کا بچہ پیدا ہوگا تو یہی کہا جائے گا کہ وہ اسی کے نطفہ سے ہے اور اگر اس عورت نے ایسا بچہ جننا جس کا رنگ سرخ ہو اور بامنی کے رنگ کا معلوم ہوتا ہو تو پھر میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھوں گا کہ عویر نے اس کے بارے میں جھوٹ بولا ہے یعنی عویر چونکہ سرخ رنگ کے ہیں اس لئے بچہ کی رنگت بھی سرخ ہوئی تو سمجھا جائے گا کہ بچہ عویر ہی کے نطفہ سے ہے اور عویر نے اپنی بیوی کو جھوٹی تہمت لگائی ہے) چنانچہ جب اس عورت کا بچہ پیدا ہوا تو وہ اسی صورت کا تھا جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عویر کی تصدیق کے لئے ذکر کیا تھا (یعنی وہ بچہ اسی مرد کی شباهت کا تھا جس کی طرف سے عویر نے زنا کی نسبت کی تھی گویا عویر کی بات سچ ثابت ہوئی اس کے بعد وہ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق) اپنی ماں کی طرف منسوب کیا گیا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث 501)

اگر کوئی شخص کسی غیر مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ منہ کالا کرتا ہو پائے اور وہ شخص اس مرد کو جان سے مار ڈالے تو اس کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ آیا وہ شخص جس نے اپنی بیوی کے ساتھ منہ کالا کرنے والے کو جان سے مار ڈالا ہے) اسلامی قانون کے مطابق قصاص یعنی سزائے موت کا مستوجب ہے یا نہیں؟

چنانچہ جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ اس کو سزائے موت دی جائے ہاں اگر وہ شخص اس بات کے ثبوت میں کہ مقتول نے اس کی بیوی کے ساتھ منہ کالا کیا تھا چار گواہ پیش کر دے یا خود مقتول کے ورثاء اس بات کا اقرار کر لیں تو اس صورت میں اس کو سزائے موت

نہیں دی جائے گی تاہم یہ ملحوظ رہے کہ اگر چار پیش نہ کرنے یا مقتول کے ورثاء کے اقرار نہ کرنے کی صورت میں اسے سزائے موت دے دی گئی تو واقع کے اعتبار سے وہ سچا تھا تو اللہ کے نزدیک گنہگار نہیں سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں ہیں۔ آیت (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ) النور (6-7) اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس بجز اپنے ہی دعویٰ کے اور کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت جو کہ ان کو حد قذف سے بچا سکتی ہے یہی ہے وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہہ دے بے شک میں سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں (آخر تک) بعض مفسرین کے قول کے مطابق یہ آیات کریمہ ۹ھ کے ماہ شعبان میں نازل ہوئیں ہیں ابن ملک فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لعان کے بارے میں مذکورہ بالا آیت حضرت عویمر کے واقعہ پر نازل ہوئی ہے اور اسلام میں سب سے پہلا لعان انہی کی طرف سے ہوا تھا۔

جب کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ایک دوسرے صحابی حضرت بلال ابن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی اور اسلام میں سب سے پہلے ہلال ہی نے لعان کیا ہے چنانچہ آگے حضرت ابن عباس کی جو روایت آئے گی اس سے یہی ثابت ہوتا ہے لہذا اس صورت میں ارشاد گرامی تم میاں بیوی کے قضیہ میں وحی نازل کی گئی ہے کہ مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے قضیہ جیسے ایک قضیہ میں وحی نازل کی گئی ہے۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ آیت دونوں ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہو جس کی صورت یہ ہوئی ہوگی کہ پہلے ان میں سے کسی ایک نے نبی کریم سے اپنے بارے میں سوال کیا ہوگا پھر بعد میں دوسرے کا قضیہ پیش آیا ہوگا اور اس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ہوگا یہاں تک کہ ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن ان دونوں میں حضرت ہلال نے پہلے لعان کیا۔ گویا میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے یہ حضرت عویمر نے دراصل تین طلاق دینے کا سبب بیان کیا ہے کہ اس صورت حال کے بعد بھی اگر میں اس عورت کو اپنے نکاح میں رکھوں اور طلاق نہ دوں تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ میں نے اس کی طرف زنا کی جھوٹی نسبت کی ہے کیونکہ اس کو نکاح میں رکھنے کا مطلب یہی ہوگا کہ گویا میں نے جو کچھ کہا ہے سب جھوٹ ہے اور یہ عورت بدکاری کے گناہ سے پاک ہے۔

باب کَيْفَ اللَّعَانُ

یہ باب ہے کہ لعان کیسے کیا جائے گا؟

3469 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ حُسَيْنٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ لِعَانٍ كَانَ فِي الْإِسْلَامِ أَنَّ هَلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَّفَ شَرِيكَهُ أَنَّ
3469 - أخرجه النسائي . والحديث عند مسلم في اللعان . (الحديث 11) . و النسائي في الطلاق . باب اللعان . في قذف الرجل روحه برجل
بعيد . (الحديث 3468) . تحفة الاشراف (1461) .

السَّحْمَاءُ بِأَمْرَاتِهِ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَرْبَعَةُ شُهَدَاءَ وَلَا فَحْدٌ فِي ظَهْرِكَ" - يُرَدُّ ذَلِكَ عَلَيْهِ مِرَارًا فَقَالَ لَهُ هَلَالٌ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَعْلَمُ إِنِّي صَادِقٌ وَلَيُنْزِلَنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ مَا يَبْرِءُ ظَهْرِي مِنَ الْجَلْدِ - فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ آيَةُ الْبَلْعَانِ (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ) إِلَى الْآخِرِ الْآيَةِ فَدَعَا هَلَالًا فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ أَنَّهُ لَيْمَنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ثُمَّ دُعِيَتِ الْمَرْأَةُ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ أَنَّهُ لَيْمَنَ الْكَاذِبِينَ فَلَمَّا أَنْ كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَوْ الْخَامِسَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَقْفُوهَا فَإِنَّهَا مُوجِبَةٌ" - فَتَلَكَّاثُ حَتَّى مَا شَكَكْنَا أَنَّهَا سَتَعْرِفُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ -

لَمَضَتْ عَلَى الْيَمِينِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "انْظُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهَ أَبْيَضَ سَيْطًا قِصِيءَ الْعَيْنَيْنِ فَهُوَ لِهَلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ وَإِنْ جَاءَتْ بِهَ أَدَمَ جَعْدًا رُبْعًا حَمَشَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكَ ابْنِ السَّحْمَاءِ" - فَجَاءَتْ بِهَ أَدَمَ جَعْدًا رُبْعًا حَمَشَ السَّاقَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْلَا مَا سَبَقَ فِيهَا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلِهَا شَانٌ" - قَالَ الشَّيْخُ وَالْقِصِيُّ طَوِيلُ شَعْرِ الْعَيْنَيْنِ لَيْسَ بِمَفْتُوحِ الْعَيْنِ وَلَا جَاحِظِيهَا وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ -

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسلام میں سب سے پہلا لعان ہلال بن امیہ نے کیا تھا انہوں نے شریک بن سحما پر یہ الزام لگایا کہ اس کے ان کی بیوی کے ساتھ تعلقات ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یا تو چار گواہ پیش کر ورنہ تم پر حد جاری ہوگی۔

لیکن وہ اپنی بات مسلسل دہراتے رہے پھر ہلال نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہے میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر وہ حکم نازل کر دے گا جس کے نتیجے میں مجھ پر حد جاری نہیں ہوگی۔ اسی دوران نبی اکرم ﷺ پر لعان کے حکم سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

"اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں۔"

یہ آیت آخر تک ہے۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ہلال کو بلایا انہوں نے اللہ کے نام پر چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ سچے ہیں اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ جھوٹے ہوں تو ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر اس عورت کو بلایا گیا اس نے اللہ کے نام پر چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ (یعنی اس عورت کا شوہر) جھوٹے ہیں جب چوتھی مرتبہ یا شاید پانچویں مرتبہ وہ یہ کہنے لگی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے روگو! کیونکہ اب اگر اس نے یہ کہا تو یہ چیز اس کے لیے جہنم کو لازم کر دے گی۔

وہ عورت ہچکچا گئی یہاں تک کہ ہمیں یہ شک ہوا کہ شاید اب وہ (اپنے جرام اعتراف کر لے گی، لیکن پھر وہ بولی، میں اپنی قوم کو کبھی رسوا نہیں ہونے دوں گی اس نے قسم نہیں اٹھائی۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس عورت کا جائزہ لینا اگر اس نے سفید رنگت کے مالک، لمبے بالوں والے خراب آنکھوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ ہلال بن امیہ کا بچہ ہوگا اگر اس نے گندمی رنگت کے مالک گھنگریالے بالوں والے درمیانے سے جسم کے مالک اور پتلی پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن حماء کا ہوگا۔

پھر اس عورت نے گندمی رنگت، گھنگریالے بالوں، درمیانی جسامت اور پتلی پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا۔
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اگر اس بارے میں اللہ کی کتاب کا حکم نہ آچکا ہوتا تو میں اس عورت کے ساتھ مختلف سلوک کرتا۔
شیخ فرماتے ہیں: روایت میں استعمال ہونے والے لفظ "قصی" سے مراد آنکھوں کے لمبے بال ہیں اس طرح کی آنکھیں مکمل نکلی ہوئی بھی نہ ہوں اور مکمل بند بھی نہ ہوں باقی اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے۔

لعان کی شرائط کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ لعان کی درج ذیل شرائط ہیں۔ (۱) نکاح صحیح ہو۔ اگر اس عورت سے اس کا نکاح فاسد ہوا ہے اور تہمت لگائی تو لعان نہیں۔ (۲) زوجیت قائم ہو خواہ دخول ہوا ہو یا نہیں لہذا اگر تہمت لگانے کے بعد طلاق بائن دی تو لعان نہیں ہو سکتا اگرچہ طلاق دینے کے بعد پھر نکاح کر لیا۔ یونہی اگر طلاق بائن دینے کے بعد تہمت لگائی یا ردیل کے مرجانے کے بعد لعان نہیں اور اگر تہمت کے بعد رجعی طلاق دی یا رجعی طلاق کے بعد تہمت لگائی تو لعان ساقط نہیں۔

(۳) دونوں آزاد ہوں۔ (۴) دونوں عاقل ہوں۔ (۵) دونوں بالغ ہوں۔ (۶) دونوں مسلمان ہوں۔ (۷) دونوں باطن ہوں یعنی ان میں کوئی گونگانہ ہو۔ (۸) ان میں کسی پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔ (۹) مرد نے اپنے اس قول پر گواہ نہ پیش کیے ہوں۔ (۱۰) عورت زنا سے انکار کرتی ہو اور اپنے کو پارسا کہتی ہو اصطلاح شرع میں پارسا اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وطی حرام نہ ہوئی ہو نہ وہ اس کے ساتھ متہم ہو۔ لہذا طلاق بائن کی عدت میں اگر شوہر نے اس سے وطی کی اگرچہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھتا تھا کہ اس سے وطی حلال ہے تو عورت عقیقہ نہیں۔ یونہی اگر نکاح فاسد کر کے اس سے وطی کی تو عفت جاتی رہی یا عورت کی اولاد ہے جس کے باپ کو یہاں کے لوگ نہ جانتے ہوں اگرچہ حقیقہ وہ ولد الزنا (۳) نہیں ہے یہ صورت متہم ہونے کی ہے اس سے بھی عفت جاتی رہتی ہے۔ اور اگر وطی حرام عارضی سبب سے ہو مثلاً حیض و نفاس وغیرہ میں جن میں وطی حرام ہے وطی کی تو اس سے عفت نہیں جاتی۔ (۱۱) صریح زنا کی تہمت لگائی ہو یا اس کی جو اولاد اس کے نکاح میں پیدا ہوئی اس کو کہتا ہو کہ یہ میری نہیں یا جو بچہ عورت کا دوسرے شوہر سے ہے اس کو کہتا ہو کہ یہ اس کا نہیں۔ (۱۲) دارالاسلام میں یہ تہمت لگائی ہو۔ (۱۳) عورت قاضی کے پاس اس کا

مطالبہ کرے۔ (۱۴) شوہر تہمت لگانے کا اقرار کرتا ہو یا دوسرا مرد گواہوں سے ثابت ہو۔ لعان کے وقت عورت کا کھڑا ہونا شرط نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری باب لعان، ۵، ص ۵۱۵، بیروت)

لعان کی قسموں کا بیان

اس سلسلے میں ہلال بن امیہ کے مقدمے کی جو تفصیلات صحاح ستہ اور مسند احمد اور تفسیر ابن جریر میں ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے منقول ہوئی ہیں ان میں بیان کیا گیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد ہلال اور ان کی بیو، دونوں عدالت نبوی میں حاضر کیے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حکم خداوندی سنایا۔ پھر فرمایا خوب سمجھ لو کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت چیز ہے۔ ہلال نے عرض کیا میں نے اس پر بالکل صحیح الزام لگایا ہے۔ عورت نے کہا یہ بالکل جھوٹ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا، تو ان دونوں میں ملائمت کرائی جائے۔ چنانچہ پہلے ہلال اٹھے اور انہوں نے حکم قرآنی کے مطابق قسمیں کھائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران میں بار بار فرماتے رہے اللہ کو معلوم ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے، پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟

پانچویں قسم سے پہلے حاضرین نے ہلال سے کہا خدا سے ڈرو، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے۔ یہ پانچویں قسم تم پر عذاب واجب کر دے گی۔ مگر ہلال نے کہا جس خدا نے یہاں میری پیٹھ بچائی ہے وہ آخرت میں بھی مجھے عذاب نہیں دے گا۔ یہ کہہ کر انہوں نے پانچویں قسم بھی کھائی۔ پھر عورت اٹھی اور اس نے بھی قسمیں کھانی شروع کیں۔ پانچویں قسم سے پہلے اسے بھی روک کر کہا گیا کہ خدا سے ڈر، آخرت کے عذاب کی بہ نسبت دنیا کا عذاب برداشت کر لینا آسان ہے۔

یہ آخری قسم تجھ پر عذاب الہی کو واجب کر دے گی۔ یہ سن کر وہ کچھ دیر رکتی اور جھجکتی رہی۔ لوگوں نے سمجھا اعتراف کرنا چاہتی ہے مگر پھر کہنے لگی میں ہمیشہ کے لیے اپنے قبیلے کو رسوا نہیں کروں گی اور پانچویں قسم بھی کھا گئی۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان تفریق کرادی اور فیصلہ فرمایا کہ اس کا بچہ (جو اس وقت پیٹ میں تھا) ماں کی طرف منسوب ہوگا، باپ کا نہیں پکارا جائے گا، کسی کو اس پر یا اس کے بچے پر الزام لگانے کا حق نہ ہوگا، جو اس پر یا اس کے بچے پر الزام لگائے گا وہ حد قذف کا مستحق ہوگا، اور اس کو زمانہ عدت کے نفقے اور سکونت کا کوئی حق ہلال پر حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ طلاق یا وفات کے بغیر شوہر سے جدا کی جارہی ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے کہا کہ اس کے ہاں جب بچہ ہو تو دیکھو، وہ کس پر گیا ہے۔ اگر اس اس شکل کا ہو تو ہلال کا ہے، اور اگر اس صورت کا ہو تو اس شخص کا ہے جس کے بارے میں اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ وضع حمل کے بعد دیکھا گیا کہ وہ مؤخر الذکر صورت کا تھا، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا الیمان (یا بہ روایت دیگر لا مضی من کتاب اللہ) لکان لی ولھا شان، یعنی اگر قسمیں نہ ہوتیں (یا خدا کی کتاب پہلے ہی فیصلہ نہ کر چکی ہوتی) تو میں اس عورت سے بری طرح پیش آتا۔

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں طلاق ثلاثہ کا نفاذ

عومیر عجلانی کے مقدمے کی روداد سہل بن سعد سیدی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ اور مسند احمد میں ملتی ہے۔ اس میں بیان ہوا ہے کہ عومیر اور ان کی بیوی، دونوں مسجد نبوی میں بلائے گئے۔ ملائمت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی تنبیہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ پھر کیا تم میں سے کوئی توبہ کرے گا؟ جب کسی نے توبہ نہ کی تو دونوں میں ملائمت کرائی گئی۔ اس کے بعد عومیر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب اگر میں اس عورت کو رکھوں تو جھوٹا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے تین طلاقیں دے دیں بغیر اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایب کرنے کا حکم دیا ہوتا۔ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ ان طلاقوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ فرمادیا اور ان کے درمیان تفریق کرادی اور فرمایا کہ یہ تفریق ہے ہر ایسے جوڑے کے معاملے میں جو باہم لعان کرے۔ اور سنت یہ قائم ہوگئی کہ لعان کرنے والے زوجین کو جدا کر دیا جائے، پھر وہ دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔ مگر ابن عمر صرف اتنا بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کرادی۔ سہل بن سعد یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ عورت حاملہ تھی اور عومیر نے کہا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے۔ اس بنا پر بچہ ماں کی طرف منسوب کیا گیا اور سنت یہ جاری ہوئی کہ اس طرح کا بچہ ماں سے میراث پائے گا اور ماں ہی اس سے میراث پائے گی۔ ان دو مقدموں کے علاوہ متعدد روایات ہم کو کتب حدیث میں ایسی بھی ملتی ہیں جن میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ کن اشخاص کے مقدموں کی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض ان ہی دونوں مقدموں سے تعلق رکھتی ہوں، مگر بعض میں کچھ دوسرے مقدمات کا بھی ذکر ہے اور ان سے قانون لعان کے بعض اہم نکات پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت ابن عمر ایک مقدمے کی روداد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ زوجین جب لعان کر چکے تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کر دی (بخاری، مسلم، نسائی، احمد، ابن جریر)۔ ابن عمر کی ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا گیا۔ پھر اس نے حمل سے انکار کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور فیصلہ فرمایا کہ بچہ صف ماں کا ہوگا۔ (صحاح سند اور مسند احمد بن حنبل)

حضرت ابن عمر ہی کی ایک اور روایت ہے کہ ملائمت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا حساب اب اللہ کے ذمہ ہے، تم میں سے ایک بہر حال جھوٹا ہے۔ پھر آپ نے مرد سے فرمایا: لا سیل لك علیہا (یعنی اب یہ تیری نہیں رہی۔ نہ تو اس پر کوئی حق جتا سکتا ہے، نہ کسی قسم کی دست درازی یا دوسری انتقامی حرکت اس کے خلاف کرنے کا مجاز ہے)۔ مرد نے کہا یا رسول اللہ اور میرا مال (یعنی وہ مہر تو مجھے دلوائے جو میں نے اسے دیا تھا)۔ فرمایا: لا مال لك، ان كنت صدقت علیہا فهو بما استحلت من فوجہا و ان كنت كذبت علیہا فذاك ابعد و ابعد لك منها (یعنی مال واپس لینے کا تجھے کوئی حق نہیں ہے، اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو وہ مال اس لذت کا بدل ہے جو تو نے حلال کر کے اس سے اٹھائی، اور اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو مال تجھ سے اور بھی زیادہ دور چلا گیا، وہ اس کی بہ نسبت تجھ سے زیادہ دور ہے) (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

امام دارقطنی نے علی بن ابی طالب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے: سنت یہ مقرر ہو چکی ہے کہ لعان کرنے والے زوجین پھر کبھی باہم جمع نہیں ہو سکتے (یعنی ان کا دوبارہ نکاح پھر کبھی نہیں ہو سکتا)۔ اور دارقطنی ہی حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ یہ دونوں پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

حضرت قبیصہ بن ذؤیب کی روایت ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں ایک شخص نے اپنی بیوی کے حمل کو ناجائز قرار دیا، پھر اعتراف کر لیا کہ یہ حمل اس کا اپنا ہے، پھر وضع حمل کے بعد کہنے لگا کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ معاملہ حضرت عمر کی عدالت میں پیش ہوا۔ ورنے اس پر حد قذف جاری کی اور فیصلہ کیا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوگا۔ (دارقطنی بیہقی)

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا میری ایک بیوی ہے جو مجھے بہت محبوب ہے۔ مگر اس کا حال یہ ہے کہ کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں جھٹکتی (واضح رہے کہ یہ کنایہ تھا جس کے معنی زنا کے بھی ہو سکتے ہیں اور زنا سے کم تر درجے کی اخلاقی کمزوری کے بھی)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلاق دیدے۔ اس نے کہا مگر میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ فرمایا تو اسے رکھے رہ (یعنی آپ نے اس سے اس کنایے کی تشریح نہیں کرائی اور اس کے قول کو الزام زنا پر محمول کر کے لعان کا حکم نہیں دیا)۔ (سنن نسائی)

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حاضر ہو کر عرض کیا میری بیوی نے کالا لڑکا جتا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ ہو میرا ہے (یعنی محض لڑکے کے رنگ نے اسے شبہ میں ڈالا تاہم نہ بیوی پر زنا کا الزام لگانے کے لیے اس کے پاس کوئی اور دلیل نہ تھی)۔ آپ نے پوچھا تیرے پاس کچھ ادنت تو ہوں گے۔ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے پوچھا ان کے رنگ کیا ہیں؟ کہنے لگا سرخ۔ آپ نے پوچھا ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ کہنے لگا جی ہاں، بعض ایسے بھی ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ رنگ کہاں سے آیا؟ کہنے لگا شاید کوئی رگ کھینچ لے گئی (یعنی ان کے باپ دادا میں سے کوئی اس رنگ کا ہوگا اور اسی کا اثر ان میں آ گیا)۔ فرمایا شاید اس بچے کو بھی کوئی رگ کھینچ لے گئی اور آپ نے اسے نفی و ثبوت (بچے کے نسب سے انکار) کی اجازت نہ دی (بخاری، مسلم، احمد، ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت لعان پر کلام کرتے ہوئے فرمایا جو عورت کسی خاندان میں ایسا بچہ گھسلائے جو اس خاندان کا نہیں ہے (یعنی حرام کا پیٹ رکھو اگر شوہر کے سر منڈھ دے) اس کا اللہ سے کچھ واسطہ نہیں، اللہ اس کو جنت میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ اور جو مرد اپنے بچے کے نسب سے انکار کرے حالانکہ بچہ اس کو دیکھ رہا ہو، اللہ قیامت کے روز اس سے پردہ کرے گا اور اسے تمام اگلی پچھلی خلق کے سامنے رسوا کر دے گا (ابوداؤد، نسائی، دارقطنی)

آیت لعان اور یہ روایات و نظائر اور شریعت کے اصول عامہ اسلام میں قانون لعان کے وہ مآخذ ہیں جن کی روشنی میں فقہاء نے لعان کا مفصل ضابطہ بنایا ہے۔ اس ضابطے کی اہم دفعات یہ ہیں۔

جو شخص بیوی کی بدکاری دیکھے اور لعان کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے قتل کا مرتکب ہو جائے اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس کو طور حد جاری کرنے کا حق نہ تھا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل نہیں کیا

جائے گا اور نہ اس کے فعل پر کوئی مواخذہ ہوگا بشرط یہ کہ اس کی صداقت ثابت ہو جائے (یعنی یہ کہ فی الواقع اس نے زنا ہی کے ارتکاب پر یہ فعل کیا)۔ امام احمد اور اسحاق بن ربیع یہ کہتے ہیں کہ اسے اس امر کے دو گواہ لانے ہوں گے کہ قتل کا سبب یہی تھا۔

مالکیہ میں سے ابن القاسم اور ابن حبیب اس پر مزید شرط یہ لگاتے ہیں کہ زانی جسے قتل کیا گیا وہ شادی شدہ ہو، ورنہ کنوارے زانی کو قتل کرنے پر اس سے قصاص لیا جائے گا۔ مگر جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اس کو قصاص سے صرف اس صورت میں معاف کیا جائے گا جب کہ وہ زنا کے چار گواہ پیش کرے، یا مقتول مرنے سے پہلے خود اس امر کا اعتراف کر چکا ہو کہ وہ اس کی بیوی سے زنا کر رہا تھا، اور مزید یہ کہ مقتول شادی شدہ ہو۔ (نیل الاوطار، ج 6، ص 228)

لعان گھر بیٹھے آپس ہی میں نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے عدالت میں جانا ضروری ہے۔ لعان کے مطالبے کا حق صرف مرد ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ عورت بھی عدالت میں اس کا مطالبہ کر سکتی ہے جب کہ شوہر اس پر بدکاری کا الزام لگائے یا اس کے بچے کا نسب تسلیم کرنے سے انکار کرے۔

لعان کا کناہیہ واستعارہ یہ سے عدم ثبوت کا بیان

لعان محض کناہیہ اور استعارے یا اظہار شک و شبہ پر لازم نہیں آتا، بلکہ صرف اس صورت میں لازم آتا ہے جب کہ شوہر صریح طور پر زنا کا الزام عائد کرے یا صاف الفاظ میں بچے کو اپنا بچہ تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ امام مالک علیہ الرحمہ اور لیث بن سعد اس پر یہ مزید شرط بڑھاتے ہیں کہ قسم کھاتے وقت شوہر کو یہ کہنا چاہیے کہ اس نے اپنی آنکھوں سے بیوی کو زنا میں مبتلا دیکھا ہے۔ لیکن یہ قید نے بنیاد ہے۔ اس کی کوئی اصل نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔

لعان کے قسم سے پہلو تہی کرنے میں مذاہب اربعہ

اگر الزام لگانے کے بعد شوہر قسم کھانے سے پہلو تہی کرے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اسے قید کر دیا جائے گا اور جب تک وہ لعان نہ کرے یا اپنے الزام کا جھوٹا ہونا نہ مان لے، اسے نہ چھوڑا جائے گا، اور جھوٹ مان لینے کی صورت میں اس کو حد قذف لگائی جائے گی۔ اس کے برعکس امام مالک علیہ الرحمہ، شافعی، حسن بن صالح اور لیث بن سعد کی دلیل یہ ہے کہ لعان سے پہلو تہی کرنا خود ہی اقرار کذب ہے اس لیے حد قذف واجب آ جاتی ہے۔

اگر شوہر کے قسم کھا چکنے کے بعد عورت لعان سے پہلو تہی کرے تو حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ اسے قید کر دیا جائے اور اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک وہ لعان نہ کرے، یا پھر زنا کا اقرار نہ کر لے۔ دوسری طرف مذکورہ بالا ائمہ کہتے ہیں کہ اس صورت میں اسے رجم کر دیا جائے گا۔ ان کا استدلال قرآن کے اس ارشاد سے ہے کہ عورت سے عذاب صرف اس صورت میں دفع ہوگا جب کہ وہ بھی قسم کھالے۔ اب چونکہ وہ قسم نہیں کھاتی اس لیے لامحالہ وہ عذاب کی مستحق ہے۔

اقرار سے ثبوت حد اور مودودی کی جعل سازی

لیکن اس دلیل میں کمزوری یہ ہے کہ قرآن یہاں عذاب کی نوعیت تجویز نہیں کرتا بلکہ مطلقاً سزا کا ذکر کرتا ہے۔ اگر کہا جائے

کہ سزا سے مراد یہاں زنا ہی کی سزا ہو سکتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ زنا کی سزا کے لیے قرآن نے صاف الفاظ میں چار گواہوں کی شرط لگائی ہے۔ اس شرط کو محض ایک شخص کی چار قسمیں پورا نہیں کر دیتیں۔ شوہر کی قسمیں اس بات کے لیے تو کافی ہیں کہ وہ خود قذف کی سزا سے بچ جائے اور عورت پر لعان کے احکام مترتب ہو سکیں، مگر اس بات کے لیے کافی نہیں ہیں کہ ان سے عورت پر زنا کا الزام ثابت ہو جائے۔ عورت کا جوابی قسمیں کھانے سے انکار شبہ ضرور پیدا کرتا ہے اور بڑا قوی شبہ پیدا کر دیتا ہے، لیکن شبہات پر حدود جاری نہیں کی جاسکتیں۔ اس معاملہ کو مرد کی حد قذف پر قیاس نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس کا قذف تو ثابت ہے، جبھی تو اس کو لعان پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مگر اس کے برعکس عورت پر زنا کا الزام ثابت نہیں ہے کیونکہ وہ اس کے اپنے اقرار یا چار یعنی شہادتوں کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔ (نوٹ۔ اقرار سے ثبوت حد میں شرعی نصوص موجود ہیں اہل علم سے مخفی نہیں ہے)

لعان کے قانونی نتائج میں سے بعض متفق علیہ ہیں، اور بعض میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ متفق علیہ نتائج یہ ہیں: عورت اور مرد دونوں کسی سزا کے مستحق نہیں رہتے۔ مرد بچے کے نسب کا منکر ہو تو بچہ صرف ماں کا قرار پائے گا، نہ باپ کی طرف منسوب ہوگا نہ اس سے میراث پائے گا، ماں اس کی وارث ہوگی اور وہ ماں کا وارث ہوگا۔ عورت کو زانیہ اور اس کے بچے کو ولد الزنا کہنے کا کسی کو حق نہ ہوگا، خواہ لعان کے وقت اس کے حالات ایسے ہی کیوں نہ ہوں کہ لوگوں کو اس کے زانیہ ہونے میں شک نہ رہے۔ جو شخص لعان کے بعد اس پر یا اس کے بچے پر سابق الزام کا اعادہ کرے گا وہ حد کا مستحق ہوگا۔ عورت کا مہر ساقط نہ ہوگا۔ عورت دوران عدت میں مرد سے نفقہ اور مسکن پانے کی حق دار نہ ہوگی۔ عورت اس مرد کے لیے حرام ہو جائے گی۔

تفریق لعان میں فقہی مذاہب اربعہ

اختلاف دو مسئلوں میں ہے۔ ایک یہ کہ لعان کے بعد عورت اور مرد کی علیحدگی کیسے ہوگی؟ دوسرے یہ کہ لعان کی بنا پر علیحدہ ہو جانے کے بعد کیا ان دونوں کا پھر مل جانا ممکن ہے؟ پہلے مسئلے میں امام شافعی کہتے ہیں کہ جس وقت مرد لعان سے فارغ ہو جائے اسی وقت فرقت آپ سے آپ واقع ہو جاتی ہے خواہ عورت جوابی لعان کرے نہ کرے۔ امام مالک علیہ الرحمہ، لیث بن سعد اور زفر کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں جب لعان سے فارغ ہوں تب فرقت واقع ہوتی ہے۔ اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ، ابو یوسف اور محمد کہتے ہیں کہ لعان سے فرقت آپ ہی آپ واقع نہیں ہو جاتی بلکہ عدالت کے تفریق کرانے سے ہوتی ہے۔ اگر شوہر خود طلاق دے دے تو بہتر، ورنہ حاکم عدالت ان کے درمیان تفریق کا اعلان کرے گا۔

دوسرے مسئلے میں امام مالک علیہ الرحمہ، ابو یوسف، زمر، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ، شافعی، احمد بن حنبل اور حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ لعان سے جو زوجین جدا ہوئے ہوں وہ پھر ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں، دوبارہ وہ باہم نکاح کرنا بھی چاہیں تو کسی حال میں نہیں کر سکتے۔ یہی دلیل حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی بھی ہے۔

جبکہ سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی، شعبی، سعید بن جبیر، ابو حنیفہ اور محمد رحمہم اللہ کی دلیل یہ ہے کہ اگر شوہر اپنا جھوٹ مان لے اور اس پر حد قذف جاری ہو جائے تو پھر ان دونوں کے درمیان دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو ایک دوسرے کے لیے

حرام کرنے والی چیز لعان ہے۔ جب تک وہ اس پر قائم رہیں، حرمت بھی قائم رہے گی۔ مگر جب شوہر اپنا جھوٹ مان کر سزا پایا گیا تو لعان ختم ہو گیا اور حرمت بھی اٹھ گئی۔

لعان کی صورت میں تفریق کا بیان

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے مابین لعان کا حکم فرمایا چنانچہ اس لعان کی وجہ سے وہ شخص اس عورت کے بچہ سے دور ہو گیا یعنی بچہ کا نسب اس شخص سے ہٹا دیا گیا نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے درمیان تفریق کرادی اور بچہ کو عورت کے حوالے کر دیا (بخاری مسلم) اور حضرت ابن عمر کی ایک روایت میں جو بخاری و مسلم ہی نے نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو نصیحت کی اور آخرت کا عذاب یاد دلایا (تاکہ وہ جھوٹ نہ بولے اور عورت اپنے الزام کو ناحق ثابت نہ کرے) اور اس کو اس بات سے آگاہ کیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے اہل ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بلایا اس کو بھی نصیحت کی اور آخرت کا عذاب یاد دلایا اور آگاہ کیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے اہل ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 502)

تفریق کرادی کا مطلب یہ ہے کہ لعان کی صورت میں میاں بیوی کے درمیان تفریق جدائی حاکم و قاضی کے حکم حق سے ہوتی ہے نہ کہ محض لعان سے چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے نیز ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر نفس لعان ہی سے تفریق واقع ہو جاتی تو پھر تین طلاقیں کیوں دی جاتیں جیسا کہ اوپر کی حدیث میں گزرا ہے کہ حضرت عویمیر نے لعان کے بعد اپنی بیوی کو تین طلاق دی۔ دنیا کے عذاب نے مراد حد یعنی شرعی سزا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر مرد کسی عورت کو چاہے وہ اس کی بیوی ہی کیوں نہ ہو (زنا کی تہمت لگائے اور اس کی تہمت جھوٹی ثابت ہو جائے تو شرعی قانون کے مطابق اس پر حد جاری کی جائیگی یعنی اس کو ایک پاکدامن عورت پر زنا کی جھوٹ تہمت لگانے کے جرم میں اسی کوڑے مارے جائیں گے۔

اور اگر وہ مرد سچا ثابت ہو جائے یعنی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ اس عورت نے بدکاری کرائی ہے تو پھر اس عورت پر حد جاری ہوگی کہ شادی شدہ ہونے کی صورت میں اس کو سنگسار کر دیا جائے گا اور غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں سو کوڑے مارے جائیں گے اس صورت میں یہ امکان ہو سکتا ہے کہ مرد نے کسی غلط فہمی کی بناء پر یا کسی خاص جذبہ کے تحت عورت کو تہمت لگا دی ہو اور پھر اسے یہ یقین ہو گیا ہو کہ میں نے عورت پر جو الزام لگایا ہے وہ بے بنیاد ہے مگر اب اس خوف سے کہ ایک پاکدامن عورت پر جھوٹی تہمت لگائی تھی یا یہ کہ واقعہ عورت نے بدکاری کرائی ہو مگر اس خوف سے کہ میں سنگسار کر دی جاؤں گی یا سو کوڑے ماری جاؤں گی اپنے اس گناہ کا اعتراف و اقرار نہیں کرتی بلکہ ملامت پر تیار ہو جاتی ہے لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امکانی صورت کے خلاف دونوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں دنیا کا عذاب یعنی یہاں کی سزا کہیں آسان اور اہل ہے اس لئے جو صورت حال ہو اور جو بیچ بات ہو اس کا اعتراف و اقرار کر لو اور اس دنیا کے آسان عذاب کو اختیار کر کے آخرت کے سخت ترین عذاب سے بچو۔

باب قول الإمام اللهم بين

یہ باب ہے کہ حاکم کا یہ کہنا: اے اللہ! (تو اس معاملے کو) واضح کر دے!

3470 - أَحْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ أَخْبَانَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ التَّلَاحُنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاتَّاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا قَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتَلَيْتُ بِهِذَا إِلَّا بِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبَطَ الشَّعْرَ وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ أَدَمَ خَذَلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اللَّهُمَّ بَيِّنْ" . فَوَضَعَتْ شَيْئَهَا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجَهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَا عَن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا . فَقَالَ رَجُلٌ لَابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ أَمِيَّ الْيَتَى قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هَذِهِ" . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ الشَّرَّ .

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے لعان کا ذکر کیا گیا تو عاصم بن عدی نے اس بارے میں کوئی بات کہی پھر وہ واپس چلے گئے پھر ان کی قوم کا ایک فرد ان کے پاس آیا اور ان کے سامنے یہ شکایت کی کہ اسی نے اپنی بیوی کے پاس ایک اور شخص کو پایا ہے تو عاصم بولے: میں اس آزمائش میں صرف اپنے اس قول کی وجہ سے گرفتار ہوا ہوں۔ پھر وہ اُسے ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس کے بارے میں بتایا جس صورت حال میں اس نے اپنی بیوی کو پایا تھا وہ شخص زرد رنگ کا مالک تھا اس کے جسم پر گوشت بھی کم تھا اور اس کے بال بھی بالکل سیدھے تھے جبکہ جس شخص پر اس نے الزام لگایا تھا کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس اس شخص کو پایا ہے وہ شخص گندی رنگت کا مالک تھا اس کی پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں اور جسم پر گوشت زیادہ تھا تو نبی اکرم ﷺ نے دعا کی:

اے اللہ! (اس معاملے کو) واضح کر دے!

تو اس عورت نے اس مرد کے ساتھ مشابہت رکھنے والے بچے کو جنم دیا جس مرد کا تذکرہ اس کے شوہر نے کیا تھا کہ اس نے اس مرد کو اپنی بیوی کے پاس پایا تھا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان کروادیا۔

اس محفل کے دوران ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: کیا یہ وہی عورت ہے جس کے بارے

3470- أخرجه البخاري في الطلاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لو كنت راجعاً بغير بينة) (الحديث 5310)، وباب قول الإمام: اللهم بين (الحديث 5316) وفي الحدود، باب من أظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة (الحديث 6856). وأخرجه مسلم في اللعان (الحديث 12). وأخرجه النسائي في الطلاق، باب قول الإمام اللهم بين (الحديث 3471) تحفة الأشراف (6328).

میں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا:

اگر میں کسی ثبوت کے بغیر کسی کو سنگسار کروا تا تو اس عورت کو کروا دیتا۔

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! وہ عورت (دوسری تھی) جو اسلام میں برائی کا اظہار کرتی تھی۔

3471 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ السَّكَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ

يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عِدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَلَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَذَهَبَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِاللَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبَطَ الشَّعْرَ وَكَانَ الْيَدَى ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ أَدَمَ خَذَلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطَطًا . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اللَّهُمَّ بَيِّنْ" . فَوَضَعَتْ شَيْئَهَا بِالْيَدَى ذَكَرَ رُوحَهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا فَلَا عَن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لَابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ أَيْسَى أَلَيْسَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ رَجَعْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَعْتُ هَذِهِ" . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَلِكُ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ الشَّرَّ فِي الْإِسْلَامِ .

☆☆ عبدالرحمن بن قاسم اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے سامنے لعان کا ذکر کیا گیا تو عاصم بن عدی نے اس بارے میں کوئی بات کہی، پھر وہ واپس چلے گئے، پھر ان کی قوم کا ایک فرد ان سے ملا اور اس نے یہ بات ذکر کی کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس ایک اور شخص کو پایا ہے۔ عاصم اس کو ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اس نے نبی اکرم ﷺ کو بتایا: اس نے اپنی بیوی کو کس صورت حال میں پایا۔

اس شخص کا رنگ زرد تھا، اس کے جسم پر گوشت کم تھا، اور اس کے بال بالکل سیدھے تھے، جس شخص پر اس نے الزام لگایا تھا کہ اس نے اس شخص کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے، اس شخص کا رنگ گندمی تھا، اس کی پنڈلیاں بھاری تھیں، جسم پر گوشت زیادہ تھا، قد درمیانہ تھا، اور بال گھٹکھریا لے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! (اس معاملے کو) واضح کر دے۔

پھر اس عورت نے اس شخص کے ساتھ مشابہت رکھنے والے بچے کو جنم دیا، جس شخص کا تذکرہ اس کے شوہر نے کیا تھا کہ اس نے اس شخص کو اپنی بیوی کے پاس پایا تھا، پھر نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان کروا دیا۔

(راوی کہتے ہیں:) ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس محفل میں یہ دریافت کیا کہ کیا یہ وہی عورت ہے جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو ثبوت کے بغیر سنگسار کرتا تو اس عورت کو کروا دیتا۔

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! وہ عورت اسلام میں شر کو ظاہر کیا کرتی تھی۔ (اس جملے کے دو مفہوم ہو

سکتے ہیں ایک مفہوم یہ ہے وہ عورت مسلمان ہونے کے باوجود بُرائی پھیلایا کرتی تھی اور ایک مفہوم یہ ہو سکتا ہے وہ مسلمانوں کے درمیان بُرائی پھیلایا کرتی تھی۔

باب الْأَمْرُ بِوَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمُتَلَاعِنَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ .

یہ باب ہے کہ پانچویں مرتبہ کے اعتراف کے وقت لعان کرنے والوں کے منہ پر ہاتھ رکھنے کا حکم
3472 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا حِينَ أَمَرَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ عَلَى فِيهِ وَقَالَ "إِنَّهَا مُوجِبَةٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ نے دو مہیاں بیوی کو لعان کرنے کی ہدایت کی تو آپ ﷺ نے ان کے پانچویں مرتبہ کے اعتراف کے وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ اس (مرد) کے منہ پر ہاتھ رکھ دے۔
 آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (پانچویں مرتبہ کا اعتراف دونوں میں سے کسی ایک کے لیے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو) لازم کر دے گا۔

باب عِظَةِ الْإِمَامِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ عِنْدَ اللَّعَانِ .

یہ باب ہے کہ لعان کے وقت حاکم کا مرد اور عورت کو وعظ و نصیحت کرنا

3473 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَيْفَرَّقَ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ فَقُمْتُ مِنْ مَقَامِي إِلَى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَيْفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ نَعَمْ . سُبْحَانَ اللَّهِ إِنْ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ فَلَانَ بَنُ فُلَانٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ - وَلَمْ يَقُلْ عَمْرُو أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ مَنَّا يَرَى عَلَى امْرَأَتِهِ فَاحِشَةً إِنْ تَكَلَّمَ فَأَمْرٌ عَظِيمٌ - وَقَالَ عَمْرُو أَتَى أَمْرًا عَظِيمًا - وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ . فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ أَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ الْأَمْرَ الَّذِي سَأَلْتُكَ ابْتُلَيْتُ بِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ (وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ) حَتَّى بَلَغَ (وَالْخَامِسَةَ أَنْ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ) فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَوَعظَهُ وَذَكَرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ . ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ فَوَعظَهَا وَذَكَرَهَا فَقَالَتْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنَّهُ لَكَاذِبٌ فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ

3472- أخرجه ابوداود في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2255). تحفة الاشراف (6372).

3473- أخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 4). وأخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في اللعان (الحديث 1202)، وفي تفسير القرآن،

باب (ومن سورة النور) (الحديث 3178). تحفة الاشراف (7058).

☆ ☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں مجھ سے لعان کرنے والوں کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ میں کیا جواب دوں میں اپنی جگہ سے اٹھ کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر چلا گیا میں نے دریافت کیا: اے ابو عبد الرحمن! کیا لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی کر دی جائے گی؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! سبحان اللہ! اس بارے میں سب سے پہلے فلاں بن فلاں نے دریافت کیا تھا اس نے عرض کی تھی: یا رسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہو جو اپنی بیوی کو گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھتا ہے اگر وہ اس بارے میں بات چیت کرتا ہے تو یہ بہت بڑا معاملہ ہے۔ (یہاں راوی کو چند الفاظ کے بارے میں شک ہے الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم یہی ہے) اگر وہ خاموش رہتا ہے تو اس طرح کی بات پر خاموش رہتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کوئی جواب نہیں دیا پھر اس کے بعد وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں نے جس مسئلے کے بارے میں آپ سے دریافت کیا تھا میں خود اس آزمائش میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:) تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں موجود یہ آیت نازل کر دی:

”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں۔“

یہ آیات یہاں تک ہیں:

”اور پانچویں مرتبہ وہ یہ کہے گی کہ اگر وہ مرد سچا ہے تو اس عورت پر اللہ کا غضب نازل ہو۔“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے آغاز کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وعظ و نصیحت کی اسے سمجھایا اور اسے بتایا: آخرت کے عذاب کے مقابلے میں دنیا کا عذاب کہیں زیادہ آسان ہے۔ اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! میں نے جھوٹ نہیں بولا ہے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں اس عورت کے ساتھ بات چیت کی اُسے وعظ و نصیحت کی اسے سمجھایا تو اس نے عرض کی:

اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے آغاز کیا اس نے اللہ کے نام پر چار مرتبہ یہ گواہی دی کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو پھر بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے یہ عمل کروایا اس عورت نے چار مرتبہ اللہ کے نام کی گواہی دی کہ وہ مرد جھوٹ بول رہا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہا کہ اگر وہ مرد سچا ہو تو اس عورت پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان تفریق کروادی۔

باب التفریق بین المتلاعنین ۔

یہ باب ہے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کرنا

3474 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَمْ يُفَرِّقِ الْمُصْعَبُ بَيْنَ الْمُتْلَاعَيْنِ . قَالَ سَعِيدٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِابْنِ عُمرٍ فَقَالَ فَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں مصعب بن زبیر نے لعان کرنے والوں کے درمیان علیحدگی نہیں کروائی، میں نے اس بات کا تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول نے بنو عجلان سے تعلق رکھنے والے (لعان کرنے والے) میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروادی تھی۔

باب استتابة المتلاعنين بعد اللعان . .

یہ باب ہے کہ لعان کے بعد لعان کرنے والوں سے توبہ کروانا

3475 - أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُليَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمرٍ

رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ . قَالَ فَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ "اللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ" . قَالَ لَهُمَا ثَلَاثًا فَأَبَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا . قَالَ أَيُّوبُ وَقَالَ عُمَرُو بْنُ دِينَارٍ إِنَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ شَيْئًا لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُ بِهِ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِي قَالَ "لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهِيَ أَبَعَدُ مِنْكَ" .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا:

ایک شخص اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے بنو عجلان سے تعلق رکھنے والے میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کروادی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے تو کیا تم میں سے وہ ایک فرد توبہ کرنا چاہے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں سے تین مرتبہ یہ کلمات کہے تو ان دونوں نے ایسا نہیں کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی۔ ایوب نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے عمرو بن دینار نے یہ بات کہی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم نے اس روایت کے کچھ حصے کو بیان نہیں کیا ہے پھر عمرو بن دینار نے وہ قصہ بیان کرتے ہوئے یہ بات بیان کی:

3474- أخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 7) . تحفة الاشراف (7061) .

3475- أخرجه البخاري في الطلاق، باب صدق الملاءنة (الحديث 5311)، و باب قول الامام للمتلاعنين ان احدهما كاذب فهل مكمسا من

لالب (الحديث 5312)، و باب المهر للمدخول عليها و كيف الدخول او طلقها قبل الدخول و الميس (الحديث 5349) . و أخرجه مسلم

في اللعان، (الحديث 6) مختصراً . و أخرجه ابو داود في الطلاق، باب في اللعان (الحديث 2258) . تحفة الاشراف (7050) .

اس مرد نے یہ کہا: میرے مال (کا کیا ہوگا جو میں نے اس عورت کو مہر کے طور پر دیا تھا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کوئی مال نہیں ملے گا کیونکہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو تم اس عورت کے ساتھ محبت کر چکے ہو اگر تم اپنی بات میں جھوٹے ہو تو پھر تو تمہارا اس کے ساتھ کوئی واسطہ ہی نہیں ہوگا۔

باب اجْتِمَاعِ الْمُتْلَاعَيْنِ .

یہ باب ہے کہ لعان کرنے والوں کا اکٹھا ہونا

3476 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَالٍ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتْلَاعَيْنِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتْلَاعَيْنِ "حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ وَلَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا". قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي قَالَ "لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهَوَّ بِمَا اسْتَخْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبَعْدُ لَكَ".

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دو لعان کرنے والے (میاں بیوی) کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے لعان کرنے والوں سے فرمایا تھا:

تم دونوں کا حساب اللہ کے ذمے ہے تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے (پھر آپ ﷺ نے مرد سے فرمایا: اب تمہارا اس عورت کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے مال (کا کیا ہوگا جو میں نے اس کو مہر کے طور پر دیا تھا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کوئی مال نہیں ملے گا اگر تم نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے تو وہ مال اس چیز کا عوض بن جائے گا جو تم نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا تھا اگر تم نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو پھر تو وہ تم سے اور زیادہ دور ہو جائے گا۔

باب نَفْيِ الْوَلَدِ بِاللِّعَانِ وَالْبَاقِ بِأَمِّهِ .

یہ باب ہے کہ لعان کی وجہ سے بچے کے نسب کی نفی کرنا اور اسے اس کی ماں کے ساتھ لاحق کر دینا

3477 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَالْحَقُّ الْوَلَدُ بِالْأَمِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروایا تھا

3476 - اخرجہ البخاری فی الطلاق، باب قول الامام للمتلاعین ان احدهما كاذب فهل منكما من تائب (الحديث 5312)، وباب المتعة لشي لم يهرض لها (الحديث 5350). و اخرجہ مسلم فی اللعان، (الحديث 5). و اخرجہ ابو داؤد فی الطلاق، باب فی اللعان (الحديث 2257) تحفة الاشراف (7051).

3477 - اخرجہ البخاری فی الطلاق، باب يلحق الولد بالملاعة (الحديث 5315)، و فی العرائض، باب ميراث الملاعة (الحديث 6748). و اخرجہ مسلم فی اللعان، (الحديث 8). و اخرجہ ابو داؤد فی الطلاق، باب فی اللعان (الحديث 2259). و اخرجہ الترمذی فی الطلاق، باب ما جاء فی اللعان (الحديث 1203). و اخرجہ ابن ماجه فی الطلاق، باب اللعان (الحديث 2069). تحفة الاشراف (8322).

آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی تھی اور بچے کو اس کی ماں کے ساتھ لاحق کر دیا تھا۔

حضانت کے معنی و مفہوم کا بیان

جب پردے اٹھائے پروں کے نیچے ڈھانپ لیتے ہیں تو عربی زبان میں اس کو کہا جاتا ہے حَضَن الطائر بیضہ عورت کا پرورش کرنا ٹھیک اسی معنا کا مظہر ہے جو ایک بے زبان مادہ کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ انڈوں یا چھوٹے بچوں کو اپنی آغوشِ محبت میں سمیٹ لے۔

حَضَن الطَائِرُ بَيْضَهُ حَضْنًا مِنْ بَابِ قَتَلَ وَحَضَانًا بِالْكَسْرِ أَيْضًا حَضْمَةً تَحْتَ جَنَاحِهِ

(المصباح السمر، ج ۲، ص ۷۷)

حق حضانت کے ثبوت شرعی کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بیٹا ہے۔ زمانہ حمل میں میرا پیٹ اسکا غلاف تھا اور زمانہ رضاعت میری چھاتی اس کے پیٹے کا برتن اور میری گود اسکا ٹھکانا۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی اور چاہتا ہے کہ اس بچہ کو مجھ سے چھین لے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا تو ہی اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ تو کسی اور سے نکال نہ کرے۔

(سنن ابوداؤد: جلد دوم، رقم الحدیث، 510)

امام بخاری حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے سال میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی چچا چچا کہتی پیچھے ہو لیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ لیا پھر حضرت علی وزید بن حارثہ و جعفر طیار رضی اللہ عنہم میں ہر ایک نے اپنے پاس رکھنا چاہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے ہی اسے لیا اور میرے چچا کی لڑکی ہے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میری بی بی ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا، میرے (رضاعی) بھائی کی لڑکی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی خالہ کو دلوائی اور فرمایا: کہ "خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اور حضرت علی سے فرمایا: کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے اور حضرت جعفر سے فرمایا: کہ تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو اور حضرت زید سے فرمایا: کہ تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۴۲۵۱)

پرورش کے لئے شرائط کا بیان

حق پرورش کے لیے ضروری ہے کہ جس کی پرورش کی جائے وہ نابالغ ہو اور اگر بالغ ہو تو معتوہ ہو (عقل و ہوش کے اعتبار سے متوازن نہ ہو)۔

بالغ اور ذی ہوش (رشید) لڑکے اور لڑکیاں والدین میں سے جس کے ساتھ رہنا چاہیں رہ سکتے ہیں، لڑکے ہوں تو ان کو تنہا

بھی رہنے کا حق حاصل ہے، لڑکی ہو تو اس کو تہار رہنے کی اجازت نہ ہوگی۔

حق پرورش کے لیے کچھ شرطیں وہ ہیں جو عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے ضروری ہیں، کچھ شرطیں مردوں سے متعلق ہیں اور کچھ عورتوں سے متعلق، عورتوں اور مردوں کے لیے مشترکہ اوصاف میں سے یہ ہے کہ پرورش کرنے والا عاقل و بالغ ہو۔

بعض لوگوں نے یہ شرط بھی لگائی ہے کہ قاسق نہ ہو، لیکن حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ فسق جتنا عام ہے، اس کے تحت اس قسم کی شرط لگانا بچوں کے حق میں مفید نہ ہوگا، اس لیے بھی کہ اکثر اوقات قاسق و فاجر ماں باپ بھی اپنے بچوں کے لیے فسق و فجور کی راہ کو پسند نہیں کرتے۔

حقیقت یہ ہے کہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے عین قرین قیاس ہے، بشرطیکہ پرورش کرنے والی ایسی پیشہ ور فاسقہ نہ ہو کہ اس سے اپنے زیر پرورش بچوں کو غلط راہ پر ڈال دینا غیر متوقع نہ ہو۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تک بچوں میں دین کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا نہ ہو جائے کافرہ ماں کو بھی بچہ پر حق پرورش حاصل ہے، ہاں اگر عورت مرتد ہو جائے تو اس کو حق پرورش بھی باقی نہ رہے گا، غلامی بھی حق پرورش میں مانع ہے، غلام یا باندی اس حق سے محروم رہیں گے، کہ وہ بچہ کی مناسب پرورش و پرداخت کے لیے وقت فارغ نہیں کر سکتے۔

عورتوں کے لیے حق پرورش کی خاص شرط یہ ہے کہ وہ بچہ کی محرم رشتہ دار ہو۔

دوسرے اس نے کسی ایسے مرد سے نکاح نہ کیا ہو، جو اس زیر پرورش بچہ کا محرم نہ ہو، اگر ایسے اجنبی شخص سے نکاح کر لیا تو اس کا حق پرورش ختم ہو جائے گا، ہاں اگر اس کا نیا شوہر بچہ کا محرم ہو، جیسے بچہ کے چچا سے نکاح کر لے، یا بچہ کی مانی اس کے دادا سے نکاح کر لے تو اس کے حق پرورش پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، روایت موجود ہے کہ ایک خاتون کو حق پرورش دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: انت احق بہ مالم تنکحی (سنن ابوداؤد)

مردوں کو حق پرورش حاصل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اگر زیر پرورش لڑکی کا مسئلہ ہو تو وہ مرد اس کا محرم ہوتا ہو، البتہ اگر کوئی دوسرا پرورش کنندہ موجود نہ ہو اور قاضی مناسب سمجھے اور مطمئن ہو تو وہ چچا زاد بھائی کے پاس بھی لڑکی کو رکھ سکتا ہے، لڑکی کا حق پرورش جس کو دیا جائے ضروری ہے کہ وہ مرد امین اور قابل اعتماد ہو، یہاں تک کہ بھائی اور چچا ہی کیوں نہ ہو لیکن فسق و خیانت کی وجہ سے اس پر اطمینان نہ محسوس کیا جائے تو اسے حق پرورش حاصل نہ ہو سکے گا۔

بچے کی پرورش کی زیادہ حقدار ماں ہوگی

اور جب میاں بیوی کے درمیان علیحدگی واقع ہو جائے تو ماں بچے (کی پرورش) کرنے کی زیادہ حقدار ہوگی اس کی دلیل وہ روایت ہے: ایک مرتبہ ایک خاتون نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا یہ بیٹا ہے۔ میرا پیٹ اس کے لئے پناہ تھا، میری گود اس کے لئے آرام دہ تھی، میری چھائی اس کے لئے سیرابی کا ذریعہ ہے اور اس کا باپ یہ کہتا ہے کہ وہ اسے مجھ سے جدا کر دے گا، تو نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: تم اس کی زیادہ حقدار ہو جب تک تم (دوسری) شادی نہیں کر لیتی۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے: پرورش کے حوالے سے ماں زیادہ شفیق ہوتی ہے اور پرورش کرنے کی زیادہ بہتر صلاحیت رکھتی ہے۔ اس لئے (بچے کو) اس کے سپرد کرنے میں زیادہ شفقت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اس حقیقت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے: ”اے عمر! اُس (ماں) کا لعاب دہن اس بچے کے لیے تمہارے پاس سے ملنے والے شہد اور غسل سے زیادہ بہتر ہوگا۔“

حضرت ابو بکر نے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب حضرت عمر اور ان کی اہلیہ کے درمیان علیحدگی ہو گئی تھی اور اس وقت کثیر تعداد میں صحابہ کرام موجود تھے۔ (بچے کا) خرچ باپ کے ذمے ہوگا جیسا کہ ہم عنقریب اس کا ذکر کریں گے۔ بچے کی پرورش کے لیے ماں کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ہو سکتا ہے کسی وجہ سے وہ پرورش کرنے سے عاجز ہو۔ اگر بچے کی ماں (پرورش کر) قانونی اہلیت نہ رکھتی ہو تو بچے کی نانی اُس کی دادی سے زیادہ حقدار ہوگی اگرچہ وہ نانی دور کی عزیزہ (یعنی پر نانی) ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے: یہ حق ماں کی طرف سے مستفاد ہوتا ہے۔

اگر نانی موجود نہ ہو تو بچے کی بہنوں کے مقابلے میں اس کی دادی زیادہ حق دار ہوگی کیونکہ وہ بھی ماں ہی شمار ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے: نانی اور دادی کو وراثت میں سے چھٹا حصہ ملتا ہے۔ اس کی یہ وجہ بھی ہے: اس رشتے میں اولاد کے لیے زیادہ شفقت پائی جاتی ہے۔ اگر بچے کی دادی موجود نہ ہو تو اس کی پھوپھیوں اور خالائوں کے مقابلے میں اُس کی بہنیں زیادہ حقدار ہوں گی کیونکہ وہ اُس کے ماں باپ کی اولاد ہیں اور اسی وجہ سے انہیں وراثت میں بھی فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق: باپ کی طرف سے شریک بہن کے مقابلے میں بچے کی خالہ زیادہ حقدار ہوگی اُس کی دلیل نبی اکرم کا یہ فرمان ہے:

”خالہ بھی ماں ہوتی ہے۔“ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اُس (یوسف) نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا۔“ ایک قول کے مطابق: وہ خاتون حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ تھیں۔ سگی بہن کو فوقیت حاصل ہوگی کیونکہ اس میں زیادہ شفقت پائی جاتی ہے پھر ماں کی طرف سے شریک بہن ہوگی اور اس کے بعد باپ کی طرف سے شریک بہن کا حق ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے: خواتین کو یہ حق ماں کی نسبت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر پھوپھیاں خالائوں سے زیادہ حقدار ہوں گی کیونکہ ماں کی طرف سے رشتے داری کو ترجیح دی جاسکے۔ ان میں بھی وہی اصول کارفرما ہوگا جو ہم نے بہنوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔ یعنی دو جہت سے قرابت رکھنے والی کو ترجیح حاصل ہوگی اس کے بعد ماں کی طرف سے قرابت کو ترجیح ہوگی۔ اس کے بعد پھوپھیوں کو بھی اسی اصول کے اعتبار سے حق حاصل ہوگا۔ ان تمام خواتین میں سے جو بھی شادی کر لے گی اُس کا حق ساقط ہو جائے گا۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے ہم نقل کر چکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے: جب ماں کا (دوسرا) شوہر اجنبی ہونے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں شفقت کی کمی پائی جاتی ہے تو کسی دوسرے میں بدرجہ اولیٰ (یہ شفقت کم ہوگی)۔ تاہم نانی کا حکم مختلف ہے۔ جب اُس کا دوسرا شوہر (بچے کا) دادا ہو۔ کیونکہ وہ بچے کے باپ کا قائم مقام شمار ہوگا۔ تو اس صورت میں بچے کے لیے شفقت کا پہلو پایا جائے گا۔ اسی طرح (پرورش کا حق رکھنے والی خاتون) کا وہ شوہر جو بچے کا محرم ہو (وہ خاتون کے حق کو ساقط نہیں کرے گا) کیونکہ بچے کے ساتھ اس کی قرابت کی وجہ سے شفقت موجود ہونے کا پہلو پایا جائے گا۔ جس خاتون کا حق شادی کرنے کی وجہ سے ساقط ہو جائے اگر اس کی شادی ختم ہو

جاتی ہے تو اس کا حق اسے واپس مل جائے گا کیونکہ رکاوٹ زائل ہو گئی ہے۔

حق حضانت میں محرماتی ترتیب کا بیان

علامہ علاء الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ ماں اگر نہ ہو یا پرورش کی اہل نہ ہو یا انکار کر دیا یا اجنبی سے نکاح کیا تو اب حق پرورش ثانی کے لیے ہے یہ بھی نہ ہو تو ثانی کی ماں اس کے بعد دادی پر دادی بشرائط مذکورہ بالا پھر حقیقی بہن پھر اخیانی بہن پھر سوتیلی بہن پھر حقیقی بہن کی بیٹی پھر اخیانی بہن کی بیٹی پھر خالہ یعنی ماں کی حقیقی بہن پھر اخیانی پھر سوتیلی بہن کی بیٹی پھر حقیقی بھتیجی پھر اخیانی بھائی کی بیٹی پھر سوتیلے بھائی کی بیٹی پھر اسی ترتیب سے پھوپیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ پھر ماں کی پھوپیاں پھر باپ کی پھوپیاں اور ان سب میں وہی ترتیب ملحوظ ہے کہ حقیقی پھر اخیانی پھر سوتیلی۔ اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اس کا حق ساقط ہو تو عصبیات بہ ترتیب ارث یعنی باپ پھر دادا پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلے پھر بھتیجے پھر چچا پھر اس کے بیٹے مگر لڑکی کو چچا زاد بھائی کی پرورش میں نہ دیں خصوصاً جبکہ مشعباۃ ہو اور اگر عصبیات بھی نہ ہوں تو ذوی الارحام کی پرورش میں دیں مثلاً اخیانی بھائی پھر اُس کا بیٹا پھر ماں کا چچا پھر حقیقی ماموں۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کو لڑکے کی پرورش کا حق نہیں۔

اگر چند شخص ایک درجہ کے ہوں تو اُن میں جو زیادہ بہتر ہو پھر وہ کہ زیادہ پرہیزگار ہو پھر وہ کہ اُن میں بڑا ہو حقدار ہے۔ (در مختار، باب حضانت، ج ۵، ص ۲۷۱، بیروت)

حق حضانت میں والدہ کے استحقاق کا بیان

پرورش کا حق عمر کی ایک حد تک عورتوں کو اور اس کے بعد مردوں کو حاصل ہوتا ہے، البتہ حق پرورش کے معاملہ میں شریعت نے عورتوں کے طبعی رفق، شفقت اور چھوٹے بچوں کی طبعی صلاحیت، نیز خود ماں کی ممتا اور اس کے جذبات مادری کی رعایت کرتے ہوئے عورتوں کو اولیت دی ہے۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں: وَالْأَصْلُ فِيهَا النِّسَاءُ، لِأَنَّهُنَّ أَشْفَقُ وَأَرْفَقُ وَأَهْلَنِّي إِلَى تَرْبِيَةِ

الصِّغَارِ. (بدائع الصنائع فصل: فِي بَيَانِ مَنْ لَهُ الْحِضَانَةُ)

اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ حق پرورش میں ماں سب سے پہلے اور مقدم ہے، اس کے بعد پھر جو رشتہ کے اعتبار سے زیادہ قریب ہو، چنانچہ ماں کے بعد ثانی چاہے وہ بالائی پشت کی ہو، ثانی نہ ہو تو دادی اور دادی میں بھی یہی ترتیب ہے، کہ دادی نہ ہو تو پر دادی بہن سے زیادہ مستحق ہے، دادی کے بعد بہن، بہن کے بعد خالہ، خالہ کے بعد پھوپیاں کا درجہ ہے، بہن، خالہ، پھوپھی، ان سب میں یہ ترتیب بھی ہے کہ ماں باپ دونوں کی شرکت کے ساتھ جو رشتہ ہو وہ مقدم ہے، اس کے بعد ماں شریک اور اس کے بعد باپ شریک کا درجہ ہے۔

اگر خواتین میں کوئی مستحق نہ ہو تو پھر حق پرورش ان مردوں کی طرف لوٹے گا جو عصبہ رشتہ دار ہوں اور ان رشتہ داروں میں جو وارث ہونے کے اعتبار سے مقدم ہو گا وہی حق پرورش کا بھی ذمہ دار ہوگا، فقہاء نے مردوں میں حق پرورش کی ترتیب یوں لکھی ہے،

باپ، دادا، پردادا وغیرہ، اس کے بعد حقیقی بھائی، پھر باپ شریک بھائی، پھر حقیقی بھتیجہ، پھر باپ شریک بھائی کا لڑکا، پھر حقیقی چچا، پھر باپ شریک چچا، پھر حقیقی چچا زاد بھائی، اس کے بعد باپ شریک چچا کا لڑکا، بشرطیکہ جس کی پرورش کی جا رہی ہو وہ لڑکا ہو، لڑکی نہ ہو ان کے بعد باپ کے چچا اور دادا کے چچا وغیرہ کا حق ہے۔

حق حضانت کا ماں کی طرف ہونے میں قاعدہ فقہیہ

ولاية الحضانة تستفاد من قبل الامهات، (ہدایہ بولین ج ۲ ص ۴۴۴)

حضانت کی ولایت ماؤں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ جب شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے تو اس صورت میں بچے کی پرورش کا زیادہ حقدار اور اس پر شفقت کی زیادہ حقدار اس کی ماں ہے کیونکہ حق حضانت یعنی پرورش کا حق ماں کو دیا گیا ہے اور وہی زیادہ شفقت و رحم کرنے والی ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بیٹا ہے جس کے لئے میرا بطن ٹھکانہ رہا، میری چھاتی نے اس کو سیراب کیا اور میری گود اسی کے لئے پرورش گاہ رہی، اور اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور وہ مجھ سے پھینکا چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: تو اس کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ تو کسی دوسرے سے نکاح کر لے۔ (سنن ابوداؤد، ج ۱ ص ۳۱۰، دارالحدیث ملتان)

ترجمہ: اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرہ، ۲۳۳)

اس سے بھی یہ استنباط ہوتا ہے کہ پیداواری کا نفع ذمہ داری کی وجہ سے ہوتا ہے لہذا اس حکم کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ حضانت کی ولایت ماں کو حاصل ہے۔ (قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ، شبیر برہنہ، لاہور)

بچے کو کب اختیار دیا جائے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ بچے کو اس کے باپ اور اس کی ماں کے درمیان اختیار دیا جائے۔ (جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۶۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب بچہ بالغ ہو جائے تو اسے اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہے یا اپنی ماں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے لیکن یہ حدیث باب الحضانۃ سے بالکل نہیں ہے۔ (قوت المعتقدی ج ۱ ص ۱۶۲، فاروقی کتب خانہ ملتان)

باب إِذَا عَرَّضَ بِأَمْرَاتِهِ وَشَكَّ فِي وَلَدِهِ وَارَادَ الْإِنْتِفَاءَ مِنْهُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اشارے کے طور پر اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور اپنے بچے کے بارے میں شک کا اظہار کرے اور اپنی ذات سے اس کے نسب کی نفی کرنا چاہے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

3478 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

أَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِي فِزَارَةَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ .
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَمَا أَلَوَانُهَا" . قَالَ حُمْرٌ .
قَالَ "فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقٍ" . قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا . قَالَ "فَأَنَّى تَرَى أَتَى ذَلِكَ" . قَالَ عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزْعُهُ
عِرْقٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَهَذَا عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزْعُهُ عِرْقٌ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو فزارہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیوی نے ایک سیاہ قام بچے کو جنم دیا ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: سرخ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! اس میں خاکستری رنگ کا بھی ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارا کیا خیال ہے وہ کہاں سے آگیا؟ اس نے عرض کی: ہو سکتا ہے کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہ بھی تو ہو سکتا ہے (تمہارے بچے کو) کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

3479 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي فِزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ
امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ . وَهُوَ يُرِيدُ الْإِنْفَاءَ مِنْهُ . فَقَالَ "هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "مَا أَلَوَانُهَا" .
قَالَ حُمْرٌ . قَالَ "هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقٍ" . قَالَ فِيهَا ذَوْدٌ وَرُقٌ . قَالَ "فَمَا ذَاكَ تَرَى" .
قَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ نَزْعُهَا عِرْقٌ . قَالَ "فَلَعَلَّ هَذَا أَنْ يَكُونَ نَزْعُهُ عِرْقٌ" . قَالَ فَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْإِنْفَاءِ
مِنْهُ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو فزارہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میری بیوی نے سیاہ قام بچے کو جنم دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) وہ شخص اس بچے کے نسب کی نفی کرنا چاہتا تھا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: سرخ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ اس نے عرض کی: ان میں خاکستری بھی ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم کیا سمجھتے ہو کہ وہ کیوں ہے؟ اس نے عرض کی: ہو سکتا ہے کسی رگ نے اسے کھینچ لیا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ بھی تو ہو سکتا ہے اسے (یعنی تمہارے بچے کو) کسی رگ نے کھینچ لیا ہے۔

3478- أخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 18) . وأخرجه أبو داود في الطلاق، باب إذا شك في الولد (الحديث 2260) . وأخرجه ابن ماجه في الكاح، باب الرجل يشك في ولده (الحديث 2002) . تحفة الاشراف (13129) .
3479- أخرجه مسلم في اللعان، (الحديث 19) . وأخرجه أبو داود في الطلاق، باب إذا شك في الولد (الحديث 261) . تحفة الاشراف (13273) .

راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو اس بچے کے نسب کی اپنی ذات سے نفی کرنے کی اجازت نہیں دی۔

3480 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّوَةَ - حُمَيْصِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي

حَمْرَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَسِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَلَدْتُ غُلَامًا أَسْوَدَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَأَنَّى كَانَ ذَلِكَ" . قَالَ مَا أَذْرِي قَالَ "فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَمَا آلَوَانُهَا" .

قَالَ حُمْرٌ . قَالَ "فَهَلْ فِيهَا جَمَلٌ أَوْ رَقٌ" . قَالَ فِيهَا إِبِلٌ وَرَقٌ . قَالَ "فَأَنَّى كَانَ ذَلِكَ" . قَالَ مَا أَذْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَزْعُهُ عِرْقٌ . قَالَ "وَهَذَا لَعَلَّهُ نَزْعُهُ عِرْقٌ" . فَمِنْ أَجْلِهِ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا لَا يَجُوزُ لِرَجُلٍ أَنْ يَنْتَفِي مِنْ وَلَدٍ وَلَدَ عَلَى فِرَاشِهِ إِلَّا أَنْ يَزْعُمَ أَنَّهُ رَأَى فَاِحْشَةً .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا ایک بچہ سیاہ قام ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کیسے ہو گیا ہے؟ اس نے جواب دیا: مجھے نہیں علم نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: ان کا رنگ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: سرخ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا اونٹ ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! ان میں خاکستری رنگ کا بھی اونٹ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے نہیں علم البتہ یہ ہو سکتا ہے کسی رگ نے اُسے کھینچ لیا ہو تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی تو ہو سکتا ہے اس (بچے کو) کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

اس بنیاد پر نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے اپنے فراش پر پیدا ہونے والے بچے کے نسب کی اپنی ذات سے نفی کرے ماسوائے اس صورت کے کہ وہ اس عورت کو زنا کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھے۔

باب التغليب في الانتفاء من الولد .

یہ باب ہے کہ بچے کے نسب کی نفی کرنے کی شدید مذمت

3481 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ شُعَيْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ

اللَّهِ بْنِ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حِينَ نَزَلَتْ آيَةُ الْمُلَاعَنَةِ "أَيُّمَا امْرَأَةٍ ادْخَلْتُ عَلَى قَوْمٍ رَجُلًا لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ وَلَا يُدْخِلُهَا اللَّهُ جَنَّتَهُ وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ احْتَجَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ وَفَضَّحَهُ عَلَى رُءُوسِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

3480- انوردہ النسائی . تحفة الاشراف (13170) .

3481- احررہ ابو داؤد فی الطلاق ، باب التغليب فی الانتفاء (الحديث 2263) . تحفة الاشراف (12972) .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اس وقت جب یہ آیت نازل ہوئی جس میں لعان کا ذکر ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

جو عورت کسی قوم میں ایسے شخص کو داخل کر دے جس کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو (یعنی وہ عورت زنا کے نتیجے میں کسی ایسے بچے کو جنم دے جو اس کے شوہر کا نطفہ نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس عورت کو اپنی جنت میں داخل نہیں کرے گا اور جو شخص اپنے بچے کے نسب کی نفی کر دے حالانکہ وہ اسے (اپنی اولاد سمجھتا ہو) تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے حجاب کر لے گا اور اسے قیامت کے دن تمام پہلے اور بعد والے لوگوں کی موجودگی میں رسوا کرے گا۔

باب الْحَاقِ الْوَلَدِ بِالْفِرَاشِ إِذَا لَمْ يَنْفِهِ صَاحِبُ الْفِرَاشِ .

یہ باب ہے کہ بچے کے نسب کو فراش کے ساتھ منسوب کرنا جب صاحب فراش نے اس کی نفی نہ کی ہو

3482 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"بچہ فراش والے کا ہوگا اور زنا کرنے والے کو محرومی ملے گی۔"

3483 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"بچہ فراش والے کا ہوگا اور زنا کرنے والے کو محرومی ملے گی۔"

3484 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي عُبَّةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهْدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَيَّ شَبِيهِ . وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَلَدَ عَلِيٍّ فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ . فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَبِيهِ فَرَأَى شَبَهَا بَيْنَا بَعْثَةً فَقَالَ "هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاجْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ" . فَلَمْ يَرِ سَوْدَةَ قَطُّ .

3482- أخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش وتوفي الشبهات (الحديث 37) . وأخرجه الترمذي في الرضاع، باب ما جاء أن الولد

للفراش (1157) . وأخرجه ابن ماجه في النكاح، باب الولد للفراش وللعاشر الحجر (الحديث 2006) . تحفة الاشراف (13134) .

3483- أخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش وتوفي الشبهات (الحديث 37) . تحفة الاشراف (13282) .

3484- أخرجه البخاري في البيوع، باب شراء المملوك من الحرابي وبيته وعقه (الحديث 2218) ، باب من ادعى أحاً أو ابناً (الحديث

6765) ، وفي الحدود، باب للعاشر الحجر (الحديث 6817) مختصراً . وأخرجه مسلم في الرضاع، باب الولد للفراش وتوفي الشبهات

(الحديث 36) . تحفة الاشراف (16584) .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کے درمیان ایک بچے کے بارے میں اختلاف ہو گیا سعد نے کہا: یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی عقبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے میرے بھائی نے اس کے بارے میں مجھ سے عہد لیا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہے آپ ﷺ اس کی مشابہت ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ عبد بن زمعہ نے کہا: یہ میرا بھائی ہے جو میرے والد کے فراش پر ان کی کنیر کے ہاں پیدا ہوا ہے جب نبی اکرم ﷺ نے اس بچے کی مشابہت کا جائزہ لیا تو وہ واضح طور پر عقبہ کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے عبد! یہ تمہیں ملے گا کیونکہ بچہ فراش والے کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کو محرومی ملتی ہے اے سودہ! تم اس بچے سے حجاب کرنا۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) تو سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اس بچے نے کبھی نہیں دیکھا۔

3485 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ الزُّبَيْرِ -

مَوْلَى لَهُمْ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَتْ لِرُومَةَ جَارِيَّةً بَطْنُهَا هُوَ وَكَانَ يَطْرُقُ بِأَخْرَ يَقَعُ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ شَبِيهِ الَّذِي كَانَ يَطْرُقُ بِهِ فَمَاتَ زَمْعَةُ وَهِيَ حُبْلَى فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحتَجَبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ فَلَيْسَ لَكَ بِأَخ"

☆ ☆ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: زمعہ کی ایک کنیر تھی جس کے ساتھ وہ محبت کیا کرتا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ کوئی اور شخص بھی اس عورت کے ساتھ محبت کرتا ہے پھر اس عورت نے اس بچے کو جنم دیا جو اس شخص کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا جس کے بارے میں زمعہ کو یہ گمان تھا (کہ وہ شخص بھی اس کی کنیر کے ساتھ محبت کرتا ہے)۔

جب زمعہ کا انتقال ہوا تو وہ کنیر حاملہ تھی۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بچہ فراش والے کا ہوتا ہے لیکن اے سودہ! تم اس شخص سے حجاب کرنا کیونکہ وہ تمہارا بھائی نہیں ہے۔"

3486 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَلَا أَحْسَبُ هَذَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ

☆ ☆ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"بچہ فراش والے کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کو محرومی ملتی ہے۔"

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں ہوگی باقی اللہ بہتر

جانتا ہے۔

شرح

حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے لہذا وارث کے لئے وصیت نہیں ہے۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم رقم الحدیث، 297)

امام ترمذی نے یہ مزید نقل کیا ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لئے ہے اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے، نیز ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور حضرت ابن عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وارث کے لئے وصیت نہیں ہے مگر جب کہ وارث چاہیں، یہ حدیث منقطع ہے اور یہ مصابیح کے الفاظ ہیں۔ اور دارقطنی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہوتی مگر جب کہ وارث چاہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے الخ) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے لئے حصے متعین و مقرر فرما دیئے ہیں خواہ وہ کسی وارث کے حق میں یہ وصیت کر بھی جائے کہ اسے دوسرے وارثوں سے اتنا زیادہ حصہ دیا جائے تو شرعی طور پر اس کا کچھ اعتبار نہیں ہاں اگر تمام ورثاء عاقل و بالغ ہوں اور وہ برضاء و رغبت کسی وارث کو میت کی وصیت کے مطابق اس کے حصے سے زیادہ دیدیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں آیت میراث نازل ہونے سے پہلے اپنے اقرباء کے حق میں وصیت کر جانا واجب تھا مگر جب آیت میراث نازل ہوئی اور تمام ورثاء کے حصے متعین و مقرر ہو گئے تو وصیت کا واجب ہونا منسوخ ہو گیا۔ فرائض ویسے تو عورت کو کہتے ہیں لیکن یہاں (الولد للفراش) میں فراش سے مراد صاحب فراش یعنی عورت کا مالک ہے۔ حدیث گرامی کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کا نسب زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا بلکہ وہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے خواہ وہ صاحب فراش زنا کرانے والا عورت کا خاوند ہو یا لونڈی ہونے کی صورت میں) اس کا آقا ہو اور یا وہ شخص جس نے شبہ میں مبتلا ہو کر اس عورت سے صحبت کر لی تھی۔ اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے یہ جملہ زنا کرنے والے کی محرومی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ہماری عام بول چال میں کسی ایسے شخص کے بارے میں کہ جسے کچھ نہیں ملتا کہہ دیا کرتے ہیں کہ اسے خاک پتھر ملے گا، لہذا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ زنا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب چونکہ زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا اس لئے ولد الزنا کی میراث میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ یا پھر یہ کہ یہاں پتھر سے مراد سنگسار کرنا ہے کہ اس زنا کرنے والے کو اگر وہ شادی شدہ تھا سنگسار کر دیا جائے گا۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس بدکاری میں مبتلا ہونے والوں کا حساب و کتاب اللہ پر ہے کہ وہ ہر ایک کو ان کے کرتوت کے مطابق بدلہ دے گا۔ ویسے یہ جملہ ایک دوسرے معنی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے تو یہاں ہم زنا کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں بایں طور کہ ان پر حد جاری کرتے ہیں اب رہا وہاں یعنی آخرت کا معاملہ تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء پر موقوف ہے چاہے تو مؤاخذہ کرے اور چاہے تو اپنے بے پایاں رحم و کرم کے صدقہ میں انہیں بخش دے۔ مذکورہ بالا عبارت کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص زنا کرے یا کسی اور گناہ میں مبتلا ہو اور اس پر کوئی حد قائم نہ ہو یعنی دنیا میں اسے کوئی سزا

نہ دی جائے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہ چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے اسے عذاب میں مبتلا کرے۔

زنا کے سبب نسب ثابت نہ ہونے کا بیان

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرے نطفہ سے ہے تم اس کو لے لینا چنانچہ فتح مکہ کے سال سعد نے اس لڑکے کو لے لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے جبکہ ابن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے پھر وہ دونوں اپنا معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور سعد نے کہا کہ یہ لڑکا میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے جو میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی بات سن کر فرمایا کہ عبد بن زمعہ اس بچہ کے تم ہی حقدار ہو کیونکہ بچہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے اور زانی کے لئے نسب و میراث سے محرومی ہے یا یہ کہ زانی سنگساری کا مستوجب ہے (پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو کیونکہ اس میں عتبہ کی شباہت نظر آتی ہے چنانچہ حضرت سودہ اس لڑکے کے سامنے کبھی نہیں آئیں یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو گیا) ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد بن زمعہ لڑکا تمہارا بھائی ہے اس لئے کہ وہ لڑکا ان کے باپ کے بستر پر پیدا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 509)

اس حدیث میں جو چند نام ذکر ہوئے ہیں پہلے ان کے بارے میں بتادینا ضروری ہے تا کہ صورت واقعہ کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ عتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا حقیقی بھائی تھا حضرت سعد کو تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے بہرور کیا اور وہ ایک جلیل القدر صحابی ہوئے مگر عتبہ کفر کے اندھیرے سے نہ نکل سکا یہاں تک کہ کفر کی حالت میں مر گیا اور یہی وہ بد بخت تھا اور یہی وہ بد بخت تھا جس نے غزوہ اخد کے موقع پر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے داندان مبارک شہید کئے تھے۔ زمعہ حضرت سودہ کے باپ تھے اور عبد بن زمعہ کے بیٹے یعنی حضرت سودہ کے حقیقی بھائی تھے حضرت سودہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ اب حدیث کی طرف آئیے کہ عتبہ نے زمعہ کی لونڈی سے زنا کیا جس کے نتیجہ میں لڑکا پیدا ہوا چونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ زانی کے دعویٰ پر ولد الزنا (حرامی بچہ) کا نسب اسی زنی سے ثابت ہوتا تھا اس لئے عتبہ نے اس قدیم دستور کے مطابق اس لڑکے کے بارے میں دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور اپنے بھائی حضرت سعد کو وصیت کی کہ تم اس لڑکے کو اپنی تحویل میں لے لینا اور اس کی پرورش کرنا چنانچہ حضرت سعد نے فتح مکہ کے سال اپنے بھائی کی وصیت کے مطابق اس لڑکے کو اپنی تحویل میں لے لیا اور یہ اعلان کیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے ادھر زمعہ کے بیٹے عبد نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا بھائی ہے کیونکہ اس کو میرے باپ نے اپنی لونڈی سے جنوایا ہے غرضیکہ ان دونوں کے درمیان ایک تنازعہ کی صورت ہو گئی تو وہ دونوں اس معاملہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ سے فرمایا کہ یہ تمہارا بھائی ہے کیونکہ بچہ صاحب فراش ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اور زانی اس سے محروم رہتا ہے۔ (بچہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے اور زانی کے لئے محرومی ہے)

ام المؤمنین حضرت سودہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کہ تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو (کا مطلب یہ تھا کہ اگرچہ یہ لڑکا شرعی حکم کے مطابق تمہارا بھائی ہو اب اس طور کہ اس کا نسب تمہارے باپ زمعہ سے ثابت ہو گیا ہے اور یہ بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ شرعی

معاملات میں مشابہت اور قیافہ و قرائن کا اعتبار نہیں لیکن وہ لڑکا چونکہ عتبہ کے مشابہ ہے اور عتبہ کے دعویٰ کی وجہ سے اس کا عتبہ کے نطفہ سے ہونا ایک حد تک حقیقت کے مطابق بھی ہے اس لئے احتیاط و ورع کا تقاضا یہی ہے کہ تم اس کے سامنے نہ آؤ۔ دوسری روایت کے آخری الفاظ (انہ ولد علی فراش ابیہ) (اس لئے کہ وہ لڑکا ان کے باپ کے بستر پر پیدا ہوا تھا) دراصل حدیث کے راوی کا اپنا قول ہے یعنی راوی نے ان الفاظ کے ذریعہ یہ واضح کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ کے حق میں یہ حکم کہ وہ لڑکا تمہارا بھائی ہے اس لئے صادر فرمایا تھا کہ وہ ان کے باپ (زمعہ) کے بستر پر پیدا ہوا تھا) ان کے بستر پر پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ استقرار حمل اور بچہ کی ولادت کے زمانہ میں وہ لوٹڈی زمعہ کی ملکیت میں اور ان کے تصرف میں تھی نیز وہ لڑکا انہی کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔

باب فراش الامة

یہ باب ہے کہ کنیز کا فراش (ہونا)

3487 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي ابْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَعْدٌ أَوْصَانِي أَخِي عُتْبَةَ إِذَا قَدِمْتَ مَكَّةَ فَانْظُرِ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَهُوَ ابْنِي . فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هُوَ ابْنُ أُمِّ ابْنِ أَبِي وَلَدَ عَلِيٌّ فِرَاشِ ابْنِي . فَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهَا بَيْنَا بَعْتَبَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَابْتِغَاءُ مِنْهُ يَأْ سَوْدَةٌ" .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کے درمیان ایک لڑکے کے بارے میں اختلاف ہو گیا سعد نے کہا: میرے بھائی عتبہ نے مجھے یہ وصیت کی تھی کہ جب تم مکہ آؤ تو زمعہ کی کنیز کے بیٹے کا خیال رکھنا کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے۔ جبکہ عبد بن زمعہ نے یہ کہا کہ یہ میرے والد کی کنیز کا بیٹا ہے جو میرے والد کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کی عتبہ کے ساتھ واضح مشابہت ملاحظہ فرمائی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بچہ فراش والے کو ملتا ہے اے سودہ! تم اس سے پردہ کرنا۔“

باب القرعة فی الولد اذا تنازعوا فیہ و ذکر الاختلاف

عَلَى الشَّعْبِيِّ فِيهِ حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ .

یہ باب ہے کہ جب کسی بچے کے نسب کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہو جائے تو بچے کے بارے میں قرعہ اندازی کرنا اس بارے میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں شعبی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3488 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ أَتَيْنَا عَبْدَ الرَّزَّاقِ قَالَ أَتَيْنَا الثَّوْرِيَّ عَنْ صَالِحِ الْهَمْدَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ أَتَى عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِثَلَاثَةٍ وَهُوَ بِالْيَمَنِ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طَهْرٍ وَاحِدٍ فَسَأَلَ اثْنَيْنِ اتَّقِرَّانِ لِهَذَا بِالْوَلَدِ قَالَا لَا . ثُمَّ سَأَلَ اثْنَيْنِ اتَّقِرَّانِ لِهَذَا بِالْوَلَدِ قَالَا لَا . فَافْرَعَ بَيْنَهُمُ فَالْحَقَّ الْوَلَدُ بِالَّذِي صَارَتْ عَلَيْهِ الْقِرْعَةُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ ثُلثِي الدِّيَةِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ .

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیات میں) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے تو ان کے سامنے تین آدمی لائے گئے جنہوں نے ایک ہی طہر کے دوران ایک عورت کے ساتھ صحبت کی تھی (پھر اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو ان کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہو گیا کہ بچہ کس کا ہے؟)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں سے دریافت کیا کہ کیا تم اس (میرے شخص) کے حق میں اس بچے کا اقرار کرتے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا: جی نہیں! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باقی دو سے دریافت کیا: کیا تم اس (میرے شخص) کے حق میں اس بچے کا اقرار کرتے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا: جی نہیں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کر لی اور بچے کا نسب اس کے ساتھ ثابت کر دیا جس کا قرعہ نکل تھا۔ آپ نے اس پر دو تہائی دیت کی ادائیگی لازم قرار دی جب اس فیصلے کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے کیا گیا تو آپ ﷺ مسکرا دیے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی دواڑ میں نظر آنے لگیں۔

3489 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَجْلَحِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْخَلِيلِ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَمَنِ فَجَعَلَ يُحِبِّرُهُ وَيُحَدِّثُهُ وَعَلَيْهَا بِهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَى عَلِيًّا ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ يَخْتَصِمُونَ لِي وَلَدٍ وَقَعُوا عَلَى امْرَأَةٍ فِي طَهْرٍ . وَسَأَلَ الْحَدِيثَ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے اسی دوران ایک یمنی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ ﷺ کو یہ واقعہ بتانا شروع کیا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں موجود تھے۔ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمی آئے جن کا ایک بچے کے بارے میں اختلاف چل رہا تھا ان تینوں نے ایک ہی طہر کے دوران ایک عورت کے ساتھ صحبت کی تھی۔ (اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے)

3488- خرجه ابن داود في الطلاق، باب من قال بالقرعة اذا تنازعوا في الولد (الحديث 2270) . وخرجه ابن ماجه في الاحكام باب الفصاء بالقرعة (الحديث 2348) . تحفة الاشراف (3670) .

3489- اخرجه ابن داود في الطلاق، باب من قال بالقرعة اذا تنازعوا في الولد (الحديث 2269) و (الحديث 2271) موقوفاً . وخرجه النسائي في الطلاق، باب بقرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه من حديث زيد ابن ارقم (الحديث 3490 و 3491) و (الحديث 3492) موقوفاً تحفة الاشراف (3669) .

3490 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ الْأَجَلِّحِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ بِالْيَمَنِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ شَهِدْتُ عَلِيًّا أُمِّي فِي ثَلَاثَةِ نَفَرٍ ادَّعَوْا وَلَدَ امْرَأَةٍ فَقَالَ عَلِيٌّ لَا جَدِيهِمْ تَدْعُهُ لِهَذَا . فَأَبَى وَقَالَ لِهَذَا تَدْعُهُ لِهَذَا . فَأَبَى وَقَالَ لِهَذَا تَدْعُهُ لِهَذَا . فَأَبَى عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْتُمْ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَسَاقِرُكُمْ بَيْنَكُمْ فَأَيُّكُمْ أَصَابَتْهُ الْفُرْعَةُ فَهُوَ لَهُ وَعَلَيْهِ ثَلَاثُ الدِّيَةِ . فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ .

☆ ☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دنوں یمن میں تھے ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بتا رہا ہوں کہ ان کے پاس تین آدمی آئے جو ایک عورت کے ہاں پیدا ہونے والے بچے (کا باپ ہونے) کے دعوے دار تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے دریافت کیا: کیا تم اس بچے کو اس شخص کے حق میں چھوڑ دو گے؟ تو اس نے تسلیم نہیں کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے سے دریافت کیا: کیا تم اس کے حق میں اس بچے کو چھوڑ دو گے؟ اس نے بھی یہ بات نہیں مانی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تیسرے سے دریافت کیا: کیا تم اس بچے کو (باقی دو افراد) کے حق میں چھوڑ دو گے؟ تو اس نے بھی یہ بات نہیں مانی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

تم تینوں ایسے شراکت داروں کی مانند ہو جن کا آپس میں جھگڑا چل رہا ہے اس لیے میں تمہارے درمیان قرعہ اندازی کرواؤں گا جس کے نام کا قرعہ نکل آئے گا تو وہ بچہ اس کا ہوگا اور اس پر دو تہائی دیت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ جب نبی اکرم ﷺ نے یہ واقعہ سنا تو نبی اکرم ﷺ مسکرا دیے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

3491 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا عَلَى الْيَمَنِ فَأَتَى بِغُلَامٍ تَنَازَعَ فِيهِ ثَلَاثَةٌ . وَبِإِسَاقِ الْحَدِيثِ . خَالَفَهُمْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ .

☆ ☆ امام شعبی رحمہ اللہ حضرت سہیل بن عمرو سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے حوالے سے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن (گورز بنا کر) بھیجا ان کے سامنے ایک بچے کا مقدمہ لایا گیا جس کے بارے میں تین آدمیوں کے درمیان تنازعہ چل رہا تھا۔

3492 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ أَوْ ابْنِ أَبِي الْخَلِيلِ أَنَّ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ اشْتَرَكُوا فِي طَهْرٍ فَذَكَرُوا نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ زَيْدُ

3490- تقدم في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه في حديث زيد بن ارقم (الحديث 3489) .

3491- تقدم في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه في حديث زيد بن ارقم (الحديث 3489) .

3492- تقدم في الطلاق، باب القرعة في الولد اذا تنازعوا فيه و ذكر الاختلاف على الشعبي فيه في حديث زيد بن ارقم (الحديث 3489) .

بَنَ اَرْقَمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذَا صَوَابٌ وَاللَّهُ مُبْحَثَانِ وَتَعَالَى أَعْلَمُ .

☆☆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے جن میں کچھ لفظی اختلاف پایا جاتا ہے۔

ایک سند میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں ہے اور یہ روایت مرفوع حدیث کے طور پر بھی منقول نہیں ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

باب الْقَافَةِ .

یہ باب قیافہ شناسی کے بیان میں ہے

3493 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبَرُّقًا وَسَارِيرًا وَجْهَهُ فَقَالَ "أَلَمْ تَرَى أَنَّ مُجَزَّزًا نَظَرَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَأُسَامَةُ فَقَالَ إِنَّ بَعْضَ هَذِهِ الْأَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: (ایک دن) نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ انتہائی خوش تھے اور خوشی کی وجہ سے آپ کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ ہے مجز (نامی قیافہ شناس) نے زید بن حارثہ اور اسامہ (کے پاؤں دیکھ کر) یہ کہا ہے: یہ پاؤں ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔

3494 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُورًا فَقَالَ "يَا عَائِشَةُ أَلَمْ تَرَى أَنَّ مُجَزَّزًا الْمُدْلِجِي دَخَلَ عَلَيَّ وَعَبْدِيُّ أُسَامَةَ بْنُ زَيْدٍ فَرَأَى أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قُطِيفَةٌ وَقَدْ غَطَّيَا رُءُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ هَذِهِ أَقْدَامُ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ" .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو بہت خوش تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! تمہیں پتہ ہے مجز مدلجی میرے ہاں آیا اس وقت میرے پاس اسامہ بن زید بھی موجود تھا اس نے اسامہ بن زید اور زید کو دیکھا ان دونوں کے اوپر چادر تھی دونوں کے سر ڈھانپے ہوئے تھے اور پاؤں ظاہر تھے تو وہ (قیافہ شناس) بولا: یہ پاؤں ایک دوسرے سے متعلق ہیں۔

3493- أخرجه البخاري في الفرائض، باب القاتب (الحديث 6770). وأخرجه مسلم في الرضاع، باب العمل بالحقاق القائف الولد (الحديث

38). وأخرجه أبو داود في الطلاق، باب في القافة (الحديث 2268). وأخرجه الترمذي في الولاء والهيبة، باب ما جاء في القافة (الحديث

2129). تحفة الاشراف (16581).

3494- أخرجه البخاري في الفرائض، باب القاتب (الحديث 6771). وأخرجه مسلم في الرضاع، باب العمل بالحقاق القائف الولد (الحديث

39). وأخرجه أبو داود في الطلاق، باب في القافة (الحديث 2267). وأخرجه الترمذي في الولاء والهيبة، باب ما جاء في القافة (الحديث

2129م). وأخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب القضاء بالقرعة (الحديث 2349). تحفة الاشراف (16433).

شرح

حضرت زید بن حارثہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متغنی (لے پالک) تھے بہت گورے اور خوبصورت تھے جب کہ ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ کالے تھے اور اپنی ماں کے ہم رنگ تھے ان کی ماں جن کا نام ام ایمن تھا ایک لونڈی اور کالے رنگ کی تھیں باپ بیٹے رنگت کے اس فرق کی وجہ سے منافق حضرت اسامہ کے نسب میں عیب لگاتے تھے اور دلیل یہ دیتے تھے کہ ایسے حسین اور خوبصورت باپ کا بیٹا اتنا کالا کیسے ہو سکتا ہے؟ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی اس بات سے بہت کبیدہ خاطر ہوتے تھے کہ اسی دوران میں یہ واقعہ پیش آیا۔ مجرمہ لُحی عرب کا ایک مشہور قیافہ شناس اور اپنے فن میں یگانہ روزگار تھا وہ آدی کی صورت دیکھ کر اس کے حالات و کوائف اور اوصاف و خصوصیات معلوم کر لیا کرتا تھا چنانچہ مسجد نبوی میں آیا اور اس نے حضرت زید اور حضرت اسامہ کے پیر دیکھے تو اس نے علم قیافہ کی رو سے یہ فیصلہ کیا کہ یہ پیر جن دو آدمیوں کے ہیں ان دونوں کو آپس میں باپ بیٹا ہونا چاہئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے کیونکہ اہل عرب کے ہاں قیافہ شناس کا قول معتبر ہوتا تھا اور اس کے فیصلہ کو سند کا درجہ دیا جاتا تھا لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ اب جب کہ اسامہ کا سب اس سند سے ثابت ہو گیا ہے تو منافقین بھی ان کے نسب کے بارے میں طعن کرنے کی ہمت نہیں کریں گے۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ اس حدیث سے لازم نہیں آتا کہ شرعی احکام اور اثبات نسب میں قیافہ شناس کا قول معتبر ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہی ہے البتہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ قیافہ شناس کے قول کو معتبر مانتے ہیں یہاں تک کہ ان کے مسلک میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی لونڈی دو آدمیوں کی مشترک ملکیت ہو اور اس کے بچہ پیدا ہو اور پھر وہ دونوں شریک اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کریں یعنی ہر ایک یہ کہے کہ یہ میرا بچہ ہے تو اس صورت میں ان دونوں کو قیافہ شناس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اور وہ قیافہ شناس اپنے قیافہ کی بنیاد پر جو فیصلہ کرے اس کو قبول کر لینا چاہئے جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک اس صورت میں وہ بچہ شرعی حکم کے اعتبار سے دونوں کا ہوگا اگرچہ واقعہ کے اعتبار سے وہ کسی ایک کا ہوگا اور وہ لونڈی دونوں کی ام ولد ہوگی۔

حضرت داؤد و سلیمان کے فیصلے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ کا یہ قصہ بیان فرمایا کہ دو عورتیں تھیں اور ان دونوں کے پاس ایک ایک لڑکا تھا، (ایک دن) ایک بھڑیا آیا اور ان میں سے ایک عورت کے لڑکے کو اٹھا کر لے گیا، (اب دونوں نے آپس میں جگہ بنا شروع کیا، ایک نے کہا کہ بھڑیا جس لڑکے کو لے گئی ہے وہ تیرا تھا اور دوسری نے کہا کہ نہیں وہ تیرا لڑکا تھا۔

آخر کار دونوں اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچیں اور حضرت داؤد علیہ السلام نے (دونوں کے بیانات سن کر) موجود لڑکا بڑی عمر کی عورت کو دلوا دیا، پھر وہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے (پورا قصہ اور حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ) بیان کیا (نیز انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے اپنا فیصلہ دینے کا کہا) حضرت سلیمان

علیہ السلام نے (صورت واقعہ کی نزاکت اور بچہ کی کوسجھ کر) اپنے خادموں سے (کہا کہ ذرا چھری اٹھا لاؤ میں اس لڑکے کو بیچ میں سے دو ٹکڑے کر کے ان دونوں عورتوں میں بانٹ دوں گا۔ چھوٹی عمر کی عورت) نے ان کا یہ فیصلہ سنا تو تڑپ اٹھی اور کہنے لگی: اللہ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کیجئے لڑکا بڑی عمر والی عورت ہی کو دے دیجئے، یہ اسی کا ہے (یہ دیکھ کر) حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عمر والی عورت کے حق میں فیصلہ کیا اور اس کو لڑکا دلوا دیا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ الصالح، جلد پنجم، رقم الحدیث: 283)

اس قضیہ کی بنیاد یہ تھی کہ دونوں عورتیں جو عمر میں ایک دوسرے سے چھوٹی بڑی تھیں ایک ہی جگہ رہتی تھیں، ان دونوں کے پاس ایک ایک بچہ تھا اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بچے ہم عمر بھی تھے اور ہم شکل بھی، اس لئے جب بھیڑیا ان میں سے ایک بچہ کو اٹھا کر لے گیا تو دونوں عورتوں کے درمیان یہ نزاع پیدا ہو گیا کہ بھیڑیا جس بچہ کو اٹھا کر لے گیا ہے وہ کس کا تھا؟ ہر ایک عورت یہ کہتی کہ وہ بچہ اس کا نہیں تھا بلکہ دوسری عورت کا تھا۔ یا یہ کہ وہ بچے ہم عمر اور ہم شکل نہیں تھے اور دونوں عورتیں خوب جانتی تھیں کہ بھیڑ کس کے بچہ کو لے گیا ہے لیکن اس بچہ کی ماں یا تو بدحواسی میں یہ ماننے کو تیار نہیں تھی کہ اس کا بچہ جاتا رہے یا وہ دوسرے بچہ کو جو موجود تھا، اس لئے ہتھیانا چاہتی تھی کہ اس کو اپنے پاس رکھ کر اپنے اصل بچہ کا غم ہلکا کر سکے اور یا اس کے اس دعوے کے پیچھے کوئی اور فاسد غرض کارفرما ہوگی، بہر حال جب یہ قضیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جس بچہ کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے وہ اس عورت کا تھا جو چھوٹی عمر کی ہے اور موجود لڑکے کو بڑی عمر والی عورت کے حوالہ کرنے کا حکم دیا حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ یا تو اس بنیاد پر کیا کہ وہ بچہ بڑی عمر والی عورت ہی کے پاس تھا اور شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی چیز کی ملکیت کے بارے میں کوئی واضح اور یقینی ثبوت نہ ہو تو اس چیز کا زیادہ حق دار وہ شخص مانا جائے گا جس کے قبضے میں وہ چیز ہوگی۔ یا یہ کہ وہ بچہ بڑی عمر والی عورت سے کچھ مناسبت رکھتا تھا لہذا حضرت داؤد علیہ السلام نے علمی قیافہ سے کام لے کر مذکورہ فیصلہ صادر کیا بہر حال ان کے اس فیصلہ کی بنیاد ان دونوں میں سے کوئی بات ہو یا ان کے علاوہ کسی اور قرینہ اور دلیل کو انہوں نے مد نظر رکھا ہو یہ بات طے ہے کہ ان کا یہ فیصلہ ان کے اپنے اجتہاد کا نتیجہ تھا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی نہیں تھا کیونکہ اگر اس سلسلہ میں ان پر کوئی وحی آئی ہوتی اور ان کو یہ فیصلہ اسی وحی کے تحت ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے فیصلے کے خلاف الگ فیصلہ نہ دیتے۔

جب یہ قضیہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اس کا فیصلہ کرنے کا بالکل نفسیاتی طریقہ اختیار کیا انہوں نے دونوں کے دعوے سن کر کہا کہ ایک چھری لاؤ میں اس بچہ کو بیچ سے کاٹ کر دو ٹکڑے کئے دیتا ہوں اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دے دوں گا ان کا مقصد یہ تھا کہ دونوں عورتوں کی مامتا کا امتحان ہو جائے اس بات پر ان دونوں طرف سے جس رد عمل کا اظہار ہو گا وہ صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں مدد دے گا ظاہر ہے جو عورت اس بچہ کی اصل ماں ہوگی وہ چاہے اس بچہ کو اپنے سے جدا کرنے پر راضی ہو جائے مگر اپنی آنکھوں کے سامنے اس نئے دو ٹکڑے کئے جانے کو کسی حال میں برداشت نہیں کرے گی چنانچہ یہی ہوا جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان دونوں کو پرکھنے کے لئے یہ بات کہی تو بڑی عمر والی عورت خاموش رہی مگر چھوٹی عمر والی عورت تڑپ گئی اور کہنے لگی کہ ایسا ظلم نہ کیجئے میں اس پر راضی ہوں کہ آپ اس بچہ کو اس بڑی عمر والی عورت کے حوالے کر دیں۔

اور یہ بچہ جیتا رہے لیکن مجھے یہ گوارہ نہیں کہ اس بچہ کو چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جائے اور موت کی آغوش میں پہنچا دیا جائے حضرت

سلیمان علیہ السلام کے کہنے کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا انہوں نے اس بچہ کے تین چھوٹی عمر والی عورت کی ظاہر کردہ شفقت و محبت کو اس کی ممتا اور بڑی عمر والی عورت کی خاموشی کو اس کی سنگدلی اور بچہ سے بے تعلقی پر محمول کر کے نتیجہ اخذ کر لیا کہ یہ بچہ چھوٹی عمر والی عورت کا ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں بڑی عمر والی عورت نے اقرار بھی کیا ہو گا کہ وہ بچہ اس کا نہیں ہے بلکہ دوسری عورت کا ہے، لہذا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بچہ کو اس کی اصل ماں یعنی چھوٹی عمر والی عورت کے حوالہ کر دیا! اب حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس فیصلہ کے متعلق یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کو کیسے توڑا، جب کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ ایک نبی کا فیصلہ تھا اور کسی نبی کے فیصلہ کو توڑا نہیں جاسکتا، چاہے وہ فیصلہ اس نبی کے اپنے اجتہاد ہی کا نتیجہ کیوں نہ ہو؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑی عمر والی عورت کے حق میں حتمی اور یقینی فیصلہ صادر نہیں کر دیا تھا بلکہ حدیث میں جس فیصلہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ احتمالی نوعیت رکھتا ہے اور اس کی حیثیت انتظامی حکم کی تھی اور اس سے ان کا مقصد اس معاملہ کو محض رفع دفع کرنا تھا اور ممکن ہے کہ ان کی شریعت میں پائی جانے والی کسی گنجائش کے تحت کسی ایسے حکم کو منسوخ کیا جانا جائز ہو جس کا تعلق وحی الہی یا نص شرعی کے بجائے اجتہاد سے ہو۔

بحیرہ راہب اور علم قیافہ شناسی کا بیان

حضرت ابو موسیٰ بیان کرتے ہیں (کہ ایک مرتبہ) ابوطالب نے (تجارت کی غرض) شام کا سفر کیا تو ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی گئے (جو اس وقت بارہ سال کی عمر کے تھے، یہ تجارتی قافلہ (ملک شام کے ایک مقام بصری میں) ایک راہب یعنی عیسائی پادری (بحیرا نام) کے ہاں مقیم ہوا) اور سب نے اپنے کجاوے کھول لئے "راہب ان لوگوں سے ملاقات کے لئے خود چلا آیا، حالانکہ اس سے پہلے جب بھی یہ لوگ ادھر سے گزرے اور اس راہب کے ہاں قیام کیا تو اس نے کبھی باہر آ کر ان سے ملاقات نہیں کی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے کجاوے کھول رہے تھے اور راہب ان کے درمیان کسی کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا، یہاں تک کہ اس نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا یہی ہے، تمام جہانوں کا سردار، یہی ہے تمام جہانوں کے پروردگار کا رسول (جو انسانیت عامہ کی ہدایت کے لئے آیا ہے) یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہان و لاؤں کے لئے رحمت و رافت کا ذریعہ بنا کر بھیجا ہے۔ قریش کے شیوخ نے راہب کو یہ کہتے سنا تو) کسی شیخ نے اس سے پوچھا کہ: تم اس (نوعمر) کے بارے میں (یہ سب باتیں) کہاں سے جانتے ہو؟ راہب نے جواب دیا: جب تم دو پہاڑوں کے درمیان والے راستہ سے نکل کر سامنے آئے تو (میں یہاں سے دیکھ رہا تھا کہ، کوئی درخت اور کوئی پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ میں نہ گرا ہو اور درخت و پتھر بڑے پیغمبر کے علاوہ اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے، نیز میں نے ایک اس شخص کو اس مہر نبوت کے ذریعہ بھی پہچانا ہے جو اس کے شانہ کی ہڈی کے نیچے سیب کے مانند واقعہ ہے۔ پھر وہ راہب اپنے گھر میں گیا اور قافلہ والوں کے لئے کھانا تیار کیا اور جب وہ کھانا لے کر ان کے پاس آیا تو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ چرانے گئے، دئے تھے، راہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ اس شخص کو بلو (الو) کیونکہ میرا مہمان خصوصی اصل میں وہی شخص ہے اور اسی کے اعزاز میں میں نے کھانا تیار کر لیا ہے) چنانچہ (بلا بھیجنے پر یا از خود) نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم تشریف لے آئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہے تھے ابر کا ایک ٹکڑا آپ پر سایہ کئے ہوئے تھا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایسی جگہوں پر کہ جہاں درخت کا سایہ تھا وہ لوگ پہلے ہی قبضہ کر کے بیٹھ گئے تھے تو فوراً درخت کی شاخوں نے ایک ٹکڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر لیا (یہ ماجرا دیکھ کر) راہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ درخت کے سایہ کو دیکھو جو اس شخص پر جھک آیا ہے۔ پھر اس نے کہا، میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں (یہ بتاؤ کہ تم میں سے کون شخص اس (نوعمر) کا سر پرست ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوطالب ہیں۔ (یہ سن کر) راہب بڑی دیر تک ابوطالب کو اس بات کے لئے سمجھتا رہا اور قسم دیتا رہا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس بھیج دیں بلا آخر ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس بھیج دیا، نیز ابوبکر نے بلال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کر دیا اور راہب نے نکم اور روغن زیت کا توشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ الصالح، جلد پنجم، رقم الحدیث، 506)

نیز میں نے اس شخص کو اس مہر نبوت کے ذریعہ بھی پہچانا ہے۔۔۔ الخ۔ "بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ راہب اہل قافلہ کو یہ جواب دینے کے بعد کھڑا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے لگایا اور پھر اہل قافلہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی زندگی کے بارے میں بہت سے سوال کئے کہ ان کے شب و روز کس طرح گزرتے ہیں، ان کے رہنے سہنے، اٹھنے بیٹھنے، لیٹنے، سونے اور کھانے پینے کا کیا انداز ہے اور لوگوں کے ساتھ ان کے اخلاق و معاملات کیسے ہیں وغیرہ وغیرہ اہل قافلہ نے جو جواب دیئے ان کو اس نے اپنی کتابوں میں پڑھی ہوئی باتوں اور اپنی معلومات کے بالکل مطابق پایا۔ درخت کی شاخوں نے جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کر لیا" کے تحت شارحین نے لکھا ہے کہ اگرچہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ابر کے اس ٹکڑے کا سایہ موجود تھا جو راستہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ فگن چلا آ رہا تھا لیکن اس کے باوجود درخت نے جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سایہ کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی حیثیت اجاگر کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز کو ظاہر کرنے کے لئے تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت ابر کا سایہ ہٹ گیا تھا، اس لئے درخت نے جھک کر سایہ کر لیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا اظہار تھا۔ بہر حال سر مبارک پر بادل کا سایہ فگن ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے، لیکن علماء نے لکھا ہے کہ یہ صورت ہمیشہ نہیں رہتی تھی بلکہ کبھی ضرورت و احتیاج کے وقت یہ معجزہ ظاہر ہوتا تھا۔

درخت کے سایہ کو دیکھو جو اس پر جھک آیا ہے" سے راہب کا مطلب یہ تھا کہ اگر تم (بادل کی صورت میں) آسمان کے سایہ کو نہیں دیکھ سکتے تو زمین کے اس سایہ ہی کو دیکھ لو جو درخت کی شاخوں کی صورت میں اس ہستی پر جھکا ہوا ہے۔ زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ راہب کی مراد اہل قافلہ کو سر کی آنکھوں سے نہیں دل کی آنکھوں سے دیکھنے کی طرف متوجہ کرنا تھا کیونکہ سر کی آنکھوں سے تو وہ لوگ خود ہی دیکھ رہے تھے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی فطرت سلیم منسوخ کر کے جہل و انکار کی تاریکی میں بھٹکنا ہی اپنا مقدر بنا لیا تھا ان کی دل کی آنکھیں تو تعصب اور ہٹ دھرمی سے ایسی بند ہوئیں کہ انہوں نے پیغمبر آخرا الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی صداقت کی اس بڑی سے بڑی علامتیں کھلی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود نور ہدایت کی کوئی کرن حاصل نہیں کی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی سب نشانیاں (سر کی آنکھوں سے) دیکھتے تھے لیکن دل کی آنکھوں کا ایسا دیکھنا ان کو نصیب نہیں ہوتا

تھا جو ان کے کام آتا اور ان کو راہ راست پر لگا دیتا جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا: وترہم ینظرون الیک وہم لا یمہرون "اور ان کافروں کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا آپ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔

بالآخر ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ واپس بھیج دای "بات دراصل یہ تھی کہ بصری رومی سلطنت کے زیر نگیں تھا جہاں عیسائی شہنشاہیت کا پرچم لہرا رہا تھا اور وہاں بڑے بڑے عیسائی پادریوں نے اپنے علم و قیافہ کی بنیاد پر نبی آخر الزمان کی بعثت کی خبر دی تھی، جس سے ایک طرح کی سراسیمگی اس عیسائی شہنشاہیت پر طاری ہو گئی تھی اور اس بات کا وسیع پیمانہ پر انتظام کیا گیا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس سے نبی کو اپنے اثرات پھیلانے سے پہلے ہی دنیا سے ختم کر دیا جائے! راہب بھیرا چونکہ آسمانی کتابوں کا سچا عالم تھا اور نبی آخر الزمان کے تئیں عقیدت رکھتا تھا اس لئے اس نے نبی کریم کو پہچان کر حضرت ابوطالب پر زور ڈالا کہ آپ کو مکہ واپس کر دیں، اس کو خوف تھا کہ اگر رومی سلطنت کے گماشتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھٹک ملی گئی تو وہ فوراً گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے جائیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، چنانچہ ترمذی اور حاکم نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ادھر تو حضرات ابوطالب کے تجارتی قافلہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شروع ہوا ادھر رومی سلطنت کے گماشتے جن کی تعداد سات تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوہ میں لگ گئے کہ جہاں بھی ملیں قتل کر دیا جائے۔

اس ٹوہ میں وہ بھیرا راہب تک بھی پہنچ گئے، بھیرا نے ان کو دیکھ کر کہا کہ تم لوگ یہاں کیا کرنے آ گئے؟ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے (اپنے ملک سے) سفر پر روانہ ہونے والے ہیں، لہذا ہر راستہ پر آدمی لگا دیئے گئے ہیں کہ وہ جب بھی ہماری سلطنت کی حدود میں داخل ہوں ان کو فوراً مار ڈالا جائے۔ بھیرا نے کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو مقدر کر دیا ہے تو کیا کوئی شخص اس کو بدل سکتا ہے، ان گماشتوں نے جواب دیا نہیں، تب بھیرا نے کہا (میں تمہیں سچی بات بتاتا ہوں کہ تم لوگ جس شخص کی تلاش میں ہو وہ یقیناً اللہ کا سب سے بڑا پیغمبر بننے والا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی لہذا تم اپنے اس خیال خام سے باز آ جاؤ کہ اس کو قتل کر دو گے اور بہتر یہی ہے کہ تم اس کی اطاعت کو قبول کر کے اس کے ساتھ عقیدت و محبت رکھو۔ کنک اور روغن زیت کا توشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا "کنک موٹی روٹی کو کہتے ہیں اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ کنک اس خاص قسم کی روٹی کو کہتے تھے جو آٹے، دودھ اور شکر کو ملا کر بناتے تھے، اس روٹی کے ساتھ روغن زیت اس لئے دیا تھا کہ روٹی سے لگا کر کھانے کے کام آئے۔

باب اسلام احد الزوجین وتخییر الولد

یہ باب ہے کہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کا اسلام قبول کرنا اور اس بارے میں بچے کو اختیار دینا

3495 - أَحْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ

الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ أَسْلَمَ وَأَبَتْ أَمْرَاتُهُ أَنْ تُسَلِّمَ فَبَجَاءَ ابْنُ لَهَا صَغِيرٌ لَمْ يَبْلُغْ

3495 - احمرجہ ابو داؤد فی الطلاق، باب اذا اسلم احد الزوجین مع من یکون الولد (الحديث 2244) بمعناه - و احمرجہ ابن ماجہ فی الاحکام،

باب تحجیر الصبی بین ابویہ (الحديث 2352) بمعناه - تحفة الاشراف (3594) -

کِتَابُ الطَّلَاقِ

الْحُلْمَ فَأَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآبَ هَاهُنَا وَالْأُمَّ هَاهُنَا ثُمَّ خَيَّرَهُ فَقَالَ "اللَّهُمَّ اهْدِهِ" . فَذَهَبَ إِلَى أَبِيهِ .

☆☆ عبد الحمید بن سلمہ انصاری اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے اسلام قبول کر لیا، لیکن ان کی اہلیہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا، پھر وہ اپنے کم سن نابالغ بچے کو لے کر آئے، نبی اکرم ﷺ نے اس کے والد کو ایک طرف بٹھا دیا اور والدہ کو دوسری طرف بٹھا دیا، پھر آپ ﷺ نے اس بچے کو اختیار دیا اور دعا کی: اے اللہ! اسے ہدایت نصیب کر! تو وہ بچہ اپنے والد کی طرف چلا گیا۔

3496 -

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَسَمَةَ عَنْ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فَلَكَ أَبِي وَأُمِّي إِنَّ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِابْنِي وَقَدْ نَفَعْنِي وَسَقَانِي مِنْ بَيْتِ أَبِي عِنَبَةَ . فَجَاءَ زَوْجُهَا وَقَالَ مَنْ يُعَاصِمُنِي فِي ابْنِي فَقَالَ "يَا غُلَامُ هَذَا أَبُوكَ وَهَذِهِ أُمُّكَ فَخُذْ بِيَدَيْهِمَا شِئْتَ" . فَآخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ فَأَنْطَلَقَتْ بِهِ .

☆☆

ابو میمونہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، انہوں نے یہ بات بیان کی کہ ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میرا شوہر یہ چاہتا ہے کہ وہ میرے بچے کو اپنے ساتھ لے جائے حالانکہ یہ بچہ مجھے نفع دیتا ہے اور ابو عنبہ کے کنوئیں سے زیادہ مجھے سیراب کرتا ہے (یعنی مجھے اس کی شدید ضرورت ہے) اسی دوران اس عورت کا شوہر بھی آ گیا اور وہ بولا: میرے بیٹے کے بارے میں کون مجھ سے جھگڑا کر سکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے بچے! یہ تمہارے ابو ہیں اور یہ تمہاری امی ہیں، تم ان میں سے جس کا چاہو ہاتھ پکڑ لو۔

تو اس بچے نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ عورت اُس بچے کو اپنے ساتھ لے گئی۔

بَابُ عِدَّةِ الْمُخْتَلِعَةِ .

یہ باب خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت میں ہے

3497 -

أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ مُعَلِّقٌ مَحْمُودٌ عَنْ يَحْيَى الْمَرْوَزِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي شَاذَانُ بْنُ عُثْمَانَ أَخُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الرَّبِيعَ

3496 - أخرجه أبو داود في الطلاق، باب من أحق بالولد (الحديث 2277) مطولاً، وأخرجه الترمذي في الأحكام، باب ما جاء في تعبير العلام بين ابويه إذا اختلفا (الحديث 1357) مختصراً . وأخرجه ابن ماجه في الأحكام، باب تخيير الصبي بين ابويه (الحديث 2351) مختصراً . تحفة الاشراف (15463) .

3497 - مردیه السانی . تحفة الاشراف (15847) .

بُنْتُ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ أَخْبَرْتُهُ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ بْنِ شَمَّاسٍ ضَرَبَ امْرَأَتَهُ فَكَسَرَ يَدَهَا وَهِيَ جَمِيلَةٌ بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُسَيٍّ فَاتَى أَخُوَهَا يَشْتَكِيهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُ "خُذِ الَّذِي لَهَا عَلَيْكَ وَخَلِّ سَبِيلَهَا". قَالَ نَعَمْ. فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَرَبَّصَ حَيْضَةً وَاحِدَةً فَتَلْحَقَ بِأَهْلِهَا.

☆☆ سیدہ ربیع بنت معوذ بنی نضیر بیان کرتی ہیں: حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو مارا اور اس کا ہاتھ توڑ دیا، ان کی بیوی کا نام جمیلہ بنت عبد اللہ تھا، اس عورت کا بھائی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے ثابت کو پیغام بھجوایا اور ان سے کہا:

اس عورت کا جو تم پر حق تھا (یعنی جو تم نے اسے مہر کے طور پر ادا کی تھی) وہ حاصل کر لو اور اس عورت کو آزاد کر دو۔

ثابت نے کہا: ٹھیک ہے! پھر نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کو یہ ہدایت کی کہ وہ ایک حیض تک انتظار کرے گی، پھر وہ اپنے میکے چلی جائے گی۔

3498 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ ابِرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبَادَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَبِيعِ بْنِ مُعَوِّذٍ قَالَ قُلْتُ لَهَا حَدِّثْنِي حَدِيثَكَ . قَالَتْ اخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَأَلْتُهُ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ فَقَالَ لَا عِدَّةَ عَلَيْكَ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِهِ فَتَمْكِي حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً . قَالَ - وَأَنَا مُتَّبِعٌ فِي ذَلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرِيَمَ الْمَغَالِيَةِ كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ .

☆☆ عبادہ بن ولید سیدہ ربیع بنت معوذ بنی نضیر کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: میں نے ان سے کہا: آپ مجھے کوئی حدیث سنائیے! تو انہوں نے بتایا: میں نے اپنے شوہر سے خلع حاصل کر لیا، پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور میں نے ان سے دریافت کیا: مجھ پر کتنی عدت لازم ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا: تم پر کوئی عدت لازم نہیں ہوگی، البتہ اگر تم نے اپنے شوہر کے ساتھ کچھ عرصہ پہلے صحبت کی ہو تو پھر تم ایک حیض تک ٹھہری رہو گی۔

میں اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کی پیروی کر رہا ہوں جو فیصلہ آپ ﷺ نے مریم مغالیہ کے بارے میں دیا تھا جو ثابت بن قیس کی اہلیہ تھی اور اس خاتون نے ان سے خلع حاصل کر لیا تھا۔

باب مَا اسْتُثْنِيَ مِنْ عِدَّةِ الْمُطَلَّاتِ .

یہ باب ہے کہ طلاق یافتہ عورتوں کی عدت میں جو استثنا کیا گیا ہے (اس کا حکم)

3499 - أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ ابِرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ أَتَيْنَا يَزِيدَ النَّخَعِيُّ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (مَا نَسَخَ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسِيهَا نَابَتْ

بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلَهَا) وَقَالَ (وَإِذَا بَدَلْنَا آيَةً مَّكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنْزِلُ) الْآيَةُ وَقَالَ (يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ) فَأَرَادَ مَا نُسَخَ مِنَ الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ وَقَالَ (وَالْمُطَلَقَاتُ يَتَرَتَّبْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ) وَقَالَ (وَاللَّائِي يَنْسِنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ) فَنُسَخَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ تَعَالَى (وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ) (فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا) :

☆ ☆ عکرمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان نقل کرتے ہیں:
(ارشاد باری تعالیٰ ہے:)"ہم جو بھی آیت منسوخ کر دیتے ہیں یا اُسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے زیادہ بہتر یا اس کی مانند لے آتے ہیں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"جب ہم ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ تبدیل کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے اُسے کیا نازل کرنا ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اس کے پاس اُم الکتاب ہے۔"

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:)
سب سے پہلے قرآن میں سے قبلہ کا حکم منسوخ ہوا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"طلاق یافتہ عورتیں تین قروء تک اپنے آپ کو روکے رکھیں گی (یعنی اتنا عرصہ عدت بسر کریں گی)۔"

(ایک اور مقام پر) ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"تمہاری عورتوں میں سے جو خواتین حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہوگی۔"

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تو اس کا حکم منسوخ ہو گیا اور (یہ آیت نازل ہو گئی)۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اگر تم ان عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے انہیں طلاق دے دیتے ہو تو ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہوگی جسے تم شمار کرو۔"

شرح

اگر غلط قروء کو محمول کیا جائے طہر پر جس طرح کہ امام شافعی اس طرف گئے ہیں اعتبار کرتے ہوئے کہ طہر مذکور ہے نہ کہ حیض اور جمع میں کتاب مؤنث ہے وارد ہوئی ہے اس نے اس بات پر دلالت کی کہ یہ جمع مذکور ہے اور طہر ہے اس خاص پر عمل کا ترک کرنا لازم

3499-احمد بن حنبل، باب في الطلاق، باب في نسخ ما نسخ به من عدة المطلقات (الحديث 2282) مختصراً، والحديث عدد امي داؤد في لطلاق، باب نسخ لمر حة بعد التطليقات الثلاث (الحديث 2195). والنسائي في الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث (الحديث 3556). فحقة الاشراف (6253).

آیگا اس لیے کہ وہ حضرات جنہوں نے قروء کو طہر پر محمول کیا ہے وہ تین طہر ثابت نہیں کر سکتے ہیں بلکہ دو طہر اور تیسرے کا بعض اور تیسرا وہ ہے جس میں طلاق واقع ہوئی ہے پس اس اختلاف پر تخریج کی جائے گی تیسرے حیض میں رجوع کے حکم کی اور اس کے حکم کے زائل ہونے کی اور غیر زوج کے ساتھ نکاح کو صحیح قرار دینے اور اس کو باطل کرنے کی اور اس کے علاوہ چار عورتوں ساتھ نکاح کی اور میراث کے احکام کی باوجود یکہ شعبے اور تفصیل کثیر ہیں۔ (اصول شاشی، بحث خاص دوام، لاہور)

قروء سے مراد طہر ہونے میں فقہاء شوافع کے دلائل کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ یہاں لفظ قروء سے مراد طہر (خاتون کی پاکیزگی کے دورانیے) ہے۔ اس کے مثل رائے سیدنا زید بن ثابت، سیدنا ابن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک گروہ کا نقطہ نظریہ ہے کہ یہاں قروء کا مطلب خاتون کے حیض کے پیریز ہیں۔ اس طلاق یافتہ خاتون کے لئے اس وقت تک (دوسری شادی کرنا) جائز نہ ہوگا جب تک کہ وہ تیسرے حیض سے پاک ہونے کے بعد غسل نہ کرے۔

شافعی قروء کا مطلب ہے دورانیہ۔ یہ دورانیہ اس بات کی علامت ہیں کہ جب تک یہ پورے نہ ہو جائیں، طلاق یافتہ خاتون دوسری شادی نہ کرے۔ جو لوگ اس دورانیے سے حیض کا دورانیہ مقرر کر لیتے ہیں ان کی رائے یہ ہے کہ یہاں کم سے کم اوقات کا ذکر ہوا ہے اور کم اوقات سے ہی وقت میں حدود مقرر کی جاسکتی ہیں۔ حیض کا دورانیہ، پاکیزگی کے دورانیہ کم ہوتا ہے اس وجہ سے زبان کے نقطہ نظر سے یہ زیادہ مناسب ہے کہ اسے عدت کی مدت مقرر کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ یہ اسی طرح ہے کہ دو مہینوں کے درمیان فاصلہ کرنے کے لئے چاند نظر آنے کو حد مقرر کیا گیا ہے۔

غالباً انہوں نے یہ رائے اس بنیاد پر اختیار کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ اوطاس میں حاصل کردہ ایک لونڈی کے بارے میں حکم دیا کہ اس سے اس وقت تک ازدواجی تعلقات قائم نہ کیے جائیں جب تک ایک مرتبہ حیض آنے سے اس کا استبراء نہ ہو جائے (یعنی یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ حاملہ تو نہیں ہے)۔ آزاد اور لونڈی کے بارے میں استبراء میں فرق کیا گیا ہے۔ آزاد خاتون کا استبراء تین مکمل حیض کے دورانیوں سے ہوتا ہے جب وہ پاک ہو جائے اور لونڈی کا استبراء ایک ہی مکمل حیض سے پاکیزگی کے بعد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نئے چاند کو مہینوں کی نشاندہی کے لئے بتایا ہے اور وقت کا شمار رویتِ ہلال سے کیا جاتا ہے۔ حلال دن اور رات کے علاوہ ایک علامت ہے۔ یہ تیس دن کے بعد بھی ہو سکتا ہے اور اسی دن کے بعد بھی۔ تیس دن کے اعداد تو چھوٹے ایام کے مجموعے ہی ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ اگر قروء وقت کا نام ہے تو پھر یہ دن اور رات کے کسی مجموعے کا نام ہوگا۔ عدت کی طرح حیض کے مدت کا تعین بھی دن اور رات ہی سے کیا جائے گا۔ وقت کسی (علاقے کی) حدود کی طرح ہوتا ہے۔ کبھی یہ حد علاقے میں داخل ہوتی ہے اور کبھی نہیں۔ وقت کا ایک خاص مطلب بھی ہے۔

اگر خون رحم سے باہر نکل آئے اور ظاہر ہو جائے تو اس کا نام حیض ہے اور اگر ظاہر نہ ہو اور رحم کے اندر ہی رہ جائے تو اس کا نام

طہر ہے۔ طہر اور قروہ دونوں الفاظ کا تعلق خون کو روکنے سے ہے نہ کہ بہنے سے۔ طہر سے اگر وقت مراد لیا جائے تو عربی زبان میں اسے قروہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ اس کا تعلق خون کو روکنے سے ہے۔

جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو کہیں کہ وہ خاتون سے رجوع کر لیں اور (اگر طلاق دینی ہی ہے تو) پھر اس حالت میں طلاق دیں جب وہ (حیض سے) پاک ہو جائیں اور ان سے (پاک ہونے کے بعد) ازدواجی تعلقات قائم نہ کیے گئے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ عدت کا وقت ہے جسے اللہ نے طلاق (سے شروع کرنے) کا حکم دیا ہے۔ (مالک)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ یعنی جب تم خواتین کو طلاق دو تو انہیں عدت (شروع کرنے) کے لئے طلاق دو۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ واضح فرمادیا کہ عدت طہر سے شروع ہوگی نہ کہ حالت حیض سے۔ اللہ تعالیٰ نے تین قروہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ خاتون کو تین طہر تک انتظار کرنا چاہیے۔

اگر تیسرا طہر لمبا ہو جائے اور حیض شروع نہ ہو تو اس خاتون کے لئے اس وقت دوسری شادی کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ حیض نہ آئے۔ اگر وہ خاتون حیض کے آنے سے (اپنی عمر یا بیماری کے باعث) مایوس ہو جائے یا اسے اس کا اندیشہ بھی ہو تو پھر وہ مہینوں کے ذریعے اپنی عدت کا شمار کرے۔ اس معاملے میں خاتون کے غسل کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ غسل تو تین کے علاوہ ایک چوتھی چیز ہے۔ جو شخص خاتون کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دینے کے لئے غسل کو ضروری قرار دیتا ہے، اسے پھر یہ بھی کہنا چاہیے کہ اگر وہ ایک سال یا اس سے بھی زیادہ بغیر غسل کے بیٹھی رہے تو اس کے لئے شادی کرنا جائز نہ ہوگی۔

ان دونوں اقوال میں سے یہ کہ قروہ سے مراد طہر ہے کتاب اللہ کے زیادہ قریب ہے اور زبان بھی اسی معنی میں واضح ہے۔ بہر حال اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کنیز کے بارے میں ایک حیض کے ذریعے استبراء (یعنی حمل نہ ہونے کا یقین کرنے) کا حکم دیا۔ اگر وہ کنیز حالت طہر میں تھی، پھر اس حیض آ گیا تو حیض کے مکمل ہونے کے بعد اس کے نئے طہر کے شروع ہونے سے یہ واضح ہو جائے گا کہ وہ حاملہ نہیں تھی۔ خون کا صرف نظر آ جانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ حیض کے پورا ہونے کا انتظار ضروری ہے کیونکہ وہی طہر حمل کے بغیر سمجھا جائے گا جس سے پہلے ایک حیض مکمل ہو چکا ہو۔

خاتون کو عدت دو درجہ سے پوری کرنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ یقین کرنا ہے کہ وہ حاملہ نہیں ہے اور دوسری وجہ اس کے علاوہ ہے۔ جب خاتون نے دو حیض، دو طہر اور اس کے بعد تیسرا طہر بھی گزار لیا تو پھر وہ استبراء کے عمل سے دوبار گزر چکی۔ استبراء کے علاوہ دوسری وجہ اللہ کے حکم کی پابندی بھی ہے کیونکہ اس نے تین قروہ تک رکنے کا حکم دیا ہے۔ (کتاب رسالہ امام شافعی)

قروہ سے مراد حیض ہونے میں سلف و خلف فقہاء کے اقوال کا بیان

دوسرا مذہب یہ ہے کہ اس سے مراد تین حیض ہیں، اور جب تک تیسرے حیض سے پاک نہ ہو لے تب تک وہ عدت ہی میں

ہے۔ بعض نے غسل کر لینے تک کہا ہے اور اس کی کم سے کم مدت تینتیس دن اور ایک لحظہ ہے اس کی دلیل میں ایک تو حضرت عمر فاروق کا یہ فیصلہ ہے کہ ان کے پاس ایک مطلقہ عورت آئی اور کہا کہ میرے خاوند نے مجھے ایک یا دو طلاقیں دی تھیں پھر وہ میرے پاس اس وقت آیا جبکہ اپنے کپڑے اتار کر دروازہ بند کئے ہوئے تھی (یعنی تیسرے حیض سے نہانے کی تیاری میں تھی تو فرمائے کیا حکم ہے یعنی رجوع ہو جائے گا یا نہیں؟) آپ نے فرمایا میرا خیال تو یہی ہے رجوع ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کی تائید کی۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوذر، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سب بھی یہی مروی ہے۔ سعید بن مسیب، علقمہ، اسود، ابراہیم، مجاہد، عطاء، طاؤس، سعید بن جبیر، عکرمہ، محمد بن سیرین، حسن، قتادہ، طحی، ربیع، مقاتل بن حیات، سدی، یحیٰ، عطاء خراسانی بھی یہی فرماتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام احمد سے بھی زیادہ صحیح روایت میں یہی مروی ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام سے یہی مروی ہے۔ ثوری، اوزاعی، ابن ابی لیلیٰ، ابن شیرمہ، حسن بن صالح، ابو عبیدہ اور اسحاق بن راہویہ کا قول بھی یہی ہے۔ ایک حدیث میں بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بن ابی جیش سے فرمایا تھا نماز کو اقرآن کے دنوں میں چھوڑ دو۔ پس معلوم ہوا کہ قراء سے مراد حیض ہے لیکن اس حدیث کا ایک راوی منذر مجہول ہے جو مشہور نہیں۔ ہاں ابن حبان اسے ثقہ ثباتے ہیں۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں لغت کے اعتبار سے کہتے ہیں ہر اس چیز کے آنے اور جانے کے وقت کو جس کے آنے جانے کا وقت مقرر ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ کے دونوں معنی ہیں حیض کے بھی اور طہر کے بھی اور بعض اصولی حضرات کا یہی مسلک ہے۔ اصمعی بھی فرماتے ہیں کہ قرء کہتے ہیں وقت کو ابو عمر بن علاء کہتے ہیں عرب میں حیض کو اور طہر کو دونوں کو قرء کہتے ہیں۔ ابو عمر بن عبدالبر کا قول ہے کہ زبان عرب کے ماہر اور فقہاء کا اس میں اختلاف ہی نہیں کہ طہر اور حیض دونوں کے معنی قرء کے ہیں۔

باب عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا

یہ باب بیوہ عورت کی عدت کے بیان میں ہے

3500 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكَيْعٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

3500- أخرجه البخاري في الجنائز، باب احداث المرأة على غير زوجها (الحديث 1280 و 1281)، وفي الطلاق، باب تحدة المتوفى عنها اربعة اشهر و عشرًا (الحديث 5334)، و باب الكحل للحادة (الحديث 5338) بمعناه. و باب (و الذين يتوفون منكم و يذرون ارواحاً. الى قوله. بما تعلمون حيين) (الحديث 5345) و أخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداث في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 58 و 59 و 62). و أخرجه ابو داود في الطلاق، باب احداث المتوفى عنها زوجها (الحديث 2299) و أخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 1195). و أخرجه النسائي في الطلاق، باب سقوط الاحداث عن الكتابة المتوفى عنها زوجها (3527)، و ترك الزينة للحادة المسلمة دون اليهودية و النصرانية و (الحديث 3533) مطولاً. تحفة الاشراف (15874).

الْأَخِرِ نَحِذْ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا“۔

☆ ☆ سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو

یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی کے مرنے پر

تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ اپنے شوہر کا سوگ وہ چار ماہ دس دن تک کرے گی۔“

عدت و فوات کا بیان اور عدت کی تعریف کا بیان

اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مطلقہ عورت کی عدت کا ذکر فرمایا تھا اور اب بیوہ کی عدت کا ذکر فرما رہا ہے۔ وہ مدت

جس میں عورت شوہر کی گھر میں بغیر نکاح کے ٹھہری رہے اور بغیر عذر شرعی کے گھر سے باہر نہ نکلے تاکہ اس کے رحم کا استبراء ہو جائے یا

شوہر کی موت پر سوگ ہو مطلقہ کے لیے یہ مدت تین حیض ہے اور بیوہ کے لیے یہ مدت چار ماہ دس دن ہے اور جو عورت حاملہ ہو اس کی

عدت وضع حمل ہے خواہ شوہر کی موت کے ایک ساعت بعد وضع حمل ہو جائے عدت و فوات میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا کا کوئی

فرق نہیں ہے۔ چار ماہ دس دن تک سوگ کرنا صرف شوہر کی موت کے ساتھ خاص ہے اور کسی عزیز یا رشتہ دار کی موت پر تین دن سے

زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔

ام بخاری روایت کرتے ہیں: زینب بنت ابی سلمہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام حبیبہ

رضی اللہ عنہا کے پاس گئی انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اللہ پر اور یوم

آخرت پر یقین رکھتی ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کی مرگ پر دین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے اس پر چار

ماہ دس دن سوگ کرے۔ پھر جب حضرت زینب بنت جحش کے بھائی فوت ہو گئے تھے تو میں ان کے پاس گئی انہوں نے خوشبو منگا

کر اپنے جسم پر لگائی اور کہا: مجھے خوشبو منگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے البتہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جو

عورت اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائی ہو اس کے لیے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے البتہ خاوند (کی

موت) پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۷۱ مطبوعہ نور محمد اصح الطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

عدت کے مسائل اور شرعی احکام کا بیان

علامہ علاء الدین ہسکفی حنفی لکھتے ہیں: مسلمان منکوحہ باللہ عورت جب طلاق ثلاثہ مغلطہ کی عدت گزارے یا عدت و فوات

گزارے تو انقطاع نکاح پر افسوس کے اظہار کے لیے زینت کو ترک کر دے زیورات اور ریشمی کپڑے نہ پہنے باریک داندانوں کی

کنگھی سے بال نہ سنوارے خوشبو اور تیل نہ لگائے سرمہ اور مہندی نہ لگائے زعفران اور سرخ یا زرد رنگ میں رنگے کپڑے نہ پہنے

ہاں عذر کی وجہ سے ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی اختیار کر سکتی ہے کالے اور نیلے رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہے کافرہ صغیرہ مجنونہ

نکاح فاسد طی بالشبہ اور طلاق زوجہ کی معتدہ پر سوگ نہیں ہے۔ دیگر رشتہ داروں کی موت پر صرف تین دن تک سوگ کرنا مباح ہے

خاوند کے لیے جو ہے کہ عورت کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنے پر منع کرے کیونکہ عورت کا مزین ہونا اس کا حق ہے ہاں اگر خاوند کو

اعتراض نہ ہو یا عورت شادی شدہ نہ ہو تو پھر تین دن سے زیادہ بھی سوگ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (علامہ شامی نے کہا ہے کہ علامہ ہسکلی کا تین دن سے زیادہ سوگ کی اجازت دینا صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث کے خلاف ہے جیسا کہ ابھی صحیح بخاری کے حوالے سے گزرا ہے۔ سعیدی غفرلہ) ہر قسم کی عدت گزارنے والی کو نکاح کا پیغام دینا حرام ہے البتہ اشارہ کنایہ سے اپنا مدعا ظاہر کرنا جائز ہے مثلاً کہے: مجھے امید ہے کہ ہم اکٹھے رہیں گے یا آپ بہت خوبصورت ہیں یا نیک ہیں بہ شرطیکہ وہ عورت عدت وفات گزار رہی ہو اور عدت طلاق میں ایسا کہنا مطلقاً جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے اس کے شوہر کے ساتھ عداوت پیدا ہوگی۔ جو عورت عدت گزار رہی ہو خواہ وہ طلاق رجعی کی عدت ہو یا طلاق بائن کی وہ گھر سے بالکل نہ نکلے نہ رات کو نہ دن کو اور اگر حویلی میں دوسرے لوگوں کے گھر ہوں تو اس کے صحن میں بھی نہ جائے خواہ شوہر کی اجازت ہو کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اور جو عورت عدت وفات گزار رہی ہو وہ دن اور رات میں گھر سے باہر جاسکتی ہے لیکن رات کا اکثر حصہ اپنے گھر میں گزارے۔ وجہ فرق یہ ہے کہ مطلقہ کے خرچ کا کفیل اس کا خاوند ہے اس لیے اس کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے اور جو عدت وفات گزار رہی ہے اس کے خرچ کا کوئی کفیل نہیں ہے اس لیے اس کو طلب معاش کے لیے دن اور رات کے وقت میں نکلنا ہوگا ہاں اگر اس کے خرچ کی کفالت کا انتظام ہو تو پھر اس کو بھی مطلقہ کی طرح گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے اور وہاں عدت گزارے خواہ عدت طلاق ہو یا عدت وفات اور اس گھر سے نہ نکلے ماسوا اس صورت کے کہ اس کو اس گھر سے نکال دیا جائے یا وہ گھر منہدم ہو جائے یا اس گھر کے انہدام کا خدشہ ہو یا وہاں اس کے مال کے تلف ہونے کا خطرہ ہو اس کے پاس اس گھر کا کرایہ نہ ہو اس قسم کی اگر کوئی ناگزیر صورت ہو مثلاً وہ اس گھر میں تنہا ہو اور اس کی جان کو خطرہ ہو ایسی صورت میں وہ اس گھر کے قریب کسی گھر میں منتقل ہو سکتی ہے اور عدت طلاق میں جہاں اس کا شوہر چاہے وہاں منتقل ہو جائے جب عورت عدت طلاق گزار رہی ہو تو اس کے اور شوہر کے درمیان ایک پردہ ضروری ہے اور اگر گھر تنگ ہو یا شوہر فاسق ہو تو پھر اس کا اس گھر سے نکل جانا بہتر ہے۔ (در مختار علی معاش الرد ۶۲۱-۶۱۶ ملخصاً مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

عدت کے دوران عورتوں کو جن کاموں سے منع کیا ہے مثلاً بغیر عذر شرعی کے گھر سے باہر نکلنا یا بناؤ سنگھار کرنا یا کسی سے عقد ثانی کا عہد و پیمان کرنا اگر عورتیں عدت کے دوران ان میں سے کوئی کام کریں تو اس عورت کے وارثوں اور سرپرستوں پر لازم ہے کہ عورت کو اس سے منع کریں اور اگر وہ منع نہیں کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور اگر اس عورت کے اولیاء نہ ہوں تو پھر یہ حکام اور عام مسلمانوں کا فریضہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اور جب وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو وہ دستور کے موافق جو کام اپنے لیے کریں اس میں تم پر کوئی حرج (یا گناہ) نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انہوں نے عدت سے پہلے یہ کام کیے اور تم نے ان کو نہ روکا تو تمہیں گناہ ہوگا۔

اس آیت میں عدت وفات چار ماہ دس دن بیان کی گئی ہے لیکن یہ عدت وفات غیر حاملہ کے ساتھ مخصوص ہے جو عورت حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے خواہ شوہر کی وفات کے ایک منٹ بعد وضع حمل ہو جائے قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن۔ (الطلاق: ۴)

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔ اس سے پہلے عدت وفات ایک سال تھی جیسا کہ

اس آیت سے ظاہر ہے۔

(آیت) وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَيُذَرُونَ أَزْوَاجًا، وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ .
(البقرہ ۱۳۰)

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ مر جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں وہ (مرنے سے پہلے) اپنی بیویوں کے لیے یہ وصیت کر جائیں کہ ان کا گھر سے نکالے بغیر ان کو ایک سال کا خرچ دیا جائے۔

سورہ بقرہ کی زیر بحث آیت ہے یہ آیت منسوخ ہوگئی اور اب ایک سال کے بجائے چار ماہ دس دن عدت وفات ہے۔

3501 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ عَنْ أُمِّهَا قَالَ نَعَمْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ امْرَأَةٍ تُوَفِّي عَنْهَا زَوْجُهَا فَخَافُوا عَلَى عَيْنِهَا أَنْ تَكْتَحِلَ فَقَالَ "لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمُكُّ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَخْلَاصِهَا حَوْلًا ثُمَّ خَرَجَتْ فَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا".

☆ ☆ سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سے ایسی خاتون کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کا شوہر فوت ہو جاتا ہے اور اس کے اہل خانہ کو اس بات کا اندیشہ ہے اس کی آنکھیں خراب ہو جائیں گی تو کیا ایسی عورت سرمہ لگا سکتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"پہلے (بیوہ عورت) اپنے گھر میں انتہائی خراب لباس میں ایک سال تک ٹھہری رہتی تھی (ایک سال گزرنے کے بعد) گھر سے باہر آتی تھی تو اب چار ماہ دس دن تک ایسا کیوں نہیں کر سکتی۔"

3502 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ قَهْدٍ الْأَنْصَارِيِّ - وَجَدَهُ قَدْ أَذْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتَا جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَتِي تُوَفِّي عَنْهَا زَوْجُهَا وَإِنِّي أَخَافُ عَلَى عَيْنِهَا أَنْ تَكْهُلَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَجْلِسُ حَوْلًا وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا كَانَ الْحَوْلُ خَرَجَتْ وَرَمَتْ وَرَأَتْهَا بِعُورَةٍ".

☆ ☆ سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: ایک

3501- اخرجہ البخاری فی الطلاق، باب تعد المتوفى عنها اربعة اشهر وعشرا (الحديث 5336)، و باب الكحل للحادة (الحديث 5338)، و فی الطب باب الالمد و الكحل من الرمذ (الحديث 5706). و اخرجہ مسلم فی الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عدة الوفاة و تحریمہ فی غیر ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 58 و 60 و 61). و اخرجہ ابو داؤد فی الطلاق، باب احداد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2299) و اخرجہ الترمذی فی الطلاق، باب ما جاء فی عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 1197) و اخرجہ النسائی فی الطلاق، باب عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 3502)، و ترك الزیة للحادة المسلمة دون اليهودية و النصرانية (الحديث 3535)، و النهی عن الكحل للحادة (الحديث 3540 و 3541 و 3542 و 3543). تحفة الاشراف (18259).

3502- تقدم فی الطلاق، باب عدة المتوفى عنها زوجها (الحديث 3501).

خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے مجھے اس کی آنکھوں کے بارے میں اندیشہ ہے تو کیا میں اس میں سرمہ لگا دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”پہلے کوئی عورت ایک سال تک ٹھہری رہتی تھی یہ تو چار ماہ دس دن ہیں (پہلے یہ ہوتا تھا) وہ عورت ایک سال گزرنے کے بعد گھر سے باہر آتی تھی پھر وہ اپنے پیچھے پیچھتی پھیکتی تھی تو اس کی عدت ختم ہوتی تھی۔“

3503 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا سَمِعَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلَى مِيتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا".

☆ ☆ سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

”اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے کیونکہ شوہر پر وہ چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی۔“

3504 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَّاءٍ قَالَ أَبَانَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِدُّ عَلَى مِيتٍ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تَحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا".

☆ ☆ صفیہ بنت عبید نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات نقل کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

”اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ عورت شوہر پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے گی۔“

3505 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا السَّهْمِيُّ - يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَكْرِ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أُمُّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

☆ ☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے تاہم اس میں یہ بات مذکور ہے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سے

3503 حرجہ مسلم فی الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عده الوفاة و تحريمه فی غیر ذلك الا ثلاثة ايام (الحديث 63 و 64). و اخرجه ابن

ماجد فی الطلاق، باب هل تحد المرأة علی غیر زوجها (الحديث 2086). تحفة الاشراف (15817).

3504 - اشربه السانئ - و سياتي فی الطلاق، باب عدة المعرفی عنها زوجها (الحديث 3505). تحفة الاشراف (18283).

3505 - تقدم (الحديث 3504).

مراد سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔

شرح

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَعُولُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (البقرہ ۲۲۸)

مطلقہ عورتوں کی عدت مقرر کرنے کا شان نزول

اس سے پہلے ایلاء کی دو آیتوں کو اللہ تعالیٰ نے طلاق پر ختم کیا تھا اور طلاق کو عدت لازم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عدت کا حکم بیان فرمایا ہے۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے اس آیت کے شان نزول میں حسب ذیل احادیث ذکر کی ہیں:

امام ابو داؤد امام ابی حاتم اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت اسماء بنت یزید بن اسکن انصاریہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں طلاق دی گئی اس وقت مطلقہ کے لیے کوئی عدت نہیں ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے طلاق کی عدت کو بیان فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ وہ پہلی خاتون ہیں جن کے متعلق عدت طلاق نازل ہوئی۔

امام عہد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں طلاق کی کوئی عدت نہیں ہوتی تھی۔

(الدر المنثور ج ۱ ص ۲۷۴ مطبوعہ مکتبۃ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

مطلقہ عورتوں کی اقسام اور ان کی عدتوں کا بیان

اس آیت میں مطلقات کی عدت تین قروء (تین حیض) بیان کی گئی ہے اور مطلقہ کے کئی افراد ہیں غیر مدخولہ کی سرے سے عدت ہی نہیں ہے۔

(آیت) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ لَمْ تَلْقُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

مِنْ عَدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا فَمَتَّعُوهُنَّ وَسَرَّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا . . (الاحزاب ۴۹)

ترجمہ: اے مسلمانو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر تم ان کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دو تو پھر تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جسے تم شمار کر دو تم ان کو کچھ فائدہ پہنچاؤ اور حسن سلوک کے ساتھ انہیں چھوڑ دو۔

اور جو عورت مطلقہ ہو اور حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل ہے:

(آیت) وَإِلَاتِ الْإِحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ . (الطلاق ۴)

ترجمہ: اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔

اور جو عورت مطلقہ ہو غیر حاملہ ہو لیکن صغیر یا بڑھاپے کی وجہ سے اس کو حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین ماہ ہے:

(آیت) وَالْمُيَسَّرَاتِ الْإِحْمَالِ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَالْمُيَسَّرَاتِ الْإِحْمَالِ لَمْ يَضَعْنَ (الطلاق ۴)

ترجمہ: اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں اگر تمہیں اشتباہ ہو (کہ ان کی عدت کیا ہوگی؟) تو ان کی

عدت تین مہینے ہے اور جن عورتوں کو ابھی حیض آنا شروع نہیں ہوا (ان کی عدت بھی تین ماہ ہے)۔

اور جو مطلقہ عورت مدخولہ ہو غیر حاملہ ہو بالغہ اور جوان ہو لیکن باندی ہو اس کی عدت دو حیض ہے سو اس آیت میں جس مطلقہ عورت کی عدت تین حیض بیان کی گئی ہے وہ ایسی مطلقہ عورت ہے جو مدخولہ ہو غیر بالغہ اور جوان ہو اور آزاد ہو اور مطلقات کے عموم سے مطلقہ عورتوں کے باقی افراد مستثنیٰ ہیں اس لیے یہ آیت عام مخصوص عنہ البعض ہے۔

عدت کا لغوی اور شرعی معنی اور عدت کے احکام:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(آیت) یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتھن واحصوا العدة واتقوا اللہ ربکم لا تخرجن من بیوتھن ولا ینخرجن الا ان یتن بفاحشۃ مبینۃ وتلك حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلمہ نفسہ (الطلاق: ۱)

اے نبی! (مسلمانوں سے کہیے:) جب تم (اپنی) عورتوں کو طلاق دو تو ان کو عدت کے لیے (اس زمانہ میں جس میں جماع نہ کیا ہو) طلاق دو اور عدت کو شمار کرو اور اپنے رب اللہ سے ڈرتے رہو تم مطلقہ عورتوں کو دوران عدت ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود (بھی) نکلیں البتہ اگر وہ کسی کھلی گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود (بھی) نکلیں البتہ اگر وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں (تو پھر نکال دو) اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

عدت کا لغوی معنی ہے

گننا اور شمار کرنا اور اس کا اصطلاح شرع میں یہ معنی ہے کہ زوال نکاح کے بعد عورت کا شوہر کے مکان میں ایک مدت معینہ تک ٹھہرنا اور انتظار کرنا۔ عورت کے حق میں عدت کا رکھنا یہ ہے کہ دوران عدت اس کا گھر ہے باہر نکلنا حرام ہے اور دوران عدت نکاح کرنا یا نکاح کا پیغام کرنا حرام ہے اور مرد پر لازم ہے کہ وہ عدت کے زمانہ میں عورت کو رہائش اور کھانے کا خرچ مہیا کرے۔ اگر اس نے تین طلاقیں دینی ہیں تو مطلقہ اس کے گھر میں اجنبی عورت کی طرح رہے گی اور اس سے پردہ کرے گی۔ عدت کے دوران مرد پر مطلقہ کی بہن اس کی پھوپھی اس کی خالہ اس کی بیٹی اور اس کی بھانجی سے نکاح کرنا حرام ہے اسی طرح اگر مطلقہ اس کی چوتھی بیوی تھی اور بقیہ تین اس کے نکاح میں ہیں تو اب وہ دوران عدت مزید کسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(رد المحتار ج ۲ ص ۵۹۹-۵۹۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

عدت مقرر کرنے کی حکمتیں:

عدت کی حکمت یہ ہے کہ عورت کے رحم کا استبراء ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں کیونکہ اگر اس کو حیض آ گیا تو وہ حاملہ نہیں ہوگی اور اس کی عدت تین حیض ہوگی ورنہ وضع حمل تک اس کی عدت ہوگی دوسری حکمت یہ ہے کہ اگر عورت دوسرا نکاح کرتی ہے تو اس نکاح اور دوسرے نکاح کے درمیان واقع ہونا چاہیے تاکہ اس وقت میں عورت کے دل و دماغ پر پہلے شوہر کے جو

اثرات نقش ہو چکے تھے وہ محو ہو جائیں اور وہ خالی الذہن ہو کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جائے تیسری حکمت یہ ہے کہ عدت کے دوران عورت طلاق کے عواقب اور نتائج پر غور کرے کہ اس کی کس خطایا زیادتی کی وجہ سے طلاق واقع ہوئی تاکہ دوسرے نکاح میں وہ ان غلطیوں کا اعادہ نہ کرے اور اگر شوہر کی کسی بدسلوکی یا زیادتی کے نتیجے میں طلاق واقع ہوئی ہے تو اب دوسرے نکاح میں زیادہ غور و فکر اور تامل سے کام لے اور احتیاط سے نکاح کرے تاکہ پرہیز اسی قماش کے شوہر کے لیے نہ بندھ جائے چوتھی حکمت یہ ہے کہ اگر ایک طلاق یا دو طلاقیں کی عدت گزار رہی ہے تو شوہر کے لیے اس طلاق سے رجوع کرنے کا موقع باقی رہے اور جس جھگڑے یا فساد کی بناء پر یہ طلاق واقع ہوئی تھی بعد میں جب فریقین کا جوش غضب ٹھنڈا ہو جائے تو اس جھگڑے کے عوامل پر غور کریں اور شوہر حسن سلوک کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے رجوع کر لے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے: اور ان کے خاوند اس مدت میں (طلاق رجعی کو) واپس لینے کے زیادہ حق دار ہیں بشرطیکہ ان کا ارادہ حسن سلوک کے ساتھ رہنے کا ہو اس لیے یہ ضروری ہے کہ صرف ایک یا زیادہ سے زیادہ دو طلاقیں دی جائیں تاکہ رجوع کا موقع باقی رہے اور تین طلاقیں دے کر بعد میں پچھتا نہ پڑے اور بچوں کی زندگی ویران نہ ہو ہمارے زمانہ میں یہ وہاں عام ہے کہ لوگ جب طلاق دیتے ہیں تو تین طلاقیں سے کم نہیں دیتے یا وثیقہ نویس سے طلاق لکھواتے ہیں اور وہ تین طلاقیں لکھ کر دستخط کرا لیتا ہے اور جب جھگڑے کا جوش ختم ہو جاتا ہے تو میاں بیوی دونوں در بدر مارے مارے پھرتے ہیں غیر مقلد مولوی سے فتویٰ لیتے ہیں یا طالبہ کی ناگوار صورت اختیار کرتے ہیں۔

قرء کے معانی کے متعلق ائمہ لغت کی تصریحات:

اللہ تعالیٰ نے مطلقہ کی عدت تین قروء بیان فرمائی ہے لیکن قروء کی تفسیر میں مجتہدین کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ اور امام احمد کے نزدیک قروء کا معنی حیض ہے اور امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک قروء کا معنی طہر ہے۔ لغت میں قروء کا معنی حیض اور طہر ہے اور یہ لغت اضداد سے ہے۔

علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں: قروء کا معنی حیض طہر اور وقت ہے۔ (قاموس ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)
علامہ جوہری لکھتے ہیں: قروء کا معنی حیض ہے اس کی جمع قروء اور اقراء ہے حدیث میں ہے: اپنے ایام اقراء میں نماز کو ترک کر دو اس حدیث میں قروء کا اطلاق حیض پر ہے اور قروء کا معنی طہر بھی ہے یہ لغت اضداد سے ہے۔

(الصراح ج ۱ ص ۶۳ مطبوعہ دار العلم بیروت ۱۴۰۲ھ)

علامہ ابن منظور افریقی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (لسان العرب ج ۱ ص ۱۳۰ مطبوعہ نثر ادب الخوزۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ)

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: قروء حقیقت میں طہر سے حیض میں داخل میں داخل ہونے کا نام ہے اور جب کہ یہ لفظ حیض اور طہر دونوں کا جامع ہے تو اس کا ہر ایک پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو (نکاح ثانی سے) تین قروء تک روکے رکھیں یعنی تین حیض تک روکے رکھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے ایام اقراء میں نماز پڑھنے سے بیٹھی رہو یعنی اپنے ایام حیض میں۔ اہل لغت نے کہا ہے کہ قروء کا معنی ہے: جمع ہونا اور ایام حیض میں رحم میں خون جمع ہوتا ہے۔

(المفردات ص ۲۰۲ مطبوعہ المکتبۃ الرضویہ ایران ۱۳۳۲ھ)

قرء بہ معنی حیض کی تائید میں احادیث اور فقہاء احناف کے دلائل:

امام ترمذی روایت کرتے ہیں: عدی بن ثابت اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسخاندہ کے متعلق فرمایا: تم اپنے ان ایام اقرء میں نماز چھوڑ دو جن میں تم کو حیض آتا ہے پھر تم غسل کرو اور ہر نماز کے لیے وضو کرو نماز پڑھو اور روزہ رکھو۔ (جامع ترمذی ص ۳۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرء کا اطلاق حیض پر کیا ہے اور یہ دلیل بھی ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے کیونکہ اقراء عربی قواعد کے اعتبار سے جمع قلت ہے اور اس کا اطلاق کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن پر ہوتا ہے اور آپ نے حیض کے لیے اقراء کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد۔ ۱ (امام ابو داؤد سلیمان بن اخطب متوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۳۷ مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام نسائی۔ ۲ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۱ ص ۶۵ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اور امام دارقطنی۔ ۳ (امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۲۸۵ھ سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۲ مطبوعہ نشر السنۃ مکتان) نے بھی روایت کیا ہے۔

نیز امام ترمذی روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باندی کی طلاق (مغلظہ) دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔ (جامع ترمذی ص ۱۹۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اس حدیث کو امام ابو داؤد۔ ۱ (امام ابو داؤد سلیمان بن اخطب متوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد ج ۱ ص ۳۷ مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابن ماجہ۔ ۲ (امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ سنن ابن ماجہ ص ۱۵۰ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام مالک۔ ۳ (امام مالک بن انس امکی متوفی ۱۷۹ھ موطا امام مالک ص ۵۲۶ مطبوعہ مطبع مجتہبی پاکستان لاہور)

امام دارمی۔ ۴ (امام ابو عبد الرحمن نسائی متوفی ۳۰۳ھ سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ۵ (امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۶ ص ۱۱۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ)

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اس پر اتفاق ہے کہ آزاد اور باندی کی عدت کے عدد میں فرق ہے جنس میں فرق نہیں ہے اور جب باندی کی عدت دو حیض ہے تو آزاد عورت کی عدت تین حیض ہوئی اور حدیث میں یہ تصریح ہے کہ قرء سے مراد حیض ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں: امام عبد الرزاق امام ابن جریر اور امام بیہقی نے عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا: الاقراء سے مراد حیض ہے۔

امام ابن جریر اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثلاثۃ قروء سے مراد تین حیض ہیں۔ امام حمید بن حمید نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حیض ہے۔

وکیع نے حسین سے روایت کیا ہے کہ عورت حیض کیساتھ عدت گزارے خواہ اس کو ایک سال کے بعد حیض آئے۔

امام عبد الرزاق نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ الاقراء حیض ہیں طہر نہیں ہیں۔

امام عبدالرزاق نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ الاقراء حیض ہیں طہر نہیں ہیں۔

امام عبدالرزاق اور امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ طلاق دینا مردوں پر موقوف ہے اور عدت عورتوں پر موقوف ہے۔ (الدر المنثور ج ۱ ص ۲۷۵-۲۷۴ مطبوعہ مکتبۃ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

فقہاء احناف نے ثلاثۃ قروء میں لفظ ثلاثہ سے بھی استدلال کیا ہے کیونکہ اگر قرء کا معنی طہر لیا جائے تو جس طہر میں طلاق دی جائے گی اس طہر کو شمار کیا جائے تو دو طہر اور ایک طہر کا کچھ حصہ یعنی اڑھائی طہر عدت قرار پائے گی اور اگر اس طہر کو شمار نہ کیا جائے تو ساڑھے تین طہر عدت قرار پائے گی اور تین قروء صرف اسی صورت میں عدت ہو سکتی ہے جب قرء کا معنی حیض کیا جائے۔

فقہاء احناف نے قرء بہ معنی حیض لینے پر یہ عقلی استدلال کیا ہے کہ عدت مشروع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ استبراء رحم ہو جائے یعنی یہ معلوم ہو جائے کہ عورت کے رحم میں شوہر کا نطفہ استقرار پا گیا ہے اور بچہ بننے کا عمل شروع ہو گیا ہے یا اس کا رحم خالی اور صاف ہے سو اگر عورت کو حیض آ گیا تو معلوم ہوا کہ اس کا رحم خالی ہے اور اگر حیض نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ اس میں نطفہ ٹھہر گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عدت کی حکمت حیض سے پوری ہوتی ہے نہ کہ طہر سے اس لیے صحیح یہی ہے کہ قرء کا معنی حیض کیا جائے۔

فقہاء شافعیہ اور مالکیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے: (آیت) فطلقوهن لعدتھن۔ (الطلاق ۱) انہوں نے کہا: اس آیت میں لام توقیت کے لیے ہے اور آیت کا معنی ہے: ان کو حدت کے وقت میں طلاق دو اور چونکہ حیض میں طلاق دینا مشروع نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ عدت کا وقت طہر ہے اس لیے ثلاثہ قروء میں قروء بہ معنی طہر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں لام توقیت کیلئے نہیں بلکہ اختصاص کے لیے ہے یعنی طلاق عدت کے ساتھ مختص ہے اور عدت حیض سے شروع ہوتی ہے اس لیے طلاق حیض سے پہلے دینی چاہیے نہ کہ دوران حیض اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ایک قراءت میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو یوں بھی پڑھا ہے: فی قبل عدتھن (روح المعانی ج ۱ ص ۱۳۲) یعنی ان کو عدت سے پہلے طلاق دو نیز قرء بہ معنی حیض پر یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ثلاثہ قروء کے بعد فرمایا ہے: عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا کیا ہے اور یہ واضح ہے کہ اس کا تعلق حیض سے ہے نہ کہ طہر سے۔

قرء کے معنی کی تعیین میں دیگر ائمہ مذاہب کی آراء:

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: قروء کے متعلق دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حیض ہے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مجاہد قتادہ ضحاک عکرمہ سدی امام مالک اور ابو حنیفہ کا قول ہے (علامہ ماوردی کو نقل میں تسامح ہوا ہے امام مالک کے نزدیک اس کا معنی حیض نہیں طہر ہے البتہ امام احمد کے نزدیک اس کا معنی حیض ہے) دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا معنی طہر ہے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ زہری ابان بن عثمان امام شافعی اور اہل حجاز کا قول ہے۔ (الفتاویٰ والعیون ج ۱ ص ۲۹۱-۲۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین ادوار یا تین انتقارات تک (عقد ثانی

سے) روکے رکھیں اور مطلقہ کبھی حیض سے طہر کی طرف اور کبھی طہر سے حیض کی طرف منتقل ہوتی ہے اور یہاں طہر سے حیض کی طرف انتقال تو قطعاً مراد نہیں ہے کیونکہ حیض میں طلاق دینا تو اصلاً مشروع نہیں ہے اور جب کہ طلاق دینا طہر میں مشروع ہے تو پھر عدت تین انتقالات ہے اور پہلا انتقال اس طہر سے ہے جس میں طلاق واقع ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۳ ص ۱۱۵-۱۱۳ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: اقراء کے متعلق فقہاء کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد حیض ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ عکرمہ صحاک سدی سفیان ثوری اوزاعی حسن بن صالح امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل کا یہی قول ہے امام احمد نے کہا: میں پہلے یہ کہتا تھا کہ قرء بہ معنی طہر ہے اور اب میرا مذہب یہ ہے کہ قرء کا معنی حیض ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اقراء سے مراد اطہار ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زہری ابان بن عثمان امام مالک بن انس اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ (زاد المسیر ج ۱ ص ۲۶۰-۲۵۹ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابو بکر حصص حنفی لکھتے ہیں: ہر چند کہ قرء کا اطلاق حیض اور طہر دونوں پر ہوتا ہے لیکن چند دلائل کی وجہ سے قرء بہ معنی حیض رائج ہے ایک دلیل یہ ہے کہ اہل لغت نے کہا ہے کہ قرء کا معنی اصل لغت میں وقت ہے اور اس لحاظ سے اس کا بہ معنی حیض ہوتا رائج ہے کیونکہ وقت کسی چیز کے حادث ہونے کا ہوتا ہے اور حادث حیض ہوتا ہے کیونکہ طہر تو حالت اصلی ہے اور بعض نے کہا: قرء کا معنی اصل لغت میں جمع اور تالیف ہے اس اعتبار سے بھی حیض ادلی ہے کیونکہ ایام حیض میں رحم میں خون جمع ہوتا رہتا ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ اس عورت کو ذات الاقراء کہا جاتا ہے جس کو حیض آتا ہو اور جو کم سن ہو یا بڑھیا یا نبھ ہو اس کو ذات الاقراء نہیں کہا جاتا ہے حالانکہ طہر تو ان کو اس وقت حاصل ہوتا ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ لغت قرآن پر اتھارٹی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرء کو حیض کے معنی میں استعمال فرمایا ہے طہر کے معنی میں استعمال نہیں فرمایا کیونکہ آپ نے فرمایا: مستحاضہ اپنے ایام اقراء میں نماز پڑھنا چھوڑ دے اور آپ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حمیش سے فرمایا: جب تمہارا قرء آئے تو نماز چھوڑ دے اور آپ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حمیش سے فرمایا: جب تمہارا قرء آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب وہ چلا جائے تو غسل کر کے نماز پڑھو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باندی کی طلاقیں دو ہیں اور اس کا قرء دو حیض ہیں اور ایک روایت میں فرمایا: اس کی عدت دو حیض ہیں اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوٹاس کی باندیوں کے متعلق فرمایا: وضع حمل سے پہلے حاملہ سے وطی نہ کی جائے اور جب تک ایک حیض سے استبراء نہ ہو جائے غیر حاملہ سے وطی نہ کی جائے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۳۶۷-۳۶۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

امام بخاری بیان کرتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب وطی شدہ باندی کو بہہ کیا جائے یا اسے فروخت کیا جائے یا وہ آزاد ہو جائے تو ایک حیض کے ساتھ اس کے رحم کا استبراء کیا جائے اور کنواری باندی کا استبراء نہ کیا جائے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۹۸-۲۹۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور عورتوں کے لیے بھی دستور کے مطابق مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے۔ (البقرہ: ۲۲۸)

اسلام میں عورتوں کے مردوں پر حقوق

اس آیت کی تفسیر میں ہم پہلے یہ بیان کریں گے کہ اسلام نے عورتوں کو کیا حقوق دیئے ہیں اس کے بعد مردوں کے حقوق اور ان کی فضیلت بیان کریں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

(آیت) یا ایہا الذین امنوا لا یحفل لکم ان ترثوا النساء کرها ولا تعضلوهن لتذهبوا بعض ما اکتسبن من الا ان یاتین بفاحشة مبینہ وعاشرن من بالمعروف فان کرهتموهن فعسى ان تکرهوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا . وان ارتم السبیل زوج مکان زوج واتیم احدہن قنطارا فلا تأخذوا منہ شیئا الاخذونہ بہتاناً والمامینا . وکیف تأخذونہ وقد افضی بعضکم الی بعض واخذن منکم میثاقا غلیظا . (النساء: ۳۰-۳۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے لیے زبردستی عورتوں کا وارث بنا جانا جائز نہیں ہے اور ان سے اپنے دیئے ہوئے مہر کا بعض حصہ لینے کے لیے ان کو نہ روکو ماسوا اس کے کہ وہ کھلی ہوئی بے حیائی کا کام کریں اور تم ان کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ زندگی گزارو پس اگر تم ان کو ناپسند کرو گے تو یہ ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تمہارے لیے اس میں خیر کثیر رکھ دے۔ اور اگر تم ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری بیوی سے نکاح کا ارادہ کرو اور تم ان میں سے کسی ایک کو بہت زیادہ مال دے چکے ہو تو اس سے کوئی چیز واپس نہ لو کیا تم اس مال کو بہتان باندھ کر واپس لو گے اور کھلے گناہ کا ارتکاب کرو گے۔ اور تم اس مال کو کیسے واپس لو گے حالانکہ تم (خلوت میں) ایک دوسرے سے باہم مل چکے ہو؟ اور وہ تم سے (عقد نکاح کے ساتھ) پختہ عہد لے چکی ہیں۔

ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو اس کے خاوند کا سوتیلا بیٹا یا بھائی یا کوئی اور رشتہ دار اس سے بالجبر نکاح کر لیتا یا کسی دوسرے شخص سے اس کا بالجبر نکاح کر دیتا اور اس کے کل مہر یا آدھے مہر پر قبضہ کر لیتا اسلام نے عورتوں پر اس ظلم اور بری رسم کو مٹایا اور زبردستی عورتوں کا کسی سے بھی نکاح کرنے سے منع فرمایا دوسری اہم چیز ہے مہر کا تحفظ کرنا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ مختلف جیلوں بہانوں سے عورتوں کا مہر دیا لیتے تھے اسلام نے اس بری رسم کو مٹایا واضح رہے کہ دنیا کے کسی مذہب نے بھی عورتوں کے لیے مہر کو لازم نہیں کیا صرف اسلام ہی عورتوں کو یہ حق دیا ہے، مہر کا فائدہ یہ ہے کہ اگر خاوند عورت کو طلاق دے دے یا مر جائے تو عورت کے پاس مہر کی صورت میں ایک معقول آمدنی ہو جس کے ذریعہ وہ اپنے نئے مستقبل کا آغاز کر سکے۔

ان آیتوں میں عورتوں کا خاوند پر تیسرا حق یہ بیان کیا ہے کہ مردوں کو ہدایت دی کہ وہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ رہائش میں کھانے پینے بات چیت کرنے میں اور دیگر عائلی اور خانگی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک کے

ساتھ رہیں۔

چوتھ حق یہ بیان کیا ہے کہ اگر عورت کی صورت یا سیرت تم کو ناپسند ہو پھر بھی اس کے ساتھ ازدواج کے نامے نہ توڑو اور صبر و شکر کے ساتھ اس کے ہمراہ زندگی گزارو ہو سکتا ہے کہ اس سے ایسی صالح اولاد پیدا ہو کہ اسے دیکھ کر تم بیوی کی بد صورتی یا اس کی بری عادتوں کو بھول جاؤ یا کسی اور وجہ یا کسی اور وجہ سے اللہ تمہارے لیے اس نکاح میں ڈھیروں برکتیں نازل فرمائے۔

پانچواں حق یہ بیان کیا ہے کہ اگر عورت کو تم سونے چاندی کے پل کے برابر ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو خواہ مہر کی صورت میں یا ویسے ہی بہ طور ہبہ تو اس مال کو اب اس سے واپس نہ لو تم نے صرف مال دیا ہے عورت تو اپنا جسم اور بدن تمہارے حوالے کر چکی ہے اور جسم و جان کے مقابلہ میں مال کی کیا حقیقت ہے۔

(آیت) فان خفتن الا تعدلوا فواحدة او ماملکت ایمانکم ذلك ادنی الا تعولوا . واتوا النساء صدقتهن نحلة . (النساء: ۳۳)

ترجمہ: پھر اگر تمہیں یہ خدشہ ہو کہ تم ان (متعدد ازواج) میں عدل قائم نہ رکھ سکو گے تو فقط ایک سے نکاح کرو یا اپنی مملوکہ باندیوں پر اکتفاء کرو یہ کسی ایک زوجہ کی طرف بہت مائل ہونے سے زیادہ قریب ہے۔ اور عورتوں کو ان کا مہر خوشی سے ادا کرو۔

اسلام نے ضرورت کی بناء پر تعدد ازواج کی اجازت دی ہے لیکن جو ان میں عدل کر سکے اور جو عدل نہ کر سکے اس کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ صرف ایک نکاح پر اکتفاء کرے۔ ان آیتوں میں عورتوں کا مردوں پر ایک حق یہ بیان کیا ہے کہ ان میں عدل و انصاف کیا جائے اور دوسرا حق یہ بیان کیا ہے کہ ان کا مہر خوشی سے ادا کیا جائے۔ سورۃ نساء کی ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے مہر کی ادائیگی کے متعلق بہت تاکید کی ہے اور ہمارے دور میں اس معاملہ میں بہت سستی کی جاتی ہے۔

(آیت) وعلى المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف . (البقرہ: ۲۳۳)

ترجمہ: اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق اس شخص کے ذمہ ہے جس کا بچہ ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ عورتوں کا مردوں پر یہ حق ہے کہ وہ ان کو کھانا اور کپڑا مہیا کریں اگر عورتیں امور خانہ داری انجام دیتی ہیں اور کھانا پکاتی ہیں تو یہ ان کی طرف سے احسان ہے اور ازواج مطہرات اور صحابیات کی سنت ہے۔

(آیت) فان ارضعن لکم فاتوهن اجورهن واتمروا بینکم بمعروف وان تعاسرتم فسترضع له اخرى . (الطلاق: ۶)

ترجمہ: پھر اگر وہ تمہارے لیے (بچہ کو) دودھ پلائیں تو انہیں ان کی اجرت دو اور آپس میں دستور کے ساتھ مشورہ کرو اور اگر تم باہم دشواری محسوس کرو تو بچہ کو کوئی اور عورت دودھ پلا دے گی۔

اس آیت میں بتایا ہے کہ بچہ کو دودھ پلانا عورت کی ذمہ داری نہیں ہے اور عورت مرد کی غلام نہیں ہے اور مرد ڈکٹیٹر نہ بنے بلکہ گھریو معاملات کو باہمی مشاورت سے چلائیں اور اگر عورت بچہ کو دودھ پلائے تو اس کا یہ حق ہے کہ مرد سے اس کی اجرت لے لے

اور یہ کہ عورت کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

اگر شوہر اور بیوی کے درمیان کوئی مناقشہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے عورت کے حقوق کی محافظت کرتے ہوئے فرمایا:

(آیت) والسی تخافون نشوزهن فاعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سیلا . (النساء: ۳۴)

ترجمہ: اور جن عورتوں سے تمہیں نافرمانی کا خوف ہو ان کو (زہری سے) نصیحت کرو اور انہیں ان کی خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو (اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں) تو انہیں (تادیباً خفیفہ سا) مارو پھر وہ اگر تمہاری فرمانبرداری کریں تو انہیں تکلیف پہنچانے کا کوئی بہانہ تلاش نہ کرو۔

تعدد ازدواج کی صورت میں عدل و انصاف کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

(آیت) ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتدروہا کالمعلقة وان تصلحوا وتنقوا فان اللہ کان غفورا رحیما، وان یفترقا یغن اللہ کلا من سعته .

(النساء: ۱۲۹)

ترجمہ: اور خواہ تم عدل کرنے پر حریص ہو پھر بھی تم متعدد ازدواج میں عدل نہ کر سکو گے (تو جسکی طرف تم کو رغبت نہ ہو) اس سے مکمل اعراض نہ کرو کہ اسے یوں چھوڑ دو گویا وہ درمیان میں لگی ہوئی ہے اور اگر تم اپنی اصلاح کر لو اور خدا سے ڈرو تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ اور اگر شوہر اور بیوی علیحدگی اختیار کر لیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی وسعت سے مستغنی کر دے گا۔

اگر عورت کو طلاق دے دی جائے تو اللہ تعالیٰ نے دوران عدت عورت کے حقوق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(آیت) اسکنوهن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروهن لتضیقوا علیہن وان کن اولات حمل فاینفقوا علیہن حتی یضعن حملهن . (الطلاق: ۶)

ترجمہ: ان عورتوں کو اپنی وسعت کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ پہنچاؤ اور اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں تو وضع حمل تک انکو خرچ دیتے رہو۔

یہ تو اس مطلقہ عورت کے حقوق تھے جس کے ساتھ مباشرت ہو چکی ہو اور جس عورت کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دی ہو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(آیت) وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم . (البقرہ: ۲۳۷)

ترجمہ: اگر تم نے عورتوں کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دی درآں حالیکہ تم ان کا مہر مقرر کر چکے تھے تو تم پر آدھا مہر ادا کرنا واجب ہے۔

(آیت) لا جناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوهن او تفرضا لهن فريضة ومتعوهن علی

الموسع قدره وعلى المقتر قدره . (البقرہ: ۲۲۶)

ترجمہ: اگر تم مباشرت سے پہلے عورتوں کو طلاق دے دو تو کوئی حرج نہیں ہے یا تم نے ان کا کچھ مہر متعذر نہ کیا ہو اور ان کو استعمال کی کچھ چیزیں دو خوشحال اپنی وسعت کے مطابق اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق:

(آیت) ولا تمسکوهن ضراراً تعتدوا . (البقرہ: ۲۳۱)

ترجمہ: اور ان کو ضرر پہنچانے کے لیے ان کو (اپنے نکاح میں) نہ روکنا کہ تم ان پر زیادتی کرو۔

اس آیت سے ائمہ ثلاثہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر خاوند عورت کو خرچ دے نہ طلاق دے تو عدالت اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور ضرورت کی بنا پر علماء احناف کو بھی اسی قول پر فتویٰ دینا چاہیے۔ واضح رہے کہ اگر شوہر نامرد ہو تو فقہاء احناف کے نزدیک بھی عدالت نکاح کو فسخ کر سکتی ہے جب کہ نفقہ پر بقاء حیات کا مدار ہے اور شوہر کے مرد ہونے پر صرف خواہش نفسانی کی تکمیل کا مدار ہے۔

عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں قرآن مجید کی آیات ذکر کرنے کے بعد اب ہم اس سے متعلق چند احادیث پیش کر رہے ہیں:

امام ترمذی امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن الاخوص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! تمہاری ازواج پر تمہارا حق ہے اور تمہاری ازواج کا تم پر حق ہے تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر و پر تمہارے ناپسندیدہ لوگوں کو نہ آنے دیں اور نہ تمہارے ناپسندیدہ لوگوں کو تمہارے گھروں میں آنے دیں اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان کو اچھے کپڑے پہناؤ اور اچھے کھانے کھلاؤ۔

امام احمد ابو داؤد امام ابن ماجہ امام ابن جریر امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت معاویہ بن حیدر قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کا اس کے خاوند پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا: جب وہ کھانا چاہے تو اس کو کھانا کھلائے اور جب پہننا چاہے تو اس کو پہنائے اس کے چہرے پر نہ مارے اس کو برا نہ کہے اور (تادیبا) صرف گھر میں اس سے علیحدگی اختیار کرے۔ (الدر المنثور ج ۱ ص ۲۷۶ مطبوعہ مکتبۃ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

حافظ منذری بیان کرتے ہیں۔

میمون اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی نے فرمایا: جو شخص کسی عورت سے کوئی مہر مقرر کر کے نکاح کرے خواہ کم ہو یا زیادہ اور اس کا ارادہ مہر ادا کرنے کا نہ ہو اور وہ اسے دھوکے میں رکھے اور تادم لگ اس کا مہر ادا نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے زانی ہونے کی حالت میں ملاقات کرے گا۔

امام ترمذی اور امام ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: مومنوں میں سے اس شخص کا ایمان کامل ہوگا اور اس شخص کے اخلاص سب سے اچھے ہوں گے جس کے اخلاق اپنی ازواج کے ساتھ اچھے ہوں گے۔

امام ابن حبان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی اہلیہ کے ساتھ بہتر ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل کے ساتھ بہتر ہوں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو کیونکہ عورت کو پبلی سے پیدا کیا گیا ہے اور سب سے زیادہ ٹیڑھی پبلی سب سے اوپر والی ہوتی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے لگو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی سو عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔

امام ابن ماجہ اور امام ترمذی حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اللہ کی حمد و ثنا اور وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا: سنو! عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو وہ صرف تمہاری مددگار ہیں تم ان پر صرف اس صورت میں حق رکھتے ہو جب وہ کھلی بدکاری کریں اگر وہ ایسا کریں تو انکو ان کی خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو معمولی سامارو پھرا کرو تمہاری اطاعت کر لیں تو ان کو مزید مارنے کے لیے کوئی بہانہ نہ بناؤ سنو! تمہارا تمہاری بیویوں پر حق ہے اور تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر ان کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ان کو گھروں میں آنے لائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو سنو ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان کے کھانے اور پینے میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرو (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۰-۵۸ ملقط مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ)

اسلام میں مردوں کے عورتوں پر حقوق:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم فالصلحت لنت حفظ للغيب بما حفظ الله والى تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن في المضاجع واضربوهن فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن مبيلا . (النساء: ۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں کے (حاکم یا) منتظم ہیں کیونکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے بھی کہ انہوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے ہیں سو نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں مردوں کی غیر حاضری میں بھی اللہ کی حفاظت کے ساتھ (شوہر کی عزت اور اس کے مال کی) حفاظت کرتی ہیں اور تمہیں جن عورتوں کی نافرمانی کرنے کا خدشہ ہو ان کو نصیحت کرو اور انہیں ان کی خواب گاہوں میں تنہا چھوڑ دو اور انہیں (تاویبا) مارو اور اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کر لیں تو پھر ان کو مارنے کے لیے یہاں تلاش نہ کرو۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے اور ان کو جسمانی اور عقلی قوت زیادہ عطا کی ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ مرد کو عورت کے اخراجات کا کفیل بنایا ہے اور اس کے گھر کا منتظم بنایا ہے تیسری فضیلت یہ ہے کہ مرد کو عورت پر حاکم بنایا ہے اور عورت کو مرد کی فرمانبرداری کا پابند کیا ہے چوتھی فضیلت یہ ہے کہ مرد کو عورت پر یہ فوقیت دی ہے کہ وہ اس کو اس کی نافرمانی پر تاویبا مار سکتا ہے اور پانچویں فضیلت یہ دی ہے کہ عورت کو اس کا پابند کیا ہے کہ وہ مرد کی غیر حاضری میں اس کی عزت کی

حفاظت کرے اور اپنی پارسائی کو مجروح نہ کرے اور شوہر کی غیر حاضری میں اس کے مال کی بھی حفاظت کرے غرضیکہ جسمانی قوی کھانے پینے رہائش اور لباس کے اخراجات اور شوہر کے احکام کی تعمیل اور اس کے مال اور اپنی عفت کی حفاظت ہر اعتبار سے عورت کو مرد کا تابع اور محکوم قرار دیا ہے۔

(آیت) بیدہ عقدہ النکاح۔ (البقرہ: ۲۳۷)

ترجمہ: نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ نکاح کی گرہ کو قائم رکھنے یا طلاق کے ذریعہ اس کو توڑنے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے مرد کے ہاتھ میں رکھا ہے۔ عورت کے ذمہ مرد کے فرائض اور مرد کے ذمہ جو عورتوں کے حقوق ہیں ان کا بیان حسب ذیل احادیث میں ہے:

حافظ منذری بیان کرتے ہیں: امام ترمذی امام ابن ماجہ اور امام حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اس حال میں مری کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگئی۔

امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت پانچ وقت کی نمازیں پڑھے اپنی پارسائی کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے وہ جس دروازے سے چاہے گی جنت میں داخل ہو جائے گی۔

امام بزار اور امام حاکم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس نے کہا: میں فلاں بنت فلاں ہوں آپ نے فرمایا: میں تمہیں پہچانتا ہوں بتاؤ کیا کام ہے؟ اس نے کہا: فلاں عبادت گزار میرا عم زاد ہے۔ آپ نے فرمایا: میں اس کو جانتا ہوں اس نے کہا: وہ مجھے نکاح کا پیغام دے رہا ہے مجھے بتائیں کہ مرد کا بیوی پر کیا حق ہے؟ اگر میں اس کا حق ادا کرنے کی طاقت رکھوں گی تو اس سے نکاح کر لوں گی۔ آپ نے فرمایا: مرد کا حق یہ ہے کہ اگر بالفرض مرد کے نفعوں سے خون اور پیپ بہ رہا ہو اور تم اس کو چاٹ لو پھر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوا۔

اگر کسی بشر کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ جب خاوند آئے تو عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ امام حاکم نے کہا: اس حدیث کو سند صحیح ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نقلی) روزہ رکھے اور نہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت دے۔

امام حاکم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو اور نہ اس کی مرضی کے بغیر گھر سے نکلے اور نہ اس معاملہ میں کسی اور کی اطاعت کرے اور نہ اس سے الگ بستر پر سوئے اور نہ اس کو ستائے اگر اس کا خاوند ظلم کرتا ہو تو وہ اس کے پاس جائے حتیٰ کہ اس کو راضی کرے اگر وہ اس کی معذرت قبول کر لے تو فیہا اور اللہ بھی اس کے عذر کو

قبول کر لے گا اس کی حجت صحیح ہوگی اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور اگر خاوند پھر بھی اس سے راضی نہیں ہوا تو اللہ کے نزدیک اس کی حجت تمام ہوگئی امام حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

امام طبرانی نے سند جید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتائیے کہ خاوند کے بیوی پر کیا حقوق ہیں؟ میں بے نکاح عورت ہوں اگر میں نے ان حقوق کے ادا کرنے کی طاقت پائی تو نکاح کر لوں گی ورنہ بے نکاح رہوں گی آپ نے فرمایا: بیوی پر شوہر کے حقوق میں سے یہ ہے کہ اگر وہ اونٹ کے کجاوہ پر بیٹھی ہو اور شوہر اسے مباشرت کے لیے بلائے تو وہ انکار نہ کرے اور اس کا بیوی پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر (نفل) روزہ نہ رکھے اگر وہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلی تو اس کے واپس آنے تک آسمان کے فرشتے رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اس عورت نے کہا: یہ حقوق ضروری ہیں اور میں کبھی نکاح نہیں کروں گی۔

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بھی دنیا میں کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا پہنچاتی ہے کہ جنت میں اس کی بیوی بڑی آنکھوں والی حور اس سے کہتی ہے: اللہ تجھے ہلاک کرے تو اس کو نہ ستایہ تیرے پاس عارضی طور پر ہے اور عنقریب ہمارے پاس آنے والا ہے۔

امام ترمذی امام نسائی اور امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرد عورت کو اپنے کسی کام سے بلائے تو عورت فوراً آجائے خواہ عورت پر بیٹھی ہو۔

امام بخاری امام مسلم امام ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور شوہر ناراضگی میں رات گزارے تو صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔

امام ترمذی امام ابن ماجہ اور امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں کی نماز ان کے سروں سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی۔ جو شخص کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اس کو (کسی شرعی عیب کی وجہ سے) ناپسند کرتے ہو اور جو عورت اس حال میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو اور دو مسلمان بھائی جو آپس میں لڑے ہوئے ہوں۔

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر گھر سے نکلے اس کے واپس آنے تک آسمان کے سارے فرشتے اور جن انسانوں اور جنوں کے پاس سے وہ گزرتی ہے سب اس پر لعنت کرتے ہیں (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۵۹ ملقط مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ ۱۴۰۷ھ)۔

آیا عورت پر مرد کی خدمت واجب ہے یا نہیں

فقہاء مالکیہ کا اس میں اختلاف ہے بعض علماء مالکیہ نے کہا ہے کہ بیوی پر شوہر کی خدمت کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ عقد نکاح

کا تقاضا یہ ہے کہ عورت اس کو مباشرت کا موقع دے نہ کہ خدمت کا کیونکہ یہ مزدوری کا عقد نہیں ہے اور نہ نکاح کے ذریعے عورت اس کی باندی بن گئی یہ عقد اجارہ ہے نہ عقد تملیک یہ صرف عقد مباشرت ہے (نکاح کا معنی مباشرت ہے) لہذا عورت سے شوہر مباشرت کے علاوہ اور کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کر لیں تو تم ان کو مارنے کے لیے بہانے نہ ڈھونڈو۔ (النساء: ۳۴)

اور بعض علماء نے کہا ہے کہ عورت پر خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے۔ اگر اس کا تعلق معزز اور خوشحال گھرانے سے ہو تو گھر کی دیکھ بھال اور خانگی امور کی نگرانی اس کے ذمہ ہے اور اگر وہ متوسط گھرانے کی ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ خاوند کا بستر وغیرہ بچھائے اور اگر وہ غریب گھرانے کی ہو تو اس پر گھر کی صفائی کرنا کپڑے دھونا اور کھانا پکانا لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: عورتوں کے اتنے ہی حقوق ہیں جتنے دستور کے مطابق ان کے فرائض ہیں۔ (البقرہ: ۲۲۸) اور یہ معقول رائے ہے اور ہر زمانے میں مسلمانوں کے گھرانوں میں اس پر عمل ہوتا رہا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی ازواج محترمت چکی سے آٹا پیستی تھیں کھانا پکاتی تھیں بستر بچھاتی تھیں اور اپنے خاوندوں کے لیے کھانا لاکر رکھتی تھیں اور دیگر انواع کی خدمت کرتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرت کی ذمہ داریوں کو مرد اور عورت پر تقسیم کر دیا تھا حضرت سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ خانگی ذمہ داریاں تھیں اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ کسب معاش اور کمانے کی ذمہ داریاں تھیں۔

حاصل بحث یہ ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں۔ مردوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کے ساتھ اچھے اخلاق اور حسن سلوک کے ساتھ رہیں ان کو ضرر نہ پہنچائیں۔ ہر فریق اس معاملہ میں اللہ سے ڈرے بیوی خاوند کی اطاعت کرے اور ہر ایک دوسرے کے لیے بن سنور کر رہے۔ امام ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں اپنی بیوی کے لیے بن سنور کر رہتا ہوں جیسے وہ میرے لیے بن ٹھن کر رہتی ہے ضرورت کے وقت ہر فریق دوسرے کے کام آئے اور بیماری میں ہر فریق دوسرے کا علاج اور خدمت کرے۔

باب عِدَّةِ الْحَامِلِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا .

یہ باب حاملہ بیوہ کی عدت کے بیان میں ہے

3506 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا

أَبَانَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نَفَسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيْالٍ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنْتُ أَنْ تَنْكِحَ فَأُذِنَ لَهَا فَانْكَحَتْ .

☆☆☆ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سُبَیْعَةُ اسلمیہ کے ہاں ان کے شوہر کی وفات کے چند دن بعد بچے کی

3506 - أخرجه البخاري في الطلاق، باب (وأولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن) (الحديث 5320) . و أخرجه النسائي في الطلاق، باب

عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3507) بمعناه . و أخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت

للارواح (الحديث 2029) بمعناه . تحفة الاشراف (11272) .

پیدائش ہوگئی وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے شادی کرنے کی اجازت مانگی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے شادی کر لی۔

3507 - أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ نَصْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دَاوُدَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُسَوِّدِ بْنِ مَعْرُومَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ سُبَيْعَةَ أَنْ تَتَكَبَّحَ إِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نَفَاسِهَا .

☆☆ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سیدہ سبیعہ کو نبی اکرم ﷺ نے یہ ہدایت کی کہ جب وہ نفاس سے پاک ہو جائیں تو وہ (دوسری) شادی کر لیں۔

3508 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرٌ عَنْ مَنصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ قَالَ وَضَعْتُ سُبَيْعَةَ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاةٍ زَوْجَهَا بِثَلَاثَةِ وَعِشْرِينَ أَوْ خَمْسَةِ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً فَلَمَّا تَعَلَّتْ تَشْرَفْتُ لِلزَّوْجِ فَعِيبَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَا يَمْنَعُهَا قَدْ انْقَضَى أَجْلُهَا" .

☆☆ ابوسنابل بیان کرتے ہیں سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے تیس یا شاید پچیس دن کے بعد بچے کو جنم دے دیا جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں تو اس نے شادی کے لیے خود کو آراستہ کیا اس حوالے سے اس پر اعتراض کیا گیا اس مسئلے کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب اس کی عدت پوری ہو چکی ہے تو پھر کیا چیز اس کے لیے رکاوٹ بن سکتی ہے۔

3509 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ اخْتَلَفَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجَهَا إِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ تَزَوَّجُ . وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَبَعَدَ الْأَجَلَيْنِ . فَبَعَثُوا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ تَوَفَّى زَوْجُ سُبَيْعَةَ فَوَلَدَتْ بَعْدَ وَفَاةٍ زَوْجَهَا بِخَمْسَةِ عَشَرَ نَصْفِ شَهْرٍ . قَالَتْ - فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ فَحَطَّطَتْ بِنَفْسِهَا إِلَى أَحَدِهِمَا فَلَمَّا خَشُوا أَنْ تَفْتَاتَ بِنَفْسِهَا قَالُوا إِنَّكَ لَا تَحِلِّينَ . قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "قَدْ حَلَلْتَ فَأَنْكِحِي مَنْ شِئْتِ" .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان اس مسئلے کے بارے میں اختلاف ہو گیا کہ جب کسی بیوہ عورت کے ہاں بچے کی پیدائش ہو جائے (تو اس کی عدت کیا ہوگی؟) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا تھا کہ ایسی عورت کے ساتھ شادی کی جا سکتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل تھے (بیوگی کی مخصوص عدت

3507-تقدم (الحديث 3506) .

3508-اخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في الحامل المتوفى عنها زوجها تضع (الحديث 1193) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للزواج (الحديث 2027) . تحفة الاشراف (12053) .

3509-اخرجه النسائي . وسيا في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3510) . تحفة الاشراف (18233) .

یعنی چار ماہ دس دن اور بچے کی پیدائش میں سے جو چیز بعد میں پوری ہو رہی ہوگی اس کے مطابق) وہ عورت عدت بسر کرے گی۔
ان لوگوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیجا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: سبیحہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا اس نے اپنے شوہر کے انتقال کے پندرہ دن بعد یعنی نصف مہینے بعد بچے کو جنم دیا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: دو آدمیوں نے اُسے نکاح کا پیغام بھیجا وہ ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو گئی جب دوسرے شخص کے اہل خانہ نے یہ اندیشہ محسوس کیا کہ اس صورت میں وہ اُسے کھودیں گے تو انہوں نے یہ کہا:

تم تو ابھی حلال ہی نہیں ہوئی ہو (یعنی ابھی تمہاری عدت ہی ختم نہیں ہوئی ہے)۔ سیدہ سبیحہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تمہاری عدت ختم ہو چکی ہے تم جس کے ساتھ چاہو شادی کر لو۔“

3510 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَ أَنبَأَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجَهَا وَهِيَ حَامِلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرُ الْأَجَلَيْنِ . وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ .
لَدْخَلَ أَبُو سَلَمَةَ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ وَلَدَتْ سُبَيْحَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْآخَرُ كَهْلٌ فَحَطَّتْ إِلَى الشَّابِّ فَقَالَ الْكَهْلُ لَمْ تَحِلِّي . وَكَانَ أَهْلُهَا عُيَيْبًا فَرَجَا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنَّ يُؤْثِرُوهُ بِهَا فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "قَدْ حَلَلْتَ فَأَنْكِحِي مَنْ شِئْتِ" .

☆ ☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے حاملہ بیوہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جو عدت بعد میں پوری ہو رہی ہوگی (اس کے مطابق) وہ عورت عدت بسر کرے گی اور پھر اس کے لیے دوسری شادی کرنا جائز ہوگا۔

جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”وہ عورت جیسے ہی بچے کو جنم دے گی تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔“
پھر ابوسلمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا سبیحہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے نصف مہینے (یعنی پندرہ دن) بعد بچے کو جنم دے دیا دو آدمیوں نے اُسے شادی کا پیغام بھیجا ان میں سے ایک نوجوان تھا جبکہ دوسرا عمر رسیدہ تھا تو وہ عورت نوجوان کی طرف مائل ہو گئی تو عمر رسیدہ شخص نے کہا: تم تو ابھی حلال ہی نہیں ہوئی ہو (یعنی ابھی تمہاری عدت پوری نہیں ہوئی ہے)۔

اس وقت سبیحہ کے خاندان والے وہاں موجود نہیں تھے اس لیے اس عمر رسیدہ شخص کو یہ امید تھی کہ جب اس کے خاندان کے

افراد آئیں گے تو وہ اس عمر رسیدہ شخص کو دوسرے شخص پر ترجیح دیں گے وہ عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (اور اس معاملے کا تذکرہ کیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تمہاری عدت پوری ہو چکی ہے تم جس کے ساتھ چاہو نکاح کرلو۔“

3511 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي امْرَأَةٍ وَضَعَتْ بَعْدَ وَقَاةٍ زَوْجَهَا بَعْشَرِينَ لَيْلَةً أَيُصْلَحُ لَهَا أَنْ تَزَوَّجَ قَالَ لَا إِلَّا الْآخِرَ الْآجِلَيْنِ . قَالَ قُلْتُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى (وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) فَقَالَ إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الطَّلَاقِ . فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَبِي بَعْنَى أَمَّا سَلَمَةُ . فَأَرْسَلَ غُلَامَهُ كُرَيْبًا فَقَالَ أَنْتِ أُمُّ سَلَمَةَ فَسَلِّهَا هَلْ كَانَ هَذَا سُنَّةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَقَالَ قَالَتْ نَعَمْ سُبُعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَضَعَتْ بَعْدَ وَقَاةٍ زَوْجَهَا بَعْشَرِينَ لَيْلَةً فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَزَوَّجَ فَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ يَخْطُبُهَا .

☆ ☆ ابو سلمہ بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسی خاتون کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنے شوہر کے انتقال کے بیس دن بعد بچے کو جنم دے دیتی ہے تو کیا اس عورت کے لیے یہ بات جائز ہے وہ دوسری شادی کر لے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں! جو عدت بعد میں پوری ہوگی (اُسے گزارنے کے بعد وہ عورت دوسری شادی کر سکتی ہے)۔

راوی کہتے ہیں: میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے:

”حمل والی عورتوں کی عدت اس وقت ختم ہوگی جب وہ حمل کو جنم دیں۔“

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ حکم طلاق کے بارے میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بولے: میں (اس مسئلے میں) اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں یعنی ابو سلمہ کے ساتھ ہوں۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام ابوسنابل کو بھیجا انہوں نے فرمایا: تم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ کیا اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کی کوئی حدیث ہے۔ وہ غلام ان (سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ بات بتائی تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جی ہاں! سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے بیس دن کے بعد بچے کو جنم دے دیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے (دوسری) شادی کرنے کی ہدایت کی تھی۔ ابوسنابل ان لوگوں میں شامل تھا جس نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔

3511- أخرجه البحاري في التفسير، باب (وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن ومن يتق الله يجعل الله له من أمره يسرا) (الحديث 4909). وأخرجه مسلم في الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها بوضع الحمل (الحديث 57) وأخرجه الرمدي في الطلاق، باب ما جاء في الحمل المتوفى عنها زوجها تضع (الحديث 1194). وأخرجه السائي في الطلاق، باب عدة الحمل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3512 و 3513 و 3514 و 3515). تحفة الاشراف (18206).

3512 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا

سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ تَذَاكَرُوا عِدَّةَ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجَهَا تَضَعُ عِنْدَ وَفَاةٍ زَوْجَهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَعْتَدُ الْآخِرَ
الْأَجَلَيْنِ . وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ بَلْ تَحِلُّ حِينَ تَضَعُ . فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي . فَأَرْسَلُوا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ وَضَعْتُ سُبُعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ بَعْدَ وَفَاةٍ زَوْجَهَا بِبَيْسَرٍ فَأَسْتَفْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ :

☆ ☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابن عباسؓ اور ابوسلمہ بن عبدالرحمنؓ رضی اللہ عنہم کے درمیان
ایسی بیوہ عورت کی عدت کے بارے میں بحث ہو گئی جو شوہر کی وفات کے بعد بچے کو جنم دے دیتی ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:
فرمایا: وہ عورت وہ والی عدت گزارے گی جو بعد میں ختم ہوگی۔

ابوسلمہ نے کہا: جی نہیں! بلکہ جیسے ہی وہ بچے کو جنم دے گی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: میں
اپنے بھتیجے (ابوسلمہ بن عبدالرحمن) کے ساتھ ہوں پھر ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ ام سلمہؓ کی خدمت میں
میں شخص کو بھیجا تو انہوں نے بتایا: سبیعہ اسلمیہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ عرصے بعد بچے کو جنم دے دیا تھا اس نے نبی
اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ (دوسری) شادی کر لے (یعنی اس کی عدت ختم
ہو چکی ہے اور وہ دوسری شادی کر سکتی ہے)۔

3513 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى
بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أُمِّ
سَلَمَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ سُبُعَةَ بَعْدَ وَفَاةٍ زَوْجَهَا بِأَيَّامٍ فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَزَوَّجَ .
☆ ☆ سیدہ ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں: سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد بچے کو جنم دے دیا تھا تو نبی
اکرم ﷺ نے اسے (دوسری) شادی کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

3514 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ اخْتَلَفَا فِي الْمَرْأَةِ تَضَعُ بَعْدَ وَفَاةٍ زَوْجَهَا بِلَيْالٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عَبَّاسٍ الْآخِرُ الْأَجَلَيْنِ . وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ إِذَا نَفَسَتْ فَقَدْ حَلَّتْ . فَجَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي . يَعْنِي
أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ . فَبَعَثُوا كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهَا
قَالَتْ وَلَدْتُ سُبُعَةَ بَعْدَ وَفَاةٍ زَوْجَهَا بِلَيْالٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "قَدْ
حَلَلْتَ"

☆☆ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن کے درمیان اس عورت کے بارے میں اختلاف ہو گیا جو شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد بچے کو جنم دے دیتی ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ اس عدت (کے بعد نکاح کر سکتی ہے) جو عدت بعد میں ختم ہوگی جبکہ ابوسلمہ کا یہ کہنا تھا کہ جیسے ہی اس کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی ہے اس کی عدت ختم ہوگئی اسی دوران حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے انہوں نے فرمایا: میں اپنے بھتیجے (یعنی ابوسلمہ بن عبدالرحمن) کے ساتھ ہوں پھر ان حضرات نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ ان سے اس مسئلے کے بارے میں دریافت کریں پھر وہ غلام واپس ان کے پاس آیا اور انہیں یہ بتایا: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے سیدہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد بچے کو جنم دے دیا تھا اس نے اس بات کا تذکرہ ہی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری عدت پوری ہو چکی ہے۔

3515 - أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَحْبِیُّ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا وَضَعَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ وِفَاةِ زَوْجِهَا فَإِنَّ عِدَّتَهَا الْاِحْرَاءُ الْاَجَلَيْنِ . فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَبَعَثْنَا كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَنَا مِنْ عِنْدِهَا أَنَّ سُبَيْعَةَ تُوَفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَوَضَعَتْ بَعْدَ وِفَاةِ زَوْجِهَا بِأَيَّامٍ فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَزَوَّجَ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب کوئی عورت اپنے شوہر کے انتقال کے بعد بچے کو جنم دیتی ہے تو اس کی عدت وہ ہوگی جو بعد میں پوری ہو۔ ابوسلمہ کہتے ہیں: ہم نے کریب کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تا کہ ان سے اس بارے میں دریافت کریں وہ ان کے پاس سے واپس ہمارے پاس آیا اور بتایا: سیدہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا اس کے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد اس نے بچے کو جنم دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے دوسری شادی کرنے کا حکم دیا (یعنی اسے دوسری شادی کرنے کی اجازت دی)۔

3516 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَسْلَمٍ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا فَتُوَفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلَى فَخَطَبَهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكِكٍ فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَ مَا يَصْلُحُ لَكَ أَنْ تَنْكِحِي حَتَّى تَعْتَدِي الْاِحْرَاءَ الْاَجَلَيْنِ . فَمَكَّنْتُ قَرِيبًا مِنْ عِشْرَيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَفِسْتُ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "انْكحِي".

☆ ☆ ابو سلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں: سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی داماد سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں کے حوالے سے انہیں یہ بات بتائی ہے: اسلم قبیلے کی ایک خاتون جس کا نام سبیعہ تھا اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا وہ خاتون اس وقت حاملہ تھی، سنابل نامی صاحب نے اسے شادی کا پیغام بھیجا تو اس نے ان صاحب کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کر دیا تو ابوسنابل نے کہا: تم اس وقت تک دوسری شادی نہیں کر سکتی ہو جب تک تمہاری وہ عدت پوری نہیں ہو جاتی جو بعد میں ختم ہوتی ہے اس عورت نے شوہر کے انتقال کے تقریباً تیس دن بعد بچے کو جنم دیا تھا وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم نکاح کر لو (یعنی تم نکاح کر سکتی ہو)۔“

3517 - أَحْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَأَبُو هُرَيْرَةَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذْ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ تُوَفِّي عَنْهَا زَوْجَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَوَلَدَتْ لَدُنِّي مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ مِنْ يَوْمٍ مَاتَ . فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرُ الْأَجَلِينَ . فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ تُوَفِّي عَنْهَا زَوْجَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَوَلَدَتْ لَدُنِّي مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَزَوَّجَ . قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى ذَلِكَ .

☆ ☆ ابو سلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے اسی دوران ایک خاتون ان کے پاس آئی اور یہ بتایا: اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اس وقت وہ عورت حاملہ تھی اس نے شوہر کے انتقال کے بعد چار ماہ گزرنے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیا تھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

جو عدت بعد میں پوری ہوتی ہے اس کے بعد وہ عورت اگلی شادی کر سکتی ہے۔

تو ابو سلمہ نے کہا: مجھے ایک صحابی نے یہ بات بتائی ہے سبیعہ اسلمیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے یہ بتایا: وہ بیوہ ہو چکی تھی اور حاملہ تھی اور اس نے چار ماہ گزرنے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ ہدایت کی تھی: (یعنی اس کو یہ اجازت دی تھی کہ) وہ (دوسری) شادی کر سکتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔

3518 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ

3517- إعرابه النحوي . تحفة الاشراف (15693) .

3518- إعرابه البحاري في المغازي، باب 10 . (الحديث 3991) تعليقاً، وفي الطلاق، باب (و لولات الاحمال احلهن ان يصبر حملهن) (الحديث 5319) مختصراً . و إخرجه مسلم في الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها وغيرها بوضع الحمل (الحديث 56) . و إخرجه ابو داود في الطلاق، باب في عدة الحامل (الحديث 2306) . و إخرجه النسائي في الطلاق، باب عدة الحامل المتوفى عنها زوجها (الحديث 3519 و 3520) . و إخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب الحامل المتوفى عنها زوجها اذا وضعت حلت للارواح (الحديث 2028) . تحفة الاشراف (15890) .

اللہ بن عبد اللہ حدّثہ أنّ أباه کتب إلى عمر بن عبد اللہ بن أرقم الزهري بامرأة أن يدخل على سبيعة بنت الحارث الأسلمية فيسألها حديثها وعمّا قال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم حين استفتته فكتب عمر بن عبد الله إلى عبد الله بن عتبة يخبره أنّ سبيعة أخبرته أنّها كانت تحت سعيد ابن خولة - وهو من بني عامر بن لؤي - وكان ممن شهد بدرًا فتوقى عنها زوجها في حجة الوداع وهي حامل - فلم تنسب أن وضعت حملها بعد وفاته فلما تعلت من نفاسها تجملت للخطاب فدخل عليها أبو السنابل بن بعكك - رجل من بني عبد الدار - فقال لها مالي أراك متجملة لعلك تريدن النكاح إنك والله ما أنت بناكح حتى تمرّ عليك أربعة أشهر وعشرا - قالت سبيعة فلما قال لي ذلك جمعت على ثيابي حين أمست فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألته عن ذلك فافتاني بآني قد خللت حين وضعت حملي وأمرني بالتزويج إن بدالي .

☆ ☆ عبید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں ان کے والد نے عمر بن عبد اللہ زہری کو خط لکھا اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ سبیعہ بنت حارث کے پاس جائیں ان سے ان کے واقعے کے بارے میں دریافت کریں اور اس چیز کے بارے میں دریافت کریں کہ جب انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنا مسئلہ دریافت کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں کیا جواب دیا تھا؟ تو عمر بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن عتبہ کو جوابی خط میں یہ بات تحریر کی: سیدہ سبیعہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے وہ سعد بن خولہ کی اہلیہ تھیں ان کا تعلق بنو عامر بن لؤی سے تھا یہ وہ صاحب ہیں جنہیں غزوہ بدر میں شرکت کرنے کا شرف حاصل ہے حجۃ الوداع کے موقع پر جن کا انتقال ہو گیا وہ خاتون اس وقت حاملہ تھیں اپنے شوہر کے انتقال کے کچھ دن بعد انہوں نے بچے کو جنم دے دیا جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں تو انہوں نے خود کو آراستہ کیا تاکہ لوگ انہیں نکاح کا پیغام بھیجیں ابوسنابل نامی صاحب ان کے ہاں آئے ان کا تعلق بنو عبد الدار سے تھا ان صاحب نے اس خاتون سے کہا: کیا وجہ ہے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم بڑی بی سنوری ہوئی ہو شاید تم دوسری شادی کرنا چاہتی ہو اللہ کی قسم اتم اس وقت تک دوسری شادی نہیں کر سکتی جب تک چار ماہ دس دن نہیں گزر جاتے۔

سیدہ سبیعہ بیان کرتی ہیں: جب انہوں نے مجھے یہ بات بیان کی تو میں نے اپنی چادر سر پر لی اور شام کے وقت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے مجھے یہ مسئلہ بتایا: جیسے ہی میں نے بچے کو جنم دیا میری عدت ختم ہو چکی ہے اور آپ ﷺ نے مجھے یہ اجازت دی کہ اگر میں چاہوں تو دوسری شادی کر سکتی ہوں۔

3519 - أَحْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنِي

زَيْدُ بْنُ أَبِي أَنَسَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُ أَنَّ زُفَرَ بْنَ أَرَمٍ بِنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا السَّنَابِلِ بْنَ بَعْكُكٍ قَالَ لِسُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ لَا تَحْلِينَ حَتَّى يَمُرَّ عَلَيْكَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا أَقْصَى الْأَجَلَيْنِ - قَالَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذَلِكَ فَرَعَمَتْ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْتَاهَا أَنْ تَنْكِحَ إِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا وَكَانَتْ حُبْلَى فِي تِسْعَةِ أَشْهُرٍ حِينَ تُوَفَّى زَوْجَهَا وَكَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ فَتَوَفَّى فِي حَاجَةِ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَتَبَتْ قَتَى مِنْ قَوْمِهَا حِينَ وَضَعَتْ مَا فِي بَطْنِهَا .

☆ ☆ زفر بن اوس انصاری بیان کرتے ہیں ابوسناہل نے سیدہ اسمیہ سے کہا: تم (دوسری شادی کرنے کے لیے) اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک چار ماہ دس دن نہیں گزر جاتے جو دوطرح کی عدت میں سے بعد میں ختم ہونے والی عدت ہے۔ وہ خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس خاتون کا یہ کہنا ہے نبی اکرم ﷺ نے اُسے یہ مسئلہ بتایا: جیسے ہی اس نے بچے کو جنم دیا وہ (دوسری) شادی کر سکتی ہے۔

جب اس خاتون کے شوہر کا انتقال ہوا تو اس وقت وہ نو ماہ کی حاملہ تھی وہ حضرت سعد بن خولہ کی اہلیہ تھی جن کا انتقال نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کرتے ہوئے ہو گیا تھا تو اس خاتون نے بچے کو جنم دینے کے بعد اپنی قوم کے ایک نوجوان کے ساتھ شادی کر لی تھی۔

3520 - أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عْتَبَةَ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ أَنْ ادْخُلْ عَلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ فَاسْأَلْهَا عَمَّا أَفْتَاهَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُحْمِلَهَا . قَالَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا - فَتَوَفَّى عَنْهَا فِي حَاجَةِ الْوَدَاعِ فَلَوْلَدَتْ قَبْلَ أَنْ تَمُضِيَ لَهَا أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا مِنْ وَلَاقَةِ زَوْجِهَا فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نَفْسِهَا دَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّائِلِ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ - فَوَارَاهَا مُتَجَمِّلَةً فَقَالَ لَعَلَّكَ تُرِيدِينَ النِّكَاحَ قَبْلَ أَنْ تَمُرَّ عَلَيْكَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا . قَالَتْ فَلَمَّا سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنْ أَبِي السَّائِلِ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثِي . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ حَلَلْتَ حِينَ وَضَعْتَ حَمْلَكَ" .

☆ ☆ عبید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں عبد اللہ بن عتبہ نے عمر بن عبد اللہ زہری کو خط میں لکھا کہ تم سیدہ سبیعہ بنت حارث کے پاس جاؤ اور ان سے اس چیز کے بارے میں دریافت کرو جو نبی اکرم ﷺ نے ان کے حمل کے بارے میں انہیں فتویٰ دیا تھا تو عمر بن عبد اللہ اس خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس خاتون نے انہیں بتایا وہ حضرت سعد بن خولہ کی اہلیہ تھیں جو نبی اکرم ﷺ کے ان اصحاب میں شامل ہیں جنہیں غزوہ بدر میں شرکت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا انتقال حجۃ الوداع کے موقع پر ہو گیا تھا۔ سیدہ سبیعہ نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے ہی بچے کو جنم دے دیا جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں تو ابوسناہل ان کے ہاں آئے جن کا تعلق بنو عبد الدار سے

کتاب الطلاق

تھا انہوں نے اس خاتون کو آراستہ دیکھا تو فرمایا: شاید تم چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے دوسری شادی کرنا چاہتی ہو وہ خاتون کہتی ہیں کہ جب میں نے ابوسناہل کی زبانی یہ بات سنی تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جیسے ہی تم نے بچے کو جنم دیا تمہاری عدت ختم ہوگئی ہے۔

3521 -

جَالِسًا فِي نَاسٍ بِالْكُوفَةِ فِي مَجْلِسٍ - لِلْأَنْصَارِ - عَظِيمٍ فِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى قَدْ كُتِرَ أَشَانُ سُبَيْعَةَ يَقُولُ ذَلِكَ فَرَفَعْتُ صَوْتِي وَقُلْتُ إِنِّي لَجَرِيءٌ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ .

تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَأَنْزِلْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّوْلِ .

☆☆

محمد (بن سیرین) کہتے ہیں: میں کوفہ میں کچھ انصاریوں کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا جن میں عبدالرحمن بن ابولیل بھی موجود تھے ان حضرات نے سیدہ سبیحہ کا واقعہ چھیڑ دیا تو میں نے عبداللہ بن عتبہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی کہ ایسی عورت جب بچے کو جنم دے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے تو ابن ابی لیلٰی نے کہا: لیکن اس کے چچا تو یہ فتویٰ نہیں دیتے ہیں میں نے بلند آواز میں کہا: اگر میں عبداللہ بن عتبہ کے حوالے سے جھوٹی بات بیان کروں تو پھر تو یہ میری بڑی جرأت ہوگی حالانکہ وہ کوفہ کے ہی ایک کنارے پر رہتے ہیں۔

پھر میری ملاقات مالک سے ہوئی تو میں نے دریافت کیا: سیدہ سبیحہ کے واقعے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیا کہتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ کہا کرتے تھے: تم ایسی عورت پر شدت لاگو کرتے ہو تم اسے رخصت فراہم نہیں کرتے ہو چھوٹے والی سورہ نساء بڑی والی سورت کے بعد نازل ہوئی تھی۔

3522 -

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ بْنُ نُمَيْلَةَ - يَمَامِي - قَالَ أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَأَخْبَرَنِي مَيْمُونُ بْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْحَكَمِ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شُبْرُمَةَ الْكُوفِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ مَنْ شَاءَ لَا عَنِّي مَا أَنْزِلْتُ (وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) إِلَّا بَعْدَ آيَةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا إِذَا وَضَعَتِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَدْ حَلَّتْ وَاللَّفْظُ لِمَيْمُونٍ .

☆☆

علقمہ بن قیس بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جو شخص چاہے میں اس مسئلے پر اس

3521 - اخرجہ البخاری فی التفسیر، باب (والذین یعرفون منکم ویلدون ازواجاً یرضن بانفسهن اربعة اشهر و عشرأ . الی . بما تعملون خیر) (الحديث 4532)، و باب (واولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن و من یق الله یجعل له من امره یسراً) (الحديث 4910) تعليقا . و اخرجہ النسائی فی التفسیر، سورة البقرة، قوله تعالى (والذین یعرفون منکم ویلدون ازواجاً) (الحديث 63) . تحفة الاشراف (9544) .

3522 - الفردبه السالی . تحفة الاشراف (9442) .

کے ساتھ لعان کرنے کے لیے تیار ہوں کہ یہ آیت:

”اور حمل والی عورتوں کی عدت کا اختتام اس وقت ہوگا جب وہ حمل کو جنم دیں۔“

بیوہ عورت کی عدت سے متعلق آیت کے بعد نازل ہوئی تھی بیوہ عورت جیسے ہی بچے کو جنم دے گی اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

روایت کے یہ الفاظ میمون نامی راوی کے ہیں۔

3523 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ وَهُوَ ابْنُ أَغْبَى قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ وَعَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ سُورَةَ النِّسَاءِ الْقَصْرَى نَزَلَتْ بَعْدَ الْبَقَرَةِ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں خواتین کے احکام سے متعلق چھوٹی والی سورت سورۃ البقرہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔

حاملہ عورت کی عدت کا اختتام وضع حمل پہ ہوگا

اور اگر وہ عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل (بچے کی پیدائش) ہوگی اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ”اور حمل والی عورتوں کی عدت کی انتہاء بچے کو جنم دینا ہے۔“ اگر وہ عورت کنیز ہو تو اس کی عدت دو حیض ہوگی اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے: ”کنیز کو دو طلاقیں دی جائیں گی اور اس کی عدت دو حیض ہوگی۔“ اس کی ایک وجہ یہ ہے: غلام ہونا (نعمت کو) نصف کر دینا ہے اور کیونکہ حیض کے اجزاء نہیں کیے جاسکتے اس لیے یہ مکمل ہوگا اور دو حیض شمار ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ان الفاظ میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے: ”اگر میں استطاعت رکھتا تو اس (کنیز) کی عدت کو ڈیڑھ حیض مقرر کرتا۔“ اگر وہ کنیز ایسی ہو کہ اسے حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت ڈیڑھ ماہ ہوگی کیونکہ اس وقت کو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اس لیے کنیز ہونے پر عمل کرتے ہوئے اسے نصف قرار دینا ممکن ہے۔ (ہدایا اولین، کتاب طلاق، لاہور)

ابو سنابل سے مروی ہے سبھیہ اسمیہ جو حارث کی بیٹی تھی اپنے خاوند کی وفات کے بعد بیس دن بعد بچہ جنی۔ جب نفاس سے فارغ ہوئی تو اس نے بناؤ سنگار کیا۔ لوگوں کو اچنچا ہوا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حال بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک وہ سنگار کرے۔ اس کی عدت مکمل ہو چکی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم، رقم الحدیث: 184)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ وہ اور حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں نے ایک ایسے شخص کا مسئلہ چھیڑ دیا جو فوت ہو جائے اور اس کی وفات کے کچھ دن بعد بچے کی پیدائش ہو جائے حضرت ابن عباس نے بیان کیا بیوگی اور حمل میں سے جو مدت زیادہ ہوگی وہ اس کی عدت ہوگی۔ ابوسلمہ بولے جیسے ہی وہ بچے کو جنم دے گی اس کی عدت ختم ہو جائے گی یہ دونوں صاحبان اس مسئلے پر الجھ پڑے حضرت ابو ہریرہ بولے میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہوں یعنی ابوسلمہ کی

تائید کرتا ہوں۔ ان حضرات نے حضرت ابن عباس کے غلام کریب کو سیدہ ام فاطمہ کے پاس یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا تو سیدہ ام سلمہ نے یہ بات بتائی کہ سبیحہ بنت حارث اسلمیہ کے شوہر فوت ہو گئے ان کی وفات کے کچھ دن بعد ان کے ہاں بچے کی پیدائش ہو گئی تو بنو ابن دار سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جن کی کنیت ابوسناہل تھی نے نکاح کا پیغام بھجوایا اور اسے یہ بتایا کہ تمہاری عدت ختم ہو چکی ہے اس عورت نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ کسی اور کے ساتھ نکاح کرنا چاہتی ہے تو ابوسناہل نے اس سے کہا کہ تمہاری عدت ابھی ختم نہیں ہوئی سبیحہ نامی خاتون نے اس بات کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے اسے اجازت دی کہ وہ شادی کر سکتی ہے۔ (سنن دارمی: جلد دوم: رقم الحدیث ۱۳۶۰)

حاملہ کی عدت و نکاح ثانی میں مذاہب فقہاء

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں۔ وضع حمل اس کی عدت ہے گو طلاق یا خاندن کی موت کے ذرا سی دیر بعد ہی ہو جائے، جیسے کہ اس آیت کریمہ کے الفاظ ہیں اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے اور جمہور علماء سلف و خلف کا قول ہے، ہاں حضرت علی اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت اور اس آیت کو ملا کر ان کا فتویٰ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے جو زیادہ دیر میں ختم ہو وہ عدت یہ گزارے یعنی اگر بچہ تین مہینے سے پہلے پیدا ہو گیا تو تین مہینے کی عدت ہے اور تین مہینے گزر چکے اور بچہ نہیں ہوا تو بچے کے ہونے تک عدت ہے، صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور اس وقت حضرت ابو ہریرہ بھی وہیں موجود تھے اس نے سوال کیا کہ اس عورت کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہے جسے اپنے خاوند کے انقال کے بعد چالیسویں دن بچہ ہو جائے آپ نے فرمایا دونوں مدتوں میں سے آخری عدت اسے گزارنی پڑے گی یعنی اس صورت میں تین مہینے کی عدت اس پر ہے، ابوسلمہ نے کہا قرآن میں تو ہے کہ حمل والیوں کی عدت بچہ کا وجانا ہے،

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا میں بھی اپنے چچا زاد بھائی حضرت ابوسلمہ کے ساتھ ہوں یعنی میرا بھی یہی فتویٰ ہے، حضرت ابن عباس نے اسی وقت اپنے غلام کریب کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بلھایا کہ جاؤ ان سے یہ مسئلہ پوچھاؤ انہوں نے فرمایا سبیحہ اسلمیہ کے شوہر قتل کئے گئے اور یہ اس وقت امید سے تھیں چالیس راتوں کے بعد بچہ ہو گیا اسی وقت نکاح کا پیغام آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر دیا پیغام دینے والوں میں حضرت ابوسناہل بھی تھے۔ یہ حدیث قدرے طوالت کے ساتھ اور کتابوں میں بھی ہے،

حضرت عبداللہ بن عتبہ نے حضرت عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ وہ سبیحہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جائیں اور ان سے ان کا واقعہ دریافت کر کے انہیں لکھ بھیجیں، یہ گئے دریافت کیا اور لکھا کہ ان کے خاوند حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ تھے یہ بدری صبی تھے حجتہ الوداع میں فوت ہو گئے اس وقت یہ حمل سے تھیں تھوڑے ہی دن کے بعد انہیں بچہ پیدا ہو گیا جب نفاس سے پاک ہوئیں تو اچھے کپڑے پہن کر بناؤ سنگھار کر کے بیٹھ گئیں حضرت ابوسناہل بن بلک جب ان کے پاس آئے تو انہیں اس حالت میں دیکھ کر کہنے لگے تم جو اس طرح بیٹھی ہو تو کیا نکاح کرنا چاہتی ہو واللہ تم نکاح نہیں کر سکتیں جب تک کہ چار مہینے دس دن نہ گزر جائیں۔ میں یہ سن کر چادر اوڑھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا بچہ پیدا

ہوتے ہی تم عدت سے نکل گئیں اب تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو اپنا نکاح کر لو (مسلم)

صحیح بخاری میں اس آیت کے تحت میں اس حدیث کے وارد کرنے کے بعد یہ بھی ہے کہ حضرت مد بن سیرین ایک مجلس میں تھے جہاں حضرت عبدالرحمن بن ابویعلیٰ بھی تھے جن کی تعظیم مکرم ان کے ساتھی بہت ہی کیا کرتے تھے انہوں نے حاملہ کی عدت آخری دو عدتوں کی میعاد بتائی اس پر میں نے حضرت سبیحہ والی حدیث بیان کی، اس پر میرے بعض ساتھی مجھے ٹھوکے لگانے لگے میں نے کہا پھر تو میں نے بڑی جرات کی اگر عبداللہ پر میں نے بہتان باندھا حالانکہ وہ کوفہ کے کونے میں زندہ موجود ہیں پس وہ ذرا شرمائے اور کہنے لگے لیکن ان کے چچا تو یہ نہیں کہتے ہیں۔

حضرت ابو عیسیٰ مالک بن عامر سے ملا انہوں نے مجھے حضرت سبیحہ والی حدیث پوری سنائی میں نے کہا تم نے اس ہایت حضرت عبداللہ سے بھی کچھ سنا ہے؟ فرمایا یہ حضرت عبداللہ کہتے تھے آپ نے فرمایا کیا تم اس پر سختی کرتے ہو اور رخصت نہیں دیتے؟ سورہ نساء قصریٰ یعنی سورۃ طلاق سورہ نساء طولی کے بعد اتاری ہے اور اس میں فرمان ہے کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے، ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو طالعہ کرنا چاہے میں اس سے ملا عنہ کرنے کو تیار ہوں یعنی میرے فتوے کے خلاف جس کا فتویٰ ہو میں تیار ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں آئے اور بھولے پر اللہ کی لعنت کرے، میرا فتویٰ یہ ہے کہ حمل والی کی عدت بچہ کا پیدا ہو جانا ہے پہلے عام حکم تھا کہ جن عورتوں کی خاوند مر جائیں وہ چار مہینے دس دن عدت گذاریں اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ حمل والیوں کی عدت بچے کا پیدا ہو جانا ہے پس یہ عورتیں ان عورتوں میں سے مخصوص ہو گئیں اب مسئلہ یہی ہے کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اور وہ حمل سے ہو تو جب حمل سے فارغ ہو جائے، عدت سے نکل گئی۔ ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعود نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت علی کا فتویٰ یہ ہے کہ اس کی عدت ان دونوں عدتوں میں سے جو آخری ہو وہ ہے،

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حمل والیوں کی عدت جو وضع حمل ہے یہ تین طلاق والیوں کی عدت ہے یا فوت شدہ خاوند والیوں کی آپ نے فرمایا دونوں کی، یہ حدیث بہت غریب ہے بلکہ منکر ہے اس لئے کہ اس کی اسناد میں ثنی بن صباح ہے اور وہ بالکل متروک الحدیث ہے، لیکن اس کی دوسری سندیں بھی ہیں۔ پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ متقیوں کے لئے ہر مشکل سے آسانی اور ہر تکلیف سے راحت عنایت فرمادیتا ہے، یہ اللہ کے احکام اور اس کی پاک شریعت ہے جو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے تمہاری طرف تار رہا ہے اللہ سے ڈرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور چیزوں کے ڈر سے بچا لیتا ہے اور ان کے تھوڑے عمل پر بڑا اجر دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، طلاق، ۴)

باندی کی عدت میں مذاہب فقہاء

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ اسی طرح لونڈی کی عدت بھی اتنی نہیں، اس کی عدت اس سے آدھی ہے یعنی دو مہینے اور پانچ راتیں، جمہور کا مذہب یہی ہے جس طرح لونڈی کی حد بہ نسبت آزاد عورت کے آدھی ہے اسی طرح عدت بھی۔ محمد بن سیرین اور

بعض علماء ظاہریہ لوٹری کی اور آزاد عورت کی عدت میں برابری کے قائل ہیں۔ ان کی دلیل ایک تو اس آیت کا عموم ہے، دوسرے یہ کہ عدت ایک جلی امر ہے جس میں تمام عورتیں یکساں ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب ابو العالیہ وغیرہ فرماتے ہیں اس عدت میں حکمت یہ ہے کہ اگر عورت کو حمل ہوگا تو اس مدت میں بالکل ظاہر ہو جائے گا۔

حضرت ابن مسعود کی بخاری و مسلم والی مرفوع حدیث میں ہے کہ انسان کی پیدائش کا یہ حال ہے کہ چالیس دن تک تو رحم مادر میں نطفہ کی شکل میں ہوتا ہے، پھر خون بستہ کی شکل چالیس دن تک رہتی ہے پھر چالیس دن تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرشتے کو بھیجتا ہے اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے۔ تو یہ ایک سو بیس دن ہوئے جس کے چار مہینے ہوئے، دس دن احتیاطاً اور رکھ دے کیونکہ بعض مہینے انتیس دن کے بھی ہوتے ہیں اور جب روح پھونک دی گئی تو اب بچہ کی حرکت محسوس ہونے لگتی ہے اور حمل بالکل ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اتنی عدت مقرر کی گئی۔

سعید بن مسیب فرماتے ہیں دس دن اس لئے ہیں کہ روح انہی دس دنوں میں پھونکی جاتی ہے۔ ربیع بن انس بھی یہی فرماتے ہیں۔ حضرت امام احمد سے ایک روایت میں یہ بھی مروی ہے تاکہ جس لوٹری سے بچہ ہو جائے اس کی عدت بھی آزاد عورت کے برابر ہے اس لئے کہ وہ فراش بن گئی اور اس لئے بھی کہ مسند احمد میں حدیث ہے۔ حضرت عمرو بن عاص نے فرمایا لوگو! سو بیس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پر غلط ملط نہ کرو۔ اولاد والی لوٹری کی عدت جبکہ اس کا سردار فوت ہو جائے چار مہینے اور دس دن ہیں۔ یہ حدیث ایک اور طریق سے بھی ابوداؤد میں مروی ہے۔ امام احمد اس حدیث کو منکر بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے ایک راوی قبیصہ نے اپنے استاد ثمر سے یہ روایت نہیں سنی۔

حضرت سعید بن مسیب مجاہد، سعید بن جبیر، حسن بن سیرین، ابن عیاض زہری اور عمرو بن عبد العزیز کا یہی قول ہے۔ یزید بن عبد الملک بن مروان جو امیر المومنین تھے، یہی حکم دیتے تھے۔ اوزاعی، اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل بھی ایک روایت میں یہی فرماتے ہیں لیکن طاؤس اور قتادہ اس کی عدت بھی آدمی بتلاتے ہیں یعنی دو ماہ پانچ راتیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے ساتھ حسن بن صالح بن جی فرماتے ہیں دو حیض عدت گزارے، حضرت علی ابن مسعود، عطاء اور ابراہیم نخعی کا قول بھی یہی ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کی مشہور روایت یہ ہے کہ اس کی عدت ایک حیض ہی ہے۔ ابن عمر، شعبی، یحیٰ، لیث، ابو عبیدہ، ابو ثور اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ حضرت لیث فرماتے ہیں کہ اگر حیض کی حالت میں اس کا سید فوت ہوا ہے تو اسی حیض کا ختم ہو جانا اس کی عدت کا ختم ہو جانا ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں اگر حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے عدت گزارے۔ امام شافعی اور جمہور فرماتے ہیں ایک مہینہ اور تین دن مجھے زیادہ پسند ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۳۴)

وضع حمل سے اختتام عدت کا بیان

"جس حمل کے وضع ہونے سے عدت ختم ہو جاتی ہے وہ ہوگا جس میں انسان کا سر یا پاؤں بن چکا ہو، تو بالا جماع اس سے عدت ختم ہو جائیگی، اسے ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کیونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہ حمل تھا اس لیے یہ عمومی نصوص میں داخل

لیکن اگر ایسا حمل وضع ہو جس میں ابھی کچھ بھی واضح نہ ہوا ہو اور وہ صرف خون اور گوشت کا تو تھڑا ہی ہو اور خلقت واضح نہ ہوئی ہو تو ثقہ دایوں نے گواہی دی ہو کہ اس میں خفیہ صورت واضح ہو چکی تھی تو اس سے بھی عدت ختم ہو جائیگی؛ کیونکہ یہ حمل ہے اور عمومی نصوص میں داخل ہے۔ (کشاف القناع (5/413)۔)

باب عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا۔

جب کسی عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے ہی اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے اس کی عدت کا حکم

3524 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ سِئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتَّى مَاتَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكُفَسَ وَلَا شَطَطٌ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ . فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَّانَ الْأَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضَى فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَرُوعَ بِنْتِ وَاشِقٍ - امْرَأَةٍ مِنَّا - مِثْلَ مَا قَضَيْتُ . فَفَرَّخَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ان سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو کسی خاتون کے ساتھ شادی کر لیتا ہے وہ اس خاتون کا مہر مقرر نہیں کرتا اور اس کی رخصتی بھی نہیں کرواتا اس سے پہلے اس شخص کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی عورت کو مہر مثل ملے گا اس میں کوئی کمی و بیشی نہیں ہوگی اور ایسی عورت پر عدت گزارنا لازم ہوگا اسے وراثت میں سے بھی حصہ ملے گا۔ تو حضرت معقل بن یمان اشجعی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے: ہمارے بارے میں (یعنی ہمارے قبیلے کی ایک خاتون) بروع بنت واشق کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ دیا تھا جو فیصلہ آپ نے دیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس بات پر بہت خوش ہوئے۔

غیر مدخولہ کے تصرف مہر میں اولیاء کے حق پر فقہی مذاہب اربعہ

اس صورت میں جو یہاں بیان ہو رہی ہے آدھے مہر پر علماء کا اجماع ہے، لیکن تین کے نزدیک پورا مہر اس وقت واجب ہو جاتا ہے جبکہ خلوت ہوگئی یعنی میاں بیوی تنہائی کی حالت میں کسی مکان میں جمع ہو گئے، گوہم بستری نہ ہوئی ہو۔ امام شافعی کا بھی پہلا قول یہی ہے اور خلفائے راشدین کا فیصلہ بھی یہی ہے، لیکن امام شافعی کی روایت سے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس صورت میں بھی صرف نصف مہر مقرر ہی دینا پڑے گا،

امام شافعی فرماتے ہیں میں بھی یہی کہتا ہوں اور ظاہر الفاظ کتاب اللہ کے بھی یہی کہتے ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے ایک راوی لیث بن ابی سلیم اگرچہ سند پکڑے جانے کے قابل نہیں لیکن ابن ابی طلحہ سے ابن عباس کی یہ روایت مروی ہے

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا فرمان یہی ہے، پھر فرماتا ہے کہ اگر عورتیں خود ایسی حالت میں اپنا آدھا مہر بھی خاوند کو معاف کر دیں تو یہ اور بات ہے اس صورت میں خاوند کو سب معاف ہو جائے گا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ شیبہ عورت اگر اپنا حق چھوڑ دے تو اسے اختیار ہے۔ بہت سے مفسرین تابعین کا یہی قول ہے،

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ اس سے مراد عورتوں کا معاف کرنا نہیں بلکہ مردوں کا معاف کرنا ہے۔ مہر اپنا آدھا حصہ چھوڑ دے اور پورا مہر دے دے لیکن یہ قول شاذ ہے کوئی اور اس قول کا قائل نہیں، پھر فرماتا ہے کہ وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے اس سے مراد خاوند ہے۔

حضرت علی سے سوال ہوا کہ اس سے مراد کیا عورت کے اولیاء ہیں، فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد خاوند ہے۔ اور بھی بہت سے مفسرین سے یہی مروی ہے۔ امام شافعی کا جدید قول بھی یہی ہے۔

امام ابو حنیفہ وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے، اس لئے کہ حقیقتاً نکاح کو باقی رکھنا تو زینا وغیرہ یہ سب خاوند کے ہی اختیار میں ہے اور جس طرح ولی کو اس کی طرف سے جس کا ولی ہے، اس کے مال کا دے دینا جائز نہیں اسی طرح اس کے مہر کے معاف کر دینے کا بھی اختیار نہیں۔ دوسرا قول اس بارے میں یہ ہے کہ اس سے مراد عورت کے باپ بھائی اور وہ لوگ ہیں جن کی اجازت بغیر عورت نکاح نہیں کر سکتی۔

ابن عباس، علقمہ، حسن، عطاء، طاؤس، زہری، ربیعہ، زید بن اسلم، ابراہیم نخعی، عکرمہ، محمد بن سیرین سے بھی یہی مروی ہے کہ ان دونوں بزرگوں کا بھی ایک قول یہی ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ کا اور امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ولی نے ہی اس حق کا حقدار سے کیا تھا تو اس میں تصرف کرنے کا بھی اسے اختیار ہے، گو اور مال میں ہیر پھیر کرنے کا اختیار نہ ہو، عکرمہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دینے کی رخصت عورت کو دی اور اگر وہ بخیلی اور تنگ دلی کرے تو اس کا ولی بھی معاف کر سکتا ہے۔ گو وہ عورت سمجھدار ہو،

حضرت شریع بھی یہی فرماتے ہیں لیکن جب شععی نے انکار کیا تو آپ نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمانے لگے کہ اس سے مراد خاوند ہی ہے بلکہ وہ اس بات پر مبالغہ کو تیار رہتے تھے۔

غیر مدخول بہابیوی کو طلاق دینے کی مختلف صورتوں کا بیان

اور اگر شوہر نے غیر مدخول بہابیوی کو تین طلاقیں دیں تو وہ تینوں واقع ہو جائیں گی کیونکہ طلاق محذوف کی دلیل سے واقع ہوئی ہے اور اس کا مطلب ”طلاقاً ثلاثاً“ ہوگا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس لیے صرف انت طالق کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ تینوں اکٹھی واقع ہو جائیں گی۔ اگر غیر مدخول بہابیوی کو تین طلاقیں الگ الگ دی جائیں تو وہ پہلی ہی طلاق کے ذریعے بائنہ ہو جائے گی اور دوسری اور تیسری طلاق واقع نہیں ہوں گی جیسے شوہر نے یہ کہا: تمہیں طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے کیونکہ ہر لفظ الگ طور پر واقع ہوا ہے لیکن اس کے لئے یہ بات شرط ہے کلام میں کوئی ایسی چیز ذکر نہ کی جائے جو صدر کلام میں تغیر پیدا کر

دیتی ہے یعنی یہ ہو کہ کلام کا پہلا حصہ آخری حصے پر موقوف ہو جائے۔

اس لیے پہلی طلاق اسی وقت واقع ہو جائے گی دوسری طلاق اس وقت پہنچے گی جب وہ پہلے ہی بائنہ ہو چکی ہے۔ (اس لیے وہ لغو جائے گی) اسی طرح اگر شوہر اپنی غیر مدخول بہا بیوی سے یہ کہے: تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں وہ عورت پہلی طلاق کے ذریعے بائنہ ہو جائے گی۔ اگر شوہر نے یہ کہا: تمہیں ایک طلاق ہے اور وہ عورت لفظ ایک کی ادائیگی سے پہلے انتقال کر گئی تو طلاق باطل ہو جائے گی اس کی دلیل یہ ہے: مرد نے طلاق کی صفت کے طور پر عدد کو ذکر کیا ہے لہذا واقع ہونے والی چیز عدد ہوگا لیکن جب عدد کا ذکر کرنے سے پہلے عورت کا انتقال ہو گیا تو طلاق ہونے سے پہلے ہی طلاق کا محل ختم ہو گیا اس لیے وہ طلاق باطل شمار ہوگی۔ اسی طرح اگر شوہر نے یہ کہا: تمہیں دو طلاقیں ہیں یا تین طلاقیں ہیں تو بھی یہی حکم ہوگا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کیونکہ یہ صورت بھی معنوی اعتبار سے سابقہ صورت کی مشابہ ہے۔

علامہ علاء الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اور جب کسی شخص نے غیر مدخولہ کو کہا تجھے تین طلاقیں تو تین ہوگی اور اگر کہا تجھے طلاق تجھے طلاق یا کہا تجھے طلاق طلاق یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک تو ان صورتوں میں ایک بائن واقع ہوگی باقی لغو و بیکار ہیں یعنی چند لفظوں سے واقع کرنے میں صرف پہلے لفظ سے واقع ہوگی اور باقی کے لیے محل نہ رہے گی اور موطوءہ میں بہر حال تین واقع ہوگی۔ اور کسی شخص نے کہا تجھے تین طلاقیں الگ الگ تو ایک ہوگی۔ یونہی اگر کہا تجھے دو طلاقیں اس طلاق کے ساتھ جو میں تجھے دوں پھر ایک طلاق دی تو ایک ہی ہوگی۔ (در مختار، کتاب طلاق)

جب طلاق کے ساتھ کوئی عدد یا وصف مذکور ہو تو اس عدد یا وصف کے ذکر کرنے کے بعد واقع ہوگی صرف طلاق سے واقع نہ ہوگی مثلاً لفظ طلاق کہا اور عدد یا وصف کے بولنے سے پہلے عورت مر گئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر عدد یا وصف بولنے سے پہلے شوہر مر گیا یا کسی نے اس کا منہ بند کر دیا تو ایک واقع ہوگی کہ جب شوہر مر گیا تو ذکر نہ پایا گیا صرف ارادہ پایا گیا اور صرف ارادہ ناکافی ہے اور منہ بند کر دینے کی صورت میں اگر ہاتھ ہٹاتے ہی اسے فوراً عدد یا وصف کو ذکر کر دیا تو اس کے موافق ہوگی ورنہ وہی ایک ہے۔

غیر مدخولہ کے طلاق سے بائنہ ہونے پر اتفاق

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اہل علم اس پر متفق ہیں کہ جس عورت سے دخول نہ کیا گیا ہو اسے ایک طلاق دینے سے ہی طلاق بائن ہو جاتی ہے، اور طلاق دینے والے کو اس سے رجوع کا حق حاصل نہیں اس لیے کہ رجوع تو عدت میں کیا جاسکتا ہے اور دخول سے قبل کوئی عدت نہیں ہے۔

اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کر اور پھر انہیں دخول سے قبل طلاق دے دو تو تمہارے لیے ان پر کوئی عدت نہیں جسے وہ عدت شمار کریں۔ (الاحزاب، ۴۹) (المعنی ۳۹۷/۷)۔

نکاح ثانی کے لئے حق طلاق میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ جب اس کی بیوی بائن ہو جائے، اور پھر اس نے اسی عورت

سے شادی کر لی تو اس کی تین حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: وہ اسے تین طلاقیں دے دے، اور وہ عورت کسی دوسرے شخص سے شادی کرے اور وہ اسے چھوڑ دے پھر پہلا خاوند اس سے شادی کر لے تو بالاجماع یہ عورت تین طلاق میں واپس آئیگی یعنی اسے تین طلاق دینے کا حق ہوگا، ابن منذر کا قول یہی ہے۔

دوسری حالت: اسے تین کی بجائے ایک یا دو طلاق دی ہوں، اور خاوند اپنی بیوی سے رجوع کر لے، یا پھر دوسرے خاوند سے قبل وہ دوبارہ نکاح کر لے تو جتنی طلاق باقی ہوگی اس میں ہی وہ عورت واپس آئیگی، ہمارے علم کے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

تیسری حالت: اسے تین سے کم یعنی ایک یا دو طلاق ہوئی ہوں، اور عورت کی عدت ختم ہو جائے، پھر اس نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ہو، اور پھر بعد میں وہ عورت پہلے خاوند سے شادی کر لے تو امام احمد رحمہ اللہ سے اس مسئلہ میں دو روایات ہیں۔ پہلی روایت: وہ باقی ماندہ طلاق کے ساتھ ہی واپس ہوگی، اکابر صحابہ کرام عمر اور علی اور ابی بن کعب اور معاذ اور عمران بن حصین اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔

اور زید اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے یہی مروی ہے اور سعید بن مسیب اور عبیدہ اور حسن، مالک، ثوری، ابن ابی لیلیٰ، شافعی، اسحاق، ابو عبدیہ، ابو ثور، محمد بن حسن، ابن منذر کا یہی قول ہے۔

اور امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ: وہ تین طلاق پر ہی واپس آئیگی یعنی اسے پھر تین طلاق کا حق حاصل ہوگا ابن عمر، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور عطاء، نخعی، شریح ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔ (المنی (7/389)۔)

جب تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے ایک طلاق ہوئی

اگر شوہر نے ”غیر مدخول بہا“ بیوی سے یہ کہا: اِنْ دَخَلْتُ الدَّارَ فَانْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةٌ وَوَاحِدَةٌ اگر تم گھر میں داخل ہوئی تو تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے اور پھر وہ عورت گھر میں داخل ہوگئی تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی جبکہ صاحبین کے نزدیک دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ اگر شوہر نے بیوی سے یہ کہا: اَنْتِ طَالِقٌ وَاحِدَةٌ وَوَاحِدَةٌ اِنْ دَخَلْتُ الدَّارَ (تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے اگر تم گھر میں داخل ہوئی) اور پھر وہ عورت گھر میں داخل ہوگئی تو تمام حضرات کے نزدیک دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ پہلی صورت میں صاحبین کی دلیل یہ ہے: لفظ ”وَ“ مطلق طور پر جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لیے دونوں ایک ساتھ واقع ہو جائیں گی جیسا کہ مرد نے دو طلاقیں کا لفظ استعمال کیا ہو یا شرط کو مؤخر کر دیا ہو۔ امام ابوحنیفہ نے یہ بات بیان کی ہے: مطلق جمع میں ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کا بھی احتمال ہوتا ہے اور ترتیب کا بھی احتمال ہوتا ہے تو اگر پہلا معنی مراد لیا جائے تو دو واقع ہوں گی اور اگر دوسرا معنی مراد لیا جائے یعنی ترتیب کا لحاظ کیا جائے تو ایک ہی واقع ہوگی جیسے اگر مرد نے شرط کا ذکر ہی نہ کیا ہوتا اور صرف یہ کہا ہوتا: تمہیں ایک اور ایک طلاق ہے تو آپ کے نزدیک بھی شک کی بنیاد پر ایک سے زیادہ طلاق نہ ہوتی۔ تاہم جب شرط

کو مؤخر کر دیا جائے تو حکم اس سے مختلف ہوگا، کیونکہ شرط کو مؤخر کرنے کے نتیجے میں کلام کے آغاز میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور کلام کا آغاز شرط پر موقوف ہو جاتا ہے اس لیے دونوں طلاقیں ایک ساتھ واقع ہو جائیں گی، لیکن جب شرط کا ذکر پہلے کیا گیا ہو تو کلام کے آغاز میں تغیر پیدا نہیں ہوتا اور موقوف ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر حرف ”ف“ کے ذریعے عطف کیا جائے تو امام کرخی کے مطابق تینوں حضرات کے درمیان اسی طرح اختلاف ہوگا، لیکن فقہینہ ابو اللیث کے بیان کے مطابق تمام فقہاء کا اتفاق ہے ایک ہی طلاق واقع ہوگی، کیونکہ ”ف“ ”تعلیق“ کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہی دلیل زیادہ درست ہے۔

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے ایک طلاق ہے اور ایک اگر گھر میں گئی تو گھر میں جانے پر دو ہوگی اور اگر یوں کہا کہ اگر تو گھر میں گئی تو تجھے ایک طلاق ہے اور ایک تو ایک ہوگی اور موطؤہ میں بہر حال دو ہوگی۔ (در مختار، ج ۴، ص ۵۰۹، بیروت)

وجود شرط وقوع طلاق کو مستلزم ہے

اسی شرط پر طلاق دینے کا بیان یہ تو ضابطہ ہے کہ اگر کسی چیز کو کسی شرط پر معلق کر دے تو شرط پائے جانے پر اس شئی (مشروط) کا وجود ہو جائے گا جیسے اگر سورج نکل جائے تو روشنی ہوگی اب جیسے سورج نکلے گا تو روشنی خود بخود ہو جائے گی۔ حوالہ اسی طرح طلاق کے باب میں بھی کوئی شخص طلاق کو کسی شرط پر معلق کر دے تو اس شرط کے پائے جاتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی جیسے کسی نے اجنبی عورت سے کہا، اگر تجھ سے میرا نکاح ہوا تو تجھے طلاق ہے، چند دنوں بعد دونوں میں نکاح ہوا تو نکاح ہوتے ہی طلاق فوراً واقع ہو جائے گی۔

عن عبد الله بن عمر انه كان يقول : اذا قال الرجل : اذا نكحت فلانة فلهي طالق فلهي طالق فلهي كذلك اذا نكحها واذا كان طلقها واحدة او اثنتين او ثلاثا فهو كما قال (موطا محمد، باب الرجل يقول اذا نكحت فلانة فلهي طالق، رقم الحديث، ۵۶۳)

جب طلاق کے ساتھ کوئی عدد یا وصف مذکور ہو تو اس عدد یا وصف کے ذکر کرنے کے بعد واقع ہوگی صرف طلاق سے واقع نہ ہوگی مثلاً لفظ طلاق کہا اور عدد یا وصف کے بولنے سے پہلے عورت مرگئی تو طلاق نہ ہوئی اور اگر عدد یا وصف بولنے سے پہلے شوہر مر گیا یا کسی نے اس کا منہ بند کر دیا تو ایک واقع ہوگی کہ جب شوہر مر گیا تو ذکر نہ پایا گیا صرف ارادہ پایا گیا اور صرف ارادہ نا کافی ہے اور منہ بند کر دینے کی صورت میں اگر ہاتھ ہٹاتے ہی اسے فوراً عدد یا وصف کو ذکر کر دیا تو اس کے موافق ہوگی ورنہ وہی ایک۔

صفتی طلاق معلق میں عطف کا بیان

یہاں مصنف نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: اگر شوہر نے طلاق کو معلق کیا ہو اور طلاق کے الفاظ کے ساتھ اس کی صفت بھی ذکر کی ہو اور وہ صفت عدد کے ہمراہ ذکر کی ہو اور پھر دو اعداد کے درمیان حرف عطف ”و“ استعمال کیا ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہوگا۔ اس کی مثال مصنف نے یہ دی ہے جیسے شوہر نے بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال کیے۔

ان دخلت الدار فانت طالق واحدة واحدة (اگر تم گھر میں داخل ہو تو تمہیں طلاق ہے ایک اور ایک)۔
پھر وہ عورت گھر میں داخل ہو جائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس عورت کو ایک طلاق ہوگی جبکہ صاحبین رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں: اس عورت کو دو طلاقیں ہوں گی۔ یہاں مصنف نے اس بات کی وضاحت کی ہے: اگر شوہر نے یہ الفاظ استعمال کیے ہوں: انت طالق واحدة واحدة ان دخلت الدار۔

یعنی اس نے طلاق کے ہونے کا ذکر پہلے کیا ہو اور شرط کا ذکر بعد میں کیا ہو تو اس بات پر تمام فقہاء کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے کہ اس صورت میں عورت کو دو طلاقیں ہو جائیں گی۔

یعنی دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے: طلاق کو جس چیز کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے اگر اس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک طلاق ہوگی اور اگر اس کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک دو طلاقیں ہوں گی۔

صاحبین رحمہم اللہ نے اپنے موقف کی تائید میں یہ دلیل نقل کی ہے: شوہر نے لفظ واحدة اور دوسرے لفظ واحدة کے درمیان حرف ”و“ ذکر کیا ہے اور یہ جمع کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے آتا ہے اور یہ مطلق طور پر اس مفہوم میں استعمال ہوتا ہے لہذا پہلے لفظ واحدة اور دوسرے لفظ واحدة کے ذریعے ایک ایک طلاقیں ایک ساتھ واقع ہوں گی، یعنی دو طلاقیں ایک ساتھ واقع ہو جائیں گی یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے شوہر نے یہ الفاظ استعمال کیے ہوں، تمہیں دو طلاقیں ہیں۔

یہاں یہ بات یاد رہے: مصنف اس عورت کا ذکر کر رہے ہیں جس کے ساتھ مرد نے صحبت نہ کی ہو اس کی دلیل یہ ہے: ایسی عورت کو اگر ایک طلاق دی جائے تو وہ اس ایک طلاق کے ذریعے بائنہ ہو جاتی ہے اور ایسی عورت پر کوئی عدت نہیں ہوتی لہذا ایک طلاق واقع ہونے کے ساتھ ہی وہ دوسری طلاق کا محل نہیں رہتی ہے۔

لیکن اگر ایسی عورت کو بیک وقت ایک ہی لفظ کے ذریعے دو یا تین طلاقیں دیدی جائیں تو وہ دونوں یا تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے اپنے موقف کی تائید میں یہ بات نقل کی ہے: اگرچہ لفظ ”و“ مطلق طور پر جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں دو احتمالات موجود ہوتے ہیں یا تو یہ متصل ہونے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو یا یہ ترتیب کے لئے استعمال کیا گیا ہو اگر اسے متصل ہونے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو تو پھر دونوں طلاقیں ایک ساتھ واقع ہوں گی، لیکن اگر یہ ترتیب کا مفہوم ادا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو اس صورت میں پہلی طلاق واقع ہونے کے ساتھ ہی عورت دوسری طلاق کا محل نہیں رہے گی لہذا ایک طلاق واقع ہوگی۔

امام ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں: جب شوہر نے شرط کا ذکر موخر کر دیا ہو تو اب اس شرط نے ابتدائے کلام کو تبدیل کر دیا ہے اور ابتدائے کلام اس شرط پر موقوف ہوگا لہذا جب یہ شرط پائی جائے گی تو ابتدائے کلام ایک ساتھ پایا جائے گا۔

لیکن جب شوہر نے شرط کا ذکر پہلے کیا تھا تو اس صورت میں اس شرط کو تبدیل کرنے والی کوئی چیز نہیں تھی، تو لہذا

ابتدائے کلام شرط پر موقوف نہیں تھا۔ یہاں مصنف نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: اگر شوہر نے اپنے الفاظ میں حرف عطف کے لئے "و" کی بجائے حرف "ف" استعمال کیا ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہوگا۔

امام کرخی کے بیان کے مطابق اس بارے میں آئمہ کے درمیان یہی اختلاف پایا جاتا ہے یعنی امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر شرط کا ذکر پہلے کیا گیا ہو تو ایک طلاق ہوگی اور اگر بعد میں کیا گیا ہو تو دو طلاقیں ہو جائیں گی جبکہ صاحبین رحمہما کے نزدیک دونوں صورتوں میں دو طلاقیں واقع ہوں گی۔

باب الإحداد .

یہ باب سوگ کرنے کے بیان میں ہے

3525 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: "کسی بھی عورت کے لیے کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے البتہ اس کے شوہر کا حکم مختلف ہے۔"

3526 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَزُومُ بِأَلِّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَحِدَّ لِرُوقِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے۔"

تین دن سے زیادہ سوگ کی ممانعت کا بیان

سوگ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بناؤ سنگھار ترک کر دے اور خوشبو و سرمہ وغیرہ لگانے سے پرہیز کرے چنانچہ یہ سوگ کرنا کسی دوسری میت پر تو تین دن سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اپنے شوہر کی وفات پر چار مہینے دس دن تک یعنی ایام عدت میں سوگ کرنا واجب ہے۔ اب رہی یہ بات کہ چار مہینے دس دن یعنی عدت کی مدت کی ابتداء کب سے ہوگی تو جمہور علماء کے نزدیک اس مدت کی ابتداء خاندن کی موت کے بعد سے ہوگی لیکن حضرت علی اس کے قائل تھے کہ عدت کی ابتداء اس وقت سے ہوگی جس وقت کہ عورت کو

3525- أخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة أيام (الحديث 65). وأخرجه ابن ماجة

في الطلاق، باب هل تحدد المرأة على غير زوجها (الحديث 2085). تحفة الأشراف (16441).

3526- أخرجه النسائي. تحفة الأشراف (16461).

خاند کے انتقال کی خبر ہوئی ہے لہذا اگر کسی عورت کا خاوند کہیں باہر سفر وغیرہ میں مر گیا اور اس عورت کو اس کی خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ چار مہینے دس دن گزر گئے تو جمہور علماء کے نزدیک عدت پوری ہوگئی جب کہ حضرت علی کے قول کے مطابق اس کی عدت پوری نہیں ہوگی بلکہ اس کو خبر ہونے کے وقت سے چار مہینے دس دن تک عدت میں بیٹھنا ہوگا۔

حضرت ام عطیہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے ہاں اپنے شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے اور ان ایام یعنی زمانہ عدت میں عصب کے علاوہ نہ تو کوئی رنگین کپڑا پہنے نہ سرمہ لگائے اور نہ خوشبو لگائے البتہ حیض سے پاک ہوتے وقت تھوڑا سا قسط یا اظفار استعمال کرے تو قباحت نہیں (بخاری و مسلم)۔

آرائش کے طور پر پہنا جاتا ہو اور کتاب کافی میں لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کے پاس رنگین کپڑوں کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ ہو تو وہ رنگین کپڑا بھی پہن سکتی ہے کیونکہ اس کی ستر پوشی بہر حال زیادہ ضروری ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ان رنگین کپڑوں کو زیب و زینت کے مقصد سے استعمال نہ کرے۔ عصب اس زمانہ میں ایک خاص قسم کی چادر کو کہتے تھے جو اس طور پر بنی ہوتی تھی کہ پہلے سوت کو جمع کر کے ایک جگہ باندھ لیتے تھے پھر اس کو کم میں رنگتے تھے اور اس کے بعد اس کو بنتے تھے چنانچہ وہ سرخ رنگ کی ایک چادر ہو جاتی تھی جس میں سفید دھاریاں بھی ہوتی تھیں کیونکہ سوت کو باندھ کر رنگنے کی وجہ سے سوت کا وہ حصہ سفید رہ جاتا تھا جو بندھا ہوا ہوتا تھا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ عدت والی عورت کو رنگین کپڑا پہننے کی جو ممانعت ہے اس کا تعلق اس کپڑے سے ہے جو بننے کے بعد رنگا گیا ہو تو اس کا پہننا بھی درست ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی یہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء حنفیہ کے نزدیک عدت والی عورت کو عصب کا پہننا بھی درست نہیں ہے حضرت امام شافعی کے نزدیک عدت والی عورت کو عصب پہننا جائز ہے خواہ وہ مونٹا ہو یا مہین ہو جب کہ حضرت امام مالک مہین عصب کو پہننے سے منع کرتے ہیں مومن نے عصب کو منع نہیں کرتے۔ سرمہ لگانے کے سلسلہ میں ائمہ کے جو اختلافی اقوال ہیں وہ پیچھے حضرت ام سلمہ کی روایت کے ضمن میں بیان کئے جا چکے ہیں۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حنفی مسلک کے مطابق عدت والی عورت کو بخوری کی حالت میں سرمہ لگانا جائز ہے ویسے جائز نہیں ہے۔ قسط اور اظفار یہ دونوں ایک قسم کی خوشبو ہیں قسط تو عود کو کہتے ہیں جس عام طور پر عورتیں یا بچے دھوئی لیتے ہیں کرمانی نے کہا ہے کہ قسط عود ہندی کو کہتے ہیں جسے اگر یا کوٹ کہا جاتا ہے۔ اظفار ایک قسم کا عطر ہوتا تھا یہ دونوں خوشبوئیں اس زمانہ میں عام طور پر عرب کی عورتیں حیض سے پاک ہوتے وقت بد بود دور کرنے کے لئے شرمگاہ میں استعمال کرتی تھیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت والی عورت کو خوشبو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن حائضہ کو حیض سے پاک ہوتے وقت بد بود دور کرنے کے لئے ان دونوں خوشبوؤں کے استعمال کی اجازت دے دی۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس عورت کا خاوند مر گیا ہو اس پر عدت کے زمانہ میں سوگ کرنا واجب ہے چنانچہ اس پر تمام علماء کا اجماع و اتفاق ہے البتہ سوگ کی تفصیل میں اختلافی اقوال ہیں۔ حضرت امام شافعی اور جمہور علماء تو یہ کہتے ہیں کہ خاوند کی وفات کے بعد ہر عدت والی عورت پر سوگ کرنا واجب ہے خواہ وہ مذکور بہا

ہو یعنی جس کے ساتھ جماع ہو چکا ہو یا غیر مدخول بہا ہو (یعنی جس کے ساتھ جماع نہ ہوا ہو) خواہ چھوٹی ہو یا بڑی خواہ باکرہ ہو یا ثیہ خواہ آزاد ہو یا لونڈی اور خواہ مسلمہ ہو یا کافرہ۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک سات قسم کی عورتوں پر سوگ واجب نہیں ہے جس کی تفصیل درمختار کے مطابق یہ ہے کہ (۱) کافرہ (۲) مجنونہ (۳) صغیرہ (۴) معتدہ عتق یعنی وہ ام ولد جو اپنے مولیٰ کی طرف سے آزاد کئے جانے یا اپنے مولیٰ کے مر جانے کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو (۵) وہ عورت جو نکاح فاسد کی عدت میں بیٹھی ہو (۶) وہ عورت جو وطی بالشبہ کی عدت میں بیٹھی ہو یعنی جس سے کسی غیر مرد نے غلط فہمی میں جماع کر لیا ہو اور اس کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو (۷) وہ عورت جو طلاق رجعی کی عدت میں بیٹھی ہو۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ خاوند کے علاوہ کسی کے مرنے پر عورت کو تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے اور تین دن تک بھی صرف مباح ہے واجب نہیں ہے۔

چنانچہ اگر تین دنوں میں بھی خاوند سوگ کرنے سے منع کرے تو اس کو اس کا حق ہے کیونکہ بیوی کے بناؤ سنگار کا تعلق خاوند کے حق سے ہے اگر تین دنوں میں خاوند کی خواہش یہ ہو کہ وہ سوگ ترک کر کے بناؤ سنگار کرے اور بیوی خاوند کا کہنا نہ مانے تو اس بات پر بیوی کو مارنا خاوند کے لئے جائز ہے کیونکہ سوگ کرنے میں خاوند کا حق فوت ہو جاتا ہے۔ سوگ کے احکام و مسائل جس عورت کو طلاق رجعی ملی ہو اس کی عدت تو فقط اتنی ہی ہے کہ وہ مقررہ مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے اور نہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اس کے لئے بناؤ سنگھار وغیرہ درست ہے اور جس عورت کو جو مکلفہ مسلمہ یعنی بالغ و عاقل اور مسلمان ہو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاق بائن یا اور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا یا خاوند مر گیا تو ان سب صورتوں میں اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جب تک عدت میں رہے جب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے اور نہ بناؤ سنگھار کرے یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں۔ اس سنگھار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔

جب تک عدت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا کپڑے بسانا زیور گھنا پہننا پھول پہننا سرمہ لگانا پان کھا کر منہ لال کرنا مسی مسلمانہ میں تیل ڈالنا کنگھی کرنا مہندی لگانا اچھے کپڑے پہننا ریشمی اور رنگے ہوئے بہار دار کپڑے پہننا یہ سب باتیں ممنوع ہیں۔ ہاں مجبوری کی حالت میں اگر ان میں سے کوئی چیز اختیار کی گئی تو کوئی مضائقہ نہیں مثلاً سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو بغیر خوشبو کا تیل ڈالنا درست ہے اسی طرح دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے۔ جس عورت کا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا بلکہ بے قاعدہ ہو گیا تھا اور وہ فسخ کر دیا گیا یا خاوند مر گیا تو ایسی عورت پر سوگ کرنا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح جو عورت عتق یعنی آزادی کی عدت میں ہو جیسے ام ولد کو اس کا مولیٰ آزاد کر دے اور وہ اس کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو تو اس پر سوگ کرنا واجب نہیں ہے۔

جو عورت عدت میں بیٹھی ہو اس کے پاس نکاح کا پیغام بھیجنا جائز نہیں ہے ہاں نکاح کا کنایہ یعنی یہ کہنا کہ میں اس عورت سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتا ہوں یا اس سے نکاح کرنے کا میں ارادہ رکھتا ہوں جائز ہے، مگر یہ بھی اس صورت میں جائز ہے کہ جب کہ وہ عورت وفات کی عدت میں بیٹھی ہو اگر طلاق کی عدت میں بیٹھی ہو تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ جو عورت طلاق کی عدت میں بیٹھی ہو

اس کو تو کسی بھی وقت گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے ہاں جو عورت وفات کی عدت میں بیٹھی ہو وہ دن میں نکل سکتی ہے اور کچھ رات تک نکل سکتی ہے مگر رات اپنے گھر سے علاوہ دوسری جگہ بسر نہ کرے لوٹنی اپنے آقا کے کام سے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

معتدہ (عدت والی عورت) کو اپنی عدت کے دن اسی مکان میں گزارنے چاہئیں جس میں وہ فسخ و طلاق یا خاوند کی موت کے وقت سکونت پذیر ہو ہاں اگر اس مکان سے زبردستی نکالا جائے اس مکان میں اپنے مال و اسباب کے ضائع ہونے کا خوف ہو یا اس مکان کے گر پڑنے کا خطرہ ہو اور یا اس مکان کا کرایہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو ان صورتوں میں کسی دوسرے مکان میں عدت بیٹھنا جائز ہے۔ اسی طرح اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ میاں بیوی ایک ہی مکان میں رہیں اگرچہ وہ طلاق بائن کی عدت میں بیٹھی ہو بشرطیکہ دونوں کے درمیان پردہ حائل رہے ہاں اگر خاوند قاسق اور ناقابل اعتماد ہو یا مکان تنگ ہو تو عورت اس گھر سے منتقل ہو جائے اگرچہ خاوند کا منتقل ہونا اولیٰ ہے۔

اور اگر میاں بیوی کے ایک ہی مکان میں رہنے کی صورت میں وہ دونوں اپنے ساتھ کسی ایسی معتد عورت کو رکھیں جو دونوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے پر قادر ہو تو بہت ہی اچھا ہے۔ اگر مرد عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے گیا اور پھر سفر کے دوران اس کو طلاق بائن یا تین طلاقیں دیدیں یا مرد مر گیا اور عورت کا شہر یعنی اس کا وطن اس جگہ سے کہ جہاں طلاق یا وفات واقع ہوئی ہے سفر شرعی یعنی تین دن کے سفر سے کم مسافت پر واقع ہو تو وہ اپنے شہر واپس آ جائے اور اگر اس مقام سے جہاں طلاق یا وفات ہوئی ہے اس کا شہر سفر شرعی (یعنی تین دن کی مسافت) کے بقدر یا اس سے زائد فاصلہ پر واقع ہے اور وہ منزل مقصود (جہاں کے لئے سفر اختیار کیا تھا) اس مسافت سے کم فاصلہ پر واقع ہے تو اپنے شہر واپس آنے کی بجائے منزل مقصود چلی جائے اور ان دونوں صورتوں میں خواہ اس کا ولی اس کے ساتھ ہو یا ساتھ نہ ہو۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ عورت طلاق یا وفات کے وقت کسی شہر میں ہو تو وہاں سے عدت گزارے بغیر نہ نکلے تو کسی محرم کا ساتھ ہونا ضروری ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ اگر اس کا کوئی محرم اس کے ساتھ ہو تو پھر عدت سے پہلے بھی اس شہر سے نکل سکتی ہے۔

باب سُفُوطِ الْإِحْدَادِ عَنِ الْكِتَابِيَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا .

یہ باب ہے کہ اہل کتاب (سے تعلق رکھنے والی) بیوہ پر سوگ کا حکم لاگو نہیں ہوگا

3521 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى هَذَا الْمِنْبَرِ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَزْنِي بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أَنْ تَحِلَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا".

☆ ☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے میں نے نبی اکرم ﷺ کو

اس منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ وہ اپنے شوہر کا چار ماہ دس دن سوگ کرے گی۔“

باب مقام المتوفی عنها زوجها فی بیتها حتی تحل

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کا اپنے گھر میں عدت ختم ہونے تک مقیم رہنا

3528 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ شُعْبَةَ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ كَعْبٍ عَنِ الْفَارِغَةِ بِنْتِ مَالِكٍ أَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَغْلَاجٍ فَقَتَلُوهُ - قَالَ شُعْبَةُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَكَانَتْ فِي دَارٍ قَاصِيَةٍ فَجَاءَتْ وَمَعَهَا أَخُوهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدَ كَرُوا لَهُ فَرَّخَصَ لَهَا حَتَّى إِذَا رَجَعَتْ دَعَاَهَا فَقَالَ "اجْلِسِي فِي بَيْتِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ".

★★ زینب بنت کعب سیدہ فارغہ بنت مالک غنیمت کا یہ بیان نقل کرتی ہیں:

ان کے شوہر اپنے کچھ غلاموں کی تلاش میں نکلے ان غلاموں نے انہیں قتل کر دیا یہاں شعبہ اور ابن جریج نامی راوی نے یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں وہ خاتون آبادی سے ہٹ کر ایک گھر میں رہتی تھی وہ خاتون اپنے بھائی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس صورت حال کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے اسے (اپنے یکے میں کسی گھر میں منتقل ہونے کی) اجازت دے دی جب وہ خاتون واپس گئی تو آپ ﷺ نے اُسے بلوایا اور فرمایا: تم اپنے گھر میں ہی مقیم رہو جب تک تمہاری عدت پوری نہیں ہو جاتی۔

معتدہ کا ایام عدت تک اسی گھر میں رہنے کا بیان

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معتدہ (یعنی عدت میں بیٹھی ہوئی عورت) کو بلا ضرورت ایک مکان سے دوسرے مکان میں اٹھ آنا درست نہیں ہے۔ شرح السنہ میں لکھا ہے کہ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جو عورت اپنے خاوند کے مرجانے کی وجہ سے عدت میں بیٹھی ہو اس کے لئے سکنی یعنی شوہر ہی کے مکان میں عدت گزارنا ضروری ہے یا نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت امام شافعی کے دو قول ہیں جس میں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اس کے لئے سکنی ضروری ہے حضرت عمر حضرت عثمان حضرت

3528 - أخرجه أبو داود في الطلاق، باب في المتوفى عنها تنقل (الحديث 2300) مطولاً وأخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء ابن تعد المتوفى عنها زوجها (الحديث 1204) مطولاً وأخرجه النسائي في الطلاق، مقام المتوفى عنها زوجها في بيتها حتى تحل (الحديث 3529) وعلية المتوفى عنها زوجها من يوم يأتيها الخیر (الحديث 3532) مطولاً، وفي التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى (والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجاً) (الحديث 64) وأخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب ابن تعد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2031) - نسخة الاشراف (18045).

عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عمر بھی اسی کے قائل تھے ان کی طرف سے یہی حدیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو فریجہ کو مکان منتقل کرنے کی اجازت دے دی مگر پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منتقل ہونے سے منع کر دیا اور یہ حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے اسی مکان میں عدت کے دن گزاریں اس سے ثابت ہوا کہ فریجہ کو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجازت دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث (امکشی فی چک) (الحکم فی چک) (الحکم فی چک) (الحکم فی چک) کے ذریعہ منسوخ ہو گیا۔ حضرت امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ معتدہ وفات کے لئے سکنی ضروری نہیں ہے بلکہ وہ جہاں چاہے عدت میں بیٹھ جائے اور یہی قول حضرت علی حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ کا بھی تھا اس قول کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فریجہ کو مکان میں منتقل ہونے کی اجازت عطا فرمادی تھی اور پھر بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہی مکان میں عدت گزارنے کا جو حکم فرمایا وہ استحباب کے طور پر تھا۔

3529 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ عَنِ الْفَرِيعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ أَنَّ زَوْجَهَا تَكَارَى غُلُوجًا لِيَعْمَلُوا لَهُ فَقَتَلُوهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ إِنِّي لَسْتُ فِي مَسْكِنٍ لَهُ وَلَا يَجْعِرُنِي عَلَى مِنْهُ رِزْقٍ أَتَأْتِفُلُ إِلَى أَهْلِي وَيَتَأَمَّأِي وَأَقُومُ عَلَيْهِمْ قَالَ "أَفْعَلِي". ثُمَّ قَالَ "كَيْفَ قُلْتِ". فَأَعَادَتْ عَلَيْهِ قَوْلَهَا قَالَ "اغْتَلِي حَيْثُ بَلَغَكَ الْخَبَرُ".

☆ ☆ زینب بنت کعب سیدہ فریجہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں: ان کے شوہر نے کچھ عجی مزبور کام کے لیے مقرر کیے ان مزدوروں نے انہیں قتل کر دیا تو اس خاتون نے نبی اکرم ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا اور یہ بتایا: میں اپنے شوہر کے گھر میں مقیم نہیں ہوں اور نہ ہی اب ان کی طرف سے مجھے کچھ خرچ مل سکتا ہے تو کیا میں اپنے میکے منتقل ہو جاؤں میرے ساتھ یتیم بچے بھی ہیں اور میں ان لوگوں کی دیکھ بھال بھی کر لوں گی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم ایسا کر لو۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کیا کہا ہے؟

اس خاتون نے اپنی بات دہرائی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس جگہ (یعنی اپنے شوہر کے جس گھر میں) تمہیں (شوہر کے انتقال کی) خبر ملی تھی تم وہیں عدت بسر کرو۔“

3530 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ فَرِيعَةَ أَنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ لَهُ فَقُتِلَ بِطَرَفِ الْقُدُومِ - قَالَتْ - فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ النُّقْلَةَ إِلَى أَهْلِي وَذَكَرْتُ لَهُ حَالًا مِنْ حَالِهَا - قَالَتْ - فَرَخَّصَ لِي فَلَمَّا أَقْبَلْتُ نَادَانِي فَقَالَ "امْكُثِي فِي أَهْلِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ".

☆ ☆ سیدہ زینب بنت کعب رضی اللہ عنہا سیدہ فریجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں: ان کے شوہر کچھ

عجی (مزدوروں) کی تلاش میں نکلے تو انہیں ”طرف قدوم“ کے مقام پر قتل کر دیا گیا وہ خاتون بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کے سامنے اپنے میکے منتقل ہونے کا تذکرہ کیا میں نے آپ ﷺ کے سامنے اپنی حالت کا تذکرہ کیا وہ خاتون بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے اجازت دے دی جب میں واپس جانے لگی تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: تم اپنے گھر میں ہی ٹھہری رہو جب تک تمہاری عدت پوری نہیں ہو جاتی۔

باب الرُّخْصَةِ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا أَنْ تَعْتَدَ حَيْثُ شَأَتْ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کے لیے اس بات کی اجازت ہے وہ جہاں چاہے عدت بسر کرے

3531 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا فَتَعْتَدُ حَيْثُ شَأَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (غَيْرُ إِخْرَاجٍ) .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اس آیت نے شوہر کے گھر میں عدت بسر کرنے کے حکم کو منسوخ کر دیا ہے اب ایسی عورت جہاں چاہے عدت بسر کر سکتی ہے (ان کی مراد) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ”نکالے بغیر“۔

باب عِدَّةِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا مِنْ يَوْمِ يَأْتِيهَا الْخَبَرُ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کی عدت اس دن سے شروع ہوگی

جب اس کے پاس (شوہر کے انتقال) کی اطلاع آئے گی

3532 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ كَعْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي فَرِيعَةُ بِنْتُ مَالِكِ أُمْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَتْ تَوَفَّى زَوْجِي بِالْقُدُومِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ دَارَنَا شَاسِعَةٌ فَأَذِنَ لَهَا ثُمَّ دَعَاَهَا فَقَالَ ”امْكُئِي لِي بِبَيْتِكَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ“ .

☆ ☆ سیدہ فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں وہ بیان کرتی ہیں: میرے شوہر کا قدوم میں انتقال ہو گیا میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کے سامنے یہ گزارش کی: ہمارا گھر آبادی سے ہٹ کر ہے

3531 - اخرجہ البخاری فی التفسیر، باب (والذین یعوفون منکم و یفرون ازواجاً یتربصن بانفسھن اربعة اشھر و عشرًا . الی . بما تعملون حبیر) (الحديث 4531م)، وفي الطلاق، باب (والذین یعوفون منکم و یفرون ازواجاً . الی قوله بما تعملون حبیر) (الحديث 5344م) و اخرجہ ابو داؤد فی الطلاق، باب من رای التحول (الحديث 2301) تحفة الاشراف (5900) .

3532 - تقدم (الحديث 3528) .

تو نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کو (اپنے میکے منتقل ہونے کی) اجازت دے دی پھر آپ ﷺ نے اس خاتون کو بلوایا اور فرمایا: ”تم چار ماہ دس دن تک اپنے گھر میں ہی رہو جب تک تمہاری عدت پوری نہیں ہو جاتی۔“

باب تَرْكِ الزَّيْنَةِ لِلْحَاذَةِ الْمُسْلِمَةِ دُونَ الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی مسلمان خاتون کے لیے زینت ترک کرنے کا حکم

یہ حکم یہودی یا عیسائی بیوی کے لیے نہیں ہے

3533 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ أَنْبَأَنَا

ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ بِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُو هَا أَبُو سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ فَدَعَتْ أُمَّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضِهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُلْزِمُنِي بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِلُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا".

☆ ☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا نے تین احادیث بیان کی ہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت جب ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی ایک کنیز کو اس میں سے تیل لگایا پھر انہوں نے وہ خوشبو اپنے گالوں پر بھی لگائی پھر یہ بات بیان کی: اللہ کی قسم! مجھے اس وقت خوشبو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ تین دن سے زیادہ کسی کے مرنے پر سوگ کرے البتہ اپنے شوہر کا سوگ چار ماہ دس دن تک کرے گی۔

3534 - قَالَتْ زَيْنَبُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا وَقَدْ دَعَتْ بِطِيبٍ وَمَسَّتْ

مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُلْزِمُنِي بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَحِلُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا".

3533- تقدم (الحديث 3500).

3534- أخرجه البحاري في الجائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها (الحديث 1282)، وفي الطلاق، باب مراجعة الحائض (الحديث

5335). وأخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام (الحديث 58 و 59 و 60 م).

وأخرجه أبو داود في الطلاق، باب إحداد المتوفى عنها زوجها (الحديث 2299) وأخرجه الترمذي في الطلاق، باب ما جاء في عدة المتوفى

عنها زوجها (الحديث 1196). تحفة الأشراف (15879).

☆ ☆ سیدہ زینب (بنت ابوسلمہ) غنیمت بیان کرتی ہیں: پھر میں سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا تھا تو انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور تھوڑی سی خوشبو لگائی پھر انہوں نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے ”اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ تین دن سے زیادہ کسی کے مرنے پر سوگ کرے البتہ اپنے شوہر کا سوگ چار ماہ دس دن تک کرے گی۔“

3535 - وَقَالَتْ زَيْنَبُ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي تُؤْفَى عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا أَفَاكُحُلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا". ثُمَّ قَالَ "إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ".

قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لَزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُؤْفَى عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبَسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمْسُ طَيِّبًا وَلَا خَسِنًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْفَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَقْطَعُ بِهِ لَفْلَكًا تَقْطَعُ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتَعْلَى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا وَتُرَاجِعُ بَعْدَ مَا شَاءَتْ مِنْ طَيِّبٍ أَوْ غَيْرِهِ. قَالَ مَالِكٌ تَقْطَعُ تَمْسَحُ بِهِ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدٍ. قَالَ مَالِكٌ الْحِفْشُ الْخُصُّ.

☆ ☆ سیدہ زینب (بنت ابوسلمہ) غنیمت بیان کرتی ہیں: میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یا رسول اللہ امیری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے میری بیٹی کی آنکھوں میں تکلیف ہے کیا میں اسے سرمہ لگا سکتی ہوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو چار ماہ دس دن ہیں حالانکہ زمانہ جاہلیت میں کوئی عورت ایک سال گزرنے کے بعد اونٹ کی میٹنی پھینکا کرتی تھی۔

روایت کے راوی حمید بیان کرتے ہیں میں نے سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: ایک سال گزرنے کے بعد میٹنی پھینکنے سے مراد کیا ہے؟ تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بتایا: (زمانہ جاہلیت میں) جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ تنگ و تاریک گھر میں داخل ہو جاتی تھی اور انتہائی عام سا کپڑا پہنتی تھی وہ خوشبو بھی نہیں لگاتی تھی یہاں تک کہ جب ایک سال گزر جاتا تھا تو پھر کسی گدھے بکری یا پرندے کو لایا جاتا تھا جس پر وہ ہاتھ پھیرتی تھی تو ایسے کسی بھی جانور پر جب وہ ہاتھ پھیرتی تھی تو جام طور پر وہ مر جاتا تھا پھر اس کے بعد وہ باہر آتی تھی پھر اسے ایک میٹنی دی جاتی تھی جسے وہ پھینکتی تھی اس کے بعد وہ جو چاہے خوشبو وغیرہ استعمال کر سکتی تھی۔

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: روایت کے لفظ تقطع کا مطلب ہے: اس پر ہاتھ پھیرتی تھی۔

محمد بن سلمہ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: روایت کے لفظ غش سے مراد کوٹھڑی ہے۔

باب مَا تَجْتَنِبُ الْحَادَّةُ مِنَ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت رنگین کپڑوں سے اجتناب کرے گی

3536 - أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِدُ امْرَأَةٌ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تَحِدُ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَلَا ثَوْبَ عَصَبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمْتَشِطُ وَلَا تَمَسُّ طَبِيبًا إِلَّا عِنْدَ طَهْرِهَا حِينَ تَطْهَرُ نَبْذًا مِّنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ"

☆☆ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"کوئی بھی عورت تین دن سے زیادہ کسی کے مرنے پر سوگ نہ کرے البتہ شوہر کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ عورت اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی وہ عورت (سوگ کے دوران) رنگا ہوا کپڑا نہیں پہنے گی سر پر پی نہیں باندھے گی سرمہ نہیں لگائے گی کنگھی نہیں کرے گی خوشبو استعمال نہیں کرے گی البتہ طہر کے وقت وہ اسے استعمال کر سکتی ہے وہ طہر کے وقت پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے قسط یا اظفار (نای دو مختلف قسم کی خوشبوئیں) تھوڑی سی استعمال کر سکتی ہے۔"

3537 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي بُذَيْلٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعْصَفَرِ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةِ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ"

☆☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"بیوہ عورت معصر کپڑے نہیں پہنے گی گہرے رنگ کے کپڑے نہیں پہنے گی وہ خضاب نہیں لگائے گی اور سرمہ نہیں لگائے گی۔"

باب الْخِضَابِ لِلْحَادَّةِ

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کا خضاب لگانا

3536- اخرجه البخاري في الحيض، باب الطيب للمرأة عند غسلها من الحيض (الحديث 313)، وفي الطلاق، باب لبس الحادة ثياب العصب (الحديث 5342) و اخرجه مسلم في الطلاق، باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا لثلاثة ايام (الحديث 66) . و اخرجه ابو داود في الطلاق، باب فيما تجتنب المعتدة في علقها (الحديث 2302 و 2303) . و اخرجه ابن ماجه في الطلاق، باب هل تحد المرأة على غير زوجها (الحديث 2087) . تحفة الاشراف (18134) .

3537- اخرجه ابو داود في الطلاق، باب فيما تجتنب المعتدة في عدتها (الحديث 2304) تحفة الاشراف (18280) .

3538 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ وَلَا تَكْتَحِلَ وَلَا تَخْتَضِبَ وَلَا تَلْبَسَ ثَوْبًا مَضْبُوعًا".

☆ ☆ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

"اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ کسی کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ وہ اپنے شوہر کا سوگ (چار ماہ دس دن تک کرے گی) وہ سرمہ نہیں لگائے گی خضاب نہیں لگائے گی رنگے ہوئے کپڑے نہیں پہنے گی۔"

باب الرُّخْصَةِ لِلْحَادَّةِ أَنْ تَمْتَشِطَ بِالسِّدْرِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کے لیے پیری کے پتوں کے ذریعے سر دھونے کی اجازت

3539 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ الْمُفِيرَةَ بِنَ الصَّخَاكِ يَقُولُ حَدَّثَنِي أُمُّ حَكِيمٍ بِنْتُ أَبِيهِ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ زَوْجَهَا تُوُفِّيَ وَكَانَتْ تَشْكِي عَنْهَا فَتَكْتَحِلُ الْجَلَاءَ فَأَرْسَلَتْ مَوْلَاةَ لَهَا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَتْهَا عَنْ كُحْلِ الْجَلَاءِ فَقَالَتْ لَا تَكْتَحِلُ إِلَّا مِنْ أَمْرِ لَا بُدَّ مِنْهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَى عَيْنِي صَبْرًا فَقَالَ "مَا هَذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ". قُلْتُ إِنَّمَا هُوَ صَبْرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ فِيهِ طَبُّ. قَالَ "إِنَّهُ يَشُبُّ الْوُجْهَ فَلَا تَجْعَلِيهِ إِلَّا بِاللَّيْلِ وَلَا تَمْتَشِطِي بِالطِّيبِ وَلَا بِالْحِنَاءِ فَإِنَّهُ خَضَابٌ". قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ "بِالسِّدْرِ تُغْلِفِينَ بِهِ رَأْسَكَ".

☆ ☆ ام حکیم بنت اسید اپنی والدہ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا اس خاتون کی آنکھوں میں تکلیف تھی تو اس نے جلاء (نالی) سرمہ لگایا اس نے اپنی کنیز کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تا کہ ان سے جلاء نامی سرمہ لگانے کا مسئلہ دریافت کرے تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"ایسی عورت صرف اس وقت سرمہ لگا سکتی ہے جب انتہائی ضرورت ہو۔"

(سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا:)

جب میرے پہلے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے میں نے اپنی آنکھوں میں صبر لگایا ہوا تھا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اے ام سلمہ! یہ کیوں لگایا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: یہ صبر ہے یا رسول اللہ! جس میں خوشبو نہیں ہوتی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہ چہرے کو خوبصورت کر دیتا ہے، تم اسے صرف رات کے وقت لگالیا کرو؛ لیکن تم خوشبو اور مہندی استعمال نہ کرنا کیونکہ یہ بھی خضاب ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں کس چیز کے ذریعے اپنے بالوں کو صاف کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

پیری کے بتوں کے ذریعے، تم اس کے ذریعے اپنے سر کو دھو سکتی ہو۔

باب النَّهْيُ عَنِ الْكُحْلِ لِلْحَادَةِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کے لیے سرمہ لگانے کی ممانعت

3540 - أَخْبَرَنَا الرَّيُّعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ - وَهُوَ ابْنُ مُوسَى - قَالَ حَدَّثَنِي زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي رَمَدَتْ أَفَاكُحُلُهَا . وَكَانَتْ مُتَوَقِّئَةً عَنْهَا . فَقَالَ "إِلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا" . ثُمَّ قَالَتْ إِنِّي أَخَافُ عَلَى بَصَرِهَا فَقَالَ "إِلَّا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا" قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحِدُّ عَلَى رُؤُوسِهَا سَنَةً ثُمَّ تَرْمِي عَلَى رَأْسِ السَّنَةِ بِالْبُعْرَةِ .

☆ ☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی والدہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والی ایک عورت آئی اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیٹی کی آنکھوں میں تکلیف ہے، کیا میں اسے سرمہ لگا دوں؟ وہ بیوہ ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! چار ماہ دس دن تک (وہ سرمہ استعمال نہیں کر سکتی)۔ اس خاتون نے عرض کی: مجھے اس کی بینائی کے بارے میں اندیشہ ہے (کہ اگر سرمہ نہ لگایا تو بینائی ضائع ہو جائے گی) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! چار ماہ دس دن (سے پہلے وہ ایسا نہیں کر سکتی) زمانہ جاہلیت میں کوئی عورت ایک سال تک اپنے شوہر کا سوگ کیا کرتی تھی، پھر ایک سال گزرنے کے بعد وہ بیٹنی پھیلتی تھی (تو اس کی عدت ختم شمار ہوتی تھی)۔

3541 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ابْنَتِهَا مَاتَ رُؤُوسُهَا وَهِيَ تَشْتَكِي قَالَ "قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَحِدُّ السَّنَةَ ثُمَّ تَرْمِي الْبُعْرَةَ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا" .

☆ ☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی والدہ (سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے اپنی بیٹی کے بارے میں دریافت کیا جس کے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا اور وہ لڑکی بیمار تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پہلے کوئی عورت ایک سال تک سوگ کیا کرتی تھی، پھر سال گزرنے کے بعد وہ بیٹنی پھیلتی تھی (تو اس کی

عدت ختم شمار ہوتی تھی) یہ تو چار ماہ دس دن ہیں۔

3542 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسَى بْنِ مَعْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أَمْرَأَةً مِّنْ قُرَيْشٍ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَتِي تُوفِّي عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ خِفْتُ عَلَى عَيْنِهَا وَهِيَ تُرِيدُ الْكُحْلَ فَقَالَ "قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا". فَقُلْتُ لِرَزِينَةَ مَا رَأْسُ الْحَوْلِ قَالَتْ كَانَتْ الْمَرْأَةُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا هَلَكَ زَوْجُهَا عَمَدَتْ إِلَى شَرِّ بَيْتٍ لَهَا فَجَلَسَتْ فِيهِ حَتَّى إِذَا مَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ خَرَجَتْ قَرَمَتْ وَرَأَتْهَا بِبَعْرَةٍ.

☆☆ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: قریش سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیٹی کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے مجھے اپنی بیٹی کی آنکھوں کے حوالے سے اندیشہ ہے وہ خاتون اس لڑکی کو سرمہ لگانا چاہتی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”پہلے کوئی عورت ایک سال گزرنے کے بعد میٹگی پھینکتی تھی (تو اس کی عدت ختم ہوتی تھی) یہ تو چار ماہ دس دن ہیں۔“

راوی کہتے ہیں: میں نے سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: سال گزرنے سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا: زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ گھر کے سب سے بڑے حصے میں چلی جاتی تھی اور وہاں رہتی تھی یہاں تک کہ ایک سال گزر جاتا تھا پھر وہ اس حصے سے باہر آتی تھی پھر وہ اپنے پیچھے میٹگی پھینکتی تھی تو اس کی عدت یا سوگ ختم ہوتا تھا۔

3543 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبِ أَنَّ أَمْرَأَةً سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ وَأُمَّ حَبِيبَةَ أَنْتَكُمَا حُلُّ فِي عِدَّتَيْهِمَا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا فَقَالَتْ آتِ أَمْرَأَةً إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ "قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا تُوفِّي عَنْهَا زَوْجُهَا أَقَامَتْ سَنَةً ثُمَّ قَذَفَتْ خَلْفَهَا بِبَعْرَةٍ ثُمَّ خَرَجَتْ وَإِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا حَتَّى يَنْقُضِيَ الْأَجَلُ".

☆☆ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک خاتون نے سیدہ ام سلمہ اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے یہ دریافت کیا: کیا کوئی عورت اپنے شوہر کی وفات کے بعد والی عدت کے دوران سرمہ لگا سکتی ہے؟ تو انہوں نے بتایا: ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”زمانہ جاہلیت میں کوئی عورت جب اس کا شوہر فوت ہو جاتا تھا تو وہ ایک سال تک رہتی تھی پھر وہ اپنے پیچھے میٹگی

پھینکتی تھی پھر وہ (اپنی کوٹھڑی سے) باہر آتی تھی یہ تو چار ماہ دس دن ہیں (وہ ایسا اس وقت تک نہیں کر سکتی) جب تک

اس کی عدت پوری نہیں ہو جاتی۔“

ایام عدت میں زیب و زینت پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری لڑکی کا خاوند مر گیا ہے جس کی دلیل سے وہ عدت میں ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں تو کیا میں اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا دوں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس عورت نے یہ دو بار یا تین بار پوچھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار یہی جواب دیتے تھے کہ نہیں پھر فرمایا کہ عدت چار مہینہ اور دس دن ہے جب کہ ایام جاہلیت میں تم میں کی ایک عورت یعنی بیوہ سال بھر کے بعد میٹگنیاں پھینکتی تھی (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 524)

یہ حدیث بظاہر امام احمد کی دلیل ہے کہ کیونکہ ان کے نزدیک اس عورت کو سرمہ لگانا جائز نہیں ہے جس کا خاوند مر گیا ہو اور وہ عدت میں بیٹھی ہو خواہ آنکھیں دکھنے کی دلیل سے اس کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہو اور خواہ وہ محض زینت یا عادت کی بناء پر لگانا چاہے جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک مجبوری کی حالت میں مثلاً آنکھ دکھنے کی صورت میں سرمہ لگانا جائز ہے اور حضرت امام شافعی بھی آنکھیں دکھنے کی صورت میں سرمہ لگانے کی اجازت دیتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ رات میں لگائے اور دن میں پونچھ لے۔

اس حدیث کے بارے میں حنفی علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے زینت کے لئے سرمہ لگانا چاہا ہو مگر بہانہ کیا ہوگا آنکھ دکھنے کا اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوگا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمہ لگانے کی اجازت دینے سے انکار فرمادیا ہے۔

حدیث کے آخری جملہ کی وضاحت یہ ہے کہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ جس عورت کا خاوند مر جاتا وہ ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں بیٹھی رہتی اور بہت خراب کپڑے جو اکثر و بیشتر ناٹ اور نمندے کی صورت میں ہوتا تھا پہنے رہا کرتی تھی زینت کی کوئی چیز استعمال نہیں کرتی تھی خوشبو بھی نہیں لگاتی تھی غرض کہ پورے ایک سال تک اسی حالت میں رہتی پھر جس دن سال ختم ہوتا اس دن اس کے پاس گدھایا بکری اور یا کوئی بھی جانور و پرندہ لایا جاتا جس سے وہ اپنی شرمگاہ رگڑتی اور اس کے بعد اس کو ٹھنڈی سے ہا ہر نکلتی پھر اس کے ہاتھ میں چند میٹگنیاں دی جاتیں جن کو وہ پھینکتی اور اس کے ساتھ ہی عدت سے نکل آتی۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رسم کی طرف اشارہ فرمایا کہ پچھلے زمانہ میں عدت کی مدت بھی بہت زیادہ تھی اور اس میں خرابیاں اور پریشانیاں بھی بہت تھیں جب کہ اسلام میں عدت کی مدت بھی بہت کم ہے یعنی چار مہینہ دس دن زیادہ تھی اور اس میں خرابی اور پریشانی بھی نہیں ہے تو پھر اتنا اضطراب کیوں ہے؟

حضرت ام سلمہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زویل مطہرہ ہیں روایت کرتی ہیں کہ جب میرے پہلے شوہر ابو سلمہ کا انتقال ہوا اور میں عدت میں بیٹھی ہوئی تھی تو ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اس وقت میں نے اپنے منہ پر ایلوا لگا رکھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ ام سلمہ یہ کیا ہے یعنی تم نے عدت کے دنوں میں منہ پر یہ کیا لگا رکھا ہے؟ میں نے

عرض کیا کہ یہ تو ایلو ہے جس میں کسی قسم کی کوئی خوشبو نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر ایلو اچھے کو جو ان بنا دیتا ہے یعنی ایلو لگانے سے چہرہ چمکدار ہو جاتا ہے اور اس کا رنگ نکھر جاتا ہے لہذا تم اس کو نہ لگاؤ ہاں اگر کسی دلیل سے لگانا ضروری ہی ہو تو رات میں لگا لو اور دن میں صاف کر ڈالو کیونکہ رات میں استعمال کرنے سے بناؤ سنگار کا گمان ہوتا ہے (اسی طرح خوشبودار کنگھی بھی نہ کرو اور نہ مہندی کے ساتھ کنگھی کرو کیونکہ مہندی سرخ رنگ لئے ہوتی ہے اور اس میں خوشبو ہوتی ہے جب کہ یہ سوگ کی حالت میں ممنوع ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر میں کس چیز کے ساتھ کنگھی کروں یعنی اپنے بالوں کو کس چیز سے صاف کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیری کے بتوں کے ساتھ کنگھی کرو اور ان بتوں سے اپنے سر کو غلاف کی طرح ڈھانپ لو یعنی پیری کے پتے اپنے سر پر اتنی مقدار میں ڈالو کہ وہ تمہارے سر کو غلاف کی طرح ڈھانپ لیں۔

(ابوداؤد نسائی، مشکوٰۃ الصالح، جلد سوم، رقم الحدیث، 527)

خوشبودار تیل کے بارے میں تو علماء کا اتفاق و اجماع ہے کہ عدت والی عورت اس کا استعمال نہ کرے البتہ بغیر خوشبو کے تیل مثلاً روغن زیتون و تیل کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی تو بغیر خوشبو کا تیل لگانے بھی منع کرتے ہیں البتہ ضرورت و مجبوری کی حالت میں اس کی اجازت دیتے ہیں اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ حضرت امام احمد اور علماء ظواہر نے عدت والی عورت کے لئے ایسے تیل کے استعمال کو جائز رکھا ہے جس میں خوشبو نہ ہو۔

اور حضرت ام سلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا خاوند مر جائے وہ نہ کسم میں رنگا ہوا کپڑا پہنے نہ گیرہ میں رنگا ہوا کپڑا پہنے نہ زیور پہنے نہ ہاتھ پاؤں اور بالوں پر مہندی لگائے اور نہ سرمہ لگائے۔

(ابوداؤد نسائی)

اگر سیاہ اور خاکستری رنگ کے کپڑے پہنے تو کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح کسم میں زیادہ دنوں کا رنگا ہوا کپڑا کہ جس سے خوشبو نہ آتی ہو پہننا بھی درست ہے ہدایہ میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا عورت کو کسی عذر مثلاً کھجلی یا جوئیں یا کسی بیماری کی دلیل سے ریشمی کپڑا پہننا بھی جائز ہے۔

حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں نے اپنی والدہ حضرت ام سلمہ سے سنا وہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری لڑکی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں کیا ہم اسے سرمہ لگا سکتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا نہیں۔ پھر فرمایا یہ چار ماہ دس دن ہیں اور زمانہ جاہلیت میں تم ایک سال گزارنے پر اونٹ کی میکیاں پھینکتی تھیں اس باب میں فریضہ بنت مالک بن سنان (جو ابو سعید خدری کی بہن ہیں) اور حفصہ بنت عمر سے بھی روایت ہے حدیث زینب حسن صحیح ہے صحابہ کرام اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ جس کا شوہر فوت ہو جائے وہ خوشبو اور زیبائش سے پرہیز کرے۔ سفیان ثوری، مالک، شافعی، احمد، اسحاق کا یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی، جلد اول، رقم الحدیث، 1209)

رجوع و امساک کے فقہی احکام

عدت والی عورتوں کی عدت جب پوری ہونے کے قریب پہنچ جائے تو ان کے خاوندوں کو چاہئے کہ دو باتوں میں سے ایک کر لیں یا تو انہیں بھلائی اور سلوک کے ساتھ اپنے ہی نکاح میں روک رکھیں یعنی طلاق جو دی تھی اس سے رجوع کر کے باقاعدہ اس کے ساتھ بود و باش رکھیں یا انہیں طلاق دے دیں، لیکن برا بھلا کہے بغیر گالی گلوچ دیئے بغیر سرزنش اور ڈانٹ ڈپٹ بغیر بھلائی اچھائی اور خوبصورتی کے ساتھ۔ (یہ یاد رہے کہ رجعت کا اختیار اس وقت ہے جب ایک طلاق ہوئی ہو یا دو ہوئی ہوں) پھر فرمایا ہے اگر رجعت کا ارادہ ہو اور رجعت کرو یعنی لوٹا لو تو اس پر دو عادل مسلمان گواہ رکھ لو، ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر اس سے جماع کرتا ہے نہ طلاق پر گواہ رکھتا ہے نہ رجعت پر تو آپ نے فرمایا اس نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت رجوع کیا طلاق پر بھی گواہ رکھنا چاہئے اور رجعت پر بھی، اب دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نکاح، رجعت بغیر دو عادل گواہوں کے جائز نہیں جیسے فرمان اللہ ہے ہاں مجبوری ہو تو اور بات ہے، پھر فرماتا ہے گواہ مقرر کرنے اور سچی شہادت دینے کا حکم انہیں ہو رہا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اللہ کی شریعت کے پابند اور عذاب آخرت سے ڈرنے والے ہوں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں رجعت پر گواہ رکھنا واجب ہے گو آپ سے ایک دوسرا قول بھی مروی ہے اسی طرح نکاح پر گواہ رکھنا بھی آپ واجب بتاتے ہیں ایک اور جماعت کا بھی یہی قول ہے، اس مسئلہ کو ماننے والی علماء کرام کی جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ رجعت زبانی کہے بغیر ثابت نہیں ہوتی کیونکہ گواہ رکھنا ضروری ہے اور جب تک زبان سے نہ کہے گواہ کیسے مقرر کئے جائیں گے پھر فرماتا ہے کہ جو شخص احکام اللہ بجالائے اس کی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے مخلصی پیدا کر دیتا ہے ایک اور جگہ ہے اس طرح رزق پہنچاتا ہے کہ اس کے خواب و خیال میں بھی نہ ہو۔

مسند احمد میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا اے ابوذر اگر تمام لوگ صرف اسے ہی لے لیں تو کافی ہے، پھر آپ نے بار بار اس کی تلاوت شروع کی یہاں تک کہ مجھے اونگھ آنے لگی پھر آپ نے فرمایا ابوذر تم کیا کرو گے جب تمہیں مدینہ سے نکال دیا جائے گا؟ جواب دیا کہ میں اوکشا دگی اور رحمت کی طرف چلا جاؤں گا یعنی مکہ شریف، کو، وہیں کا کبوتر بن کر رہ جاؤں گا، آپ نے فرمایا پھر کیا کرو گے جب تمہیں وہاں سے بھی نکالا جائے؟ میں نے کہا شام کی پاک زمین میں چلا جاؤں گا فرمایا جب شام سے نکالا جائے گا تو کیا کرے گا؟ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ پیغمبر بنا کر بھیجا ہے پھر تو اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھ کر مقابلہ پر آؤں گا، آپ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بہتر ترکیب بتاؤں؟ میں نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ارشاد ہو فرمایا سنتارہ اور، نتارہ اگر چہ جیش غلام ہو، ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں بہت ہی جامع آیت

(ترجمہ) ہے اور سب سے زیادہ کشیدگی کا وعدہ اس آیت (ترجمہ) الخ میں ہے،

مسند احمد میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص بکثرت استغفار کرتا رہے اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے نجات اور ہر تنگی سے فراخی دے گا اور ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں کا اسے خیال و گمان تک نہ ہو، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کے ہر کرب و تکلیف سے نجات دے گا، ربیع فرماتے ہیں لوگوں پر کام بھاری ہو اس پر آسان ہو جائے گا، حضرت عکرمہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو اللہ کے حکم کے مطابق طلاق دے گا اللہ اسے نکاحی اور نجات دے گا، ابن مسعود وغیرہ سے مروی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ اگر چاہے دے اگر نہ چاہے نہ دے،

حضرت قتادہ فرماتے ہیں تمام امور کے شبہ سے اور موت کی تکلیف سے بچالے گا اور روزی ایسی جگہ سے دے گا جہاں کا گمان بھی نہ ہو، حضرت سدی فرماتے ہیں یہاں اللہ سے ڈرنے کی یہ معنی ہیں کہ سنت کے مطابق طلاق دے اور سنت کے مطابق رجوع کرے، آپ فرماتے ہیں حضرت عوف بن مالک ابی جحی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو کفار گرفتار کر کے لے گئے اور انہیں جیل خانہ میں ڈال دیا ان کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹرا آتے اور اپنے بیٹے کی حالت اور حاجت مصیبت اور تکلیف بیان کرتے رہتے آپ انہیں صبر کرنے کی تلقین کرتے اور فرماتے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے چھٹکارے کی سبیل بنادے گا، تھوڑے دن گزرے ہوں گے کہ ان کے بیٹے دشمنوں میں سے نکل بھاگے راستہ میں دشمنوں کی بکریوں کا ریوڑ مل گیا جسے اپنے ساتھ ہنکالائے اور بکریاں لئے ہوئے اپنے والد کی خدمت میں جا پہنچے پس یہ آیت اتری کہ متقی بندوں کو اللہ نجات دے دیتا ہے اور اس کا گمان بھی نہ ہو وہاں سے اسے روزی پہنچاتا ہے، مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گناہ کی دلیل سے انسان اپنی روزی سے محروم ہو جاتا ہے نقدیر کو لوٹانے والی چیز صرف دعا ہے عمر میں زیادتی کرنے والی چیز صرف نیکی اور خوش سلوکی ہے۔

سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ حضرت مالک بن ابی جحی رضی اللہ عنہ کے لڑکے حضرت عوف رضی اللہ عنہ جب کافروں کی قید میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے کہلوادو کہ بکثرت (ترجمہ) پڑھتا رہے، ایک دن اچانک بیٹھے بیٹھے ان کی قید کھل گئی اور یہ وہاں سے نکل بھاگے اور ان لوگوں کی ایک اونٹنی ہاتھ لگ گئی جس پر سوار ہو لئے راستے میں ان کے اونٹوں کے ریوڑ ملے انہیں بھی اپنے ساتھ ہنکالائے وہ لوگ پیچھے دوڑے لیکن یہ کسی کے ہاتھ نہ لگے سیدھے اپنے گھر آئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی باپ نے آواز سن کر فرمایا اللہ کی قسم یہ تو عوف ہے ماں نے کہا ہائے وہ کہاں وہ تو قید و بند کی مصیبتیں جھیل رہا ہو گا اب دونوں ماں باپ اور خادم دروازے کی طرف دوڑے دروازہ کھولا تو ان کے لڑکے حضرت عوف رضی اللہ عنہ ہیں اور تمام انگنائی اونٹوں سے بھری پڑی ہے پوچھا کہ یہ اونٹ کیسے ہیں انہوں نے واقعہ بیان فرمایا کہا اچھا ٹھہرو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بابت مسئلہ دریافت کر آؤں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب تمہارا مال ہے جو چاہو کرو اور یہ آیت اتری کہ اللہ سے ڈرنے والوں کی مشکل اللہ آسان کرتا ہے اور بے گمان روزی پہنچاتا ہے، ابن ابی حاتم کی حدیث میں ہے جو شخص ہر طرف سے کھچ کر اللہ کا ہو جائے اللہ اس کی ہر مشکل میں اسے کفایت کرتا ہے اور بغیر گمان روزیاں دیتا ہے اور جو اللہ سے ہٹ کر دنیا ہی کا ہو جائے اللہ بھی اسے اسی کے حوالے کر دیتا ہے،

مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے جو آپ نے فرمایا بچے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں ستو تم اللہ کو یاد رکھو وہ تمہیں یاد رکھے گا اللہ کے احکام کی حفاظت کرو تو اللہ کو اپنے پاس بلکہ اپنے سامنے پاؤں گے جب کچھ مانگتا ہو اللہ ہی سے مانگو جب مدد طلب کرنی ہو اسی سے مدد چاہو تمام امت مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہے اور اللہ کو منظور نہ ہو تو ذرا سا بھی نفع نہیں پہنچا سکتی اور اسی طرح سارے کے سارے جمع ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو بھی نہیں پہنچا سکتے اگر تقدیر میں نہ لکھا ہو قلمیں اٹھ چکیں اور صحیفے خشک ہو گئے، ترمذی میں بھی یہ حدیث ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اسے حسن صحیح کہتے ہیں مسند احمد کی اور حدیث میں ہے جسے کوئی حاجت ہو اور وہ لوگوں کی طرف لے جائے تو بہت ممکن ہے کہ وہ سختی میں پڑ جائے اور کام مشکل ہو جائے اور جو اپنی حاجت اللہ کی طرف لے جائے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مراد پوری کرتا ہے یا تو جلدی اسی دنیا میں ہی یا دیر کے ساتھ موت کے بعد۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قضا اور احکام جس طرح اور جیسے چاہے اپنی مخلوق میں پورے کرنے والا اور اچھی طرح جاری کرنے والا ہے۔ ہر چیز کا اس نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جیسے اور جگہ ہے (ترجمہ) ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔

باب الْقُسْطِ وَالْأُظْفَارِ لِلْحَادَّةِ .

یہ باب ہے کہ سوگ کرنے والی عورت کا قسط اور اظفار (مخصوص قسم کی خوشبو) استعمال کرنا

3544 - أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ الدُّورِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ خَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا عِنْدَ طَهْرِهَا فِي الْقُسْطِ وَالْأُظْفَارِ .

☆ ☆ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں:

”آپ نے بیوہ عورت کو طہر کے وقت قسط اور اظفار (مخصوص قسم کی خوشبو) استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔“

باب نَسْخِ مَتَاعِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا بِمَا فُرِضَ لَهَا مِنَ الْمِيرَاثِ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورت کو مخصوص ادائیگی کا حکم وراثت میں حصہ دار بننے کے بعد منسوخ ہو گیا ہے

3545 - أَخْبَرَنَا زَكْرِيَّا بْنُ يَحْيَى السَّجَزِيُّ خِطَّابُ السَّنَةِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (وَالَّذِينَ

3544- انفرد به السانی . تحفة الاشراف (18141) .

3545- أخرجه ابو داود في الطلاق، باب نسخ متاع المتوفى عنها زوجها بما فرض لها من الميراث (الحديث 2298) . و أخرجه السانی في

الطلاق، باب نسخ متاع المتوفى عنها بما فرض لها من الميراث (الحديث 3546) عن عكرمة من قوله . تحفة الاشراف (6250) .

يُتَوَقَّونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لَا زَوْجَهُمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ اخْرَاجٍ نُسَخَ ذَلِكَ بِآيَةِ الْمِيرَاثِ مِمَّا فُرِضَ لَهَا مِنَ الرَّبْعِ وَالْثَمَنِ وَنُسَخَ أَجَلَ الْحَوْلِ أَنْ جُعِلَ أَجَلُهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا.

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

”اور تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کریں گے کہ انہیں گھر سے نکالے بغیر ایک سال تک خرچ فرماہم کیا جائے گا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں وراثت کے حکم سے متعلق آیت کے ذریعے یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے کیونکہ ایسی صورت میں عورت کے لیے چوتھائی یا آٹھویں حصے کو مقرر کر دیا گیا ہے اسی طرح ایک سال کی مدت کو بھی منسوخ کر دیا گیا ہے اور اُسے چار ماہ دس دن کر دیا گیا ہے۔

ایک سال تک عدت وفات کے منسوخ ہونا کا بیان

اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو لوگ موت کی آہٹ محسوس کریں یا قریب المرگ ہوں وہ اپنی بیویوں کے لیے یہ وصیت کریں کہ انہیں ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالا جائے جمہور فقہاء اور مفسرین کے نزدیک یہ آیت سورۃ بقرہ کی اس آیت سے منسوخ ہے جس میں فرمایا ہے: تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں وہ (عورتیں) اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک (عقد ثانی سے) روکے رکھیں۔ (البقرہ: ۲۳۳)

امام ابن جریر طبری نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ پہلے جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تھا تو خاوند کے مال سے اس کے لیے ایک سال کی رہائش اور خرچ مہیا کیا جاتا تھا پھر جب سورۃ نساء میں عورت کی میراث مقرر کر دی گئی کہ اگر اس کے خاوند کی اولاد نہ ہو تو اس کو خاوند کے مال کا چوتھائی حصہ ملے گا اور اگر اس کی اولاد ہو تو پھر اس کو خاوند کے مال کا آٹھواں حصہ ملے گا تو پھر رہائش اور نفقہ کا یہ حکم منسوخ ہو گیا البتہ مجاہد کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے ان کے نزدیک اس کا محمل یہ ہے کہ بیوہ پر چار ماہ دس دن عدت گزارنا تو واجب ہے جیسا کہ البقرہ: ۲۳۳ میں مذکور ہے اس کے بعد سال کے باقی ماندہ سات ماہ میں دن میں عدت گزارنے کا اسے اختیار ہے چاہے وہ یہ عدت گزارے یا نہ گزارے۔ (جامع البیان ج ۱ ص ۳۶۲ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابن الزبیر نے حضرت عثمان سے کہا: (آیت) وَاللِّينِ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا۔ (البقرہ: ۲۳۰) اسی قولہ غیر اخراج اس آیت کو سورۃ بقرہ کی دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے تو پھر آپ نے اس آیت کو مصحف میں کیوں لکھا ہے؟ حضرت عثمان نے کہا: اے بھتیجے ہم اس آیت کو اسی طرح رہنے دیں گے قرآن مجید کی کسی آیت کو اس کی جگہ سے تبدیل نہیں کریں گے (یعنی قرآن مجید کی آیات کو لکھنا امر تو فیقی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس آیت کی جو جگہ بتائی تھی اس کو وہیں لکھا گیا تھا)۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۵۱ مطبوعہ نور محمد ص ۱۵۸ الطابع کراچی ۱۴۲۸ھ)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص مہر جانتا تو اس کی بیوی ایک سال تک عدت گزارتی اس پر اس کی وراثت سے ایک سال تک خرچ کیا جاتا جب ایک سال پورا ہو جاتا تو وہ اپنے شوہر کے گھر سے نکلتی اور اس کے پاس ایک میٹھی

ہوتی وہ ایک کتے کو بیگنی مارتی اور شوہر کی عدت سے باہر آ جاتی اور بیگنی کو مارنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ کہتی کہ میرے نزدیک خاوند کی وفات کے بعد میرا اس کی عدت گزارنا میرے نزدیک اس بیگنی کو مارنے سے زیادہ آسان تھا اسلام نے اپنے ظہور کے بعد ان کو پہلے اپنے اسی دستور پر قائم رکھا اور بیوہ کی عدت ایک سال ہی برقرار رہی۔ پھر اس کے بعد اس حکم کو سورۃ البقرہ: ۲۳۴ سے منسوخ کر دیا گیا اور بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر کر دی گئی۔ (زاوالمیرج ص ۲۸۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

عدت وفات کا بیان

3546 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ مِسْكَ عَنْ عِكْرِمَةَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لَّأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ) قَالَ نَسَخْتُهَا (وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا) .

☆ ☆ عکرمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

”تم میں سے جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ کر جاتے ہیں تو وہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کریں گے کہ ان کو گھر سے نکالے بغیر ایک سال تک کا خرچ فراہم کیا جائے گا۔“

عکرمہ کہتے ہیں: اس کو درج ذیل آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔

(ارشاد باری تعالیٰ ہے:) ”تم میں سے جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ کر جاتے ہیں تو وہ چار ماہ دس دن تک عدت بسر کریں گی۔“

عدت وفات کے شرعی حکم میں اختلاف فقہاء کا بیان

امام مالک کے نزدیک اگر خاوند کا اپنا یا کرایہ کا مکان ہو تو بیوہ کا اس گھر میں عدت گزارنا واجب ہے اور عدت سے پہلے گھر سے نکلنا مطلقاً جائز نہیں ہے امام شافعی کا ظاہر قول یہ ہے کہ خاوند کے مال سے بیوہ کے لیے عدت تک رہائش مہیا کرنا واجب ہے۔ امام احمد کے نزدیک اگر بیوہ غیر حاملہ ہو تو اس کے لیے عدت کی رہائش کا استحقاق نہیں ہے اور اگر وہ حاملہ ہو تو پھر ان کے دو قول ہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیوہ کا خاوند کے گھر میں عدت گزارنا واجب ہے لیکن وہ دن کے اوقات میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

حدیث سے عدت وفات کا بیان

امام مالک روایت کرتے ہیں: زینب بنت کعب بن عجرہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت فریہ بنت مالک بن سنان جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں وہ روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ سے یہ سوال کیا کہ وہ بخود رہ میں اپنے خاندان میں جا سکتی ہیں کیونکہ ان کے شوہر اپنے چند بھاگے ہوئے غلاموں کو ڈھونڈنے گئے تھے حتیٰ کہ جب وہ قدم کے راستہ میں پہنچے۔

تو انہوں نے ان غلاموں کو جالیساوان غلاموں نے ان کے شوہر کو قتل کر دیا وہ کہتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا کہ آیا میں بخود رہ میں اپنے میکہ میں جاسکتی ہوں تاکہ وہاں عدت وقات گزاروں کیونکہ میرے خاوند نے اپنی ملکیت میں کوئی مکان چھوڑا ہے نہ نفقہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! وہ کہتی ہیں کہ جب میں واپس ہوئی تھی کہ میں (ابھی) حجرہ میں تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی یا مجھے کسی سے آواز دے کر بلوایا آپ نے پوچھا: تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے پھر آپ سے اپنے خاوند کی وفات کا پورا قصہ دہرایا آپ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں ٹھہری رہو حتیٰ کہ تمہاری عدت پوری ہو جائے وہ کہتی ہیں کہ میں نے چار ماہ دس دن عدت گزاری جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا تو انہوں نے مجھ سے اس کے متعلق سوال کیا میں نے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اس حدیث کی پیروی کی اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

(موطائنام مالک میں ۵۳۱-۵۳۰ مطبوعہ مطبع مجتہائی پاکستان لاہور) (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۱۵-۳۱۴ جامع ترمذی ص ۹۳ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۱۶)

سنن ابن ماجہ ص ۱۳۶ سنن واری ج ۲ ص ۹۰

عدت وقات کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ حنبلی بیان کرتے ہیں: زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ جو عورت عدت وقات گزارے اس کے لیے بھی رہائش مہیا کرنا واجب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فرید سے فرمایا تھا: تم اپنے شوہر کے گھر میں رہو حتیٰ کہ تمہاری عدت پوری ہو جائے سو انہوں نے اس گھر میں چار ماہ دس دن عدت گزاری امام ترمذی وغیرہ نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے لیے جس طرح نفقہ کا استحقاق نہیں ہے اسی طرح اس کے لیے رہائش کا بھی استحقاق نہیں ہے اور پہلے قول کی دلیل یہ ہے کہ رہائش اس کے پانی (منی) کی حفاظت کے لیے ہوتی ہے اور وہ اس کی وفات کے بعد بھی موجود ہے اور نفقہ کا وجوب خاوند کے تسلط کی وجہ سے ہوتا ہے اور موت سے وہ منقطع ہو گیا نیز نفقہ عورت کا حق ہے اور وہ میراث سے ساقط ہو گیا اور رہائش اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور وہ ساقط نہیں ہوا۔ (تہذیب المحتاج ج ۲ ص ۵۴۲ دارالکتب العلمیہ بیروت)

عدت وقات کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ کا بیان

علامہ قرطبی مالکی حضرت فریغ کی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: حجاز اور عراق کے علماء کے درمیان یہ حدیث معروف ہے اور اس حدیث کی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ بیوہ شوہر کے گھر عدت گزارے اور گھر سے باہر نہ نکلے۔ داد و ظاہری یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید نے بیوہ پر عدت گزارنا لازم کیا ہے یہ لازم نہیں کیا کہ وہ شوہر کے گھر عدت گزارے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیوہ عورتوں کو عدت سے پہلے حج پر جانے سے بھی منع کرتے تھے یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا ان کے نزدیک بیوہ خاوند کے گھر عدت گزارنا لازم تھا اور قرآن اور سنت کا یہی مقتضی ہے اس لیے عدت سے پہلے بیوہ حج اور عمرہ کے لیے بھی جانا جائز نہیں ہے امام مالک نے کہا: جب تک بیوہ نے احرام نہ باندھا ہو اس کو گھر لوٹا دیا جائے گا۔ یہ حکم اس وقت ہے جب خاوند کا گھر اس کی ملکیت میں ہو۔

امام مالک امام شافعی امام ابوحنیفہ امام احمد اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے جیسا کہ حضرت فریجہ کی حدیث میں ہے اور اگر خاوند اس گھر میں رہتا ہو لیکن اس کا مالک نہ ہو تو عدت کے دوران بیوہ کے لیے اس میں رہنے کا استحقاق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت فریجہ کے خاوند اس گھر کے مالک نہیں تھے پھر بھی آپ نے حضرت فریجہ سے فرمایا: تم عدت پوری ہونے تک اس گھر میں رہو۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے یہ حکم اس وقت ہے جب اس کا خاوند اس مکان کا کرایہ دیتا رہا ہو لیکن اگر خاوند نے اس مکان کا کرایہ نہ دیا ہو تو خاوند خواہ امیر ہو اس کے مال سے بیوہ کے لیے رہائش کا کوئی استحقاق نہیں ہے کیونکہ بیوہ کا رہائش پر استحقاق اس وقت ہوگا جب خاوند کی مکان پر مکمل ملکیت ہو۔

(المجامع الاحکام القرآن ج ۳ ص ۱۷۸-۱۷۷ مطبوعہ انتشارات مصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

عدت وفات کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ کا بیان

علامہ ابو بکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: مطلقہ اور بیوہ اس گھر سے باہر نہ نکلے جس میں وہ وہی تھی البتہ بیوہ دن میں باہر جاسکتی ہے لیکن رات اس گھر میں آ کر گزارے مطلقہ کے باہر نہ نکلنے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(آیت) لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بَيْوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مَبِينَةٍ۔ (الطلاق: ۱)

ترجمہ: ان مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ اور بیوہ کے گھر سے باہر نہ جانے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(آیت) مَتَاعَا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ اخْوَاجٍ۔ (البقرہ: ۲۳۰)

ترجمہ: بیوہ عورتوں کو ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نکالنا نہ جائے۔

پھر چاہے ماہ دس دن سے زائد مدت کو البقرہ: ۲۳۴ سے منسوخ کر دیا اور چار ماہ دس دن کی مدت تک یہ حکم باقی رہا اور حضرت فریجہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فریجہ کو ان کے خاوند کے گھر سے منقل ہونے سے منع فرمایا دیا تھا اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ بیوہ خاوند کے گھر سے منقل نہ ہو اور ثانی یہ کہ بیوہ کا گھر سے باہر نکلنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے باہر نکلنے سے منع نہیں فرمایا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے کہ بیوہ عورت دن میں گھر سے باہر نکل سکتی ہے لیکن رات میں گھر میں گزارے۔

(احکام القرآن ج ۳ ص ۴۱۹-۴۱۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مطلقہ عورتوں کے لیے دستور کے مطابق متاع ہے جو اللہ سے ڈرنے والوں پر واجب ہے۔

(البقرہ: ۲۳۲)

مطلقہ عورتوں کے مہر کی ادائیگی کا وجوب

اس پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورتوں کو فائدہ پہنچانے کا ذکر فرمایا تھا کہ انہیں ایک سال کا نفقہ اور رہائش مہیا کی جائے

اور اس آیت میں مطلقہ عورتوں کا ذکر فرمایا جو طلاق یافتہ اور مدخول بہا عورتیں ہیں کہ اگر ان کا مہر پہلے مقرر تھا تو طلاق کے وقت ان کو ان کو پورا مہر ادا کیا جائے اور اگر پہلے ان کا مہر مقرر نہیں تھا تو ان کو مہر مثل ادا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورتوں کے حقوق کے بعد مطلقہ عورتوں کے حقوق کا ذکر فرمایا اس میں یہ اشارہ ہے کہ طلاق بھی یہ منزلہ موت ہے کیونکہ جس طرح شوہر کی موت کے بعد شوہر کی علیحدگی ہو جاتی ہے اسی طرح طلاق کے بعد بھی شوہر سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔ مہر کی پوری تفصیل اور تحقیق ان شاء اللہ ہم ان شاء اللہ میں بیان کریں گے۔

اس آیت میں مطلقات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کو مباشرت کے بعد طلاق دی گئی ہو کیونکہ جن عورتوں کو مباشرت سے پہلے طلاق دی گئی ہو ان کا حکم البقرہ: ۲۳۶ میں بیان کیا جا چکا ہے اور متاع سے مراد مہر ہے اور طلاق کے بعد مہر کا ادا کرنا واجب ہے خواہ مقرر شدہ مہر ہو یا مہر مثل بعض علماء نے کہا ہے کہ متاع سے مراد عورت کا لباس وغیرہ ہے یعنی مطلقہ عورتوں کو مہر کے علاوہ لباس وغیرہ بھی دیا جائے اور جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اس کو مباشرت سے پہلے طلاق دے دی گئی اس کو لباس دینا واجب ہے اور باقی تین قسم کی مطلقہ عورتوں (جن کا مہر مقرر کیا گیا ہو خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور وہ مدخولہ جس کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو) کو لباس دینا مستحب ہے۔

باب الرُّخْصَةِ فِي خُرُوجِ الْمَبْتُوتَةِ مِنْ بَيْتِهَا فِي عِدَّتِهَا لِسُكْنَاهَا .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو طلاق بتہ دی گئی ہو وہ اپنی عدت کے دوران اپنے گھر سے باہر جاسکتی ہے

3547 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَاصِمٍ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ أَنَّهُ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَخَرَجَ إِلَى بَعْضِ الْمَغَازِي وَأَمَرَ وَكِيلَهُ أَنْ يُعْطِيَهَا بَعْضَ النِّفْقَةِ فَتَقَالَّتْهَا فَأَنْطَلَقَتْ إِلَى بَعْضِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عِنْدَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ طَلَّقَهَا فَلَانَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِبَعْضِ النِّفْقَةِ فَرَدَّتْهَا وَزَعَمَ أَنَّهُ شَيْءٌ تَطَوَّلَ بِهِ : قَالَ "صَدَقَ" . قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَانْتَقِلِي إِلَى أُمِّ كَلْثُومٍ فَأَعْتَدِي عِنْدَهَا" . ثُمَّ قَالَ "إِنَّ أُمَّ كَلْثُومٍ أَمْرَأَةٌ يَكْثُرُ عَوَادُهَا فَانْتَقِلِي إِلَى عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ أَعْمَى" . فَانْتَقَلَتْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَأَعْتَدَتْ عِنْدَهُ حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا أَبُو الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْتَأْمِرُهُ فِيهِمَا فَقَالَ "لَا أَبُو الْجَهْمِ فَرَجُلٌ أَخَافُ عَلَيْكَ قِسْقَاسَتَهُ لِلْعَصَا وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ أَمَلَقُ مِنَ الْمَالِ" . فَتَزَوَّجَتْ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ بَعْدَ ذَلِكَ .

☆ ☆ عبد الرحمن بن عاصم بیان کرتے ہیں سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ بات بتائی ہے وہ بنو مخزوم سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کی اہلیہ تھیں ان صاحب نے انہیں تین طلاقیں دے دیں اور خود کسی جنگ میں شرکت کے لیے چلے گئے

انہوں نے اپنے وکیل کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو کچھ خرچ دے دیں اس خاتون نے اس خرچ کو کم شمار کیا تو نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کے پاس گئیں اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو وہ خاتون نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ کے پاس ہی موجود تھی زوجہ محترمہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ فاطمہ بنت قیس ہے جسے فلاں شخص نے طلاق دے دی ہے اور اس نے اس کی طرف کچھ خرچ بھیجا ہے تو اس نے اُسے واپس کر دیا ہے اس کے شوہر نے یہ گمان کیا ہے یہ بھی وہ مہربانی کر رہا ہے (جو رقم دے رہا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اس کے شوہر کی رائے ٹھیک ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم اُم کلثوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ اور اس کے ہاں عدت بسر کرو۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اُم کلثوم ایک ایسی خاتون ہے جس کے ہاں مہمان بہت زیادہ ہوتے ہیں تم عہد اللہ بن اُم مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ کیونکہ وہ ناپینا ہے۔

تو وہ خاتون حضرت عبداللہ کے ہاں منتقل ہو گئی اور اس نے ان کے ہاں ہی عدت گزاری یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہو گئی تو ابو جہم اور معاویہ بن ابوسفیان نے اُسے نکاح کا پیغام بھیجا۔ وہ خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے ان دونوں کے بارے میں مشورہ لیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جہاں تک ابو جہم کا تعلق ہے تو وہ ایک ایسا فرد ہے مجھے اس کے بارے میں یہ اندیشہ ہے وہ تمہارے لیے اپنے عصا کو حرکت دیتا رہے گا (یعنی مار پیٹ کرے گا) جہاں تک معاویہ کا تعلق ہے تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

پھر اس خاتون نے اس کے بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کر لی۔

3548 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَّيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ

سَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ أَبِي عَمْرِو بْنِ حَفْصِ بْنِ الْمُسَيَّرَةِ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ . فَرَعِمَتْ فَاطِمَةُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْهُ فِي خُرُوجِهَا مِنْ بَيْتِهَا فَأَمَرَهَا أَنْ تَنْتَقِلَ إِلَى ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى فَأَبَى مَرْوَانُ أَنْ يُصَدِّقَ فَاطِمَةَ فِي خُرُوجِ الْمُطَلَّاقَةِ مِنْ بَيْتِهَا . قَالَ عُرْوَةُ أَنْكَرْتُ عَائِشَةَ ذَلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ .

☆ ☆ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ عمرو بن حفص بن مغیرہ کی اہلیہ تھی ان صاحب نے انہیں تین طلاقیں دے دیں فاطمہ بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے گھر سے باہر آنے کا مسئلہ آپ ﷺ سے دریافت کیا نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ ابن اُم مکتوم ناپینا کے ہاں منتقل ہو جائیں۔

راوی کہتے ہیں: مروان نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ طلاق یافتہ عورت کے اپنے گھر سے نکلنے کے بارے میں فاطمہ کی بات کی تصدیق کرے۔

عروہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس حوالے سے فاطمہ کی بات کو تسلیم نہیں کیا۔

3549 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ فَاطِمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَوْجِي طَلَّقَنِي ثَلَاثًا وَأَخَافُ أَنْ يَفْتَحَمَ عَلَيَّ . فَأَمَرَهَا فَتَحَوَّلَتْ .

☆ ☆ ہشام اپنے والد کے حوالے سے سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں اب مجھے یہ اندیشہ ہے کہیں وہ میرے ہاں آنے جائے تو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت وہ خاتون اس گھر سے ایک (دوسرے) گھر میں منتقل ہو گئیں۔

3550 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مَاهَانَ - بَصْرِيٌّ - عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَبَّارٌ وَحُصَيْنٌ وَمُعِيبَةُ وَدَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ وَاسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ وَذَكَرَ آخَرِينَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَاصَمَتْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّكْنَى وَالنَّفَقَةِ قَالَتْ فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سَكْنًى وَلَا نَفَقَةً وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَذِرَ لِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ .

☆ ☆ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے ان کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے فیصلے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: ان کے شوہر نے انہیں طلاق بتہ دے دی تھی انہوں نے اپنا مقدمہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جو رہائش اور خرچ کے بارے میں تھا۔ سیدہ فاطمہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھے رہائش اور خرچ کا حق نہیں دیا آپ ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزاروں۔ طلاق بتہ کا فقہی مفہوم

حضرت عبداللہ بن یزید بن رکانہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی آپ نے پوچھا اس سے آپ کی کیا مراد ہے کتنی طلاقیں مراد ہیں میں نے کہا کہ ایک۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم۔ پس آپ نے فرمایا وہی ہوگی جو تم نے نیت کی۔ اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

علماء، صحابہ، اور دوسرے علماء کا لفظ البتہ کے استعمال میں اختلاف ہے کہ اس سے کتنی طلاقیں مراد ہوتی ہیں حضرت عمر سے مروی ہے کہ یہ ایک ہی طلاق ہے۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار

ہے اگر ایک طلاق کی نیت کی ہو تو ایک اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوتی ہیں لیکن اگر دو کی نیت کی ہو تو ایک ہی واقع ہوگی۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ بن انس فرماتے ہیں اگر لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دے اور عورت سے محبت کر چکا تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر ایک طلاق کی نیت ہو تو ایک واقع ہوگی اور رجوع کا اختیار ہوگا اگر دو کی نیت کی ہو تو دو اگر تین کی نیت کی ہو تو تین واقع ہوں گی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1185)

3551 - أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّاعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمَّارٌ - هُوَ ابْنُ رُزَيْقٍ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي فَأَرَذْتُ النُّقْلَةَ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "انْقِلِي إِلَى بَيْتِ ابْنِ عَمْرٍو ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَأَعْتَدِي فِيهِ". فَحَصَبَهُ الْأَسْوَدُ وَقَالَ وَيْلَكَ لِمَ تَفْعَلِي بِمِثْلِ هَذَا. قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَنْبٍ بِشَاهِدَيْنِ بِشَهَادَانِ أَنَّهُمَا سَمِعَاهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَالْأَلَا لَمْ تَعْرِكَ كِتَابَ اللَّهِ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ (لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ) .

☆☆ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی میں نے (شوہر کے گھر سے) منتقل ہونے کا ارادہ کیا میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے چچا زاد عمرو بن اُم مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ اور وہاں عدت بسر کرو۔"

جب راوی نے یہ روایت بیان کی تو اسود نے انہیں کنکریاں مارتے ہوئے کہا: تمہارا استیانس ہو! تم اس کے مطابق فتویٰ کیوں دے رہے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خاتون سے یہ کہا تھا: اگر تم دو آدمیوں کو گواہ کے طور پر پیش کرو جو اس بات کی گواہی دیں کہ ان دونوں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم اللہ کی کتاب کے حکم کو کسی عورت کے بیان کی وجہ سے ترک نہیں کریں گے۔ تم ایسی خواتین کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خواتین بھی اپنے گھروں سے نہ نکلیں البتہ اگر وہ واضح طور پر بُرائی کا ارتکاب کریں (تو حکم مختلف ہے)۔

بَابُ خُرُوجِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا بِالنَّهَارِ .

یہ باب بیوہ عورت کے گھر سے باہر نکلنے میں ہے

3552 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

3551-تقدم (الحدیث 3403) .

3552-اخرجه مسلم في الطلاق، باب جواز خروج المعتدة البائن والمتوفى عنها زوجها في النهار لحاجتها (الحدیث 55) . و اخرج ابو داود في الطلاق، باب في المبتوتة تخرج بالنهار (الحدیث 2297) . و اخرج ابن ماجه في الطلاق، باب هل تخرج المرأة في عدتها (الحدیث 2034) .

نحفة الاشراف (2799) .

قَالَ طَلَّقْتُ خَالَتَهُ لَأَرَادَتْ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى نَخْلٍ لَهَا فَلَقِيَتْ رَجُلًا فَنَهَاهَا فَبَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اخْرُجِي فَجِدِي نَخْلَكَ لَعَلَّكَ أَنْ تَصْدَقِي وَتَفْعَلِي مَعْرُوفًا".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان کی خالہ کو طلاق ہو گئی تو اس خاتون نے اپنے باغ میں جا کر کام کرنے کا ارادہ کیا ان کی ملاقات ایک صاحب سے ہوئی تو ان صاحب نے انہیں اس سے منع کر دیا وہ خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم اپنے گھر سے باہر جاؤ اپنے باغ میں کام کرو تا کہ تم اس کی آمدن کو صدقہ کر سکو یا نیکی کے کام میں استعمال کر سکو۔"

باب نفقة البائنة .

یہ باب ہے کہ جس عورت کو طلاق بائنہ ہوئی ہو اس کے خرچ کا حکم

3553 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو سَلَمَةَ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ طَلَّقَنِي رَوْحِي فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنً وَلَا نَفَقَةً - قَالَتْ - فَوَضَعَ لِي عَشْرَةَ أَقْفِزَةٍ عِنْدَ ابْنِ عَمٍّ لَهُ خَمْسَةُ شَعِيرٍ وَخَمْسَةُ تَمْرِ فَلَا تَكُتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ "صَدَقَ". وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَ فِي بَيْتِ فُلَانٍ وَكَانَ رَوْحُهَا طَلَّقَهَا طَلَّاقًا بَائِنًا.

☆☆ ابو بکر بن ابو جہم بیان کرتے ہیں میں اور ابو سلمہ فاطمہ بنت قیس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بتایا: میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی انہوں نے مجھے رہائش اور خرچ فراہم نہیں کیا تھا انہوں نے مجھے دس قفیز دیئے تھے جو ان کے چچا زاد کے پاس تھے جن میں سے پانچ جو کے تھے اور پانچ کھجور کے تھے۔ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے اس بارے میں آپ کو بتایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں فلاں شخص کے ہاں عدت بسر کروں۔

(راوی کہتے ہیں:) ان کے شوہر نے انہیں طلاق بائنہ دی تھی۔

نفقة وسكنی کے مسائل و احکام کا بیان

نفقات نفقة کی جمع ہے اور نفقة اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو خرچ کی جائے جب کہ شرعی اصطلاح میں طعام لباس اور سکنی مکان کو نفقة کہتے ہیں چونکہ نفقة کی کئی نوعیتیں اور قسمیں ہوتی ہیں جیسے بیوی کا نفقة اولاد کا نفقة والدین کا نفقة اور عزیز و اقارب کا نفقة وغیرہ اس لئے نفقة کی ان انواع کے اعتبار سے عنوان میں نفقات یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے نیز یہاں نفقة سے اس کا عام مفہوم مراد ہے خواہ واجب ہو یا غیر واجب ہو۔ لونڈی غلام کے حقوق کا مطلب ہے ان کو کھلانا پہنانا اور ان پر ایسے کاموں کا بوجھ نہ ڈالنا جو ان کی طاقت و ہمت سے باہر ہوں۔

بیوی کے نفقہ کے احکام و مسائل: مرد پر اپنی بیوی کا نفقہ یعنی کھانے پینے کا خرچ لباس اور مکان دینا واجب ہے چاہے مرد عمر میں اپنی بیوی سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور خواہ بیوی مسلمان ہو یا کافرہ ہو خواہ بالغہ ہو یا ایسی نابالغہ ہو جس سے جماع نہ کیا جاسکتا ہو لیکن نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس بیوی نے اپنے آپ کو شوہر کے گھر میں شوہر کے سپرد کر دیا ہو اگر سپرد نہ کیا ہو تو اس کی وجہ یا تو اس کا کوئی حق ہو کہ جس کو ادا کرنے سے انکار کرتا ہو یا خود شوہر سپرد کرنے کا مطالبہ نہ کرتا ہو۔

بہتر یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنا ہم پیالہ و ہم نوالہ بنائے دونوں ایک ساتھ رہیں اور حیثیت کے مطابق جو کچھ میسر ہو اس میں دونوں گزارہ کریں اور جیسا کہ شریف گھرانوں کا قاعدہ ہے شوہر باہر کسب معاش کرے اور بیوی گھر کے انتظامات کی ذمہ دار بنے شوہر جو کچھ کمائے اس کے مطابق جنس و سامان گھر میں مہیا کرے اور بیوی اپنی سلیقہ شعاری کے ذریعہ اس جنس و سامان کو پورے گھر اور متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کرے۔

اور اگر کسی وجہ سے شوہر بیوی کا اس طرح ہم پیالہ و ہم نوالہ رہنا ممکن نہ ہو اور بیوی قاضی و حاکم کے یہاں یہ درخواست کرے کہ میرے لئے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا جائے تو حاکم و قاضی کی طرف سے بیوی کے لئے ماہانہ نفقہ کھانے پینے کا خرچ مقرر کر دیا جائے گا۔ اور وہ مقرر مقدار اس کے سپرد کر دیا جائے گا اسی طرح ایک سال میں دو مرتبہ کپڑا دینا مقرر کیا جائے گا اور وہ مقرر کپڑا ہر ششماہی پر اس کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

اگر قاضی و حاکم نے عورت کے لئے ماہانہ نفقہ مقرر کر دیا تو شوہر اس کو ماہانہ ادا کئے گا اور اگر شوہر نے ماہانہ نہ دیا اور عورت نے روزانہ طلب کیا تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ نفقہ مقرر کرنے کے سلسلہ میں اس مقدار کا لحاظ رکھا جائے گا جو بیوی کے لئے کافی ہو اور بغیر کسی اسراف و تنگی کے اپنا گزارہ کر سکے۔ رعنی معیار کی بات تو اس میں میاں بیوی دونوں کی حالت و حیثیت کا اعتبار ہوگا اگر وہ دونوں مالی طور پر اچھی حالت و حیثیت کے مالک ہیں تو اچھی رعنی حیثیت کا نفقہ بھی واجب ہوگا اور اگر وہ دونوں تنگ دست و مفلس ہوں تو نفقہ بھی اسی کے اعتبار سے واجب ہوگا۔

اور اگر یہ صورت ہو کہ میاں تو خوش حال ہو اور بیوی تنگ دست ہو یا میاں تنگ دست ہو اور بیوی خوشحال ہو تو پھر درمیانی درجہ کا نفقہ واجب ہوگا یعنی وہ نفقہ دیا جائے گا جو خوشحالی کے درجہ سے کم ہو اور تنگ دستی کے درجہ سے زیادہ ہو اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ بہر صورت شوہر ہی کی حالت کا اعتبار کیا جائے گا وہ جس حالت و حیثیت کا ہوگا اسی کے مطابق نفقہ مقرر کیا جائے گا خواہ بیوی کسی بھی حیثیت و حالت کی مالک ہو۔ اگر شوہر و بیوی کے درمیان خوشحالی و تنگ دستی کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے یعنی شوہر تو کہے کہ میں تنگ دست ہوں اس لئے تنگ دستی کا نفقہ دوں گا۔

اور بیوی کہے کہ نہیں تم خوشحال ہو اس لئے میں خوشحالی کا نفقہ لوں گی اور پھر یہ معاملہ حاکم و قاضی کی عدالت میں پہنچے اور بیوی اپنے دعویٰ کے گواہ پیش کر دے تو ان گواہوں کا اعتبار کر کے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا اور اگر بیوی نے گواہ پیش نہ کئے تو پھر شوہر کے قول کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر بیوی کے ساتھ کوئی خادم یا خادمہ بھی ہے اور شوہر خوشحال ہے تو عورت کے نفقہ کے ساتھ اس خادم یا خادمہ کا نفقہ بھی شوہر پر واجب ہوگا اور اگر شوہر تنگ دست ہو تو اس خادم یا خادمہ کا نفقہ شوہر پر لازم نہیں ہوگا۔ اگر

حاکم وقاضی نے شوہر کی تنگدستی کی وجہ سے اس کی بیوی کے لئے تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا اور پھر شوہر خوش حال ہو گیا اور بیوی نے خوش حالی کے نفقہ کا دعویٰ کر دیا تو اس کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا جائے گا۔

اور اگر شوہر کی خوش حالی کی وجہ سے بیوی کے لئے خوشحالی کا نفقہ مقرر کیا گیا تھا اور پھر شوہر تنگدست ہو گیا تو اب تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا جائے گا۔ جو عورت شوہر کی وفات کی عدت میں ہو اس کو نفقہ نہیں ملتا خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو اسی طرح جو بیوی نافرمان ہو جائے یعنی شوہر کی اجازت کے بغیر اور بلا کسی وجہ کے شوہر کے گھر سے چلی جائے تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا۔ نیز جو بیوی کسی دین یعنی قرض وغیرہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے قید خانہ میں ڈال دی گئی ہو یا اپنے میکہ میں ایسی بیمار ہو کہ شادی کے بعد شوہر کے گھر نہ بھیجی گئی ہو، یا اس کو کوئی عاصب لے کر بھاگ گیا ہو یا وہ اتنی کم عمر ہو کہ اس کے ساتھ جماع نہ کیا جاسکتا ہو اور یا بغیر شوہر کے حج کو چلی گئی ہو تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا ہاں جو بیوی شوہر کے ساتھ حج کو جائے گی اس کا حضر کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا سفر کا خرچ اور سواری کا کرایہ واجب نہیں ہوگا۔

اگر بیوی اپنے میکہ میں بیمار ہوئی اور نکاح کے بعد ہی شوہر کے گھر بھیجی گئی تو اس کا نفقہ بھی شوہر پر واجب نہیں ہوگا البتہ جو بیوی اپنے شوہر کے گھر آ کر بیمار ہوئی ہے اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا۔ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے رہنے کا ٹھکانہ و مکان شرعی مقاصد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق خود مقرر دہیا کرے اور وہ مکان ایسا ہونا چاہئے جو خود اس کے اہل و عیال اور اس بیوی کے اہل و عیال سے خالی ہو اور اگر خود بیوی ان اہل و عیال کے ساتھ رہنا چاہے تو پھر اس طرح کا مکان بنادینا واجب نہیں رہے گا۔

اگر شوہر کے گھر میں کئی کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ کہ جس میں کواڑ اور تالہ کنجی وغیرہ ہو خالی کر کے بیوی کو دیدے تو یہ کافی ہے بیوی کو دوسرے کمرے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ اگر شوہر چاہے کہ گھر میں بیوی کے پاس اس کے عزیز و اقارب کو اگرچہ دوسرے شوہر سے اس بیوی کا لڑکا ہی کیوں نہ ہو آنے سے منع کر دے تو اس کو اس کا حق ہے ہاں اگر بیوی کے وہ عزیز و اقارب اس کے محرم ہوں تو ان کو بیوی کا سامنا کرنے یا اس سے بات چیت کرنے سے روکنے کا حق اس کو نہیں ہے اسی طرح شوہر کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ مہینہ میں ایک بار بیوی کو اپنے والدین کے پاس جانے یا والدین کو اس کے پاس آنے سے روکے یعنی ہفتہ میں ایک بار سے زائد آنے جانے سے روک سکتا ہے اور والدین کے علاوہ دوسرے ذی رحم محرم رشتہ داروں کے پاس سال بھر میں ایک مرتبہ بیوی کے جانے یا بیوی کے پاس ان کے آنے پر پابندی عائد کرنے کا حق نہیں ہے یعنی سال بھر میں ایک بار سے زائد ان کے آنے پر پابندی عائد کر سکتا ہے۔

جو عورت طلاق کی عدت میں ہو وہ شوہر سے نفقہ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن ہو یا مغلطہ ہو اور خواہ عورت حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو، اسی طرح جو عورت ایسی تفریق جدائی کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی شرعی حق کی وجہ سے واقع ہوئی ہو تو اس کا نفقہ و سکنی بھی شوہر کے ذمہ ہوگا، مثلاً کوئی ام ولد یا مدبرہ کسی کے نکاح میں تھی اور پھر خیر عتق کی بناء پر اس نے شوہر سے جدائی اختیار کر لی یا کسی نابالغہ کا نکاح اس کے ولی نے کسی شخص سے کر دیا تھا اور پھر اس نے بالغ ہونے کے بعد اختیار بلوغ کی بناء پر اس شوہر سے جدائی اختیار کر لی تو ان صورتوں میں بھی عورت نفقہ اور سکنی پانے کی مستحق ہوگی اور

اگر عورت کسی ایسی تفریق (جدائی) کی عدت میں ہو جو کسی معصیت کی بناء پر واقع ہوئی ہو اور اس کا نفقہ و سکنی شوہر کے ذمہ نہیں ہوگا، مثلاً عورت نعوذ باللہ مرتد ہوگئی یا اس نے شوہر کے بیٹے سے کوئی ایسا برا فعل کر لیا جس سے شوہر پر حرام ہوگئی جیسے اس سے ہم بستری کر لی یا اس کو شہوت سے چھو لیا یا اس کا بوسہ لیا اور اس کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائی واقع ہوگئی اور وہ عدت میں بیٹھ گئی تو ان صورتوں میں وہ شوہر سے کھانے پینے کا خرچہ اور رہنے کے لئے مکان پانے کی مستحق نہیں ہوگی۔

اگر کسی عورت کو تین طلاقیں دی گئیں اور وہ عدت میں بیٹھ گئی نیز نفقہ و سکنی کی حقدار رہی لیکن پھر زمانہ عدت میں نعوذ باللہ مرتد ہوگئی تو اس کے نفقہ و سکنی کا حق ساقط ہو جائے گا اور اگر عورت نے اپنے زمانہ عدت میں شوہر کے لڑکے یا شوہر کے باپ سے ناجائز تعلق قائم کر لیا یا شہوت سے بوس و کنار کر لیا تو نفقہ و سکنی کی مستحق رہے گی بشرطیکہ وہ عدت طلاق رجعی کی نہ ہو بلکہ طلاق بائن مغلظہ کی ہو۔ اولاد کے نفقہ کے احکام و مسائل نابالغ اولاد جس کی ذاتی ملکیت میں کچھ بھی مال و اسباب نہ ہو کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ ہوتے ہیں۔

اگرچہ باپ خود تنگ دست و مفلس کیوں نہ ہو کوئی دوسرا آدمی اس ذمہ داری میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ اگر بچہ ابھی دودھ پیتا ہو اور اس کی ماں اس کے باپ کے نکاح میں ہو نیز وہ بچہ دوسری عورت کا دودھ پی لیتا ہو اور اس کی ماں اس کو دودھ پلانا نہ چاہتی ہو تو اس ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا ہاں اگر بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیتا ہی نہ ہو یا ماں کے علاوہ دودھ پلانے والی نہ ملے تو اس صورت میں وہ دودھ پلانے پر مجبور کی جائے گی۔ اگر ماں بچہ کو دودھ پلانے سے انکار کر دے اور کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی ملتی ہو تو یہ حکم ہے کہ باپ دودھ پلانے والی کو مقرر کر دے جو بچہ کو ماں کے پاس آ کر دودھ پلائے اب اگر اس بچہ کی ذاتی ملکیت میں مال موجود ہو تو اس دودھ پلانے والی کی اجرت اس بچہ کے مال سے دی جائے گی۔

اگر بچہ کی ذاتی ملکیت میں مال موجود نہ ہو تو پھر دودھ پلانے کی اجرت باپ کے ذمہ ہوگی۔ اگر باپ بچہ کی ماں کو دودھ پلانے کے لئے اجارہ پر مقرر کرے اور وہ اس کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو یہ جائز نہیں ہے ہاں اگر وہ ماں طلاق بائن یا طلاق مغلظہ کی عدت میں ہو تو اس کو بھی دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھنا بعض حضرات کے نزدیک تو ناجائز ہے اور بعض حضرات کے نزدیک جائز ہے اسی طرح عدت گزرنے کے بعد ماں کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھ لینا جائز ہے بلکہ اس صورت میں تو وہ ماں دودھ پلانے والی کسی دوسری عورت کی بہ نسبت زیادہ اجرت کا مطالبہ نہ کرے تو اس کی حماقت ہوگی۔

اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ یا معتدہ کو اپنے اس بچہ کو دودھ پلانے کے لئے اجرت پر رکھے جو دوسری بیوی کے بطن سے ہو تو یہ اجارہ جائز ہے اگر کسی کی بالغ بیٹی بالکل مفلس و تنگ دست ہو یا بالغ بیٹا پاچ و معذور ہو تو ان کے اخراجات بھی باپ ہی کے ذمہ ہوں گی چنانچہ فتویٰ اسی پر ہے جبکہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ ان کے اخراجات کا دو تہائی حصہ باپ کے ذمہ اور ایک حصہ ماں کے ذمہ ہوگا۔

والدین کے نفقہ کے احکام و مسائل اصول یعنی باپ دادا دادی نانائانی (خواہ اس کے اوپر کے درجہ کے ہوں) اگر محتاج ہوں تو ان کے اخراجات کی ذمہ داری اولاد پر ہے بشرطیکہ اولاد خوشحال و تو نگر ہو اور خوشحال و تو نگر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اولاد مالی طور

پراس حیثیت و درجہ کی ہو کہ اس کو صدقہ و زکوٰۃ کا مال لینا حرام ہو اگر تو نگر اولاد میں مذکور و مؤنت یعنی بیٹا اور بیٹی دونوں ہوں تو اس نفقہ کی ذمہ داری دونوں پر برابر ہوگی۔

محتاج شخص کا نفقہ واجب ہونے کے سلسلے میں قرب و جزیت کا اعتبار ہے نہ کہ وارث کا مثلاً اگر کسی محتاج شخص کی بیٹی اور پوتا دونوں مال دار ہوں تو اس کا نفقہ بیٹی پر واجب ہوگا باوجودیکہ اس شخص کی میراث دونوں کو پہنچتی ہے اسی طرح اگر کسی محتاج شخص کی نواسی اور بھائی دونوں مالدار ہوں تو اس کا نفقہ نواسی پر واجب ہوگا اگرچہ اس شخص کی میراث کا مستحق صرف بھائی ہوگا۔ ذوی الارحام کے نفقہ کے احکام و مسائل ہر مالدار شخص پر اس کے ہر ذی رحم محرم کا نفقہ واجب ہے بشرطیکہ وہ ذی رحم محرم محتاج ہو یا نابالغ ہو یا مفلس عورت ہو یا اپاہج و معذور ہو یا اندھا ہو یا طالب علم ہو اور یا جہل و بیوقوفی یا کسی اور عذر کی بنا پر کمانے پر قادر نہ ہو اور اگر وہ مالدار شخص ان لوگوں پر خرچ نہ کرے تو اس کو خرچ کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

ذی رحم محرم رشتہ داروں کا نفقہ مقدار میراث کے اعتبار سے واجب ہوتا ہے۔ اور میراث کی مقدار کے اعتبار کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی محتاجی و تنگدستی کی وجہ سے اپنے ذی رحم محرم رشتہ داروں سے نفقہ حاصل کرنے کا مستحق ہے اگر اس کو مردہ تصور کر لیا جائے اور اس کی میراث کو اس کے ان ذی رحم محرم وارثوں پر تقسیم کیا جائے تو جس وارث کے حصہ میں میراث کی جو مقدار آئے گی وہی مقدار اس کے نفقہ کے طور پر اس ذی رحم محرم پر واجب ہوگی مثلاً زید ایک محتاج و تنگدست شخص ہے اس کے قریبی اعضاء ہیں صرف تین متفرق بہنیں ہیں یعنی ایک تو حقیقی بہن ہے ایک سوتیلی بہن ہے اور ایک اخیانی بہن ہے ان تینوں بہنوں پر زید کا نفقہ واجب ہے جس کو وہ تینوں اس طرح پورا کریں گی کہ زید کا پورا نفقہ پانچ برابر برابر حصوں میں کر کے تین خنس تو حقیقی بہن کے ذمہ ہوگا ایک خنس سوتیلی بہن کے ذمہ ہوگا اور ایک خنس اخیانی بہن کے ذمہ ہوگا مقدار کی یہ تقسیم بالکل اسی طرح ہے جس طرح زید کے ترکہ میں سے ان بہنوں کے حصہ کی میراث کی تقسیم ہوگی۔ نیز اس سلسلہ میں مقدار میراث کا درحقیقت ہر وقت متعین و معلوم ہونا شرط نہیں ہے بلکہ محض وراثت کی اہلیت کا ہونا شرط ہے چنانچہ اگر زید (جو محتاج و مفلس ہے) کا ایک ماموں ہے اور ایک چچا زاد بھائی ہے اور دونوں ہی مالدار ہیں تو زید کا نفقہ اس کے ماموں پر واجب ہوگا۔

جو شخص محتاج و مفلس ہو اس پر کسی کا نفقہ واجب نہیں ہوتا خواہ وہ والدین ہوں یا ذی رحم محرم رشتہ دار لیکن بیوی اور اولاد کا نفقہ اس پر ہر حال میں واجب رہے گا۔ دین و مذہب کے اختلاف کی صورت میں ایک دوسرے پر نفقہ واجب نہیں ہوتا لیکن بیوی والدین دادا دادی اور اولاد اور اولاد کی اولاد خواہ مذکور ہوں یا مؤنت یہ لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ان کا نفقہ دین و مذہب کے اختلاف کے باوجود واجب ہوتا ہے۔ محتاج باپ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے نفقہ کے لئے اپنے لڑکے کا مال یعنی اشیاء منقولہ بیچ سکتا ہے لیکن عتقار یعنی اشیاء غیر منقولہ جیسے زمین و باغات کو بیچنے کا اختیار نہیں ہوگا اسی طرح اس لڑکے پر اگر باپ کا نفقہ کے علاوہ کوئی اور دین یعنی قرض و مطالبہ ہو تو اس کے لئے لڑکے کی اشیاء منقولہ کو بھی بیچنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ نیز ماں کو اپنے لڑکے کا بھی کوئی مال خواہ اشیاء منقولہ ہو یا غیر منقولہ بیچنے کا اختیار حاصل نہیں ہوتا اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک تو باپ کو بھی اشیاء منقولہ کے بیچنے کا اختیار نہیں ہے۔

باندی اور غلام کے نفقہ کے احکام و مسائل آقا پر اپنے غلام اور باندی کے اخراجات کی کفالت ضروری ہے خواہ ان میں ملکیت پوری ہو جسے خالص غلام یا ادھوری ہو جیسے مدبرہ اور ام ولد اور خواہ کس ہوں یا بڑی عمر والے اور خواہ اپاہج و معذور ہوں۔ یا بالکل تندرست و توانا ہوں۔ اگر کوئی شخص اپنے غلاموں کی کفالت سے انکار کرے تو وہ غلام اس بات کے مختار ہوں گے کہ محنت و مزدوری کریں اور جو کچھ کمائیں اس سے اپنے اخراجات پورے کریں اور اگر ان کے لئے کوئی مزدوری کا کام نہ ہو اور وہ کما کر اپنے اخراجات پورے نہ کر سکتے ہوں تو پھر قاضی و حاکم کی طرف سے آقا کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ ان غلاموں کو فروخت کر دے۔ اگر کسی شخص نے کوئی جانور خریدا تو اس پر جانور کے چارہ پانی کا انتظام کرنا واجب ہے لیکن اگر ان کو چارہ پانی دینے سے انکار کر دیا تو اس کو قانونی طور پر اس جانور کو فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ لیکن دیا نہ اور اخلاقی طور پر اس کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اس جانور کو فروخت کر دے یا اس کے چارہ پانی کا انتظام کرے۔

وجوب متاع پر فقہاء پر احناف کے دلائل کا بیان

علامہ ابو بکر رازی بھاص حنفی لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف امام محمد اور امام زفر کے نزدیک جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اس کو دخول سے پہلے طلاق دے دی گئی ہو اس کو متاع دینا واجب ہے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) **فَمَتَعُوْهُنَ اَنْ كُنتُمْ اَسْرًا**۔ یہ امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے الا یہ کہ اس کے خلاف استحباب پر کوئی دلیل قائم ہو اور وہ یہاں نہیں ہے نیز فرمایا: (آیت) **وَالْمَطْلَقَتُ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ**۔ (البقرہ: ۲۳۱) دستور کے مطابق متاع مطلقات کی ملکیت ہے کیونکہ لام تملیک کے لیے ہے اور جو چیز کسی کی ملکیت اور اس کا حق ہو اس کا ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور تیسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) **حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ** اور حق علی المتقین یہ وجوب کی تاکید ہے۔

(احکام القرآن ج ۱ ص ۲۲۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

متاع کے وجوب کے خلاف فقہاء مالکیہ کے دلائل کے جوابات

علامہ ابن عربی مالکی نے جو یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر متاع واجب ہوتی تو ہر مسلمان پر واجب ہوتی صرف متقین اور محسنین پر واجب نہ ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وجوب کی تاکید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ متاع محسنین اور متقین پر حق ہے اور حق سے زیادہ اور کوئی وجوب کے لیے مؤکد نہیں ہے جس طرح (آیت) **هٰدِيَ لِلْمُتَّقِينَ** سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن مجید تمام مسلمانوں کے لیے ہدایت نہ ہو اسی طرح (آیت) **حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ** سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقہ کی متاع ہر مسلمان پر واجب نہ ہو نیز اس کا معنی ہے جو تقویٰ اور احسان کی طرف رجوع کرنے والا ہو اور ہر مسلمان تقویٰ اور احسان کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ باقی یہ جو کہا ہے کہ اگر متاع واجب ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کی مقدار معین نہیں کی جاسکتی اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: خوشحال پر (یہ متاع) اس کے (حال کے) موافق ہے اور تنگ دست پر اس کے لائق ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے: **الْبَنَاتُ عَوْرَتِينَ** کچھ چھوڑ دیں یا جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ کچھ زیادہ دے دے۔ (تو درست ہے)

(البقرہ: ۲۳۷)

باب نفقۃ الحامل المبتوتۃ .

یہ باب ہے کہ جس حاملہ عورت کو طلاق بتہ دی گئی ہو اس کے خرچ کا حکم

3554 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ قَالَ

الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ بْنَ عُثْمَانَ طَلَّقَ ابْنَةَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ - وَأُمُّهَا حَمْنَةُ بِنْتُ قَيْسٍ - ابْنَةً فَأَمَرْتُهَا خَالَتُهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ بِالْإِنْتِقَالِ مِنْ بَيْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَسَمِعَ بِذَلِكَ مَرْوَانَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَى مَسْكِنِهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ تُخِيرُهُ أَنْ خَالَتُهَا فَاطِمَةُ أَفْتَتْهَا بِذَلِكَ وَأَخْبَرْتُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْتَاهَا بِالْإِنْتِقَالِ حِينَ طَلَّقَهَا أَبُو عُمَرَ بْنُ حَفْصٍ الْمَخْزُومِيُّ فَأَرْسَلَ مَرْوَانَ قَبِيصَةَ بْنَ ذُوَيْبٍ إِلَى فَاطِمَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا كَانَتْ تَعُوذُ أَبِي عُمَرَ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَى الْبَيْتِ خَرَجَ مَعَهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِعَطْلِيْقَةٍ وَهِيَ بَقِيَّةُ طَلَاقِهَا فَأَمَرَ لَهَا الْحَارِثُ بْنُ هِشَامٍ وَعَبَّاسُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ بِنَفَقَتِهَا فَأَرْسَلْتُ إِلَى الْحَارِثِ وَعَبَّاسٍ تَسْأَلُهُمَا النَّفَقَةَ الَّتِي أَمَرَ لَهَا بِهَا زَوْجُهَا فَقَالَا وَاللَّهِ مَا لَهَا عَلَيْنَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا وَمَا لَهَا أَنْ تَسْكُنَ فِي مَسْكِنِنَا إِلَّا بِإِذْنِنَا . فَزَعَمَتْ فَاطِمَةُ أَنَّهَا اتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَصَدَّقَهُمَا قَالَتْ فَقُلْتُ أَيْنَ أَنْتَقِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ "انْتَقِلِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ" . وَهُوَ الْأَعْمَى الَّذِي عَاتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ فَأَنْتَقِلْتُ عِنْدَهُ فَكُنْتُ أَضَعُ ثِيَابِي عِنْدَهُ حَتَّى أَنْكِحَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَعَمَتْ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ .

☆ ☆ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عثمان بیان کرتے ہیں: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو طلاق بتہ دے دی اس خاتون کی ماں حمہ بنت قیس تھیں اس خاتون کی خالہ فاطمہ بنت قیس نے اُسے یہ ہدایت کی کہ تم عبد اللہ بن عمرو کے گھر سے منتقل ہو جاؤ جب مروان کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے اس خاتون کو پیغام بھجوایا اور اسے یہ ہدایت کہ وہ اپنے گھر میں واپس چلی جائے اور اس وقت تک وہاں رہے جب تک اس کی عدت پوری نہیں ہو جاتی تو اس خاتون نے مروان کو جواب میں پیغام بھجوایا کہ اس کی خالہ فاطمہ بنت قیس نے اُسے یہ بات بتائی ہے اور انہوں نے یہ بات کہی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو یہ حکم دیا تھا کہ جب اس کے شوہر ابو عمرو بن حفص مخزومی نے انہیں طلاق دی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اپنے گھر سے منتقل ہو جائیں۔

مروان نے قبیسہ بن ذویب کو سیدہ فاطمہ کی خدمت میں بھیجا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو سیدہ فاطمہ نے بتایا وہ ابو عمرو کی اہلیہ تھیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر مقرر کیا تو ابو عمرو بھی ان کے ساتھ چلے

گئے پھر انہوں نے اس خاتون کو ایک طلاق بھجوا دی جو باقی رہ گئی تھی ان کے شوہر نے حارث بن ہشام اور عیاش بن ابورہیعہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو خرچ فراہم کر دیں اس خاتون نے حارث اور عیاش کو پیغام بھیجا اور اپنے خرچ کا مطالبہ کیا جس کے بارے میں ان کے شوہر نے انہیں ہدایت کی تھی تو ان دونوں صاحبان نے کہا: اللہ کی قسم! اس عورت کو کوئی ادائیگی کرنا ہم پر لازم نہیں ہے البتہ اگر یہ حاملہ ہوتی تو حکم مختلف ہوتا نہ ہی یہ عورت ہمارے گھر میں رہ سکتی ہے البتہ اگر ہم اس کو اجازت دیں تو پھر حکم مختلف ہوگا۔

فاطمہ بنت قیس بیان کرتی ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں صاحبان کی رائے کو درست قرار دیا سیدہ فاطمہ بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! پھر میں کہاں منتقل ہو جاؤں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ابن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ وہ نابینا شخص ہے یہ وہی صاحب ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں عتاب کا حکم نازل کیا تھا تو میں ان کے ہاں منتقل ہو گئی وہاں میں اپنے سر سے چادر وغیرہ اتار دیا کرتی تھی یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے اس خاتون کی شادی کرادی۔

وہ خاتون کہتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کر دئی تھی۔

لفظ "سراح" کے صریح ہونے یا نہ ہونے میں فقہی مذاہب

لفظ "السراح" جمہور فقہاء کے ہاں طلاق کے صریح الفاظ میں شامل نہیں ہوتا، اس لیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اسرحی کے الفاظ بولے تو اس سے طلاق کی نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

شافعیہ اور بعض حنابلہ کہتے ہیں کہ: یہ طلاق کے صریح الفاظ میں شامل ہوتا ہے، اس لیے اگر خاوند نے بیوی سے "اسرحی" کہا تو طلاق واقع ہو جائیگی، اور خاوند کا قول نیت نہ کرنا قبول نہیں ہوگا، الا یہ کہ اگر اس پر کوئی قرینہ دلالت کرے کہ وہ اس سے طلاق مراد نہیں لے رہا تھا۔

مثلاً اگر وہ بیوی سے فصل والی جگہ میں جلدی جانے کا کہنے کے بعد "اسرحی" کہے، اور شافعی حضرات میں سے ابن حجر مکی رحمہ اللہ کا فتویٰ ہے کہ: "اسرحی" کنایہ کے الفاظ میں شامل ہوتا ہے، کیونکہ یہ سرح بغیر شد کے میں سے ہے، نہ کہ سرح شد کے ساتھ، اور الرطبی نے نہایت المحتاج میں ذکر کیا ہے کہ: "جب خاوند طلاق کے صریح الفاظ بولے تو پھر خاوند کی یہ بات قبول نہیں کی جائیگی کہ اس نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا تھا، لیکن یہ کہ اگر اس پر کوئی قرینہ دلالت کرتا ہو، اور اس میں انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب وہ بیوی کو کہے: کھیت جلد جانے کا حکم دینے کے بعد اسرحی کا لفظ بولے تو اس کا قبول کیا جائیگا۔ (نہایۃ المحتاج 429/6)

اور مالکیہ یہ کہتے ہیں کہ: بغیر نیت کے ہی لفظ سراح سے طلاق واقع ہو جائیگی، کیونکہ ان کے ہاں بعض کے نزدیک یہ لفظ صریح میں شامل ہوتا ہے، یا پھر ظاہری طور پر لکھے جو نیت کا محتاج نہ ہو۔

راج جمہور کا مسلک ہے، اس لیے السراح یا سرحک یا اسرحی کے الفاظ سے طلاق اسی صورت میں واقع ہوگی جب وہ طلاق

کی نیت کرے گا۔

کی نیت کرے گا۔
 طلاق صریح کے الفاظ سے طلاق میں فقہی مذاہب
 علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: "قال (اور جب وہ کہے میں نے تجھے طلاق دی، یا میں نے تجھے علیحدہ کر دیا، یا میں نے
 تجھے چھوڑ دیا تو اسے طلاق لازم ہوگی) یہ اس کا تقاضہ کرتا ہے کہ صریح طلاق کے تین الفاظ ہیں الطلاق، الفراق، اور السراح اور ان
 سے بنائے جانے والے دوسرے صیغے۔
 طلاق کا صریح لفظ صرف ایک ہی ہے اور وہ طلاق اور اس

امام شافعی کا مسلک یہی ہے، اور ابو عبد اللہ بن حامد کا کہنا ہے کہ: طلاق کا صریح لفظ صرف ایک ہی ہے اور وہ طلاق اور اس سے بنائے جانے والے دوسرے صیغے۔

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور امام مالک علیہ الرحمہ رحمہما اللہ کا مسلک یہ ہے کہ علاوہ کوئی اور لفظ صریح نہیں، امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور امام مالک علیہ الرحمہ رحمہما اللہ کا مسلک یہ ہے کہ طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں؛ کیونکہ ظاہری کنایات نیت کے محتاج ہیں۔

باقی کنہ کے الفاظ کی طرح یہ بھی طلاق میں صریح نہیں ہوئے۔

باقی کن یہ کے الفاظ کی طرح یہ بھی طلاق میں صریح نہیں ہوئے۔
 پہلی دلیل یہ ہے کہ: کتاب اللہ میں یہ الفاظ خاوند اور بیوی کے مابین علیحدگی اور جدائی کے معنی میں وارد ہوئے ہیں، تو یہ اس
 میں طلاق کے الفاظ کی طرح صریح ہوئے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: (اچھے طریقہ سے روک لو، یا پھر اچھے طریقہ سے چھوڑ دو
)۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: (اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی وسعت میں سے غنی کر دے گا)۔
 (معنی، کتاب طلاق)

طلاق کے صریح الفاظ کا فقہی بیان

طلاق کے صریح الفاظ کا اپنی بیان
علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لفظ صریح مثلاً میں نے تجھے طلاق دی، تجھے طلاق ہے، تو مطلقہ ہے، تو طالق ہے،
میں تجھے طلاق دیتا ہوں، اسے مطلقہ۔ ان سب الفاظ کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی
یا ایک سے زیادہ کی نیت ہو یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے مگر اس صورت میں کہ وہ طلاق کو نہ جانتا تھا و یا نیت واقع نہ ہوگی۔
طلاخ، طلاغ، طلاک، تلاک، تلاکھ، تلاکھ، تلاخ، تلاح، تلاق، طلاق۔ بلکہ تو تنگے کی زبان سے، تلمات۔ یہ سب صریح
کے الفاظ ہیں، ان سب سے ایک طلاق رجعی ہوگی اگرچہ نیت نہ ہو یا نیت کچھ اور ہو۔ طلاق، طالاق، طالام الف قاف کہا اور نیت
طلاق ہو تو ایک رجعی ہوگی۔

اردو میں یہ لفظ کہ میں نے تجھے چھوڑا، صریح ہے اس سے ایک رجعی ہوگی، کچھ نیت ہو یا نہ ہو۔ یونہی یہ لفظ کہ میں نے فارغ خطی یا فخر خطی یا فار کھتی دی، صریح ہے۔

لفظ طلاق غلط طور پر ادا کرنے میں عالم و جاہل برابر ہیں۔ بہر حال طلاق ہو جائے گی اگرچہ وہ کہے میں نے دھمکانے کے

لیے غلط طور پر ادا کیا طلاق مقصود نہ تھی ورنہ صحیح طور پر بولتا۔ ہاں اگر لوگوں سے پہلے کہہ دیا تھا کہ میں دھمکانے کے لیے غلط لفظ بولوں گا طلاق مقصود نہ ہوگی تو اب اس کا کہا مان لیا جائیگا۔ (در مختار، باب مرجع، ج ۳، ص ۳۶، بیروت)

حاملہ عورت سے رجوع کرنے کا بیان

جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور وہ عورت حمل کی حالت میں ہو اور اس کے ہاں بچے کی پیدائش ہو جائے اور مرد دعویٰ کر دے میں نے تو اس عورت کے ساتھ صحبت ہی نہیں کی ہے تو مرد کو رجوع کا اختیار ہوگا کیونکہ جب حمل کا ظہور اتنے عرصے میں ہو کہ اسے شوہر سے منسوب کیا جاسکے تو وہ اسی شوہر کا شمار ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے۔“ یہ معاملہ اس مرد کے صحبت کرنے کی دلیل بھی بن جائے گا۔ اسی طرح بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا تو وہ مرد وطی کرنے والا شمار ہوگا لہذا جب وطی ثابت ہو جائے تو ملکیت مستحکم ہو جائے گی۔ ملکیت میں جو بھی طلاق دی جائے گی اس کے بعد رجوع کی گنجائش ہوگی۔ اور شریعت کی تکذیب کی دلیل سے شوہر کا بیان غلط قرار دیا جائے گا۔ کیا یہ بات طے شدہ نہیں ہے: وطی سے ”اخصان“ ثابت ہو جاتا ہے تو رجوع کرنے کا صحیح ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ مذکورہ مسئلے کی صورت یہ ہے: مرد کے طلاق دینے سے پہلے خاتون نے بچے کو جنم دیا ہو کیونکہ اگر طلاق دینے کے بعد بچے کی پیدائش ہوئی تو بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی عورت کی عدت ختم ہو جائے گی اور رجوع کی کوئی گنجائش نہیں رہے گی۔

اگر شوہر نے بیوی کے ساتھ خلوت کی دروازہ بند کر دیا یا پردہ لٹکا دیا اور پھر یہ کہہ دیا: میں نے اس کے ساتھ صحبت نہیں کی اور پھر عورت کو طلاق دیدی تو اسے رجوع کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ نکاح کی ملکیت وطی کرنے سے مؤکدہ ہوتی ہے لیکن شوہر نے صحبت نہ کرنے کا اقرار کر لیا ہے تو اس کی ذات کے بارے میں تصدیق کی جائے گی کیونکہ رجوع کرنے کا حق بنیادی طور پر مرد کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے اسے جھٹلایا نہیں جائے گا۔ جبکہ اس عورت کے مہر کا حکم اس سے مختلف ہے کیونکہ اس کے طے شدہ مہر کا تعلق اس وقت ہوتا ہے جب عورت خود کو مرد کے سپرد کر دے اس میں مرد کا تمتع کرنا شرط نہیں ہے۔ اس کے برخلاف پہلی صورت کا حق مختلف ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

باب الْأَقْرَاءِ .

یہ باب اقراء کے بیان میں ہے

3555 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ

3555 - أخرجه أبو داود في الطهارة، باب في المرأة تستحاض و من قال: تدع الصلاة في عدة الأيام التي كانت تحيض (الحديث 280). وأخرجه النسائي في الطهارة، ذكر الأقراء (الحديث 211)، وفي الحيض والاستحاضة، ذكر الأقراء (الحديث 356). والحديث عند أبي داود في الطهارة، باب في المرأة تستحاض و من قال: تدع الصلاة في عدة الأيام التي كانت تحيض (الحديث 281)، و باب من قال: اذابت الحبيصة تدع الصلاة (الحديث 286) و النسائي في الطهارة ذكر الاغتسال من الحيض (الحديث 201)، و في الحيض والاستحاضة، ذكر الاستحاضة و اقبال الدم و ادبار (الحديث 34800)، و باب الفرق بين دم الحيض والاستحاضة (الحديث 360).

أَبَى حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَسَجِ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ أَبِي حُبَيْشٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَتَ إِلَيْهِ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ فَانْظُرِي إِذَا أَتَاكَ قُرْوُوكِ فَلَا تُصَلِّي فَإِذَا مَرَّ قُرْوُوكِ فَلْتَطْهَرِي" - قَالَ - ثُمَّ صَلَّى مَا بَيْنَ الْقُرْءِ إِلَى الْقُرْءِ .

☆☆ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں: سیدہ فاطمہ بنت ابوحیش نے بیان کیا کہ یہ بات بتائی ہے وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے سامنے خون خارج ہونے کی شکایت کی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

یہ ایک رگ کا خون ہے، تم اس بات کا جائزہ لیتی رہو جب تمہیں حیض آجائے تو تم اس وقت نماز ادا نہ کرنا پھر جب تمہارا حیض گزر جائے تو تم پاک ہو جاؤ گی پھر تم ایک حیض سے دوسرے حیض (تک کے درمیانی عرصے میں) نماز ادا کرتی رہو۔

حیض کا لغوی اور اصطلاحی معنی کا بیان

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: جو خون رحم سے وقت مخصوص میں وصف مخصوص کے ساتھ خارج ہو اس کو حیض کہتے ہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: لغت میں حیض کا معنی ہے: سیلان (بہنا) جب کوئی وادی بہنے لگے تو کہتے ہیں: حاض الوادی اوقات مخصوص میں خون بہنے کی وجہ سے اس خون کو حیض کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں حیض اس صفت شرعیہ کو کہتے ہیں جو ان کاموں کے کرنے سے مانع ہو جن کے لیے حیض سے پاک ہونا شرط ہے مثلاً نماز پڑھنا قرآن مجید کو چھونا روزہ رکھنا مسجد میں داخل ہونا اور عمل زوجیت کرنا۔

علامہ ہکملی نے حیض کی یہ تعریف کی ہے: وہ خون جو بالغہ کے رحم سے بغیر وقت ولادت کے خارج ہو۔ رحم کی قید سے استثناء خارج ہو گیا کیونکہ یہ خون ایک رگ سے خارج ہوتا ہے اور یہ افعال مذکورہ سے مانع نہیں ہے رحم اس طرف کو کہتے ہیں جس میں بچہ ہوتا ہے یعنی بچہ دانی اور بغیر وقت ولادت کی قید سے نفاس خارج ہو گیا (نفاس بھی افعال مذکورہ سے مانع ہے) ولادت کے بعد عورت کے رحم سے جو خون نکلتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں:

حیض کا سبب یہ ہے کہ حضرت حواء نے شجر ممنوع کھا لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حیض میں مبتلا کر دیا امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض کے متعلق فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر اس کو مقدر کر دیا ہے حیض کا رکن یہ ہے کہ خون رحم سے نکل کر فرج داخل کے باہر آجائے اگر وہ خون فرج داخل ہی میں رہے تو وہ حیض نہیں ہے۔ (المفردات ص ۱۸۸ مطبوعہ المکتبۃ الرضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

ایام حیض کے تعیین میں مذاہب ائمہ کا بیان

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور رات ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے اور عموماً حیض چھ یا سات دن ہوتا ہے اور دو حیضوں کے درمیان کم از کم طہر (پاکیزگی کے ایام) کی مدت پندرہ دن ہے۔

(الدر المختار علی رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۹-۱۸۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ دردمانکی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔

(روضة الطالبین ج ۱ ص ۲۳۸-۲۳۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔ (المغنی ج ۱ ص ۱۸۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: حیض کی کم از کم تین دن اور تین راتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔

(در مختار علی حاشیہ رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۵ھ)

فقہاء احناف کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں: امام دارقطنی روایت کرتے ہیں: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کنواری اور شادی شدہ عورت کا حیض تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتا دس دن کے بعد نکلنے والا خون استحاضہ ہے۔ حائضہ ایام حیض کے بعد کی نمازوں کی قضا کرے۔ حیض میں سرخی مائل سیاہ گاڑھا کون ہوتا ہے اور استحاضہ میں زرد رنگ کا پتلا خون ہوتا ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۸ مطبوعہ نشر السنۃ لمٹان)

امام دارقطنی نے ایک اور سند سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۸ مطبوعہ نشر السنۃ لمٹان)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیض کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے۔ (سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۹ مطبوعہ نشر السنۃ لمٹان)

امام دارقطنی نے ان احادیث کی سند کو ضعیف کہا ہے لیکن تعداد اسانید کی وجہ سے یہ احادیث حسن لغیرہ ہو گئیں اور ان سے استدلال صحیح ہے نیز ان احادیث کی تقویت حسب ذیل آثار سے ہوتی ہے:

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں: معاویہ بن قرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ وکیع نے کہا: حیض تین سے دس دن تک ہے اس کے علاوہ استحاضہ ہے۔

(سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۰ مطبوعہ نشر السنۃ لمٹان)

امام دارقطنی نے ایک اور سند سے بھی یہ اثر بیان کیا اور سفیان کا بھی یہی قول نقل کیا ہے

(سنن دارقطنی ج ۱ ص ۲۱۰ مطبوعہ نشر السنۃ لمٹان)

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ متعدد اسانید کے ساتھ چھ صحابہ سے منقول ہے کہ حیض کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

(رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: امام ابن عدی نے کامل میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دن سے کم حیض نہیں ہوتا اور دس دن سے زیادہ حیض نہیں ہوتا۔ (فتح اللہ ج ۱ ص ۱۴۳ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رمنویہ بکھر)

امام ابن جوزی نے علل تنہا یہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ (العلل التنہا یہ مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد ۱۴۰۱ھ)

حیض نفاس اور استحاضہ میں مبتلا خواتین کے مسائل کا بیان

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: (۱) حالت حیض میں طہارت (پاکیزگی) کے حصول کیلئے وضو کرنا منع ہے منافی کے لیے غسل کرنا جائز ہے جیسے دوران حج بدن صاف کرنے کے لیے غسل کرتے ہیں اسی طرح جن وضائف کے پڑھنے کی اس کی عادت ہو مثلاً تکبیر تہلیل درود شریف ان کے لیے وضو کرنا جائز ہے کیونکہ فقہاء نے کہا ہے کہ حائضہ کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت وضو کر کے اتنی دیر جائے نماز پر بیٹھ کر وظیفہ پڑھتی رہے جتنی دیر میں وہ نماز پڑھتی تھی تاکہ اس کی نماز کی عادت قائم رہے اس عمل سے اس کو بہترین نماز پڑھنے کا اجر ملے گا۔

(۲) حیض کی حالت میں نماز پڑھنا منع ہے خواہ کسی قسم کی نماز ہو یا سجدہ شکر ہو حالت حیض میں جو نمازیں ہو گئیں ان کی قضا نہیں ہے۔

(۳) حائضہ کا اعتکاف کرنا منع ہے اور اگر دوران اعتکاف اس کو حیض آ گیا تو اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(۴) حالت حیض میں طواف صدر (وداع) ممنوع ہے۔

(۵) حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے۔

(۶) حیض آنے سے لڑکی بالغ ہو جاتی ہے۔

(۷) عدت پوری ہونے کا تعلق بھی حیض سے ہے آزاد عورت کی عدت تین حیض ہے اور باندی کی عدت دو حیض ہے۔

(۸) استبراء کا تعلق بھی حیض سے ہے جب مال غنیمت سے کوئی باندی ملے یا کسی باندی کو خریدے تو ایک حیض تک اس سے

وطنی نہ کرے ایک حیض گزر جانے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس کے رحم میں استقرار نطفہ ہے یا نہیں۔

(۹) حیض منقطع ہونے کے بعد غسل کرنا واجب ہے۔

(۱۰) رمضان کے روزہ کے کفارہ اور قتل کے کفارے میں مسلسل روزے رکھے جاتے ہیں اگر ان روزوں کے درمیان مانعہ

کو حیض آ گیا تو اس کا تسلسل نہیں ٹوٹے گا۔

(۱۱) حائضہ عورت پر روزہ رکھنا منع ہے لیکن وہ ان فوت شدہ روزوں کی قضا کرے گی اس نے نفل روزہ شروع کیا اور پھر حیض

آ گیا تو اس کی قضا کرے گی۔

(۱۲) حائضہ عورت کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔

(۱۳) حائضہ کے لیے کعبہ کا طواف کرنا منع ہے۔

(۱۴) حائضہ کی ناف سے گھٹنے تک اس کے شوہر کا قریب ہونا منع ہے۔

(۱۵) تلاوت قرآن کے قصد سے قرآن پڑھنا منع ہے البتہ دعا کے قصد سے سورۃ فاتحہ یا کسی اور آیت کو پڑھنا یا تبرک کے

قصد سے بسم اللہ پڑھنا جائز ہے۔

(۱۶) قرآن مجید کو چھونا منع ہے خواہ وہ متصل یا منفصل غلاف میں ہو۔

(۱۷) اللہ کا ذکر کرنا تسبیح کرنا قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے اسی طرح عید گاہ میں جانا جائز ہے۔

(۱۸) ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کے بعد کھانا پینا جائز ہے اور ہاتھ منہ دھوئے بغیر جنبی کے لیے کھانا مکروہ ہے حائضہ کے لیے مکروہ نہیں ہے۔

(۱۹) جب اکثر مدت پوری ہو چکے بعد حیض منقطع ہو (یعنی دس دن کے بعد) تو شوہر کا اس کے ساتھ بغیر اس کے غسل کے وطی کرنا جائز ہے اور غسل کے بعد وطی کرنا مستحب ہے۔

(۲۰) اگر کم مدت گزرنے کے بعد اس کا حیض منقطع ہو تو حائضہ وضو کرے اور آخری وقت میں نماز پڑھے۔

(۲۱) اگر حائضہ کے ایام مقرر ہیں اور اس سے کم وقت میں حیض منقطع ہو گیا تو اس کے شوہر کے لیے اس سے مباشرت جائز نہیں ہے البتہ وہ احتیاط نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔

(۲۲) اگر حیض کم مدت میں منقطع ہو گیا تو شوہر کا اس سے اس وقت تک وطی کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ غسل نہ کرے۔

(۲۳) اگر حیض منقطع ہونے کے بعد حائضہ نے نماز کا اتنا وقت پالیا جس میں تکبیر تحریمہ پڑھی جاسکتی ہے تو اس پر وہ نماز فرض ہوگئی اور اس کی قضا کرے گی۔

(۲۴) جو شخص حائضہ عورت سے حلال سمجھ کر مباشرت کرے وہ کافر ہو جائے گا۔

(۲۵) مدت حیض سے کم یا مدت حیض کے بعد آنے والا خون استحاضہ ہے اس کا حکم اس طرح ہے جس طرح کسی معذور شخص کی ناک سے ہمیشہ خون جاری ہو تو اس سے نماز روزہ ساقط نہیں ہوتا اسی طرح مستحاضہ سے بھی نماز روزہ ساقط نہیں ہوتا۔ اس کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ وہ نماز کے ایک وقت میں وضو کرے یہ وضو اس پورے وقت میں شرعاً قائم رہے گا بشرطیکہ کسی اور وجہ سے وضو نہ ٹوٹے وہ اس وضو سے پورے وقت میں تمام عبادتیں کر سکتی ہے اور وقت ختم ہونے کے بعد اسے دوسرے وقت کے لیے وضو کرنا ہوگا۔

(۲۶) ولادت کے بعد رحم سے جو خون نکلتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔ اس کے کم ہونے کی کوئی حد نہیں ہے اور اکثر نفاس کی حد چالیس دن ہے اور چالیس دن کے بعد جو خون آتا ہے وہ استحاضہ ہے استحاضہ کے دوران وہ نمازیں پڑھے گی اور روزے رکھے گی اور معذور شخص کی طرح وضو کرے گی۔

(۲۷) نفاس کا خون نکلنے سے عدت پوری ہو جاتی ہے خواہ وہ عدت طلاق ہو یا عدت وفات ہو۔

(۲۸) حیض اور نفاس میں مبتلا دونوں عورتیں ان ایام میں نماز نہیں پڑھیں گی اور ان پر ان ایام کی قضا نہیں ہے البتہ ان ایام میں اگر رمضان کے روزے آگئے تو روزے نہیں رکھیں گی بعد میں فوت شدہ روزوں کی قضا کریں گی۔

باب نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ .

یہ باب ہے کہ تین طلاقیں ہو جانے کے بعد رجوع کرنے کی اجازت منسوخ ہے

3556 - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّخَوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (مَا يَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا) وَقَالَ (وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنْزِلُ) الْآيَةُ وَقَالَ (يَمْحُو اللَّهُ مَا بَشَاءُ وَبُشِّئَ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ) فَأَوَّلُ مَا نُسِخَ مِنَ الْقُرْآنِ الْقِبْلَةُ وَقَالَ (وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ) إِلَى قَوْلِهِ (إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا) وَذَلِكَ بِأَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَنُسِخَ ذَلِكَ وَقَالَ (الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ فِيمَا سَأَلَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِحْسَانٍ) .

☆☆☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

(ارشاد باری تعالیٰ ہے:)

”ہم جو آیت منسوخ کرتے ہیں یا جسے بھلا دیتے ہیں ہم اس سے بہتر لے آتے ہیں یا اس کی مانند لے آتے ہیں۔“

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت کو تبدیل کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے اس چیز کے بارے میں جو وہ نازل کرتا ہے۔“

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے اس کے پاس اُم الکتاب ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں قرآن میں سب سے پہلے قبلہ کا حکم منسوخ ہوا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور طلاق یافتہ عورتیں تین قروء تک اپنے آپ کو روکے رکھیں گی ان کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے وہ اس چیز کو چھپا

دیں جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے۔“

یہ آیت یہاں تک ہے: ”اگر وہ اصلاح کا ارادہ کریں۔“

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے پہلے کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تھا تو وہ اس سے رجوع

3556- اشرحہ ابو داؤد فی الطلاق، باب نسخ المراجعة بعد الطلقات الثلاث (الحديث 2195) محصراً، والحديث عبد أبي داؤد فی

الطلاق، باب في نسخ ما استثنى من عدة المطلقات (الحديث 2282) و السانئ في الطلاق، ما استثنى من عدة المطلقات (الحديث 3499)

نحمة اشرف (6253)

کرنے کا حق رکھتا تھا اگرچہ اس نے اس عورت کو تین طلاقیں دی ہوں پھر قرآن نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور رشا باری آسانی ہے۔

”طلاق دو مرتبہ ہوتی ہے پھر معروف طریقے سے روکنا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔“

شرح

امام رازی نے الطلاق مرتنان کا شان نزول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر یہ شکایت کی کہ اس کا شوہر اس کو بار بار طلاق دیتا ہے اور پھر رجوع کر لیتا ہے جس کی وجہ سے اس کو ضرر ہوتا ہے۔ اس پر موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (آیت) الطلاق مرتن فامساک بمعروف او تسریح باحسان (البقرہ ۲۲۹) ترجمہ: دوبارہ طلاق دینے کے بعد دستور کے مطابق عدت میں روکنا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(آیت) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ فان طلقها فلا جناح علیہما ان یتراجعا ان ظنا ان یقیمَا حدود اللہ۔ (البقرہ ۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر اسے (تیسری) طلاق دے دی تو وہ عورت اس (تیسری طلاق) کے بعد اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ (وہ عورت) اس کے علاوہ کسی اور مرد سے نکاح کرے پھر اگر (دوسرا خاوند) اس کو طلاق دے دے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ (دوسرا خاوند کی عدت گزارنے کے بعد) وہ آپس میں رجوع کر لیں اگر وہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔

ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے نتائج کا بیان

چونکہ تیسری طلاق آخری حد ہے اور اس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں ہے اس لیے تیسری طلاق دینے سے پہلے بہت سوچ و بچار اور غور و خوض کرنا چاہیے اور اس آخری قدم اٹھانے سے پہلے دوستوں اور رشتہ داروں سے مشورہ بھی کر لینا چاہیے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اسلام کی ہدایت کے مطابق طلاق وقفہ وقفہ سے دی جائے اگر ایک مجلس میں بیک وقت تین طلاقیں دے دی گئیں تو پھر بعد میں پریشانی اور پشیمانی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوگا اس لیے بکثرت احادیث اور آثار میں بیک وقت تین طلاقیں دینے کو معصیت اور گناہ فرمایا ہے لیکن اگر کسی شخص نے بد قسمتی سے معصیت کا ارتکاب کر کے ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو اس کو اب صبر و استقامت اور حوصلہ سے اس اقدام کے نتیجہ اور انجام کا سامنا کرنا چاہیے اور اپنے ہاتھوں کی ہوئی اس علیحدگی کو قبول کر لینا چاہیے۔ حلالہ کا مکڑوہ حیلہ اختیار کرے نہ غیر مقلد مولویوں کے خلاف شرع فتویٰ پر عمل کرنے کے لیے در بدر مارا مارا پھرے کیونکہ تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دینا عقل اور درایت کے بھی خلاف ہے اور قرآن اور حدیث کے بھی خلاف ہے۔ عدوی معاملات میں یہ کہیں نہیں ہوتا کہ کوئی شخص تین یا پانچ یا دس عدد کو ایک عدد قرار دے اور اگر کوئی شخص دس روپوں کو ایک روپیہ قرار دے تو یہ منطق اور قنوں دونوں کے خلاف ہے پھر تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیتے وقت ان لوگوں کی منطق کہاں رخصت ہو جاتی ہے۔

نسخ کی تحقیق کا بیان

یہود مسلمانوں سے حسد اور بغض رکھتے اور ان پر اعتراض کرنے اور دین اسلام میں طعن کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا قبلہ بدلا اور مسلمان مسجد اقصیٰ کے بجائے مسجد حرام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے تو یہود نے کہا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب کو پہلے ایک حکم دیتے ہیں اور پھر اس سے منع کر دیتے ہیں سو یہ قرآن ان ہی کا بنایا ہوا ہے اس لیے اس کے احکام متضاد ہیں تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ہم جس آیت کو منسوخ یا مکر کرتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت لاتے ہیں۔

نسخ کے دو معنی کا بیان

لغت میں نسخ کے دو معنی ہیں ایک معنی لکھنا اور نقل کرنا اس اعتبار سے تمام قرآن منسوخ ہے یعنی لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے بیت العزت کی طرف نقل کیا گیا ہے قرآن مجید میں نسخ کا لفظ لکھنے اور نقل کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے:

(آیت) انا کنا نستنسخ بمما کتم تعملون . (الباقیہ: ۲۹)

ترجمہ: بیشک ہم لکھتے رہے جو کچھ تم کرتے تھے۔

نسخ کا دوسرا معنی ہے: کسی چیز کو باطل اور زائل کرنا اور اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کسی چیز کو زائل کر کے دوسری چیز کو اس کے قائم مقام کر دیا جائے جیسے عرب کہتے ہیں کہ بڑھا پے نے جوانی کو منسوخ کر دیا یعنی جوانی کے بعد بڑھا پا آ گیا اور زیر بحث آیت میں ہے: ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری آیت لاتے ہیں۔ اس کی تعریف یہ ہے دلیل شرعی سے کسی حکم شرعی کو زائل کرنا۔

(ب) کسی چیز کا قائم مقام کیے بغیر اس کو زائل کر دیا جائے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم اس کو محو کر دیتے ہیں یعنی ہم تمہارے ذہنوں اور دلوں سے اس آیت کو نکال دیتے ہیں پس وہ آیت یاد آتی ہے نہ اس کو پڑھا جاتا ہے اس کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف میں امام طحاوی اور امام سعید بن منصور نے امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے اور ابن الانباری نے مصاحف میں امام دارقطنی نے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح سند کے ساتھ امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام انصاری نے الختارۃ میں زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مجھ سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سورۃ احزاب میں کتنی آیات پڑھتے ہو؟ میں نے تہتر آیات حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یاد ہے کہ سورۃ احزاب سورۃ بقرہ کے برابر یا اس سے بھی بڑی تھی اور ہم نے اس میں یہ آیت پڑھی تھی کہ جب بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت زنا کریں تو ان کو رجم کر دے اللہ کی طرف سے عبرت والے سزا ہے اور اللہ عزیز اور حکیم ہے پھر ان میں سے جو آیتیں محو کر دی گئیں وہ محو کر دی گئیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے سورۃ احزاب پڑھی تھی مجھے اس کی ستر آیتیں بھلا دی گئی ہیں جن کو اب میں نہیں پاتا۔

امام ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ امام ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورۃ احزاب میں دو سو آیتیں پڑھی جاتی تھیں اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کو لکھا تو وہ صرف اتنی آیات لکھنے پر قادر ہوئے جواب ہیں۔ (در منثور ج ۵ ص ۱۸۰-۱۷۹ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ النجفی ایران)

شیخ اور بداء کے فرق کا بیان

یہود نے شیخ کا انکار کیا ہے اور ان کے خلاف یہ دلیل ہے کہ تورات میں مذکور ہے کہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی شریعت میں خون کے سوا ہر چیز حلال تھی پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے بہت سے حیوان حرام کر دیئے اور حضرت آدم (علیہ السلام) کی شریعت میں بہن کا بھائی سے نکاح جائز تھا اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت میں اللہ نے اس کو حرام کر دیا اور پہلے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کریں پھر اس حکم کو منسوخ کر دیا اور پہلے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ پھنڑے کی پرستش کرنے والوں کو قتل کریں اور ستر ہزار اسرائیلیوں کے قتل کے بعد اس حکم کو منسوخ کر دیا اور یہ بداء نہیں ہے بلکہ ایک عبارت سے دوسری عبارت کی طرف اور ایک حکم سے دوسرے کی طرف منتقل کرنا ہے اور میں کوئی مصلحت ہوتی ہے اور کسی حکم کا اظہار ہوتا ہے بداء اس وقت ہوتا جب حکم دینے والے کو اس حکم کے انجام کا علم نہ ہوتا اور جس کو اپنے حکم کے نتیجہ کا علم ہو اور وہ مصلحت کے تبدیل ہونے سے اپنے احکام تبدیل کرتا ہو وہ بداء نہیں ہوتا جیسے ماہر ڈاکٹر کو مریض کے احوال کا علم ہوتا ہے اور وہ نسخہ بدل بدل کر دوائیں لکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام اور خطابات تبدیل ہوتے ہیں اور علم اور ارادہ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔

یہود نے شیخ اور بداء کو ایک چیز قرار دیا اسی وجہ سے انہوں نے بداء کو ناجائز کہا نہ اس نے کہا: شیخ اور بداء میں فرق یہ ہے کہ شیخ میں عبارت کے ایک حکم کو دوسرے حکم سے بدل دیا جاتا ہے مثلاً پہلے کوئی چیز حلال تھی پھر اس کو حرام کر دیا یا اس کے برعکس اور بداء اس کو کہتے ہیں کہ آدمی ایک کام کا ارادہ کرے پھر اس کو ترک کر دے مثلاً ایک شخص کہے: فلاں آدمی کے پاس جاؤ پھر اس کو خیال آئے کہ اس کے پاس نہ جانا بہتر ہے تو وہ اپنے اس قول سے رجوع کر کے کہے: وہاں مت جاؤ اور یہ انسانوں کو عارض ہوتا ہے کیونکہ ان کا علم ناقص ہے اور مآل کار کو محیط نہیں ہے مثلاً کوئی شخص کہے: اس سال فلاں چیز کو کاشت کرو پھر اس کو خیال آئے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے اور کہے: یہ کاشت نہ کرو تو یہ بداء ہے اور اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اس کے حق میں یہ تصور نہیں ہے۔

علماء شیعہ اللہ تعالیٰ کے حق میں بداء کے قائل ہیں شیخ کلینی روایت کرتے ہیں ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے اس آیت بحوالہ اللہ مایشاء ویشبت کے متعلق فرمایا: اللہ اسی چیز کو مٹاتا ہے جو ثابت تھی اور اسی چیز کو ثابت کرتا ہے جو نہیں تھی۔

(الاصول سن الکافی ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تبران)

شیخ طباطبائی اس حدیث کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: بداء ان اوصاف میں سے ہے جن کے ساتھ ہمارے افعال اختیار یہ متصف ہوتے ہیں کیونکہ ہم کسی مصلحت کے علم کی وجہ سے کسی فعل کو اختیار کرتے ہیں پھر ہمیں کسی اور مصلحت کا علم ہوتا ہے جو پہلی مصلحت

کے خلاف ہوتی ہے پھر ہم پہلے ارادہ کے خلاف ارادہ کرتے ہیں کیونکہ جو چیز ہم سے پہلے مخفی تھی وہ اب ظاہر ہوئی ہے اور اسی کو بداء کہتے ہیں کیونکہ بداء کا معنی ظہور کے خلاف ہے، (الی قولہ) یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمام موجودات اور حوادث کا واقع کے مطابق علم ہے اور اس علم میں مطلقاً بداء نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا ایک علم وہ ہے جو اشیاء کے مبادی اس کے مقصیات اور شرائط اور اس کے موانع کے عدم کے ساتھ متعلق ہے (مثلاً فلاں چیز ہو اور فلاں نہ ہو تو فلاں چیز ہوگی جیسے بارش ہو اور سیلاب نہ آئے تو فصل اچھی ہوگی) اور اس علم میں یہ ممکن ہے کہ جس چیز کا ہونا اللہ کے نزدیک ظاہر تھا وہ کسی شرط کے عدم یا کسی مانع کے وجود کی وجہ سے نہ ہو اور پھر اللہ کو معلوم ہو کہ وہ چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا (آیت) **يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ** اس سے یہی مراد ہے۔

(حاشیہ المصول من الکافی ج ۱ ص ۱۳۶ مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تبران)

شیخ طباطبائی نے علم کی جو دوسری قسم بیان کی ہے وہ مخلوق کا علم تو ہو سکتا ہے خالق اور عالم الغیب کی شان کو پہلے علم نہ ہو اور اس پر یہ چیز بعد میں ظاہر ہو اور بداء کہلائے اور اس آیت سے مراد تقدیر متعلق ہے مثلاً کسی شخص کی عمر چالیس سال لکھ دی پھر اس نے کوئی نیکی کی یا کسی نے دعا کی تو اس کی عمر بڑھا کر پچاس سال کر دی اور چالیس سال کو مٹا دیا اور اگر نیکی نہیں کی یا کسی نے دعا نہیں کی تو چالیس سال کو برقرار رکھا لیکن یہ اس کا علم نہیں ہے اس کو لوح محفوظ میں اس لیے لکھا ہے کہ نیکی اور دعا کی فضیلت ظاہر ہو۔

خبر کے منسوخ ہونے یا نہ ہونے کا اختلاف کا بیان

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اخبار میں نسخ واقع ہوتا ہے یا نہیں جمہور کا موقف ہے کہ نسخ صرف اوامر اور نواہی (احکام) کے ساتھ مخصوص ہے خبر منسوخ نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی خبر دی ہے اگر وہ منسوخ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں کذب لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر خبر کسی حکم شرعی کو متضمن ہو تو اس کا منسوخ ہونا جائز ہے اور اس کی مثال یہ آیت ہے:

(آیت) **وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا** (النحل: ۶۷)

ترجمہ: اور کھجور اور انگور کے بعض پھل ہیں جن سے تم سکر اور اچھا رزق بناتے ہو۔

سکر کا ایک معنی ہے: سرکہ اور دینا مشروب اور سکر کا دوسرا معنی ہے: نشہ آور مشروب اگر اس کا معنی سرکہ یا میٹھا مشروب ہو تو پھر اس کا نسخ سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ابن جبیر نخعی اور ابو ثور کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نشہ آور مشروب اور خمر ہے اور یہ آیت کی ہے اور خمر (انگور کی شراب) کے حرام ہونے سے پہلے نازل ہوئی ہے یہ آیت اس حکم شرعی کو متضمن ہے کہ خمر حلال ہے اور سورۃ مائدہ میں جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی خمر کو حرام کر دیا گیا۔ بہر حال اس سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر خبر کسی حکم شرعی کو متضمن ہو تو اس پر نسخ وارد ہو سکتا ہے۔

نسخ اور تخصیص کے فرق کا بیان

جب عام میں تخصیص کی جاتی ہے تو اس تخصیص پر بھی نسخ کا گمان کیا جاتا ہے حالانکہ تخصیص نسخ نہیں ہے کیونکہ نسخ کی تعریف ہے: دلیل شرعی سے کس حکم شرعی کا اٹھا دینا اور تخصیص کی تعریف ہے: عام کو اس کے بعض افراد میں منحصر کر دینا ہر چند کہ دونوں کی

تعریفیں الگ الگ ہیں لیکن ان دونوں میں قوی مشابہت ہے کیونکہ نسخ میں حکم کو بعض زمانہ کے ساتھ خاص کر دیا جاتا ہے اور تخصیص میں بعض افراد سے حکم کو ساقط کر دیا جاتا ہے اس کے باوجود ان دونوں میں حسب ذیل وجوہ سے فرق ہے:

(۱) تخصیص کے بعد عام مجاز ہے کیونکہ عام کے لفظ کو کل افراد کے لیے وضع کیا گیا ہے اور اس کا قرینہ تخصیص ہے اور یہ مجاز کی علامت ہے اور جو نص منسوخ ہوگی وہ اسی طرح حقیقت ہے اور وہ اپنے مدلول کے لحاظ سے تمام زمانوں کو شامل ہے البتہ نسخ نے اس پر دلالت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں وقت تک اس حکم پر عمل کرانے کا ارادہ کیا ہے۔

(۲) تخصیص سے جو افراد خارج ہو گئے وہ لفظ عام سے مراد نہیں ہوتے اور جو حکم منسوخ ہو گیا وہ اس لفظ سے مراد ہوتا ہے۔

(۳) جو نص منسوخ ہو جائے اس سے استدلال کرنا باطل ہے اور تخصیص کے بعد بھی عام اپنے باقی ماندہ افراد میں حجت ہوتا ہے۔

(۴) نسخ صرف کتاب اور سنت سے ہوتا ہے اور تخصیص حس اور عقل سے بھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت ہود (علیہ السلام) نے قوم عاد سے فرمایا:

(آیت) بل هو ما استعجلتم به ریح فیہا عذاب الیم . قد مر کل شیء بامر ربہا . (الحقاف: ۲۵-۲۴)

ترجمہ: بلکہ یہ وہ (عذاب) ہے جس کو تم نے جلدی طلب کیا ہے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ یہ آندھی ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے برباد کر دے گی۔

ہر چیز کے عموم میں زمین اور آسمان بھی شامل ہیں اور حس ان کی تخصیص ہے کیونکہ اس آندھی سے زمین اور آسمان برباد نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بدھ نے بلیقیس کے متعلق بیان کیا:

(آیت) و اوتیت من کل شیء ولہا عرش عظیم . (النمل: ۲۳)

ترجمہ: اور اس کو ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا بہت بڑا تخت ہے۔

ظاہر ہے کہ بلیقیس کے پاس ہر چیز نہیں تھی اور حس اس کی تخصیص ہے کہ اس کے پاس حضرت سلیمان (علیہ السلام) اور اس کے درباری نہیں تھے اور موجودہ دور کی ایجادات بلیقیس کے پاس نہیں تھیں۔

(آیت) ان اللہ علی کل شیء قدیر . (البقرہ: ۲۰)

ترجمہ: بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے عموم کی عقل تخصیص ہے کیونکہ واجب اور محال اللہ کی قدرت میں نہیں ہیں یعنی اپنا شریک بنانا اور اپنے آپ کو معدوم کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں ہیں۔

(۵) جمہور کے نزدیک خبر میں نسخ نہیں ہوتا اور تخصیص خبر میں بھی ہوتی ہے۔

نسخ اور تقیید کے فرق کا بیان

بعض عبارات میں کسی خبر کو مطلق بیان کیا جاتا ہے اور بعض دوسری عبارات میں اس خبر کی تقیید بیان کر دی جاتی ہے اس تقیید کو

بھی بعض علماء نسخ گمان کر لیتے ہیں، حالانکہ یہ اطلاق اور تقیید کے باب سے ہے نسخ نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) اجیب دعوة الداء اذا دعان : (البقرہ: ۱۸۶)

ترجمہ: جب کوئی شخص دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

بہ ظاہر اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مطلق ہے اور اللہ تعالیٰ ہر دعا کرنے والے کی دعا کو ہر حال میں قبول فرماتا ہے لیکن ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ نے دعا کے قبول کرنے کو اپنی مشیت کے ساتھ مقید کر دیا ہے:

(آیت) بل ایاہ تدعون فيكشف ما تدعون اليه ان شاء : (الانعام: ۴۱)

ترجمہ: بلکہ تم اسی سے دعا کرو تو وہ اگر چاہے تو اس مصیبت کو دور کر دے گا جس کے لیے تم اس سے دعا کرتے ہو۔

عرف اور تعامل کا بدلنا نسخ نہیں ہے:

ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ احکام شرعیہ میں نسخ صرف کتاب اور سنت سے ہوتا ہے اور فقہاء کا جو یہ قاعدہ ہے کہ زمانہ کے اختلاف سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں اور تعامل اور عرف کے بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں اس کو نسخ نہیں کہتے یہ مجتہدین کا اختلاف ہے مثلاً متقدمین تعلیم قرآن امام اذان خطبہ اور تدریس کی اجرت کو ناجائز کہتے تھے لیکن متاخرین نے اس کو جائز کہا اسی طرح مفقود الخمر کے متعلق متقدمین پہلے امام اعظم کے قول پر یہ کہتے تھے کہ اس کی بیوی نوے سال تک انتظار کرے پھر اس کو مردہ قرار دے کر اس کی بیوی کو نکاح ثانی کی اجازت دی جائے گی لیکن متاخرین فقہاء احناف امام مالک کے قول پر اس کو صرف چار سال تک انتظار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس طرح پہلے صاع وغیرہ کے اعتبار سے خرید و فروخت ہوتی تھی اب کلو گرام کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

قرآن مجید کی آیات منسوخ کی تعداد میں اختلاف کا منشاء

بعض متقدمین علماء نے نسخ کا بہت عام معنی مراد لیا اور مطلقاً ازالہ کو نسخ قرار دیا ان کے نزدیک کسی تلاوت کا ازالہ بھی نسخ ہے اور کسی حکم شرعی کا بدل جانا بھی نسخ ہے عام کی تخصیص بھی نسخ ہے استثناء بھی نسخ ہے مطلق کی تقیید بھی نسخ ہے کسی آیت میں بیان کیے گئے وصف کا ازالہ بھی نسخ ہے اس لیے ان کے نزدیک آیات منسوخ کی تعداد پانچ سو تک پہنچ گئی اور محققین علماء نے یہ کہا کہ نسخ صرف دلیل شرعی سے حکم شرعی کے زائل کرنے کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کسی حکم کو بیان کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے علم میں وہ حکم کسی مصلحت کی وجہ سے کسی خاص وقت کے لیے ہوتا ہے لیکن چونکہ اس حکم کے ساتھ اس مدت کو بیان نہیں کیا جاتا اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ حکم دائمی ہے اور جب اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو زائل کر دیتے ہیں تو اس پہلے حکم کو منسوخ سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس نسخ کے ذریعہ اللہ یا اس کا رسول اس پہلے حکم کی مدت بیان فرماتے ہیں کہ جس حکم کو تم دائمی سمجھ رہے تھے وہ دراصل اس مدت تک کے لیے تھا۔

باب الرجعة

یہ باب رجوع کرنے کے بیان میں ہے

3557 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَلَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ فَقَدْ تَمَرَّ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرْهُ أَنْ يَرَا جَعَهَا فَإِذَا طَهَّرَتْ - يَعْنِي - فَإِنْ شَاءَ فَلْيُطْلِقْهَا". قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَأَخْبَسَتْ مِنْهَا فَقَالَ مَا يَمْنَعُهَا أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحَقَّ.

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی وہ عورت اس وقت حیض کی حالت میں تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے کہو کہ اس عورت سے رجوع کر کے پھر جب وہ پاک ہو جائے تو اگر وہ چاہے تو اسے طلاق دیدے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: کیا آپ نے اس طلاق کو شمار کیا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: اس میں کون سی چیز رکاوٹ ہوئی تھی تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا وہ عاجز تھا یا احمق تھا (جو اس کی دی ہوئی طلاق شمار نہ ہوتی)۔

حق رجوع کے ختم ہونے والے وقت کا بیان

اور جب (عدت گزارنے والی عورت) کے تیسرے حیض کا خون دس دن کے بعد بند ہو جائے تو رجوع کرنے کا حق ختم ہو جائے گا۔ اگرچہ عورت نے ابھی غسل نہ کیا ہو۔ اگر حیض کا خون دس دن سے پہلے بند ہو جائے تو جب تک وہ خاتون غسل نہ کرے یا ایک نماز کا وقت پورا نہ گزر جائے تو اس وقت تک شوہر کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہوگا اس کی دلیل یہ ہے: شرعی طور پر دس دن سے زیادہ حیض نہیں ہو سکتا اس لئے خون کے منقطع ہونے کے ساتھ ہی حیض ختم شمار ہو جائے گا اور عدت پوری ہو جائے گی اور رجوع کرنے کا حق ختم ہو جائے گا۔

لیکن اگر دس دن سے پہلے ہی حیض کی آمد رک جائے تو رجوع کا حق باقی رہے گا کیونکہ ہو سکتا ہے دوبارہ خون جاری ہو جائے اس کے منقطع ہونے کا یقین ہونا ضروری ہوگا اور یہ یقین اسی وقت ثابت ہو سکتا ہے جب غسل کر لیا جائے یا اس عورت کو پاک عورتوں کے حکم میں شامل کر لیا جائے جیسے ایک نماز کا وقت گزر جائے۔ اس کے برخلاف جب بیوی اہل کتاب ہو تو اس کے حق میں مزید کسی علامت کی توقع نہیں ہے لہذا اس بارے میں صرف خون کے منقطع ہونے پر اکتفاء کیا جائے گا۔

امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک رجوع کا حق اسی وقت منقطع ہو جائے گا جب عورت تیمم کر کے کوئی بھی (نفل) نماز ادا کر لے اور نماز پڑھنے کی قید استحسان کے طور پر لگائی گئی ہے۔ جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ نے یہ بات بیان کی ہے: عورت کے تیمم کرنے

کے ساتھ ہی یہ حق ختم ہو جائے گا اور قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ جب پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرنا مطلقاً طہارت شمار ہوتا ہے یہاں تک کہ جو احکام غسل کے ذریعے ثابت ہوتے ہیں وہ تمام احکام تیمم کے ذریعے ثابت ہو جاتے ہیں تو تیمم غسل کی مانند ہوگا۔

شیخین نے یہ بات بیان کی ہے: تیمم در حقیقت انسان کو پاک نہیں کرتا ہے بلکہ آلودہ کر دیتا ہے اور اس کو صرف ضرورت کے پیش نظر طہارت قرار دیا گیا ہے تاکہ فرائض میں اضافہ نہ ہوتا رہے اس کی ضرورت نماز کی ادائیگی کے وقت پیش آتی ہے۔ نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے پیش نہیں آتی۔ اس طرح دیگر جن امور کے لئے تیمم کا حکم دیا گیا ہے وہ بھی نماز کے کا اقتضاء ہونے کی دلیل سے ضرورت کے تحت ثابت ہوتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے: شیخین کے نزدیک نماز شروع کرنے کے ساتھ ہی رجوع کرنے کا حق منقطع ہو جائے گا اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے نماز سے فارغ ہونے کے بعد منقطع ہوگا تاکہ نماز کے جواز کا حکم پختہ ہو سکے (ایسی صورت میں) جب عورت غسل کر لے اور اس دوران جسم کا کوئی ایسا حصہ بھول جائے جس تک پانی نہ پہنچا ہو تو اگر وہ حصہ پورے ایک عضو کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو تو رجوع کرنے کا حق منقطع نہیں ہوگا لیکن اگر اس سے کم نہ ہو تو شوہر کے رجوع کرنے کا حق منقطع ہو جائے گا۔ (ہدایہ اولین، کتاب طلاق، لاہور)

مصنف فرماتے ہیں: یہ مسئلہ بھی استحسان کے طور پر ہے در نہ قیاس کا تقاضا یہ ہے: کامل عضو رہ جانے کی صورت میں شوہر کو رجوع کا حق باقی نہ رہے کیونکہ وہ عورت اکثر جسم کو دھو چکی ہے۔ اس طرح اگر ایک عضو سے کم حصہ سوکھا رہ گیا تھا تو بھی قیاس کا تقاضا یہی ہے رجوع کا حکم باقی رہے کیونکہ جنابت اور حیض کے حکم کو تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ استحسان کی دلیل یہ ہے: ایک عضو سے کم حصہ خشک رہ جائے گا تو یہ کہا جائے گا شاید یہ حصہ اپنے تھوڑے حجم کی دلیل سے پہلے خشک ہو گیا ہو اس لئے پانی نہ پہنچنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا ہے اس لئے ہم نے یہ فیصلہ دیا اس صورت میں رجوع کرنے کا حق منقطع ہو جائے گا دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا تاکہ دونوں باتوں میں احتیاط پر عمل کیا جاسکے لیکن مکمل عضو کا حکم اس سے مختلف ہے کیونکہ مکمل عضو اس طرح سے جب خشک نہیں ہوتا اور نہ ہی غسل کے دوران عام طور پر مکمل عضو کے بارے میں غفلت اختیار کی جاتی ہے لہذا دونوں مسائل الگ حیثیت کے حامل ہوں گے۔

امام ابو یوسف نے یہ بات بیان کی ہے: اگر کلی کرنے کا یا ناک میں پانی ڈالنے کا عمل چھوٹ جائے تو اس کا مطلب یہ ہے: پورا عضو چھوٹ گیا۔ ان سے دوسری روایت یہ ہے: جس کے امام محمد علیہ الرحمہ بھی قائل ہیں: یہ ایک مکمل عضو سے کم شمار ہوں گے۔ اس کی دلیل یہ ہے: کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی فرضیت میں اختلاف پایا جاتا ہے جبکہ دیگر اعضاء کا حکم اس سے مختلف ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب دس دن رات سے کم میں منقطع ہوا اور نہ نہائی نہ نماز کا وقت ختم ہوا بلکہ تیمم کر لیا تو رجعت منقطع نہ ہوئی ہاں اگر اس تیمم سے پوری نماز پڑھ لی تو اب رجعت نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ نماز نفل ہو اور اگر ابھی نماز پوری نہیں ہوئی ہے، بلکہ شروع کی ہے تو رجعت کر سکتا ہے اور اگر تیمم کر کے قرآن مجید پڑھا یا مصحف شریف چھو یا مسجد میں گئی تو

رجعت ختم نہ ہوئی۔ (فتح القدیر، کتاب طلاق)

غسل کیا اور کوئی جگہ ایک عضو سے کم مثلاً بازو یا کلائی کا کچھ حصہ یا دو ایک اونگی بھول گئی جہاں پانی پہنچنے نہ پہنچنے میں شک ہے تو رجعت ختم ہوگئی مگر دوسرے سے نکاح اُس وقت کر سکتی ہے کہ اُس جگہ کو دھو لے یا نماز کا وقت گزر جائے اور اگر یقین ہے کہ وہاں پانی نہیں پہنچا ہے یا قصد اُس جگہ کو چھوڑ دیا تو رجعت ہو سکتی ہے اور اگر پورا عضو جیسے ہاتھ یا پاؤں بھولی تو رجعت ہو سکتی ہے، ٹکلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا دونوں ملکر ایک عضو ہیں اور ہر ایک ایک عضو سے کم ہے۔ (رد مختار، کتاب طلاق)

حق رجوع کے اختتام میں مذاہب اربعہ

رجعی طلاق دینے والے کے لئے رجوع کا موقع کسی وقت تک ہے؟ اس میں بھی فقہاء کے درمیان سے مراد تین حنفی طہر؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرء سے مراد حیض ہے اور امام احمد بن حنبل کا معتبر مذہب یہ ہے۔ یہ دلیل چاروں خلفاء راشدین، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ابی بن کعب، معاذ بن ابی، ابوالدرداء، عبادہ بن صامت اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ امام محمد علیہ الرحمہ نے مؤطا میں شخصی کا قول نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے 13 صحابیوں سے ملے ہیں، اور ان سب کی دلیل یہی تھی۔ اور یہی بکثرت تابعین نے بھی اختیار کی ہے۔

اس اختلاف کی بنا شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک تیسرے حیض میں داخل ہوتے ہی عورت کی عدت ختم ہو جاتی ہے، اور مرد کا حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر طلاق حیض کی حالت میں دی گئی ہو، اس حیض کا شمار عدت میں نہ ہوگا، بلکہ چوتھے حیض میں داخل ہونے پر عدت ختم ہوگی۔ (مغنی المحتاج، حاشیہ الدسونی)

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر تیسرے حیض میں دس دن گزرنے پر خون بند ہو تو عورت کی عدت ختم نہ ہوگی جب تک عورت غسل نہ کرے، یا ایک نماز کا پورا وقت نہ گزر جائے۔ پانی نہ ہونے کی صورت میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب عورت تیمم کر کے نماز پڑھ لے اس وقت مرد کا حق رجوع ختم ہوگا، اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک تیمم کرتے ہی حق رجوع ختم ہو جائے گا (ہدایہ) امام احمد کا معتبر مذہب جس پر جمہور حنابلہ کا اتفاق ہے، یہ ہے کہ جب تک عورت تیسرے حیض سے فارغ ہو کر غسل نہ کر لے مرد کا حق رجوع باقی رہے گا۔ (الانصاف)

دلیل استحسان کے پیش نظر اکثر کوکل کے قائم مقام کرنے کا بیان

مصنف نے یہاں یہ بات بیان کی ہے: یہ حکم استحسان کے پیش نظر ہے۔ قیاس کا تقاضا تو یہ تھا: اگر ایک مکمل عضو بھی دھونے سے رہ گیا تھا تو بھی رجوع کرنے کا حق باقی نہ رہتا کیونکہ عورت نے اپنے جسم کے اکثر حصے کو دھویا تھا اور اصول یہ ہے: اکثر پہ کل کا اطلاق کیا جاتا ہے اور کثیر کے مقابلے میں قلیل معدوم شمار ہوتا ہے اس لئے جب اکثر جسم دھویا گیا تو یہی حکم ہونا چاہئے کہ پورا جسم دھویا گیا ہے۔ جبکہ دوسری طرف قیاس کا تقاضا یہ ہے: اگر ایک عضو سے کم حصہ بھی خشک رہ گیا ہے تو رجوع کا حق باقی ہونا چاہئے

کیونکہ جنابت اور حیض کو اجزاء میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا تو ایک عضو سے کم حصہ خشک رہنے کی صورت میں جنابت یا حیض کی ناپاکی باقی رہے گی۔

استحسان کی صورت یہ ہے: عام طور پر ایک عضو سے کم حصہ جلد خشک ہو جاتا ہے اس لئے یہ بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی کہ پانی وہاں تک پہنچا ہی نہیں ہے یا پہنچنے کے بعد خشک ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم نے یہ حکم دیا ہے: اس صورت میں یعنی ایک مکمل عضو سے کم حصہ خشک رہ گیا تھا، تو رجوع کرنے کا حق ختم ہو جائے گا تاہم عورت کے لئے یہ بات جائز نہیں ہوگی۔ وہ مکمل غسل کرنے سے پہلے دوسری شادی کر لے جب تک وہ اس خشک حصے کو دھو کر غسل مکمل نہیں کر لیتی یہ حکم احتیاط کے پیش نظر ہے۔

لیکن مکمل عضو خشک رہ جانے کا حکم اس سے مختلف ہے کیونکہ عام طور پر نہ تو وہ مکمل طور پر جلدی خشک ہوتا ہے اور نہ ہی آدمی عام طور پر اسے دھونے سے غافل ہوتا ہے اس لئے ان دونوں کے درمیان فرق ہوگا۔ یہاں ایک سوال سامنے آتا ہے کہ اگر وہ عورت غسل کرنے کے دوران پورا جسم دھو لیتی ہے لیکن کھلی نہیں کرتی اور ناک میں پانی نہیں ڈالتی تو اس کا حکم کیا ہوگا؟

مصنف نے یہ بات بیان کی ہے: ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف اس بات کے قائل ہیں: غسل میں کھلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کرنا ایک مکمل عضو کو ترک کرنے کے مترادف ہے یعنی اگر مذکورہ بالا عورت غسل کرتے ہوئے کھلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کر دے اور باقی پورے جسم کو دھو لے تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار باقی ہوگا۔ امام ابو یوسف سے دوسری روایت یہ منقول ہے، اور امام محمد علیہ الرحمہ بھی اس بات کے قائل ہیں: غسل میں کھلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو ترک کرنا ایک مکمل عضو سے کم حصے کو ترک کرنے کے مترادف ہے یعنی اس صورت میں غسل مکمل ہو جاتا ہے۔ مصنف نے اس بات کی وضاحت کی ہے: ناک میں پانی ڈالنے اور کھلی کرنے کی فرضیت میں اختلاف پایا جاتا ہے جبکہ دیگر اعضاء کا حکم اس سے مختلف ہے کیونکہ انہیں دھونے کی فرضیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

3558 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ ابْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ وَبِشْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ ح وَآخِبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالُوا إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مُرُّهُ فَلْيَرَا جُعْهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى فَإِذَا طَهَّرْتَ فَإِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا فَإِنَّهُ الطَّلَاقُ الَّذِي أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ" قَالَ تَعَالَى (فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ) .

☆ ☆ نافع: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: لوگوں نے یہ بات بتائی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی وہ عورت اس وقت حائضہ تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے کہو کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے جب تک کہ اسے اگلی مرتبہ حیض نہیں آ جاتا جب وہ پاک ہو جائے گی تو اگر چاہے تو اسے طلاق دیدے اور اگر چاہے تو اسے اپنے پاس رکھے یہ وہ طلاق ہے جس کے

بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”تو تم ان لوگوں کو ان کی عدت کے حساب سے طلاق دو۔“

3559 -

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَتَيْنَا إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَيَقُولُ آمَنَ أَنْ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ فَإِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ تَطْهَرُ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يُمْسِكَهَا وَآمَنَ أَنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتُ اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ وَبَانَ مِنْكَ امْرَأَتُكَ .

☆ ☆

☆ نافع بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دیتا ہے جب وہ عورت حیض کی حالت میں ہو تو انہوں نے فرمایا: اگر تو اس شخص نے اسے ایک طلاق دی ہے یا دو طلاقیں دی ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے اسے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اس سے رجوع کرے اور پھر اسے اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ اس عورت کو اگلی مرتبہ حیض آجائے پھر اس کے بعد وہ پاک ہو جائے پھر اگر وہ چاہے تو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدے لیکن اگر مرد اسے تین طلاقیں دے چکا ہو تو تم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے اس چیز کے بارے میں جس کے بارے میں اس نے تمہیں اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے اور تمہارا بیوی تم سے الگ ہو جائے گی۔

3560 -

أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُيَيْنٍ - مَرْوَرِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاغَهَا .

☆ ☆

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دوران طلاق دے دی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی تو انہوں نے اس خاتون سے رجوع کر لیا۔

3561 -

أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيهِ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يُسْأَلُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَقَالَ اتَّعَرَّفَ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَعَمْ . قَالَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا فَاتَى عُمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا حَتَّى تَطْهَرَ . وَلَمْ أَسْمَعْهُ يَزِيدُ عَلَى هَذَا .

☆ ☆

☆ طاووس کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا ان سے

3559 - اخرجہ مسلم فی الطلاق، باب تحریم طلاق الحائض بغير رجوع، وانه لو حالف وقع الطلاق ويومر برجمها (الحديث 3) مطولا .

تحفة الاشراف (7544) .

3560 - أخرجه النسائي . تحفة الاشراف (6758) .

• اخرجہ مسلم فی الطلاق، باب تحریم طلاق الحائض بغير رجوع، وانه لو حالف وقع الطلاق ويومر برجمها (الحديث 13) مطولا .

تحفة الاشراف (7101) .

یہ شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو اپنی بیوی کو اس کے حیض کے دوران طلاق دے دیتا ہے تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کیا تم عبداللہ بن عمر کو جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے فرمایا: اس نے بھی اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے (یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو) یہ ہدایت کی کہ وہ اس عورت سے رجوع کر لے یہاں تک کہ وہ عورت پاک ہو جائے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے اپنے استاد کو اس سے زیادہ الفاظ نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔

3562 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَتَيْنَا يَحْيَى بْنَ اَدَمَ ح وَآتَيْنَا عُمَرُ بْنُ مَنصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ

بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو سَعِيدٍ قَالَ نُبْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ طَلَّقَ خَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا - وَاللَّهُ أَعْلَمُ -

☆ ☆ سعید بن جبیر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی

اکرم ﷺ نے سیدہ خفصہ جو طلاق دے دی تھی پھر آپ ﷺ نے ان سے رجوع کر لیا تھا۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

رجعت کی لغوی و اصطلاحی تعریف و حکم کا بیان

رجعت کے لغوی معنی: لوٹنا اصطلاحی معنی: پہلے سے قائم نکاح (جو طلاق کی دلیل سے ختم ہو رہا ہے) پھر سے برقرار رکھنا ہے۔ طلاق کی تین قسموں میں سے رجعت صرف طلاق رجعی ہی میں ہوا کرتی ہے اور طلاق رجعی میں بھی عدت ختم ہونے سے پہلے ہی رجعت کرنے کا حق ہوتا ہے، اس کے بعد رجعت نہیں کر سکتا، رجعت کے لیے عورت کا رضا مند ہونا یا اس کے علم میں لاکر رجعت کرنا ضروری نہیں۔

رجعت کے دو طریقے ہیں۔ (۱) قولی، (۲) فعلی

(۱) رجعت کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے صاف صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے تم کو اپنے نکاح میں لوٹا لیا اور اس پر دو گواہ بنائے (یہ رجعت کا بہتر طریقہ ہے) یا رجعت کے لیے ایسے الفاظ کا استعمال کرے جو دو معنی رکھتے ہوں (۱) حقیقی معنی (۲) مجازی معنی جس سے رجعت مراد لی جائے جیسے تو میرے نزدیک ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھی، البتہ ان الفاظ میں رجعت کی نیت کرنے سے رجعت ہوگی ورنہ نہیں (ان دونوں صورتوں کو رجعت قولی کہتے ہیں)۔

(۲) رجعت کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عورت کے ساتھ ایسے افعال کئے جائیں جو صرف بیوی کیساتھ کیے جاتے

ہیں: اس کو شہوت سے چھو لے یا بوسہ لے یا صحبت کر لیں وغیرہ، اس کیلئے گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔
رجوع و عدم رجوع کی صورت میں اقسام طلاق

اسی طرح حضرات فقہاء نے قرآن و سنت کی نصوص کو سامنے رکھتے ہوئے وقوع کے اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں کی ہیں۔
یعنی عدت گزر جانے کے بعد عورت اور مرد کی حیثیت کیا رہے گی۔ گویا کہ طلاق کی یہ تین قسمیں وقوع طلاق کے بعد اس کے اثرات اور ان کے نتائج کو ظاہر کرتی ہیں۔

(۱) طلاق رجعی

وہ طلاق کہلاتی ہے جس کے بعد عورت کی عدت کے اندر مرد کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ عورت سے رجوع کر لے۔۔۔ لیکن مرد کو یہ اختیار صرف ایک یا دو طلاقیں تک رہتا ہے۔

طلاق رجعی کا حکم

طلاق رجعی کا حکم یہ ہے کہ طلاق دیتے ہی وہ نکاح سے نہیں نکلے گی بلکہ عدت گزرنے تک وہ نکاح میں رہے گی اس لیے عدت کے اندر شوہر اس کو دیکھ سکتا ہے، چھو سکتا ہے اور صحبت وغیرہ کر سکتا ہے مگر ایسا کرنے سے رجعت ہو جائے گی اور وہ رجعت نہ کرنا چاہے تو ان ساری چیزوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے اور عورت کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ عدت میں اچھا زیب و زینت اور خوب بناؤ سنگھار کرتی رہے کہ ہو سکتا ہے مرد کا دل اس کی طرف مائل ہو جائے اور رجعت کر لے، عدت گزر گئی اور مرد نے رجعت نہیں کی تو وہ نکاح سے نکل جائے گی اور اب وہ اس کے لیے لاجبیہ کا حکم رکھے گی اور عدت کے بعد بغیر نکاح کے مرد اس کو اپنی بیوی نہیں بنا سکتا۔

(۲) طلاق بائن یا بائنہ صغریٰ

اگر عورت کو ایک یا دو طلاق رجعی دے کر عدت کے اندر اس سے رجوع نہیں کیا تو عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت بائن یعنی جدا ہو جاتی ہے۔ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے لاجبیہ کی حیثیت اختیار کر گئے۔۔۔ لیکن اگر عدت گزرنے کے بعد۔۔۔ یا ایک عرصہ گزرنے کے بعد وہ دونوں باہمی رضامندی نکاح کرنا چاہیں تو ان کا دوبارہ سے نکاح نئے ایجاب و قبول اور نئے حق مہر کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اسی دلیل سے اس طلاق کو بائنہ صغریٰ یعنی چھوٹی جدائی والی بھی کہا جاتا ہے۔

طلاق بائن کا حکم

طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ طلاق دیتے ہی وہ نکاح سے نکل جائے گی اب شوہر کے لیے وہ لاجبیہ کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے اس کو دیکھنا غیر ضروری بات کرنا، چھونا اور جماع وغیرہ سب ممنوع ہوگا البتہ اس میں یہ گنجائش ہوگی کہ اگر وہ اس کو پھر سے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہو تو از سر نو نکاح کرنا ہوگا، خواہ عدت میں ہو یا عدت کے بعد۔

(۳) طلاق مغلظہ

وہ ہے جس میں تین طلاقیں تین طہروں میں متواتر دے دی جائیں۔ یا ایک ہی طہر میں تین طلاقیں دی جائیں۔ یا ایک ہی لفظ میں تین طلاقیں دی جائیں۔ ایسی عورت طلاق دینے والے مرد پر فوری طور پر اس وقت تک حرام ہو جاتی ہے جب تک کہ وہ اس طلاق دینے والے شوہر کی عدت گزار کر دوسرے کسی شخص سے نکاح کر کے اس کے ساتھ جماع نہ کر لے۔ اور پھر وہ دوسرا شوہر خود ہی کسی دلیل سے اس کو طلاق دے دے یا وہ فوت ہو جائے۔ تو اس کی طلاق کی یا وفات کی عدت پوری کرنے کے بعد اگر دونوں میں بیوی بچا ہیں تو نئے ایجاب و قبول اور نئے حق مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔۔۔ چونکہ اس طلاق میں بیوی کی جداں سابقہ شوہر سے زیادہ ہو جاتی ہے اور عموماً خواتین واپس پہلے شوہر سے نکاح نہیں کرتی ہیں اس لئے اس طلاق کو بائنہ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

طلاق مغلظہ کا حکم

طلاق مغلظہ کا حکم یہ ہے کہ وہ فوراً اس کے نکاح سے ہمیشہ کے لئے نکل جائے گی اور عدت کے اندر بھی وہ لاحقہ ہی کی طرح ہوگی اور وہ اس کو پھر سے اپنی ز دلیل بنانا چاہتا ہو تو نہیں بنا سکتا البتہ اتنی گنجائش ہوگی کہ اس عورت کی عدت گزرنے کے بعد اس کا نکاح کسی اور مرد سے ہو جائے اور ان دونوں میں صحبت بھی ہو جائے پھر شوہر ثانی کسی دلیل سے اسے طلاق دیدے یا اس کا انتقال ہو جائے اور وہ ان کی عدت گزارے تو اب شوہر اول اسے اپنی ز دلیل نکاح کے ذریعہ بنا سکتا ہے لیکن اس عورت کی نیت عقد ثانی کے وقت حلالہ کی ہو تو وہ اور شوہر ثانی دونوں گناہ گار ہونگے۔ مذکورہ احادیث میں حلالہ کرنے والے مرد اور عورت دونوں پر لعنت فرمائی، جس سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں گنہگار ہیں۔

حق طلاق مرد کے پاس ہونے کی حکمتوں کا بیان

سوال: یہاں ایک سوال عموماً بعض نادان حضرات کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے کہ۔ جی طلاق تو مرد نے دی اور سزا عورت کی

دی جا رہی ہے؟

جواب: اسلام بیان کردہ مذکورہ نظام طلاق اور اسلام کی دیگر معاشرتی تعلیمات کو سامنے رکھ کر اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو انصاف پسند شخص پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اصل میں یہ سزا عورت کو نہیں مرد کو دی گئی ہے۔۔۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بیوی جیسی نعمت عطا کی تھی اور اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کا فریضہ مرد کو سونپا گیا تھا۔ اور اگر حالات کے ناموافق ہونے کی دلیل سے اس کو طلاق دینی ہی تھی تو وہ راستہ اختیار کرتا جو کہ طلاق کی پہلی دو قسموں یعنی طلاق رجعی اور طلاق بائن میں اس کو دکھایا گیا ہے۔۔۔ اور اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔۔۔ لیکن اس نے اللہ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کیا اور طلاق مغلظہ دے کر اپنی بیوی کو ہمیشہ ہمیشہ اپنے سے جدا کر لیا۔۔۔ اب دونوں ایک دوسرے کے لئے دوا جنبیوں کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔۔۔

اور آپ تھوڑا سا تصور کریں اس اسلامی معاشرہ کا جس میں نکاح ثانی کوئی عیب نہیں سمجھا جاتا، جس میں طلاق شدہ اور بیوہ خواتین سے نکاح کوئی برائی نہیں سمجھا جاتا۔ جس میں بیوہ اور طلاق شدہ عورت کو دوسری، تیسری چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں۔ الخ شادی کرنے پر طعنے دینا یا اس کو برا سمجھنا معیوب اور گناہ سمجھا جاتا ہے۔ اس اسلامی معاشرہ میں کیا وہ عورت جس کو اس کے سابقہ شوہر نے حدود اللہ سے تجاوز کرتے ہوئے طلاق بدعت، یا طلاق مغلفہ دے کر اس کو خود سے جدا کر دیا۔ وہ واپس اس سابقہ شوہر کے عقد میں جانا پسند کرے گی۔ اور اگر چلی بھی جاتی ہے تو یقیناً وہ یہ دیکھ کر جائے گی کہ اب اس کا مرتبہ و مقام شوہر کی نظر میں پہلے سے بہتر ہوگا۔ تب ہی تو اس نے دوبارہ عقد کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

باوجود اس کے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کی بیوی رہ چکی ہے۔۔۔ اور اگر وہ سمجھتی ہو کہ سابقہ شوہر کے پاس دوبارہ جانا اس کے لئے مفید نہیں ہے۔ تو اس پر جبر کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کو اسی طرح اپنا نکاح سابقہ شوہر سے کرنے یا نہ کرنے کا حق حاصل ہے جس طرح اس کے کنوارا ہونے کے وقت اس کو حاصل تھا۔۔۔ مگر آج کے دور میں جو ہم عورت کو مجبور پاتے ہیں اس میں قصور اسلام کے نظام طلاق کا نہیں ہمارے اس غیر اسلامی معاشرے کا ہے۔ اسلام، اس کے قوانین اور احکامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مکمل اور بھرپور پیکیج ہیں۔ اس کے تمام لازماًت کو ہمارا معاشرہ پورا کرے گا تو پھر اس کے ثمرات ہمیں میسر آئیں گے۔ ایسا نہیں کہ اس پیکیج میں سے جو ہمیں پسند ہے وہ ہم لے لیں اور جو پسند نہیں اس کو یا تو ترک کر دیں۔۔۔ یا اس میں پیوند کاری شروع کر دیں۔ اور پھر امید اور توقع یہ رکھیں کہ اللہ کے بیان کردہ تمام ثمرات بھی ہمیں میسر آئیں۔۔۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ ثمرات تب ہی میسر ہوں گے جب ہم اس پیکیج کو عملی طور پر دل و جان سے اپنائیں گے۔

تین طلاقوں کے بعد عورت کا دوسرے شوہر سے شادی کرنے کے لازمی ہونے کو جس طرح نشانہ بنایا جاتا ہے اس کی دلیل اسلام کے نظام طلاق سے عدم واقفیت، ہمارے اس غیر اسلام معاشرے کے رسوم و رواج اور ہماری جہالت کی خرابی ہے۔ اس میں اسلامی نظام طلاق کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

رجعی طلاق دینے کے بعد شوہر کو عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے

اور جب شوہر نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں تو وہ عدت کے دوران اس سے رجوع کر سکتا ہے خواہ عورت اس بات پر راضی ہو یا نہ ہو اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”تم انہیں معروف طریقے سے روک لو“ اور یہ فرمان مطلق طور پر ذکر ہوا ہے۔ اس کے یہ عدت کا قیام ضروری بھی ہے کیونکہ رجعت کا مطلب یہ ہے ملکیت کو برقرار رکھا جائے۔ کیا آپ نے غور نہیں کیا: قرآن میں اس رجوع کرنے کے لئے لفظ امساک (استعمال ہوا ہے) اور امساک کا معنی باقی رکھنا ہے اور یہ برقرار رکھنا عدت میں ہی ممکن ہو سکتا ہے کیونکہ عدت گزر جانے کے بعد نکاح کی ملکیت باقی نہیں رہے گی۔

رجوع کے حکم کا شرعی ثبوت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی اہلیہ کو طلاق دی اور وہ حالت حیض

میں تھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت فرمایا۔ یعنی حضرت عبداللہ نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے یہ طلاق دینا کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حضرت عبداللہ سے کہو کہ وہ اپنی بیوی کی جانب رجوع کر لیں۔ پھر وہ ان کو روکے رکھیں۔ یہاں تک کہ وہ حالت حیض سے پاک ہو جائیں۔ پھر جس وقت اس کو دوسرا حیض آجائے اور وہ اس سے پاک ہو جائیں تو جب اگر عبداللہ کا دل چاہے تو اس کو رکھ لیں یا طلاق دے دیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس دوسرے حیض کے بعد بھی ان کے پاس نہ جائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی عدت ہے اور خدا تعالیٰ نے اسی کے مطابق طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے۔ (سنن نسائی: جلد دوم، رقم الحدیث: 1328)

حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زہری سے کسی نے یہ دریافت کیا کہ عدت پر طلاق کس طرح سے واقع ہوتی ہے؟ یعنی خداوند قدوس نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے تو اس کے معنی کیا ہوئے اور عدت کے دوران طلاق دینا کس طریقہ سے ہوتا ہے؟ حضرت زہری نے جواب دیا کہ میں نے حضرت سالم بن عبداللہ سے سنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے تھے کہ میں نے اپنی بیوی کو دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں طلاق دی اور وہ خاتون اس وقت حالت حیض میں تھیں۔ پھر میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کا تذکرہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت یہ بات سنی تو ان کو غصہ آگیا اور وہ فرمانے لگے عبداللہ کو اس واسطے رجوع کرنا مناسب ہے اور ان کو چاہیے کہ وہ طلاق سے رجوع کر لیں اور عورت کو پاک ہونے دینا چاہیے پھر اگر اس کو طلاق دینا بہتر ہو تو عورت کو طلاق دینا چاہیے۔ وہ اس عورت کو پاکی کی حالت میں ہم بستری کرے بغیر طلاق دے دیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہی معنی ہیں آیت کریمہ میں کے یہی معنی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے رجوع کیا اور اس طلاق کو حساب میں لگایا یعنی میں نے جو طلاق دی تھی اس کا میں نے حساب لگایا۔ اس لیے کہ وہ طلاق اگرچہ سنت کے خلاف تھی اور حرام تھی لیکن طلاق واقع ہو چکی تھی۔

(سنن نسائی: جلد دوم، رقم الحدیث: 1329)

تیسرے حیض کے ساتھ ہی سقوط رجوع کے حق میں فقہی مذاہب

اس مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک جماعت کے نزدیک جب تک عورت تیسرے حیض سے فارغ ہو کر نہا نہ لے، اس وقت تک طلاق بائن نہ ہوگی اور شوہر کو رجوع کا حق باقی رہے گا۔ حضرات ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ اشعری، ابن مسعود اور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی دلیل ہے اور فقہائے حنفیہ نے اس کو قبول کیا ہے۔ بخلاف اس کے دوسری جماعت کہتی ہے کہ عورت کو تیسری بار حیض آتے ہی شوہر کا حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے۔ یہ دلیل حضرات عائشہ رضی اللہ عنہا، ابن عمر رضی اللہ عنہما، اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہے اور فقہائے شافعیہ و مالکیہ نے اس کو اختیار کیا ہے۔ مگر واضح رہے کہ یہ حکم صرف اس صورت سے متعلق ہے، جس میں شوہر نے عورت کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں۔ تین طلاقیں دینے کی صورت میں شوہر کو حق رجوع نہیں ہے۔

حکم رجوع کا خطاب مردوں کے لئے ہے

یہاں مصنف نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک رجعی طلاق دی ہو یا دور رجعی طلاق دی ہو اور پھر وہ اس عورت کی عدت پوری ہونے سے پہلے اس کے ساتھ رجوع کرنا چاہے تو اسے اس بات کا حق حاصل ہوگا وہ اس عورت کے ساتھ رجوع کر لے خواہ عورت اس رجوع کے لئے رضامند ہو یا رضامند نہ ہو۔ مصنف نے اپنے موقف کی تائید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش کیا ہے۔ ”تو تم ان کو مناسب طریقے سے روک لو“

اس حکم کا مخاطب مرد ہیں اور اس میں عورت کی رضامندی یا عدم رضامندی کی کوئی قید ذکر نہیں کی گئی ہے تاہم اس کے لئے یہ ضروری ہے یہ عمل یعنی رجوع کرنا صرف عورت کی عدت کے دوران ہو سکتا ہے اس کی دلیل یہ ہے: رجوع کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرد اپنی ملکیت کو برقرار رکھ رہا ہے۔ کیا آپ نے اس بات پر غور نہیں کیا؟ اس عمل کو امساک (روکنا) کا نام دیا گیا ہے جس کا مطلب کسی چیز کو باقی رکھنا اور یہ برقرار رکھنا صرف عدت کے دوران پایا جاسکتا ہے کیونکہ جب عدت ختم ہو جائے گی تو شوہر کی ملکیت باقی نہیں رہے گی تو اسے رجوع کرنے کا حق بھی حاصل نہیں ہوگا۔

رجوع کے طریقے کا فقہی بیان

اور رجوع اس طرح ہو سکتا ہے شوہر بیوی سے مخاطب ہو کر یہ کہے: میں نے تم سے رجوع کر لیا یا یہ کہے: میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔ رجوع کرنے کے بارے میں یہ الفاظ صریح ہیں اور ان کے بارے میں ائمہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ شوہر عورت کے ساتھ صحبت کرے یا اس کا بوسہ لے شہوت کے ساتھ اسے چھو لے یا اس کی شرمگاہ کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھ لے تو ان تمام صورتوں میں ہمارے نزدیک (رجوع شمار ہوگا) امام شافعی نے یہ بات بیان کی ہے: جب وہ شخص بولنے کی قدرت رکھتا ہو تو الفاظ ادا کئے بغیر رجوع کرنا درست نہیں ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے (امام شافعی کے نزدیک) رجوع کرنا نئے سرے سے نکاح کرنے کی مانند ہے (یہاں تک کہ عدت کے دوران رجوع کئے بغیر) بیوی کے ساتھ صحبت کرنا حرام ہے۔ ہمارے نزدیک رجوع کا مطلب نکاح کو برقرار رکھنا ہے جیسا کہ ہم پہلے یہ بات بیان کر چکے ہیں اور آئندہ بھی اس کی وضاحت کریں گے۔ مرد کا فعل بھی اس کے نکاح کے قائم رکھنے کے اسی طرح دلیل بن سکتا ہے جیسے اختیار ساقط کرنے کے لئے بن سکتا ہے۔

اور فعل کا رجوع کرنے کی دلیل ہونا ایسے افعال کے ذریعے ثابت ہوگا جو نکاح کے ساتھ مخصوص ہوں اور وہ افعال وہی ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ بطور خاص آزاد عورت کے حق میں۔ اس کے برخلاف اس طرح سے چھوٹا اور اس طرح سے دیکھنا جو شہوت کے بغیر ہو (اس کا حکم مختلف ہے) کیونکہ شہوت کے بغیر دیکھ لینا یا چھو لینا نکاح کے بغیر بھی جائز ہوتا ہے جیسے دایہ اور طبیب وغیرہ کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور شرمگاہ کے علاوہ نگاہ ڈالنے کے بارے میں تو اس بات کا امکان زیادہ ہے جو ایک ہی جگہ رہنے والے لوگوں کے درمیان پایا جاسکتا ہے۔ عدت کے دوران شوہر بیوی کے ساتھ ہی رہے گا لہذا فرج کے علاوہ دیگر اعضاء کی طرف دیکھنے کو اگر رجعت قرار دیا جائے تو (تو یہ عملی طور پر ممکن نہیں) اس لئے پھر اسے طلاق دینا پڑے گی اور اس عورت کی عدت

خواہ خواہ طویل ہوتی چلی جائے گی۔ (ہدایہ اولین کتاب طلاق، لاہور)

طریقہ رجوع میں مذاہب اربعہ

رجوع کس طرح ہوتا ہے اور کس طرح نہیں ہوتا؟ اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان یہ امر متفق علیہ ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو رجعی طلاق دی ہو وہ عدت ختم ہونے پہلے چاہے رجوع کر سکتا ہے، خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ قرآن مجید (سورہ بقرہ، آیت 228) میں فرمایا گیا ہے وَبَعَلْتُهُنَّ أَخَوُ بِرِذِّهِنَّ فِي ذَلِكَ اِنَّ كَيْدَ الْاِنْسِ وَاجِسٌ لِّمَنْ يَلْبَسُ لِيُنْفِرَ مِنْ خِزْيَتِهِمْ وَيَصْلَحَ سَمْعُهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عدت گزرنے سے پہلے تک ان کی زوجیت برقرار رہتی ہے اور وہ انہیں قطعی طور پر چھوڑ دینے سے پہلے واپس لے سکتے ہیں۔ بالفاظ دیگر رجوع کوئی تجدید نکاح نہیں ہے کہ اس کے لئے عورت کی رضا ضروری ہو۔ شافعیہ کے نزدیک رجوع صرف قول ہی سے ہو سکتا ہے، عمل سے نہیں ہو سکتا۔ اگر آدمی زبان سے یہ نہ کہے کہ میں نے رجوع کیا تو مباشرت یا اختلاط کا کوئی فعل خواہ رجوع کی نیت ہی سے کیا گیا ہو، رجوع قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ اس صورت میں عورت سے ہر قسم سے کا اتمناع حرام ہے چاہے وہ بلا شہوت ہی ہو۔ لیکن مطلقہ رجعیہ سے مباشرت کرنے پر حد نہیں ہے، کیونکہ علماء کا اس کے حرام ہونے پر اتفاق نہیں ہے۔ البتہ جو اس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اسے تعزیز دی جائے گی۔ مزید براں آدمی رجوع بالقول کرے یا نہ کرے (مغنی المحتاج، کتاب طلاق)

مالکیہ کہتے ہیں کہ رجوع قول اور فعل، دونوں سے ہو سکتا ہے۔ اگر رجوع بالقول میں آدمی صریح الفاظ استعمال کرے تو خواہ اس کی نیت رجوع کی ہو یا نہ ہو، رجوع ہو جائے گا، بلکہ اگر وہ مذاق کے طور پر بھی رجوع قرار دیے جائیں گے جبکہ وہ رجوع کی نیت سے کہے گئے ہوں۔ رہا رجوع بالفعل تو کوئی فعل خواہ وہ اختلاط ہو، یا مباشرت، اس وقت تک رجوع قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ وہ رجوع کی نیت سے نہ کیا گیا ہو (حاشیہ السنن - احکام القرآن لابن العربی)

حنیفہ اور حنابلہ کا مسلک رجوع بالقول کے معاملہ میں وہی جو مالکیہ کا ہے۔ رہا رجوع بالفعل، تو مالکیہ کے برعکس ان دونوں مذاہب کا فتویٰ یہ ہے کہ شوہر اگر عدت کے اندر مطلقہ رجعیہ سے مباشرت کر لے تو وہ آپ سے آپ رجوع ہے، خواہ وہ مباشرت سے کم کسی درجے کا ہو، اور حنابلہ محض اختلاط کو رجوع نہیں مانتے (ہدایہ، فتح القدیر، عمدة القاری، الانصاف)

چھوٹے سے اثبات رجوع میں فقہی مذاہب ثلاثہ

قول کے ساتھ رجوع اس طرح ہوگا کہ: خاوند کہے: میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا، یا پھر اسے رکھ لیا، یا اسے اپنی عصمت میں واپس لے لیا، یا بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہے: میں نے تجھ سے رجوع کر لیا، یا تجھے رکھ لیا، یا تجھے واپس کر لیا۔ فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ رجوع ثابت ہو جائیگا۔ اور الفاظ کے قائم مقام کتابت یعنی لکھائی اور اسی طرح بولنے سے عاجز شخص کا اشارہ بھی یہی معنی دیکھا۔ رہا فعل کے ساتھ رجوع کرنا تو یہ جماع کے ساتھ ہوگا اور اس میں بھی شرط یہ ہے کہ یہ جماع رجوع کے مقصد سے ہو۔

شیخ عبدالرحمن السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اگر خاوند نے بیوی کو طلاق رجعی دے دی ہو یا تو اس کی عدت ختم ہو چکی ہوگی تو اس صورت میں اس کے لیے نئے نکاح کے ساتھ ہی حلال ہوگی جس میں پوری شروط نکاح موجود ہوں۔ یا پھر وہ ابھی عدت میں ہی ہو اگر بیوی سے وطء اور جماع کرنے کا مقصد بیوی سے رجوع ہو تو بیوی سے رجوع ہو جائیگا اور یہ وطء بھی مباح ہوگی۔ لیکن اگر وہ اس سے رجوع کا ارادہ نہیں رکھتا تو ایک مذہب کے مطابق یہ رجوع ہو جائیگا، لیکن صحیح یہی ہے کہ اس سے رجوع نہیں ہوگا۔ اس بنا پر یہ وطی حرام ہوگی۔ (الارشاد فی معرفۃ الاحکام)

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اس لیے صرف خاوند کا آپ کو چھونا آپ سے رجوع نہیں کہلایگا۔ جمہور علماء کرام جن میں امام مالک علیہ الرحمہ امام شافعی اور امام احمد شامل ہیں کا یہ کہنا ہے کہ: صرف شہوت کے ساتھ چھونے سے رجوع حاصل نہیں ہو جائیگا، لیکن امام مالک علیہ الرحمہ کا کہنا ہے کہ اگر شہوت کے ساتھ چھونے سے اس کا مقصد رجوع کرنا ہو تو رجوع کی نیت سے شہوت کے ساتھ چھونا رجوع کہلایگا، اس لیے جب آپ کا خاوند یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے رجوع کی نیت نہیں کی تو پھر اس سے رجوع حاصل نہیں ہوا۔ (المغنی 404/7)

فعلی رجوع میں مذاہب اربعہ

فصل کے ساتھ بیوی سے رجوع کرنے میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً: جماع اور اس کی ابتدائی اشیاء یعنی بیوی سے بوس و کنار کرنا، اس میں علماء کے چار قول ہیں:

پہلا قول: احناف کہتے ہیں کہ جماع کرنے اور شہوت سے بوس و کنار کرنے سے کے ساتھ رجوع ہو جائیگا چاہے درمیان میں حائل بھی ہو لیکن شہوت کی حرارت ہونی چاہیے، انہوں نے اس سب کو رجوع پر محمول کیا ہے، گویا کہ وہ اپنی وطء اور جماع سے اس سے رجوع کرنے پر راضی ہو گیا ہے۔

دوسرا قول: مالکیہ کے ہاں جماع اور اس کے مقدمات سے رجوع ہو جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ خاوند اس میں رجوع کی نیت کرے، اس لیے اگر اس نے رجوع کی نیت سے بیوی کا بوسہ لیا یا اسے شہوت سے چھو لیا یا جماع والی جگہ کو شہوت سے دیکھا یا اس سے وطء اور جماع کیا لیکن اس میں رجوع کی نیت نہ تھی تو ان اشیاء سے رجوع صحیح نہیں ہوگا، بلکہ اس نے حرام کا ارتکاب کیا۔

تیسرا قول: شافعی حضرات کہتے ہیں کہ رجوع صرف قول کے ساتھ ہی صحیح ہوگا، مطلقاً فعل کے ساتھ رجوع صحیح نہیں، چاہے وطء ہو یا اس کے مقدمات اور چاہے فعل میں اس نے رجوع کی نیت بھی کی ہو یا نیت نہ ہو۔

چوتھا قول: حنابلہ کہتے ہیں کہ وطی کے ساتھ رجوع صحیح ہے چاہے خاوند نے بیوی سے رجوع کی نیت کی ہو یا نیت نہ کی ہو، لیکن وطء کے مقدمات سے صحیح مذہب میں رجوع ثابت نہیں ہوگا

(. تبیین الحقائق (2/251) حاشیہ ابن عابدین (3/399) الخثری علی ظیل (4/81) حاشیہ البجری (4/41) الانصاف (9/156)

مطالب اولی النہی (5/480).

جو فعل سبب حرمت مصاہرت وہی سبب رجعت قاعدہ فقہیہ

علامہ محمد امین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جس فعل سے حرمت مصاہرت ہوتی ہے اُس سے رجعت ہو جائیگی مثلاً وطی کرنا یا شہوت کے ساتھ مونہہ یا رخسار یا ٹھوڑی یا پیشانی یا سر کا بوسہ لینا یا بلا حائل بدن کو شہوت کے ساتھ چھونا یا حائل ہو تو بدن کی گرمی محسوس ہو یا فرج داخل کی طرف شہوت کے ساتھ نظر کرنا اور اگر یہ افعال شہوت کے ساتھ نہ ہوں تو رجعت نہ ہوگی اور شہوت کے ساتھ بلا قصد رجعت ہوں جب بھی رجعت ہو جائے گی۔ اور بغیر شہوت بوسہ لینا یا چھونا مکروہ ہے جبکہ رجعت کا ارادہ نہ ہو۔ یونہی اُسے برہنہ دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ (رد مختار، کتاب طلاق، باب رجعت)

رجوع کے لئے گواہی کے استحباب کا بیان

یہ مستحب ہے رجوع کرنے کے لئے دو گواہ قائم کر لئے جائیں اگر گواہ موجود نہ ہوں تو عورت سے رجوع کرنا صحیح شمار ہوگا۔ امام شافعی کے ایک قول کے مطابق اور امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک گواہوں کے بغیر رجوع کرنا درست نہیں ہوگا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ”اور تم اپنے میں سے دو عادل گواہوں کو گواہ بنائو“۔ ہماری دلیل یہ ہے: نص مطلق ہے اور گواہ بنانے کی قید کے بغیر ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے: رجوع کرنے کا مطلب نکاح کو باقی رکھنا ہے اور باقی رکھنے میں گواہی شرط نہیں ہوتی۔ بالکل اس طرح جیسے ایلاء میں رجوع کرنے میں یہ شرط نہیں ہے۔ البتہ احتیاط کے پیش نظر ایسا کرنا مستحب ہے تاکہ اس بارے میں باہمی طور پر کوئی اختلاف نہ رہے۔

امام شافعی نے جس آیت کو تلاوت کیا ہے وہ استحباب پر محمول ہوگی۔ کیا آپ نے غور نہیں کیا اسے علیحدگی کے ساتھ ملا دیا ہے اور اس میں ایسا کرنا مستحب ہے لہذا یہ بات مستحب ہوگی کہ وہ اس بارے میں عورت کو بتادے تاکہ کسی معصیت کا شکار نہ ہو۔ جب عدت ختم ہو جائے اور شوہر یہ کہے: میں نے بدت کے دوران ہی عورت سے رجوع کر لیا تھا اور عورت بھی اس بات کی تصدیق کر دے تو یہ بات رجوع شمار ہوگی۔ اگر عورت مرد کی اس بات کو جھوٹ قرار دے تو اس کی بات کو تسلیم کیا جائے گا کیونکہ شوہر نے ایک ایسی بات کی خبر دی ہے جس کو وہ فوری طور پر موجود کرنے کا مالک نہیں ہے لہذا اس بارے میں متہم شمار ہوگا۔ البتہ عورت نے اس کی تصدیق کر دی ہو تو یہ تہمت ختم ہو جائے گی۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت کے لئے قسم اٹھانا واجب نہیں ہے اور قسم لینے کا یہ مسئلہ جو باتوں سے متعلق ہوتا ہے۔ جس کا ذکر ہم کتاب نکاح میں کر چکے ہیں۔ (ہدایہ، کتاب طلاق، لاہور)

رجعت کے مسنون طریقے کا فقہی بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کر دے کہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کر لے اور اگر کر لیا تو تفریق کر دی جائے اگرچہ دخول کر چکا ہو کہ یہ نکاح نہ ہوا۔ اور اگر قول سے رجعت کی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ بھی کیے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ خلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اُس سے وطی کی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اُس کی شرمگاہ کی

طرف نظر کی تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے۔ اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔

(جوہرہ نمبر، کتاب طلاق)

رجعت کی شرعی حیثیت میں فقہی مذاہب اربعہ

اگر رجعت کا ارادہ ہو اور رجعت کرو یعنی لوٹا لو تو اس پر دو عادل مسلمان گواہ رکھ لو، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر اس سے جماع کرتا ہے نہ طلاق پر گواہ رکھتا ہے نہ رجعت پر تو آپ نے فرمایا اس نے خلاف سنت طلاق دی اور خلاف سنت رجوع کیا طلاق پر بھی گواہ رکھنا چاہئے اور رجعت پر بھی، اب دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نکاح، رجعت بغیر دو عادل گواہوں کے جائز نہیں جیسے فرمان اللہ ہے ہاں مجبوری ہو تو اور بات ہے، پھر فرماتا ہے گواہ مقرر کرنے اور سچی شہادت دینے کا حکم انہیں ہو رہا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اللہ کی شریعت کے پابند اور عذاب آخرت سے ڈرنے والے ہوں۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں رجعت پر گواہ رکھنا واجب ہے گو آپ سے ایک دوسرا قول بھی مروی ہے اسی طرح نکاح پر گواہ رکھنا بھی آپ واجب بتاتے ہیں ایک اور جماعت کا بھی یہی قول ہے، اس مسئلہ کو ماننے والی علماء کرام کی جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ رجعت زبانی کہے بغیر ثابت نہیں ہوتی کیونکہ گواہ رکھنا ضروری ہے اور جب تک زبان سے نہ کہے گواہ کیسے مقرر کئے جائیں گے۔ احناف کے نزدیک رجعت کی گواہی مستحب ہے۔

لِذَا بَلَغَ اَجَلُهُنَّ فَاَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ اَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَاَشْهَدُوا ذَوٰى عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهٖ مَن كَانَ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَاَمَنَ بِتَقِيٍّ اللّٰهُ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الطلاق ۲)

تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لیا بھلائی کے ساتھ جدا کر دو۔ اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کر لو اور اللہ کے لئے گواہی قائم کر دو۔ اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اور جو اللہ سے ڈرے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔ (کنز الایمان)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ تمہیں اختیار ہے اگر تم ان کے ساتھ بحسن معاشرت و مراقت رہنا چاہو تو رجعت کر لو اور دل میں پھر دوبارہ طلاق دینے کا ارادہ نہ رکھو اور اگر تمہیں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کر سکنے کی امید نہ ہو تو تمہر وغیرہ ان کے حق ادا کر کے ان سے جدائی کر لو اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ اس طرح کہ آخر عدت میں رجعت کر لو، پھر طلاق دے دو اور اس طرح انہیں ان کی عدت دراز کر کے پریشانی میں ڈالو ایسا نہ کرو اور خواہ رجعت کر دیا فرقت اختیار کر دو دونوں صورتوں میں دفع تہمت اور رفع نزاع کیلئے دو مسلمانوں کو گواہ کر لینا مستحب ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

مقصود اس سے اس کی رضا جوئی ہو اور اقامت حق و تعمیل حکم الہی کے سوا اپنی کوئی قاسد غرض اس میں نہ ہو۔ اس سے استدلال

کیا جاتا ہے کہ کفار شرائع و احکام کے ساتھ مخاطب نہیں۔ اور طلاق دے تو طلاق سنی دے اور معتدہ کو ضرر نہ پہنچائے، نہ اسے مسکن سے نکالے اور حسب حکم الہی مسلمانوں کو گواہ کر لے۔

جس سے وہ دنیا و آخرت کے غموں سے خلاص پائے اور ہر تنگی و پریشانی سے محفوظ رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے اللہ تعالیٰ اس کیلئے شبہات دنیا و آخرت موت و شدائد روز قیامت سے خلاص کی راہ نکالے گا اور اس آیت کی نسبت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے علم میں ایک ایسی آیت ہے جسے لوگ محفوظ کر لیں تو ان کی ہر ضرورت و حاجت کیلئے کافی ہے۔

شان نزول: عوف بن مالک کے فرزند کو مشرکین نے قید کر لیا تو عوف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ میرا بیٹا مشرکین نے قید کر لیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنی محتاجی و ناداری کی شکایت کی، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے رہو عوف نے گھر آ کر اپنی بی بی سے یہ کہا اور دونوں نے پڑھنا شروع کیا وہ پڑھ رہی رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا دشمن غافل ہو گیا تھا اس نے موقع پایا قید سے نکل بھاگا اور چلتے ہوئے چار ہزار بکریاں بھی دشمن کی ساتھ لے آیا، عوف نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یہ بکریاں ان کے لئے حلال ہیں؟ حضور نے اجازت دی اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزان العرقان)

طلاق رجعی میں نفقہ و سکنہ کی ذمہ داری میں فقہی مذاہب

اس امر میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مطلقہ کو اگر رجعی طلاق دی گئی ہو تو شوہر پر اس کی سکونت اور اس کے نفقہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ اگر عورت حاملہ ہو، تو خواہ اسے رجعی طلاق دی گئی ہو یا قطعی طور پر الگ کر دینے والی بہر حال اس کے وضع حمل تک اس کی سکونت اور اس کی نفقہ کا ذمہ دار شوہر ہوگا۔ اس کے بعد اختلاف اس امر میں ہوا ہے کہ آیا غیر حاملہ مطلقہ منکوحہ (یعنی جسے قطعی طور پر الگ کر دینے والی طلاق دی گئی ہو) سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے؟ یا صرف سکونت کا حق رکھتی ہے؟ یا دونوں میں سے کسی کی بھی حق دار نہیں ہے؟

ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ سکونت اور نفقہ دونوں کی حق دار ہے۔ یہ رائے حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت غلی بن حسین (امام زین العابدین)، قاضی شریح اور ابراہیم نخعی کی ہے۔ اسی کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے، اور امام سفیان ثوری اور حسن بن صالح کا بھی یہی مذہب ہے۔ اس کی تائید دارقطنی کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں حضرت جاب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المطلقۃ ثلاثا لھا السکنی واجفقا، جس عورت کو تین طلاقیں دی جا چکی ہوں اس کے لیے زمانہ عدت میں سکونت اور نفقہ کا حق ہے۔

اس کی مزید تائید ان روایات سے ہوتی ہے جن میں بتایا گیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو حضرت عمر نے یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ ایک عورت کے قول پر اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ترک نہیں کر سکتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر

کے علم میں لازماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت ہوگی کہ ایسی عورت کے لیے نفقہ اور سکونت کا حق ہے۔ بلکہ ابراہیم نخعی کی ایک روایت میں تو یہ تصریح ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو رد کرتے ہوئے فرمایا تھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لها السكنى و النفقة، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لیے سکونت کا حق بھی ہے اور نفقہ کا بھی امام ابو بکر صراح احکام القرآن میں اس مسئلے پر مفصل بحث کرتے ہوئے اس مسلک کے حق میں پہلی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً فرمایا ہے فَطَلَّقُوا هُنَّ لِعَدَّتْ يَهْنُ، ان کو ان کی عدت کے لیے طلاق دو اس فرمان الہی کا اطلاق اس شخص پر بھی تو ہوتا ہے جو دو طلاق پہلے دے کر رجوع کر چکا ہو اور اب اسے صرف ایک ہی طلاق دینے کا حق باقی ہو۔ دوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دینے کا جب یہ طریقہ بتایا کہ آدی یا تو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو یا ایسی حالت میں طلاق دے جبکہ عورت کا حاملہ ہونا ظاہر ہو چکا ہو تو اس میں آپؐ نے پہلی، دوسری، یا آخری طلاق کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ ان کو اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو ہر قسم کی طلاق سے متعلق مانا جائے گا۔ تیسری دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ حاملہ مطلقہ خواہ رجعیہ ہو یا متوتہ، اس کی سکونت اور اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ اور غیر حاملہ رجعیہ کے لیے بھی یہ دونوں حقوق واجب ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کونت اور نفقہ کا وجوب دراصل حمل کی بنا پر نہیں ہے بلکہ اس بنا پر ہے کہ یہ دونوں قسم کی عورتیں شرعاً شوہر کے گھر میں رہنے پر مجبور ہیں۔ اب اگر یہی حکم متوتہ غیر حاملہ کے بارے میں بھی ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی سکونت اور اس کا نفقہ مرد کے ذمہ نہ ہو۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ مطلقہ متوتہ کے لیے سکونت کا حق تو ہے مگر نفقہ کا حق نہیں ہے۔ یہ مسلک سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، عطاء، شعبی، اوزاعی، لیث اور ابو عبیدہ رحمہم اللہ کا ہے، اور امام شافعی اور امام مالک نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ لیکن مغنی المحتاج میں امام شافعی کا مسلک اس سے مختلف بیان ہوا ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

تیسرا گروہ کہتا ہے کہ مطلقہ متوتہ کے لیے نہ سکونت کا حق ہے نہ نفقہ کا۔ یہ مسلک حسن بھری، حماد، ابن ابی لیلیٰ، عمرو بن دینار، طاؤس، اسحاق بن راہویہ، اور ابو ثور کا ہے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی مسلک نقل کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور امامیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

اور مغنی المحتاج میں شافعیہ کا مسلک بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ فجب سکنی لمعتدة طلاق او حامل ولا بائن . والحائل البائن لا نفقة لها ولا كسوة۔ طلاق کی بنا پر جو عورت عدت گزار رہی ہو اس کے لیے سکونت کا حق واجب ہے خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہو، مگر بائنہ کے لیے واجب نہیں ہے۔ اور غیر حاملہ بائنہ کے لیے نہ نفقہ ہے اور نہ کپڑا۔ اس مسلک کا استدلال ایک تو قرآن مجید کی اس آیت سے ہے کہ لَا تَذَرْنِي لَعَلَّ اللَّهَ يُخْدِتْ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا، تم نہیں جانتے، شاید اس کے بعد اللہ موافقت کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ بات مطلقہ رجعیہ کے حق ہی میں درست ہو سکتی ہے نہ کہ متوتہ کے حق میں۔ اس لیے مطلقہ کو گھر میں رکھنے کا حکم بھی رجعیہ ہی کے لیے خاص ہے۔ دوسرا استدلال فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ہے جسے کتب حدیث میں بکثرت صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔

یہ فاطمہ رضی اللہ عنہ بن قیس الثمریہ اولین مہاجرات میں سے تھیں، بڑی عاتقہ بھی جاتی تھیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر اصحاب شوریٰ کا اجتماع انہی کے ہاں ہوا تھا۔ یہ پہلے ابو عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ الحیرۃ الخزومی کے نکاح میں تھیں، پھر ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دے کر الگ کر دیا، اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت اسماءہ بن زید سے کیا۔ ان کا قصہ یہ ہے کہ ان کو شوہر ابو عمرو پہلے ان کو دو طلاق دے چکے تھے۔ پھر جب حضرت علی کے ساتھ وہ یمن بھیجے گئے تو انہوں نے وہاں سے باقی ماندہ تیسری طلاق بھی ان کو بھیج دی۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ ابو عمرو نے اپنے رشتہ داروں کو پیغام بھیجا تھا کہ عدت کے زمانے میں ان کو گھر میں رکھیں اور ان کا خرچ برداشت کریں۔ اور بعض میں یہ ہے کہ انہوں نے خود نفقہ و سکونت کے حق کا مطالبہ کیا تھا۔ بہر حال جو صورت بھی ہو، شوہر کے رشتہ داروں نے ان کا حق ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ دعویٰ لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ نہ تمہارے لیے نفقہ ہے نہ سکونت۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انما النفقة والسكنى للمرأة على زوجها ما كانت له عليها رجعة، فاذا لم يكن له عليها رجعة فلا نفقة ولا سكنى۔ عورت کا نفقہ اور اس کی سکونت تو شوہر پر ہی صورت میں واجب ہے جب کہ شوہر کو اس پر رجوع کا حق ہو۔ مگر جب رجوع کا حق نہ ہو تو نہ نفقہ ہے نہ سکونت (مسند احمد)

طہرانی اور نسائی نے بھی قریب قریب یہی روایت نقل کی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں فاذا كانت لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره فلا نفقة ولا سكنى۔ لیکن جب وہ اس کے لیے اس وقت تک حلال نہ ہو جب تک اس کے سوا کسی اور مرد سے نکاح نہ کرے تو پھر اس کے لیے نہ نفقہ ہے نہ سکونت۔ یہ حکم بیان کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہلے ام شریک کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا اور بعد میں فرمایا کہ تم ابن ام مکتوم کے ہاں رہو۔ لیکن اس حدیث کو جن لوگوں نے قبول نہیں کیا ہے ان کے دلائل یہ ہیں۔

اولاً، ان کو شوہر کے رشتہ داروں کا گھر چھوڑنے کا حکم اس لیے دیا گیا تھا کہ وہ بہت تیز زبان تھیں اور شوہر کے رشتہ دار ان کی بد مزاجی سے تنگ تھے۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ان خاتون نے اپنی حدیث بیان کر کے لوگوں کو فتنے میں ڈال دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ زبان دراز تھیں، اس لیے ان کو ابن ام مکتوم کے ہاں رکھا گیا (ابوداؤد)۔ دوسری روایت میں سعید بن المسیب کا یہ قول منقول ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے شوہر کے رشتہ داروں سے زبان درازی کی تھی اس لیے انہیں اس گھر سے منتقل ہونے کا حکم دیا گیا تھا (بصام)۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں ان کا گھر سے نکلنا دراصل بد مزاجی کی وجہ سے تھا۔ (ابوداؤد)

ثانیاً، ان کی روایت کو حضرت عمر نے اس زمانے میں رد کر دیا تھا جب بکثرت صحابہ موجود تھے اور اس معاملہ کی پوری تحقیقات ہو سکتی تھی۔ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث پہنچی تو انہوں نے فرمایا لسا بتاوا کی ایدہ فی کتاب اللہ و قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقسل اماء لعلها اوهمت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول لها السكنى والنفقة۔ ہم کتاب اللہ کی ایک آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قسل کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے جسے شاید کچھ وہم ہوا ہے۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مجنونہ کے لیے سکونت کا

حق بھی ہے اور نفقہ کا بھی (حصا ص)۔ ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں اسود بن یزید کے پاس کوفہ کی مسجد میں بیٹھا تھا۔ وہاں شعبی نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کا ذکر کیا۔ اس پر حضرت اسود نے شعبی کو ٹکرایا کھینچ ماریں اور کہا کہ حضرت عمر کے زمانے میں جب فاطمہ کی یہ روایت پیش کی گئی تھی تو انہوں نے کہا تھا ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے قول کی وجہ سے رد نہیں کر سکتے، معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی۔ اس کے لیے نفقہ اور سکونت ہے، اللہ کا حکم ہے لَا تَخْشَى رِجْوَهُنَّ مِنْبُؤِہُنَّ یہ روایت باختلاف الفاظ مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں منقول ہوئی ہے۔

ثالثاً، مروان کے زمانہ حکومت میں جن مطلقہ معنویہ کے متعلق ایک نزاع چل پڑی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس کی روایت پر سخت اعتراضات کیے تھے۔ قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا آپ کو فاطمہ کا قصہ معلوم نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا فاطمہ کی حدیث کا ذکر نہ کرو تو اچھا ہے (بخاری) بخاری نے دوسری روایت جو نقل کی ہے اس میں حضرت عائشہ کے الفاظ یہ ہیں فاطمہ کو کیا ہو گیا ہے، وہ خدا سے ڈرتی نہیں؟ تیسری روایت میں حضرت عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فرمایا فاطمہ کے لیے یہ حدیث بیان کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ حضرت عروہ ایک اور روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فاطمہ پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا اور کہا وہ دراصل ایک خالی مکاہ میں تھیں جہاں کوئی مونس نہ تھا اس لیے ان کی سلامتی کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گھر بدل دینے کی ہدایت فرائی تھی۔

رابعاً، ان خاتون کا نکاح بعد میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، اور محمد بن اسامہ کہتے ہیں کہ جب کبھی فاطمہ اس حدیث کا ذکر کرتیں میرے والد، جو چیز بھی ان کے ہاتھ لگتی اٹھا کر ان پر دے مارتے تھے (حصا ص)۔ ظاہر ہے کہ حضرت اسامہ کے علم میں سنت اس کے خلاف نہ ہوتی تو وہ اس حدیث کی روایت پر اتنی ناراضی کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ (تفسیر القرآن)



کِتَابُ الْخَيْلِ

یہ کتاب گھوڑوں کے بیان میں ہے

۱- بَابُ

باب: (بلا عنوان)

3563 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ - قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ

بْنِ صَالِحِ بْنِ صَبِيحِ الْمُرِّي قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عُبَلَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نَفِيلٍ الْكِنْدِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ وَوَضَعُوا السِّلَاحَ وَقَالُوا لَا جِهَادَ قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوَارَهَا فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ وَقَالَ "كَذَبُوا الْآنَ الْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ وَلَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُقَاتِلُونَ عَلَى السَّحْقِ وَيُزِيغُ اللَّهُ لَهُمْ قُلُوبَ أَقْوَامٍ وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتَّى يَقُومَ السَّاعَةُ وَحَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ وَالْخَيْلُ مَغْفُودَةٌ لِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُوَ يُوحِي إِلَيَّ أَيْ مَقْبُوضٌ غَيْرُ مُلَبَّثٍ وَأَنْتُمْ تَتَّبِعُونِي أَفَنَادَا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَغَقَرُ دَارِ الْمُؤْمِنِينَ لَلشَّامِ".

☆ ☆ حضرت سلمہ بن نفیل کنوی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص نے عرض

کی: یا رسول اللہ! لوگوں نے گھوڑوں کی حیثیت کم کر دی ہے اور ہتھیار رکھ دیئے ہیں وہ یہ کہتے ہیں: اب جہاد باقی نہیں رہا اور جنگ کی صورت حال ختم ہو چکی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک اس کی طرف کیا اور فرمایا:

لوگوں نے غلط کہا ہے یہ اب بھی ہے یہ اب بھی ہے قتال موجود ہے اور میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کی خاطر جنگ کر رہے گا اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کے دلوں کو گمراہ کر دے گا، اور انہیں ان اقوام کی طرف سے (مال غنیمت کے طور پر) رزق دیتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ جائے گا گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک بھلائی لکھ دی گئی ہے مجھے وحی کے ذریعے یہ بات بتائی گئی ہے کہ میرا انتقال ہو جائے گا اور تم لوگ میرے بعد مختلف گروہوں میں تقسیم ہو جائے گے اور آپس میں لڑنا شروع کر دو گے اُس وقت اہل ایمان کے لیے محفوظ جگہ شام ہوگی۔

شرح

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔ "(بخاری و مسلم) پیشانی سے مراد "ذات" ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں میں ایک خاص قسم کی برکت رکھی ہے کیونکہ گھوڑوں کے ذریعہ جہاد کیا جاتا ہے جس میں دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی ہے۔

حضرت جریر ابن عبد اللہ بکلی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے کی پیشانی کے بالوں کو اپنی انگلی سے مل دیتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ گھوڑے (وہ جانور ہیں) جن کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے خیر و بھلائی بندھی ہوئی ہے کیونکہ گھوڑوں کے ذریعہ جہاد کے کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے جس میں دنیا کا مال غنیمت حاصل ہوتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے وعدے کو سچ جاننے کی وجہ سے اللہ کی راہ میں (کام لینے کے لئے اپنے گھر) گھوڑا باندھا تو اس گھوڑے کی سیری و سیرابی (یعنی اس نے دنیا میں جو کچھ کھایا اور پیا ہے وہ) اور اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے اعمال کی ترازو میں تولے جائیں گے۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 980)

اللہ پر ایمان لانے اور اس کے وعدے کو سچ جاننے کی وجہ سے "کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جہاد میں جانے اور دشمنوں سے لڑائی کے لئے جو گھوڑا اپنے ہاں باندھا ہو اس میں اس کی نیت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کی ہو اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے جس عظیم اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے اس کی طلب گاری کی خاطر ہو۔ "سیری اور سیرابی" سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے جانور کا پیٹ بھرتا ہے اور سیراب ہوتا ہے یعنی گھاس، دانہ، پانی وغیرہ لہذا یہ ساری چیزیں بھی ثواب ملنے کے اعتبار سے اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی کہ قیامت کے دن یہ چیزیں ثواب کی شکل میں اس کو حاصل ہوں گی اور اس کے میزان اعمال میں تولی جائیں گی۔

گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی ہونے کا بیان

3564 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَجُوبُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَاقَ -

يَعْنِي الْفَزَارِيَّ - عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْحَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَالَّذِي يَحْتَسِبُهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَتَّخِذُهَا لَهُ وَلَا تَغِيبُ فِي بَطُونِهَا شَيْئًا إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِحَسْلِ شَيْءٍ غَيْبَتْ فِي بَطُونِهَا أَجْرٌ وَلَوْ عَرَضَتْ لَهُ مَرْجٌ". وَسَاقِ الْحَدِيثَ .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں: یہ ایک

فخص کے لیے اجر ہوتے ہیں ایک شخص کے لیے (جہنم سے) رکاوٹ ہوتے ہیں اور ایک شخص پر گناہ ہوتے ہیں جہاں تک اس گھوڑے کا تعلق ہے، جو اپنے مالک کے لیے اجر ہوتا ہے تو یہ وہ گھوڑا ہوتا ہے جسے آدمی اللہ کی راہ میں ثواب کی امید رکھنے کے لیے دیتا ہے اسے جہاد کے لیے تیار رکھتا ہے ایسے گھوڑے کے پیٹ میں جو چیز بھی جاتی ہے اس کے بدلے میں اس شخص کو اجر ملتا ہے اگر اس کے سامنے چراگاہ آجائے۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

3565 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ قَامًا أَلَدَى هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا لِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَاعَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ فِي الْمَرْجِ أَوْ الرَوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيلَهَا ذَلِكَ فَاَسْتَسْتَشَرَفًا أَوْ شَرْفَيْنِ كَانَتْ أَثَرُهَا". وَلِي حَدِيثُ الْحَارِثِ "وَأَرَوَّانَهَا حَسَنَاتٌ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرْذَ أَنْ تُسْقَى كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ فَهِيَ لَهُ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْنِيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظَهْرِهَا فَهِيَ لِذَلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخَرًا وَرَبَاءً وَبِنَوَاءٍ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وَزْرٌ". وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَمِيرِ فَقَالَ "لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاضِلَةُ (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ)".

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"گھوڑا ایک شخص کے لیے اجر ہوتا ہے ایک شخص کے لیے (جہنم سے) رکاوٹ ہوتا ہے اور ایک شخص کے لیے گناہ ہوتا ہے جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جس کے لیے یہ اجر ہوتا ہے تو یہ وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں اسے باندھتا ہے اور چراگاہ میں اس کی رسی کھلی چھوڑ دیتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہاں لفظ) باغ استعمال ہوتا ہے تو اپنی اس رسی کے ساتھ وہ اس چراگاہ میں یا اس باغ میں جہاں تک جاتا ہے تو یہ اس شخص کے لیے نیکیاں ہوتی ہیں اور اگر وہ اپنی رسی تڑوا لیتا ہے اور ایک ٹیلے پر یا دو ٹیلوں پر چڑھ جاتا ہے تو اس کے قدموں کے نشان (اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:) اس کی لید بھی اس شخص کے لیے نیکیاں شمار ہوتی ہیں اور اگر وہ گھوڑا کسی نہر کے پاس سے گزرتے ہوئے اس

3565- أخرجه البخاري في المساقلة، باب شرب الناس ومضى الدواب من الانهار (الحديث 2371)، وفي الجهاد، باب الخيل ثلاث (الحديث 2860)، وفي المناقب، باب 28. (الحديث 3646)، وفي التفسير، باب قوله (فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره) (الحديث 4962)، وفي الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاحكام التي تعرف بالدلائل (الحديث 7356). و أخرجه مسلم في الركعة، باب اثم مانع الزكاة (الحديث 24 و 25) مطولا. و الحديث عند البخاري في التفسير، باب (ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره) (الحديث 4963). نسخة الاشراف (12316).

میں سے کچھ پی لیتا ہے حالانکہ مالک نے اُسے پلانے کا ارادہ نہیں کیا، تو یہ چیز بھی اس شخص کے لیے نیکی شمار ہوتی ہے۔
تو یہ گھوڑا اس شخص کے لیے اجر ہے ایک شخص وہ ہے، جو گھوڑے کو اس لیے باندھتا ہے کہ خوشحال رہے اور لوگوں سے
ماتنگنے سے بچا رہے وہ اس کی گردن اور اس کی پشت کے بارے میں، اللہ تعالیٰ کے حق کو بھولتا نہیں ہے تو یہ اس کے
لیے رکاوٹ ہے اور ایک وہ شخص ہے، جو گھوڑے کو فخر اور ریاکاری اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے باندھتا ہے
تو یہ اس کے لیے گناہ ہوگا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ سے گدھے کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس بارے میں
مجھ پر کوئی باقاعدہ آیت نازل نہیں ہوئی البتہ صرف یہ ایک آیت ہے، جو اس کو بھی جامع ہے:
”جو شخص ڈرے گے برابر نیکی کرے گا، وہ اس کا اجر دیکھے گا اور جو شخص ڈرے کے برابر بُرائی کرے گا، وہ اس کا بدلہ
دیکھ لے گا۔“

باب حُبِ الْخَبِيلِ

یہ باب گھوڑے سے محبت کرنے میں ہے

3566 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي
عُرْوَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ
الْخَبِيلِ .

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کو خواتین کے بعد، سب سے زیادہ گھوڑوں سے محبت تھی۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت کی توجیہ

ص: ۳۲ میں ہے: (حضرت سلیمان نے کہا:) بے شک میں نے خیر (نیک مال) کی محبت اپنے رب کے ذکر کی وجہ سے
اختیار کی ہے۔ اس آیت میں حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں پر خیر کا اطلاق فرمایا ہے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ
ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گھوڑوں پر خیر کا اطلاق فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر

ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۶۳۳، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۱۶۹۳، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۵۷۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۷۸۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر رکھی دی گئی ہے۔ (صحیح

بخاری رقم الحدیث: ۳۶۳۵، سنن النسائی رقم الحدیث: ۲۵۷۱، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۷۳) حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا منشاء یہ تھا کہ چونکہ

گھوڑوں پر سوار ہو کر دشمنان اسلام کے خلاف جہاد کیا جاتا ہے اور گھوڑوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا دین سر بلند ہوتا ہے اس لیے میں

3566-العردية النسائي . وسباني في عشرة النساء . باب حب النساء (الحديث 3951) . وهو في عشرة النساء من الكبرى . حب النساء

(الحديث 3) . تحفة الاشراف (1221) .

گھوڑوں سے محبت رکھتا ہوں۔ ص: ۳۳-۳۴ میں ہے: حتیٰ کہ جب وہ گھوڑے نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو اس نے حکم دیا کہ ان (گھوڑوں) کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں: حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا ایک گول میدان تھا جس میں وہ گھوڑوں کا مقابلہ کرایا کرتے تھے حتیٰ کہ جب وہ گھوڑے دور نکل کر ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ سورج غائب ہو گیا اور ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، کیونکہ اس آیت میں پہلے سورج کا ذکر نہیں ہے کہ اس کی طرف خمیر لوٹائی جائے، البتہ گھوڑوں کا ذکر ہے، اس لیے اس کا معنی یہ ہے کہ وہ گھوڑے ان کی نظر سے غائب اور اوجھل ہو گئے اور نحاس نے یہ ذکر کیا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نماز پڑھ رہے تھے تو ان کے پاس مال غنیمت سے حاصل شدہ گھوڑے لائے گئے تاکہ وہ ان کا معائنہ کریں، حضرت سلیمان (علیہ السلام) اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے اشارہ کیا کہ ان گھوڑوں کو ان کے اصطبلوں میں پہنچا دیا جائے، حتیٰ کہ وہ گھوڑے ان کی نظر سے اوجھل ہو گئے اور جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ان گھوڑوں کو دوبارہ میرے پاس لاؤ، پھر آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے اور آپ کا ان کی گردنوں پر ہاتھ پھیرنا ان کے اکرام کے لیے تھا۔ تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی بڑا اور باوقار آدمی گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرے تو یہ کام اس کے مقام اور وقار کے خلاف نہیں ہے۔ (جامع الاحکام القرآن ج ۵ ص ۷۵، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ) امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ نے بھی اسی تفسیر کو رائج قرار دیا ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۹ ص ۳۹۰)

جمہور مفسرین کی بیان کی ہوئی حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت

زیادہ تر مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) گھوڑوں کے معائنہ میں اس قدر مشغول ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا اور آپ کی نماز قضاء ہو گئی، پھر اس کے غم اور غصہ میں آپ نے گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں کو کاٹ ڈالا۔ امام عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی المتوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں: مفسرین نے کہا ہے کہ: حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو گھوڑے کھائے جاتے رہے اور وہ ان کے معائنہ میں اس قدر منہمک ہوئے کہ سورج غروب ہو گیا اور ان کی عصر کی نماز قضاء ہو گئی اور ان کی لوگ، پر اس قدر ہیبت تھی کہ کوئی شخص یہ جرات نہ کر سکا کہ ان کو عصر کی نماز یاد دلاتا، پس حضرت سلیمان (علیہ السلام) بھول گئے اور جب سورج غروب ہو گیا تو ان کو یاد آیا کہ انہوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی اور اس وقت انہوں نے یہ کہا: بے شک میں نے نیک مال (یعنی گھوڑوں) کی محبت کو اپنے رب کے ذکر پر ترجیح دی، حتیٰ کہ جب سورج ان کی نگاہ سے اوجھل ہو گیا تو انہوں نے حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو دوبارہ ان کے سامنے لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلوار سے ہاتھ مارنے لگے۔ مذکور الصدر تفسیر سعید بن جبیر، ضحاک، قتادہ، زجاج اور سدی سے مروی ہے، مفسرین نے کہا ہے کہ اپنے رب کے ذکر سے ان کی مراد عصر کی نماز ہے، حضرت ثلثی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود اور قتادہ وغیرہم کا یہی قول ہے، زجاج نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ عصر کی نماز ان پر فرض تھی یا نہیں، مگر یہ کہ جس وقت ان گھوڑے پیش کیے گئے تھے اس وقت وہ اپنے رب کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور قرآن مجید میں جو مذکور ہے فی تورات بالحبیب اس سے مراد ہے کہ سورج ان کی نظروں سے چھپ گیا، ہر چند کہ اس سے پہلے اس آیت میں سورج کا ذکر نہیں ہے

کہ اس کی طرف توارت کی ضمیر مستر لوائی جائے، مگر سورج کے ذکر پر اس آیت میں قرینہ ہے کیونکہ ص: ۳۱ میں ہے۔ اذ عرض علیہ بالعی الشفت الجیاد (ص: ۳۱) جب اس کے سامنے ڈھلے سدنھے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پیش کیے گئے زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک کے وقت کو العشی کہا جاتا ہے، اس کا معنی ہے: غروب آفتاب تک ان کو گھوڑے دکھائے جاتے رہے، اس کے بعد جس کے متعلق فرمایا ہے: وہ چھپ گیا تو ظاہر ہے وہ سورج ہی ہو سکتا ہے، پس سورج کا ذکر اس سے پہلے العشی کے ضمن میں موجود ہے۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا تھا: ان گھوڑوں کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ۔ مفسرین نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کی نماز قضا ہو گئی اور انہوں نے وقت گزارنے کے بعد نماز پڑھی، اس پر غم اور غصہ کی وجہ سے انہوں نے کہا: کہ گھوڑوں کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ مارنے لگے اور اس کی تفسیر میں تین قول ہیں۔

(۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلواریں سے وار کیے اور ان کی پنڈلیوں اور گردنوں کو کاٹ ڈالا۔ (المجم الاوسط رقم الحدیث: ۶۹۹۳، مجمع الزوائد، ج ۷ ص ۹۹) امام الحسین بن مسعود البغوی المتوفی ۵۰۶ھ نے لکھا ہے:

الحسن البصر بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے لیے سمندر سے پروں والے گھوڑے نکالے گئے، وہ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے تخت پر بیٹھ گئے اور ان کا معائنہ کرنے لگے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور ان کی عصر کی نماز فوت ہو گئی، ان کی ہیبت اور ان کے رعب کی وجہ سے کسی نے ان کو عصر کی نماز پر متنبہ نہیں کیا، جب نماز قضا ہو گئی تو انہوں نے دوبارہ گھوڑوں کو منگوا یا اور اللہ عز وجل کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور ان کی گردنوں کو تلواریں سے کاٹ ڈالا کیونکہ ان میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کی عصر کی نماز رہ گئی تھی اور گھوڑوں کو کاٹنا ان کے لیے مباح تھا، اگرچہ ہم پر حرام ہے۔ جیسا کہ ہمارے لیے جانوروں کو ذبح کرنا مباح ہے۔ (معالم التنزیل ج ۳ ص ۶۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ)

امام ابواسحاق احمد بن ابراہیم شعبی متوفی ۴۲۷ھ، علامہ ابوالحسن علی بن محمد السامری المتوفی ۴۵۰ھ، علامہ ابوبکر بن العربی المتوفی ۵۴۳ھ، علامہ ابن عطیہ اندلسی متوفی ۵۴۶ھ، حافظ ابن کثیر متوفی ۷۴۷ھ، علامہ عبدالرحمن بن محمد الشعالی المالکی المتوفی ۵۷۵ھ، علامہ سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، علامہ اسماعیل حتی متوفی ۱۱۳۷ھ، علامہ آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ وغیرہم نے اس آیت کی تفسیر میں اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔

(۲) اس تفسیر میں دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) گھوڑوں کی محبت کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر پیار سے ہاتھ پھیرا ہے۔ یہ علی بن ابی طلحہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد، امام ابن جریر اور ابو یعلیٰ کا قول ہے۔

(۳) حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے ذبے کو گرم کر کے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر داغ لگایا، اس قول کو شعبی نے نقل کیا ہے۔

مفسرین نے اول قول پر اعتماد کیا ہے، انہوں نے کہا کہ گھوڑوں کے معائنہ کی مشغولیت کی وجہ سے نماز قضا ہونے اور بعد میں

ان ہی گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے میں کیا مناسبت ہے؟

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ پہلا قول اس لیے قاسد ہے کہ جانوروں کا کیا قصور ہے، پھر ان کو قتل کر کے سزا دینے اور اپنا غم اور غصہ دور کرنے کی کیا توجیہ ہے اور یہ فعل تو جابر بادشاہوں کے حال کے مناسب ہے، انبیاء علیہم السلام کی سیرت کے مناسب نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے یہ فعل اس وجہ سے کیا تھا کہ اس کا کرنا ان کے لیے مباح تھا اور یہ ہو سکتا ہے کہ ایک فعل ان کی شریعت میں جائز ہو اور وہ فعل ہماری شریعت میں جائز نہ ہو، علاوہ ازیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ان گھوڑوں کا گوشت کھانے کے لیے ان کو ذبح کیا ہو اور گھوڑوں کا گوشت کھانا جائز ہے، پس حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا یہ فعل قابل اعتراض نہیں ہے، وہب بن معبد نے کہا: جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر وار کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو مشکور فرمایا اور گھوڑوں کے بدلہ میں ان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا اور ہوا گھوڑوں کی بہ نسبت زیادہ تیز رفتار تھی اور اس کے ذریعہ سفر کرنا زیادہ باعث تعجب تھا۔ (زاد المسیر ج ۷ ص ۱۳۲-۱۳۹، مکتب اسلامی، بیروت، ۱۴۰۷ھ)

جمہور مفسرین کی بیان کی ہوئی حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت پر امام رازی کا رد جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے ذکر کیا کہ جمہور مفسرین نے اس تفسیر کو اختیار کیا ہے، لیکن امام رازی نے اس تفسیر کو حسب ذیل وجوہ سے رد کر دیا ہے:

(۱) یہ تفسیر اس پر مبنی ہے کہ تورات بالحباب کی ضمیر مستتر سورج کی طرف لوٹائی جائے اور اس سے پہلے اس آیت میں سورج کا ذکر نہیں ہے بلکہ سدھے ہوئے تیز رفتار گھوڑوں کا ذکر ہے اور اگر کوئی بعید تاویل کر کے سورج کی طرف ضمیر لوٹائی جائے تو اس سے بہتر ہے کہ بغیر تاویل کے گھوڑوں کی طرف ضمیر لوٹائی جائے، یعنی جب وہ گھوڑے ان کی نظر سے اوچھل ہو گئے تو انہوں نے ان کو دوبارہ بلوایا۔

(۲) اس آیت میں مذکور ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے کہا: میں نے اپنے رب کے ذکر کی وجہ سے خیر (گھوڑوں) سے محبت کی ہے کیونکہ یہ گھوڑے جہاد میں استعمال ہوتے ہیں تو جب ان کی گھوڑوں سے محبت اللہ کے ذکر کی وجہ سے تھی تو پھر یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ وہ گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول ہونے کی وجہ سے نماز کو بھول گئے یا اللہ کے ذکر کو بھول گئے کیونکہ گھوڑوں کا معائنہ کرنا بھی تو اللہ کے ذکر سے محبت کی وجہ سے تھا، تو وہ معائنہ کے وقت بھی اللہ کے ذکر میں مشغول تھے، لہذا یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(۳) اس روایت کے مطابق حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے جب کہا: ردوھا تو اس کا معنی تھا کہ آپ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ سورج کو لوٹا دیں، اس پر یہ اعتراض ہے کہ اگر حضرت سلیمان (علیہ السلام) سے نماز عصر قضا ہو گئی تھی تو ان پر لازم تھا کہ وہ توبہ اور استغفار کرتے اور اللہ کی بارگاہ میں روتے اور گڑ گڑاتے اور اظہار ندامت کرتے، جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے کہ اگر ان سے بھولے سے بھی کوئی لغزش ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتے ہیں نہ کہ وہ اپنی شان دکھانے کے لیے فرشتوں پر حکم چلاتے اور ان سے کہتے کہ سورج کو دوبارہ لوٹاؤ تاکہ میں عصر کی قضا نماز پڑھ لوں۔

(۴) قرآن مجید میں ہے۔ فلفق مسحا بالسوق والاعناق اس روایت میں اس کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمان نے تلوار سے گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ ڈالیں، جب کہ مسح کا معنی ہاتھ پھیرنا ہے نہ کہ تلوار سے کاٹنا، ورنہ لازم آئے گا کہ وامحو برء و سلم وارجلکم (المائدہ: ۶) کا معنی ہوگا کہ تلوار سے اپنے سروں اور اپنے پیروں کو کاٹ دو اور کوئی عاقل بھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔

(۵) جو لوگ اس معنی اور اس روایت کے قائل ہیں انہوں نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف متعدد افعال مذمومہ کی نسبت کی ہے (۱) نماز کو ترک کرنا (۲) ان پر دنیاوی مال کی محبت اس قدر غالب تھی کہ اس کی محبت میں وہ نماز پڑھنا بھول گئے، حالانکہ حدیث میں ہے، حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **وَقَالَ لَوَارِثُ بَنِي عَجَلٍ لَنَا قَطْنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ (ص: ۱۶)** اور انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمارا حصہ تو ہمیں روز حساب سے پہلے ہی جلد دے دے جب کافروں نے ایسی جہالت کی بات کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی جہالت پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے، پھر حضرت داؤد (علیہ السلام) کا قصہ ذکر کیا اور پھر اس کے بعد حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا قصہ ذکر کیا اور گویا کہ یوں فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان کافروں کی جاہلانہ باتوں پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے سلیمان کو یاد کیجئے اور یہ کلام اس وقت مناسب ہوگا جب اس کے بعد حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ ذکر فرمائے ہوں اور یہ ذکر فرمایا ہو کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی مشقت پر صبر کیا اور دنیاوی لذتوں سے اعراض کیا اور اگر اس قصہ سے مقصود یہ ہو کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے گھوڑوں کی محبت میں مشغول ہو کر نماز کو ترک کر دیا اور پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ سوزج کو لوٹائیں اور اپنا غصہ گھوڑوں پر نکالا اور ان کی گردنیں اور پنڈلیاں کاٹ ڈالیں تو پھر یہ قصہ اس جگہ ذکر کرنے کے لائق نہیں ہے، کیونکہ اس قصہ میں حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی سیرت میں مخالفین کی ایذا اور سائنوں پر صبر کرنے یا عبادت کی مشقت پر صبر کرنے کا کوئی پہلو نہیں ہے، ختی کہ اس قصہ سے ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے پر ترغیب دی جائے کہ آپ اس طرح صبر کیجئے جس طرح حضرت سلیمان نے صبر کیا تھا۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی گھوڑوں کے ساتھ مشغولیت کی صحیح توجیہ

اس لیے اس قصہ کی توجیہ صرف اس طرح صحیح ہے کہ گھوڑوں کو پالنا اور ان کو اصطبل میں رکھنا اس کے دین میں اس طرح پسندیدہ تھا جس طرح ہمارے دین میں گھوڑوں کو جہاد کے لیے رکھنا پسندیدہ ہے، پھر حضرت سلیمان (علیہ السلام) جب جہاد کے لیے جانے لگے تو وہ ایک مجلس میں بیٹھے اور گھوڑوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور گھوڑوں کی مشق کرانے کے لیے ان کو دوڑانے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ میں دنیا کی وجہ سے ان گھوڑوں سے محبت نہیں کرتا، بلکہ میں اللہ کے ذکر کی اشاعت اور اس کے دین کی سر بلندی کے لیے گھوڑوں سے محبت کرتا ہوں، کیونکہ جہاد میں ان پر سواری کی جاتی ہے، پھر آپ نے جب گھوڑوں کو دوڑانے کا حکم دیا اور وہ آپ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تو آپ نے ان کو حکم دیا جو گھوڑوں کو مشق کر رہے تھے کہ وہ گھوڑوں کو واپس لائیں اور جب وہ گھوڑے واپس آ گئے تو آپ شفقت سے ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور ان کی گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے اور ان پر ہاتھ پھیرنے سے حسب

ذیل امور مطلوب تھے:

(۱) گھوڑوں کی تیم کرنا اور ان کی قدروں و زینت کو واضح کرنا کیونکہ دشمنان اسلام سے جنگ کرنے میں گھوڑوں کا بہت بڑا

حصہ ہے۔

(۲) حضرت سلیمان (علیہ السلام) گھوڑوں کے احوال، ان کی پیاریوں اور ان کے عیوب کو دوسروں کی بہ نسبت خود سب سے زیادہ جانتے تھے، اس لیے وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیر کر یہ جانچ رہے تھے کہ ان میں کوئی عیب یا مرض تو نہیں ہے۔ قرآن مجید کی ان آیتوں کی یہ تفسیر جو ہم نے ذکر کی ہے، یہ قرآن مجید کے الفاظ کے بالکل مطابق اور موافق ہے اور اس تفسیر پر ان اعتراضات میں سے کوئی اعتراض لازم نہیں آتا جو اکثر مفسرین کی تفسیر پر لازم آتے ہیں اور مجھے اس پر سخت تعجب ہوتا ہے کہ ان مفسرین نے ان کمزور وجوہ اور اس روایت کو کیسے قبول کر لیا جب کہ اس روایت کی تائید میں ان کے پاس کوئی شبہ بھی نہیں ہے چہ جائیکہ کوئی دلیل ہو۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جمہور علماء اور مفسرین نے اس تفسیر کو اختیار کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر یہ بہ کثرت دلائل قائم ہیں اور ان حکایات کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور اگر خبر واحد صحیح بھی ہو تو وہ دلائل قطعیہ سے مزاحم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی تو اس ضعیف روایت میں کب اتنا دم ہے کہ وہ عصمت انبیاء کے دلائل قطعیہ کے مزاحم ہو سکے۔ (تفسیر کبیر ج ۹ ص ۳۹۲-۳۹۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے گھوڑوں کی تعداد کے متعلق مختلف اقوال

مقاتل نے کہا: حضرت سلیمان (علیہ السلام) اپنے والد حضرت داؤد (علیہ السلام) کی طرف سے ایک ہزار گھوڑوں کے وارث ہوئے تھے، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام تو کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے، اس کا جواب یہ ہے کہ وارثت سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک ہزار گھوڑوں کے انتظام کے متولی تھے۔ حسن بصری، ضحاک، ابن زید اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے پاس پروں والے ایک سو گھوڑے تھے۔ (المجامع الاحکام القرآن ج ۱۵ ص ۱۷۴)

پروں والے گھوڑوں کی تائید میں یہ حدیث ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس آئے اور ان کے طاق (الماری) پر پردہ پڑا ہوا تھا، ہوا کے جھونکے سے طاق پر پڑے ہوئے پردہ کی ایک جانب کھل گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی الماری میں رکھی ہوئی ٹریاں نظر آئیں، آپ نے پوچھا: اے عائشہ! یہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ میری بیٹیاں ہیں اور آپ نے گڑیوں کے درمیان کپڑے کی دھجیوں سے بنائے ہوئے گھوڑے کو دیکھا جس کے دو پر بھی بنائے ہوئے تھے، آپ نے پوچھا: میں ان گڑیوں کے وسط میں کیا چیز دیکھ رہا ہوں؟ حضرت عائشہ نے کہا: یہ گھوڑا ہے، آپ نے پوچھا: اس کے اوپر کیا چیز بنی ہوئی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ اس کے دو پر ہیں، آپ نے پوچھا: گھوڑے کے پر ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے گھوڑوں کے پر تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ سن کر آپ اس قدر ہنسے کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں دیکھیں۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۹۳۲)

باب مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ شِيَةِ الْخَيْلِ ..

یہ باب ہے کہ گھوڑے کا کون سا رنگ پسندیدہ ہے؟

3567 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْبَزَّازُ هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّالْقَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَقِيلِ بْنِ شَيْبٍ عَنْ أَبِي وَهَبٍ - وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَحْبِ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَارْتَبَطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِسَوَاصِهَا وَاكْفَالِهَا وَقِلْدُوهَا وَلَا تَقْلِدُوهَا الْأَوْتَارَ وَعَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ أَعْرَ مُحَجَّلٍ أَوْ أَشَقَّرَ أَعْرَ مُحَجَّلٍ أَوْ أَذْهَمَ أَعْرَ مُحَجَّلٍ".

☆☆ حضرت ابو کعب بن جونیف اکرم رضی اللہ عنہ کے صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: "تم لوگ انبیاء کے ناموں کے مطابق نام رکھو، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں تم گھوڑے تیار رکھو ان کی پیشانی اور پٹھوں پر ہاتھ پھیرا کرو ان کی گردن میں کوئی چیز ڈالا کرو تاہم ان کی گردن میں تانت سے بنی ہوئی تار نہ ڈالا کرو اور تم نبورے رنگ کا بچ کلیان گھوڑا سرخ رنگ کا بچ کلیان یا سیاہ رنگ کا بچ کلیان گھوڑا رکھا کرو۔"

باب الشِّكَالِ فِي الْخَيْلِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے میں شیکال ہونا .

3568 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَأَبَانَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَشَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ . وَاللَّفْظُ لِإِسْمَاعِيلَ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ گھوڑے میں شیکال کو ناپسند کرتے تھے۔

روایت کے یہ الفاظ اسماعیل نامی راوی کے ہیں۔

3569 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي سَلْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

3567 - اخرجہ ابو داؤد فی الجہاد، باب فیما یستحب من الوان الخیل (الحديث 2543 و 2544) مختصراً . و الحدیث عبد ابی داؤد فی الجہاد، باب اکرام الخیل و ارتباطها و المسح علی اکفالها (الحديث 2553)، و فی الادب، باب فی تغیر الاسماء، (الحديث 4950) . تحفة الاشراف (15519 و 15520 و 15521) .

3568 - اخرجہ مسلم فی الامارۃ، باب ما یکرہ من صفات الخیل (الحديث 102م) . تحفة الاشراف (14894) .

3569 اخرجہ مسلم فی الامارۃ، باب ما یکرہ من صفات الخیل (الحديث 101 و 102) . و اخرجہ ابو داؤد فی الجہاد، باب ما یکرہ من الخیل (الحديث 2547) . و اخرجہ الترمذی فی الجہاد، باب ما جاء ما یکرہ من الخیل (الحديث 1698) . و اخرجہ ابن ماجہ فی الجہاد، باب ارتباط الخیل فی سبیل اللہ (الحديث 2790) . تحفة الاشراف (14890) .

عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَرِهَ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ .
 قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الشِّكَالُ مِنَ الْخَيْلِ أَنْ تَكُونَ ثَلَاثُ قَوَائِمَ مُحَجَّلَةً وَوَاحِدَةً مُطْلَقَةً أَوْ تَكُونَ الثَّلَاثُ
 مُطْلَقَةً وَرَجُلٌ مُحَجَّلٌ وَلَيْسَ يَكُونُ الشِّكَالُ إِلَّا فِي رَجُلٍ وَلَا يَكُونُ فِي الْبَيْدِ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے گھوڑے میں شikal کو
 ناپسند کیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: گھوڑے میں شikal یہ ہے: اس کے تین پاؤں پر نشان ہوں اور ایک پر نشان نہ ہو یا ایک پاؤں
 پر نشان ہو اور تین پاؤں پر نشان نہ ہو اور ہاتھ میں نشان نہ ہو۔

شرح

راوی نے تو شikal کی وضاحت یہ کی ہے کہ گھوڑا جس کے ایک ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں پر سفیدی ہو لیکن صاحب
 قاموس اور دوسرے تمام اہل نعت کے نزدیک گھوڑے میں شikal کا مطلب یہ ہے کہ اس گھوڑے کے تین پاؤں تو سفید ہوں اور ایک
 پاؤں باقی تمام بدن کا ہم رنگ ہو یا اس کے برعکس ہو یعنی ایک پاؤں سفید ہو اور تین پاؤں بدن کے ہم رنگ ہوں۔ اصل میں "شکل
 " لغت میں اس رسی کو کہتے ہیں کہ جس پر چوپائے کے پیر باندھے جاتے ہیں۔

لہذا اس طرح کے گھوڑے کو اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گھوڑے کو ازراہ تفاؤل کے ناپسند
 فرماتے تھے کہ وہ گھوڑا گویا بصورت شکول ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس کا
 جنس کا گھوڑا اصل نہیں ہوتا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اگر شکل گھوڑے کی پیشانی پر اتنی سفیدی ہو کہ جو ہاتھ کے انگوٹھے سے نہ
 چھپ سکے تو اس کا عیب دور ہو جاتا ہے اور پھر وہ ناپسندیدہ نہیں رہتا ہے۔

باب شُومُ الْخَيْلِ .

یہ ہے کہ باب گھوڑے کا منحوس ہونا

3570 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا مُفَيَّانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشُّومُ فِي ثَلَاثَةِ الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْذَّارِ" .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے جواب لے رہے تھے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"منحوس تین چیزوں میں ہوتی ہے: عورت، گھوڑا اور گہر۔"

تین چیزوں میں شوم ہونے کا بیان

شوم ضد ہے "پہن" کی جس کے معنی ہیں بے برکتی اور اسی کو منحوس کہتے ہیں، لہذا حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ ان تین

چیزوں میں نحوست ہوتی تو تفصیل کے ساتھ سمجھ لیجئے کہ نحوست سے کیا مراد ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ گھر کی نحوست سے گھر کی تنگی اور بری ہمسائیگی مراد ہے یعنی جو گھر تنگ و تاریک ہو اور اس کا پڑوس برا ہو تو وہ گھر تکلیف و پریشانی کا باعث ہو جاتا ہے عورت کی نحوست سے مہر کی زیادتی اور اس کی بد مزاجی و زبان و زبانی اور بانجھ پن مراد ہے یعنی جس عورت کا مہر زیادہ مقرر کیا گیا ہو وہ بد مزاجی و تند خو زبان دراز ہو اور یہ کہ بانجھ ہو تو ایسی عورت راحت و سکون کی بجائے اذیت و کوفت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اسی طرح گھوڑے کی نحوست سے اس کا شوخ ہونا مثلاً قدم ہونا اور اس پر وار ہو کر جہاد نہ کیا جانا مراد ہے یعنی جو گھوڑا ایسا ہو کہ اپنی خوشی کی وجہ سے پریشان کرتا ہو، ست رفتار ہو اور مثلاً ہو اور اس پر سوار ہو کر جہاد کرنے کی بھی نوبت نہ آئی ہو تو وہ گھوڑا اپنے مالک کے لئے کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

کچھ علماء یہ کہتے ہیں کہ ان تین چیزوں میں نحوست کے اظہار کرنے کا مقصد دراصل یہ بتانا ہے کہ اگر بالفرض کسی چیز میں نحوست کا ہونا اپنی کوئی حقیقت رکھتا تو ان تین چیزوں میں نحوست ہوتی گویا اس تشریح سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ کسی چیز میں نحوست کا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا چنانچہ یہ کہنا کہ فلاں چیز منحوس ہے یا فلاں چیز میں نحوست ہے صرف ایک واہمہ کے درجہ کی چیز ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اگر واقعہ نحوست کسی چیز میں ہوا کرتی تو ان تین چیزوں میں ضرور ہوتی کیونکہ یہ تین چیزیں نحوست کے قابل ہو سکتی تھیں۔

چنانچہ یہ ارشاد ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک روایت میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر کے دائرہ سے باہر ہوتی تو وہ نظر بد تھی یعنی کائنات کی ہر جنبش و حرکت اور یہاں کا ذرہ ذرہ پابند تقدیر ہے اس عالم میں صرف وہی ظہور میں آتا ہے جو پہلے سے مقدر ہو چکا ہو کوئی چیز تقدیر سے باہر نہیں ہے اور اگر بالفرض محال کوئی چیز مقدرات کے دائرہ سے باہر ہوتی تو وہ نظر بد ہے (کہ جسے عام طور پر نظر لگتا کہتے ہیں) لہذا جس طرح اس ارشاد کا مقصد یہ ظاہر کرنا نہیں ہے کہ نظر بد تقدیر کے دائرہ کار سے باہر ہے اسی طرح مذکورہ بالا تینوں چیزوں کے ساتھ نحوست کا ذکر کرنے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان تین چیزوں میں نحوست ہوتی ہے۔

اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس ارشاد گرامی کے ذریعہ دراصل امت کے لوگوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کسی کے پاس ایسا مکان ہو جس میں رہنا وہ ناپسند کرتا ہو یا کسی کی ایسی بیوی ہو جس کے ساتھ محبت و مباشرت اسے ناگوار ہو یا کسی کے پاس ایسا گھوڑا ہو جو اسے اچھا معلوم نہ ہوتا ہو تو ان صورتوں میں یہ چیزیں چھوڑ دینی چاہئیں یعنی مکان والا اس مکان سے منتقل ہو جائے بیوی والا اس کو طلاق دیدے اور گھوڑے والا اس گھوڑے کو بیچ دے۔ حدیث کی ان توضیحات کی روشنی میں یہ بات صاف ہو گئی کہ یہ ارشاد گرامی طیرۃ منہی عنہا (بدشگونی لینے کی ممانعت کے منافی نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عام طور پر لوگ جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ مکان منحوس ہے یا فلاں عورت یا فلاں گھوڑا سبز قدم ہے تو یہ بات یہاں مراد نہیں ہے۔

تین چیزوں میں نحوست کے ہونے کا بیان

3571 - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ لِرَأْنَةَ عَلَيْهِ
وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَمَسْلَمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشُّومُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"شومت گھر میں یا عورت میں یا گھوڑے میں ہوتی ہے۔"

3572 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ يَكُ فِي شَيْءٍ فَيُفِي الرِّبْعَةَ وَالْمَرْأَةَ وَالْفَرَسِ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو گھر میں عورت میں یا گھوڑے میں ہوتی۔"

باب بَرَكَةِ الْخَيْلِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے میں برکت ہونا

3573 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا

ح وَأَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ".

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔"

باب قَتْلِ نَاصِيَةِ الْفَرَسِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے کی پیشانی کو گودنا

3574 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ

3571 - أخرجه البحاري في التكاثر، باب ما ينقى من شوم المرأة (الحديث 5093)، وفي الطب، باب (لا عدوى) (الحديث 5772)، و

أخرجه مسلم في السلام باب الطيرة والقال وما يكون فيه من الشوم (الحديث 115 و 116 و 118)، وأخرجه أبو داود في الطب، باب في

الطيرة (الحديث 3922)، وأخرجه الترمذي في الأدب، باب ما جاء في الشوم (الحديث 2824)، وأخرجه النسائي في عشرة النساء من

الكبرى، شوم المرأة (الحديث 393)، وذكر الاختلاف على يونس فيه (الحديث 394 و 395 و 396 و 397 و 398 و 402)، نسخة

الإشراف (6699).

3572 - أخرجه مسلم في السلام، باب الطيرة والقال وما يكون فيه من الشوم (الحديث 120)، تحفة الإشراف (2824).

3573 - أخرجه البحاري في الجهاد، باب الخيل معقود في نواصيها الخير إلى يوم القيامة (الحديث 2851)، وفي المصنف، باب 28.

(الحديث 3645)، وأخرجه مسلم في الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير إلى يوم القيامة (الحديث 100)، تحفة الإشراف (1695).

3574 - أخرجه مسلم في الامارة، باب الخيل في نواصيها الخير إلى يوم القيامة (الحديث 97)، تحفة الإشراف (3238).

أَبِي رُزْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ نَاصِيَةَ قُرَيْشٍ بَيْنَ أَصْبَعَيْهِ وَيَقُولُ "الْحَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْآجِرُ وَالْغَيْمَةُ".

☆☆ حضرت جریر بن زریعہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ گھوڑے کی پیشانی کے باؤں و اپنی دو انگلیوں کے ذریعے گود رہے تھے اور آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے:

"گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور نعمت بھی رکھے گئے ہیں۔"

3575 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْحَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے۔"

3576 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْحَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ".

☆☆ حضرت عروہ باریقی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے۔"

3577 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "الْحَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْآجِرُ وَالْمَغْنَمُ".

☆☆ حضرت عروہ بن ابو جعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور نعمت بھی (رکھے گئے ہیں)۔"

3578 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ

3575 - أخرجه مسلم في الامارة، باب الحيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 96م). و أخرجه ابن ماجه في الجهاد باب ارتباط الحيل في سبيل الله (الحديث 2787). تحفة الاشراف (8287).

3576 - أخرجه البخاري في الجهاد، باب الحيل معقود في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 2850)، و باب الجهاد ماصر مع البر و الفاجر (الحديث 2852)، و في فرض الخمس، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (احلت لكم العتائم) (الحديث 3119)، و في المقاتل، باب 28. (الحديث 3643). و أخرجه مسلم في الامارة، باب الحيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة (الحديث 98 و 99). و أخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في فصل الحيل (الحديث 1694). و أخرجه النسائي في الخيل، باب قتل ناصية القوس (الحديث 3577 و 3578 و 3579). و أخرجه ابن ماجه في التجارات، باب اتخاذ الماشية (الحديث 2305)، و في الجهاد، باب ارباع الحيل في سبيل الله، (الحديث 2786). تحفة الاشراف (9897).

3577 - تقدم في الحيل، باب قتل ناصية القوس (الحديث 3576).

3578 - تقدم في الحيل، باب قتل ناصية القوس (الحديث 3576).

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ".

★★ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور غنیمت بھی رکھے گئے ہیں۔"

3579 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ أَنبَأَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي حُصَيْنٌ وَعَبْدُ اللَّهِ

بْنُ أَبِي السَّفَرِ أَنَّهُمَا سَمِعَا الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ".

★★ حضرت عروہ بن ابوجعد باری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے دن تک بھلائی رکھ دی گئی ہے اور اجر اور غنیمت بھی رکھے گئے ہیں۔"

باب تَأْدِيبِ الرَّجُلِ فَرَسَهُ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے گھوڑے کی تربیت کرنا

3580 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ

بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَامٍ التَّمَشُقِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ الْجُهَنِيِّ قَالَ كَانَ عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَمُرُّ بِى فَيَقُولُ يَا خَالِدُ أَخْرِجْ بِنَا نَرِمِي . فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَبْطَأَتْ عَنْهُ فَقَالَ يَا خَالِدُ تَعَالِ أَخْبِرْكَ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعْتُهُ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صُنْعِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَمُنْبَلَّهُ وَارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا وَلَيْسَ اللَّهُوَ إِلَّا فِى ثَلَاثَةِ تَأْدِيبِ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَمُلَاعِظَتِهِ أَمْرَاتِهِ وَرَمِيهِ بِقَوْسِهِ وَنَيْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ كَفَرَهَا". أَوْ قَالَ "كَفَرَبَهَا".

★★ خالد بن یزید جہنی بیان کرتے ہیں: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو انہوں نے فرمایا: اے

خالد! تم میرے ساتھ آؤ تاکہ ہم اکٹھے تیر اندازی کریں۔ ایک دن میں نے ان کے ساتھ جانے میں تاخیر کر دی پھر انہوں نے فرمایا اے خالد! آؤ! میں تمہیں اس بارے میں وہ بات بتاتا ہوں جو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے میں ان کے پاس آ گیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا ایک اُسے بنانے والا جو اُسے بنانے میں ثواب کا

3579 - تقدم في الخيل . باب قتل ناصية الفرس (الحديث 3576) .

3580 - أخرجه أبو داود في الجهاد . باب في الرمي (الحديث 2513) . والحديث عند: النسائي في الجهاد . ثواب من رمى سهم في سبيل الله

عروجل (الحديث 3146) . تحفة الاشراف (9922) .

امیدوار ہو دوسرا اسے پھینکنے والا اور تیسرا اسے پکڑانے والا۔ (نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے):
 ”تم لوگ تیر اندازی کرو اور سواری کیا کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک تمہارے سواری کرنے سے زیادہ
 پسندیدہ ہے اور کھیل کو صرف تین چیزوں میں ہو سکتی ہے جب آدمی اپنے گھوڑے کی تربیت کر رہا ہو یا جب آدمی اپنی
 بیوی کے ساتھ دل لگی کر رہا ہو اور یہ کہ آدمی اپنی کمان اور تیر کے ذریعے تیر اندازی کرے جو شخص تیر اندازی سیکھنے کے
 بعد اس سے منہ موڑتے ہوئے اسے چھوڑ دے تو وہ شخص نعت کا انکار کرے گا (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو
 شک ہے)۔“

باب دَعْوَةِ الْخَيْلِ

یہ باب گھوڑے کی دعا کے بیان میں ہے

3581 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَخْبَانَا بَعْثَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ
 أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ”مَا مِنْ فَرَسٍ عَرَبِيٍّ إِلَّا يُؤْذَنُ لَهُ عِنْدَ كُلِّ سَحَرٍ بِدَعْوَتَيْنِ اللَّهُمَّ عَوِّلْنِي مَنْ عَوِّلَنِي مِنْ نَبِيٍّ أَدَمَ وَجَعَلَنِي لَهُ
 فَاَجْعَلْنِي أَحَبَّ أَهْلِهِ وَمَالِهِ إِلَيْهِ أَوْ مِنْ أَحَبِّ مَالِهِ وَأَهْلِهِ إِلَيْهِ“

☆ ☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
 ”ہر عربی گھوڑا سحری کے وقت دو دعائیں مانگتا ہے: اے اللہ! تو نے جس انسان کو مجھے عطاء کیا ہے اور مجھے اُسے دے
 دیا ہے تو مجھے اس شخص کے نزدیک اس کے اہل خانہ اور مال سے زیادہ پسندیدہ بنادے (یہاں چند الفاظ کے بارے
 میں راوی کو شک ہے لیکن اس کا مفہوم یہی ہے)۔“

باب التَّشْدِيدِ فِي حَمْلِ الْحَمِيرِ عَلَى الْخَيْلِ

یہ باب ہے کہ گدھے کی گھوڑی سے جفتی کرانے کی شدید مذمت

3582 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ ابْنِ زُرَيْرٍ
 عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُهْدِيَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ
 عَلِيُّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيرَ عَلَى الْخَيْلِ لَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هَذِهِ . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”إِنَّمَا يَقْعَلُ
 ذَلِكَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ“

☆ ☆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں خر پیش کیا گیا آپ ﷺ اس پر سوار

ہوئے تو حضرت علیؑ نے گزارش کی: اگر ہم گدھے کو گھوڑی پر چھوڑ دیں: تو ہمارے پاس بھی اس طرح کے جانور آ جائیں گے نبی اکرمؐ سلیقہ کرنے سے یہ بات ارشاد فرمائی۔

”یہ نمل وہ لوگ کریں گے جو علم نہیں رکھتے ہیں۔“

شرح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ یہ غیر دانشمندانہ کام تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ اس (گھوڑیوں پر گدھے چھوڑنے) سے بہتر گھوڑی پر گھوڑا ہی چھوڑنا ہے کیونکہ جو فوائد گھوڑی سے اس کی نسل پیدا ہونے کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں وہ اس کے پیٹ سے نخر پیدا ہونے سے حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ یہ کام وہی نادان کر سکتے ہیں جو شریعت کے احکام سے واقف نہیں ہیں اور ان کو اس چیز کا راستہ نظر نہیں آتا جو ان کے حق میں ادنیٰ اور بہتر ہے۔ اس حدیث میں گویا گھوڑی پر گدھا چھوڑنے کی ممانعت مذکور ہے۔ اور یہ ممانعت ”نبی کریمؐ“ کے طور پر ہے۔

3583 - أَخْبَرَنَا حَمِيدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَهْضَمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ لَا . قَالَ فَلَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ قَالَ خَمْسًا هَذِهِ شَرٌّ مِنَ الْأُولَى إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقِدَ أَمْرَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِأَمْرِهِ فَلَعَنَهُ وَاللَّهِ مَا اخْتَصَّنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ دُونَ النَّاسِ إِلَّا بِثَلَاثَةِ أَمْرَيْنَا أَنْ نُسَبِّحَ الْوُضُوءَ وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَلَا نَتْرَى الْحُمْرَ عَلَى الْخَيْلِ .

☆ ☆ عبد اللہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں: میں ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس موجود تھا ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: کیا نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز میں تلاوت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! اس شخص نے دریافت کیا: ہو سکتا ہے کہ نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے پست آواز میں تلاوت کی ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: تمہارے چہرے پر خراشیں پڑ جائیں یہ تو پہلی سے بھی زیادہ بُری بات ہوگئی کیونکہ نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کا پابند کیا تھا تو آپؐ نے ان احکام کی تبلیغ کر دی اللہ کی قسم! نبی اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی لوگوں کو چھوڑ کر بطور خاص ہمارے لیے کوئی حکم نہیں دیا ہے صرف تین چیزیں ایسی ہیں جو آپؐ نے ہمیں ہدایت کی تھیں (کہ ہم اہتمام کے ساتھ ان کا خیال رکھا کریں) ہم اچھی طرح وضو کیا کریں ہم زکوٰۃ استعمال نہ کریں اور ہم گدھوں سے گھوڑیوں کی جھتی نہ کروائیں۔

باب عَلَفِ الْخَيْلِ .

یہ باب گھوڑے کے چارے کے بیان میں ہے

3584 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةُ عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ

3583- ندم في الطهارة، الامر باسباغ الوضوء (الحديث 141) .

3584- اخرجه الحارثي في الجياد - باب من احتبس فربما في سبيل الله (الحديث 2853) . تحفة الاشراف (1296) .

سَعِيدًا الْمَقْبُرَى حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اخْتَبَرَ قَرْنًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيْمَانًا بِاللَّهِ وَتَصَدِيقًا لَوَعْدِ اللَّهِ كَانَ شِبَعُهُ وَرِثَةُ وَبَوَلُهُ وَرِثَةُ حَسَنَاتٍ فِي مِيزَانِهِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے کسی گھوڑے کو اللہ کی راہ میں تیار کرتا ہے تو اس گھوڑے کا چارا کھانا اس کا کچھ پینا اس کا پیشاب کرنا اور گوبر کرنا اس شخص کے نامہ اعمال میں نیکیوں کے طور پر (شمار ہوگا)۔“

باب غَايَةِ السَّبْقِ لِلَّتِي لَمْ تُضْمَرْ .

یہ باب ہے کہ جو گھوڑے سکھائے ہوئے نہ ہوں ان کے مقابلے کی آخری حد

3585 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ يُرْسِلُهَا مِنَ الْحَفِيَاءِ وَكَانَ أَمْدُهَا ثِنْتَةَ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ وَكَانَ أَمْدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ نَبِيِّ زُرَيْقٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے گھوڑوں کے درمیان دوڑ لگوائی تھی وہ ضیہ سے دوڑے تھے اور ان کی آخری حد، ثنیۃ الوداع تھی نبی اکرم ﷺ نے ان گھوڑوں کے درمیان بھی دوڑ لگوائی تھی، جنہیں سدھایا نہیں گیا تھا ان کا فاصلہ ثنیۃ الوداع سے لے کر مسجد بنو زریق تک تھا۔

باب إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلْسَّبْقِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے کو مقابلے میں حصہ لینے کے لیے سدھانا

3586 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ سَيْكِينَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفِيَاءِ وَكَانَ أَمْدُهَا ثِنْتَةَ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ نَبِيِّ زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا .

3585- اخرجہ البخاری فی الجہاد، باب اضمار الخيل للسبق (الحديث 2869) مختصراً . وفي الاعتماد بالكتاب والسنة باب ما ذكره النبي صلى الله عليه وسلم وحضر علي اتفاق اهل العلم وما اجتمع عليه الحرمان مكة والمدينة وما كان بهما من مشاهد النبي صلى الله عليه وسلم والمهاجرين والاصهار ومضى النبي صلى الله عليه وسلم والسرور القبر (الحديث 7336) . و اخرجہ مسلم فی الامارة، باب المسابقة بين الخيل و تصميرها (الحديث 95) . تحفة الاشراف (8280) .

... اخرجہ البخاری فی الصلوة، باب هل يقال مسجد بني فلان (الحديث 420) . و اخرجہ مسلم فی الامارة، باب المسابقة بين الخيل و تصميرها (الحديث 95) . و اخرجہ ابو داود فی الجہاد، باب سب السبق (الحديث 2575) . تحفة الاشراف (8340) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے سدھائے ہوئے گھوڑوں کے درمیان خلیہ سے لے کر ثنیۃ الوداع تک، اور غیر سدھائے ہوئے گھوڑوں کے درمیان ثنیۃ الوداع سے لے کر مسجد بنو زریق تک مقابلہ کروایا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی مقابلے میں حصہ لینے والوں میں شامل تھے۔

باب السبق .

یہ باب (گھڑ دوڑ کا) مقابلہ کروانے کے بیان میں ہے

3587 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَلْبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا سَبَقَ إِلَّا فِي نَصْلِ أَوْ خَافِرٍ أَوْ خُفٍ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مقابلہ صرف تیر اندازی میں، گھوڑوں کی دوڑ میں اور اونٹوں کی دوڑ میں ہو سکتا ہے۔"

3588 - أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَلْبٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا سَبَقَ إِلَّا فِي نَصْلِ أَوْ خَافِرٍ أَوْ خُفٍ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مقابلہ صرف تیر اندازی میں، اونٹوں کی دوڑ میں، یا گھوڑوں کی دوڑ میں ہو سکتا ہے۔"

3589 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى الْجُنْدِ عَمِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَحِلُّ سَبَقٌ إِلَّا عَلَى خُفٍ أَوْ خَافِرٍ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مقابلہ صرف اونٹوں کی دوڑ میں یا گھوڑوں کی دوڑ میں ہو سکتا ہے۔

3590 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعُضْبَاءَ لَا تُسَبِّقُ فَبَجَاءَ أَغْرَابِيٌّ عَلَى قَعْوِدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا رَأَى مَا لِيَ وَجُوهِهِمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ سَبَقَتِ الْعُضْبَاءُ . قَالَ "إِنَّ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَرْتَفَعَ مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ إِلَّا وَضَعَهُ".

3587- أخرجه أبو داود في الجهاد، باب في السبق (الحديث 2574) وأخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الرهان والسبق (الحديث 1700) وأخرجه النسائي في الخيل، باب السبق (الحديث 3588). تحفة الاشراف (14638).

3588- تقدم (الحديث 3587).

3589- أخرجه النسائي. تحفة الاشراف (15447).

3590- أخرجه النسائي. تحفة الاشراف (641).

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عصفاء تھا۔ مقابلے میں اس سے آ کر نہیں نکلا جاسکتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا تو اس کا اونٹ اس اونٹنی سے آ کر نکل گیا۔ مسلمانوں کو یہ بات بہت بُری لگی جب نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کے چہرے کے تاثرات دیکھے (تو اس کی وجہ دریافت کی) انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! عصفاء پیچھے رہ گئی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے کہ وہ دنیا میں جس کو سر بلندی عطا کرتا ہے اُسے پست بھی کر دے۔“

3591 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْحَكَمِ - مَوْلَى

يَسِينِ لَهْث - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا سَبَقَ إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ خَالِطٍ"

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”مقابلہ صرف اونٹوں کی دوڑ میں اور گھوڑوں کی دوڑ میں ہو سکتا ہے۔“

باب الْجَلْبِ .

یہ باب جلب کے بیان میں ہے

3592 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا جُمَيْدٌ قَالَ

جَدُّنَا الْحَسَنُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا جَلْبَ وَلَا جَنْبَ وَلَا شِفَارَ فِي الْإِسْلَامِ وَمَنِ اتَّهَبَ نُهْبَةً فَلَيْسَ مِنَّا"

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”اسلام میں جب جلب اور شفار کی کوئی حیثیت نہیں ہے جو شخص کسی کا مال زبردستی چھین لیتا ہے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“

باب الْجَنْبِ .

یہ باب جب کے بیان میں ہے

3593 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي قَرْعَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ

عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا جَلْبَ وَلَا جَنْبَ وَلَا شِفَارَ فِي الْإِسْلَامِ"

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3591 - أخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب السبق والزمان (الحديث 2878) - تحفة الاشراف (14877) .

3592 - تقدم (الحديث 3335) .

3593 - الفردية السانئ - تحفة الاشراف (10817) .

”اسلام میں جلب جب اور شغار کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔“

جلب اور جب کے مفہوم کا بیان

جلب اور جب "یہ ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا زکوٰۃ دینے والوں کی قیام گاہوں سے کہیں دور ٹھہرے اور ان کو یہ حکم دے کہ وہ اپنی زکوٰۃ کا مال جیسے مویشی لے کر یہاں آ جائیں۔ اور "جب" یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے اپنے زکوٰۃ دینے والے اپنے زکوٰۃ کے مال جیسے مویشیوں کو لے کر اپنی قیام گاہوں سے کہیں دور چلے جائیں اور زکوٰۃ وصول کرنے والے کو اس مشقت میں مبتلا کریں کہ وہ ان کے پاس پہنچ کر زکوٰۃ وصول کرے۔ لہذا یہ دونوں ہی ممنوع و مکروہ ہیں۔ گھوڑ دوڑ میں "جلب" یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں شریک ہونے والا کوئی سوار کسی دوسرے شخص کو اس مقصد سے اپنے گھوڑے کے پیچھے لگا لے کہ وہ اس کے گھوڑے کو ڈانٹتا اور جھڑکتا رہے تاکہ وہ آگے بڑھ جائے۔ اور "جب" یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے پہلو پہلو ایک دوسرا گھوڑا رکھے تاکہ جب سواری کا گھوڑا تھک جائے تو اس گھوڑے پر سوار ہو جائے، یہ دونوں باتیں بھی ممنوع ہیں۔

3594 - أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيعَةُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْرَابِيٌّ فَسَبَقَهُ لَكَانٌ أَضْعَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ مِنْ ذَلِكَ فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ "حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَرْقَعَ شَيْءٌ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ اللَّهُ".

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اونٹ کی دوڑ کا مقابلہ کیا، تو وہ آپ سے آگے نکل گیا، نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کو اس سے بہت افسوس ہوا، اس بارے میں آپ ﷺ کی خدمت میں کوئی گزارش کی گئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے کہ وہ دنیا میں جسے سر بلندی عطا کرے اللہ تعالیٰ اسے پست بھی کر دے۔“

باب سُهْمَانِ الْخَيْلِ

یہ باب گھوڑوں کے حصوں کے بیان میں ہے

3595 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَرْبَعَةَ أَسْهُمٍ سَهْمًا لِلزُّبَيْرِ وَسَهْمًا لِلدِّي الْقُرْبَى لِصَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أُمِّ الزُّبَيْرِ وَسَهْمَيْنِ لِلْقُرْبَى.

☆☆ یحییٰ بن عباس اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت زبیر بن

عوام رضی اللہ عنہم کو چار حصے عطاء کیے تھے ایک حصہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا تھا، ایک حصہ ان کے ذوی القربیٰ ہونے کا تھا، کیونکہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی) سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، جبکہ دو حصے ان کے گھوڑے کے تھے۔ مال غنیمت میں گھوڑے کا ایک حصہ ہونے کا بیان

اور صرف گھوڑے کو ایک حصہ دیا جائے گا، امام ابو یوسف فرمایا کہ دو گھوڑوں کو حصہ دیا جائے گا اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مروی ہے کہ آپ نے دو گھوڑوں کو حصہ دیا ہے۔ اور اس لیے کہ ایک گھوڑا کبھی تھک جاتا ہے لہذا دوسرے کی ضرورت پڑتی ہے۔ حضرات طرفین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت براء بن اس دو گھوڑے لے گئے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صرف ایک گھوڑے کا حصہ دیا تھا۔ اور اس لیے کہ ان واحد میں دو گھوڑوں سے جنگ ثابت نہیں ہوتا، لہذا ان دونوں پر جنگ کرنا استحقاق غنیمت کا ظاہری سبب نہیں ہوگا، اس لیے ایک ہی گھوڑے کا حصہ دیا جائے گا، اسی لیے تین گھوڑوں کو حصہ نہیں دیا جاتا۔ اور حضرت امام ابو یوسف کی روایت کردہ حدیث وہ زائد (بطور نقل) العام دینے پر محمول ہے جس طرح حضرت سلمہ بن الاکوع کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حصے دیے تھے حالانکہ وہ راجل تھے۔

اور عجمی اور خالص عربی دونوں گھوڑے برابر ہیں، کیونکہ کتاب اللہ میں خوف زدہ کرنا جنس خیل کی طرف منسوب کیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے اور گھوڑوں کو تیار رکھو جس کے ذریعے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کیا کرو اور لفظ خیل یکساں طور پر عجمی، عربی، تھکن اور مقرف پر بولا جاتا ہے اور اس لیے کہ عربی گھوڑا اگر دشمن کا پیچھا کرنے یا خود پھڑنے میں اتوئی ہوتا ہے تو عجمی گھوڑا بہت زیادہ صابر ہوتا ہے اور اسے گھمانا آسان ہوتا ہے، لہذا ان میں سے ہر ایک میں معتبر منفعت ہے اس لیے دونوں گھوڑے حکم میں برابر ہوں گے۔ (ہدایہ اولین، کتاب اسیر، ۱۰۸)

سامان حرب زیادہ ہونے کے سبب حصہ میں زیادتی کا بیان

مال غنیمت میں سے گھڑسوار کو پیادہ کے مقابلہ میں کتنا حصہ ملے گا؟ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بضرب للفراس منهم ثلاث اسهم: سهمان للفرس، وسهم له، وللرجل سهم علی ما جافی الاحادیث والآثار۔

گھڑسوار کو تین حصے ملیں گے: دو اس کے گھوڑے کے لیے اور ایک اس کے لیے، جبکہ پیادہ کو ایک حصہ ملے گا، اس لیے کہ احادیث و آثار میں اسی طرح مذکور ہے۔ پھر آپ نے ان احادیث و آثار کو ذکر بھی کیا ہے۔ ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے:

قال ابو یوسف: حدثنا الحسن بن علی بن عمار عن الحكم بن عتيب عن مقسم عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قسم غنائم بدر للفراس سهمان وللرجل سهم۔

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے: آدمی کے لیے ایک حصہ ہے اور گھوڑے کے لیے بھی ایک حصہ۔ نیز وہ کہتے تھے کہ میں ایک جانور کو ایک مسلمان آدمی سے افضل قرار نہیں دے سکتا۔ اپنی دلیل کے طور پر وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے جو بروایت زکریا بن حارث، بروایت منذر بن ابی نعیمہ ہمدانی ہم سے بیان کی گئی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ایک عامل نے شام کے کسی علاقہ میں سوار کو ایک حصہ اور پیادہ کو ایک حصہ دیا۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اسے جائز قرار دیا۔

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اسی روایت کی بنیاد پر گھوڑے کے لیے ایک حصہ اور آدمی کے لیے بھی ایک حصہ دینے کے قائل تھے لیکن جن احادیث و آثار میں گھوڑے کے لیے دو حصے اور آدمی کے لیے ایک حصہ مذکور ہے، ان کی تعداد زیادہ ہے اور وہ اس حدیث سے زیادہ مستند ہیں اور عام طور پر اسی مسلک کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس کی سبب یہ نہیں کہ جانور کو آدمی پر فضیلت دی جائے، اگر فضیلت کا لحاظ ہوتا تو یہ بھی نامناسب ہوتا کہ گھوڑے کے لیے بھی ایک حصہ ہو اور آدمی کے لیے بھی ایک، کیونکہ یہ شکل بھی ایک جانور اور ایک مسلمان آدمی کو برابری کا درجہ دیتی ہے۔

در اصل اس مسلک کی بنیاد اس بات پر ہے کہ ایک آدمی کے پاس سامان حرب دوسرے پیدل آدمی سے زیادہ ہوتا ہے تقسیم میں اس تفریق کا منشاء یہ ہے کہ لوگوں کو راہ خدا کے لیے گھوڑے تیار رکھنے کی طرف رغبت ہو۔ ظاہر ہے کہ گھوڑے کا حصہ بھی اس کے مالک ہی کو ملتا ہے نہ کہ گھوڑے کو۔ اپنے شیخ سے اختلاف رائے رکھنے کے باوجود آپ اس مسئلہ میں توسع سمجھتے ہیں، اسی لیے آپ نے یہ مسئلہ ذکر کرنے کے بعد خلیفہ وقت کو لکھا ہے کہ امیر المؤمنین! آپ ان دونوں میں سے جس رائے کو مناسب سمجھیں، اختیار کریں۔ جو پالیسی آپ کو مسلمانوں کے حق میں بہتر اور مفید نظر آئے، اسے اختیار کیجیے کیونکہ اس میں آپ کے لیے کافی گنجائش ہے، ان شاء اللہ۔

لیکن آپ کا اپنا رجحان یہی ہے کہ گھڑ سوار کو کل تین حصے اور پیادہ کو ایک حصہ ملے گا۔ اسی رائے کو آپ نے اس کتاب میں مشرکوں اور باغیوں سے لڑائی کے ضمن میں واضح طور پر بیان کیا ہے۔

گھڑ سوار کے حصوں میں فقہی مذاہب

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کرتے وقت

گھوڑے کو دو اور آدمی کو ایک حصہ دیا۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث، 1612)

ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن ابی عمر رضی اللہ عنہ، ہم سے روایت ہے کہ محمد بن بشار نے انہوں نے عبدالرحمن بن مہدی سے انہوں نے سلیم بن اخضر سے اسی طرح کی حدیث نقل کی۔ اس باب میں مجمع بن جابر، ابن عباس اور ابن ابی عمرہ (سے ان کے والد) سے بھی احادیث منقول ہیں۔ ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے۔ اکثر صحابہ کرام اور دیگر اہل علم کا اس پر عمل ہے۔ سفیان ثوری،

اوزاعی، مالک بن انس، شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ گھڑ سوار کو تین حصے دیئے جائیں ایک اس کا اور دو گھوڑے کے۔ جب کہ پیدل کو ایک حصہ دیا جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث، 1613)

دار الحرب میں داخل ہونے کے بعد گھوڑے کے ہلاک ہونے کا بیان

جو شخص سوار ہو کر دار الحرب میں داخل ہوا پھر اس کا گھوڑا ہلاک ہو گیا تو وہ گھوڑ سواروں کے حصے کا مستحق ہو گا اور جو شخص پیدل داخل ہوا پھر اس نے کوئی گھوڑا خریدا تو وہ راجل کے حصے کا مستحق ہو گا اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں حکم اس کے برعکس ہے اور دوسری صورت میں ابن المبارک نے بھی امام ابو حنیفہ سے اس کے برعکس روایت کیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے نزدیک سرحد پار کرنے کی حالت کا اعتبار ہے اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک جنگ ختم ہونے کی حالت معتبر ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ استحقاق غنیمت کا سبب قہر اور جنگ ہے، لہذا ہر شخص کے حق میں وقت جنگ کی حالت معتبر ہوگی۔ اور اس سرحد پار کرنا سبب استحقاق کا ذریعہ ہے جس طرح گھر سے نکلتا۔ اور جنگ پر احکام کو معلق کرنا جنگ پر واقف ہونے کی دلیل ہے۔ اور اگر جنگ پر واقعیت ناممکن ہو تو (اس صورت میں) جنگ میں شریک ہونے پر احکام متعلق ہوں گے، کیونکہ جنگ میں شریک ہونا جنگ کے قریب ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ سرحد پار کرنا ہی جنگ ہے، کیونکہ مجاوزت سے دشمن خائف ہو جاتا ہے اور مجاوزت کے بعد والی حالت حالیہ دوام ہے اور اس حالت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور اس لیے کہ جنگ کی حقیقت پر واقف ہونا دشوار ہے نیز میدان جنگ میں شرکت کرنے والوں پر مطلع ہونا بھی ناممکن ہے اس لیے کہ وہ مذکور بھیڑ کرنے کی حالت ہے لہذا مجاوزت کو جنگ کے قائم مقام قرار دیا جائے گا، کیونکہ مجاوزت ہی جنگ کا ظاہری سبب ہے جبکہ سرحد پار کرنے والا جنگ کے ارادے سے گیا ہو اس لیے ہر مجاہد کے حق میں حالت مجاوزت ہی کا اعتبار ہو گا خواہ وہ قارس ہو کر داخل ہوا ہے۔

دار الحرب میں گھوڑا خرید کر جہاد کرنے والے کا حصہ

علامہ علاؤ الدین خفنی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ سوار دو چند غنیمت کا اس وقت مستحق ہو گا جب دارالاسلام سے جدا ہونے کے وقت اس کے پاس گھوڑا ہو لہذا جو شخص دار الحرب میں بغیر گھوڑے کے آیا اور وہاں گھوڑا خریدا تو پیدل کا حصہ پائے گا اور اگر گھوڑا تھا مگر وہاں پہنچ کر مر گیا تو سوار کا حصہ پائے گا اور سوار کے دو چند حصہ پانے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کا گھوڑا مریض نہ ہو اور بڑا ہو یعنی لڑائی کے قابل ہو اور اگر گھوڑا بیمار تھا اور غنیمت سے قبل اچھا ہو گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ نہیں اور اگر بچھیرا تھا اور غنیمت کے قبل جوان ہو گیا تو نہیں اور اگر گھوڑا لے کر چلا مگر سرحد پر پہنچنے سے پہلے کسی نے غصب کر لیا یا کوئی دوسرا شخص اس پر سواری لینے لگا یا گھوڑا بھاگ گیا اور یہ شخص دار الحرب میں پیدل داخل ہوا تو اگر ان صورتوں میں لڑائی سے پہلے اسے وہ گھوڑا مل گیا تو سوار کا حصہ پائے گا ورنہ پیدل کا اور اگر لڑائی سے پہلے یا جنگ کے وقت گھوڑا پہنچ ڈالا تو پیدل کا حصہ پائے گا۔ (در مختار، کتاب الجہاد)

جب سوار ہو کر آنے والے نے پیدل جہاد کیا

جب کوئی مجاہد سوار ہو کر داخل ہوا، اور جگہ جنگ ہونے کی سبب سے اس نے پیدل جہاد کیا تو وہ (بالاتفاق) گھوڑ سواروں کے حصے کا مستحق ہوگا۔ اور اگر کوئی سوار ہو کر داخل ہوا پھر اس نے اپنا گھوڑا فروخت کر دیا یا بیہ کر دیا یا اجرت پر دید یا یا رہن رکھ دیا تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن کی روایت میں وہ شخص فرسان کے حصے کا مستحق ہوگا یہ حکم مجاوزت کا اعتبار کرنے پر مبنی ہے، اور ظاہر الروایہ میں وہ راجل کے حصے کا حق دار ہوگا، کیونکہ ان تصرفات پر اس کا اقدام کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ سرحد پار کرنے سے سوار ہو کر جنگ کرنا اس کا مقصد نہیں تھا۔ اور اگر جنگ کے بعد اس نے گھوڑا فروخت کیا تو (اس کے حق میں) فرسان کا حصہ ساقط نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب اس نے جنگ کی حالت میں گھوڑا فروخت کیا تو بھی بعض حضرات کے نزدیک یہی حکم ہے، مگر اصح یہ ہے کہ اس کے لیے سہم الفرسان نہیں ہوگا، کیونکہ فروخت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مقصد گھوڑے کی تجارت کرنا تھا مگر وہ اس کی قیمت بڑھنے کا منتظر تھا۔

مجاہد کے گھوڑے کا غصب ہو جانے کا بیان

علامہ ابن عابدین آفندی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص گھوڑا لے کر چلا مگر سرحد پر پہنچنے سے پہلے کسی نے غصب کر لیا یا کوئی دوسرا شخص اس پر سواری لینے لگا یا گھوڑا بھاگ گیا اور یہ شخص دارالحرب میں پیدل داخل ہوا تو اگر ان صورتوں میں لڑائی سے پہلے اسے وہ گھوڑا مل گیا تو سوار کا حصہ پائے کا ورنہ پیدل کا اگر لڑائی سے پہلے یا جنگ کے وقت گھوڑا بیچ ڈالا تو پیدل کا حصہ پائے کا۔ (رد مختار، کتاب الجہاد، بیروت)

کِتَابُ الْاِحْبَاسِ

یہ کتاب وقف کے بیان میں ہے

وقف کی تعریف کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ وقف کا معنی یہ ہے کہ کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دینا اس طرح کہ اُس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الوقف)

اصل چیز روک کر اس سے حاصل ہونے والا نفع خرچ کرنا وقف کہلاتا ہے۔ اصل سے مراد وہ چیز ہے جو عینہ بچی رہے اور اس کا نفع خرچ کیا جائے، مثلاً گھر، اور دوکانیں، اور باغات وغیرہ۔ اور نفع سے مراد وہ فائدہ ہے جو اصل سے حاصل ہو مثلاً پھل اور اجرت اور گھروں میں رہائش وغیرہ کرنا۔

کسی بھی چیز کی اصل کو روک کر رکھنے اور اس میں ہبہ یا وراثت کے تصرف نہ کرنے بلکہ کسی بھی قسم کا تصرف نہ کرنے کو وقف کہا جاتا ہے تاکہ اس چیز کے نفع کو وقف کرنے والے کی ارادہ کے مطابق خیر و بھلائی کے کاموں میں صرف کیا جاسکے۔

شمس الائمہ امام سرخسی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ غیر کی ملکیت سے مملوک کو روکنا ہے۔ اور اس کا سبب کامیابی حاصل کرنا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ واقف آزاد، بالغ، عاقل اور اس محل کا غیر منقول ہونا ہے اور اس کا رکن یہ ہے کہ یہ زمین صدقہ کے طور پر مساکین کے لئے وقف ہے۔ (عناہ شرح الہدایہ، ج ۸، ص ۴۳۲، بیروت)

وقف کا حکم کا بیان

یہ ایسی نیکی ہے جو اسلام میں مستحب ہے، اس کی دلیل صحیح حدیث میں موجود ہے۔ صحیحین میں عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خیر کا کچھ مال ملا ہے، مجھے اس سے بہتر مال کبھی حاصل نہیں ہوا، آپ اس کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں: تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو اس کی اصل روک رکھو اور اسے صدقہ کر دو، لیکن یہ ہے کہ اس اصل کو نہ تو ہبہ کیا جائے گا، اور نہ وہ وراثت بنے گا" تو عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فقراء و مساکین اور رشتہ داروں اور اللہ کے راستے، اور مسافروں اور مہمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

اور امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے کہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب آدم کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل رک جاتے ہیں، صرف تین قسم کے عمل جاری رہتے ہیں: صدقہ جاریہ، یا ایسا

علم جس سے اس کے بعد نفع بھی حاصل کیا جاتا رہے، یا نیک اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔
اور جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کوئی بھی وقف کے علاوہ کسی کی بھی قدرت نہیں رکھتے تھے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: (بلند و بالا عمارتیں اور خاص مساجد وقف کرنے میں آئمہ کرام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اس کے علاوہ میں ان کا اختلاف ہے۔

وقف کی شرائط کا بیان

وقف کرنے کے لیے شرط ہے کہ وہ جائز التصرف ہو، یعنی اس کا تصرف کرنا جائز ہو؛ وہ اس طرح کہ وقف کرنے والا شخص بالغ، آزاد، اور عقلمند و سمجدار ہو، لہذا بچے، بیوقوف، اور غلام کا وقف صحیح نہیں ہوگا۔
وقف دو امور میں سے ایک کے ساتھ ہوگا:

پہلا: وقف پر دلالت کرنے والا قول؛ مثلاً وہ یہ کہے کہ: میں نے یہ جگہ وقف کی یا اسے مسجد بنایا۔

دوسرا: انسان کے عرف میں وقف پر دلالت کرنے والا کام؛ مثلاً اس شخص کی طرح جس نے اپنے گھر کو مسجد بنادیا، اور اس میں لوگوں کو نماز ادا کرنے کی عام اجازت دے دی، یا اس نے اپنی زمین کو قبرستان بنا کر لوگوں کو وہاں دفن کرنے کی اجازت دے دی۔

وقف کے الفاظ کی اقسام

پہلی قسم: صریح الفاظ؛ مثلاً وہ یہ کہے کہ: وقف کر دیا (حبس)، (میں نے روک لیا) سبست (میں نے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا) سمیت (میں نے اللہ کے نام دیا) یہ صریح الفاظ ہیں؛ کیونکہ وقف کے علاوہ کسی معنی کا احتمال نہیں؛ لہذا جب ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی ادا کیا تو اس کے ساتھ کوئی اور معاملہ زیادہ کیے بغیر ہی وقف ہو جائے گا۔

دوسری قسم: کنایہ کے الفاظ؛ مثلاً وہ یہ کہے کہ: تصدقت (میں نے صدقہ کیا) حرمت (میں نے حرام کیا) ابدت (میں نے ہمیشہ کر دیا) یہ کنایہ کے الفاظ ہیں، کیونکہ یہ وقف کے علاوہ دوسرے معنی کا بھی محتمل ہے۔

لہذا جب بھی اس نے ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بولا تو اس کے ساتھ وقف کی نیت کی شرط لگائی جائے گی، یا اس کے ساتھ کوئی صریح لفظ بولا جائے گا، یا اس کے ساتھ کنایہ یکید دوسرے الفاظ میں سے کئی لفظ۔

صریح الفاظ کے ساتھ ملا کر بولنے کی مثال یہ ہے کہ مثلاً وہ اس طرح کہے:

تصدق بكذا صدقة موقوفة او محبسة او مسيلة اور مؤبدۃ (میں نے وقف صدقہ کیا، یا روکا ہوا یا خیرات کیا ہوا، یا ہمیشہ کے لیے)

اور کنایہ کا لفظ وقف کے حکم کے ساتھ ملانے کی مثال یہ ہے کہ وہ اس طرح کہے: تصدقت بكذا صدقة لا تباع ولا تورث۔ میں نے ایسا صدقہ کیا جو نہ تو فروخت ہو سکتا ہے اور نہ ہی وراثت میں سکتا ہے۔



وقف صحیح ہونے کی شرائط کا بیان

- اول: جس طرح بیان کیا جا چکا ہے کہ وقف کرنے والا تصرف کرنے کا اہل اور مجاز ہو۔
- دوم: وقف کی جانے والی چیز ایسی ہو جس کا فائدہ مستقل طور پر اٹھایا جائے، اور اس کی اصل باقی رہے؛ لہذا ایسی چیز وقف کرنی صحیح نہیں جو فائدہ حاصل کرنے کے بعد باقی نہ رہے، مثلاً کھانا، اور غلہ وغیرہ
- سوم: وقف کی جانے والی چیز معین ہو؛ لہذا غیر معین چیز وقف کرنا صحیح نہیں ہوگا، جس طرح کوئی یہ کہے: میں نے اپنے غلاموں اور عمارتوں میں سے کوئی غلام اور گھر وقف کیا۔
- چہارم: وقف نیکی پر ہو؛ کیونکہ وقف کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے؛ مثلاً مساجد اور عمارتیں، اور رہائش گاہیں، اور کنویں اور مل وغیرہ، علمی کتب، مشکلیں، لہذا نیکی کے علاوہ کسی اور کام کے لیے وقف کرنا صحیح نہیں؛ مثلاً کفار کی عبادت گاہوں کے لیے وقف کرنا، اور ملحدوں زندیق اور بے دین لوگوں کی کتابیں، اور درباروں کی روشنی یا اسے تعمیر کرنے کے لیے وقف کرنا، اور کیونکہ یہ سب کچھ معصیت و شرک اور کفر میں معانت ہے۔
- پنجم: وقف کے صحیح ہونے میں شرط ہے کہ اگر معین چیز ہو تو اس معین چیز کی ملکیت کا ثبوت ہونا شرط ہے، کیونکہ وقف ملکیت ہوتی ہے، لہذا جو مالک ہی نہیں اس پر وقف صحیح نہیں، مثلاً میت اور جانور۔
- ششم: وقف صحیح ہونے میں شرط یہ ہے کہ وقف پورا ہو، لہذا معلق اور مؤقت وقف کرنا جائز نہیں، لیکن اگر کوئی اپنی موت کے ساتھ وقف معلق کرتا ہے تو یہ جائز ہوگا۔
- مثلاً وہ یہ کہے: جب میں مر جاؤں تو میرا گھر فقراء پر وقف ہے۔ اس کی دلیل ابو داؤد کی مندرجہ ذیل حدیث ہے: عمر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ اگر انہیں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو ان کی سیخ نامی زمین صدقہ ہے۔ اور یہ مشہور ہو گیا اور کسی نے بھی اس پر انکار نہیں کیا، تو یہ اجماع تھا، اور موت پر معلق وقف مال کے ٹکٹ میں سے ہونا چاہیے، کیونکہ یہ وصیت کے حکم میں ہوگا۔
- اور وقف کے احکام میں یہ شامل ہے کہ: وقف کرنے والے کی شرط کے مطابق اس وقف میں کام کرنا واجب ہے، لیکن اگر شریعت کے مخالف ہو تو پھر نہیں، بلکہ اسے نیکی کے کام میں صرف کیا جائے گا، اس لیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "مسلمان اپنی شروط پر قائم رہتے ہیں، لیکن ایسی شرط جو حرام کو حلال، یا حلال کو حرام کر دے" (یعنی اس پر عمل نہیں ہوگا)
- اور اس لیے بھی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور اس کے لیے شرط بھی رکھی، اور اگر اس کی شرط پر عمل کرنا واجب نہ ہو تو اس میں کوئی فائدہ ہی نہیں، اور اگر اس میں اس نے مقدار یا مستحقین میں سے کسی کو کسی ایک یا سب پر مقدم رکھنے کی شرط رکھی، یا استحقاق میں کسی وصف کے معتبر ہونے کی شرط لگائی، یا کسی وصف کے نہ ہونے کی شرط لگائی، یا وقف پر نگرانی کی شرط رکھی، یا اس کے علاوہ تو جب تک وہ شرط کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو اس شرط پر عمل کیا جائے گا۔ اور اگر وہ کوئی شرط نہ رکھے تو پھر مالدار اور فقیر مرد و عورت، سب وقف کی گئی چیز میں برابر ہونگے۔

اور جب وقف کرنے والا وقف کے نگران کی تعیین نہ کرے، یا اس نے کسی شخص کو متعین کیا اور مر گیا، تو متعین ہونے کی صورت میں نگرانی ہوگی، اور اگر وقف کسی ادارے وغیرہ پر ہو یعنی مساجد یا ان کے لیے وقف ہو جن کا شمار ممکن نہ ہو مثلاً مساکین، تو پھر نگرانی حاکم وقت خود کرے گا، یا جس کو وہ مقرر کرے۔

نگران کو اللہ تعالیٰ کا ڈر اور تقویٰ اختیار کرتے ہوئے وقف کی نگرانی اچھے اور احسن انداز میں کرنی چاہیے کیونکہ یہ اس کے ذمہ امانت ہے۔

اور جب وہ اپنی اولاد پر وقف کرے تو اس کے مستحقات میں مرد و عورت سب برابر ہونگے، کیونکہ یہ ان سب میں مشترک ہے، اور شراکت کا اطلاق استحقاق میں برابری کا متقاضی ہے؛ جس طرح اگر اس نے ان کے لیے کوئی چیز مقرر کر دی تو وہ ان کے درمیان برابر ہوگی؛ تو اسی طرح جب اس نے ان پر کوئی چیز وقف کی، پھر اس کی صلیبی اولاد کے بعد وقف ان کے بیٹوں کی اولاد پوتے پوتیوں میں منتقل ہو جائے گا، نہ کہ بیٹی کی اولاد میں، کیونکہ وہ تو کسی اور آدمی کی اولاد میں سے ہیں، لہذا تو اپنے باپ کی طرف منسوب ہونگے، اور اس لیے بھی کہ وہ مندرجہ ذیل فرمان باری تعالیٰ کے تحت نہیں:

فرمان باری تعالیٰ ہے: (اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارہ میں وصیت کرتا ہے)۔

اور کچھ علماء کرام ایسے بھی ہیں جو انہیں لفظ اولاد میں شامل کرنے کی رائے رکھتے ہیں؛ کیونکہ بیٹیاں بھی اولاد ہیں، تو اس طرح طرح اولاد کی اولاد اس کی حقیقی اولاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور اگر وہ یہ کہے: میرے بیٹوں پر وقف ہے، یا فلاں کے بیٹوں پر، وقف کو ان کے صرف مردوں کے خاص کر دیا؛ کیونکہ لفظ بنین تحقیقنا اسی کے وضع کیا گیا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: (کیا اس کی بیٹیاں ہیں اور تمہارے لیے بیٹے)۔

لیکن یہ ہے کہ جن کے لیے وقف کیا گیا ہے اگر وہ قبیلہ ہو؛ مثلاً بنو ہاشم، اور بنو تمیم، تو اس میں عورتیں بھی داخل ہونگی؛ کیونکہ قبیلے کا نام مرد و عورت دونوں کو شامل ہے۔

لیکن اگر اس نے جماعت، اور گردہ جن کا شمار ممکن ہو کے لیے وقف کیا؛ تو انہیں عام رکھنا، اور ان میں برابری قائم کرنا واجب ہے، اور اگر ان کا شمار ناممکن ہو مثلاً بنو ہاشم، اور بنو تمیم؛ تو پھر انہیں عام رکھنا واجب نہیں؛ کیونکہ یہ ناممکن ہے، اور ان کے بعض افراد پر ہی اقتصار کرنا، اور کچھ کو دوسروں پر فضیلت دینا جائز ہے۔

اور وقف ایسی چیز ہے جو ان معاہدوں میں سے ہے جو صرق قول سے ہی لازم ہو جاتا ہے، جس کا فسخ کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "اس کی فروخت نہیں کی جائے، اور نہ ہیہ ہوگی اور نہ ہی وراثت بنے گی"۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: اہل علم کے ہاں اس حدیث پر عمل ہے۔

لہذا اس کا فسخ اور ختم کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے، اور نہ ہی فروخت کیا جاسکتا ہے، اور نہ ہی آپس میں اسے

تھل کیا جاسکتا ہے، لیکن اگر اس کا فائدہ مکمل طور پر قطل کا شکار ہو جائے، مثلاً گھر منہدم ہو گیا، اور وقف کی آمدن سے اسے تعمیر کرنا ناممکن ہو، یا زرعی زمین خراب ہو جائے، اور بے آباد ہو جائے، جس کو وادی کے کناروں کے ساتھ آباد کرنا بھی ناممکن ہو، یا وقف کی آمدن میں بھی اتنا کچھ نہ ہو جو اسے آباد کر سکے، تو اس حالت میں ہو جانے والا وقف فروخت دیا جائے گا، اور اس کی قیمت اسی طرح کے وقف میں صرف کی جائے گی؛ کیونکہ یہ وقف کرنے والے کے مقصد کے زیادہ قریب ہے، اور اگر مکمل اس جس طرح کا حصول ناممکن ہو، تو پھر اس سے ملتے جلتے میں صرف کر دیا جائے؛ اور اس کے بدلے میں دوسری چیز صرف خریدنے سے ہی وقف بن جائے گی۔

باب

یہ باب عنوان کے بغیر ہے

3596 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُمَرَوِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً إِلَّا بَغَلَتَهُ الشَّهْبَاءُ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا وَبِسِلَاحِهِ وَأَرْضًا جَعَلَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ . وَقَالَ قُتَيْبَةُ مَرَّةً أُخْرَى صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے (وراثت میں) کوئی دینار کوئی درہم کوئی غلام یا کوئی کنیز نہیں چھوڑے (آپ ﷺ کی وراثت میں) صرف آپ کا خمر شہباء تھا یا آپ ﷺ کا اسلحہ تھا، یا ایک زمین تھی، جسے آپ ﷺ نے اللہ کے نام پر وقف کیا ہوا تھا۔

قتیبہ نامی راوی نے ایک مرتبہ لفظ ”صدقہ“ نقل کیا ہے۔

3597 - أَخْبَرَنَا عُمَرَوُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَوِ بْنَ الْحَارِثِ يَقُولُ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بَغَلَتَهُ الْبُيُضَاءُ وَبِسِلَاحُهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ترکے میں صرف اپنا سفید ٹھچراپے ہتھیرا اور کچھ زمین چھوڑی تھی، جسے آپ نے صدقے کے طور پر چھوڑا تھا۔

3598 - أَخْبَرَنَا عُمَرَوُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْهَنْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ

3596- أخرجه البخاري في الشروط، باب الوصايا (الحديث 2739)، وفي الجهاد، باب بغلة النبي صلى الله عليه وسلم البيضاء (الحديث 2873) مختصراً، وفي فرض الخمس، باب نفقة لساء النبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاته (الحديث 3098) مختصراً، وفي المغازي، باب مرضي النبي صلى الله عليه وسلم ووفاته (الحديث 4461) - وأخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في ميراث رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 382) مختصراً - وأخرجه النسائي في الاحباش، 1. (الحديث 3597 و 3598) مختصراً - تحفة الاشراف (10713) .

3597- تقدم (الحديث 3596) .

3598- تقدم (الحديث 3596) .

قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَو بْنَ الْخَارِثِ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَكَ إِلَّا بَقْلَتَهُ الشُّبَّاءَ وَبِسْلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً .

★★ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ آپ نے ترکہ کے میں صرف اپنا خمر شہداء اپنے ہتھیار اور ایک زمین چھوڑی تھی جسے آپ نے صدقے کے طور پر چھوڑا تھا۔

باب الْإِحْبَاسِ كَيْفَ يُكْتَبُ الْخَبَرُ وَذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ

عَلَى ابْنِ عَوْنٍ فِي خَبَرِ بْنِ عُمَرَ فِيهِ .

یہ باب ہے کہ وقف کے احکام وقف کو کس طرح تحریر کیا جائے گا؟

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نقل کردہ حدیث میں ابن عون سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3599 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَانَا أَبُو ذَاوَدَ الْحَفَرِيُّ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ أَصَبْتُ أَرْضًا مِنْ أَرْضِ خَيْبَرَ فَآتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا أَحَبَّ إِلَيَّ وَلَا أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهَا . قَالَ "إِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتُ بِهَا" .

فَتَصَدَّقْتُ بِهَا . عَلَى أَنْ لَا بُعَاً وَلَا تَوْهَبَ - فِي الْفُقَرَاءِ وَذِي الْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَالضُّفْيِ وَأَهْلِ السَّبِيلِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ بِالْمَعْرُوفِ خَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالًا وَيُطْعِمَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ مجھے خیبر کی زمین میں سے کچھ زمین ملی

نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے زیادہ پسندیدہ زمین مجھے کبھی نہیں ملی جو میرے نزدیک اس سے زیادہ نفیس ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم چاہو، تو اسے صدقہ کر دو تم اسے اس شرط پر صدقہ کر دو کہ اسے فروخت نہیں کیا جائے گا اسے ہبہ نہیں کیا جائے گا

اور یہ غریبوں، قریبی رشتہ داروں، غلاموں، مہمانوں اور مسافروں کے لیے صدقہ ہے جو شخص اس کا نگران بنتا ہے اس پر

کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ مناسب طریقے سے خود اس میں سے کچھ کھا لیتا ہے، جبکہ وہ مال جمع کرنے والا نہ ہو اور وہ

(اپنے کسی دوست وغیرہ کو) اس میں سے کچھ کھلا بھی سکتا ہے۔"

3600 - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْفَزَارِيِّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ .

3599- أخرجه مسلم في الوصية، باب الوقف (الحديث 1633/عام). وأخرجه النسائي في الإحباس، الإحباس كيف يكتب الحس وذكر

الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3600)، وباب حبس المشاع (الحديث 3607) مختصراً. تحفة الأشراف

(10557)

3600- تقدم في الإحباس، الإحباس كيف يكتب الحس وذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3599).

★★ یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

3601 - أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْرٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أَصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي فَكَيْفَ تَأْمُرُ بِهِ قَالَ "إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا" - فَتَصَدَّقَ بِهَا - عَلَى أَنْ لَا تَبَاعَ وَلَا تُوهَبَ وَلَا تُورَثَ - فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالضُّفْيِ وَابْنِ السَّبِيلِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ مجھے کبھی ایسی کوئی زمین نہیں ملی، جو میرے نزدیک اس سے زیادہ نفیس ہو تو آپ ﷺ اس کے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم چاہو تو اس کی اصل اپنے پاس رکھو اور اس کی (پیداوار کو) صدقہ کر دو اس شرط پر کہ اسے فروخت نہیں کیا جائے گا اسے ہبہ نہیں کیا جائے گا یہ وراثت میں تقسیم نہیں ہوگی (اور اس کی پیداوار کو صدقے کے طور پر) غریبوں، قربی رشتہ داروں، غلاموں، اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لیے) مہمانوں، مسافروں کو دیا جائے گا جو شخص اس کا نگران ہو، اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ مناسب طور پر اس میں سے خود کچھ کھا لیتا ہے، یا اپنے کسی دوست کو کھلا دیتا ہے، بشرطیکہ وہ اصل کے طور پر اسے جمع کرنے والا نہ ہو۔"

3602 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَشَرٌ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ وَآثَبَانَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَشَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْرٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْمَرَهُ فِيهَا فَقَالَ ابْنِي أَصَبْتُ أَرْضًا كَثِيرًا لَمْ أَصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُ بِهَا قَالَ "إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا" - فَتَصَدَّقَ بِهَا - عَلَى أَنَّهُ لَا تَبَاعَ وَلَا تُوهَبَ - فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضُّفْيِ لَا جُنَاحَ - يَعْنِي - عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ اللَّفْظُ لِإِسْمَاعِيلَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس بارے میں مشورہ لیا انہوں نے عرض کی: مجھے بہت زیادہ زمین مل گئی ہے مجھے ایسی زمین

3601 - أخرجه البخاري في الشروط، باب الشروط في الوقف (الحديث 2737)، وفي الوصايا، باب الوقف كيف يكتب (الحديث 2772)، وباب الوقف للفقير والضعيف (الحديث 2773) مختصراً، وأخرجه مسلم في الوصية، باب الوقف (الحديث 15 و 1633 عام) و أخرجه أبو داود في الوصايا، باب ما جاء في الرجل يوقف الوقف (الحديث 2878). و أخرجه الترمذي في الأحكام، باب في الوقف (الحديث 1375). و أخرجه النسائي في الأحكام، باب كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عوف في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3602 و 3603). و أخرجه ابن ماجه في المداين، باب من وقف (الحديث 2396). تحفة الأشراف (7742). 3602 - تقدم في الأحكام، الأحكام كيف يكتب الحبس و ذكر الاختلاف على ابن عوف في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3601).

کبھی نہیں ملی جو میرے نزدیک اس سے زیادہ اچھی ہو، آپ ﷺ اس کے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اگر تم چاہو، تو اس کی اصل کو اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو۔“

(راوی بیان کرتے ہیں:) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس شرط پر صدقہ کیا کہ اسے فروخت نہیں کیا جاسکے گا، بہہ نہیں کیا جاسکے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی پیداوار کو غریبوں، قریبی رشتہ داروں، غلاموں، مجاہدین، مسافروں، مہمانوں کے لیے صدقہ کر دیا اور جو شخص اس کا نگران تھا، اس پر کوئی گناہ نہ ہوتا، اگر وہ خود اس میں سے کچھ کھا لیتا، یا اپنے کسی دوست کو بھی کچھ کھلا دیتا بشرطیکہ وہ مال اکٹھا کرنے والا نہ ہو۔

روایت کے یہ الفاظ اسمعیل نامی راوی کے ہیں۔

3603 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْرٍ فَلَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْمِرُهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ "إِنْ شِئْتَ حَبَسْتُ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتُ بِهَا". فَحَبَسَ أَصْلَهَا أَنْ لَا تُبَاعَ وَلَا تُوهَبَ وَلَا تُورَثَ فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفِي الْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ.

☆ ☆ نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ سے اس بارے میں مشورہ لیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو۔“ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصل زمین اپنے پاس رکھی (اور اس شرط پر اس کی پیداوار کو صدقہ کیا) کہ اس زمین کو فروخت نہیں کیا جاسکے گا، بہہ نہیں کیا جاسکے گا، وراثت میں منتقل نہیں کیا جاسکے گا اور اس کی پیداوار غریبوں، قریبی رشتہ داروں، غلاموں، مسکینوں، مسافروں، مہمانوں کے لیے صدقہ ہوگی، جو شخص اس کا نگران ہوگا اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر وہ مناسب طور پر خود اس میں سے کچھ کھا لیتا ہے یا اپنے کسی دوست کو کھلا دیتا ہے بشرطیکہ وہ مال کے طور پر خود اسے جمع نہ کرے۔

3604 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا نَحِبُونَ) قَالَ أَبُو طَلْحَةَ إِنَّ رَبَّنَا لَيَسْأَلُنَا عَنْ أَمْوَالِنَا فَلْيُفْهِدْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِي لِلَّهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اجْعَلْهَا فِي قَرَابَتِكَ لِي".

3603- تقدم في الاختصاص، الاختصاص كيف يكتب المحسن وذكر الاختلاف على ابن عون في خبر ابن عمر فيه (الحديث 3601).

3604- أخرجه مسلم في الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوجة والأولاد والوالدين ولو كانوا مشركين (الحديث 43).

أخرجه أبو داود في الزكاة، باب في صلة الرحم (الحديث 1689). وأخرجه النسائي في التفسير: سورة آل عمران، قول تعالى (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا نَحِبُونَ) (الحديث 87).

حتى تنفقوا مما تحبون (الحديث 87). تحفة الاشراف (315).

حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبِي بَنٍ كَعْبٍ۔

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

”تم لوگ اس وقت تک نیکی تک نہیں پہنچ سکتے، جب تک اس چیز کو خرچ نہیں کرتے، جسے تم پسند کرتے ہو۔“

تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے (نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں) عرض کی: ہمارے پروردگار نے ہم سے ہمارے اموال طلب

کیے ہیں یا رسول اللہ! میں آپ کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں اپنی زمین اللہ کے نام پر دے رہا ہوں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم یہ اپنے قریبی رشتے داروں حسان بن ثابت اور ابی بن کعب کو دے دو۔“

باب حبس المشاع۔

یہ باب ہے کہ مشترکہ ملکیت والی چیز کو وقف کر دینا

3605 - أَخْبَرَنَا مَعِينُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ

ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعِمَاءَةَ سَهْمَ النَّبِيِّ لِي بِخَيْرٍ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهَا . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”أَحْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلْ لِعَمْرَتِهَا“ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: خیر میں

مجھے جو (مال غنیمت) کے سوا حصے (یعنی زمین) ملے ہیں مجھے اس سے بہترین زمین کبھی نہیں ملی میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اسے صدقہ

کر دوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”تم اصل زمین اپنے پاس رہنے دو اور اس کے بچل کو صدقہ کر دو۔“

3606 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَنْجِيُّ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ مَالًا لَمْ أُصِبْ مِثْلَهُ قَطُّ كَانَ لِي مِائَةُ رَأْسٍ فَاشْتَرَيْتُ بِهَا مِائَةَ سَهْمٍ مِنْ بَخِيرٍ مِنْ أَهْلِهَا وَإِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَتَقَرَّبَ بِهَا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ . قَالَ ”فَأَحْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلِ الثَّمَرَةَ“ .

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی

اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ مجھے اس طرح کی زمین کبھی نہیں

ملی میرے پاس سو جانور تھے میں نے ان کے ذریعے خیر کے سوا حصوں کو ان کے مالکان سے خرید لیا ہے اب میں یہ چاہتا ہوں کہ میں

اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل کروں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

3605 - أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ فِي الْأَحْبَاسِ، بَابُ حَبْسِ الْمَشَاعِ (الْحَدِيثُ 3606) . وَأَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ فِي الصَّدَقَاتِ، بَابُ مَنْ وَقَفَ (الْحَدِيثُ

2397) . لَحْمَةُ الْأَشْرَافِ (7902) .

3606 - تَقْدِيمُ (الْحَدِيثُ 3605) .

”تم اصل زمین کو اپنے پاس رکھو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو۔“

3607 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصَفًّى بْنِ بُهْلُولٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِیَّةٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَالِمٍ الْمَكِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْضٍ لِي يَشْتَعِبُ قَالَ "أَخْبِسْ أَصْلَهَا وَسَبِّلْ ثَمَرَهَا".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے ”شمع“ نامی جگہ پر موجود اپنی زمین کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”تم اصل زمین کو اپنے پاس رکھو اور اس کے پھل کو صدقہ کر دو۔“

مشترکہ چیز کے وقف کا بیان

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک مشترکہ چیز کا وقف جائز ہے کیونکہ تقسیم کرنا یہ قبضہ مکمل ہونے میں سے ہے حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک مشاع پر قبضہ شرط نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لوازمات ضروری ہیں۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ مشاع کا وقف جائز نہیں ہے کیونکہ یہاں اصل میں قبضہ شرط ہے پس اس کو پورا کرنے والی چیز پر بھی قبضہ شرط ہوگا۔ اور یہ اختلاف اس چیز کے بارے میں جو تقسیم کے لائق ہو مگر جب جو چیز تقسیم کے قابل ہی نہیں ہے اس میں امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک بھی مشاع کا وقف جائز ہے۔ کیونکہ آپ نے اس میں حوالے کردہ ہبہ اور صدقہ پر قیاس کیا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک مسجد اور قبرستان کا اسٹیٹ کیا گیا ہے کیونکہ وہ تقسیم کے قابل نہیں ہیں اور ان کے بارے میں امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے مشاع کے جواز کے باوجود وقف جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں شرکت کا باقی رکھنا یہ اللہ کے لئے خاص کرنے کو مانع ہے۔ کیونکہ مسجد و مقبرہ میں مہابیات کا معین نہایت بری بات ہے کیونکہ لایک سال میں مردوں کا دفن کیا جائے اور ایک سال اس میں زراعت کی جائے اور ایک وقت اس میں نماز پڑھی جائے اور دوسرے وقت میں اس کو اطمینان بنا دیا جائے۔ یہ خلاف وقف کے کیونکہ اس میں کرایہ اور غلہ تقسیم ممکن ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الوقف، لاہور)

مشاع کا فقہی مفہوم

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ مشاع اُس چیز کو کہتے ہیں جسکے ایک جزو غیر متعین کا یہ مالک ہو یعنی دوسرا شخص بھی اس میں شریک ہو یعنی دونوں حصوں میں امتیاز نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قابل قسمت جو تقسیم ہونے کے بعد قابل انتفاع باقی رہے جس طرح زمین، مکان۔ دوسری غیر قابل قسمت کہ تقسیم کے بعد اس قابل نہ رہے جس طرح حمام، چکی، چھوٹی سی کوٹھری کہ تقسیم کر دینے سے ہر ایک کا حصہ بیکار سا ہو جاتا ہے۔ مشاع غیر قابل قسمت کا وقف بالاتفاق جائز ہے اور قابل قسمت ہو اور تقسیم سے پہلے وقف کرے تو صحیح یہ ہے کہ اس کا وقف جائز ہے اور متاخرین نے اسی قول کو اختیار کیا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الوقف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ میں) مسجد بنانے کا حکم دیا اور نبی نجار سے فرمایا تم اپنے اس باغ کا مجھ سے مول کر لو۔ انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم ہم تو اللہ ہی سے اس کا مول لیں گے۔

(بخاری، رقم الحدیث: 6771)

گویا نجار نے اپنی مشترکہ زمین مسجد کے لئے وقف کر دی تو باب کا مطلب نکل آیا لیکن ابن سعد نے طبقات میں واقدی سے یوں روایت کی ہے کہ آپ نے یہ زمین دس دینار میں خریدی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قیمت ادا کی۔ اس صورت میں بھی باب کا مقصد نکل آئے گا اس طرف سے کہ پہلے نبی نجار نے اس کو وقف کرنا چاہا اور آپ نے اس پر انکار نہ کیا۔ واقدی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے قیمت اسلئے دی کہ دو یتیم بچوں کا بھی اس میں حصہ تھا۔

مشترکہ زمین کے وقف کا بیان

زمین مشترک میں اس نے اپنا حصہ وقف کر دیا تو اس کا بٹوارہ شریک سے خود یہ واقف کرائے گا اور واقف کا انتقال ہو گیا ہو تو متولی کا کام ہے اور اگر اپنی نصف زمین وقف کر دی تو وقف وغیرہ وقف میں تقسیم یوں ہوگی کہ وقف کی طرف سے قاضی ہوگا اور غیر وقف کی طرف سے یہ خود یا یوں کرے کہ غیر وقف کو فروخت کر دے اور مشتری کے مقابلہ میں وقف کی تقسیم کرائے۔

ایک زمین دو شخصوں میں مشترک تھی دونوں نے اپنے حصے وقف کر دے تو باہم تقسیم کر کے ہر ایک اپنے وقف کا متولی ہو سکتا ہے۔ ایک شخص نے اپنی کل زمین وقف کر دی تھی اس پر کسی نے نصف کا دعویٰ کیا اور قاضی نے مدعی کو نصف زمین دلوا دی تو باقی نصف بدستور وقف رہے گی اور واقف اس شخص سے زمین تقسیم کرائے گا۔

دو شخصوں میں زمین مشترک تھی اور دونوں نے اپنے حصے وقف کر دیے خواہ دونوں نے ایک ہی مقصد کے لیے وقف کیے یا دونوں کے دو مقصد مختلف ہوں مثلاً ایک نے مساکین پر صرف کرنے کے لیے دوسرے نے مدرسہ یا مسجد کے لیے اور دونوں نے الگ الگ اپنے وقف کا متولی مقرر کیا یا ایک ہی شخص کو دونوں نے متولی بنایا یا ایک شخص نے اپنی کل جائداد وقف کی مگر نصف ایک مقصد کے لیے اور نصف دوسرے مقصد کے لیے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ (عالمگیری)

زمین مشاع میں اپنا حصہ وقف کیا جسکی مقدار ایک جریب ہے مگر تقسیم میں اس زمین کا اچھا ٹکڑا اس کے حصہ میں آیا اس سبب سے ایک جریب سے کم ملایا خراب ٹکڑا ملا اس سبب سے ایک جریب سے زیادہ ملا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں، چند مکانات میں اس کے حصے ہیں اس نے اپنے کل حصے وقف کر دیے اب تقسیم میں یہ چاہتا ہے کہ ایک ایک جز نہ لیا جائے بلکہ سب حصوں کے عوض میں ایک پورا مکان وقف کے لیے لیا جائے ایسا کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری، کتاب الوقف)

مشترکہ زمین وقف کی اور تقسیم یوں ہوئی کہ ایک حصہ کے ساتھ کچھ روپیہ بھی ملتا ہے اگر وقف میں یہ حصہ مع روپیہ کے لیا جائے کہ شریک اتنا روپیہ بھی دیگا تو وقف میں یہ حصہ لینا جائز نہ ہوگا کہ وقف کو بیع کرنا لازم آتا ہے اور اگر وقف میں دوسرا حصہ لیا جائے اور واقف اپنے شریک کو وہ روپیہ دے تو جائز ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وقف کے علاوہ اس روپے سے کچھ زمین خرید لی اور اس روپے کے مقابل جتنا حصہ ملے گا وہ اس کی ملک ہے وقف نہیں۔ (فتح اللہ بر شرح الہدایہ، کتاب الوقف)

باب وَقْفِ الْمَسَاجِدِ .

یہ باب مساجد کو وقف کرنے کے بیان میں ہے

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے عام وقف میں اور مسجد کے وقف میں فرق کیا ہے۔ وقف کا حکم یہ ہے کہ جب تک حاکم حکم نہ دے یا وہ موت کے بعد موسیٰ بہ کی طرف مضاف نہ ہو جس کی طرف اس نے لوٹنا ہے۔ جبکہ مسجد اس کی جانب لوٹنے والی نہیں ہے نہ اس کی بیع ہے اور نہ اس سے وراثت ہے۔ بیشک وقف میں دو معانی جمع ہو گئے ہیں۔ (۱) جس (۲) صدقہ۔ پس وہ کہے گا میں نے وقف کیا ہے تو پس وہ اپنی ملکیت کے عین کو وقف کرنے والا ہے۔ اور جب اس نے یہ کہا کہ میں نے اپنی زمین سے مسجد بنائی تو اس کی ملکیت اس میں کچھ باقی نہ رہے گی۔ (عناہ شرح الہدایہ ج ۹ ص ۵۰۰ بیروت)

مسجد بنانے سے زوال ملکیت کا بیان

اور جب کسی نے مسجد بنائی تو اس کی ملکیت اس مسجد سے اس وقت ختم ہو جائے گی جب اس نے مسجد کا راستہ نکال کر اپنی ملکیت سے الگ کر دیا ہے اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دینے والا ہے۔ اور جب اس میں ایک آدمی نے نماز پڑھ لی ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس مسجد سے اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی۔ اور اگر اسی لئے لازمی ہے کہ اس کے بغیر وہ خاص اللہ کے لئے نہ ہو گا اور اس میں نماز پڑھنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ طرف کے نزدیک وقف کے صحیح ہونے کے لئے حوالے کر دینا شرط ہے۔ اور وقف میں جس طرح حوالے کرنا ضروری ہے اسی طرح اس میں تسلیم بھی شرط ہے اور مسجد کی تسلیم اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دینا ہے۔ یا اس طرح کہا جائے گا کہ جب مسجد پر بطور حقیقت قبضہ ناممکن ہے تو اس کے مقصد کو بجالانا یہ اس کے قبضہ کے قائم مقام ہو جائے گا۔

طرفین کی ایک روایت کے مطابق تسلیم کے لئے ایک شخص کا نماز پڑھنا بھی کافی ہے کیونکہ پوری جنس کا عمل ناممکن ہے پس جنس کا کم تر فرد کی شرط کافی ہوگی۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے دوسری روایت یہ ہے کہ نماز باجماعت شرط ہے کیونکہ عام طور پر مسجد نماز کی جماعت کے لئے بنائی جاتی ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بنانے والے جب یہ کہا کہ میں نے اس کو مسجد بنایا تو اس سے ہی اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی کیونکہ ان کے نزدیک تسلیم کی شرط نہیں ہے کیونکہ بندے سے اس کے حق کا اسقاط ہے جو بندے سے ساقط ہوتے ہی اللہ کے لئے ہو جائے گا۔ جس طرح اعتاق میں ہوتا ہے۔ جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب مسجد میں کسی نے درخت لگائے تو درخت مسجد کا ہے لگانے والے کا نہیں اور زمین موقوفہ میں کسی نے درخت لگائے اگر یہ شخص اس زمین کی نگرانی کے لیے مقرر ہے یا واقف نے درخت لگایا اور وقف کا مال اس پر صرف کیا یا اپنا ہی مال صرف کیا مگر کہہ دیا کہ وقف کے لیے یہ درخت لگایا تو ان صورتوں میں وقف کا ہے ورنہ لگانے والے کا۔

درخت کاٹ ڈالے جڑیں باقی رہ گئیں ان جڑوں سے پھر درخت نکل آیا تو یہ اسی کی ملک ہے جسکی ملک میں پہلا تھا۔

(فتح القدیر، باب الوقف)

3608 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ حُصَيْنِ

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ - وَجُلَّ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ - وَذَلِكَ أَنِّي قُلْتُ لَهُ أَرَأَيْتَ اغْتِرَاَلَ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ مَا كَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَخْنَفَ يَقُولُ أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَأَنَا حَاجٌّ فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا نَضَعُ رِحَالَنَا إِذَا أَتَى ابْنُ قَيْسٍ قَدْ اجْتَمَعَ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ فَأُطْلِعْتُ فَإِذَا يَعْنِي النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ وَإِذَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ نَفَرٌ قُعُودٌ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا قُمْتُ عَلَيْهِمْ قِيلَ هَذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ قَدْ جَاءَ - قَالَ - فَجَاءَ وَعَلَيْهِ مُلْكٌ صَفْرَاءُ فَقُلْتُ لِصَاحِبِي كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَنْظُرَ مَا جَاءَ بِهِ . فَقَالَ عُثْمَانُ أَهَا هُنَا عَلِيُّ أَهَا هُنَا الزُّبَيْرُ أَهَا هُنَا طَلْحَةُ أَهَا هُنَا سَعْدٌ قَالُوا نَعَمْ .

قَالَ فَأَبْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ اتَّعَلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَتَّبِعْ مِرْبَدَ بَنِي فَلَانٍ فَلَانٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ" . فَأَبْتَعْتُهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي ابْتَعْتُ مِرْبَدَ بَنِي فَلَانٍ . قَالَ "فَأَجْعَلُهُ فِي مَسْجِدِنَا وَآجِرُهُ لَكَ" . قَالُوا نَعَمْ . قَالَ فَأَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَتَّبِعْ بَنِي رُومَةَ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ" . فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ ابْتَعْتُ بَنِي رُومَةَ . قَالَ "فَأَجْعَلَهَا سِقَابَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَآجِرُهَا لَكَ" .

قَالُوا نَعَمْ . قَالَ فَأَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يُجَهِّزْ جَيْشَ الْعُسْرَةِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ" . فَجَهَّزْتُهُمْ حَتَّى مَا يَفْقِدُونَ عَقَالًا وَلَا أَحْطَامًا . قَالُوا نَعَمْ . قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ .

☆ ☆ حسین بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ بنو تميم سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب عمر بن جاوان تھے میں نے ان سے کہا: کہ آپ نے یہ بات ملاحظہ کی ہے کہ اخنف بن قیس ہر چیز سے الگ تھلگ ہو گئے ہیں تو انہوں نے بتایا: کہ میں نے اخنف کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: کہ ایک مرتبہ میں حج کے سلسلے میں مدینہ منورہ آیا، تو ہم اپنی پڑاؤ کی جگہ پر ہی موجود تھے اور اپنے پالان رکھ رہے تھے، کہ اسی دوران ایک شخص آیا اور بولا: لوگ مسجد میں اکٹھے ہو گئے ہیں جب میں وہاں آیا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں اور ان کے درمیان کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ لوگ حضرت علی بن ابوطالب، حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے میں ان کے پاس آ کے کھڑا ہوا تو یہ کہا گیا: کیا حضرت عثمان غنی بھی تشریف لے آئے ہیں؟

راوی کہتے ہیں: پھر وہ بھی آ گئے اس وقت انہوں نے زرد رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی میں نے اپنے ساتھی سے کہا: تم نے یہیں رہنا ہے جب تک میں اس بات کا جائزہ نہیں لیتا کہ وہ کیا حکم لے کر آئے ہیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہاں

حضرت غنی رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا یہاں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا یہاں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا یہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

”جو شخص بنو قلاں کی زمین کو خرید لے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔“

تو میں نے اس زمین کو خریدا تھا پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: میں نے بنو قلاں کی زمین کو خرید لیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”اے تم ہماری مسجد کے لیے وقف کر دو اس کا اجر تمہیں ملے گا۔“

تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں! ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

”جو شخص بئر رومہ کو خرید لے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔“

میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کی: میں نے بئر رومہ خرید لیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم اسے مسلمانوں کے پانی حاصل کرنے کے لیے وقف کر دو اس کا اجر تمہیں ملے گا۔“

تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں!

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے کیا آپ لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

”جو شخص غریب لشکر کو ساز و سامان فراہم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔“

تو میں نے ان لوگوں کو ساز و سامان فراہم کیا تھا یہاں تک کہ میں نے انہیں رتی اور ٹکیل تک فراہم کی تھی تو ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں!

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا! اے اللہ! تو گواہ ہو جا۔

3609 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَتَيْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَاوَانَ عَنْ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نُرِيدُ الْحَجَّ فَبَيْنَا نَحْنُ فِي مَسَازِلِنَا لَضَعُ رِحَالِنَا إِذْ أَتَانَا ابْنُ لُقَاطٍ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ اجْتَمَعُوا فِي الْمَسْجِدِ وَفَزَعُوا . فَأَنْطَلَقْنَا فَإِذَا

النَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَى نَفَرِي وَسَطِ الْمَسْجِدِ وَإِذَا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَطَلْحَةُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ فَإِنَّا لَكَذَلِكَ إِذْ جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَيْهِ مِلَّةٌ صَفْرَاءُ قَدْ قَنَعَ بِهَا رَأْسُهُ فَقَالَ أَمَا هُنَا عَلِيٌّ أَمَا هُنَا طَلْحَةُ أَمَا هُنَا الزُّبَيْرُ أَمَا هُنَا سَعْدُ قَالُوا نَعَمْ . قَالَ فَإِنِّي أَنشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ اتَّعَلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَتَّاعُ مِرْبَدَةَ نِسِيِّ فَلَانُ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ" . فَأَبْتَعْتُهُ بِعِشْرِينَ أَلْفًا أَوْ بِخَمْسَةِ وَعِشْرِينَ أَلْفًا فَاتَّبَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ "اجْعَلْهَا فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهَا لَكَ" . قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَأَنشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ اتَّعَلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ يَتَّاعُ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ" . فَأَبْتَعْتُهُ بِكَذَا وَكَذَا فَاتَّبَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقُلْتُ قَدْ ابْتَعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا . قَالَ "اجْعَلْهَا بِقَايَةِ الْمُسْلِمِينَ وَأَجْرُهَا لَكَ" . قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ .

قَالَ فَأَنشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ اتَّعَلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَرَّفَ لِي وَجُوهَ الْقَوْمِ فَقَالَ "مَنْ جَهَّزَ هَؤُلَاءِ اللَّهُ غَفَرَ لَهُ" . يَعْنِي جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَجَهَّزْتُهُمْ حَتَّى مَا يَقْبَلُونَ عِقَالًا وَلَا خِطَامًا . قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدِ اللَّهُمَّ اشْهَدِ .

☆ احف بن قیس بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے ہم لوگ مدینہ منورہ آئے ہمارا مقصد حج کرنا تھا ابھی ہم اپنے پڑاؤ کی جگہ پر ہی موجود تھے اور ہم اپنے پالان اتار رہے تھے اسی دوران ایک شخص ہمارے پاس آیا اور بولا: لوگ مسجد میں جمع ہو گئے ہیں اور وہ خوفزدہ ہیں تو ہم لوگ بھی وہاں گئے وہاں لوگ اکٹھے ہو چکے تھے اور چند لوگ مسجد کے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ تھے ابھی یہی صورت حال جاری تھی، اسی دوران حضرت عثمان غنیؓ وہاں تشریف لائے انہوں نے زبردست کی چادریں پہنی ہوئی تھیں اور انہوں نے اپنے سر پر بھی چادر لی ہوئی تھی انہوں نے دریافت کیا: کیا علیؓ یہاں ہیں؟ کیا طلحہؓ یہاں ہیں؟ کیا زبیرؓ یہاں ہیں؟ کیا سعدؓ یہاں ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے کیا آپ لوگ یہ جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

"جو شخص بنو قلاں کی زمین کو خریدے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔"

تو میں نے بیس (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) بچیس ہزار کے عوض اس زمین کو خرید لیا تھا پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم اسے ہماری مسجد کے لیے وقف کر دو اس کا اجر تمہیں ملے گا۔"

(حضرت عثمانؓ کی اس بات پر) ان حضرات نے جواب دیا: جی ہاں! اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا:

میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے کیا آپ لوگ یہ

بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

”جو شخص بر رومہ کو خریدے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔“

تو میں نے اسے اتنی رقم کے عوض میں خرید لیا تھا میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی کہ میں نے اتنی رقم کے عوض میں اسے خرید لیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”تم اسے مسلمانوں کے استعمال کرنے کے لیے وقف کر دو اس کا اجر تمہیں ملے گا۔“

تو ان حضرات نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں آپ لوگوں کو اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے کیا آپ لوگ یہ

بات جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کی صورت حال کا جائزہ لیا تھا اور پھر فرمایا تھا:

”جو شخص ان لوگوں کو سامان فراہم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔“

(راوی کہتے ہیں: یعنی نبی اکرم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر یہ بات ارشاد فرمائی تھی:) تو میں نے ان لوگوں کو سامان

فراہم کیا تھا یہاں تک کہ میں نے انہیں رسیاں اور لکڑیاں بھی فراہم کی تھیں تو ان حضرات نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے۔

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! تو گواہ رہنا! اے اللہ! تو گواہ رہنا!

3610 - أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا بَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ عَنْ سَعِيدِ

الْجُرَيْرِيِّ عَنْ ثَمَامَةَ بْنِ حَزْنِ الْقُسَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ انْشُدْكُمْ بِاللَّهِ

وَبِالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْدَبُ غَيْرَ بَنِي

رُومَةَ فَقَالَ ”مَنْ يَشْتَرِي بَنِي رُومَةَ فَيَجْعَلُ فِيهَا ذَلْوَةً مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ“ . فَاشْتَرَيْتُهَا

مِنْ صُلْبِ مَالِي فَجَعَلْتُ ذَلْوِي فِيهَا مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَأَنْتُمْ الْيَوْمَ تَمْنَعُونِي مِنَ الشُّرْبِ مِنْهَا حَتَّى أَشْرَبَ مِنْ

مَاءِ الْبَحْرِ قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَانْشُدْكُمْ بِاللَّهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ إِنِّي جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي

قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَانْشُدْكُمْ بِاللَّهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”مَنْ يَشْتَرِي بَقْعَةً أَلِ فُلَانٍ فَيَزِيئُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ“ .

فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَرَزْتُهَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْتُمْ تَمْنَعُونِي أَنْ أَصْلِيَ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ .

قَالَ انْشُدْكُمْ بِاللَّهِ وَالْإِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى نَبِيٍّ نَبِيٍّ مَكَّةَ وَمَعَهُ

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ فَرَكَّضَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِجْلِهِ وَقَالَ ”اسْكُنْ نَبِيْرُ فَإِنَّمَا

عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ“ . قَالُوا اللَّهُمَّ نَعَمْ . قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ شَهِدُوا لِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ . يَعْنِي إِنِّي شَهِيدٌ .

☆☆ ثمامہ بن حزن بیان کرتے ہیں کہ میں اُس وقت وہاں موجود تھا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے (اپنے) گھر سے جھانک کر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کے نام کا اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا لوگ یہ بات جانتے ہو کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اس وقت یہاں بئر رومہ کے علاوہ میٹھے پانی کا اور کوئی کنواں نہیں تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

”جو شخص بئر رومہ کو خرید کر، اس میں اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دے (یعنی اُسے مسلمانوں کے عام استعمال کے لیے وقف کر دے) تو اسے جنت میں اس سے بہتر اجر ملے گا۔“

تو میں نے اپنے ذاتی مال میں سے اُسے خرید لیا اور میں نے اس کے بارے میں اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دیا (یعنی میں نے اُسے وقف کر دیا) آج تم لوگ مجھے اسی کنوئیں سے پانی حاصل کرنے سے روک رہے ہو یہاں تک کہ مجھے سمندر کا پانی (یعنی نمکین پانی) پینا پڑ رہا ہے لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام کا اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال میں سے جیش عبرت کو سامان فراہم کیا تھا؟ تو لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے نام کا اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ مسجد نمازیوں کے لیے تنگ ہو گئی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

”آل فلاں کی زمین خرید کر کون شخص مسجد میں توسیع کرے گا اُسے اس کے عوض میں جنت میں اس سے بہتر اجر ملے گا۔“

تو میں نے اپنے ذاتی مال میں سے اُسے خریدا تھا اور میں نے اس مسجد میں توسیع کروائی تھی اب تم لوگ مجھے اُسی مسجد میں دو رکعات نماز پڑھنے سے روک رہے ہو۔ لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو اللہ کے نام اور اسلام کا واسطہ دے کر یہ پوچھتا ہوں کیا تم لوگ یہ بات جانتے ہو کہ نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ کے پہاڑ ثبیر پر موجود تھے آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اور میں تھا، تو وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مار کر یہ بات ارشاد فرمائی تھی:

”اے ثبیر! اپنی جگہ پر رہو تم پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔“

تو لوگوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔

تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! ان لوگوں نے میرے حق میں گواہی دی ہے رب کعبہ کی قسم! (راوی کہتے ہیں:)

یعنی میں شہید ہوں گا۔

3611 - أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ بَكَّارٍ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ

حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُثْمَانَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ حِينَ حَصَرُوهُ فَقَالَ
 أَنشُدْ بِاللَّهِ رَجُلًا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ الْجَبَلِ حِينَ اهْتَزَّ فَرَكَلَهُ بِرَجْلِهِ وَقَالَ
 "أَسْكُنْ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صَلِيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ". وَأَنَا مَعَهُ فَأَنْتَشِدُ لَهُ رَجُلًا ثُمَّ قَالَ أَنشُدْ بِاللَّهِ رَجُلًا
 شَهِدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ يَقُولُ "هَذِهِ يَدُ اللَّهِ وَهَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ". فَأَنْتَشِدُ لَهُ
 رَجُلًا ثُمَّ قَالَ أَنشُدْ بِاللَّهِ رَجُلًا سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جَيْشِ الْغُسْرَةِ يَقُولُ "مَنْ يُنْفِقْ
 نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً". فَجَهَّزْتُ نِصْفَ الْجَيْشِ مِنْ مَالِي فَأَنْتَشِدُ لَهُ رَجُلًا ثُمَّ قَالَ أَنشُدْ بِاللَّهِ رَجُلًا سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ يَزِيدَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ". فَاشْتَرَيْتُهُ مِنْ مَالِي فَأَنْتَشِدُ لَهُ
 رَجُلًا ثُمَّ قَالَ أَنشُدْ بِاللَّهِ رَجُلًا شَهِدَ رُومَةَ تَبَاعُ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ مَالِي فَابْتَحْتُهَا لِابْنِ السَّبِيلِ فَأَنْتَشِدُ لَهُ رَجُلًا.

☆ ☆ ابوسلمہ بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو انہوں نے
 لوگوں کی طرف جھانک کر ارشاد فرمایا:

میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے پہاڑ والے دن نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے
 ہوئے سنا تھا اس وقت جب وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا تو نبی اکرم ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارا تھا اور فرمایا تھا:
 "تم اپنی جگہ پر رہو، تم پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔"

(حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اس وقت میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھا، تو کئی افراد نے اس بات کی گواہی دی کہ
 (یہ واقعہ ہوا تھا)

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جو بیعت رضوان کے موقع پر
 نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی:
 "یہ اللہ کا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔"

تو کئی افراد نے اس بات کی بھی گواہی دی۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے جیشِ عسرت کے دن
 نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:
 "کون شخص مقبول خرچ کرے گا؟"

تو میں نے اپنے مال میں سے آدھے لشکر کو سامان فراہم کیا تھا تو کئی افراد نے اس بات کی گواہی دی (کہ ایسا ہی ہوا تھا)۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے نبی اکرم ﷺ کو یہ
 ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"جو شخص اس مسجد میں توسیع کروائے گا اُسے جنت میں گھر ملے گا"

تو میں نے اپنے مال میں سے اس جگہ کو خریدا تھا، تو کئی لوگوں نے اس بات کی بھی گواہی دی۔
 پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں جو رومہ کنوئیں کے موقع پر
 موجود تھا جسے فروخت کیا جا رہا تھا تو میں نے اسے اپنے مال میں سے خریدا تھا اور میں نے اسے مسافروں تک کے لیے مباح کر دیا
 تھا، تو کئی لوگوں نے اس بات کی بھی گواہی دی۔

3612 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنِي
 زَيْدُ بْنُ أَبِي أَنَسَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ قَالَ لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ فِي دَارِهِ اجْتَمَعَ النَّاسُ
 حَوْلَ دَارِهِ - قَالَ - فَبَاشَرَتْ عَلَيْهِمْ - وَمَسَاقُ الْحَدِيثِ .

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے جس میں یہ منقول ہے کہ ابو عبد الرحمن سلمی بیان کرتے ہیں:
 جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں محصور کر دیا گیا، تو کچھ لوگ ان کے گھر کے آس پاس جمع ہو گئے، تو انہوں نے
 ان لوگوں کی طرف جھانک کر دیکھا (اور فرمایا: اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔



کتاب الوصایا

یہ کتاب وصیت کے بیان میں ہے

وصایا کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان

وصایا وصیت کی جمع ہے خطایا غلطیہ کی جمع ہے وصیت اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنے وارثوں سے یہ کہہ جائے کہ میرے مرنے کے بعد یہ فلاں فلاں کام کرنا مثلاً میری طرف سے مسجد بنوادینا، کنواں بنوادینا، یا مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں اتنا روپیہ دیدینا فلاں شخص کو اتنا روپیہ یا مال دے دینا یا فقراء و مساکین کو طعام و غلہ یا کپڑے تقسیم کر دینا وغیرہ اور یا جو فرائض و واجبات مثلاً نماز اور زکوٰۃ وغیرہ اس کی غفلت کی وجہ سے قضاء ہو گئے تھے ان کے بارے میں اپنے ورثاء سے کہے کہ یہ ادا کر دینا یا ان کا کفارہ دے دینا اسی طرح بعض مواقع پر وصیت نصیحت کے معنی میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

علماء ظواہر (یعنی وہ علماء جو بہر صورت قرآن و حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرتے ہیں) کے نزدیک وصیت کرنا واجب ہے جبکہ دوسرے تمام علماء کے ہاں پہلے تو وصیت واجب تھی یعنی اپنے اختیار سے والدین اور رشتہ داروں کے لئے اپنے مال و اسباب میں سے حصے مقرر کرنا جانا ہر مال دار پر واجب تھا لیکن جب آیت میراث نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے خود تمام حصے متعین و مقرر فرما دیئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اسی لئے وارث کے لئے وصیت کرنا درست نہیں ہے البتہ آیت میراث کے بعد بھی تہائی مال میں وصیت کرنے کا اختیار باقی رکھا گیا تاکہ اگر کوئی شخص اپنے آخری وقت میں فی سبیل اللہ مال خرچ کر کے اپنی عمر بھی کی تقصیرات مثلاً بخل وغیرہ کا کفارہ اور مکافات کرنا چاہے تو یہ سعادت حاصل کر لے یا اگر اپنے کسی دوست یا دور کے رشتہ دار یا خادم وغیرہ کو کچھ دینا چاہے تو اس تہائی میں سے دیکر اپنا دل خوش کر لے۔

علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص پر کوئی قرض وغیرہ ہو یا اس کے پاس کسی کی امانت رکھی ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کی ادائیگی و واپسی کی وصیت کر جائے اور اس بارے میں ایک وصیت نامہ لکھ کر اس پر گواہیاں کرا لے۔

باب الکراہیۃ فی تأخیر الوصیۃ

یہ باب ہے کہ وصیت میں تاخیر کرنا مکروہ ہے

3613 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ "أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَاحِبُ شَيْءٍ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَلَا تُعْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغْتَ الْحُلُقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! کون سا صدقہ اجر کے اعتبار سے بڑا ہوتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"یہ کہ تم اس وقت صدقہ کرو جب تم تندرست ہو مال سے دلچسپی بھی ہو غربت کا اندیشہ بھی ہو اور زندہ رہنے کی امید بھی ہو تم اسے اس وقت تک مؤخر نہ کرو کہ جب جان طلق تک پہنچ جائے اور پھر تم کہو کہ فلاں کو اتنا مل جائے حالانکہ وہ تو ویسے ہی فلاں کو مل جاتا ہے۔"

3614 - أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَيُّكُمْ مَالٌ وَارِثَةٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ". قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مِثْلًا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالٍ وَارِثَةٍ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مَالٌ وَارِثَةٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ مَالُكَ مَا قَدَّمْتَ وَمَالٌ وَارِثُكَ مَا أَخَّرْتَ".

☆☆ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"تم میں سے کون ایسا شخص ہے؟ جس کے وارث کا مال، اس کے نزدیک اس کے اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک شخص کے نزدیک اس کا اپنا مال ہی اس کے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہوگا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ بات جان لو کہ تم میں سے ہر ایک شخص کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہوتا ہے تمہارا مال وہ ہے جو تم (صدقہ کر کے) آگے بھیج دیتے ہو اور جو تم (اپنے پیچھے دنیا میں) چھوڑ جاتے ہو وہ تمہارے وارث کا مال ہے۔"

3615 - أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَلْهَاكُمْ التَّكَاثُرُ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ" قَالَ يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَالِي مَالِي وَإِنَّمَا مَالُكَ مَا أَكَلْتَ فَأَلْبَسْتَ أَوْ لَبَسْتَ فَأَلْبَسْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ".

☆☆ مطرف اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں (پہلے آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:)

3614- أخرجه البخاري في الرقاق، باب ما يقدم من ماله فهو له (الحديث 6442) مختصراً. تحفة الاشراف (9192).

3615- أخرجه مسلم في الزهد والرقائق، (الحديث 3). وأخرجه الترمذي في الزهد، باب (منه) (الحديث 2342)، وفي تفسير القرآن،

باب (ومن سورة التكاثر) (الحديث 3354). تحفة الاشراف (5346).

”کثرت تمہیں غافل کر دے گی یہاں تک کہ تم قبرستان پہنچ جاؤ گے۔“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

”آدم کا بیٹا کی کہتا رہتا ہے میرا مال میرا مال، حالانکہ تمہارا مال وہ ہے، جسے تم کھا کر فنا کر دیتے ہو، یا پہن کر پرانا کر دیتے ہو، یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیتے ہو۔“

3616 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَمِعَ أَبَا

حَبِيبَةَ السَّعَالِيِّ قَالَ أَوْصَى رَجُلٌ بِلَدْنَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُسَيْلُ أَبُو الْكَرْدَاءِ فَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ لَمْ يَهْتَفِ بِمَنْفَعَتِهِ أَوْ يَتَصَدَّقَ عِنْدَ مَوْتِهِ مِثْلَ الَّذِي يُهْدِي بَعْدَ مَا يَشْبَعُ".

★★ ابو حبیبہ طائی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ کی راہ میں کچھ دینا دینے کی وصیت کی یہ مسئلہ حضرت

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا:

”جو شخص مرنے کے قریب غلام آزاد کرتا ہے، یا صدقہ کرتا ہے اس کی مثال اس طرح ہے، جیسے کوئی شخص خود سیر ہو جانے کے بعد کوئی چیز کسی کو تحفے کے طور پر دیتا ہے۔“

3617 - أَخْبَرَنَا حَبِيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوَصِّي فِيهِ أَنْ يَبْنِيَ لِبَيْتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو اور پھر دو راتیں ایسے ہی گزر جائیں (اور اس نے کوئی وصیت نہ کی ہو) اس کی وصیت اس شخص کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔“

3618 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوَصِّي فِيهِ بَيْتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے بارے میں وہ

وصیت کر سکتا ہو اور پھر دو راتیں گزر جائیں (اور اس نے وصیت تحریر نہ کی ہو) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی

3616- أخرجه أبو داود في المعتقد، باب في فضل المعتقد في الصحة (الحديث 3968) مختصراً. وأخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء في

الرجل يتصدق أو يعتق عند الموت (الحديث 2123) مطولاً. تحفة الاشراف (10970).

3617- المفرد به النسائي. تحفة الاشراف (8085).

3618- أخرجه البخاري في الوصايا، باب الوصايا (الحديث 2738). تحفة الاشراف (8382).

ہونی چاہیے۔

3619 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَزِيمٍ عَنْ نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَانٌ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ

ابْنِ عُمَرَ قَوْلَهُ

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اپنے قول کے طور پر یہ روایت ایک اور سند کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

3620 - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ أَبَانَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ

سَالِمًا أَخْبَرَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَمُرُّ عَلَيْهِ ثَلَاثُ لَيَالٍ إِلَّا وَعِنْدَهُ وَصِيَّتُهُ". قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَرَّبْتُ عَلَى مُنْذُ بَيَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ إِلَّا وَعِنْدِي وَصِيَّتِي

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ تین دن گزر جائیں اور (اس نے وصیت تحریر نہ کی ہو) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے اس کے بعد میری وصیت ہمیشہ میرے پاس لکھی ہوتی ہے۔

3621 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَخْمَرٍ بْنُ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ

وَعُمَرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوَصِّي فِيهِ لَيْسَتْ ثَلَاثُ لَيَالٍ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةً"

★★ سالم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کسی بھی مسلمان کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہو جس کے بارے میں وہ وصیت کر سکتا ہو پھر وہ تین راتوں تک (اس کی وصیت تحریر نہ کرے) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہونی چاہیے۔"

باب هَلْ أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے کہ کیا نبی اکرم ﷺ نے وصیت کی تھی؟

3622 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ

3619- الفردية النسائي . نسخة الاشراف (7751) .

3620- أخرجه مسلم في الوصية . (الحديث 4م) . نسخة الاشراف (7000) .

3621- أخرجه مسلم في الوصية . (الحديث 4م) . نسخة الاشراف (6896) .

حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا . قُلْتُ كَيْفَ كَتَبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْوَصِيَّةَ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ .

☆☆ طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے وصیت کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! میں نے دریافت کیا: پھر اس کی وجہ کیا ہے؟ جبکہ آپ نے مسلمانوں کے لیے وصیت کو لازم قرار دیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی کتاب کے حکم کے مطابق وصیت کی تھی (اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی کتاب کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی وصیت کی تھی)۔

3623 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنِ الْأَعْمَشِ وَأَنْبَاءُ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَأَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةَ وَلَا بَعِيرًا وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کوئی دینار، کوئی درہم، کوئی بکری، کوئی اونٹ (ترکے میں) نہیں چھوڑا اور نہ ہی آپ نے کسی چیز کے بارے میں کوئی وصیت کی۔

3624 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبٌ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا شَاةَ وَلَا بَعِيرًا وَمَا أَوْصَى .

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کوئی درہم، کوئی دینار، کوئی بکری، کوئی اونٹ نہیں چھوڑا اور نہ ہی آپ نے وصیت کی۔

3625 - أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْهَذِيلِ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَا حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عِيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا شَاةَ وَلَا بَعِيرًا وَلَا أَوْصَى . لَمْ يَذْكُرْ جَعْفَرُ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کوئی دینار، کوئی درہم، کوئی بکری، کوئی اونٹ نہیں چھوڑا، اور نہ

3622- أخرجه البخاري في الوصايا، باب الوصايا (الحديث 2740)، وفي المغازي، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم ووفاته (الحديث 4460)، وفي فضائل القرآن باب الوصية بكتاب الله عز وجل (الحديث 5022). وأخرجه مسلم في الوصية باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه (الحديث 16 و 17). وأخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يوص (الحديث 2119). وأخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب هل أوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 2696). تحفة الاشراف (5170).

3623- أخرجه مسلم في الوصايا، باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه (الحديث 18). وأخرجه ابو داود في الوصايا، باب ما جاء في ما يورثه من الوصية (الحديث 2863) وأخرجه النسائي في الوصايا، هل أوصى النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3624). وأخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب هل أوصى رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 2695). تحفة الاشراف (17610).

3624- تقدم (الحديث 3623).

3625- أخرجه النسائي. تحفة الاشراف (15967).

ہی آپ نے کوئی وصیت کی۔

جعفر نامی راوی نے اپنی روایت میں دینار اور درہم کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

3626 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَقُولُونَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَقَدْ دَعَا بِالطَّسْتِ لِيَبُولَ فِيهَا فَأَنْخَشَتْ نَفْسُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَشْعُرُ قَالِي مَنْ أَوْصَى

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت کی تھی نبی اکرم ﷺ نے تو طشت منگوا یا تھا، تاکہ آپ اس میں پیشاب کر لیں (پھر اس کے بعد) آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور مجھے پتہ بھی نہیں چلا تو پھر آپ ﷺ نے وصیت کس کو کی تھی؟

3627 - أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُ أَحَدٌ غَيْرِي - قَالَتْ - وَدَعَا بِالطَّسْتِ -

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا اس وقت میرے علاوہ آپ کے پاس کوئی بھی نہیں تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے طشت منگوا یا تھا (یعنی اس میں پیشاب کرنے کے لیے اسے منگوا یا تھا)۔

باب الوصية بالثلث

یہ باب ہے کہ ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کرنا

3628 - أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ

3626- تقدم (الحديث 33) .

3627- تقدم (الحديث 33) .

3628- أخرجه البخاري في الجواز، باب دلاء النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن عولة (الحديث 1295) مطولاً، وفي مناقب الانتصار، باب قول النبي (اللهم امض لا صاحب لي هجرتهم) و مرثيته لمن مات بمكة (الحديث 3936) مطولاً، وفي المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4409) مطولاً، وفي المرضى، باب ما رخص للمريض أن يقول: اني وجع أو وإرساء أو اشتد لي الوجع (الحديث 5668)، وفي الدعوات، باب الدعاء برفع الوباء والوجع (الحديث 6373)، وفي القرائن، باب ميراث البنات (الحديث 6733) مطولاً . وأخرجه مسلم في الوصية، باب الوصية بالثلث (الحديث 5) مطولاً وأخرجه أبو داود في الوصايا، باب ما جاء في ما لا يجوز للموصي في ماله (الحديث 2864) مطولاً . وأخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء في الوصية بالثلث (الحديث 2116) مطولاً . وأخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب الوصية بالثلث (الحديث 2708) والحديث عند: البخاري في الإيمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبة ولكل امرئ ما نوى (الحديث 56) . والسائي في عمل اليوم والليلة، الدماء لمن مات بغير الأرض التي هاجر منها (الحديث 1090)، وفي عشرة النساء من الكبرى، باب الوصية بالثلث (الحديث 304)، و ثواب النفقة التي يتغنى بها وجه الله تعالى (الحديث 324) . تحفة الاشراف (3890) .

قَالَ مَرَضْتُ مَرَضًا أَشْفَيْتُ مِنْهُ قَاتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَتَصَدَّقُ بِثُلثِي مَالِي قَالَ "لَا". قُلْتُ فَالْشُّطْرَ قَالَ "لَا". قُلْتُ فَالْثُلُثُ قَالَ "الْثُلُثُ وَالثُلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَتْرَكَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ".

☆☆ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں شدید بیمار ہو کر قریب الموت ہو گیا، نبی اکرم ﷺ میرے پاس میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ میرے پاس بہت سا مال ہے اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: نصف کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: ایک تہائی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی کر دوں ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ یہ ان کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں بد حال چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

تہائی سے زائد وصیت کے عدم جواز کا بیان

تہائی سے زائد کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم تہائی کی وصیت کرو۔ اور تہائی بہت زیادہ ہے۔ اور یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سارے اور نصف مال کی وصیت کرنے سے منع کیا تھا۔ کیونکہ مال وراثت کا حق ہے۔ اور اس کی جانب ختم ہونے کا سبب منع ہو چکا ہے۔ اور وہ مورث کا مال سے بے پرواہ ہونا ہے۔ اور ان کا یہ بے پرواہ ہونا مال سے ان کے حق کو واسطہ ہونا ثابت کر دے گا۔ لیکن شریعت نے اجنبیوں کے حق میں تہائی کی مقدار میں اس بے پرواہی کا اظہار نہیں کیا کہ مورث اپنی غلطی کی تلافی کرنے والا بن جائے۔ اسی تفصیل کے مطابق جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔

اور اس کو وارثوں کے حق میں ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ مورث اس کو اپنے وارثوں پر صدقہ نہ کرے گا۔ تاکہ اتفاقاً طور واقع ہونے والے ایثار سے وہ بچ جائے۔ اسی وضاحت کے مطابق جس کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ وصیت میں ظلم کرنا یہ بڑے گناہوں میں سے بھی بڑا ہے۔ اور علماء نے حیف کی معنی تہائی سے زیادہ اور وارث کے حق میں وصیت کرنے کا کیا ہے۔ (ہدایہ کتاب الوصایا، لاہور)

3629 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ وَأَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ - وَاللَّفْظُ لَأَحْمَدَ - قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ قَالَ جَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا

3629- أخرجه البخاري في الوصايا، باب ان يترك ورثته اغنياء خير من ان يتكففوا الناس (الحديث 2742) مطرلاً، وفي الفقات، باب فضل النفقة على الاهل (الحديث 5354) مطرلاً و أخرجه مسلم في الوصية، باب الوصية بالثلث (الحديث 5) و أخرجه النسائي في الوصايا، باب الوصية بالثلث (الحديث 3630)، و الحديث عند: النسائي في عشرة النساء من الكبرى، فواب النفقة التي يتعنى بها وجه الله تعالى (الحديث 325). تحفة الاشراف (3880).

بِمَكَّةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالْشَّطْرُ قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالْثُلُثُ قَالَ "الْثُلُثُ وَالْثُلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدْعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ فِي أَيْدِيهِمْ" .

☆☆ عامر بن سعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت مکہ میں تھا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے پورے مال (کو صدقہ کرنے) کی وصیت کرنا چاہتا ہوں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: نصف؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: ایک تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے! اگر تم اپنے در ثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاتے ہو تو یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں بد حال چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں اور وہ لوگوں کے پاس موجود چیزوں کے محتاج ہوں۔

3630 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ ابِرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَدُّهُ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رَحِمَ اللَّهُ سَعْدَ ابْنِ عَفْرَاءَ أَوْ يَرْحَمُ اللَّهُ سَعْدَ ابْنِ عَفْرَاءَ" . وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا ابْنَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ "لَا" . قُلْتُ الْيَصْفَ قَالَ "لَا" . قُلْتُ فَالْثُلُثُ قَالَ "الْثُلُثُ وَالْثُلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدْعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ" .

☆☆ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے وہ اس وقت مکہ میں تھے انہیں اس سر زمین پر مرنا پسند نہیں تھا جہاں سے وہ ہجرت کر کے جا چکے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سعد بن عفراء پر رحم کرے۔ (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

(حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اس وقت ان کی صرف ایک بیٹی تھی انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے پورے مال کو (اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے) کی وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: نصف؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! میں نے عرض کی: ایک تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے! تم اپنے در ثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں بد حال چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں کے پاس موجود چیزوں کے محتاج ہوں۔

3631 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ ابِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ آلِ سَعْدٍ قَالَ مَرَّ سَعْدٌ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ "لَا" . وَسَاقَ الْحَدِيثَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے جس میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آل کے ایک فرد نے یہ بات بیان کی

ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے نبی اکرم ﷺ تشریف لائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے پورے مال (کو صدقہ کرنے) کی وصیت کرنا چاہتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

3632 - أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَبِيرِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا كُبَيْرُ بْنُ مَسْبُورٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ اشْتَكَى بِمَنْجَةِ فَجَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَاهُ سَعْدٌ بَكَى وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا قَالَ "لَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ" وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ "لَا". قَالَ يَعْنِي بِثُلُثِهِ قَالَ "لَا". قَالَ فَنِصْفَهُ قَالَ "لَا". قَالَ فثُلُثَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الثُلُثُ وَالثُلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَتْرَكَ بَيْنَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرَكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ".

☆☆ عامر بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ وہ مکہ میں بیمار ہو گئے نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو رونے لگے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ایسی سرزمین پر مرجاؤں گا جہاں سے میں ہجرت کر کے جا چکا ہوں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو ایسا نہیں ہوگا۔

انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے پورے مال کو اللہ کی راہ میں دینے کی وصیت کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: دو تہائی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: نصف؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: ایک تہائی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے تم اپنے بچوں کو خوشحال چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ تم انہیں تنگ دست چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

3633 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ الشَّائِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِي فَقَالَ "أَوْصَيْتَ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "بِكُمْ". قُلْتُ بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قَالَ "فَمَا تَرَكْتَ لَوْلَدِكَ". قُلْتُ هُمْ أَغْنِيَاءُ. قَالَ "أَوْصِ بِالْعُسْرِ". فَمَا زَالَ يَقُولُ وَأَقُولُ حَتَّى قَالَ "أَوْصِ بِالثُلُثِ وَالثُلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ".

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بیماری کے دوران نبی اکرم ﷺ میری عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے آپ نے دریافت کیا: کیا تم نے وصیت کر دی ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! انہوں نے دریافت کیا: کتنی؟ میں نے عرض کی: میں نے اپنے پورے مال کو اللہ کی راہ میں دینے کی وصیت کی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کی: وہ خوشحال لوگ ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دسویں حصے کی وصیت کرو اس کے بعد نبی اکرم ﷺ مسلسل اپنی بات پر اصرار کرتے رہے اور میں اپنی گزارش پیش کرتا رہا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایک تہائی

حصے کے بارے میں وصیت کرو دویسے ایک تہائی حصہ بھی زیادہ ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے) ویسے ایک تہائی حصہ بھی بڑا ہے۔

3634 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَهُ لِي مَرَضِهِ فَقَالَ مَا مَسْئُولُ اللَّهِ أَوْ صِدْقٌ بِمَا لِي بِكَ قَالَ "لَا" . قَالَ فَالْثُلُثُ قَالَ "الْثُلُثُ وَالْثُلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ" .

☆ ☆ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کی بیماری کے دوران ان کی عبادت کرنے کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے پورے مال کے بارے میں (اللہ کی راہ میں دینے کی) وصیت کر دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: نصف کی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے دریافت کیا: ایک تہائی کی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی کرو دویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے) بڑا ہے۔

شرح

میرا کوئی وارث نہیں ہے" سے حضرت سعد کی مراد یہ تھی کہ ذوی القروض سے میرا کوئی وارث نہیں ہے یا یہ کہ ایسے وارثوں میں سے کہ جن کے بارے میں مجھے یہ خوف نہ ہو کہ وہ میرا مال ضائع کر دیں گے علاوہ ایک بیٹی کے اور کوئی وارث نہیں ہے، حضرت سعد کے اس جملہ کی یہ تاویل اس لئے کی گئی ہے کہ حضرت سعد کے کئی عصبی وارث تھے۔ یہ حدیث جہاں اس بات کی دلیل ہے کہ مال جمع کرنا مباح ہے وہیں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ وارثوں کے حق میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس میت کے وارث موجود ہوں تو اس کی وصیت اس کے تہائی مال سے زائد میں جاری نہیں ہوتی، البتہ اگر وہ ورثاء اپنی اجازت و خوشی سے چاہیں تو ایک تہائی سے زائد میں بھی بلکہ سارے ہی مال میں وصیت جاری ہو سکتی ہے بشرطیکہ سب وارث عاقل و بالغ اور موجود ہوں اور جس میت کا کوئی وارث نہ ہو تو اس صورت میں بھی اکثر علماء کا یہی مسلک ہے کہ اس کی وصیت بھی ایک تہائی سے زائد میں جاری نہیں ہو سکتی۔

البتہ حضرت امام اعظم اور ان کے قسبیین علماء اس صورت میں ایک تہائی سے زائد میں بھی وصیت جاری کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں نیز حضرت امام احمد اور حضرت اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے ان کے حق میں ہمیشہ خیر خواہی کا جذبہ رکھا جائے اور وارثوں کے تئیں شفقت و محبت ہی کے طریقے کو اختیار کیا جائے علاوہ ازیں اس حدیث سے اور بھی کئی باتیں معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ اپنا مال غیروں کو دینے سے افضل ہے کہ اس کو اپنے قریب داروں پر خرچ کیا جائے۔

دوم یہ کہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے سے ثواب ملتا ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی طلب پیش نظر ہو اور سوم یہ کہ اگر کسی مباح کام میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی نیت کر لی جائے تو وہ مباح کام بھی طاعت و عبادت بن جاتا ہے چنانچہ بیوی

اگرچہ جسمانی و دنیوی لذت و راحت کا ذریعہ ہے اور خوشی و مسرت کے وقت اس کے منہ میں نوالہ دینا محض ایک خوش طبعی ہے جس کا طاعت و عبادت اور امور آخرت سے کوئی بھی تعلق نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا کہ اگر بیوی کے منہ میں نوالہ دینے میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی طلب کی نیت ہو تو اس میں ثواب ملتا ہے لہذا اس کے علاوہ دوسری حالتوں میں تو بطریق اولیٰ ثواب ملے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ جب میں بیمار تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پوچھنے آئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مال کی وصیت کا تم نے ارادہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو اللہ کی راہ میں اپنے سارے مال کی وصیت کرنے کا ارادہ کر لیا ہے آپ نے فرمایا اولاد کے لئے کیا چھوڑا میں نے عرض کیا کہ وہ خود مال دار خوشحال ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وصیت کرنا ہی چاہتے ہو تو اپنے مال کے دسویں حصہ کے بارے میں وصیت کرو حضرت سعد کہتے ہیں کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی اس مقدار کو ہار ہار کم کہتا رہا تو میرے اصرار پر آپ نے فرمایا کہ اچھا تمہاری مال کے بارے میں وصیت کرو اگرچہ یہ تمہاری بھی بہت ہے۔ (ترمذی)

3635 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْفَحَّامُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى سَعْدًا يَعُودُهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصِي بِشَلْتِي مَالِي قَالَ "لَا". قَالَ فَأَوْصِي بِالنِّصْفِ قَالَ "لَا". قَالَ فَأَوْصِي بِالثُّلُثِ قَالَ "نَعِمِ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَّعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَّعَهُمْ فَقَرَاءَ يَتَكَفَّفُونَ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے کے لیے ان کے پاس تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے دو تہائی مال کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: نصف کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: ایک تہائی کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! ایک تہائی کے بارے میں وصیت کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے:) بڑا ہے اگر تم اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑ کر جاتے ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں غریب چھوڑ کے جاؤ اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔

3636 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَرِهَ

غَضَّ النَّاسُ إِلَى الرَّبْعِ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ".

★★ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کاش! لوگ ایک چوتھائی تک وصیت کیا کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ

3635- الفردیہ النسائی۔ تحفة الاشراف (17234)۔

3636- اخرجہ البخاری فی الوصایا، باب الوصیۃ بالثلث (الحديث 2743)۔ و اخرجہ مسلم فی الوصیۃ، باب الوصیۃ بالثلث (الحديث 10)۔

و اخرجہ ابن ماجہ فی الوصایا، باب الوصیۃ بالثلث (الحديث 2711)۔ تحفة الاشراف (5876)۔

بات ارشاد فرمائی ہے:

ایک تہائی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے: (کر ڈا ہے۔

3637 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمُنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَعَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ لِي وَلَدٌ إِلَّا ابْنَةٌ وَاحِدَةٌ فَأَوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا". قَالَ فَأَوْصِي بِنِصْفِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا". قَالَ فَأَوْصِي بِثُلْثِهِ قَالَ "الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ".

☆☆ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے وہ اس وقت بیمار تھے انہوں نے عرض کی: میری کوئی اولاد نہیں ہے صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنے پورے مال کو (صدقہ کرنے کی) وصیت کر دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: نصف کے بارے میں وصیت کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! انہوں نے عرض کی: ایک تہائی کے بارے میں کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ایک تہائی کی کر دو ویسے ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔"

3638 - أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكْرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جَدَاذُ النَّخْلِ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْفَرَمَاءُ. قَالَ "أَذْهَبُ فَيُبْدِرُ كُلُّ تَبَرٍّ عَلَى نَاحِيَةٍ". فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَانَمَا أُغْرُوا بِسَيِّئِ يَلِكِ السَّاعَةِ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيِّنَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اذْغُ أَصْحَابَكَ". فَمَا زَالَ يَكْبِلُ لَهُمْ حَتَّى آذَى اللَّهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَأَنَا رَاضٍ أَنْ يُودِيَ اللَّهُ أَمَانَةَ وَالِدِي لَمْ تَنْقُصْ تَعْمَرَةً وَاحِدَةً.

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ اُحد کے موقع پر ان کے والد نے جامِ شہادت نوش کر لیا اور چھ بیٹیاں پسماندگان میں چھوڑیں اور ان کے ذمے بہت سا قرض بھی تھا جب کھجوریں کاٹنے کا موسم آیا تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: آپ کو پتہ ہے کہ میرے والد غزوہ اُحد کے موقع پر شہید ہو گئے تھے انہوں نے بہت سا قرض بھی چھوڑا ہے اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ قرض خواہ لوگ آپ کو دیکھ لیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جاؤ اور ہر قسم کی

3637- انفرادہ السنائی، تحفة الاشراف (3927).

3638- أخرجه البخاري في البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي (الحديث 2127) بسحوه، وفي الاستقراض، باب الشفاعة في وصع الدين (الحديث 2405) بسحوه، وفي الوصايا، باب قضاء الوصي ديون الميت بغير محضر من الورثة (الحديث 2781)، وفي المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام (الحديث 3580) بسحوه، وفي المغازي، باب (أذ همت طائفتان منكم أن تغشوا الله ولهما على الله فليترك كل المومنون) (الحديث 4053). وأخرجه النسائي في الوصايا، باب قضاء الدين قبل الميراث وذكر اختلاف الفقهاء الناقلين لغير جابر فيه (الحديث 3639 و 3640). تحفة الاشراف (2344).

کھجور کو الگ الگ کنارے پر رکھ دو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا، پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کو بلوایا، جب قرض خواہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو یوں لگا جیسے وہ اسی وقت مجھ پر حملہ کر دیں گے، جب نبی اکرم ﷺ نے ان کا طرز عمل ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے ان ڈھیروں میں سے سب سے بڑے ڈھیر کا تین مرتبہ چکر لگایا، پھر آپ ﷺ اس کے پاس تشریف فرما ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا:

اپنے ساتھیوں (یعنی قرض خواہوں) کو بلاؤ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ انہیں ماب کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی امانت (یعنی ان کے ذمے قرض) کو ادا کر دیا، میں اس بات سے بہت خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کے قرض کو بھی ادا کر دیا اور کوئی کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

باب قضاء الدین قبل المیراث و ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر جابر فیہ .
یہ باب ہے کہ وراثت (کی تقسیم) سے پہلے قرض کی ادائیگی کا حکم اس بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

نبی کریم ﷺ کی دعا سے کھجوروں میں برکت ہونے کا بیان

3639 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - وَهُوَ الْأَزْرَقِيُّ - قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أَبَاهُ تُوْقِيَّ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاتَّيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَبِي تُوْقِيَّ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَحْلَهُ وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ نَحْلَهُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ دُونَ سِتِينَ فَاَنْطَلِقُ مَعِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِكُنِّي لَا يَفْعُشْ عَلَى الْغُرَامِ فَاتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ بَيْدَرًا بَيْدَرًا فَسَلَّمَ حَوْلَهُ وَدَعَا لَهُ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا الْغُرَامَ فَأَوْفَاهُمْ وَبَقِيَ مِثْلُ مَا أَخَذُوا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا، ان کے ذمے کچھ قرض تھا، میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے ذمے کچھ قرض تھا، انہوں نے تر کے میں صرف کھجوروں کا باغ چھوڑا ہے اور اس کی جو پیداوار ہے وہ قرض کی ادائیگی کے لیے کافی نہیں ہوگی جو میرے والد کے ذمے لازم تھا، یہ صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب کئی برس تک ادائیگی کی جائے، یا رسول اللہ! آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ قرض خواہ میرے ساتھ سخت لہجے میں بات نہ کریں، تو نبی اکرم ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ نے ایک ایک ڈھیر کے گرد چکر لگایا، آپ اس کے ارد گرد سلامتی کی دعا کرتے رہے، اس کے لیے دعا کرتے رہے، پھر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے قرض خواہوں کو بلایا اور پوری ادائیگی کر دی، جتنا ان لوگوں نے وصول کیا تھا اتنا ہی پھر بھی باقی رہ گیا (یعنی اصل کھجوروں میں کوئی کمی نہیں ہوئی)۔

3640 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوْقِيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

عَمْرُو بْنُ حَرَامٍ - قَالَ - وَتَرَكْنَا دِينَنَا لَمَّا شَفَعْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غُرْمَانِهِ أَنْ يَضَعُوا مِنْ دِينِهِ شَيْئًا فَطَلَبَ إِلَيْهِمْ فَأَبَوْا فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَذْهَبَ فَصَيِّفْ تَمْرَكَ أَصْنَاةَا الْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ وَعَذَقْ ابْنَ زَيْدٍ عَلَى حِدَةٍ وَأَصْنَاةَا ثُمَّ ابْعَثْ إِلَيَّ". قَالَ فَفَعَلْتُ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ فِي أَغْلَاهِ أَوْ فِي أَوْسَطِهِ ثُمَّ قَالَ "كُلْ لِلْقَوْمِ". قَالَ فَكُلْتُ لَهُمْ حَتَّى أَوْفَيْتُهُمْ ثُمَّ بَقِيَ تَمْرِي كَأَنَّ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا انہوں نے بہت سا قرض چھوڑا میں نے اپنے قرض خواہوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے سفارش کرنے کی گزارش کی کہ وہ لوگ میرے والد کے قرض میں سے کچھ حصے کو معاف کر دیں نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایسا کرنے کے لیے کہا تو انہوں نے اس سے معذرت کر لی نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم جاؤ اور اپنی کھجوروں کی مختلف اقسام کو الگ الگ کر دو عجوہ کو الگ کر دو عذق بن زید کو الگ کر دو اور اس کی مختلف اقسام کو الگ کر دو پھر تم مجھے پیغام بھجوادینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا پھر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور آپ ان میں سے سب سے بلند یاد درمیانے ڈھیر کے پاس تشریف فرما ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کو ماپ کر دینا شروع کر دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان لوگوں کو ماپ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ میں نے انہیں پوری ادائیگی کر دی اور پھر بھی میری کھجوریں باقی بچ گئیں یوں جیسے ان میں کوئی کمی ہی نہیں ہوئی۔

3641 - أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ - حَرَمِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمَّارِ بْنِ

أَبِي عَمَّارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ لِيَهُودِيٌّ عَلَى أَبِي تَمْرٍ فَقُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ حَدِيقَتَيْنِ وَتَمْرُ الْيَهُودِيِّ يَسْتَوْعِبُ مَا فِي الْحَدِيقَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ الْعَامَ نِصْفَهُ وَتُوَخِّرَ نِصْفَهُ". فَأَبَى الْيَهُودِيٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ الْجُدَادَ". فَأَذِنَنِي فَأَذَنَتْهُ فَجَاءَهُ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ فَجَعَلَ يُجَدُّ وَيُكَالُ مِنْ أَسْفَلِ النَّخْلِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِالْبَرَكَةِ حَتَّى وَلِينَاهُ جَمِيعَ حَقِّهِ مِنْ أَصْغَرِ الْحَدِيقَتَيْنِ - فِيمَا يَحْسِبُ عَمَّارٌ - ثُمَّ أَتَيْنَهُمْ بِرُطْبٍ وَمَاءٍ فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا ثُمَّ قَالَ "هَذَا مِنَ النَّعِيمِ الَّذِي تُسَالُونَ عَنْهُ".

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے ایک یہودی کی کچھ کھجوریں دینی تھیں وہ غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے وہ دو باغ (تر کے میں) چھوڑ کر گئے یہودی کو دی جانے والی کھجوریں اتنی تھیں جتنی دونوں باغات میں تھیں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا۔ کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ نصف حصہ اس سال وصول کر لو اور نصف اگلے سال تک موخر کر دو تو یہودی نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا:

کیا تمہارے لیے یہ بات ممکن ہے کہ جب تم کھجوریں اتارنے لگو تو اس وقت مجھے اطلاع دے دینا (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے

ہیں: میں نے آپ ﷺ کو اس وقت اطلاع دے دی تو نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما تشریف لائے کھجور کے چھوٹے درخت سے کھجوریں اتاری جانے لگیں اور انہیں ماپ کر (ادائیگی کی جانے لگی) نبی اکرم ﷺ برکت کی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان دو باغات میں سے چھوٹے باغ کے ذریعے ہی اس یہودی کا پورا حق ادا کر دیا۔

عمار نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: میں ان حضرات کی خدمت میں تر کھجوریں اور پانی لے کر آیا تو ان حضرات نے اُسے کھایا اور پانی پیا پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں تم سے حساب لیا جائے گا۔

3642 - أَحْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تَوَفَّى أَبِي وَعَلَيْهِ ذَنْبٌ فَعَرَضْتُ عَلَى غُرْمَانِهِ أَنْ يَأْخُذُوا الشَّعْرَةَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا فِيهِ وَفَاءً فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ قَالَ "إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ فَأَذِنِّي". فَلَمَّا جَدَدْتَهُ وَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَاتِ ثُمَّ قَالَ "اذْغُ غُرْمَانِكَ فَأَوْفِيهِمْ". قَالَ فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلَى أَبِي ذَنْبٍ إِلَّا قَضَيْتُهُ وَقَضَلْتُ لِي ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَمِثْقَالَ ذَرَّةٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَضَحِكَ وَقَالَ "أَنْتَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخْبِرْهُمَا ذَلِكَ". فَاتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُمَا فَقَالَا قَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ أَنَّهُ سَيَكُونُ ذَلِكَ.

★★ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ان کے ذمے کچھ قرض تھا میں نے ان کے قرض خواہوں کو یہ پیشکش کی کہ میرے والد کے ذمے جو قرض تھا اس کے بدلے میں پھل لے لیں (یعنی اس سال کی پوری پیداوار لے لیں) تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ اس طرح پوری ادائیگی نہیں ہوگی میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ بات ذکر کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم کھجوریں اتار لو گے تو انہیں کھلی جگہ پر رکھ دینا اور پھر مجھے بتا دینا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے کھجوریں اتار لیں اور انہیں کھلی جگہ پر رکھ دیا تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ ﷺ ان کھجوروں کے پاس تشریف فرما ہوئے آپ نے برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

تم اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ اور انہیں پوری ادائیگی کر دو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے بھی میرے والد سے قرض لیا تھا میں نے ان میں سے ہر ایک شخص کو

3642 - أخرجه البخاري في الاستقراض، باب إذا قاض أو جازله في الدين تمراً بتمر أو غيره (الحديث 2396) بسحوه، وفي الصلح، باب الصلح بين المراء وأصحاب الميراث والمجازفة في ذلك (الحديث 2709). وأخرجه أبو داود في الوصايا باب ما جاء في الرجل يموت وعليه دين وله وفاء يستظر غرماً له ويرفق بالوارث (الحديث 2884) مختصراً. وأخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب أداء الدين عن الميت (الحديث 2434). تحفة الأشراف (3126).

ادا نیگی کر دی پھر بھی میرے پاس تیرا حق مجھ پر بیچ گئیں میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ مسکرا دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر اور عمر کے پاس جاؤ اور انہیں اس بارے میں بتاؤ۔ میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان دونوں کو اس بارے میں بتایا تو انہوں نے جواب دیا: ہمیں یہ پتا تھا کہ جب نبی اکرم ﷺ نے ایسا کر دیا ہے تو ایسا ہی ہوگا۔

باب إِبْطَالِ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ

یہ باب ہے کہ وارث کے لیے وصیت کو کالعدم قرار دینا

3643 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "إِنَّ اللَّهَ قَدْ آغَطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ وَلَا وَصِيَّةَ لِرِوَارِثِ".

☆ ☆ حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے اب وارث کے لیے وصیت نہیں کی جائے گی۔"

3644 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ أَنَّ ابْنَ غَنَمٍ ذَكَرَ أَنَّ ابْنَ خَارِجَةَ ذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ شَهِدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُطُبُ النَّاسَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَآلِهَاتُهَا تَقْفَعُ بِحِجْرَتِهَا وَإِنَّ لُعَابَهَا لَيَسِيلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خُطْبَتِهِ "إِنَّ اللَّهَ قَدْ قَسَمَ لِكُلِّ إِنْسَانٍ قِسْمَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ فَلَا تَجُوزُ لِرِوَارِثِ وَصِيَّةٌ".

☆ ☆ حضرت ابن خارجہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی سواری پر بیٹھ کر لوگوں کو خطبہ دیا اس دوران آپ کی اونٹنی جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب بہہ رہا تھا نبی اکرم ﷺ نے اپنے خطبے میں یہ بات ارشاد فرمائی:

"اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے وراثت میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔"

3645 - أَخْبَرَنَا عُثْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرُوزِيُّ قَالَ أَتَانَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَتَانَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ أَسْمُهُ قَدْ آغَطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ وَلَا وَصِيَّةَ لِرِوَارِثِ".

☆ ☆ حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے تو وارث کے لیے وصیت نہیں ہوگی۔"

3643- أخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء لا وصية لوارث (الحديث 2121) مطبوعاً، وأخرجه النسائي في الوصايا، باب إبطال الوصية لوارث (الحديث 3644 و 3645). وأخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب لا وصية لوارث (الحديث 2712) مطبوعاً. نسخة الإشراف (10731).

3644- تقدم (الحديث 3643).

3645- تقدم (الحديث 3643).

ورثاء کے حق میں وصیت کے عدم جواز کا بیان

حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے لہذا وارث کے لئے وصیت نہیں ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اور امام ترمذی نے یہ مزید نقل کیا ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لئے ہے اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے، نیز ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور حضرت ابن عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وارث کے لئے وصیت نہیں ہے مگر جب کہ وارث چاہیں، یہ حدیث منقطع ہے اور یہ مصابیح کے الفاظ ہیں۔ اور دارقطنی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں ہوتی مگر جب کہ وارث چاہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 297)

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے (الخ) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے لئے حصے متعین و مقرر فرما دیئے ہیں خواہ وہ کسی وارث کے حق میں یہ وصیت کر بھی جائے کہ اسے دوسرے وارثوں سے اتنا زیادہ حصہ دیا جائے تو شرعی طور پر اس کا کچھ اعتبار نہیں ہاں اگر تمام ورثاء عاقل و بالغ ہوں اور وہ برضاء و رغبت کسی وارث کو میت کی وصیت کے مطابق اس کے حصے سے زیادہ دیدیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں آیت میراث نازل ہونے سے پہلے اپنے اقرباء کے حق میں وصیت کر جانا واجب تھا مگر جب آیت میراث نازل ہوئی اور تمام ورثاء کے حصے متعین و مقرر ہو گئے تو وصیت کا واجب ہونا منسوخ ہو گیا۔ فرائض دیئے تو عورت کو کہتے ہیں لیکن یہاں (الولد للفراش) میں فراش سے مراد صاحب فراش یعنی عورت کا مالک ہے۔ حدیث گرامی کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ کا نسب زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا بلکہ وہ صاحب فراش کی طرف منسوب ہوتا ہے خواہ وہ صاحب فراش زنا کرانے والی عورت کا خاوند ہو یا لوثی ہونے کی صورت میں) اس کا آقا ہو اور یا وہ شخص جس نے شبہ میں مبتلا ہو کر اس عورت سے صحبت کر لی تھی۔ اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے یہ جملہ زنا کرنے والے کی محدودی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ہماری عام بول چال میں کسی ایسے شخص کے بارے میں کہ جسے کچھ نہیں ملتا کہہ دیا کرتے ہیں کہ اسے خاک پتھر ملے گا۔

لہذا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ زنا کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب چونکہ زنا کرنے والے سے قائم نہیں ہوتا اس لئے ولد الزنا کی میراث میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ یا پھر یہ کہ یہاں پتھر سے مراد سنگسار کرنا ہے کہ اس زنا کرنے والے کو اگر وہ شادی شدہ تھا سنگسار کر دیا جائے گا۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس بدکاری میں مبتلا ہونے والوں کا حساب و کتاب اللہ پر ہے کہ وہ ہر ایک کو ان کے کثرت کے مطابق بدلہ دے گا۔

دیئے یہ جملہ ایک دوسرے معنی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے تو یہاں ہم زنا کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں بایں طور کہ ان پر حد جاری کرتے ہیں اب رہا وہاں یعنی آخرت کا معاملہ تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء پر موقوف ہے چاہے تو مؤاخذہ کرے اور چاہے تو اپنے بے پایاں رحم و کرم کے صدقہ میں انہیں بخش دے۔ مذکورہ بالا عبارت کا مطلب یہ بھی ہو سکتا

ہے کہ جو شخص زنا کرے یا کسی اور گناہ میں مبتلا ہو اور اس پر کوئی حد قائم نہ ہو یعنی دنیا میں اسے کوئی سزا نہ دی جائے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے وہ چاہے تو اسے بخش دے اور چاہے اسے عذاب میں مبتلا کرے۔

باب إِذَا أَوْصَى لِعَشِيرَتِهِ الْأَقْرَبِينَ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنے قریبی رشتے داروں کے لیے وصیت کرے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

3646 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا لِيَجْتَمِعُوا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ "يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ يَا بَنِي مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَيَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ وَيَا بَنِي هَاشِمٍ وَيَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ وَيَا فَاطِمَةُ أَنْقِذِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَابِلَهَا بِلَالُهَا".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

"اور تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔"

تو نبی اکرم ﷺ نے قریش کو بلایا ان کے عام اور خاص تمام افراد اکٹھے ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے کعب بن لؤی کی اولاد! اے مرہ بن کعب کی اولاد! اے عبد شمس کی اولاد! اے عبد مناف کی اولاد! اے ہاشم کی اولاد! اے عبد المطلب کی اولاد! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ! اے فاطمہ! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ! میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا البتہ تمہارے ساتھ رشتے داری کا تعلق ہے جس کی تریاہٹ میں تم تک پہنچاؤں گا (یعنی اس کا فائدہ تمہیں حاصل ہوگا)۔"

3647 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ أَنْبَأَنَا إِسْرَافِيلُ عَنْ مُعَاوِيَةَ - وَهُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ - عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَلَكِنْ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ رَحِمٌ أَنَا بِأَلْهَا بِلَالُهَا".

☆☆ حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اے بنو عبد مناف! اپنے پروردگار سے اپنے آپ کو خرید لو میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے تمہارے حوالے سے کسی

3646- أخرجه مسلم في الإيمان باب في قوله تعالى (وأنذر عشيرتك الأقربين) (الحديث 348 و 349). وأخرجه الترمذي في تفسير

القرآن، باب (ومن سورة الشعراء) (الحديث 3185) وأخرجه النسائي في الوصايا باب إذا وصى العشيرة الأقربين (الحديث 3647) مرسلًا. وفي التفسير - تحفة الأشراف (14623).

3647- تقدم (الحديث 3646).

چیز کا مالک نہیں ہوں! اے بنو عبدالمطلب! اپنے آپ کو اپنے پروردگار سے خرید لو میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے تمہارے حوالے سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں! البتہ میرے اور تمہارے درمیان رشتہ داری ہے میں اسے بھاتا ہوں گا۔“

3648 - أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) قَالَ "يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتَ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

”اور تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔“

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے قریش کے گروہ! اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا“

اے بنو عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔

اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا“ اے اللہ کے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا“ اے محمد کی بیٹی فاطمہ! تم مجھ سے جو چاہو مانگ لو لیکن میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔“

3649 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَشَرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ سَلِينِي مَا شِئْتَ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ

3648- أخرجه البخاري في الوصايا، باب هل يدخل النساء والولد في الأقارب (الحديث 2753) معلقاً، وفي التفسير، باب (وانذر عشيرتك

الأقربين) (الحديث 4771) معلقاً. وأخرجه مسلم في الإيمان، باب في قوله تعالى (وانذر عشيرتك الأقربين) (الحديث 351). تحفة

الاشراف (13348 و 15328).

3649- أخرجه البخاري في الوصايا، باب هل يدخل النساء والولد في الأقارب (الحديث 2753)، وفي التفسير، باب (وانذر عشيرتك

الأقربين) (الحديث 4771). تحفة الاشراف (13356).

میں

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:
”اور تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔“

تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے قریش کے گروہ! اپنے آپ کو اللہ سے خرید لو میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا، اے بنو عبد مناف! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا، اے عباس بن عبد المطلب! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا، اے اللہ کے رسول کی پھوپھی صغیہ! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا، اے فاطمہ! تم مجھ سے جو چاہو مانگو لیکن میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا۔“

3650 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ أَبِيهِ هَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَبَّائِكَ هَذِهِ الْأَيَّةُ (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”يَا فَاطِمَةُ ابْنَةُ مُحَمَّدٍ يَا صَغِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ“

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

”اور تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔“

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اے عبد المطلب کی صاحبزادی صغیہ! اے بنو عبد المطلب! میں اللہ کی مرضی کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا، تم میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگو (وہ میں تمہیں دے دوں گا)۔“

شرح

لوی اصل میں تو لام کے پیش اور ہمزہ کے زیر کے ساتھ ہے لیکن کبھی ہمزہ واو سے بدل جاتا ہے اور آخر میں تبدیہ کے ساتھ یا آتی ہے اس طرح سے یہ نام لوی پڑھا جاتا ہے۔ لوی قریش کے ایک جد اعلیٰ کا نام ہے جو غالب بن فہر کے بیٹے تھے اور یہ وہی فہر ہیں جن کے بارے میں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ قریش نصر بن کنانہ کے بجائے انہیں کا لقب تھا اور اس اعتبار سے قریش کے سلسلہ نسب کی ابتدا گویا فہر ہی کے نام سے ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ قریش اصل میں لفظ القریش سے نکلا ہے جس کے معنی تجارت کے ہیں لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ قریش اصل میں قرش سے نکلا ہے جس کے معنی ایک بڑی خطرناک مچھلی کے ہیں اور جس کو کلب البحر بھی کہتے ہیں مچھلی پانی کے اندر جانوروں کے اپنے دانت سے نکوار کی طرح کاٹ دیتی ہے۔ مرثد بن کعب بھی قریش کی ایک

شاخ کے جد اعلیٰ کا نام ہے اپنی شاخ کے سلسلہ نسب میں عبد مناف کا نام عبد شمس سے پہلے آتا ہے کیونکہ وہ عبد شمس کے باپ تھے لیکن یہاں روایت میں ان کا ذکر عبد شمس کے بعد کیا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ ہاشم کے باپ بھی عبد مناف ہی تھے۔ اے ہاشم کے بیٹو! "ان الفاظ کے ذریعہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچاؤں اور چچاؤں کے بیٹوں، ان سب کو مخاطب فرمایا حاصل یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی تمام شاخوں کو جمع فرما کر دعوت اسلام پیش کی اور ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور یہ ڈرانا اس حد تک تھا کہ اپنی اولاد کو بھی اس میں شامل فرمایا۔

چنانچہ مفسرین کہتے ہیں کہ غنی کر دیا سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال و دولت کی طرف اشارہ ہے جو ان کے ساتھ نکاح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ تصرف میں آیا اور آپ جس طرح چاہتے تھے اس مال و دولت کو خرچ کرتے تھے لہذا معلوم ہوا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل تہی دست نہیں تھے۔ دوسرے یہ کہ مال کا اطلاق تھوڑے مال اور زیادہ مال دونوں پر ہوتا ہے پس یہ بات کہ اسے معادوم ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس از قسم مال، مطلق کچھ بھی نہیں تھا اور تیسرے یہ کہ مذکورہ جملہ کا ہونا اسی صورت میں کب ضروری ہے جب کہ آپ کے پاس اس وقت مال موجود رہا ہو، اس جملہ کے ذریعہ آپ کی مراد یہ بھی تو ہو سکتی تھی کہ جب بھی میرے پاس کچھ مال و اسباب آیا اور اللہ نے مجھے کچھ دیا تو تم اس میں سے جو چاہو مانگ لینا وہ میں تمہیں دے دوں گا لیکن جہاں تک آخرت کی نجات کا تعلق ہے اس کا میری ملکیت و قدرت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں یہ چیز تمہیں دینے پر قادر نہیں ہوں۔

باب إِذَا مَاتَ الْفَجَاءَةُ هَلْ يُسْتَحَبُّ لِأَهْلِهِ أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اچانک فوت ہو جائے تو کیا اس کے اہل خانہ کے لیے

یہ بات مستحب ہے کہ وہ اس کی طرف سے صدقہ کر دیں؟

3651 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتَلَيْتُ نَفْسَهَا وَانْهَارَتْ لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ أَفَاتَصَدَّقُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" . فَنَصَّدَّقُ عَنْهَا .

☆ ☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا، اگر انہیں بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کرنے کے لیے کہتیں تو کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں!

(راوی کہتے ہیں:) تو ان صاحب نے اس خاتون کی طرف سے صدقہ کیا۔

3652 - أَبَانَا الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قَوَّالَةٌ عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو

3651- أخرجه البخاري في الوصايا، باب ما يستحب لمن توفي فجاءة أن يتصدقوا عنه وقضاء النذور عن الميت (الحدیث 2760) . تحفة

الإشراف (17161) .

بْنِ شَرْحِبِيلَ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ وَحَضَرَتْ أُمُّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ فَقِيلَ لَهَا أَوْصِي . فَقَالَتْ لِيَمِّ أَوْصِي الْمَالُ مَالُ سَعْدٍ . فَتَوَقَّيْتُ قَبْلَ أَنْ يَتَقَدَّمَ سَعْدٌ فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدٌ ذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" . فَقَالَ سَعْدٌ حَانِطٌ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطٍ سَمَاءُ .

☆☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کسی جنگ میں شرکت کرنے کے لیے نکلے اسی دوران مدینہ منورہ میں ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا اس خاتون سے کہا گیا: آپ کوئی وصیت کر دیجئے! اس خاتون نے جواب دیا: میں وصیت کیسے کر سکتی ہوں؟ کیونکہ یہ مال تو سعد کا ہے پھر اس خاتون کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے انتقال ہو گیا جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ (مدینہ منورہ) آئے تو انہیں اس بارے میں بتایا گیا انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا یہ چیز انہیں فائدہ دے گی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک باغ کا نام لیتے ہوئے کہا: میرا فلاں اور فلاں باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

باب فَضْلِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ .

یہ باب ہے کہ مرحوم کی طرف سے صدقہ کرنے کی فضیلت

3653 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ وَعِلْمٍ يَنْتَفَعُ بِهِ وَوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے، ایک صدقہ جاریہ دوسرا وہ علم جس کے ذریعے نفع حاصل کیا جاتا ہے اور وہ نیک اولاد جو آدی کے لیے دعا کرتی رہتی ہے۔"

3654 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوصِ فَهَلْ يُكْفَرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے انہوں نے کچھ مال چھوڑا ہے لیکن کوئی وصیت نہیں کی تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں، تو کیا یہ ان کی طرف سے

3652 - انوردہ السانی . تحفة الاشراف (3838 و 4471) .

3653 - اخرجہ مسلم فی الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته (الحديث 14) . واخرجہ الترمذی فی الاحکام، باب فی الوقف

(الحديث 1376) . تحفة الاشراف (13975) .

3654 اخرجہ مسلم فی الوصیۃ باب وصول ثواب الصدقات الی المیت (الحديث 11) تحفة الاشراف (13984) .

کفارہ ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں!

3655 - أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ مَعِيذٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ آتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَسْتُ إِنَّ أُمِّي أَوْصَتْ أَنْ تُعْتَقَ عَنْهَا رَقَبَةٌ وَإِنْ عِنْدِي جَارِيَةٌ نُؤَيَّةَ أَفِيْجُزْءُ عَنِّي أَنْ أَعْتِقَهَا عَنْهَا قَالَ "أَنْتِيْ بِهَا" . فَاتَّيْتُهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ رَبُّكَ" . قَالَتْ اللَّهُ . قَالَ "مَنْ أَنَا" . قَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ . قَالَ "فَاعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ" .

☆☆ حضرت شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض

کی: میری والدہ نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی طرف سے غلام آزاد کر دیا جائے میرے پاس ایک نبیہ کنیرہ ہے (یعنی نبی نامی علاقے کی ہے) اگر میں اس کنیرہ کو والدہ کی طرف سے آزاد کر دیتا ہوں تو کیا میرے لیے یہ درست ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم اس کو لے کر آؤ! میں اس کنیرہ کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کنیرہ سے دریافت کیا: تمہارا پروردگار کون ہے؟ اس نے عرض کی: اللہ تعالیٰ! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی: آپ اللہ کے رسول ہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ مؤمن ہے۔"

3656 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسَى قَالَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدًا

سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَلَمْ تُوصِ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: میری والدہ

کا انتقال ہو گیا ہے انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں!

3657 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَظْهَرِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا

عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّهُ تُوَفِّيْتُ أَفِيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ" . قَالَ فَإِنِّي لِي مَخْرَفًا فَأُشْهِدُكَ أَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَنْهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا

ہے اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں تو کیا یہ چیز انہیں نفع دے گی؟

3655- أخرجه أبو داود في الإيمان والنور، باب في الرقة المومنة (الحديث 3283) . تحفة الاشراف (4839) .

3656- أخرجه البخاري في الوصايا، باب اذا وقف ارضا ولم يبين الحدود فهو جائز (الحديث 2770) مطولا . وأخرجه أبو داود في الوصايا،

باب ما جاء لمن مات عن غير وصية يتصدق عنه (الحديث 2882) مطولا . وأخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الصدقة عن الميت

(الحديث 669)، مطولا . وأخرجه النسائي في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3657) مطولا . تحفة الاشراف (6164) .

3657- تقدم في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3656) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! ان صاحب نے عرض کی: میرے پاس ایک باغ ہے میں آپ کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں وہ باغ ان کی (یعنی اپنی والدہ کی) طرف سے صدقہ کرتا ہوں۔

3658 - أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ أَفْجِزُهُ عَنْهَا أَنْ أَعْتِقَ عَنْهَا قَالَ "أَعْتِقْ عَنْ أُمِّكَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے ان کے ذمے ایک نذر لازم تھی اگر میں ان کی طرف سے کوئی غلام آزاد کروں تو کیا یہ بات ان کی طرف سے جائز ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کر دو۔"

3659 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ أَبُو يُونُسَ الصَّبَّاحِيُّ عَنْ عِيْسَى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَنُفِثَ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهِ عَنْهَا".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا تھا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم ان کی طرف سے اسے پورا کر دو۔"

3660 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَدْقَةَ الْحِمَصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهِ عَنْهَا".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے ایک نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

3658- الفردية النسائي . وصياتي في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3659 و 3660) بسحوه . وذكر الاختلاف على سليمان

(الحديث 3663) . لحقة الاشراف (3837) .

3659- تقدم في الوصايا، فضل الصدقة عن الميت (الحديث 3658) .

3660- تقدم (الحديث 3658) .

”ان کی طرف سے تم اسے ادا کر دو۔“

3661 - أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ

أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَعُرِّقَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”أَقْضِيهِ عَنْهَا“ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور اس خاتون کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ان کی طرف سے تم اسے ادا کر دو۔“

باب ذکر الاختلاف على سفیان

یہ باب ہے کہ اس میں سفیان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3662 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ

اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَعُرِّقَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ ”أَقْضِيهِ عَنْهَا“ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے اس نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور ان کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ان کی طرف سے تم اسے ادا کر دو۔“

3663 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَعْدِ أَنَّهُ قَالَ مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَهُ عَنْهَا .

3661- أخرجه البخاري في الوصايا، باب ما يستحب لم توفي فحياة ان يتصدقوا عنه و قضاء النذور عن الميت (الحديث 2761)، وفي الايمان و النور باب من مات و عليه نذر (الحديث 6698)، وفي الحيل باب في الزكاة و ان لا يفرق بين مجتمع و لا يجمع بين متفرق خشية الصلابة (الحديث 6959) و أخرجه مسلم في النذر، باب الامر بقضاء النذر (الحديث 1) . و أخرجه ابو داؤد في الايمان و النور، باب في قضاء النذر عن الميت (الحديث 3307) و أخرجه الترمذي في النور و الايمان، باب ما جاء في قضاء النذور عن الميت (الحديث 1546) . و أخرجه السبائي في الوصايا، ذكر الاختلاف على سفیان (الحديث 3662 و 3664 و 3665)، وفي الايمان و النور من مات و عليه نذر (الحديث 3826 و 3827 و 3828) . و أخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من مات و عليه نذر (الحديث 2132) . تحفة الاشراف (5835) .

3662- تقدم (الحديث 3661) .

3663- تقدم (الحديث 3657) .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ان کے ذمہ نذر لازم تھی میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ان کی طرف سے اُسے ادا کروں۔

3664 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي نَذِرَ كَمَا كَانَ أَبِي فَعُوِّيْتُ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهِ عَنْهَا".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا جو ان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اور اس خاتون کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے ہی انتقال ہو گیا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان کی طرف سے تم اُسے ادا کرو۔"

3665 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ هِشَامٍ - هُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَبِي مَاتَ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ وَلَمْ تَقْضِهِ قَالَ "اقْضِهِ عَنْهَا".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے ذمے نذر لازم تھی جسے وہ پورا نہیں کر سکی تھیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان کی طرف سے تم اسے پورا کرو۔"

3666 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ أَفَاتَّصِدُّ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ". قُلْتُ فَإِنَّ الصَّدَقَةَ الْفَضْلُ قَالَ "سَقَى الْمَاءَ".

★★ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے عرض کی: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔

3667 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَارٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ حُرَيْثٍ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ "سَقَى الْمَاءَ" .

☆☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔

3668 - أَخْبَرَنِي إِسْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ" . قَالَ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ "سَقَى الْمَاءَ" . قِتْلَكَ بِقَايَةِ سَعِيدٍ بِالْمَدِينَةِ .

☆☆ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: جی ہاں! انہوں نے دریافت کیا: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی پلانا۔ (راوی کہتے ہیں:) تو مدینہ منورہ میں وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کنوئیں کے نام سے (مشہور ہو گیا)۔

باب النّهي عن الولاية على مال اليتيم .

یہ باب ہے کہ یتیم کے مال کا نگران بننے کی ممانعت

3669 - أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَالِمٍ الْجَيْشَانِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا أَبَا ذَرٍّ إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا وَإِنِّي أَحِبُّ لَكَ مَا أَحِبُّ لِنَفْسِي لَا تَأْمُرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَكِّلَنَّ عَلَى مَالِ يَتِيمٍ" .

☆☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اسے ابو ذر! میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم کمزور ہو میں تمہارے لیے وہی بات پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں تم کبھی بھی دو آدمیوں پر بھی حاکم نہ بننا اور کبھی بھی کسی یتیم کے مال کے نگران نہ بننا۔

3667-تقدم (الحديث 3666) .

3668-تقدم (الحديث 3666) .

3669-أخرج مسلم في الامارة، باب كراهة الامارة بعير ضرورة (الحديث 17) . وأخرج ابو داود في الوصايا، باب ما جاء في الدخول في الوصايا (الحديث 2868) . تحفة الاشراف (11919) .

یتیم کے مال میں بے جا تصرف کا حرام ہونا

اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے اور اچھے طریقہ کے بغیر مال یتیم کے قریب نہ جا دیتی کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور سورۃ نساء میں فرمایا ہے اور یتیموں کو جانچتے رہو حتیٰ کہ جب وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں اور اگر تم ان میں عقل مند (کے آثار) دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اور ان کے اموال کو فضول خرچی اور جلد بازی سے نہ کھا داس ڈر سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے۔ (النساء: ۶)

سورہ نساء کی اس آیت میں ان کی بدنی قوت کا بھی اعتبار کیا ہے جیسا کہ بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے ذکر سے ظاہر ہوتا ہے اور ان کی ذہنی صلاحیت اور قوت کا بھی اعتبار کیا ہے جیسا کہ اس قید سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم ان میں عقلندی کے آثار دیکھو کیونکہ اگر جوان ہونے کے بعد یتیم کا مال اس کے حوالہ کر دیا جائے اور وہ ذہین اور عقل مند نہ ہو تو اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ اپنی خواہشوں اور شوق کو پورا کرنے میں سارا مال ضائع کر دے گا اور اس کے پاس کچھ نہیں رہے گا اس لیے جب تک وہ سمجھ دار نہ ہو جائے مال اس کے حوالے نہ کیا جائے۔ اس عمر کے تعین میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن زید نے کہا وہ بالغ ہو جائے۔ اہل مدینہ نے کہا وہ بالغ بھی ہو اور اس میں سمجھ داری کے آثار بھی ظاہر ہوں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ عمر پچیس سال ہے۔

یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانے کے متعلق بہت سخت وعید ہے

(آیت) ان الذین یاکلون اموال الہنمی ظلما انما یاکلون فی بطونہم نارا ویصلون سعیرا .

(النساء: ۱۰)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ناجائز طور پر یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھر رہے ہیں اور وہ حقیر قریب بھڑکتی ہوئی آگ میں پہنچیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ امام ابو یعلیٰ امام طبرانی امام ابن حبان اور امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے درآنحالیکہ ان کے مونہوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھر رہے ہیں۔

امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شب معراج کے واقعات میں بیان فرمایا میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان پر ایک شخص مقرر تھا جو ان کے ہونٹوں کو پکڑتا اور ان کے منہ میں آگ کے بڑے بڑے پتھر ڈال دیتا پھر وہ پتھر ان کے نچلے دھڑ سے نکل جاتے اور وہ زور زور سے چلاتے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے تھے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار

ایسے شخص ہیں کہ اللہ پر حق ہے کہ انکو جنت میں داخل نہ کرے اور نہ ان کو کوئی نعمت چکھائے۔ دائم النمر سود خور یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور ماں باپ کا نافرمان۔ (در منثور ج ۳ ص ۳۳۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۳ھ)

باب مَا لِلْوَصِيِّ مِنْ مَالِ الْيَتِيمِ إِذَا قَامَ عَلَيْهِ .

جب کوئی شخص کسی یتیم کے مال کا نگران بنتا ہے تو اسے کون سے حقوق حاصل ہوتے ہیں؟

3670 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي فَقِيرٌ لَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِي يَتِيمٌ . قَالَ "كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَادِرٍ وَلَا مُتَأَكِّلٍ" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: میں غریب ہوں میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے اور ایک یتیم بھی میرے زیر کفالت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم اس یتیم کے مال میں سے کسی اسراف اور فضول خرچی کے بغیر اور مال اکٹھے کیے بغیر کھا لو (یعنی استعمال کر لو)۔“

3671 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبَةَ عَنْ عَطَاءٍ - وَهُوَ ابْنُ السَّائِبِ - عَنْ مَعِينِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ (وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ) وَ (إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا) قَالَ اجْتَنَبَ النَّاسُ مَالَ الْيَتِيمِ وَطَعَامَهُ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَشَكَرُوا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ) إِلَى قَوْلِهِ (لَا غَنْتُكُمْ) .

★★ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

”اور تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ، ماسوائے اس کے، یہ زیادہ بہتر ہے“

”اور بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم کے طور پر کھاتے ہیں۔“

راوی کہتے ہیں: تو لوگ یتیموں کے مال اور ان کی خوراک کا نگران بننے سے اجتناب کرنے لگے یہ بات مسلمانوں کے لیے

بڑی پریشانی کا باعث بنی انہوں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”اور وہ لوگ تم سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تم فرما دو: ان کے لیے بہتری کرنا زیادہ بہتر ہے۔“

یہ آیت یہاں تک ہے: (لَا غَنْتُكُمْ) .

3670- أخرجه أبو داود في الوصايا باب ما جاء في مال لولي اليتيم ان ينال من مال اليتيم (الحديث 2872) . وأخرجه ابن ماجه في الوصايا، باب قوله (ومن كان فقيرًا فليأكل بالمعروف) (الحديث 2718) . تحفة الاشراف (8681) .

3671- أخرجه أبو داود في الوصايا، باب مخالطة اليتيم في الطعام (الحديث 2871) بنحوه . تحفة الاشراف (5569) .

3672 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا) قَالَ كَانَ يَكُونُ فِي حَنْبَرِ الرَّجُلِ الْيَتِيمِ
فَيَعْزِلُ لَهُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَآيَتُهُ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَإِنْ تَخَالِفُوا عَنْهُمْ فَاذْهَبُوا) (فِي الَّذِينَ) فَاحْلُ لَهُمْ خُلُطَتَهُمْ.

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے):

”بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم کے طور پر کھا لیتے ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پہلے کسی شخص کے زیر پرورش کوئی یتیم ہوتا تھا وہ اس یتیم کا کھانا اس کا

مشروب اور اس کا برتن الگ رکھتا تھا یہ بات مسلمانوں کے لیے بڑی پریشانی کا باعث بنی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

”اور اگر تم ان کے ساتھ کھل مل جاتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔“

تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے ان کے ساتھ کھل مل جانا حلال قرار دیا۔

بَابُ اجْتِنَابِ أَكْلِ مَالِ الْيَتِيمِ .

یہ باب ہے کہ یتیم کا مال کھانے سے اجتناب کرنا

3673 - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي

الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ" . قِيلَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ مَا هِيَ قَالَ "الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالشُّعْ وَالنَّفْسُ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ
وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّخْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ" .

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

ہلاکت کا شکار دینے والی سات چیزوں سے بچو۔

مرض کی گئی: یا رسول اللہ! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا، کبجوسی کرنا، ایسے شخص کو قتل کر دینا جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو البتہ حق کا

معاملہ مختلف ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور پاک دامن، غافل، مؤمن، خواتین پر

(زنا کا) الزام لگانا۔“

3672 - اشربة السائي . تحفة الاشراف (5574) .

3673 - اخرجہ البخاری فی الرصایا، باب قول الله تعالى (ان الذين ياكلون اموال اليتامى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا و موصولون سمعوا)

(الحديث 2766) و فی الحدود، باب رمي المحصنات (الحديث 6857) و اخرجہ مسلم فی الايمان، باب بيان الكبائر و اکبرها (الحديث

145) . و اخرجہ ابو داؤد فی الوصایا، باب ما جاء فی التشديد فی اكل مال اليتيم (الحديث 2874) . و الحديث عند البخاری فی الطب، باب

الشرك و السحر من الموبقات (الحديث 5764) . تحفة الاشراف (12915) .

کتاب النحل

یہ کتاب عطیہ کے بیان میں ہے

عطیہ کے معنی و مفہوم کا بیان

لفظ عطیہ یہ عطایا کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بخشش یعنی اپنی کسی چیز کی ملکیت اور اس کے حق تصرف کو کسی دوسرے کی طرف منتقل کر دینا یا کسی کو اپنی کوئی چیز بلا کسی عوض دے دینا چنانچہ اس باب میں عطا، بخشش کی تمام قسموں مثلاً وقف ہبہ عمری اور رقبی کا ذکر کیا جائے گا۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ عطایا سے مراد امراء و سلاطین اور سربراہان مملکت کی بخششیں اور ان کے انعام ہیں۔ امام غزالی نے منہاج العابدین میں لکھا ہے کہ امراء و سلاطین کی بخششوں اور سرکاری انعامات کو قبول کرنے کے سلسلے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ بخشش انعام کسی ایسے مال کی صورت میں ہو جس کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول کر لینا درست ہے لیکن بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ جب تک اس مال کے حلال ہو جانے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول نہ کرنا ہی اولیٰ ہے اور زیادہ بہتر ہے کیونکہ موجودہ زمانے میں سلاطین کے پاس اور سرکاری خزانوں میں اکثر و بیشتر غیر شرعی ذرائع سے حاصل ہونے والا مال و زر ہوتا ہے۔

بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ غنی اور فقیر (یعنی مستطیع و مفلس) دونوں کے لئے امراء و سلاطین کے صلے (تحفے و ہدایا) حلال ہیں جب کہ ان کا مال حرام ہونا تحقیقی طور پر ثابت نہ ہو۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکندر یہ کے بادشاہ مقوقس کا تحفہ قبول فرمایا تھا اور ایک یہودی سے قرض لیا تھا باوجود یہ کہ یہودیوں کے بارے میں قرآن کریم نے آیت (الکافرون للفسحت) (حرام مال کھانے والے) فرمایا ہے۔ اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ جس مال کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو وہ فقیر (مفلس) کے لئے تو حلال ہے لیکن غنی مستطیع کے لئے حلال نہیں ہے۔

آخر میں خلاصہ طے طور پر یہ مسئلہ جان لیجئے کہ جو شخص مفلس و نادار ہو اس کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ سلاطین کا مال قبول کرے کیونکہ اگر وہ مال سلطان کی ذاتی ملکیت میں سے ہے تو اس کو لے لینا بلاشبہ درست ہے اور اگر وہ مال لئی مال غنیمت خراج یا عشر میں سے ہے تو پھر مفلس اس کا حقدار ہی ہے اسی طرح ایسے مال میں جو فقی اور خراج عشر میں حاصل ہوا ہو اہل علم کا بھی حق ہے کہ اسے وہ مال لے لینا چاہئے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا کہ جو شخص برضا و رغبت اسلام میں داخل ہوا اور اس نے قرآن یاد کیا تو وہ بیت المال سے ہر سال دو سو درہم لینے کا حق دار ہے اگر وہ اپنے اس حق کو دنیا میں نہیں لے لے گا

موتوہ یعنی اس کا اجر اسے عقی میں مل جائے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ مفلس اور عالم دین کو بیت المال سے اپنا حق لے لینا چاہئے۔

باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر النعمان بن بشیر فی النحل

عطیہ دینے کے بارے میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

3674 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ ح وَآبَتَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

عَنْ سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ غُلَامًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَهَادَةٍ فَقَالَ "أَكُلْ وَلَدَكَ نَحَلْتُ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْذُدْهُ" . وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں عطیہ کے طور پر ایک غلام دیا پھر ان کے والد

نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ ﷺ کو اس بارے میں گواہ بنائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی طرح عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: (روایت کے یہ الفاظ محمد (بن منصور نامی راوی) کے ہیں۔

3675 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكِ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ يُحَدِّثَانِيهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي غُلَامًا كَانَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ "أَكُلْ وَلَدَكَ نَحَلْتُهُ" . قَالَ لَا . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَارْجِعْهُ" .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

انہوں نے عرض کی: میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ کے طور پر دیا ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

3676 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ

حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ بِشِيرُ بْنُ سَعْدٍ جَاءَ بِابْنِهِ النُّعْمَانَ

3674- أخرجه البخاري في المہمة، باب المہمة للولد (الحديث 2586) . وأخرجه مسلم في المہبات، باب كراهة تفصيل بعض الاولاد في المہمة

(الحديث 9 و 10 و 1100 . وأخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في النحل و التسوية بين الولد (الحديث 1367) . وأخرجه النسائي في

النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل، (الحديث 3675 و 3676 و 3677) . وأخرجه ابن ماجه في المہبات، باب

الرجل ينحل ولده (الحديث 2376) . نسخة الاشراف (11617) .

3675- تقدم في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3674) .

3676- تقدم في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3674) .

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا كَانَ لِي . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَكُلْ يَنِيكَ نَحَلْتُ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْجِعْهُ" .

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے نعمان کے ساتھ آئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ کے طور پر دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

3677 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ النُّعْمَانَ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَاهُ عَنْ بَشِيرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُنْفِذَهُ أَنْفَذْتَهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَكُلْ يَنِيكَ نَحَلْتَهُ" . قَالَ لَا . قَالَ "فَارْجِعْهُ" .

★★ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام عطیہ کے طور پر دیا ہے اگر آپ ﷺ مناسب سمجھیں اور اسے برقرار رہنے دیں تو میں اسے برقرار رکھتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اسے واپس لے لو۔

3678 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ نُحْلًا فَقَالَتْ لَهُ أُمُّهُ أَشْهَدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَا نَحَلْتُ ابْنِي . فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُشْهَدَ لَهُ .

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں ایک عطیہ دیا تو ان کی والدہ نے انہیں کہا: آپ نے میرے بیٹے کو جو عطیہ دیا ہے اس پر نبی اکرم ﷺ کو گواہ بنا دیں۔ تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں گواہ بننے کو پسند نہیں کیا۔

3679 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ - يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ - عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بَشِيرٍ أَنَّهُ نَحَلَ ابْنَهُ غُلَامًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارَادَ أَنْ يُشْهَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3677- تقدم في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3674)، وسياتي في النحل، ذكر اختلاف

الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3679 و 3680 و 3685). تحفة الاشراف (2020 و 11617).

3678- أخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الاولاد في الهبة (الحديث 12) بنحوه. وأخرجه ابو داود في البيوع، باب في الرجل

يفضل بعض ولده في النحل (الحديث 3543) بنحوه. تحفة الاشراف (11635).

وَسَلَّمَ فَقَالَ "أَكُلْ وَلَدِكَ نَحْلَةً مِثْلَ ذَا". قَالَ لَا. قَالَ "فَارْذُدْهُ".

★★ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ: نے اپنے بیٹے کو ایک غلام عطیہ کے طور پر دیا وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کو بتایا چاہا تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنے سب بچوں کو اس کی مانند عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اس سے واپس لے لو۔

3680 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ بَشِيرًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ نَحْلَةً. قَالَ "أَعْطَيْتَ لِاخْوَتِهِ". قَالَ لَا. قَالَ "فَارْذُدْهُ".

★★ ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں نے نعمان کو ایک عطیہ دیا ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اس کے بھائیوں کو بھی کچھ دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم یہ واپس لے لو۔

3681 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ انْطَلَقَ بِهِ أَبُوهُ بِخِمْلَةٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَشْهَدُ أِنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ مِنْ مَالِي كَذَا وَكَذَا. قَالَ "كُلَّ يَنَبِكٍ نَحَلْتُ مِثْلَ الَّذِي نَحَلْتُ النُّعْمَانَ".

★★ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں اٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی: آپ اس بات کے گواہ بن جائیے کہ میں نے نعمان کو اپنے مال میں سے فلاں فلاں چیز دے دی ہے نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اس کی مانند عطیہ دیا ہے جو تم نے نعمان کو دیا ہے؟

3682 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانَ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهَدُ عَلَى نُحْلٍ نَحْلَةً أَبَاهُ. فَقَالَ "أَكُلْ وَلَدِكَ نَحْلَةً مِثْلَ مَا نَحَلْتَهُ". قَالَ لَا. قَالَ "فَلَا أَشْهَدُ عَلَى قَسِيٍّ أَلَيْسَ بِسُرْكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبَرِّ سَوَاءً". قَالَ بَلَى. قَالَ "فَلَا إِذَا".

3679 - تقدم (الحديث 3677).

3680 - تقدم (الحديث 3677).

3681 - أخرجه أبو داود في الهبة، باب الإهداء في الهبة (الحديث 2587) مطولاً، وفي الشهادات، باب لا يشهد على شهادة حور إذا شهد (الحديث 2650) مطولاً، وأخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة (الحديث 13 و 14 و 15 و 16 و 17 و 18) مطولاً، وأخرجه أبو داود في البيوع والاجارات، باب في الرجل يفضل بعض ولده في النحل (الحديث 3542) مطولاً، وأخرجه النسائي في النحل، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3682 و 3683 و 3684) مطولاً، وأخرجه ابن ماجه في الهبات، باب الرجل يحل ولده (الحديث 2375) مطولاً، تحفة الاشراف (11625).

3682 - تقدم (الحديث 3681).

★★ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ نبی اکرم ﷺ کو اس عطیے کے بارے میں گواہ بنالیں، جو انہوں نے انہیں (یعنی حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو) دیا تھا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی کی مانند عطیات دیئے ہیں جس طرح اسے دیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں کسی ایسی چیز کے بارے میں گواہ نہیں بنوں گا، کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ وہ سب لوگ (یعنی تمہاری تمام اولاد) تمہارے ساتھ برابر کا اچھا سلوک کرے تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ فرمایا: پھر یہ بھی نہیں (کہ تم اولاد میں سے کسی ایک کو عطیہ دے دو)۔

3683 - أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الشَّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ أُمَّهُ ابْنَةَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْ أَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهَبَةِ مِنْ مَالِهِ لِابْنَتِهَا فَاتَّقَى بِهَا سَنَةً ثُمَّ بَدَأَ لَهُ فَوَهَبَهَا لَهُ فَقَالَتْ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ هَذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ فَاتَّقَى عَلَيَّ الَّذِي وَهَبْتُ لَهُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا بَشِيرُ أَلَيْكَ وَلَدٌ مِثْلُ هَذَا" . قَالَ نَعَمْ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَكُلْتُهُمْ وَهَبْتُ لَهُمْ مِثْلَ الَّذِي وَهَبْتُ لِابْنِكَ هَذَا" . قَالَ لَا . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَلَا تُشْهِدْنِي إِذَا قَاتَيْتَ لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْدٍ" .

★★ حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ رواحہ کی صاحبزادی تھیں، انہوں نے ان کے والد سے یہ درخواست کی کہ آپ میرے بیٹے کو اپنے مال میں سے کوئی چیز ہبہ کر دیں، ان کے والد ایک سال تک اس بات کو ٹالتے رہے، پھر انہوں نے مناسب سمجھا تو اس بچے کو کوئی چیز ہبہ کر دی۔ وہ خاتون بولی: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک آپ اس بارے میں نبی اکرم ﷺ کو گواہ نہیں بنا لیتے (تو میرے والد نے) عرض کی: یا رسول اللہ! اس کی والدہ رواحہ کی صاحبزادی ہے، وہ میرے ساتھ مسلسل بحث کرتی رہی کہ میں اسے کوئی چیز دے دوں، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اے بشیر! کیا تمہاری اس کے علاوہ اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ان سب کو اسی طرح ہبہ کیا ہے جس طرح تم نے اپنے اس بیٹے کو ہبہ کیا ہے؟ تو حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں کسی زیادتی کے بارے میں گواہ نہیں بن سکتا۔

3684 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الشَّعْمَانِ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي أَبِي بَعْضَ الْمَوْهَبَةِ فَوَهَبَهَا لِي فَقَالَتْ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ فَاتَّخَذَ أَبِي بَيْدَى وَآنَا غُلَامٌ فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ هَذَا ابْنَةَ رَوَاحَةَ طَلَبَتْ مِنِّي بَعْضَ الْمَوْهَبَةِ وَقَدْ أَعْجَبَهَا أَنْ أُشْهَدَكَ عَلَى ذَلِكَ . قَالَ "يَا بَشِيرُ أَلَيْكَ ابْنٌ غَيْرُ هَذَا" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ

”فَوَهَبْتُ لَهُ مِثْلَ مَا وَهَبْتُ لِهَذَا“ . قَالَ لَا . قَالَ ”فَلَا تُشْهِدْنِي إِذَا قَاتَنِي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرِ“ .

☆☆ حضرت نعمان بن حذافہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے میرے والد سے کوئی چیز ہبہ کرنے کے لیے کہا تو والد نے وہ چیز مجھے ہبہ کر دی والدہ نے کہا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک میں نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں گواہ نہ بنا لوں۔ تو راوی کہتے ہیں: میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا میں اس وقت کم سن لڑکا تھا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ!

اس کی والدہ رواحہ کی صاحبزادی ہے اس نے مجھے کوئی چیز ہبہ کرنے کے لیے کہا (وہ میں نے ہبہ کر دی) تو اسے یہ بات پسند ہے کہ میں اس بارے میں آپ ﷺ کو گواہ بنا لوں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اے بشر! تمہاری اس کے علاوہ کوئی اور اولاد بھی ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم نے انہیں بھی اسی طرح ہبہ کیا ہے جس طرح اسے کیا ہے؟ حضرت بشر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم مجھے گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں کسی زیادتی کے بارے میں گواہ نہیں بن سکتا۔

3685 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ أَخْبَرْتُ أَنَّ بَشِيرَ بْنَ مَعْدٍ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَمْرًا بَيْنَ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ وَأَمْرَتَيْنِ أَنْ تَصَدَّقَ عَلَى ابْنَيْهَا نَعْمَانُ بِصَدَقَةٍ وَأَمْرَتَيْنِ أَنْ أَشْهَدَكَ عَلَى ذَلِكَ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”هَلْ لَكَ بَنُونَ سِوَاهُ“ . قَالَ نَعَمْ . قَالَ ”فَاعْطِبْنَهُمْ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَ لِهَذَا“ . قَالَ لَا . قَالَ ”فَلَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرِ“ .

☆☆ عامر شعبی بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری بیوی عمرہ بنت رواحہ ہے اس نے مجھے یہ کہا کہ میں اس کے بیٹے نعمان کو کوئی چیز صدقہ کے طور پر دے دوں (یعنی عطیے کے طور پر دے دوں) تو اس نے مجھے یہ کہا کہ میں اس بارے میں آپ ﷺ کو بھی گواہ بنا لوں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے دریافت کیا: کیا اس کے علاوہ تمہاری کوئی اور اولاد بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے جو اسے دیا ہے اس طرح انہیں بھی کچھ دیا ہے؟ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

پھر تم زیادتی کے بارے میں مجھے گواہ نہ بناؤ۔

3686 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ ح وَأَبَانَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَبَانَا حَبَّانُ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى ابْنِي بِصَدَقَةٍ فَاشْهَدْ فَقَالَ ”هَلْ لَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ“ . قَالَ نَعَمْ . قَالَ

”أَعْطَيْتَهُمْ كَمَا أَعْطَيْتَهُ“ . قَالَ لَا . قَالَ ”أَشْهَدُ عَلَى جَوْرِ“ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے اپنے بیٹے کو کوئی چیز عطیے کے طور پر دی ہے آپ گواہ بن جائیں! نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہاری اس کے علاوہ کوئی اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس طرح تم نے اسے عطیہ دیا ہے اس طرح انہیں بھی عطیہ دیا ہے؟ اس نے عرض کی جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں کسی زیادتی کے بارے میں گواہ بنوں گا۔

3687 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ فِطْرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ صُبَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ ذَهَبَ بِي أَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهَدُهُ عَلَى شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ فَقَالَ ”أَلَا لَكَ وَلَدٌ غَيْرُهُ“ . قَالَ نَعَمْ . وَصَفَ بِيَدِهِ بِكَفِّهِ أَجْمَعَ كَذَا لَا سَوِيَّتَ بَيْنَهُمْ .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مجھے ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ وہ نبی اکرم ﷺ کو اس چیز کے بارے میں گواہ بنادیں جو انہوں نے مجھے عطیے کے طور پر دی تھیں تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہاری اس کے علاوہ اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کر کے فرمایا: تم نے ان کے درمیان برابری کا سلوک کیوں نہیں کیا۔

3688 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا جَبَانٌ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ فِطْرِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يَقُولُ وَهُوَ يَخْطُبُ انْطَلَقَ بِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشْهَدُهُ عَلَى عَطِيَّةٍ أَعْطَانِيهَا فَقَالَ ”هَلْ لَكَ بَنُونَ سِوَاهُ“ . قَالَ نَعَمْ . قَالَ ”سَوِّ بَيْنَهُمْ“ .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مجھے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو اس عطیے کے بارے میں گواہ بنالیں جو انہوں نے مجھے عطاء کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تمہاری اس کے علاوہ کوئی اور بھی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم ان کے درمیان برابری رکھو۔

3689 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُفِيَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ حَاجِبِ بْنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ الْمُهَلَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”اعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ اعْدِلُوا بَيْنَ آبْنَائِكُمْ“ .

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے یہ بات بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کے درمیان برابری رکھو اپنی اولاد کے درمیان برابری رکھو۔

3687- الفردية النسائي . وسياقي في النحل ، ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر النعمان بن بشير في النحل (الحديث 3688) . تحفة الاشراف

3688- تقدم (الحديث 3687) .

(11639) .

3689- أخرجه ابو داود في البيوع و الاجازات ، باب في الرجل يفضل بعض ولده في النحل (الحديث 3544) . تحفة الاشراف (11640) .

کِتَابُ الْهَبَةِ

یہ کتاب ہبہ کے بیان میں ہے

ہبہ کے معنی و مفہوم کا بیان

علامہ علاؤ الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہبہ مفت میں عین چیز کا کسی کو مالک بنانا ہے۔ اور قبضہ دینے پر تام ہو جاتا ہے۔

(در مختار، کتاب عاریت، بیروت شرح تہذیب الاصول، کتاب ہبہ، بیروت)

ہبہ کی لغوی و اصطلاحی تعریف

ہبہ کے لغوی معنی تحفہ دینا، احسان کرنا ہے۔ ہبہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ کسی شخص کو اپنی کسی چیز کا بلا عوض مالک

بنانا ہے۔ (التعریفات)

ہبہ اور عطیہ وغیرہ کسی مالدار یا غریب، مرد یا عورت ہر ایک کو دیا جاسکتا ہے یہ محبت بڑھانے اور تعلقات استوار کرنے کی غرض

سے دیا جاتا ہے یا پھر آخرت میں اس کا ثواب حاصل کرنے کے لیے دیا جاتا ہے۔

ہبہ کے ارکان و شرائط کا بیان

علامہ علاؤ الدین کا سنی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہبہ کے ارکان دو ہیں (۱) ایجاب (۲) قبول، ہبہ کہنے والا اپنی زبان

سے ہبہ یا اس جیسا لفظ جو ہبہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہو کہہ دینے سے ایجاب اور جس شخص کو دیا جا رہا ہے وہ اسے قبول کر لے تو

قبول پایا جائے گا مگر ہبہ کے تام اور مکمل ہونے کے لیے جسے ہبہ کیا گیا ہے اس شخص کا ہبہ کی ہوئی چیز پر قبضہ کرنا ضروری ہے بغیر قبضہ

کے ہبہ مکمل نہیں ہوگا۔ ہبہ کی شرائط حسب ذیل ہیں۔ (۱) ہبہ کرنے والا عاقل اور بالغ ہو۔

(۲) ہبہ کرتے وقت وہ چیز ہبہ کرنے والے کے پاس موجود ہو لہذا جو چیز ابھی موجود نہ ہو اس کا ہبہ درست نہیں جیسے کوئی کہے

میری بکری کو اس سال جو بچہ پیدا ہو گا وہ تیرے لیے ہبہ ہے یہ درست نہیں۔

(۳) جس چیز کو ہبہ کر رہا ہے وہ شریعت کی نگاہ میں قیمت والا مال ہو لہذا جو شریعت کی نگاہ میں مال نہ ہو اس کا ہبہ درست نہ

ہوگا جیسے مردار، خون وغیرہ۔ (بدائع الصنائع، ج ۱۳، ص ۲۸۸)

باب ھبۃ المَشَاع .

یہ باب مشترکہ چیز کو ھبہ کرنے کے بیان میں ہے

محوزہ مقسومہ میں جواز ھبہ کا بیان

تقسیم ہونے والی چیزوں میں اس وقت ھبہ جائز ہوگا جب ان کو تقسیم کر کے الگ کر دیا جائے اور جو چیز تقسیم ہونے والی نہ ہو اس کو تقسیم نہ ہونے والی چیزوں کی طرح ھبہ کرنا جائز ہے۔

جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں جائز ہے کیونکہ ھبہ عقد تملیک ہے لہذا مَشَاع اور غیر مَشَاع دونوں کا ھبہ جائز ہوگا جس طرح کہ مشترک اور غیر مشترک کی بیع درست ہوتی ہے یہ حکم اس سبب سے ہے کہ تقسیم نہ ہونے والی چیز بھی ھبہ کے حکم یعنی ملکیت کو قبول کرتی ہے اس لئے مَشَاع چیز بھی ھبہ کا محل ہوگی اور شیوع اس کے احسان ہونے کو باطل نہیں کرتا جس طرح کہ قرض اور وصیت میں ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ ھبہ میں قبضہ مشروط اور منصوص ہوتا ہے اس لئے قبضہ کا کامل ہونا شرط ہوگا اور مَشَاع اور مشترک چیز دوسری چیز کو ملائے بغیر پورے قبضہ کو قبول نہیں کرتی جبکہ دوسری چیز ھبہ نہیں کی گئی اور اس لئے کہ مشترک چیز کو ھبہ کے لئے جائز قرار دینے سے واہب پر ایسا عمل لازم آئے گا جس کا اس نے التزام ہی نہیں کیا یعنی کہ تقسیم اور ہزارہ اسی لئے قبضہ سے پہلے ھبہ کا جواز ممنوع ہے تاکہ واہب کے لئے موبوب چیز کو تسلیم کرنا لازم نہ آئے ان چیزوں کے خلاف کہ جو تقسیم نہیں کی جاتی کیونکہ اس میں ناقص قبضہ ہی ممکن ہے لہذا اس پر ہی اکتفاء کر لیا جائے گا اور اس لئے کہ جو چیزیں تقسیم نہیں کی جاتی ان میں واہب پر تقسیم کی مشقت لازم نہیں آئے گی۔

اور باری باری فائدہ اٹھانا اس چیز میں لازم آتا ہے جس کا واہب نے احسان ہی نہیں کیا اور ھبہ ذات سے ملا ہوتا ہے اور وصیت کے لئے قبضہ شرط نہیں ہے اسی طرح بیع صحیح، بیع قاسد، بیع صرف اور بیع سلم میں بھی قبضہ مشروط اور منصوص نہیں ہے اور اس لئے کہ یہ عقد ضمان میں سے ہے لہذا تقسیم کا صرف لازم ہونے کے مناسب ہے اور من وجہ قرض احسان ہے اور من وجہ عقد ضمان ہے لہذا ہم نے قرض میں قبضہ قاصرہ کی شرط لگائی اور تقسیم کی شرط نہیں لگائی تاکہ دونوں جہتوں پر عمل ہو جائے اس کے علاوہ میں قبضہ غیر منصوص ہے اور جب واہب نے اپنے شریک کو ھبہ کیا تب بھی جائز نہیں ہے اس لئے کہ حکم کا مدار نفس شیوع پر ہے۔ (اصول)

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جو چیز تقسیم کے قابل ہے اُس کو اجنبی کے لئے ھبہ کرے یا شریک کے لئے دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔ ہاں اگر ھبہ کرنے کے بعد واہب نے اُسے خود یا اُس کے حکم سے کسی دوسرے نے تقسیم کر کے قبضہ دے دیا یا موبوب لہ کو حکم دے دیا کہ تقسیم کر کے قبضہ کر لو اور اُس نے ایسا کر لیا ان صورتوں میں ھبہ جائز ہو گیا کیونکہ مانع زائل ہو گیا۔ اگر بغیر تقسیم موبوب لہ کو قبضہ دے دیا موبوب لہ اُس چیز کا مالک نہیں ہوگا اور جو کچھ اُس میں تصرف کرے گا نافذ نہیں ہوگا بلکہ اس کے تصرف سے جو نقصان ہوگا اُس کا ضامن ہوگا اور خود واہب اُس میں تصرف کرے مثلاً بیع کر دے اُس کا تصرف نافذ ہو جائے گا۔

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ مشاع کا ہبہ صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ کے وقت شیوع پایا جائے اور اگر ہبہ کے وقت شیوع ہے مگر قبضہ کے وقت شیوع نہ ہو تو ہبہ صحیح ہے مثلاً مکان کا نصف حصہ ہبہ کیا اور قبضہ نہیں اُس پر بھی قبضہ دے دیا یہ دونوں ہبہ صحیح نہیں۔ (عالمگیری، کتاب ہبہ، بیروت)

تقسیم کے بعد محفوظ رہنے سے ہبہ کے تمام ہونے کا بیان

ہبہ ایسے قبضہ سے تام ہوتا ہے جو تقسیم ہو کر محفوظ ہو جائے، اور غیر منقسم جس کی تقسیم کی ضرورت نہیں ہے اور وہ غیر منقسم ہے جس کی تقسیم کرنی ہو وہ قبضہ سے تام نہ ہوگا ہاں اگر اس کی تقسیم کردی اور قبضہ میں دے دیا تو صحیح ہے اہ ملخصاً، میں کہتا ہوں مشاع یعنی غیر منقسم کا ہبہ بعض کے نزدیک فاسدہ ہے لہذا اس پر قبضہ سے موبہبہ کی ملکیت ثابت ہو جائیگی جبکہ اس نے اسی مشاعی حالت میں قبضہ کیا ہوتا ہم یہ ملکیت خبیثہ ہوگی موجود رہنے کی صورت میں واجب الرد اور ہلاک ہونے کی صورت میں قابل ضمان ہوگی، اسی قول پر بعض نے فتویٰ دیا ہے جبکہ حق یہ ہے اس پر قبضہ سے ملکیت ہرگز ثابت نہ ہوگی جب تک اس کو تقسیم کر کے نہ دیا جائے یہی صحیح اور قابل اعتماد ہے جیسا کہ رد المحتار میں اس کی تحقیق فرمائی اور اسی پر جم غفیر نے فتویٰ دیا ہے اور ہمارے تینوں ائمہ کرام سے یہی ظاہر الروایت ہے تو اسی پر اعتماد ہے۔ (عویہ الابصار، کتاب ہبہ، بیروت)

مشاع میں ہبہ کے جواز میں مذاہب اربعہ

علامہ علی بن سلطان محمد حنفی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ تقسیم ہونے والی چیزوں میں اس وقت ہبہ جائز ہوگا جب ان کو تقسیم کر کے الگ کر دیا جائے اور جو چیز تقسیم ہونے والی نہ ہو اس کو تقسیم نہ ہونے والی چیزوں کی طرح ہبہ کرنا جائز ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ اور امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ کا مذہب بھی امام شافعی کے مذہب کی طرح ہے۔ (شرح الوتایہ، کتاب اجارہ، بیروت)

3690 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَتْهُ وَقَدْ هَوَّارِنَ فَقَالُوا يَا مُحَمَّدُ إِنَّا أَصْلُ وَعَشِيرَةُ وَقَدْ نَزَلَ بِنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ فَأَمْنٌ عَلَيْنَا مِنَ اللَّهِ عَلَيْكَ.

فَقَالَ "اخْتَارُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ أَوْ مِنْ نِسَائِكُمْ وَأَبْنَائِكُمْ". فَقَالُوا قَدْ خَيْرْتَنَا بَيْنَ أَحْسَابِنَا وَأَمْوَالِنَا بَلْ نَخْتَارُ نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمَّا مَا كَانَ لِي وَلِئِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ فَإِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَقُومُوا فَقُولُوا إِنَّا نَسْتَعِينُ بِرَسُولِ اللَّهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَوْ الْمُسْلِمِينَ فِي نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا". فَلَمَّا

میں آیا ہے وہ بھی اللہ کے رسول کا ہے۔ اقرع بن حابس بولا: میں اور بنو تمیم اس میں شامل نہیں ہیں۔ عیینہ بن حصن بولا: میں اور بنو فزارہ بھی اس میں شامل نہیں ہے۔ عباس بن مرداس بولا: میں اور بنو سلیم بھی اس میں شامل نہیں ہیں۔ تو بنو سلیم کے افراد کھڑے ہو گئے اور بولے: تم غلط کہہ رہے ہو ہمارے حصے میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کے رسول کا ہے۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! انہیں (یعنی ہوازن قبیلے کے لوگوں کو) ان کی خواتین بچے (جو قیدی بنائے گئے ہیں) واپس کر دو جو شخص اس مال غنیمت میں سے اپنا حصہ رکھنا چاہتا ہے اُسے اگلی مرتبہ اللہ تعالیٰ ہمیں سب سے پہلے جو مال غنیمت عطا کرے گا اس میں سے حصے مل جائیں گے اس کے بعد نبی اکرم ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو گئے اور لوگ بھی سوار ہو گئے۔ (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: لوگوں نے آپ کو گھیر لیا اور بولے: آپ ﷺ ہمارے درمیان مال غنیمت تقسیم کریں۔ ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کو ایک درخت تک جانے پر مجبور کر دیا) (اس جوم میں) نبی اکرم ﷺ کی چادر بھی کھینچ لی گئی آپ ﷺ نے فرمایا:

”اے لوگو! میری چادر مجھے واپس کر دو اللہ کی قسم! اگر تمہارے حصے میں تمہارے درختوں کے برابر اونٹ آتے ہوں تو میں وہ بھی تم میں تقسیم کر دوں گا اور تم مجھے بخیل بزدل یا جھوٹا نہیں پاؤ گے۔“

پھر نبی اکرم ﷺ اونٹ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کے ذریعے اس کی کوہان پر موجود اون کو پکڑا اور پھر ارشاد فرمایا:

”مال غنیمت میں میرے حصے میں صرف خمس آتا ہے اور وہ خمس بھی تمہاری طرف لوٹا دینا جائے۔“

(راوی کہتے ہیں: ایک شخص ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا لے کر کھڑا ہوا اور بولا: یا رسول اللہ! (یہ میں نے مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے) حاصل کر لیا ہے تاکہ اس کے ذریعے میں اپنے اونٹ کا پالان ٹھیک کر لوں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے حصے میں اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں جو کچھ بھی آیا ہے وہ تمہارا ہے۔ وہ شخص بولا: کیا نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے پھر اس نے بالوں کا وہ گچھا رکھ دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! (اگر کسی شخص نے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس میں سے کوئی چیز اپنے پاس رکھ لی ہے) تو اسے ادا کر دو خواہ وہ دھاگہ یا سوئی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ (مال غنیمت میں) خیانت کرنا قیامت کے دن شرمندگی اور عذاب کا باعث ہوگا۔“

غیر منقسم چیز میں مشاع کے ہبہ کا بیان

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کا اور جب کسی شخص نے غیر منقسم چیز میں مشاع کا ہبہ کیا سو ہبہ لہ اس جز کا مالک ہو گیا مگر تقسیم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ دونوں اس چیز سے نوبت بنوبت نفع حاصل کریں مثلاً ایک مہینہ ایک اس سے کام لے لے اور دوسرے مہینہ میں دوسرا یہ ہو سکتا ہے مگر اس پر بھی جبر نہیں ہو سکتا کہ یہ ایک قسم کی عاریت ہے اور عاریت پر جبر نہیں۔ جو مشاع غیر

قابل قسمت ہے اُس کا بہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اُس کی مقدار معلوم ہو یعنی اس چیز میں اس کا حصہ اتنا ہے جس کو بہہ کرتا ہے اگر معلوم نہ ہو تو بہہ صحیح نہیں مثلاً غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اس کو معلوم نہیں کہ میرا حصہ کتنا ہے اور بہہ کر دیا۔ ایک روپیہ دو شخصوں کو بہہ کیا یہ صحیح ہے کیونکہ نصف نصف دونوں کا حصہ ہوا اور یہ معلوم ہے اور اگر واہب کے پاس دو روپے ہیں اُس نے یہ کہا کہ ان میں سے میں نے ایک روپیہ بہہ کیا اور اُسے جدا نہ کیا یہ بہہ صحیح نہیں ہوا۔

ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہے ان میں سے ایک نے اُس غلام کو کوئی چیز بہہ کر دی اگر وہ چیز قابل تقسیم ہے بہہ بالکل صحیح نہیں اور قابل تقسیم نہیں تو شریک کے حصے میں صحیح ہے یعنی اُس غلام میں جتنا حصہ اس کے شریک کا ہے شے موہوب کے اتنے ہی حصہ کا بہہ صحیح ہے اور جتنا حصہ اُس غلام میں واہب کا ہے اُس کے مقابل میں موہوب کے حصہ کا بہہ صحیح نہیں۔ مجہول حصہ کا بہہ صحیح نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جہالت باعث نزاع ہو سکے اور اگر باعث نزاع نہ ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ اس گھر میں جو کچھ میرا حصہ ہے بہہ کر دیا یہ جائز ہے اگر چہ موہوب کو معلوم نہ ہو کہ کیا حصہ ہے کیونکہ یہ جہالت دور ہو سکتی ہے اور اگر بہت زیادہ جہالت ہو تو ناجائز ہے مثلاً میں نے تم کو کچھ بہہ کر دیا۔ (عرائق، کتاب، بہہ حرمت)

مال غنیمت کی تقسیم میں فقہی مذاہب کا بیان

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ تمام اگلی امتوں پر مال غنیمت حرام ہے۔ لیکن اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اسے حلال کر دیا۔ اس کی تقسیم کی تفصیل یہاں بیان ہو رہی ہے۔ مال غنیمت وہ ہے جو مسلمانوں کو جہاد کے بعد کافروں سے ہاتھ لگے اور جو مال بغیر لڑنے جنگ کے ہاتھ آئے مثلاً صلح ہو گئی اور مقررہ نادان جنگ ان سے وصول کیا یا کوئی مر گیا اور لاوارث تھا یا جزیے اور خراج کی رقم وغیرہ وہ ہے۔

سلف و خلف کی ایک جماعت کا اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی خیال ہے۔ بعض لوگ غنیمت کا اطلاق نے پر اور نے کا اطلاق غنیمت پر بھی کرتے ہیں۔ اسی لئے قتادہ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت سورہ حشر کی (آیت ما افاء اللہ الخ) کی ناسخ ہے۔ اب مال غنیمت میں فرق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ آیت تو نے کے بارے میں ہے اور یہ غنیمت کے بارے میں۔

بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ ان دونوں قسم کے مال کی تقسیم امام کی رائے پر ہے۔ پس مقررہ حشر کی آیت اور اس آیت میں کوئی اختلاف نہیں جبکہ امام کی مرضی ہو واللہ اعلم۔ آیت میں بیان ہے کہ خمس یعنی پانچواں حصہ مال غنیمت میں سے نکال دینا چاہئے۔ چاہے وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔ گو سوئی ہو یا دھاگہ ہو۔ پروردگار عالم فرماتا ہے جو خیانت کرے گا وہ اسے لے کر قیامت کے دن پیش ہو گا اور ہر ایک کو اس عمل کا پورا بدلہ ملے گا کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا کہتے ہیں کہ خمس میں سے اللہ کے لئے مقرر شدہ حصہ کعبے میں داخل کیا جائے گا۔

حضرت ابو العالیہ رباحی کہتے ہیں کہ غنیمت کے مال کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ حصے کرتے تھے۔ چار مجاہدین میں تقسیم ہوتے پانچویں میں سے آپ مٹھی بھر کر نکال لیتے اسے کنبے میں داخل کر دیتے پھر جو بچا اس کے پانچ حصے کر ڈالتے ایک رسول اللہ کا

ایک قرابت داروں کا۔ ایک یتیموں کا ایک مسکینوں کا ایک مسافروں کا یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں اللہ کا نام صرف بطور تبرک ہے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کے بیان کا وہ شروع ہے۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ جب حضور کوئی لشکر بھیجتے اور مال غنیمت کا مال ملتا تو آپ اس کے پانچ حصے کرتے اور پھر پانچویں حصے کے پانچ حصے کر ڈالتے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پس یہ فرمان کہ ان اللہ خمسہ یہ صرف کلام کے شروع کے لئے ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے۔

پانچویں حصے میں سے پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بہت سے بزرگوں کا قول یہی ہے کہ اللہ رسول کا ایک ہی حصہ ہے۔ اسی کی تائید بیہقی کی اس صحیح سند والی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وادی القرئی میں آ کر سوال کیا کہ یا رسول اللہ غنیمت کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے باقی کے چار حصے لشکریوں کے۔ اس نے پوچھا تو اس میں کسی کو کسی پر زیادہ حق نہیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں یہاں تک کہ تو اپنے کسی دوست کے جسم سے تیر نکالے تو اس تیر کا بھی تو اس سے زیادہ مستحق نہیں حضرت۔

حسن نے اپنے مال کے پانچویں حصے کی وصیت کی اور فرمایا کیا میں اپنے لئے اس حصے پر رضا مند نہ ہو جاؤ؟ جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنا رکھا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ مال غنیمت کے پانچ حصے برابر کئے جاتے تھے چار تو ان لشکریوں کو ملتے تھے جو اس جنگ میں شامل تھے پھر پانچویں حصے کے چار حصے کئے جاتے تھے ایک چوتھائی اللہ کا اور اس کے رسول کا پھر یہ حصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے یعنی پانچویں حصے کا پانچواں حصہ آپ اور آپ کے بعل جو بھی آپ کا نائب ہو اس کا ہے۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں اللہ کا حصہ اللہ کے نبی کا ہے اور جو آپ کا حصہ تھا وہ آپ کی بیویوں کا ہے عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا جو حصہ ہے وہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے اختیار ہے جس کام میں آپ چاہیں لگائیں۔

مقدم بن معدی کرب حضرت عبادہ بن صامت حضرت ابودرداء اور حضرت حارث بن معاویہ کندی رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا ذکر ہونے لگا تو ابوداؤد نے عبادہ بن صامت سے کہا فلاں فلاں غزوے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حضور نے ایک جہاد میں خمس کے ایک انٹ کے پیچھے صحابہ کو نماز پڑھائی سلام کے بعد کھڑے ہو گئے اور چند بال چٹکی میں لے کر فرمایا کہ مال غنیمت کے انٹ کے یہ بال بھی مال غنیمت میں سے ہی ہیں اور میرے نہیں ہیں میرا حصہ تو تمہارے ساتھ صرف پانچواں حصہ ہے اور پھر وہ بھی تم ہی کو واپس دے دیا جاتا ہے پس سوئی دھاگے تک ہر چھوٹی بڑی چیز پہنچا دیا کرو، خیانت نہ کرو، خیانت عار ہے اور خیانت کرنے والے کے لئے دونوں جہان میں آگ ہے۔ قریب والوں سے دور والوں سے راہ حق میں جہاد جاری رکھو۔ شرعی کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال تک نہ کرو۔ وطن میں اور سفر میں اللہ کی مقرر کردہ حدیں جاری کرتے رہو اللہ کے لئے جہاد کرتے رہو جہاد جنت کے بہت بڑے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اسی جہاد کی سبب سے اللہ تعالیٰ غم و رنج سے نجات دیتا ہے۔ (مسند امام احمد)

یہ حدیث حسن ہے اور بہت ہی اعلیٰ ہے۔ صحاح ستہ میں اس سند سے مروی نہیں لیکن مسند ہی کی دوسری روایت میں دوسری سند

سے خنس کا اور خیانت کا ذکر مروی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی میں بھی مختصر یہ حدیث مروی ہے اس حصے میں سے نبی کریم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بعض چیزیں اپنی ذات کے لئے بھی مخصوص فرمایا کرتے تھے لونڈی غلام کھوار گھوڑا وغیرہ۔ جس طرح محمد بن سیرین اور عامر شعمی اور اکثر علماء نے فرمایا ہے ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ذوالفقار نامی کھوار بدر کے دن کے مال غنیمت میں سے تھی جو حضور کے پاس تھی اسی کے بارے میں احمد و ابوالدین خواب دیکھا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی اسی طرح آئیں تھیں۔ ابوداؤد وغیرہ میں ہے حضرت یزید بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہم باڑے میں بیٹھے ہوئے تھے جو ایک صاحب تشریف لائے ان کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا ہم نے اسے پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے زہیر بن اقیش کی طرف ہے کہ اگر تم اللہ کی وحدت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دو اور نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور غنیمت کے مال سے خنس ادا کرتے رہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور خالص حصہ ادا کرتے رہو تو تم اللہ اور اس کے رسول کی امن میں ہو۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ تجھے یہ کس نے لکھ دیا ہے اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، پس ان صحیح احادیث کی دلالت اور ثبوت اس بات پر ہے اسی لئے اکثر بزرگوں نے اسے حضور کے خواص میں سے شمار کیا ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ اور لوگ کہتے ہیں کہ خنس میں امام وقت مسلمانوں کی مصلحت کے مطابق جو چاہے کر سکتا ہے۔ جس طرح کہ مال فے میں اسے اختیار ہے۔

یہی قول حضرت امام مالک کا ہے اور اکثر سلف کا ہے اور یہی سب سے زیادہ صحیح قول ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا اور معلوم ہو گیا تو یہ بھی خیال رہے کہ خنس جو حضور کا حصہ تھا اسے اب آپ کے بعد کیا کیا جائے بعض تو کہتے ہیں کہ اب یہ حصہ امام وقت یعنی خلیفہ المسلمین کا ہوگا۔

حضرت ابوبکر حضرت علی حضرت قتادہ اور ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ اور اس بارے میں ایک مرفوع حدیث بھی آئی ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ مسلمانوں کی مصلحت میں صرف ہوگا ایک قول ہے کہ یہ بھی اہل حاجت کی بقایا قسموں پر خرچ ہوگا یعنی قرابت دار یتیم مسکین اور مسافر۔

امام ابن جریر کا مختار مذہب یہی ہے اور بزرگوں کا فرمان ہے کہ حضور کا اور آپ کے قرابت داروں کا حصہ یتیموں مسکینوں اور مسافروں کو دے دیا جائے۔ عراق والوں کی ایک جماعت کا یہی قول ہے اور کہا گیا ہے خنس کا یہ پانچواں حصہ سب کا سب قرابت داروں کا ہے۔ چنانچہ عبد اللہ بن محمد بن علی اور علی بن حسین کا قول ہے کہ یہ ہمارا حق ہے پوچھا گیا کہ آیت میں یتیموں اور مسکینوں کا بھی ذکر ہے تو امام علی نے فرمایا اس سے مراد بھی ہمارے یتیم اور مسکین ہیں۔

امام حسن بن محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوتا ہے تو فرماتے ہیں کہ کلام کا شروع اس طرح ہوا ہے ورنہ دنیا آخرت کا سب کچھ اللہ ہی کا ہے حضور کے بعد ان دونوں حصوں کے بارے میں کیا ہوا اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں حضرت کا حصہ آپ کے خلیفہ کو ملے گا۔ بعض کہتے ہیں آپ کے قرابت داروں کو۔ بعض کہتے ہیں خلیفہ کے قرابت داروں کو ان کی رائے میں ان دونوں حصوں کو گھوڑوں اور ہتھیاروں کے کام میں لگایا جائے اسی طرح خلافت صدیقی و فاروقی میں

ہوتا بھی رہا ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم حضور کے اس حصے کو جہاد کے کام میں خرچ کرتے تھے۔ پوچھا گیا کہ حضرت علی اس بارے میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا وہ اس بارے میں ان سے سخت تھے۔ اکثر علماء رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ ہاں ذوی القربیٰ کا جو حصہ ہے وہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا ہے۔ کیونکہ اولاد عبدالمطلب نے اولاد ہاشم کی جاہلیت میں اور اول اسلام میں موافقت کی اور انہی کے ساتھ انہوں نے گھائی میں قید ہونا بھی منظور کر لیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستائے جانے کی سبب سے یہ لوگ بگڑ بیٹھے تھے اور آپ کی حمایت میں تھے، ان میں سے مسلمان تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی سبب سے۔ کافر خاندانی طرف داری اور رشتوں ناتوں کی حمایت کی سبب سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کی فرمانبرداری کی سبب سے ستائے گئے ہاں بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو یہ بھی آپ کے چچا زاد بھائی تھے۔ لیکن وہ ان کی موافقت میں نہ تھے بلکہ ان کے خلاف تھے انہیں الگ کر چکے تھے اور ان سے لڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ قریش کے تمام قبائل ان کے مخالف ہیں اسی لئے ابوطالب نے اپنے قصیدہ لامیہ میں ان کی بہت ہی مذمت کی ہے کیونکہ یہ قریشی قرابت دار تھے اس قصیدے میں انہوں نے کہا ہے کہ انہیں بہت جلد اللہ کی طرف سے ان کی اس شرارت کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ ان بیوقوفوں نے اپنے ہو کر ایک خاندان اور ایک خون کے ہو کر ہم سے آنکھیں پھیر لی ہیں وغیرہ۔

ایک موقع پر ابن جبیر بن معطم بن عدی بن نوفل اور حضرت عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور شکایت کی کہ آپ نے خیر کے شمس میں سے بنو عبدالمطلب کو تو دیا لیکن ہمیں چھوڑ دیا حالانکہ آپ کی قرابت داری کے لحاظ سے وہ اور ہم بالکل یکساں اور برابر ہیں آپ نے فرمایا سنو بنو ہاشم ہیں۔

مجاہد کا قول ہے کہ اللہ کو علم تھا کہ بنو ہاشم میں فقراء ہیں پس صدقے کی جگہ ان کا حصہ مال غنیمت میں مقرر کر دیا۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ قرابت دار ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ علی بن حسین سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ سب قریش ہیں۔ ابن عباس سے استغفار کیا گیا کہ ذوی القربیٰ کون ہیں؟ آپ نے جواب تحریر فرمایا کہ ہم تو کہتے تھے ہم ہیں لیکن ہماری قوم نہیں مانتی وہ سب کہتے ہیں کہ سارے ہی قریش ہیں (مسلم وغیرہ)۔

بعض روایتوں میں صرف پہلا جملہ ہی ہے۔ دوسرے جملے کی روایت کے راوی ابو معشر نجیح بن عبد الرحمن مدنی کی روایت میں ہی یہ جملہ ہے کہ سب کہتے ہیں کہ سارے قریش ہیں۔ اس میں ضعف بھی ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے لوگوں کے میل کچیل سے تو میں نے منہ پھیر لیا شمس کا پانچواں حصہ تمہیں کافی ہے یہ حدیث حسن ہے اس کے راوی ابراہیم بن مہدی کو امام ابو حاتم ثقہ بتاتے ہیں لیکن یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ منکر روایات لاتے ہیں واللہ اعلم۔ آیت میں یتیموں کا ذکر ہے یعنی مسلمانوں کے وہ بچے جن کا باپ فوت ہو چکا ہو۔ پھر بعض تو کہتے ہیں کہ یتیمی کے ساتھ فقیری بھی ہو تو وہ مستحق ہیں اور بعض کہتے ہیں ہر امیر فقیر یتیم کو یہ الفاظ شامل ہیں۔ مساکین سے مراد وہ محتاج ہیں جن کے پاس اتنا نہیں کہ ان کی فقیری اور ان کی حاجت پوری ہو جائے اور انہیں کافی ہو جائے۔ ابن السبیل وہ مسافر ہے جو اتنی حد تک وطن سے نکل چکا ہو یا جا رہا ہو کہ جہاں پہنچ کر

اسے نماز کو قصر پڑھنا جائز ہو اور سفر خرچ کافی اس کے پاس نہ رہا ہو۔

ہمارا اللہ پر بھروسہ ہے اور اسی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر تمہارا اللہ پر اور اس کی اتاری ہوئی وحی پر ایمان ہے تو جو وہ فرما رہا ہے لاؤ یعنی مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ الگ کر دیا کرو۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ وفد عبد القیس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چار باتوں کا حکم کرتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں میں تمہیں اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ جانتے بھی ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو پابندی سے ادا کرنا زکوٰۃ دینا اور غنیمت میں سے خمس ادا کرنا۔ پس خمس کا دینا بھی ایمان میں داخل ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں باب باندھا ہے کہ خمس کا ادا کرنا ایمان میں ہے پھر اس حدیث کو وارد فرمایا ہے اور ہم نے شرح صحیح بخاری میں اس کا پورا مطلب واضح بھی کر دیا ہے واللہ الحمد والمنة۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنا ایک احسان و انعام بیان فرماتا ہے کہ اس نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ اپنے دین کو غالب کیا اپنے نبی کی اور آپ کے لشکریوں کی مدد فرمائی اور جنگ بدر میں انہیں غلبہ دیا۔ کلمہ ایمان کلمہ کفر پر چھا گیا پس یوم الفرقان سے مراد بدر کا دن ہے جس میں حق و باطل کی تمیز ہو گئی۔ بہت سے بزرگوں سے یہی تفسیر مروی ہے۔ یہی سب سے پہلا غزوہ تھا۔ مشرک لوگ عتبہ بن ربیعہ کی ماتحتی میں تھے جمعہ کے دن انیس یا سترہ رمضان کو یہ لڑائی ہوئی تھی اصحاب رسول بن سو دس سے کچھ اوپر تھے اور مشرکوں کی تعداد نو سو سے ایک ہزار تھی۔ باوجود اس کے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کافروں کو شکست دی ستر سے زائد تو کافر مارے گئے اور اتنے ہی قید کر لئے گئے۔ مستدرک حاکم میں ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر کو گیارہویں رات میں ہی یقین کے ساتھ تلاش کرو کیونکہ اس کی صبح کو بدر کی لڑائی کا دن تھا۔ حسن بن علی فرماتے ہیں کہ لیلۃ الفرقان جس دن دونوں جماعتوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی رمضان شریف کی سترہویں تھی یہ رات بھی جمعہ کی رات تھی۔ غزوے اور سیرت کے مرتب کرنے والے کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ ہاں یزید بن ابوجعد جو اپنے زمانے کے مصری علاقے کے امام تھے فرماتے ہیں کہ بدر کا دن پیر کا دن تھا لیکن کسی اور نے ان کی متابعت نہیں کی اور جمہور کا قول یقیناً ان کے قول پر مقدم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ انفال، بیروت)

باب رُجُوعُ الْوَالِدِ فِيمَا يُعْطَى وَلَدُهُ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذَلِكَ .

یہ باب ہے کہ والد اپنی اولاد کو جو عطیہ دیتا ہے اسے واپس لینا اس روایت کو نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ

3691 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ عَامِرِ الْأَخْوَلِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَرْجِعُ أَحَدٌ فِي هَيْبَةٍ إِلَّا وَالِدٌ مِنْ وَلَدِهِ وَالْعَانِدُ فِي هَيْبَةٍ كَالْعَانِدِ فِي قَبِيلِهِ".

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

”کوئی بھی شخص اپنی بہہ کو (بہہ کر دینے کے بعد) واپس نہیں لے سکتا البتہ والد اپنی اولاد سے (بہہ واپس لے سکتا ہے) اور بہہ واپس لینے والا شخص اپنی تے کو چاٹنے والے کی مانند ہے۔“

3692 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ يَرْفَعَانِ الْجَدِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ يُعْطَى عَطِيَّةٌ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطَى وَلَدَهُ وَمَثَلُ الْيَدَى يُعْطَى عَطِيَّةٌ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص کوئی عطیہ دیتا ہے اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اُسے واپس لے البتہ والد کا حکم مختلف ہے وہ اپنی اولاد کو جو عطیہ دیتا ہے (اسے واپس لے سکتا ہے) جو کوئی عطیہ دیتا ہے پھر اُسے واپس لے لیتا ہے تو اس کی مثال اس بکتے کی مانند ہے جو کچھ کھاتا ہے پھر جب سیر ہو جاتا ہے تو تے کر دیتا ہے پھر دوبارہ اسی تے کو چاٹ لیتا ہے۔“

3693 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَجِيُّ الْمَقْدِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ - وَهُوَ مَوْلَى يَنَى هَاشِمٍ - عَنْ وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعَائِدُ فِي هَبَةٍ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اپنے بہہ کو واپس لینے والا شخص، اُس بکتے کی مانند ہے جو تے کرتا ہے اور اس تے کو دوبارہ چاٹ لیتا ہے۔“

3694 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَّانُ قَالَ أَنَا نَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارُسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ لَأَحَدٍ أَنْ يَهَبَ هَبَةً ثُمَّ يَرْجِعَ فِيهَا

3692- أخرجه أبو داود في البيوع والاحاراة، باب الرجوع في الهبة (الحديث 3539) وأخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرجوع في الهبة (الحديث 1299) مختصراً، وفي الولاء والهبة، باب ما جاء في كراهية الرجوع في الهبة (الحديث 2131 و 2132). وأخرجه النسائي في الهبة، ذكر الاختلاف على طاوس في الرجوع في هبة (الحديث 3705) وأخرجه ابن ماجه في الهبات، باب من أعطى ولده ثم رجع فيه (الحديث 2377). تحفة الاشراف (7097).

3693- أخرجه البحاري في الهبة، باب هبة الرجل لامرأته والمرأة لزوجها (الحديث 2589). وأخرجه مسلم في الهبات، باب تحريم الرجوع في الصدقة والهبة بعد القبض الا اوهبه لولده وان سفل (الحديث 8). وأخرجه النسائي في الهبة، ذكر الاختلاف على طاوس في الرجوع في هبة (الحديث 3703). تحفة الاشراف (5712).

3694- أخرجه النسائي، في الهبة، ذكر الاختلاف على طاوس في الرجوع في هبة (الحديث 3704 و 3706 و 3707) تحفة الاشراف (5755 و 15597).

إِلَّا مِنْ وَلَدِهِ“۔ قَالَ طَاوُسٌ كُنْتُ أَسْمَعُ وَأَنَا صَغِيرٌ عَائِدٌ فِي قَبْنِهِ فَلَمْ نَذِرْ أَنَّهُ ضَرَبَ لَهُ مَثَلًا قَالَ “فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ ثُمَّ يَبْقَى ثُمَّ يَعُودُ فِي قَبْنِهِ“۔

☆ ☆ طَاوُس روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ کوئی چیز بہہ کرے اور پھر اُسے واپس لے لے البتہ اپنی اولاد (سے وہ بہہ واپس لے سکتا ہے)۔

طَاوُس کہتے ہیں کہ جب میں چھوٹا تھا تو میں نے اس حدیث میں یہ الفاظ سنے تھے:

”وہ اپنی تے چاٹنے والے کی مانند ہے۔“

تو ہمیں یہ علم نہیں ہوسکا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ مثال بیان کی ہے

نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص ایسا کرتا ہے اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے، جو کچھ کھاتا ہے اور پھرتے کر دیتا ہے اور پھر اس تے کو دوبارہ چاٹ لیتا ہے۔“

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ لِخَبَرِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت میں اختلاف کا تذکرہ

3695 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ

قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ “مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَبْنِهِ فَيَأْكُلُهُ“۔

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص اپنے صدقہ کو واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی مانند ہے، جو اپنی تے کو دوبارہ کھا لیتا ہے۔“

3696 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبٌ - وَهُوَ ابْنُ شَدَّادٍ - قَالَ

حَدَّثَنِي يَحْيَى - هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ - قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرِو - وَهُوَ الْأَوْزَاعِيُّ - أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

3695 - أخرجه البخاري في الہیۃ، باب لا یحل لاحد ان یرجع فی ہبۃ و صدقۃ (الحديث 2621) بنحوہ . و أخرجه مسلم فی الہیات، باب

تحریم الرجوع فی الصدقة و الہیۃ بعد القبض الا ما وہ لولده و ان سفل (الحديث 5 و 6 و 7) . و أخرجه ابو داؤد فی البوع و الاجارات،

باب الرجوع فی الہیۃ (الحديث 3538) بنحوہ . و أخرجه النسائي فی الہیۃ، ذکر الاختلاف لخبر عبد الله بن عباس فیہ (الحديث 3696 و

3697 و 3698 و 3699) . و أخرجه ابن ماجہ فی الہیات، باب الرجوع فی الہیۃ (الحديث 2385) بنحوہ، و فی الصدقات باب الرجوع فی

الصدقۃ (الحديث 2391) تحفة الاشراف (5662) .

3696 - بفتح (الحديث 3695) .

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الَّذِي تَصَدَّقُ بِالصَّدَقَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ فَآكَلَهُ".

☆☆ امام اوزاعی رحمہ اللہ امام باقر رحمہ اللہ کے حوالے سے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"کوئی چیز صدقہ کر کے پھر اسے واپس لینے والا شخص، اس کتے کی مانند ہے، جو قے کرتا ہے اور دوبارہ اپنی قے کی طرف جا کر اُسے کھا لیتا ہے۔"

3697 - أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ بَكَّارٍ بْنِ بِلَالٍ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ". قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

☆☆ امام اوزاعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقر رحمہ اللہ نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جو شخص اپنے صدقے کو واپس لے لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو قے کر لیتا ہے اور پھر اس قے کو دوبارہ چاٹ لیتا ہے۔"

امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر رحمہ اللہ کو عطاء بن ابی رباح کو یہ حدیث سناتے ہوئے سنا ہے۔

3698 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعَائِدُ فِي هَيْئِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"ہم کو واپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے۔"

3699 - أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعَائِدُ فِي هَيْئِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اپنی ہیہ کو واپس لینے والا شخص اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے۔"

3700 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ - وَهُوَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي

عُرُوبَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السُّوءِ الْعَانِدُ فِي هَيْبَةٍ كَالْعَانِدِ فِي قَيْبَةٍ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہمارے لیے کوئی بُری مثال نہیں ہو سکتی اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کی مانند ہے۔"

3701 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السُّوءِ الْعَانِدُ فِي هَيْبَةٍ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْبَةٍ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہمارے لیے بُری مثال نہیں ہو سکتی (یعنی ہم بُری مثال کے مستحق نہیں بن سکتے) اپنی ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔"

3702 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَّانُ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السُّوءِ الرَّاجِعُ فِي هَيْبَةٍ كَالْكَلْبِ فِي قَيْبَةٍ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہمارے لیے بُری مثال نہیں ہو سکتی اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی قے کو چاٹنے والے کتے کی مانند ہے۔"

باب ذِکْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى طَاوُسٍ فِي الرَّاجِعِ فِي هَيْبَةٍ

یہ باب ہے کہ ہبہ واپس لینے والی روایت میں طاووس سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3703 - أَخْبَرَنِي زَكْرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمَخْزُومِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعَانِدُ فِي هَيْبَةٍ كَالْكَلْبِ يَقْبِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْبَةٍ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی مانند ہے جو قے کرتا ہے پھر اُسی کو کھا لیتا ہے۔"

3700- أخرجه البخاري في الہیۃ، باب لا يحل لاحد ان يرجع في هيبته و صدقته (الحديث 2622)، وفي الحيل، باب الہیۃ و الشعبة (الحديث

6975). و أخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرجوع في الہیۃ (الحديث 1298). و أخرجه النسائي في الہیۃ، ذكر الاختلاف لخبر

عبد الله بن عباس فيه (الحديث 3701). تحفة الاشراف (5992).

3701- تقدم (الحديث 3700).

3702- انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (6066).

3703- تقدم (الحديث 3693).

3704 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعَائِدُ فِي هَيْبَةٍ كَالْعَائِدِ فِي قَبْنَةٍ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اپنی تہ کو دوبارہ چاٹنے والے کی مانند ہے۔"

3705 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُعَمِّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِهِ حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ لَأَحَدٍ أَنْ يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِيمَا يُعْطَى وَلَدَهُ وَمِثْلَ الَّذِي يُعْطَى الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعَ فِيهَا كَالْكَلْبِ يَأْكُلُ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فَرَجَعَ فِي قَبْنِهِ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی ہدیہ دے اور پھر اسے واپس لے لے الہ والد اپنی اولاد کو جو چیز دیتا ہے (اُسے واپس لے سکتا ہے) جو شخص کوئی عطیہ دینے کے بعد اس سے واپس لیتا ہے اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے جو کچھ کھاتا ہے یہاں تک کہ جب سیر ہو جاتا ہے تو تے کر دیتا ہے اور پھر واپس آ کر دوبارہ اُسی تے کو کھا لیتا ہے۔"

3706 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُعَمِّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لَأَحَدٍ يَهَبُ هَبَةً ثُمَّ يَعُودُ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ".

قَالَ طَاوُسٌ كُنْتُ أَسْمَعُ الصَّبْيَانَ يَقُولُونَ يَا عَائِدًا فِي قَبْنِهِ وَلَمْ أَشْعُرْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ ذَلِكَ مَثَلًا حَتَّى بَلَّغْنَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ "مِثْلَ الَّذِي يَهَبُ الْهَبَةَ ثُمَّ يَعُودُ فِيهَا". وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا "كَمِثْلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ قَبْنَهُ".

☆ ☆ طَاوُسُ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی چیز ہبہ کرے پھر اسے واپس لے لے الہ والد کا حکم مختلف ہے (وہ اگر اپنی اولاد کو کوئی عطیہ دیتا ہے تو اسے واپس لے سکتا ہے)۔"

طَاوُسُ کہتے ہیں: میں نے بچوں کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا: اے اپنی تہ کو چاٹنے والے!

اسے یہ نہیں پتا تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مثال بیان کی ہے یہاں تک کہ یہ روایت ہم تک پہنچی کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”ہبہ کر کے اسے واپس لینے والے کی مثال (اس کے بعد راوی نے ایک کلمہ ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ بنتا ہے):
اس کتے کی مانند ہے جو اپنی تے کو چاٹ لیتا ہے۔“

3707 - أَحْسَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَانُ ابْنَانَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ حَظَلَةَ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوَسًا يَقُولُ أَحْسَرَنَا نَعِصُ مَنْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ "مَثَلُ الَّذِي يَهْبُ فَيَرْجِعُ فِي هَيْبِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَأْكُلُ فَيَقْيِي ثُمَّ يَأْكُلُ قَيْئَهُ".

☆ ☆ طاوَس بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
”ہبہ کر کے اس ہبہ کو واپس لینے والے کی مثال اس کتے کی مانند ہے جو کوئی چیز کھاتا ہے پھر اسے تے کر دیتا ہے پھر
اس تے کو کھا لیتا ہے۔“

ہبہ کو واپس لینے کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ کو واپس لینے والا یعنی کسی کو کوئی چیز بطور ہد یہ تحفہ
دے کر پھر اسے واپس لے لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی تے چاٹتا ہے اور ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم کسی بری
مثال سے تشبیہ دیئے جائیں (بخاری)

حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ملت اور ہماری قوم جس عز و شرف کی حامل ہے اور اس انسانیت کے جن اعلیٰ
اصول اور شرافت و تہذیب کے جس بلند معیار سے کے نوازا گیا ہے اس کے پیش نظر ہماری ملت و قوم کے کسی بھی فرد کے لئے یہ
بات قطعاً مناسب نہیں ہے کہ وہ کوئی بھی ایسا کام کرے جو اس کے ملی شرف اور اس کی قومی عظمت کے منافی ہو اور اس کی وجہ سے اس
پر کوئی بری مثال چسپاں کی جائے۔

اس سے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ کسی کو کوئی چیز بطور ہد یہ تحفہ دے کر واپس لینا چونکہ ایسا ہی ہے
جیسے کہ کتا اپنی تے چاٹ لیتا ہے اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنی کوئی چیز ہد یہ کرے اور پھر اسے
واپس لے لے اور اس طرح اس پر یہ بری مثال چسپاں کی جانے لگے۔

یہ تو حدیث کی وضاحت اور اس سے پیدا ہونے والا ایک اخلاقی اور نفسیاتی پہلو تھا لیکن اس کا فقہی اور شرعی پہلو یہ ہے کہ امام
اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق کسی کو کوئی چیز بطور ہبہ یا بطور صدقہ دینا اور پھر لینے والے کے قبضے میں اس چیز کے چلے جانے
کے بعد اس کو واپس لے لینا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے البتہ بعض صورتوں میں جائز نہیں ہے جس کی تفصیل دوسری فصل کی پہلی حدیث
کے ضمن میں ذکر کی جائے گی اور اس بارے میں ایک حدیث بھی منقول ہے۔

یہاں مذکور بہ حدیث کے بارے میں حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کراہت پر محمول ہے اور اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ کسی کوئی چیز
دے کر واپس لے لینا بے مردتی اور غیر پسندیدہ بات ہے لیکن بقیہ تینوں ائمہ یعنی حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت

امام احمد بن حنبل کے نزدیک چونکہ یہ حدیث حرمت پر محمول ہے اس لئے ان تینوں کا مسلک یہ ہے کہ ہدیہ اور صدقہ دے کر واپس لے لینا جائز نہیں ہے البتہ حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز بہہ کرے تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد کا قول بھی یہی ہے اور آگے آنے والی بعض احادیث بھی ان پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان احادیث کے جو معنی حنفیہ نے مراد لئے ہیں وہ بھی آگے مذکور ہوں گے۔



کتاب الرقی

یہ کتاب رقی کے بیان میں ہے

باب ذکر الاختلاف علی ابن ابی نجیح فی خبر زید بن ثابت فیہ .

اس بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں علی بن ابی شیح سے ہونے والے

اختلاف کا تذکرہ

3708 - أَخْبَرَنَا هَلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ

ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الرُّقْبَى جَائِزَةٌ" .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"رقی جائز ہے۔"

3709 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الرُّقْبَى لِلَّذِي أَرْقَبَهَا .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رقی اس کا حق قرار دیا ہے جسے رقی کے طور پر وہ چیز

دی گئی ہو۔

3710 - أَخْبَرَنَا زَكْرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ

عَنْ طَاوُسٍ لَعَلَّهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا رُقْبَى فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُ الْمِيرَاثِ .

☆☆ طاؤس، شاید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: رقی کی کوئی حیثیت نہیں ہے جس چیز کو رقی

کے طور پر دیا گیا ہو وہ وراثت کے راستے سے (یعنی وراثت کے طور پر) تقسیم ہوگی۔

3708- انفرادہ النسائي . تحفة الاشراف (3720) .

3709- انفرادہ النسائي . تحفة الاشراف (3701) .

3710- انفرادہ النسائي . تحفة الاشراف (5728) .

باب ذکر الاختلاف علی ابی الزبیر

یہ باب ہے کہ ابو زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3711 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنِي

زَيْدٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُرْقِبُوا أَمْوَالَكُمْ فَمَنْ أَرَقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لِمَنْ أَرَقَبَهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"اپنے اموال کو رقی کے طور پر نہ دو جو شخص کوئی چیز رقی کے طور پر دیتا ہے تو یہ اس کی ملکیت ہوگی جسے رقی کے طور پر دی گئی تھی۔"

3712 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِمَنْ أَعْمَرَهَا وَالرَّقْبَى جَائِزَةٌ لِمَنْ أَرَقَبَهَا وَالْعَائِدُ فِي هَيْئِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"عمری اُس شخص کے لیے جائز ہے جسے عمری کے طور پر چیز دی گئی ہو اور رقی اُس شخص کے لیے جائز ہے جسے رقی کے طور پر چیز دی گئی ہو اور اپنے ہیہ کو واپس لینے والا شخص اُس طرح ہے، جیسے کوئی اپنی تے کو چاٹ لیتا ہے۔"

3713 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ الْعُمْرَى وَالرَّقْبَى مَوَاءٌ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عمری اور رقی کا حکم برابر ہے۔

3714 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ قَالَ لَا تَحِلُّ الرَّقْبَى وَلَا الْعُمْرَى فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ وَمَنْ أَرَقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رقی جائز نہیں ہے اور عمری بھی جائز نہیں ہے جو چیز عمری کے طور پر دی

گئی ہو وہ اُسی شخص کی ملکیت ہوگی اور جو چیز رقی کے طور پر دی گئی ہو وہ اُسی شخص کی ملکیت ہوگی۔

3715 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ

3711 - اسعد بنہ النسائی - وسای فی الرقی، ذکر الاختلاف علی ابی الزبیر (الحديث 3712 و 3713 و 3714 و 3715 و 3716). تحفة الاشراف (5756).

3712 - تقدم (الحديث 3711).

3713 - تقدم (الحديث 3711).

3714 - تقدم (الحديث 3711).

طَاوُسٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا تَصْلُحُ الْعُمَرَى وَلَا الرُّقْبَى فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا أَوْ أَرْقَبَهُ فَإِنَّهُ لِمَنْ أَعْمَرَهُ وَأَرْقَبَهُ حَيَاتَهُ وَمَوْتَهُ . أَرْسَلَهُ حَنْظَلَةُ :

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عمری درست نہیں ہے اور رقبی بھی درست نہیں ہے جو شخص کوئی چیز عمری کے طور پر دیتا ہے یا رقبی کے طور پر دیتا ہے تو یہ اس کی ملکیت ہوگی جسے عمری کے طور پر یا رقبی کے طور پر یہ چیز دی گئی ہے اس شخص کی زندگی اور موت میں یہ حکم برابر ہے۔

حظله نامی راوی نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3716 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا جَبَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ حَنْظَلَةَ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِلُّ الرُّقْبَى فَمَنْ أَرْقَبَ رُقْبَى فَهُوَ سَبِيلُ الْمِيرَاثِ" .

☆☆ طَاوُس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"رقبی حلال ہے جب کسی چیز کو رقبی کے طور پر، کسی کو دیا جائے تو وہ وراثت کے طور پر تقسیم ہوگی۔"

3717 - أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ قَابِطٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمَرَى مِيرَاثٌ" .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"عمری میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے۔"

3718 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ قَابِطٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمَرَى لِلْوَارِثِ" .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"عمری وارث کو ملے گی۔"

3719 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ قَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرَى جَائِزَةٌ" .

3715-تقدم (الحديث 3711) .

3716-تقدم (الحديث 3711) .

3717-انقرده النسائي . وسألي في الرقي، ذكر الاختلاف على أبي الزبير (الحديث 3720) . وفي العمري، (الحديث 3722) . تحفة الاشراف (3721) .

3718-احرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرقي (الحديث 3559) و اخرجه النسائي في الرقي، ذكر الاختلاف على أبي الزبير (الحديث 3719 و 372100 و في العمري، (الحديث 3723 و 3724 و 3725 و 3726) . و اخرجه ابن ماجة في الهبات، باب العمري (الحديث 2381) . تحفة الاشراف (3700) .

3719-تقدم (الحديث 3718) .

☆ ☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 ”عمری جائز ہے۔“

3720 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرَى لِلْوَارِثِ".
 ☆ ☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 ”عمری وارث کو ملے گی۔“

3721 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنَا جَبَّارُ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ حُجَيْرِ الْمَدَنِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرَى لِلْوَارِثِ". وَاللَّهُ أَعْلَمُ.
 ☆ ☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 ”عمری وارث کو ملے گی۔“

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔



کتابُ العُمَرٰی

یہ کتاب عمری کے بیان میں ہے

باب

بلا عنوان

3722 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ طَاوَسًا يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ قَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرٰی هِيَ لِلْوَارِثِ".

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"عمری وارث کو ملتی ہے۔"

3723 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ طَاوَسًا يُحَدِّثُ عَنْ حُجْرِ الْمَدَنِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ قَابِطٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرٰی لِلْوَارِثِ".

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"عمری وارث کو ملتی ہے۔"

شرح

حضرت جابر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمری اپنے مالک یعنی معمر لہ کے ورثاء کی میراث ہو جاتا ہے (مسلم، مشکوٰۃ الصالح، جلد سوم: رقم الحدیث، 228)

معمر لہ اس شخص کو کہتے ہیں جسے بطور عمری کوئی چیز دی جاتی ہے چنانچہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو مثلاً کوئی مکان بطور عمری دیا جاتا ہے وہ مکان اس کی زندگی تک تو اس کی ملکیت رہتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت بن جاتا ہے گویا یہ حدیث اپنے ظاہری مفہوم کے اعتبار سے جمہور علماء کے مسلک کی دلیل ہے۔

اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص اور اس کے درتاہ کو کوئی چیز بطور عمری دی جاتی ہے تو وہ عمری اسی شخص کا ہو جاتا ہے جسے وہ دیا گیا ہے (یعنی وہ چیز اس کی ملکیت ہو جاتی ہے) عمری دینے والے کی ملکیت میں واپس نہیں آتا کیونکہ دینے والے نے اس طرح دیا ہے کہ اس میں میراث جاری ہو جاتی ہے (بخاری و مسلم)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز کسی شخص کو بطور عمری دی جاتی ہے وہ اس شخص کی ہو جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کی ملکیت میں چلی جاتی ہے دینے والے کی ملکیت میں واپس نہیں آتی۔

3724 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرِو عَنْ طَاوُسٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْعُمَرَى لِلْوَارِثِ .

☆ ☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عمری کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ وہ وارث کو ملے گی۔

3725 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرِو عَنْ طَاوُسٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْعُمَرَى لِلْوَارِثِ .

☆ ☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عمری کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ وہ وارث کو ملے گی۔

3726 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ عَرَضَ عَلَى مَعْقِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْتَمِرِهِ مَحَبَّاهُ وَمَمَاتُهُ وَلَا تَرَقُبُوا فَمَنْ أَرَقَبَ شَيْئًا فَهُوَ لِسَبِيلِهِ" .

☆ ☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کوئی چیز عمری کے طور پر کسی کو دیتا ہے تو اس کی زندگی اور موت دونوں صورتوں میں یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی ہے جسے عمری کے طور پر دی گئی ہے اور تم کسی چیز کو قبیض کے طور پر نہ دو جو شخص زحمت کے طور پر کوئی چیز دیتا ہے تو وہ اس کے راستے میں (یعنی وراثت کے اصولوں کے تحت) تقسیم ہوگی۔"

3727 - أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَعْنِي قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ قَالَ أَبَانَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ الْحُجْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرَى جَائِزَةٌ" .

3724-تقدم (الحديث 3718) .

3725-تقدم (الحديث 3718) .

3726-تقدم (الحديث 3718) .

3727-اندر دہ النسائی . تحفة الاشراف (5393)

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"عمری جائز ہے۔"

3728 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَكَّارٍ بْنِ يَلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ - هُوَ ابْنُ بَشِيرٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّ الْعُمَرَى جَائِزَةٌ".
☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"عمری جائز ہے۔"

3729 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَّارٌ قَالَ أَخْبَانَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا مَكْحُولٌ عَنْ طَاوُسٍ بَنَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُمَرَى وَالرُّقْبَى .
☆☆ طاووس بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عمری کو اور رقبی کو لازم قرار دیا ہے۔

شرح

عمری کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ مکان تمہیں تمہاری زندگی تک کے لئے دیا یہ جائز ہے اس صورت میں جب تک وہ شخص جس کو مکان دیا گیا ہے زندہ ہے اس سے وہ مکان واپس نہیں لیا جاسکتا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد وہ مکان واپس لیا جاسکتا ہے یا نہیں اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

جس کی تفصیل یہ ہے کہ عمری کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ کوئی شخص مثلاً اپنا مکان کسی کو دے اور یہ کہے کہ میں نے اپنا یہ مکان تمہیں دے دیا جب تک تم زندہ رہو گے یہ تمہاری ملکیت میں رہے گا تمہارے مرنے کے بعد تمہارے وارثوں اور اولاد کا ہو جائے گا اس صورت کے بارے میں تمام علماء کا بالاتفاق یہ مسلک ہے کہ یہ ہبہ ہے اس صورت میں مکان مالک کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اور جس شخص کو دیا گیا ہے اس کی ملکیت میں آ جاتا ہے اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء اس مکان کے مالک ہو جاتے ہیں اگر ورثاء نہ ہوں تو بیت المال میں داخل ہو جاتا ہے۔

عمری کی دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ دینے والا بلا کسی قید و شرط کے یعنی مطلقاً یہ کہے کہ یہ مکان تمہاری زندگی تک تمہارا ہے اس صورت کے بارے میں علماء کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ اس کا بھی حکم وہی ہے جو پہلی صورت کا حکم ہے چنانچہ حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے اور بعد اس کے وارثوں کا حق نہیں ہوتا بلکہ اصل مالک یعنی جس نے اس شخص کو دیا تھا کی ملکیت میں واپس آ جاتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ دینے والوں کہے کہ یہ مکان تمہاری زندگی تک تمہارا ہے تمہارے مرنے کے بعد میری اور میرے وارثوں کی ملکیت میں آ جائے گا اس صورت کے بارے میں بھی زیادہ صحیح یہی بات ہے کہ اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلی صورت ہے حنفیہ کے نزدیک یہ شرط کہ تمہارے مرنے کے بعد میری اور میرے وارثوں کی ملکیت میں آ جائے گا فاسد ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ کسی فاسد شرط کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتا۔

حضرت امام شافعیؒ کا بھی زیادہ صحیح قول یہی ہے لیکن حضرت امام احمدیہ فرماتے ہیں کہ عمری کی یہ صورت ایک فاسد شرط کی وجہ سے فاسد ہے۔ عمری۔ بارے میں حضرت امام مالک کا یہ قول ہے کہ اس کی تمام صورتوں میں بنیادی مقصد دی جانے والی چیز کی منفعت کا مالک کرنا ہوتا ہے۔

باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر جابر فی العمری

عمری کے بارے میں حضرت جابرؓ کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ
3730 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا بِسْطَامُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ فَقَالَ "الْعُمَرَى جَائِزَةٌ".
 ☆☆ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:
 "عمری جائز ہے۔"

3731 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُسْلِمَانَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعُمَرَى وَالرَّقْيِ. قُلْتُ وَمَا الرَّقْيُ قَالَ يَقُولُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِثْلَ لَكَ حَيَاتِكَ. فَإِنْ فَعَلْتُمْ فَهُوَ جَائِزَةٌ.
 ☆☆ عطاء بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عمری اور رقی سے منع کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا رقی سے مراد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک شخص دوسرے شخص سے یہ کہے۔ تمہاری زندگی میں یہ چیز تمہاری ہے اگر تم ایسا کر لیتے ہو تو یہ باز ہوگا۔

3732 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَنَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرَى جَائِزَةٌ".
 ☆☆ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
 "عمری جائز ہے۔"

3733 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا جَبَانٌ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أُعْطِيَ شَيْئًا حَيَاتَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتُهُ وَمَوْتُهُ".

3730 - المعردہ النسائی . تحفة الاشراف (2481) .

3731 - المعردہ النسائی . تحفة الاشراف (19053) .

3732 - احرجه البحاري في الابهة . باب ما قيل في العمرى والرقى (الحديث 2626م) . و احرجه مسلم في الابهة . باب العمرى (الحديث 30

و (31) . و احرجه النسائی في العمرى . ذكر اختلاف يحيى بن ابي كثير و محمد بن عمرو على ابي سلمة فيه (الحديث 3762) . تحفة الاشراف (2470) .

3733 - المعردہ النسائی . تحفة الاشراف (19054) .

☆ ☆ عطاء روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جس شخص کو کوئی چیز زندگی بھر کے لیے دی جائے تو وہ اس کی زندگی اور موت میں وہ چیز اسی کی ملکیت ہوتی ہے۔“

3734 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مُفَيَّانَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُرْقِبُوا وَلَا تُغَيِّرُوا فَمَنْ أُرْقِبَ أَوْ أُغَيِّرَ شَيْئًا فَهُوَ لِرَاقِبِهِ".

☆ ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”تم لوگ رقی کے طور پر کوئی چیز نہ دو اور عمری کے طور پر کوئی چیز نہ دو جس شخص کو کوئی چیز رقی کے طور پر یا عمری کے طور

پر دی جائے تو وہ اس کے ورثاء کو ملے گی۔“

شرح

عمری کی طرح رقی بھی یہی ہے کی ایک شاخ ہے اس کی وضاحت بھی ابتداء باب کے حاشیہ میں کی جا چکی ہے چنانچہ رقی کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے یہ کہے کہ میں اپنا مکان تمہیں اس شرط کے ساتھ دیتا ہوں کہ اگر میں تم سے پہلے مر گیا تو یہ مکان تمہاری ملکیت میں رہے گا اور اگر تم مجھ سے پہلے مر گئے تو پھر یہ میری ملکیت میں آ جائے گا رقی مشتق ہے ارقاب سے جو مراقبہ کے معنی میں ہے گویا رقی میں ہر ایک دوسرے کی موت کا منتظر رہتا ہے۔

اس حدیث میں عمری اور رقی سے منع کیا گیا ہے اور اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ تم جو چیز بطور عمری یا رقی کسی کو دیتے ہو وہ اس شخص کی ملکیت میں چلی جاتی ہے اور تمہاری ملکیت چونکہ کلیۃً ختم ہو جاتی ہے اس لئے اس شخص کے مرنے کے بعد وہ چیز اس کے ورثاء کی ملکیت میں منتقل ہو جاتی ہے لہذا تم اپنے مال کو بطور عمری یا رقی اپنی ملکیت سے نکال کر اپنا نقصان نہ کرو۔ اب رہی یہ بات کہ جب پہلے ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عمری اور رقی جائز ہیں تو پھر اس ممانعت کا محمول کیا ہوگا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو یہ ممانعت اس وقت فرمائی گئی ہوگی جب یہ دونوں جائز نہیں تھے اس صورت میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا پھر اس ارشاد گرامی کی مراد یہ ظاہر کرنا ہے کہ عمری اور رقی اگرچہ مصلحت کے خلاف ہیں لیکن جب یہ وقوع پذیر ہو جاتے ہیں (یعنی کسی کو کوئی چیز بطور عمری یا رقی دیدی جاتی ہے) تو شرعی طور پر یہ صحیح ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ چیز نہ صرف اس کی ملکیت میں آ جاتی ہے کہ جس کو دی گئی ہے بلکہ اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء کی ملکیت میں پہنچ جاتی ہے اس صورت میں اس حدیث کو منسوخ قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔

عمری کے بارے میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ یہ حنفیہ کے ہاں جائز ہے لیکن رقی کے بارے میں ملا علی قاری یہ لکھتے ہیں کہ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد کے نزدیک تو جائز نہیں ہے لیکن حضرت امام ابو یوسف کے قول کے مطابق جائز ہے۔ حنفی علماء میں سے بعض شارحین حدیث نے اس حدیث کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ نہی (ممانعت) ارشادی ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنا مال کسی مدت متعینہ تک کے لئے ہبہ نہ کرو کہ جب وہ مدت پوری ہو جائے تو اپنا مال واپس لے لو کیونکہ جب تم اپنی

کوئی چیز کسی کو دید تو وہ تمہاری ملکیت سے نکل گئی اب وہ تمہاری ملکیت میں نہیں آئے گی خواہ تم وہ چیز بہر کی صراحت کر کے دویا عمری اور رقبی کے طور پر دو۔

3735 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبَانَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبِيبَ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا عُمَرَى وَلَا رُقْبَى فَمَنْ أُغِيرَ شَيْئًا أَوْ أُرْقِبَ فَهُوَ لَهُ حَيَاتُهُ وَمَمَاتُهُ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"عمری اور رقبی کی کوئی حیثیت نہیں ہے جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی جائے یا رقبی کے طور پر کوئی چیز دی جائے تو اس کی زندگی اور موت میں یہ اس کی ملکیت ہوگی۔"

3736 - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ { قَالَ أَبَانَا ابْنُ جُرَيْجٍ } قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَلَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا عُمَرَى وَلَا رُقْبَى فَمَنْ أُغِيرَ شَيْئًا أَوْ أُرْقِبَ فَهُوَ لَهُ حَيَاتُهُ وَمَمَاتُهُ". قَالَ عَطَاءٌ هُوَ لِلْآخِرِ.

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"عمری اور رقبی کی کوئی حیثیت نہیں ہے جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی جائے یا رقبی کے طور پر کوئی چیز دی جائے تو اس کی زندگی اور موت میں یہ اسی کی ملکیت ہوگی۔"

عطاء کہتے ہیں: یہ دوسرے شخص کی ملکیت ہوگی (یعنی جسے عمری یا رقبی کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی)۔

3737 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ أَبَانَا وَكَيْعٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقْبَى وَقَالَ "مَنْ أُرْقِبَ رُقْبَى فَهُوَ لَهُ".

☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رقبی سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص کو رقبی کے طور پر کوئی چیز دی جائے یہ اسی کی ملکیت ہوگی۔"

3738 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ أُغِيرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ حَيَاتُهُ وَمَمَاتُهُ".

3735- تقدم (الحديث 3735).

3736- تقدم (الحديث 3735).

3737- تقدم (الحديث 3735).

3738- أخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 28) - بمعناه مطرولاً، تحفة الاشراف (2821).

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی جائے تو اس کی زندگی اور اس کی موت میں یہ اسی کی ملکیت ہوگی۔“

3739 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ يَشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ عَنْ

أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ امْسِكُوا عَلَيْكُمْ .
يَعْنِي أَمْوَالَكُمْ - لَا تُعْمِرُوا هَا فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَإِنَّهُ لِمَنْ أَعْمَرَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتِهِ“ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اے انصار کے گروہ! تم اپنی چیزوں کو (راوی کہتے ہیں: یعنی اپنے اموال کو) اپنے پاس روک کے رکھو اے تم عمری

کے طور پر کسی کو نہ دو کیونکہ جو شخص عمری کے طور پر کوئی چیز دیتا ہے تو جس شخص کو یہ چیز عمری کے طور پر دی گئی تھی تو اسی

کی ملکیت ہوگی اس کی زندگی اور اس کی موت (دونوں صورتوں میں یہی حکم ہے)۔“

3740 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”امْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ وَلَا تُعْمِرُوا هَا لِمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا حَيَاتَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ
وَبَعْدَ مَوْتِهِ“ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”تم اپنے اموال کو اپنے پاس رکھو۔ انہیں عمری کے طور پر نہ دو، جو شخص عمری کے طور پر کوئی چیز زندگی بھر کے لئے کسی کو

دیتا ہے تو اس دوسرے شخص کی زندگی اور موت دونوں صورتوں میں یہ اسی کی ملکیت ہوگی۔“

3741 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”الرَّقْبَى لِمَنْ أَرْقَبَهَا“ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”رقبی اس شخص کی ملکیت ہوگی جس کو یہ دی گئی تھی۔“

3742 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”الْعُمْرَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا وَالرَّقْبَى جَائِزَةٌ لِأَهْلِهَا“ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

3739 - أخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث 27) . تحفة الاشراف (2679) .

3740 - أخرجه النسائي . تحفة الاشراف (2986) .

3741 - أخرجه ابن داود في البيوع و الاجارات، باب في الرقي (الحديث 3558) . و أخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في الرقي

(الحديث 1351) . و أخرجه النسائي في العمري . ذكر اختلاف الناطق ثقاتين لحبر جابر في العمري (الحديث 3742) . و أخرجه ابن ماجه في

الهبات، باب الرقي (الحديث 2383) . تحفة الاشراف (2705) .

3742 - تقدم (الحديث 3741)

”عمری اس کے اہل کے لئے جائز ہے اور رقی اس کے اہل کے لئے جائز ہے۔ (یعنی جسے دی گئی ہے، اس سے۔
جائز ہوگی)

باب ذکر الاختلاف علی الزہری فیہ

اس بارے میں زہری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

3743 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”مَنْ أَعْمَرَ عُمَرَى فَهِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ“.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
”جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی جائے تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی، اس کے ورثاء میں سے جو شخص اس کا وارث بنتا ہے، وہ اس چیز کا وارث ہوگا۔“

3744 - أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”الْعُمَرَى لِمَنْ أَعْمَرَهَا هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ“.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
”عمری اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے عمری کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی، یہ اس کی ملکیت ہوگی اور اس کے وارثوں کی ملکیت ہوگی، اس کے ورثاء میں سے جو شخص اس کا وارث بنتا ہوگا، وہ اس چیز کا وارث بنے گا۔“

3745 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الْبَغْلَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَابْنِ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”الْعُمَرَى لِمَنْ أَعْمَرَهَا هِيَ لَهُ وَلِعَقِبِهِ يَرِثُهَا مَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ“.

3743- أخرجه ابن داود في البيوع والاجارات، باب في العمري (الحديث 3551 و 3552). وأخرجه النسائي في العمري، ذكر اختلاف علي الزهري فيه (الحديث 3745). تحفة الاشراف (2395).
3744- أخرجه البخاري في الهبة، باب ما قيل في العمري والرقبي (الحديث 2625) وأخرجه مسلم في الهبات، باب العمري (الحديث 20 و 21 و 22 و 23 و 24 و 25). وأخرجه ابو داود في البيوع والاجارات، باب في العمري (الحديث 3550 و 3552) وساب من قال فيه. ولعقبه (الحديث 3553 و 3554). وأخرجه الرمزي في الاحكام، باب ما جاء في العمري (الحديث 3148). وأخرجه النسائي في العمري، ذكر الاختلاف على الزهري فيه (الحديث 3745 و 3747 و 3748 و 3749 و 3750 و 3751 و 3752). وذكر اختلاف يحيى بن ابي كثير و محمد بن عمرو على ابي سلمة فيه (الحديث 3703 و 3754). وأخرجه ابن ماجه في الهبات، باب العمري (الحديث 2380). تحفة الاشراف (3148).
3745- تقدم في العمري، ذكر اختلاف علي الزهري فيه (الحديث 3743 و 3744).

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”عمری اس شخص کی ملکیت ہوتی ہے جسے عمری کے طور پر وہ چیز دی گئی ہو یہ اس شخص کی اور اس کے پسماندگان کی ملکیت ہوگی، اس کے پسماندگان میں سے جو شخص اس کا وارث بنتا ہے، وہ اس چیز کا وارث بنے گا۔“

3746 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ اللَّيْمَشِيُّ عَنْ أَبِي عُمَرَ الصَّنَعَانِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمَرَى لَهُ وَلَعَقِبُهُ فِيهِ لَهُ وَلَمَنْ يَرِثُهُ مِنْ عَقِبِهِ مَوْرُوثَةٌ".

☆☆ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ”جو شخص کسی دوسرے شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دیتا ہے تو وہ اس دوسرے شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی اور یہ اس کے ورثاء کو وراثت میں ملے گی۔“

3747 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَاهِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمَرَى لَهُ وَلَعَقِبُهُ فَقَدْ قَطَعَ قَوْلُهُ حَقَّهُ وَهِيَ لِمَنْ أَعْمَرَ وَلَعَقِبُهُ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ”جو شخص عمری کے طور پر کوئی چیز کسی دوسرے شخص کو دیتا ہے تو اس شخص کے ان الفاظ نے اس کے حق کو ختم کر دیا ہے، یہ چیز اس دوسرے شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی، جسے عمری کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی۔“

3748 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَاهِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْمَرَ عُمَرَى لَهُ وَلَعَقِبُهُ فَإِنَّهَا لِلدِّيِّ يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ إِلَيَّ الَّذِي أَعْطَاهَا لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِثُ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”جس شخص کو اور اس کے پسماندگان کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو، تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے وہ چیز دی گئی تھی اور یہ دینے والے کی طرف واپس نہیں جائے گی، کیونکہ اس نے ایسے طریقے کے ساتھ یہ عطیہ دیا ہے جس میں وراثت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔“

3749 - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو

3746 - انفرادہ النسائی . تحفة الاشراف (5280 الف) .

3747 - تقدم (الحديث 3744) .

3748 - تقدم (الحديث 3744) .

3749 - تقدم (الحديث 3744) .

سَلَمَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمَرَى لَهُ وَلَعَقِبَهُ فَإِنَّهَا لِلَّذِي أَعْمَرَهَا يَرُثُهَا مِنْ صَاحِبِهَا الَّذِي أَعْطَاهَا مَا وَقَعَ مِنْ مَوَارِيثِ اللَّهِ وَحَقِّهِ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اور اس کے پسماندگان کو عمری کے طور پر کوئی چیز دے، تو یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے عمری کے طور پر وہ چیز دی گئی تھی، اور جس شخص کو یہ چیز دی گئی ہے، اس کے وہ رشتہ دار اس چیز کے وارث بنیں گے، جن کے بارے میں وراثت کے احکام موجود ہیں اور جن کا (وراثت میں) حق ہے۔

3750 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي قَتَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى لِمَنْ أَعْمَرَ عُمَرَى لَهُ وَلَعَقِبَهُ فَهِيَ لَهُ بَشَلَةٌ لَا يَجُوزُ لِلْمُعْطَى مِنْهَا شَرْطٌ وَلَا ثَنِيًا . قَالَ أَبُو سَلَمَةَ لَأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ فَتَقَطَّعَتِ الْمَوَارِيثُ شَرْطُهُ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا ہے: جس شخص کو اور اس کے متعلقین کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی جائے، تو یہ لازم ہوگئی ہے، اب دینے والے شخص کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے اس میں کوئی شرط یا استثناء مقرر کرے۔

ابو سلمہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے، اس شخص نے یہ عطیہ ایسے طریقے سے دیا ہے جس میں وراثت کے احکام جاری ہو گئے ہیں، اور وراثت کے یہ احکام اس کی مقرر کردہ شرط کو کالعدم کر دیں گے۔

3751 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّمَا رَجُلٌ أَعْمَرَ رَجُلًا عُمَرَى لَهُ وَلَعَقِبَهُ قَالَ لَقَدْ أَعْطَيْتُكُمَا وَعَقِبُكَ مَا بَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدٌ فَإِنَّهَا لِمَنْ أَعْطَاهَا وَإِنَّهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ أَعْطَاهَا عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "جو شخص کسی دوسرے شخص کو اور اس کے متعلقین کو عمری کے طور پر کوئی چیز دے، اور یہ کہے: میں نے یہ تمہیں اور تمہارے متعلقین کو عطیہ کے طور پر دی ہے، جب تک ان میں سے کوئی بھی شخص باقی ہو، تو یہ چیز اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے عطیہ کے طور پر دے دی گئی ہے، اب یہ اس چیز کے اصل مالک کی طرف واپس نہیں جائے گی، اس کی وجہ یہ ہے اس شخص نے اپنے عطیہ کے طور پر یہ چیز دی ہے جس میں وراثت کے احکام جاری ہوں گے۔"

3752 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قَتَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي

حَنِيبٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْعُمَرِيِّ أَنْ يَهَبَ الرَّجُلُ لِلرَّحُلِ وَلِعَقِبِهِ الْهَبَةَ وَيَسْتَتِيَّ إِنْ حَدَّثَ بِكَ حَدَّثٌ وَبِعَقِبِكَ فَهُوَ إِلَيَّ وَالْيَ عَقِبِي إِنَّهَا لَمَنْ أُعْطِيَهَا وَلِعَقِبِهِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے عمری کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اور اس کے متعلقین کو کوئی چیز بیہ کرتا ہے اور اس میں سے یہ استثناء کر لیتا ہے اگر تمہارے ساتھ یا تمہارے پسماندگان کے ساتھ کوئی حادثہ رونما ہو گیا تو یہ مجھے واپس مل جائے گی، یا میرے پسماندگان کو واپس مل جائے گی، تو ایسی چیز اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے دئی گئی تھی، یا اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی۔

باب ذِکْرِ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلَى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں منقول حدیث میں ابو سلمہ سے یحییٰ بن ابوکثیر اور محمد بن عمرو

کے اختلاف کا تذکرہ

3753 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمَرِيُّ لِمَنْ وَهَبَتْ لَهُ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"عمری اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے بیہ کے طور پر دی گئی ہے۔"

3754 - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُوسٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرِيُّ لِمَنْ وَهَبَتْ لَهُ" .

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"عمری اس شخص کی ملکیت ہوگی جسے بیہ کے طور پر دی گئی ہے۔"

3755 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا عُمَرِيَّ فَمَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

3752- تقدم (الحديث 3744) .

3753- تقدم (الحديث 3744) .

3754- تقدم (الحديث 3744) .

3755- الفردية الساني . تحفة الاشراف (15007) .

”عمری درست نہیں ہے تاہم جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی جائے، وہ اس کی ملکیت ہوگی۔“

3756 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو

قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أَعْمَرَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”جس شخص کو عمری کے طور پر کوئی چیز دی جائے، وہ اس کی ملکیت ہوگی۔“

3757 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ

بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرَى جَائِزَةٌ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”عمری جائز ہے۔“

3758 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلَنِي

سُلَيْمَانُ بْنُ هِشَامٍ عَنِ الْعُمَرَى فَقُلْتُ حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ قَضَى نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْعُمَرَى جَائِزَةٌ.

☆☆ قاضی شریح بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ فیصلہ دیا تھا۔ عمری جائز ہے۔

3759 - قَالَ قَتَادَةُ وَقُلْتُ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرَى جَائِزَةٌ".

☆☆ قتادہ کہتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات منقول ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”عمری جائز ہے۔“

3760 - قَالَ قَتَادَةُ وَقُلْتُ كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ الْعُمَرَى جَائِزَةً.

☆☆ قتادہ کہتے ہیں: حسن بصری رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے:

”عمری جائز ہے۔“

3761 - قَالَ قَتَادَةُ فَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِنَّمَا الْعُمَرَى إِذَا أُعْمِرَ وَعَقِبَهُ مِنْ بَعْدِهِ فَإِذَا لَمْ يَجْعَلْ عَقِبَهُ مِنْ بَعْدِهِ

3756 - الفردية النسائي . تحفة الاشراف (15065) .

3757 - أخرجه البخاري في الهبة، باب ما قيل في العمرى والرقي (الحديث 2626) . وأخرجه مسلم في الهبات، باب العمرى (الحديث

32) . وأخرجه ابو داود في البيوع، والاحارات، باب في العمرى (الحديث 3548) . وأخرجه النسائي في العمرى، ذكر اختلاف يحيى بن ابي

كثير و محمد بن عمرو على ابي سلمة فيه (الحديث 3759) . تحفة الاشراف (12212) .

3758 - الفردية النسائي . تحفة الاشراف (18799) .

3759 - تقدم (الحديث 3757) .

3760 - الفردية النسائي . تحفة الاشراف (18544) .

3761 - الفردية النسائي . تحفة الاشراف (19365) .

كَانَ لِلَّذِي يَجْعَلُ شَرْطَهُ .

☆☆ قنادہ کہتے ہیں، زہری یہ فرماتے ہیں۔ عمری کے طور پر جب کوئی چیز دی جائے تو یہ اس شخص کی اور اس کے ورثاء کی ملکیت ہوگی، لیکن اگر اس شخص کا کوئی وارث نہ ہو، تو پھر یہ اس شخص کی ملکیت ہوگی جس نے یہ شرط عائد کی تھی۔
(یعنی جس نے عمری کے طور پر وہ چیز دی تھی)

3762 - قَالَ قَتَادَةُ فَسُئِلَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ فَقَالَ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْعُمَرَى جَائِزَةٌ" .

☆☆ قنادہ کہتے ہیں: عطاء بن ابی رباح سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "عمری جائز ہے"۔

3763 - قَالَ قَتَادَةُ فَقَالَ الزُّهْرِيُّ كَانَ الْخُلَفَاءُ لَا يَقْضُونَ بِهَذَا .

☆☆ قنادہ بیان کرتے ہیں: زہری نے یہ بات بیان کی ہے: خلفاء نے اس کے مطابق فیصلہ نہیں دیا ہے۔

3764 - قَالَ عَطَاءُ قُضِيَ بِهَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ .

☆☆ عطاء کہتے ہیں: عبد الملک بن مروان نے اس کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔

باب عَطِيَّةِ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا .

یہ باب ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا کوئی عطیہ کرنا

3765 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ح وَأَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ

يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ - وَحَبِيبُ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَجُوزُ لِمَرْأَةٍ هَبَةٌ فِي مَالِهَا إِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عَصَمَتَهَا" . اللفظ لمحمد .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"عورت کے لئے اپنے مال میں سے کوئی بھی چیز ہبہ کرنا جائز نہیں ہے جبکہ اس کا شوہر اس کی عصمت کا مالک ہو"۔

روایت کے یہ الفاظ محمد بن معمر نامی راوی کے ہیں۔

3762 - تقدم (الحديث 3732) .

3763 - انفرديه السائي - تحفة الاشراف (19365) .

3764 - انفرديه السائي - تحفة الاشراف (19080) .

3765 - اخرجه ابو داود في البيوع والاجارات، باب في عطية المرأة بغير اذن زوجها (الحديث 3546) . تحفة الاشراف (8667 و 8702) .

شوہر کے مال سے خرچ کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں اپنے خطبہ میں فرماتے تھے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر میں سے کچھ خرچ نہ کرے۔ (خواہ صراحۃ ہو یا دلالت) عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا کھانے میں سے بھی خرچ نہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا ہمارے اموال میں نفیس ترین چیز ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 451)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جب شوہر کی اجازت کے بغیر ان چیزوں کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے جو کھانے سے کم تر درجہ کی ہیں تو کھانا خرچ کرنا کیسے درست ہوگا، جب کہ یہ افضل ترین چیز ہے۔ بظاہر اس حدیث میں اور اس بارے میں ذکر کی گئی گزشتہ احادیث میں تعارض نظر آتا ہے لیکن ان احادیث کی تشریحات اگر سامنے ہوں تو پھر کوئی تعارض نظر نہیں آئے گا کیونکہ ان تشریحات کے ذریعے احادیث میں تطبیق بیان کر دی گئی ہے۔

شوہر کی اجازت کے سبب بیوی کا شوہر کے مال سے خرچ کرنے کا بیان

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے گھر کھانے میں سے صدقہ دیتی ہے بشرطیکہ وہ اسراف نہیں کرتی تو اسے اس کے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے شوہر کو مال کمانے کی وجہ سے ثواب ملتا ہے اور داروغہ (مطبخ کے نگران) کو بھی ایسا ہی ثواب ملتا ہے (جیسا کہ مالک کو ثواب ملتا ہے) اور ان میں سے کسی کے ثواب میں دوسرے کے ثواب کی وجہ سے کمی نہیں ہوتی (یعنی ہر ایک کو پورا ثواب ملتا ہے)

(بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 447)

اس حدیث کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ شوہر نے بیوی کو اپنے مال سے صدقہ و خیرات کرنے کی اجازت دے رکھی ہو خواہ اس نے صراحۃً اجازت دی ہو یا دلالت۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اہل حجاز کا یہ معمول تھا کہ انہوں نے اپنی مہمان نوازی اور سخاوت کے پیش نظر اپنی بیویوں اور اپنے خدمت گاروں (مثلاً داروغہ مطبخ وغیرہ) کو یہ اجازت دے رکھی تھی کہ وہ مہمانوں کی بھرپور ضیافت کریں اور فقراء و مساکین نیز پڑوس کے لوگوں کو کھانا وغیرہ کھلا دیا کریں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ارشاد گرامی کے ذریعے اپنی امت کو ترغیب دلائی کہ یہ نیک اور اچھی عادت اختیار کریں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی (یعنی ان سے احکام شریعت پر عمل کرنے کا عہد لیا) تو ان میں ایک بڑے قد کی یا بڑے مرتبہ کی عورت کھڑی ہوئی جو غالباً قبیلہ مضر سے معلوم ہوتی تھی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارا بار اپنے والدین، اپنی اولاد اور اپنے شوہروں پر ہے، کیا ان کا مال ہمارے لئے ان کی اجازت کے بغیر حلال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تازہ مال ہوا اسے کھاؤ اور بطور تحفہ کے بھیجو۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 452)

تازہ مال" سے وہ چیزیں مراد ہیں جو دیرپا نہ ہوں بلکہ جلدی خراب ہو جاتی ہوں جیسے سالن ترکاری اور دودھ وغیرہ۔ لہذا ان چیزوں کے استعمال میں اجازت کی ضرورت نہیں کیونکہ عام طور سے لوگ ان کو خرچ کرنے سے منع نہیں کرتے گویا اس طرح ان چیزوں کے خرچ کرنے کے لئے دلالت اجازت حاصل ہوتی ہے بخلاف ان چیزوں کے جو خشک اور خراب نہ ہونے والی ہوں کہ ان کے خرچ کرنے کے لئے اجازت و رضاء کا حاصل ہونا ضروری ہے۔

مالک کی اجازت کے بغیر خرچ کرنے کا بیان

حضرت ابو اللہم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے آقا کے حکم کے مطابق گوشت (کو سکھانے کے لئے اس) کے پارچے بنا رہا تھا کہ میرے پاس ایک مسکین و فقیر آیا میں نے اسے اس میں سے کھانے کے لئے دے دیا۔ جب میرے آقا کو اس کا علم ہوا تو اس نے مجھے مارا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے آقا کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تم نے اسے کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرے کھانے میں سے بغیر میری اجازت کے دے دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (اگر تم صدقہ کرنے کا حکم دے دیتے یا اس کے صدقہ کرنے سے تم راضی و خوش ہوتے تو) تم دونوں ثواب کے حق دار ہوتے۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ عمیر نے کہا کہ میں ایک شخص کا غلام تھا چنانچہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنے مالک کے مال میں کچھ (یعنی قلیل و کمتر درجہ کی چیز جس کے خرچ کرنے کی عام طور پر اجازت ہوتی ہے) بطور صدقہ خرچ کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور اس کا ثواب تم دونوں کو آدھا آدھا ملے گا (مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 453)

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر کی شکایت پر ان کے آقا ابو اللہم سے جو کچھ کہا یا عمیر کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ مالک کے مال میں غلام و ملازم کو مطلقاً تصرف کا حق حاصل ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اس بات پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کہ غلام و ملازم کو کسی ایسی بات پر مارا جائے جسے مالک تو غلطی یا اپنا نقصان تصور کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ مالک کے حق میں غلطی یا نقصان نہیں ہے بلکہ اس کے اس میں بہتری و بھلائی ہے۔

لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو اللہم رضی اللہ عنہ کو ترغیب دلائی کہ ان کے غلام نے ان کے حق میں چونکہ بہتر اور نیک کام ہی کیا ہے۔ اس لئے اس سے درگزر کریں اور ثواب کو غنیمت جانیں جو ان کا مال خرچ ہونے کی وجہ سے انہیں ملا ہے۔ گویا یہ ابو اللہم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور تعلیم تھی نہ کہ عمیر کے فعل کی تقریر یعنی عمیر کے فعل کو آپ نے جائز قرار نہیں دیا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ دینے کی ممانعت کا بیان

3766 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ح وَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ

الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا لَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ خُطْبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ "لَا يَجُوزُ لِمَرْأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا".

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اس خطبے میں آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی: "عورت کے لئے، اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر، کوئی بھی عطیہ دینا جائز نہیں ہے۔"

3767 - أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانٍ عَنْ أَبِي حُدَيْفَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُعَمَّادٍ عَنْ بَشِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُلْقَمَةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ قَدِمَ وَقَدْ ثَقِيفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُمْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ "أَهْدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ فَإِنْ كَانَتْ هَدِيَّةً فَإِنَّمَا يُتَنَقَّى بِهَا وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ وَإِنْ كَانَتْ صَدَقَةً فَإِنَّمَا يُتَنَقَّى بِهَا وَجْهُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ". قَالُوا لَا بَلْ هَدِيَّةٌ. فَقَبِلَهَا مِنْهُمْ وَقَعَدَ مَعَهُمْ يُسَالِلُهُمْ وَيَسْأَلُونَهُ حَتَّى صَلَّى الظُّهْرَ مَعَ الْعَصْرِ.

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن علقمہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ثقیف قبیلے کا وفد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان کے ساتھ ہدیے کے طور پر کچھ موجود تھا، نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ اگر تو یہ ہدیہ ہے تو اس کا مقصد اللہ کے رسول ﷺ کی رضامندی کا حصول ہوگا اور ان کی ضروریات پوری کرنا ہوگا اور اگر یہ صدقہ ہے تو اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوگا تو ان لوگوں نے عرض کی: جی نہیں! یہ ہدیہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے اسے قبول کر لیا، پھر نبی اکرم ﷺ ان حضرات کے ساتھ تشریف فرما رہے، آپ ﷺ ان سے کچھ باتیں پوچھتے رہے، وہ لوگ آپ ﷺ سے سوالات کرتے رہے۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی۔

شرح

عطایا لفظ عطیہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بخشش یعنی اپنی کسی چیز کی ملکیت اور اس کے حق تصرف کو کسی دوسرے کی طرف منتقل کر دینا یا کسی کو اپنی کوئی چیز بلا کسی عوض دے دینا چنانچہ اس بابہ میں عطاء و بخشش کی تمام قسموں مثلاً وقف بہہ عمری اور رقبی کا ذکر کیا جائے گا۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ عطایا سے مراد امراء و سلاطین اور سربراہان مملکت کی بخششیں اور ان کے انعام ہیں۔ امام غزالی نے منہاج العابدین میں لکھا ہے کہ امراء و سلاطین کی بخششوں اور سرکاری انعامات کو قبول کرنے کے سلسلے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ بخشش انعام کسی ایسے مال کی صورت میں ہو جس کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول کر لینا درست ہے۔

لیکن بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ جب تک اس مال کے حلال ہو جانے کا یقین نہ ہو تو اسے قبول نہ کرنا ہی اولیٰ ہے اور زیادہ بہتر ہے کیونکہ موجودہ زمانے میں سلاطین کے پاس اور سرکاری خزانوں میں اکثر و بیشتر غیر شرعی ذرائع سے حاصل ہونے والا مال

وزر ہوتا ہے۔ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ غنی اور فقیر (یعنی مستطیع و مفلس) دونوں کے لئے امراء و سلاطین کے صلے (تحفے و ہدایا) حلال ہیں جب کہ ان کا مال حرام ہونا تحقیقی طور پر ثابت نہ ہو۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکندر یہ کے بادشاہ مقوقس کا تحفہ قبول فرمایا تھا اور ایک یہودی سے قرض لیا تھا باوجود یہ کہ یہودیوں کے بارے میں قرآن کریم نے آیت (اکالون للمسحت) (حرام مال کھانے والے) فرمایا ہے۔ اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ جس مال کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو وہ فقیر (مفلس) کے لئے تو حلال ہے لیکن غنی مستطیع کے لئے حلال نہیں ہے۔ آخر میں خلاصہ طے طور پر یہ مسئلہ جان لیجئے کہ جو شخص مفلس و نادار ہو اس کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ وہ سلاطین کا مال قبول کرے کیونکہ اگر وہ مال سلطان کی ذاتی ملکیت میں سے ہے تو اس کو لے لینا بلاشبہ درست ہے اور اگر وہ مال فنی مال غنیمت خراج یا عشر میں سے ہے تو پھر مفلس اس کا حقدار ہی ہے اسی طرح ایسے مال میں جو فنی اور خراج عشر میں حاصل ہوا ہو اہل علم کا بھی حق ہے کہ اسے وہ مال لے لینا چاہئے۔

چنانچہ منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا کہ جو شخص برضا و رغبت اسلام میں داخل ہوا اور اس نے قرآن یاد کیا تو وہ بیت المال سے ہر سال دو سو درہم لینے کا حق دار ہے اگر وہ اپنے اس حق کو دنیا میں نہیں لے گا تو وہ یعنی اس کا اجرا سے عقبی میں مل جائے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ مفلس اور عالم دین کو بیت المال سے اپنا حق لے لینا چاہئے۔

ہدیہ کی تعریف کا بیان

ہدیہ کا اصل مادہ ہدی ہے۔ یہ لفظ جوڑنے اور ملانے پر بولا جاتا ہے۔ ہدیہ کی جمع ہدایا آتی ہے جبکہ اہل مدینہ کی لغت میں اس کی جمع ہدائی ہے۔ صحاح میں ہیکہ ہدیہ ہدایا کا واحد ہے۔ ہمدی اس تھا یا طباق کو کہتے ہیں جس میں ہدیہ بھیجا جائے۔ اور عربی میں ہمدی آء اس شخص کو کہتے ہیں جو ہدیہ دینے کا عادی ہو۔ اور تھادی ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کے عمل کو کہتے ہیں جیسے کہ حدیث میں آتا ہے کہ۔

تَهَادَوْا تَحَابُّوا وَ تَصَافِحُوا يَذْهَبُ الْغِلُّ عَنْكُمْ

ایک دوسرے کو ہدیہ دو اور محبت بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے مصافحہ کرو اس سے تمہارا حسد اور کینہ جاتا رہے گا۔

(ابن عساکر بردایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

نیز امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔

تَهَادُوا اِنَّ الْهَدِيَّةَ تَذْهَبُ وَ حَرُّ الصَّدْرِ ، وَ لَا تَحْقِرْنَ جَارَةَ لَجَارَتِهَا وَلَوْ بِشِقِّ فَرَسٍ شَاةٍ

ایک دوسرے کو ہدیہ دو، اس سے دل کا کینہ ختم ہو جاتا ہے اور کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر نہ جانے چاہیے وہ ایک بکری کی ایک گھر کا ہی ہدیہ کیوں نہ ہو۔ (کنز العمال جلد 6 صفحہ 55)

ہدیہ کی اصطلاحی تعریف کا بیان

فقہاء کی تحریروں کی روشنی میں ہدیہ کی جو تعریف بیان کی ہے وہ یہ ہیں۔ ایک یہ ہے کہ کسی شرط کے بغیر ایک دوسرے کو جو مال دیا جاتا ہے اس کو ہدیہ کہتے ہیں۔

اس تعریف میں کسی شرط کے بغیر کے الفاظ قید احترازی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان سے رشوت خارج ہو جاتی ہے۔ نیز ان الفاظ سے بدلہ کا ہدیہ بھی خارج ہو جاتا ہے۔ یہ وہ ہدیہ ہے جس میں اسی جیسا یا اس سے کم یا زیادہ تحفہ لوٹانے کی پیشگی توقع ہوتی ہے۔ ایک اور تعریف یہ کی گئی ہے کہ ایک شخص پہل کر کے، دوسرے کو اس کی طلب کے بغیر ہدیہ دے۔

(ماخوذ: الصحاح للحمو ہری، لغت ادبی ہندیہ، کشف اللغات عن متن الاقناع)

ہدیہ کی ایک تعریف یہ بھی آئی ہے کہ ایسا مال جو ایک شخص دوسرے کو اعانت کی امید یا شرط لگائے بغیر اسے دے۔

(الاصول القنایہ فی الرافعات الشرعیہ قواعد صفحہ 328۔)

ایک اور تعریف یہ کی گئی ہے کہ ہدیہ وہ مال ہے جو دلی محبت کے اظہار الفت کے حصول اور ثواب کی غرض سے دیا جائے۔ (تہذیب السیاسة الشرعیہ فی حقوق الرائی وسعادہ الرعیہ، صفحہ 50)

ہدیہ قبول کرنے کا بیان

3768 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَلْبَانَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَيْشٍ أَوْ أَنْصَارِيٍّ أَوْ ثَقَفِيٍّ أَوْ دَوْسِيٍّ"۔

☆ ☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں نے یہ ارادہ کیا ہے اب میں صرف کسی قریشی سے، انصاری سے، ثقفی سے یا دوسی شخص سے ہی ہدیہ قبول کروں گا۔"

غیر مسلموں سے ہدیہ لینے یا دینے کا بیان

علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ "تبیین الحقائق" (6/22) میں کہتے ہیں کہ نوروز، اور مہرجان کے دن تحائف دینا جائز نہیں ہے، یعنی ان دنوں کے نام پر تحائف دینا حرام ہے، بلکہ کفر ہے، اور ابو حفص الکبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: "اگر کسی شخص نے اللہ کی پچاس سال تک عبادت کی اور پھر جب نوروز کا دن آیا اور کچھ مشرکوں کو ایک انڈا تحفہ میں نوروز کی تعظیم کرتے ہوئے دیدیا، تو اس نے کفر کیا، اور اس کے سارے اعمال ضائع ہو گئے" جامع الاصر "کے مصنف کہتے ہیں کہ: "اگر اس نے نوروز کے دن کسی مسلمان کو تحفہ نوروز کی تعظیم کے لئے نہیں دیا، بلکہ کچھ لوگوں کو اس دن تحفہ دینے کی عادت ہے تو یہ شخص کافر نہیں ہے، لیکن اسے چاہیے کہ اس دن میں تخصیص کے ساتھ تحائف مت دے، بلکہ اس سے پہلے یا بعد میں تحائف دے، تاکہ کفار سے اس کی مشابہت نہ ہو، کیونکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔

اور "جامع الاصر" میں یہ بھی ہے کہ: "ایک شخص نوروز کے دن کوئی چیز خریدتا ہے، اس دن سے پہلے وہ خریدنا بھی نہیں چاہتا تھا، اگر اس نے یہ کام مشرکوں کی طرح اس دن کی تعظیم کے لئے کیا تو اس نے کفر یہ کام کیا، اور اگر صرف کھانے پینے کی غرض سے خریداری کی تو یہ کفر یہ کام نہیں ہوگا۔

اور اسی طرح "التاج والاکیل" (4/319) میں مالکی فقیہ کہتے ہیں کہ ابن قاسم نے کسی عیسائی کو اس کی عید کے دن بدلہ چکانے کے لئے تحائف دینے کو مکروہ سمجھا ہے، اور اسی طرح یہودی کو اس کی عید کے دن کھجور کے پتے تحفہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ ایسے ہی حنبلی فقیہ "الاقناع" میں کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے تہواروں میں شریک ہونا، اور ان کے لیے عید کے دن معاون بننے والی اشیاء فروخت کرنا حرام ہے۔ بلکہ ان دنوں میں کوئی مسلمان بھی کسی دوسرے مسلمان کو تحائف مت دے، جیسے کہ حنفی فقہاء کی گفتگو میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

3769 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِذَنُوبٍ فَقَالَ "مَا هَذَا" . فَقِيلَ تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ . فَقَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ" .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے دریافت کیا: یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو بتایا گیا: یہ بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا تھا، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔"

عین میں تبدیلی سے متعلق قاعدہ فقہیہ کا بیان

تبدل الملک بوجوب تبدل لافى العين۔ (نور الانوار)

سبب ملکیت کی تبدیلی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے سبب ملکیت میں تبدیلی آجائے یعنی وہ سبب جس کی وجہ سے ملکیت تھی وہ سبب بھی تبدیل ہو جائے تو اس کی وجہ سے اس کی ذات میں تبدیلی ہو جائے گی اور حکم بھی تبدیل ہو جائے گا۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو کچھ گوشت صدقہ دیا گیا تھا انہوں نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کیا، آپ نے فرمایا: یہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

3769 - أخرجه البخاري في الزكاة، باب اذا تحولت الصدقة (الحديث 1495)، وفي الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2577). وأخرجه مسلم في الزكاة، باب اباحة الهدية للنبي صلى الله عليه وسلم ولبنی هاشم ولبنی المطلب وان كان المهدي ملكها بطريق الصدقة وبيان ان الصدقة اذا قبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة وحلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه (الحديث 170). وأخرجه ابو داود في الزكاة، باب الفقير يهدي للغني من الصدقة (الحديث 1655). نسخة الاشراف (1242).

کیونکہ جب تم نے اسے حاصل کیا تو وہ تمہارے لئے صدقہ تھا اور جب تمہاری ملکیت میں آگیا اور پھر تم نے ہمیں دیا تو وہ ہمارے لئے ہدیہ ہوگا کیونکہ ملکیت کی تبدیلی عین یعنی ذات میں تبدیلی کو واجب کرتی ہے۔ (نور الانوار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ اپنے باپ کو کسی کا غلام دیکھے اور پھر اسے خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ ہر ذی رحم محرم جب ملکیت میں آئے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالعموم فرمایا: جو شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو گیا تو وہ آزاد ہے۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۱، قدیمی کتب خانہ کراچی) (ہدایا خیرین ج ۴ ص ۴۴۹، مکتبہ نور یہ رضویہ سکھر)

ذی رحم محرم پر ملکیت حاصل ہونے پر وہ سبب جو عام غلاموں میں ہوتا ہے وہ تبدیل ہو گیا کیونکہ سبب غلامیت سے زیادہ قوی سبب ذی رحم محرم ہونا ہے اور قوی سبب کے ہوتے ہوئے ضعیف سبب ساقط ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو ذی رحم محرم ہوں گے وہ اپنے رشتہ دار کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائیں گے۔

شرح سنن نسائی جلد چہارم کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمد للہ! آج بہ روز اتوار ۱۶ صفر المظفر ۱۴۳۷ھ بہ مطابق ۲۹ نومبر ۲۰۱۵ء شرح سنن نسائی کی جلد چہارم مکمل ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مجھ پر حق کو واضح فرمائے اور اس کی اتباع نصیب فرمائے۔ اور باطل کو واضح کر دے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے بخشش و مغفرت کا سبب بنائے۔ آمین۔

محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ
چک ستیک کا بہاولنگر

خوشخبری

مسلم اہلسنت و جماعت کے عقائد و

نظریات۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان

کے رد۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے

اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور

واپسیر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>